حیاۃ الصحابہ اردو

حصہ سوم

اشاعتِ دینیات، حضرت نظام الدین، نئی دہلی

حیاۃ الصحابہؓ

اردو

عکسی

حصہ اوّل تا سوم

مجلد رنگین
دس روپے

ادارہ اشاعتِ دینیات نئی دہلی ۱۳

Regd. NO. L2608/65

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہیں نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے

اردو عکسی

حیاۃ الصحابہ رض

حصہ اول، دوم، سوم

اس حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دعوت اسلام کا انفرادی و جماعتی نظام، نامور سرداران قریش اور قبائل عرب کا قبول اسلام، صلح حدیبیہ، فتح مکہ کا مکمل بیان۔ نیز مکاتیب سید المرسلین صلعم بادشاہان عالم کے نام اور مکاتیب صحابہ کرام رض کی تفصیلات آگئی ہیں۔

(تالیف)

رئیس التبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

(ترجمہ)

حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی مدفیوضہم

ناشر

احقر انیس احمد ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

(تاج آفسیٹ پریس دہلی)

مصنف مدظلہٗ کی مختصر روداد حیات

(از مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی فاضل دیوبند مترجم کتاب ہذا)

مصنف مدظلہ العالی شیخ التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب متعنا اللہ بفیوضہ وادام برکاتہٗ قصبہ کاندھلہ ضلع مظفرنگر کے رہنے والے مذہب حنفی کے چوٹی کے عالم ہیں آپ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کے نورعین ہیں، نسب نامہ یہ ہے مولانا محمد الیاس بن مولانا محمد اسمٰعیل بن شیخ غلام حسین بن حکیم کریم بخش بن حکیم غلام محی الدین بن المولوی محمد ساجد بن المولوی محمد فیض بن المولوی محمد شریف بن المولوی محمد اشرف

آپ کی پیدائش ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ میں ہوئی سات ہی سال کی عمر میں بستی حضرت نظام الدینؒ دہلی میں حفظِ قرآن پاک میں مشغول ہوگئے جب آپ کی عمر گیارہ سال تھی مدرسہ کاشف العلوم بستی حضرت نظام الدین دہلی میں کتبِ درسیہ نظامیہ شروع کردیں، اکثر کتبِ عربی اپنے والد مرحوم ومغفور سے پڑھیں جب آپ کے والد گرامی نے ۱۳۵۱ھ میں حج حرمین شریفین کا ارادہ فرمایا ہدایہ اور بعض فنون کی کتابیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھیں اور جب آپ کے والد بزرگوار زیارتِ حرمین شریفین سے واپس تشریف لے آئے تو مشکوٰۃ شریف جلالین شریف اور اس کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث پھر مدرسہ کاشف العلوم میں پڑھیں، شروع میں صحاح ستہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں دوبارہ ۱۳۵۳ھ میں مسلم شریف اور بخاری شریف سنن ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف حسب ذیل حضرات کے پاس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھیں بخاری شریف حضرت مولانا عبداللطیف صاحب قدس سرہٗ کے پاس، مسلم شریف مولانا منظور احمد صاحب سہارنپوری کے پاس، اور ابوداؤد شریف حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب متعنا اللہ بفیوضہ وادام برکاتہٗ کے پاس ترمذی شریف حضرت صدر المدرسین علامہ دہر مولانا عبدالرحمٰن صاحب ادام اللہ مجدہٗ کے پاس

کچھ عوارضات کی بناء پر ان چاروں کتابوں کی تکمیل نہ ہوسکی، اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کی تکمیل بھی کی اور کچھ حصہ معانی الآثار کا اور کچھ مستدرک کا پڑھا اور اسی تعلیم کے زمانہ میں ۱۳۵۴ھ میں امانی الاحبار شرح معانی الآثار لکھی جواب دو حصّہ سے زائد مکمل ہوکر چھپ چکی ہے

حضرت موصوف کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں بحمداللہ موصوف کی مساعئ جمیلہ قابل صد داد ہے اسلام کا بجھتا ہوا چراغ صاحب موصوف کی کوششوں سے بحمداللہ یہاں تک روشن ہوا کہ آپ کا تبلیغی کارنامہ نہ فقط ہندوستان اور ممالک اسلامیہ عربیہ تک ہی محدود رہا بلکہ یورپ کے اکثر ممالک امریکہ، جاپان، انڈونیشیا، اور افریقہ وغیرہ تک اس کے اثرات اور منافع اظہر من الشمس ہوگئے۔

مدرسہ نافع العلوم کورانہ ڈاک خانہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر ۳ جمادی الثانی بروز پیر ۱۳۸۳ھ

فہرست عنوانات

حصہ اول

فہرستِ عنوانات

حصہ دوم

اوپر کے نمبروں کا سلسلہ حصہ اول سے شروع کیا گیا ہے

فہرستِ عنوانات

حصہ سوم

کتاب ہذا میں اوپر کے نمبروں کا سلسلہ حصہ اول سے شروع کیا گیا ہے

ختم کتاب

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ملازمت کے زمانہ میں جب بندہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۱۹۴۴ء میں حاضر ہوا تو اس وقت روزانہ بعد نماز عشاء حضرت اقدس سیدی و مرشدی و مولائی مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہٗ البدایہ والنہایہ کا عربی متن پڑھ کر اس کا ترجمہ فرماتے و حسب ضرورت حضرت رحمۃ اللہ علیہ واقعات کی تشریح فرماتے، دعوت کے انہماک میں یہ تشریح کبھی اس قدر طویل ہو جاتی کہ اصل عربی کتاب بہت کم پڑھی جاتی، حضرات صحابۂ کرام کے تذکرے جب یہ حضرات فرماتے تو بالکل ایسا محسوس ہوتا تھا کہ صحابۂ کرام کو گویا انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یا یہ کہ یہ حضرات ان کے گھر کے مخصوص لوگوں میں سے ہیں اور یہ سب واقعات ان حضرات کے سامنے گذرے ہیں،

۱۹۴۵ء سے حضرت جی مدظلہ العالی کی خدمت میں سفر و حضر میں اکثر رہنا ہوا، اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ خود اس سرچشمہ رشد و ہدایت سے کچھ حاصل نہیں کیا لیکن حضرت کے چوبیس گھنٹے کے معمولات سے یقین ہوا ہے کہ اس زمانہ میں اتنی محنت و جانفشانی صرف وہی کر سکتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد ہو،

حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کی پوری زندگی کا معمول یہ ہے کہ تہجد کی نماز سے فراغت فرما کر کتب احادیث کا مطالعہ اور تصنیف و تالیف، فجر کی نماز کے بعد روزانہ بلاناغہ تقریباً دو گھنٹہ بیان، پھر اشراق کے بعد صبح کی چائے پر مہمانوں سے تبلیغ کے اصول و طریقۂ کار پر مفصل گفتگو اور جو حضرات بیعت ہونا چاہیں انہیں بیعت فرمانا، پھر واپس ہونے والے حضرات سے گھر پر رہ کر تبلیغ کے کام کو کس طرح کریں اور دوبارہ آنے کے لئے تیار کرنا، اس کے بعد اللہ کے راستے میں نکلنے والی جماعتوں کو اس راہ کے اصول و آداب اور مفصل طریقۂ کار بیان کرنا اور ان سب کاموں میں اس قدر محنت کرنا کہ اکثر دوپہر کا کھانا ایک بجے تناول فرماتے دیکھا گیا ہے، ظہر کے بعد اسباق کی کتب کا مطالعہ اور نمازِ عصر تک طلبائے مدرسہ کو صحاحِ ستہ کی کسی کتاب کا سبق پڑھانا، عصر مغرب کے درمیان خصوصی مہمانوں سے ملاقات اور تبلیغی بات چیت، مغرب کی نماز کے بعد اوابین کے نوافل میں تلاوۃ قرآن مجید کا روزانہ اہتمام اور یٰسین شریف کے ختم کے بعد مجمع عام میں دعا یا دعا میں شرکت فرمانا، پھر عشاء تک تصنیف کا کام، کھانے اور نماز کے بعد حیاۃ الصحابہ کا عام مجمع میں روزانہ اس عشق و محبت کے ساتھ سنانا کہ کیا سردی اور کیا گرمی

ہمیشہ رات کو گیارہ، بارہ بجے تک یہ سلسلہ قائم رہتا ہے، ان امور کا یہ معمول تو دائمی ہے ان کے ساتھ، باہر سے آنے والی اور باہر کو جانے والی جماعتوں کے متعلق مشورے، اجتماعات کی تاریخوں کا تعین اور بیرونِ ممالک کے کام کی فکر و نگرانی اور عوام و خواص کو خصوصی طور پر آمادہ کرنا اور اس پر گھنٹوں صرف فرمانا یہ مزید ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کو رشد و ہدایت کے لئے ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور مزید صحت و قوت عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پیشِ نظر کتاب حیاۃ الصحابہؓ کے اردو ترجمہ کے لئے حضرت جی مدظلہ کی فرصت فراغت کا تو کوئی امکان ہی نہیں، یہاں کی تجدید دین کی عملی سرگرمیوں میں بھی حضرات کی انتہائی مشغولی کی بناء پر برسوں بھی اس کی امید نہ تھی کہ جس محنت و تشغف سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اُسی توجہ اور گہرے مطالعہ کے ساتھ اس کے شایانِ شان کوئی ترجمہ کرنے والے ملیں لیکن حق تعالیٰ شانہ جب کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو محض غیب سے اس کی شکلیں بھی خود ہی پیدا فرما دیتے ہیں، مترجم کی تلاش و جستجو کے دوران یہ حقیقت بھی واضح ہوئی کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض تربیت صرف معروف و مشہور اہل اللہ ہی کے ذریعہ نہیں بلکہ اس گئے گذرے دور میں اب بھی ہزاروں ایسی ہستیاں موجود ہیں جو نہایت خاموشی یکسوئی و انتہائی سادگی اور زہد و ورع کے ساتھ کسی ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہیں جو دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں،

فاضل مترجم حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب مدظلہ انہیں معظم ہستیوں میں سے ایک ہیں جو تقریباً تیس سال سے ابتدائی عربی کتب سے لیکر دورہ کی انتہائی کتاب تک پڑھاتے رہے ہیں، مولانا کا رات دن کے علمی انہماک کا عالم یہ ہے کہ روزانہ پندرہ بیس سبق پڑھانا و اسی درمیان میں آنے والے مریضوں کو دیکھنا اور نسخہ لکھنا اور آدھی آدھی رات تک مشغول رہنا و پھر صبح چار بجے اٹھ جانا و حسب معمول سارے دن مشغول رہنا، ترجمہ کا ملا لکھتے وقت میں نے خود دیکھا کہ کھانا، لباس، حجامت، اور دیگر بشری تقاضے انتہائی عجلت میں پورے کئے اور پھر مشغول ہو گئے، انکسار و اخفاء کا یہ عالم کہ ان کے گرد و پیش کے شاید چند حباب ہوں گے جنہیں یہ معلوم ہوگا کہ موصوف حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز حضرت مولانا فرغام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں

بہرحال اب مناسب ہے کہ کتاب کے قارئین کرام خصوصاً اہل علم سے درخواست کروں کہ کتاب کے ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ وہی موصوف کے مزید تعارف کے لئے کافی ہے، نیز مولانا کی بار بار تاکید کی بناء پر گذارش ہے کہ ترجمہ میں اگر کوئی چیز پھر بھی اصلاح طلب ہو جو بشریت کی بناء پر ممکن ہے تو اس سے احقر کو مطلع فرما کر ممنون احسان فرمائیں، نیز احقر اور جنہوں نے اس کی تیاری میں تعاون فرمایا ان سب کو دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں۔

یکم رجب المرجب ۱۳۸۳ھ ——— بندہ انیس احمد غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغازِ کتاب

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

امابعد! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت اور ان کے تاریخی کارنامے دینی جذبات اور قوتِ ایمانی کے ایسے قوی سرچشمے ہیں جن کی بدولت یہ امت اور دعوتِ دین کے مراکز ان سے نورِ ایمانی حاصل کر سکتے ہیں اور ان کے ذریعہ ان قلوب کی انگیٹھیاں روشن کی جا سکتی ہیں جن کا بجھنا اور مضمحل ہو جانا اس مادی طاقت کی بگڑی ہوئی ہوا میں قریب الوقوع ہے، اور یہی نور کی مشعل جب بجھ گئی تو اس امت سے قوت اور تمیز اور تاثیر جاتی رہی اور ایک بے جان لاش کی طرح ہو گئی جس کو زندگی اپنے کاندھوں پر لادے پھر رہی ہے،

یہ کتاب ان عظیم الشان شخصیتوں کی تاریخ ہے جن کے پاس دعوتِ اسلامی پہونچی وہ ایمان لائے اور انہوں نے دلوں کی گہرائیوں میں اس کو جگہ دی، یہ وہ حضرات تھے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جاتی تو فرماتے۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ، اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران ۲۰۰-۴) ترجمہ "اے ہمارے پروردگار، بیشک ہم نے ایک منادی کو ایمان کی ندا دیتے ہوئے سنا کہ اے لوگو اپنے رب پر ایمان لے آؤ، ہم ایمان لے آئے" یہ وہی اسلافِ کرام کی جماعت تھی جنھوں نے اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیدیئے اُن کے لئے اُن کے نفوس اور ان کے اموال اور ان کے خاندان کا راہِ حق میں قربان کر دینا آسان اور سہل تھا، انہوں نے دعوت الی اللہ کے راستے میں تمام تلخیوں اور ہر قسم کی مصائب کو اچھا سمجھا، دعوت الی اللہ ان کے قلوب میں سرایت اور ان کے نفوس اور عقول پر غالب آچکی تھی، ایمان بالغیب، محبت الٰہی ومحبت رسول، اور مسلمانوں پر رحمت ورأفت اور کفار کے لئے ان کی شدت دنیا پر آخرت کو ترجیح دینا وغیرہ کے عجائبات ان سے مشاہدہ کئے گئے، ان حضرات نے آنے والی حیات کو موجودہ حیات پر اور غائب کو موجود پر در

ہدایت کو گمراہی پر ترجیح دی، لوگوں کو دعوت و تبلیغ کے لئے انتہائی حریص تھے، اللہ کی مخلوق کو بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ واحد کی عبادت پر لگانا انہیں حضرات کا کارنامہ ہے مذاہب کے جارحانہ قوانین سے اسلام کے عدل کی طرف لانا، دنیا کی تنگی سے وسعت کی طرف لے جانا دنیا کے مزخرفات اور اللہ کی ملاقات کا شوق دلانا اور جنت کی طرف مائل کرنا یہ سب انہیں حضرات کے کارنامے ہیں، بلند ہمتی اور وسعتِ نظری، اسلام کا پھیلانا اور اسلامی محاسن کی تمام عالم میں اشاعت کرنا انہیں حضرات کا شیوہ تھا، انہیں محاسن کی نشر و اشاعت کے لئے یہ حضرات زمین کے مغرب و مشرق میں اس کے نرم و سخت حصوں میں، اس کی پستی اور بلندیوں پر پھیل گئے اپنی تمام لذتوں کو اس کام کے لئے چھوڑا اور تج دیا، اپنے وطنوں اور اپنی راحتوں کو چھوڑا اپنی جانوں اور خالص مالوں کو اللہ کی راہ میں قربان کیا یہاں تک کہ دینِ خداوندی اس طرح عالم میں مستقر ہو گیا جیسے اونٹ اپنی گردن زمین پر ڈال کر بیٹھ جاتا ہے قلوب اللہ کی طرف مائل ہوئے، اور ایمانی ہوا بڑی طاقت اور رأفت کے ساتھ مبارکی اور خوش گواری پھیلاتی ہوئی چلی، ہدایتُ اللہ تمام عالم میں پھیل گئی، انسان، اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے

کتبِ تواریخ ان واقعات سے بھرپور ہیں، اور اسلامی دیوان اور کتب میں ان کے واقعات اور خبریں محفوظ ہیں، چونکہ مسلمانوں کی زندگی میں ہمیشہ روز بروز نت نئے واقعات و حوادث پیش آتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے تبلیغ کے لئے حکیمانہ روش اختیار کرنی پڑتی ہے انہیں وجوہات کی بناء پر مصلحینِ امت اور مبلغین اسلام کو ان حکایات اور قصص و واقعات کی اشد ضرورت واقع ہوئی تاکہ مسلمانوں کے بیدار کرنے اور ان کے قلوب کو ایمانی چنگاری کے ساتھ منور کرنے اور دین کی حمایت کرنے میں ان واقعات سے امداد لیں اور استفادہ کریں۔

مگر مسلمانوں پر ایک طویل زمانہ ایسا گذرا جس میں ان دینی کارناموں سے بے رغبتی برتی گئی اور ان کو بھلا بیٹھے، ان کے مصنفین و مؤلفین اور واعظین و مبلغین اس بات سے پھر کر صوفیا و مشائخ اور اولیاء متاخرین کے قصص و اخبار میں پڑ گئے، کتابیں ان کی حکایات و غیر معتبر کرامات سے بھر دیں، لوگ بھی انہیں باتوں پر حریص اور سخت راغب ہو گئے، وعظ کی مجلسیں اور تعلیمی درسگاہیں اور کتابوں کے صفحات انہیں سے بھرپور ہو گئے۔

جہاں تک میرا علم ہے اس زمانہ میں سب سے اوّل جو شخص صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اسلامی دعوت اور دینی تربیت کے اخبار و احوال کے فضائل اور اس اصلاحی و تربیتی دولت کی قیمت جو سپرد اوراق ہو چکی تھی اور ان کی تاثیرات کی قلوب پر اثر اندازی سمجھانے کی طرف جس نے توجہ کی اور بیدار ہوا اور اس کام کے لئے آگے بڑھا، مشقتیں اٹھائیں اور اس کام کی انجام دہی کا فیصلہ کیا وہ مصلحِ اعظم، رئیس التبلیغ حضرت مولانا

شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۳ھ) تھے جنھوں نے اس عالی فریضہ کی انجام دہی کے اصول وطریقہ کار کا بغور مطالعہ کیا اور تحقیقات کیں، مذاکرے کئے اور مدارستہ کی، میں نے دیکھا ہے کہ انہیں سیرتِ نبوی اور اخبارِ صحابہؓ کے ساتھ انتہائی شغف تھا، اپنے تلامذہ اور اپنے ساتھیوں سے انہیں چیزوں کا تذکرہ کرتے اور یہی باتیں ان کی مجلس میں ہر رات پڑھی اور سنائی جاتیں، بڑی رغبت اور بڑی عظمت اور انتہائی شوق کے ساتھ سنتے اور انہیں باتوں کے نشر واحیا اور انہیں باتوں کے مذاکرات کو پسند فرماتے تھے ان کے بھتیجے رئیس المحدثین حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی نے جو اوجز المسالک شرح موطا امام مالک کے مصنف ہیں ایک متوسط درجہ کی کتاب حضرات صحابہؓ کے قصص میں حکایاتِ صحابہؓ اردو زبان میں تالیف فرمائی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب سے انتہائی خوش تھے جو لوگ تبلیغی نقل وحرکت میں ان کے ساتھ مشغول تھے آپ نے ان کے لئے اس کتاب کا پڑھنا پڑھانا ضروری قرار دیا، یہ کتاب تھی بھی اسی قابل، دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جو کتابیں تصنیف کی گئیں ان کتابوں میں جنھوں نے قبولیتِ عامہ حاصل کی، اور حلقۂ دین میں کافی مروج ہو چکی تھیں یہ کتاب ان سب میں نہایت اہم تھی،

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی اپنے والد محترم حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جس طرح صحیح جانشین ہوئے اسی طرح دعوت وتبلیغ کی امانت کا بوجھ اٹھانے میں بھی ان کے صحیح وارث ہوئے بطور وراثہ ان میں ذوق بھی وہی ہوا احوالِ صحابہؓ اور ان کی سیرت کے ساتھ وہی شوق وتوجہ پیدا ہوئی یہی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی اپنے والد مرحوم کو یہ حکایات اور صحابہ کرامؓ کی سیرت اور ان کے احوال کی کتابیں سنایا کرتے تھے، والد کی وفات کے بعد باوجود تبلیغی جد وجہد کے سلسلہ کی انتہائی مشغولیت کے تاریخ اور طبقاتِ صحابہ اور سیرت کی کتابوں کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے، جن لوگوں سے ہم واقف ہوں ان سے زیادہ وسیع النظر، اخبارِ صحابہؓ ان کے احوال کی باریک بینی میں، اور خوبصورتی کے ساتھ ان واقعات کا اقتباس کرنے میں اور ان کے لئے کثرت سے حدیثیں اور واقعات لانے میں ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا، اور شاید مولانا کی قوتِ کلامی اور اس کی تاثیر کا سرچشمہ اور ان کی جادو بیانی اور دلوں میں نفوذ کر جانے کا راز یہی قصص حق اور حکایاتِ تاریخیہ ہیں، ایک بڑی جمعیت وجماعت کو قربانی دینے اور ایثار کرنے، مصائب اور مشقت کو آسان سمجھنے پر آمادہ کر دیا جنھوں نے اللہ تعالےٰ کے راستے میں مشقت برداشت کرنے کو کلیجہ سے لگا دیا

ان کے زمانہ میں دعوت وتبلیغ عرب کے گوشہ گوشہ میں امریکہ، یورپ اور جاپان میں اور ہندوستان کے چپہ چپہ پر پھیل گئی جس کی بنا پر ایک ایسی بڑی کتاب کی ضرورت پیدا ہوئی کہ تبلیغی

فرائض انجام دینے والے، اس کے لئے سفر کرنے والے اس کتاب کی درس وتدریس کرسکیں اور دلوں اور عقلوں کو غذا پہونچا سکیں اور اپنے دینی میلان کو جوش میں لاسکیں نیز لوگوں کو تبلیغ کے سلسلہ میں وقت فارغ کرنے پر آمادہ کرسکیں کہ وہ اپنی جان ومال کو قربان کردیں، اور اس کے لئے دنیا بھر میں گشت کریں جس میں ہجرت ونصرت اور فضائل اعمال و مکارم اخلاق کی بہترین تعلیم ہو، جب لوگ ان واقعات کا مطالعہ کریں تو اپنے آپ کو ان قصص کے سامنے اتنا ذلیل اور نکما سمجھیں جس طرح نوبال سمندر کے سامنے اور جیسے آدمی بلند پہاڑوں کے سامنے، وہ اپنے یقین وایمان پر (عدم پختگی کا) الزام رکھنے لگیں اور اپنے تمام اعمال کو ہیچ سمجھنے لگیں، اور اپنی زندگی کو حقیر اور نکما اور آئندہ کے لئے ان کی ہمتوں میں بلندی پیدا ہو اور ان کے نفوس ترقی دین کے طالب بنیں، اور ارادوں میں حرکت پیدا ہو۔

اللہ پاک نے ارادہ فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی کو اس اہم موضوع پر تالیف کرنے کی فضیلت سے نوازے اور دعوت وتبلیغ کی فضیلت پر اس کا اضافہ کرے باوجود اس کے کہ ان کی زندگی اسفار کی کثرت آنے جانے والوں کا ہجوم ومجامع اور مہمانوں کی ضیافت در جماعتوں کی آمدورفت میں انتہائی مشغول ہے۔ تالیف وتصنیف ایسے شخص سے کوسوں دور ہوتی ہے، لیکن مولانا میں اس بات کی استطاعت اللہ تعالےٰ کی توفیق ونصرت اور مولانا کی بلند ہمتی و پختگی عزم سے پیدا ہوئی کہ وہ تصنیف وتالیف میں مشغول ہوں اور تبلیغ کے فرائض اور تصنیف کا کام بیک وقت انجام دیں، حالانکہ ان دونوں کاموں کا جمع کرنا بہت دشوار ہے، اللہ تعالےٰ کی مدد وتوفیق سے ان میں یہ بھی استطاعت پیدا ہوئی کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی معانی الآثار کی شرح امانی الاحبار بڑی ضخیم جلدوں میں تصنیف کی، اور اللہ کی قوت وامداد سے اس بات کی بھی ان میں طاقت ہوئی کہ کتاب ہذا حیاۃ الصحابہؓ کی تین ضخیم جلدیں تیار کردیں، جو مضامین کتب سیر وتاریخ وطبقات صحابہ میں مختلف جگہ تھے ان سب کو ایک جگہ جمع کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں اور حدیثوں کے ساتھ مضمون کی ابتدا کی اور دوبارہ صحابۂ کرام کے قصوں کے ساتھ اس کی تکرار کی اور دعوت وتبلیغ اور دینی تربیت کا خاص طور سے اس میں لحاظ رکھا، مبلغین اور مربّیین کی خاص طور سے ہمت افزائی کی، یہ مبلغین کے لئے تذکرہ عمل کرنے والوں کے لئے توشہ اور عام مسلمانوں کے لئے ایمان ویقین کا مدرسہ ہے، صحابہ کرامؓ کی وہ خبریں اور وہ سیرت اور قصص وحکایات جمع کی ہیں جن کا ایک کتاب میں ملنا مشکل ہے، اس لئے کہ انہوں نے اس کا اقتباس بہت سی کتابوں سے کیا ہے، مثلاً کتب احادیث، مسانید، کتب تاریخ اور کتب طبقات سے، اس لئے یہ کتاب اس عہد کا نقشہ کھینچ کر دکھاتی ہے اور صحابہؓ کی حیات اور ان کی خصوصیات، ان کے اخلاق اور طبعی رجحانات کا نمونہ پیش کرتی ہے یہ باریکیاں اور روایات وقصص کا یہ احاطہ وکثرت کتاب کی تاثیر کو کامل کردیتے ہیں جو ان کتابوں میں

نہیں ہوتیں جن میں اجمال و اختصار اور نفس قصہ ہوتا ہے اس کتاب میں قصص کی تفصیل کی وجہ سے کتاب
کا پڑھنے والا ایمان و دعوت و تبلیغ میں بلندی و فضیلت اور اخلاص و زہد کے ماحول میں زندگی گذارتا ہے
اور جب یہ بات صحیح ہے کہ کتاب مصنف کی صحیح تصویر اور اس کے دل کا ایک ٹکڑا ہوتی ہے، اور اسی قدر
اثر انداز ہوتی ہے جتنا مؤلف عقیدت و ذہنیت تاثر و طبعی میلان لیکر لکھتا ہے اور جیسی سوسائٹی اور ماحول میں
اس نے پرورش پائی ہو اس کا بھی اثر پڑتا ہے، جب یہ بات صحیح ہے تو میں بلا خوف و خطر کہتا ہوں کہ
یہ کتاب نہایت مؤثر اور بیحد کامیاب ہے، اس لئے کہ مؤلف مدظلہ العالی نے اس کتاب کو عقیدت اور دین کی پاسبانی
اور قربت الی اللہ اور عطوفت کے ساتھ لکھا ہے، مصنف کے گوشت اور خون میں صحابہؓ کی محبت کا خلط
اور ملاپ ہے جو ان کے دل و دماغ پر مسلط اور غالب ہے، انہیں کی خبروں اور احادیث میں ایک طویل
زندگی گذاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہمیشہ اسی میں ان کی زندگی گذرے گی اور انہیں باتوں کے
سرچشمہ سے سیراب ہوتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں درازی و برکت عطا فرمائے۔

اس کتاب پر مجھ جیسے کی تقریظ لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ مصنف مدظلہ العالی انتہائی
جلیل المرتبہ اور اخلاص سے بھرپور ہیں جہاں تک میرا علم و اعتقاد ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ ہیں، اور
قوتِ ایمانی اور قوتِ دعوت میں زمانہ کی خیر میں سے ایک خیر ہیں، اور وجود دعوت ہی کے ہو رہے ہیں
یہ تبلیغ کے راستہ میں فانی ہیں، ان جیسی مثالیں زمانے کی قسمت میں مدتِ طویلہ کے بعد
آتی ہیں یہ ایسی دینی تحریک کی قیادت کر رہے ہیں جو تمام تحریکات میں قوی اور وسیع ہے، اور
نفوس پر اثر کرنے کے لئے ان کی تحریک نہایت عظیم ہے، لیکن مصنف مدظلہ العالی نے اس تقریظ
لکھوانے سے مجھے نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے، اور میں نے بھی یہ سوچا کہ اس بڑے کام میں میرا بھی
کچھ حصہ ہو جائے، میں نے یہ چند کلمات تقرب الی اللہ کے لئے لکھ دیئے اللہ پاک اس کتاب کو قبول
فرمائے اور اپنے بندوں کو اس سے نفع پہونچائے۔

ابوالحسن علی حسنی ندوی
سہارنپور

۳ رجب ۱۳۷۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی آیات

خدا اور رسولِ خدا کی اطاعت میں

فاتحۃ الکتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا بیحد مہربان نہایت رحم والا

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○

مالک روز جزا کا تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ

بتلا ہم کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی جن

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ○ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ

پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا

وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○

اور نہ وہ گمراہ ہوئے

(۲) إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ (آل عمران)

بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے

(۳) قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○ (الانعام)

تو کہہ دے مجھ کو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دینِ صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں سے
تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرماں بردار ہوں

(۴) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ (الاعراف)

تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ

(۵) وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○ (النساء)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اُس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا بُرا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان

(۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۝ (الانفال)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اس سے مت پھرو سُن کر

(۷) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (آل عمران)

اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو

(۸) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (الانفال)

اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا، اور صبر کرو، بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے

(۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ (نساء)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام

(۱۰) إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَى اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (نور)

ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائیے ان کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہیں کا بھلا ہے۔ اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے

(۱۱) قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور

حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ۔ اور پیغام لانے والے کا ذمہ نہیں مگر پہونچا دینا کھول کر

(۱۲) وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (النور)

وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیگا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دیگا ان کے لئے دین انکا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دیگا ان کے ڈرنے کے بدلے میں امن، میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اس کے پیچھے، سو وہی لوگ ہیں نافرمان ——— اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے، تاکہ تم پر رحم ہو

(۱۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ (الاحزاب)

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشدے تم کو تمہارے گناہ۔ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد

(۱۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ (الانفال)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہو گے۔

(۱۵) قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ (اٰل عمران)

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر روگردانی کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے،

(۱۶) وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ (النساء)

(۱۷) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۚ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○ (النساء)

جس نے حکم مانا رسول کا پس اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان، اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی، اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت، یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا

(۱۸) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (النساء)

اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے

(۱۹) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر ایمان رکھتے ہو، ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (الانفال)

ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی

(۲۰) وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (التوبة)

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں، سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا

(۲۱) قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (آل عمران)

تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو، تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲۲) لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (الاحزاب)

تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔

(۲۳) وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ (حشر)

اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

احادیثِ نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ اور متبعین خلفاء کی فرماں برداری میں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری اطاعت کی بیشک اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی پس میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی[1]

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ میری امت کا ہر فرد جنت میں جائیگا مگر جس نے انکار کیا جس نے میرا اتباع کیا جنت میں جائیگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا[2]

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ چند فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سو رہے تھے فرشتوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب کے لئے ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو بعض فرشتوں نے کہا کہ آپؐ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ حضورؐ کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک مکان بناکر اس میں عام دعوت کے لئے دستر خوان بچھایا اور چنا اور ایک بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کا کہا مانا گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے بلانے والے کا کہنا مانا نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دستر خوان سے کھایا پھر فرشتوں نے کہا کہ اس کی تفسیر آپؐ کے لئے بیان کرو تاکہ حضور علیہ السلام اس کو سمجھ لیں کسی فرشتے نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں اور کسی نے کہا کہ حضورؐ کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے، تب فرشتوں نے بیان کیا کہ وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانا اس نے بیشک اللہ کا کہا مانا اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی پس اس نے بیشک اللہ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافر اور مومن لوگوں میں باعث فرق ہیں یعنی آپ کے فرماں بردار مومن اور آپ کے مخالف کافر ہیں[3]

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے میری اور اس دین کی مثال جس کو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا اس آدمی جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے بچشم خود لشکر دیکھا ہے اور میں کپڑے اتار کر ڈرانے والا ہوں (عرب میں خطرہ کے موقع پر ننگے ہوکر آواز دیتے تھے،

---

[1] بخاری شریف [2] ایضاً کذا فی الجامع ج ۲ صفحہ ۲۳۲

[3] بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۲۱ ، کتاب دارمی میں بھی حضرت ربیعۃ الجرشیؓ سے یہی معنی نقل کئے گئے

بچو اور نجات حاصل کرو پس اُن کی قوم میں سے ایک جماعت اس کا اعتبار کر کے اندھیرے اندھیرے نکل گئی بڑے آرام سے اور نجات پا گئی اور ایک جماعت نے اس کی قوم میں سے ڈرانے والے کی تکذیب کی اور اپنے مکانوں ہی میں رات کاٹ کر صبح کر دی اور صبح ہوتے ہی ان پر لشکر ٹوٹ پڑا اور ان کو ہلاک کر دیا اور جڑ و بنیاد سے اکھیڑ پھینکا پس یہ مثال میری اور میری لائی ہوئی چیز کے اتباع کرنے والوں کی ہے اور ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے میری نافرمانی کی اور میری لائی ہوئی چیز کو جھٹلایا[۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے میری امت پر ضرور ایسا زمانہ گذرے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر گذرا جس طرح جوتے کا ایک تلہ دوسرے تلہ کے مطابق ہوتا ہے حتیٰ کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلم کھلا زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو اس کام کو کریگا اور بیشک بنی اسرائیل بہتّر فرقہ میں منقسم ہوئے اور میری امت تہتّر فرقوں میں منقسم ہوگی بجز ایک فرقہ کے سب جہنم میں جائیں گے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ جنت میں جانے والا کونسا فرقہ ہوگا آپ نے فرمایا جو اس راستہ پر چلا رہا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں[۲]

عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اپنے چہرۂ منور کے ساتھ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسا موثر وعظ بیان فرمایا کہ آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور دل خوف و ہراس سے بھر گئے تو ایک صحابیؓ بولے یا رسول اللہ یہ تو گویا کہ ایسا وعظ ہے جو رخصت کرنے والے جیسا ہے پس کن امور کے ساتھ آپ ہم لوگوں کو وصیت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور میرے کہنا سننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیتا ہوں گرچہ وہ حبشہ کا باشندہ ور غلام ہو پس بلاشبہ جو آدمی تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا تم ایسی صورت میں میری اور میرے ہدایت دینے والے پچھلے خلفاء کی سنت اور طریقہ پر عمل کرنا اور اسی طریقہ کو پکڑنا اور اس پر دانت گاڑ دینا اور اپنے آپ کو ہر نئے طریقہ سے محفوظ رکھنا اس لئے کہ ہر نیا طریقہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے[۳]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے میرے بعد میرے صحابہؓ میں ہونے والے اختلاف سے متعلق پوچھا تو اللہ پاک نے میرے پاس یہ وحی بھیجی کہ محمدؐ آپ کے صحابہؓ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کے مانند ہیں بعض بعض سے زیادہ قوی ہے اور ہر ایک کے لئے نور ہے پس جس نے کسی اس شے پر عمل کر لیا جس پر صحابہؓ میں اختلاف ہے پس ایسا آدمی میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ تاروں کے مانند ہیں جس کسی کی بھی اقتدا کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے[۴][۵]

---

[۱] مسلم و بخاری [۲] ترمذی [۳] ترمذی ابوداؤد و مشکوٰۃ [۴] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۰۲ [۵] رزین مرفوعاً

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں میں اپنے قیام کی مقدار نہیں جانتا پس میرے بعد دو صحابہؓ کی اقتدا کرنا اور آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا اور حضرت عمارؓ کی عادت کی طرح عادت ڈالو اور جو کچھ تم سے عبداللہ بن مسعودؓ بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔[۱]

حضرت بلالؓ بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جس نے میرے بعد کسی ایک سنت کو میری ان سنتوں میں سے زندہ کیا جو مرچکی تھی پس اس زندہ کرنے والے کے لئے اُن تمام لوگوں جیسا اجر و ثواب ہے جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی آئے اور جس نے ایجاد کیا گمراہی کا نیا طریقہ جو کہ اللہ اور اُس کے رسول کو پسند نہیں اس کے اوپر گناہ کی وہ تمام مقدار ہوگی جو اس گمراہی پر عمل کرنے والوں کے لئے ہوگی اور ان کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ کیا جاویگا۔[۲]

عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ دین ملک حجاز کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائیگا جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ کر آجاتا ہے اور ضرور دین حجاز میں اس طرح جگہ پکڑ کر رہیگا جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر جگہ بنا کر رہتا ہے بیشک دین کا ظہور اور اس کی ابتدا اجنبی مسافر کی طرح ہوئی اور عنقریب پھر دین اجنبی مسافر کی طرح ہوگا جس طرح کہ اُس کی ابتداد ہوئی تھی پس دین کی خاطر اجنبیت اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہو اور وہ ایسے لوگ ہیں جو میری ایسی سنتوں اور طریقوں کی تجدید کرتے ہیں جن کو لوگوں نے میرے بعد خراب کر دیا ہوگا۔[۳]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے چھوٹے بچے اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو صبح و شام اس حالت میں گذارے کہ تیرے دل میں کسی کی جانب سے کھوٹ و کپٹ نہ ہو تو اس طرح کرلے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے میرے چھوٹے بچے یہ بات میری سنت سے ہے اور جس نے میری سنت کو درست رکھا پس تحقیق کہ مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔[۴]

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس طرح روایت بیان کی ہے جس نے میری سنت پر میری امت کے فساد کے وقت عمل کیا اُس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے ۔ و طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے یہی روایت بیان کی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ طبرانی نے ایسے آدمی کے لئے ایک شہید کا ثواب روایت کیا ہے۔[۵]

اور طبرانی نے اور ابونعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرنے والے کے لئے ایک شہید کا ثواب ہے۔

---

[۱] ترمذی مرفوعاً [۲] لیفۃ اخرج ابن ماجہ ایضاً نحوہ عن کثیر بن عبداللہ بن عمرو عن ابیہ عن جدہ [۳] ترمذی شریف [۴] ترمذی شریف [۵] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۴۴

اور حکیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میری سنت پر عمل کرنے والا میری امت کے اختلاف کے وقت چنگاری پکڑنے والے کی طرح ہے[1]

مسلم شریف نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ اور ابن عساکر نے یہی فرمان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کے شروع میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ مجھ سے ہے

اور دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوگا'

اور سنجری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے بیشک مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۱ ص ۴۷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے متعلق آیاتِ قرآنی

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝ (الاحزاب)

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارا مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا

(۲) يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب)

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ

(۳) اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۂ فتح)

ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا، تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت رکھو اور اس کی پاکی بولتے رہو صبح اور شام۔

(۴) اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ (البقرہ)

بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والے کی،

(۵) اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ (فاطر)

بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا،

(۶) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ (فاطر)

اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈر سنانے والا

(۷) وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے

لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (سبا)

خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے

(۸) وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ○ (فرقان)

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو خوشخبری اور ڈر سنانے والا

(۹) وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (انبیاء)

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا، سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر

(۱۰) هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (توبہ)

اُسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر، تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے بُرا مانیں مشرک

(۱۱) وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ (نحل)

اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہیں میں کا اور تجھ کو دیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا، و ہدایت و رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے

(۱۲) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (البقرہ)

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا

(۱۳) قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

بیشک اللہ نے تم پر اتاری ہے نصیحت رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانے والی تاکہ نکالے اُن لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ

يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ (طلاق)

بھلائی وہ داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں، سدا رہیں ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی

(۱۴) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اٰل عمران)

اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے،

(۱۵) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (البقرۃ)

جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تمہیں میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو

(۱۶) لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبۃ)

آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہونچے، حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے

(۱۷) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَھُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ

سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو اور اگر تو ہوتا تند خو، سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (آل عمران)

ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر۔ اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے

(۱۸) إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (توبہ)

اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی، اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا،

(۱۹) مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ

محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر، خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں۔ اور کئے ہیں بھلے کام، معافی کا اور بڑے ثواب کا،

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (فتح)

(۲۰) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف)

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی اُمّی ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں، وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے بُرے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو اُن پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہونچے اپنی مراد کو

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیاتِ قرآنی

(۱) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (توبہ)

اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے، پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا، اور ان تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا، یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین، باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تاکہ وہ پھر آئیں، بیشک اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (فتح)

تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

(۳) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہیں نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (توبہ)

وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہیں میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی،

(۴) لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (حشر)

واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے، ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے، اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں، اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اُس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ہیں ان کے پاس، اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے

(۵) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ڰ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (زمر)

اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دُہرائی ہوئی بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سجھانے والا

(۶) إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ
إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا
وَّسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ
عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (سجدہ)

ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو
سمجھائیے، ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک
ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ
اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔ جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں
اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب
کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے
ہیں سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھی ہے
ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلہ اس
کا جو کرتے تھے

(۷) وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝
وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا
هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا
لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَ
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَ
الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ
هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ (شوریٰ)

اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی
رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب
پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے
گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ
آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں اور جنہوں نے
کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور
کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا
دیا کچھ خرچ کرتے ہیں، اور وہ لوگ کہ جب ان پر
ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں

(۸) مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝
لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصَّادِقِينَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ

ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو
ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں
راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ تا کہ بدلہ
دے اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب
کرے منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ ڈالے ان

إِنْ شَآءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

کے دل پر بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

(۹) أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ ۝ (زمر)

بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا۔ اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ؟

قرآن مجید سے پہلی کتابوں میں حضورؐ اور صحابہؓ کا ذکر

عطاء بن یسارؒ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا تو میں نے اُن سے کہا آپ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات سے خبر دیجئے جو توراۃ میں آئی ہیں فرمایا بہت اچھا خدا کی قسم بیشک آپ توریت میں بھی انہیں صفات کے ساتھ موصوف ہیں جو قرآن شریف میں ہیں (توریت میں ہے) اے نبی ہمنے آپکو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اَن پڑھوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندہ اور میرے رسول ہیں میں نے آپکا نام متوکل رکھا نہ آپ فحش گو ہیں نہ سخت طبیعت والے نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں نہ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں لیکن آپ درگذر اور معاف کرتے ہیں اور ہرگز آپ کو اللہ پاک اُس وقت تک نہ اُٹھائیگا جب تک کہ لوگ ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کرلیں اس طرح کہ کہدیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جس سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور پردہ پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔ [۱]

وہب بن منبہؒ نے ذکر کیا کہ اللہ پاک نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس یہ وحی بھیجی کہ اے داؤد بلاشبہ تمہارے بعد عنقریب ایک نبی آئیگا جسکا نام احمد اور محمد ہوگا وہ سچے ہونگے اور سردار ہونگے میں اُن سے کبھی بھی ناراض نہ ہونگا اور وہ مجھ کو کبھی بھی ناراض نہ کرینگے اور میں نے اُنکی تمام لغزشات کو خواہ مقدم ہوں یا مؤخر اس سے قبل معاف کردیا کہ اُن سے سرزد ہوں اور اُنکی امت رحم کی گئی ہے اُنکی امت کو میں نے نوافل پر وہ ثواب دیا جو انبیاء علیہم السلام کو دیا اور اُنپر وہ فرائض فرض کئے جو پہلے نبیوں اور رسولوں پر فرض کئے تھے یہانتک کہ وہ لوگ میرے پاس قیامت کے روز اس حالت میں آئینگے کہ اُنکے نور انبیاء علیہم السلام کے نور کیطرح ہونگے۔ یہانتک کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے [۲]

سعید بن ابی ہلالؒ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی امت کی صفت سے خبر دیجئے حضرت کعبؓ نے کہا کہ میں اللہ کی کتاب

---

[۱] امام احمد اور یہی روایت امام بخاری نے حضرت عبداللہ سے اور بیہقی نے ابن سلام سے کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ کے ذریعہ دین کج کو سیدھا کرے اور اسی روایت کے معنی ابن اسحاق نے کعب احبار سے نقل کئے ہیں نیز بیہقی نے حضرت عائشہ سے مختصراً یہ روایت نقل کی ہے

[۲] اسی طرح بدایہ ج ۲ صفحہ ۳۲۶ میں ہے

میں اُن کے اوصاف یہ پاتا ہوں کہ بیشک احمد اور اُن کی امت حمد کرنے والی ہے اللہ عزوجل کی ہر حالت میں خواہ خیر ہو یا شر ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر بیان کرتے ہیں اور ہر منزل میں اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں ان کی اذان فضاء آسمانی میں گونجتی ہے نمازوں میں ان کی مناجات کی ہلکی آواز پتھر پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی ہوتی ہے نمازوں میں اُن کی صف بندی ملائکہ کی صفوں کی طرح ہوتی ہے اور لڑائیوں کے مواقع میں نماز کی طرح اُن کی صف ہوتی ہے جب یہ اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے جاتے ہیں تو فرشتے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سخت نیزے لئے ہوئے ہوتے ہیں اور جب جہاد فی سبیل اللہ کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ اُن پر سایہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور حضورؐ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے تشبیہ دی کہ جس طرح گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتا ہے یہ لوگ کبھی لڑائی کے میدان سے بھاگ کر پیچھے نہ ہٹیں گے و نیز بسند دیگر حضرت کعبؓ سے اسی طرح بیان کیا ہے اور اُس میں یہ ہے کہ آپؐ کی امت حمد کرنے والی ہے اللہ کی تعریف ہر حالت میں کرینگے اور ہر بلندی پر اللہ کی بڑائی بیان کرینگے سورج پر غور رکھیں گے تاکہ اپنے وقت پر پانچوں نمازیں ادا کریں خواہ گندی جگہ میں ہوں اُن کا تہبند کمر سے لیکر نصف ساق تک ہوگا اور اپنے ہر کنارے کے اعضاء کو وضو میں دھوئیں گے۔[۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات احادیثِ نبویؐ میں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بکثرت ذکرِ اوصاف کیا کرتے تھے اور میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں جمالوں پس انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرۂ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قدسے قامت میں کم تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں تھا، موئے سر سیدھے قدرے بل دار تھے اگر سر کے بالوں کو جمع کرتے وقت ان میں (اتفاقاً از خود) مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے تھے ورنہ

---

[۱] الحلیہ ج ۵ صفحہ ۳۸۶ میں ابونعیم سے و نیز ایک اور سند کے ساتھ حضرت کعبؓ سے بڑی طویل روایت نقل کی ہے

[۲] اخرج یعقوب بن سفیان الفسوی الحافظ

نہیں (یعنی ابتداءِ اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپؐ کے مُوئے سر کان کی لَو (نرمہ گوش) سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپؐ بالوں کو بڑھائے ہوئے تھے آپؐ کا رنگ مبارک چمکدار تھا۔ پیشانی فراخ تھی ابرو خمدار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلند بینی تھے بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے، ریش[1] مبارک بھری ہوئی تھی، پتلی خوب سیاہ تھی رُخسار مُبارک سُبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان[2] مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا، گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔ بدن جسامت میں معتدل اور پُر گوشت اور کسا ہُوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے اُبھرا ہُوا تھا آپؐ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ کی ہڈیاں کلاں تھیں، کپڑا اتارنے کی حالت میں آپؐ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سوا پیٹ اور چھاتی پر بال نہ تھے (البتہ) دونوں بازو اور شانوں وسینہ کے بالائی حصہ پر مناسب مقدار سے بال تھے کلائیاں دراز تھیں ہتیلی فراخ تھی، کفین اور قدمین پُر گوشت تھے، (ہاتھ پاؤں) کی انگلیاں لمبی تھیں، اعصاب آپؐ کے برابر تھے آپؐ کے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے میں زمین کو نہ لگے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی اُن پر سے (بالکل ڈھل جاتا یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی انکو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لئے پاؤں اُٹھاتے تو قوت سے پاؤں اُکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا تھا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے، چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اُتر رہے ہیں جب کسی (کروٹ) کی طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپؐ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایتِ حیاء سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداء سلام سے فرماتے پھر میں نے (یعنی حضرت حسنؓ نے ہند بن ابی ہالہؓ سے)

---

[1] ڈاڑھی [2] دانت

کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، آپؐ کا سکوت طویل ہوتا تھا، کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پُر مغز ہوں) آپؐ کا کلام (حق و باطل میں) فیصل کن ہوتا جو حشو و زوائد سے پاک ہوتا اور نہ تنگ ہوتا آپؐ نرم مزاج تھے — نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے، نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے، مگر کھانے کی چیز کی مذمتؐ اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اسلئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اسلئے نہ فرماتے کہ اکثر اُس کا سبب حرص، اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امرِ حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اُس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے وقت انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپؐ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو دوہتے اور جب آپؐ بات کرتے تو اس کو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے ور جب آپؐ کو غصہ آتا تو آپؐ ادھر منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے، اکثر ہنسنا آپؐ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک حسینؓ بن علی سے اس کو چھپائے رکھا پھر جو میں نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر یا جانا باہر آنا، نشستؐ و برخاست طرز طریق سب پوچھ چکے ہیں، اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کئے ہوئے) نہیں چھوڑی غرض حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانا آپؐ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپؐ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالےٰ (کی عبادت) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (جیسے اُن سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے

لہ بڑائی اور تعریف ۱ئے اُٹھنا بیٹھنا

اور اُس حصۂ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آ سکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سنکر عوام کو پہونچاتے اس طرح سے لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اِخفا نہ فرماتے (یعنی احکام دینیہ کا اور نہ متاعِ دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصۂ امت میں آپؐ کا طرز یہ ہوتا کہ اہلِ فضل (یعنی اہلِ علم وعمل) کو آپؐ اس امر میں اَوروں پر ترجیح دیتے کہ اُن کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلتِ دینیہ کے تقسیم فرماتے سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں، سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپؐ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپؐ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو خبر کر دیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیرہ) نہ پہونچا سکے تو تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچا دے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انھیں باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لایعنی یا مُضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے) سفیان بن وکیع کی حدیث میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی نقل ہے کہ لوگ آپؐ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپؐ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپؐ کے پاس سے باہر نکلتے، امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپؐ کے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں کیا کرتے تھے، انھوں نے فرمایا کہ آپؐ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے، اور لوگوں کی تالیفِ قلب فرماتے تھے اور اس میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرو دار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (نقصان دینے والے کاموں سے) بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے، اور ان (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روی اور خوش خُوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ ان کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور بُری بات کی تحقیر فرماتے آپؐ کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں بے

انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا) لوگوں کی تعلیمی مصلحت سے غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ اگر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعض خود دین سے غافل ہو جاویں گے، یا (بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے) اُکتا جاویں گے، ہر حالت کا آپؐ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کر کے نہ جاتے لوگوں میں سے آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے، سب میں افضل آپؐ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری بخوبی کرتا، پھر میں نے اُن سے آپؐ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اس میں آپؐ کا کیا معمول تھا۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اس کو اٹھا دیں) اور دوسروں کو بھی (اس طرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے اور جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اُس کا حصہ (اپنے خطاب و توجہ) سے دیتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپؐ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپؐ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپؐ اُس کے ساتھ مقید رہتے جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اس کے کہ اُسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اُسکو واپس نہ کرتے آپؐ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی گویا بجائے ان کے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں (فی نفسہٖ) مساوی تھے (البتہ) تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے یعنی تقویٰ کی زیاتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب، ہم برابر تھے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپؐ کے نزدیک برابر تھے آپؐ کی مجلس علم، حلم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی، اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں، اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی، آپؐ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے ان کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے نہ سخت خُو تھے نہ دُرشت گو تھے۔ نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ)

کسی کی تعریف فرماتے جو بات آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرماجاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور اُسے مایوس (بھی) نہ فرماتے آپؐ نے تین چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا (ریا سے کثرتِ کلام سے اور بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا، کسی کی مذمت نہ فرماتے، کسی کو عار نہ دلاتے ور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام کرتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپؐ کلام فرماتے تھے آپؐ کے تمام جلیس اسی طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُن کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپؐ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپؐ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے آپؐ کے پاس جو شخص بولتا اس سے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (میں سے ہر شخص) کی بات (رغبت کے ساتھ سُنے جانے میں) ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات تھی جس بات سے سب ہنستے آپؐ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپؐ بھی تعجب فرماتے، اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے، اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحبِ حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اُس کی اعانت کرو اور کوئی آپؐ کی تعریف کرتا تو آپ اس کو پسند نہ فرماتے البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (گوارا فرمالیتے) اور کسی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا، اُس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اُٹھ کر کھڑے ہو جانے سے قطع فرمادیتے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت کا تھا، انھوں نے کہا کہ آپؐ کا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا، حلم اور بیدار مغزی اور اندازہ کی رعایت اور فکر۔ سو اندازہ کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور اُن کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے، اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے (یعنی دنیا کی فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپ کا صبر (یعنی ضبط) کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا سو آپؐ کو کوئی چیز ایسی غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو آپے سے باہر کر دے اور بیدار مغزی آپؐ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپؐ کا اقتدا کریں دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپؐ کی امت کے لئے مصلحت ہو، چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جن میں اُن کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو[1]

کنز العمال کی اسی روایت کے آخر میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے شدت احتیاط چار باتوں میں جمع کر دی گئی تھی بھلی بات اختیار کرنے میں تاکہ آپ کی اقتدا کی جائے اور بُری بات ترک کرنے میں تاکہ اُس سے بچا جائے اور

---

[1] وقد روی ہذا الحدیث بطولہ الترمذی فی الشمائل عن الحسن بن علیؓ قال سالت خالی فذکرہ وفیہ حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالۃ زوج خدیجۃ عن ابن لابی ہالۃ عن الحسن بن علی وقد رواہ البیہقی فی الدلائل عن الحاکم باسنادہ عن الحسن قال سالت خالی ہند بن ابی ہالۃ فذکرہ کذا ذکرہ الحافظ ابن کثیر فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۳ قلت وساق اسناد ہذا الحدیث الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۶۴۰ ثم قال فذکر الحدیث بطولہ واخرجہ ایضا الرویانی والطبرانی وابن عساکر کما فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۲ والبغوی کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۶۱۱

کوشش کرکے اس چیز میں رائے دینا جو اُمت کیلئے زیادہ اصلاح کُن ہو اور اُمت کی اس طرح نگہداشت فرمانے میں جسمیں دنیا و آخرت کا نفع ہو۔[ؔ]

اوصافِ صحابہؓ میں اقوالِ صحابۂ کرامؓ

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بروایت سُدّی اس آیت کی تفسیر میں۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ الآیۃ (آل عمران ع-۱۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ پاک چاہتا تو اس طرح فرماتا کہ اَنْتُمْ خَیْرُ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ——— یعنی تم اے امت محمد بہترین امت ہو کہ نکالے گئے ہو لوگوں کے لئے، لیکن اللہ پاک نے کُنْتُمْ فرمایا یعنی تھے تم (اے اصحاب محمدؐ) اب یہ (آیتہ) خاص ہو گئی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو صحابہؓ جیسے اعمال کریں یہی لوگ بہترین امت ہیں جو لوگوں کے لئے نکالے گئے۔[ؔ] نیز ابن جریرؒ نے بروایت قتادہؒ بیان کیا ہے کہ فرمایا حضرت قتادہؒ نے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ حضرت عمرؓ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ پڑھا اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس آیت کا مصداق بنے اُس کو اس آیت کی شرط (امر بالمعروف والنہی عن المنکر) پوری کرنی چاہیے۔[۲ؔ]

فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کی طرف دیکھا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کر لیا اور پیغمبری کے لئے آپؐ کی بعثت فرمائی اور آپؐ کو آپؐ کے علم کی وجہ سے منتخب فرما لیا، آپؐ کے بعد پھر لوگوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو اللہ پاک نے آپؐ کی صحبت کے لئے آپؐ کے صحابہؓ کا انتخاب فرمایا اور اُن کو ہی اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا پس جس چیز کو یہ مومن (یعنی صحابہؓ) اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے اور جس کو بُرا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بُری ہے۔[۳ؔ]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کسی کو اقتدا کرنی ہو تو چاہئے کہ ان لوگوں کی اقتدا کرے جو وفات پا چکے ہیں (یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) جو کہ اس امت کے بہترین افراد میں سے تھے ان کے قلوب زیادہ بھلے اور ان کا علم زیادہ گہرا تھا اور ان میں تکلفات نہ تھے، ایسی قوم تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور انھوں نے آپؐ کے دین کو دنیا بھر میں منتقل کیا تھا لہٰذا انھیں کے اخلاق اور طریقوں کی مشابہت اختیار کرو، یہی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کعبہ کی قسم ہدایتِ مستقیم پر ہیں۔[۴ؔ]

[ؔ] وھکذا ذکر فی المجمع ج ۸ صفحہ ۲۷۵ عن الطبرانی [۲ؔ] کذا فی کنز العمال ج ا صفحہ ۲۳۸ [۳ؔ] از ابونعیم فی الحلیہ ج ا صفحہ ۳۷۵ اور حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب ج ا صفحہ ۶ میں بروایت عبداللہ بن مسعودؓ اسی روایت کے معنی نقل کئے ہیں اور اس میں فمارآہ المومنین سے آخر تک ذکر نہیں کیا ہے اور طیالسی نے بھی صفحہ ۳۳ میں ابونعیم جیسی روایت نقل کی ہے۔ [۴ؔ] ابونعیم فی الحلیہ ج ا صفحہ ۳۰۵

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم لوگ روزہ اور نماز اور اجتہاد میں اگرچہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو پھر بھی اصحاب محمدؐ تم سے بھلے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمان یہ کیوں؟ فرمایا کہ وہ دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے اور اُن کی رغبت آخرت کی طرف زیادہ تھی[1]

حضرت عبداللہؓ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کہاں ہیں دنیا سے بے رغبتی برتنے والے اور آخرت کی طرف توجہ کرنے والے تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایسے تو اصحاب جابیہ تھے کہ مسلمانوں میں سے پانسو آدمیوں نے یہ شرط کی تھی کہ لوٹ کر نہ جائینگے یہاں تک کہ شہید کردے جائیں چنانچہ انہوں نے اپنے سر مُنڈوائے اور دشمنوں سے لڑے اور سب شہید ہوگئے صرف وہ ایک آدمی بچا جو اُن شہیدوں کی خبر دیسکا[2]

ونیز بروایت عبداللہ بن عمرؓ بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کہاں ہیں دنیا سے بے رغبتی برتنے والے اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والے تو حضرت عبداللہؓ نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں خلفاء رضی اللہ عنہما کے مزار مبارک دکھا کر فرمایا کہ کیا تو اِن حضرات کے بارے میں پوچھتا ہے[3]

ابواراکہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور داہنی طرف رُخ کرکے بیٹھ گئے تو ایسا ظاہر ہوا جیسا کہ آپ پر رنج ہو جب دھوپ مسجد کی دیواروں پر ایک نیزہ کے برابر پھیل گئی تو دو رکعت نفل ادا کی پھر اپنے ہاتھ کو پلٹ کر فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آج کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں ہے۔ وہ خالی ہاتھ پراگندہ بال غبار آلود ہوکر صبح کرتے تھے اور اُن کی پیشانی کے بیچ میں اتنا بڑا سجدہ کا نشان ہوتا جتنا کہ بکری کے گھٹنے پر ہوتا ہے ساری رات اللہ کے لئے سجدہ کرنے میں گذارتے تھے اور قیام میں" اور اسی سجدہ و قیام میں راحت حاصل کرتے تھے،

ورجب صبح کرتے لرزہ براندام ہوکر اللہ کا ذکر کرتے اُن کی لرزہ براندامی کی کیفیت ہوا سے درخت کے لچکنے کی طرح ہوتی تھی اور اُن کی آنکھوں سے آنسو یہاں تک گرتے کہ کپڑے تر ہوجاتے خدا کی قسم اُن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں نے ساری رات غفلت میں کاٹی اس کے بعد حضرت علیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس دن کے بعد سے کبھی ہنستے ہوئے نہ دکھائی دیئے یہاں تک کہ خدا کے دشمن ابن ملجم فاسق نے آپکو شہید کردیا[4]

---

[1] کذا فی الحلیہ ج ۱ صفحہ ۱۳۶ [2] البدایہ ج ۷ صفحہ ۱۳۵ بروایت ابی وائل۔ [3] ایضاً صفحہ ۳۰
[4] اخرجہ ابن ابی الدنیا کذا فی البدایہ ج ۸ صفحہ ۶ و اخرجہ ایضاً ابونعیم فی الحلیہ صفحہ ۷۶ و الدینوری و العسکری و ابن عساکر کما فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۱۹

ضرار بن ضمرہ کنانیؒ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کیجئے ضرار نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ مجھے معاف رکھئے حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں بلا اوصاف سنے معاف نہ کروں گا ضرار نے کہا اگر مجھے ضرور ہی بیان کرنا پڑیگا تو سنئے کہ حضرت علیؓ بڑی ہمت والے سخت قوت والے تھے بات فیصلہ کُن کہتے انصاف کیساتھ حکم دیتے اُن کے چوطرفہ علم جوش مارتا اور ہر طرف سے دانائی گویائی کرتی دنیا اور دنیا کی رونق سے وحشت محسوس کرتے۔ رات اور رات کی تاریکی سے اُنسیت تھی۔ خدا کی قسم وہ بہت زیادہ عبرت پکڑنے والے طویل فکر والے تھے اپنی ہتھیلیوں کو پلٹا کرتے اور اپنے نفس کو مخاطب کرتے تھے سادہ لباس آپ کو پسند تھا اور موٹا جھوٹا کھانا، خدا کی قسم وہ ہم عام لوگوں کی طرح اپنے آپ کو خیال کرتے تھے جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے تو ہم کو اپنے قریب بٹھاتے تھے اور جب ہم آپ سے پوچھتے تو آپ جواب دیتے اور باوجود اس تقرب کے جو ہمارے اور اُن کے درمیان تھا ہم لوگ آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ سے بات کرنے کی جُرأت نہ کر سکتے تھے اگر آپ تبسم فرماتے تو آپ کے دانت پروئے ہوئے موتی کے مانند نمودار ہوتے آپ دینداروں کی قدر کرتے مسکینوں کو دوست رکھتے کوئی طاقت ور اپنے دعویٰ باطل کی کامیابی کی آپ سے توقع نہ رکھتا اور کوئی کمزور آپ کے انصاف سے ناامید نہ ہوتا۔ اور میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت علیؓ کو بعض مقام میں دیکھا ایسے وقت میں کہ رات کی تاریکی چھارہی تھی اور ستارے غروب ہو رہے تھے کہ آپ اپنے محراب میں لرزہ براندام اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس قدر بیقرار تھے جیسے کہ زہریلے جانور کا ڈسا ہوا آدمی بے چین ہوتا ہے غمزدہ لوگوں کی طرح روتے تھے اور آپ کی صدا گویا کہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے (بار بار فرماتے تھے) کہ یا ربّنا یا ربّنا خدا کی طرف گڑگڑاتے پھر دنیا کو خطاب کر کے فرماتے تُو مجھے دھوکہ میں ڈالنے آئی ہے، میرے لئے تو مزین بنی۔ دُور ہو دُور ہو میرے غیر کو تُو دھوکا دے میں تجھے تین طلاق دے چکا تیری عمر کوتاہ تیری مجلس حقیر تیرے مصائب آسان ہیں آہ صد آہ توشہ کی کمی اور سفر کی دُوری اور راستہ کی وحشت سے۔ یہ سب سُن کر حضرت معاویہؓ (اس قدر روئے کہ) داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی جب آنسو نہ روک سکے تو آستین سے پوچھنا شروع کر دیا اور باقی لوگوں کے بھی روتے روتے گلے میں پھندے پڑ گئے حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ کے والد یعنی حضرت علیؓ ایسے ہی تھے اور اے ضرارؒ تم کو حضرت علیؓ کی وفات کا رنج کتنا ہے ضرارؒ نے کہا جس طرح کہ کسی کی گود میں اس کا اپنا اکلوتا بچہ ذبح کر دیا گیا ہو نہ اُس کو سکون میسر آتا ہے نہ اُس کے آنسو تھمتے ہیں اس کے بعد ضرار کھڑے ہوئے اور چلے گئے [۱]

---

[۱] ابونعیم فی الحلیہ عن ابی صالح و ذکر ابن عبد البر نے ستیعاب ج ۳ صفحہ ۴۴ میں یہ روایت بالمعنی بیان کی ہے عن حرمازی رجل من ہمدان عن ضرار الصدائی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسا بھی کرتے تھے فرمایا کہ ہاں اور ایمان اُن کے قلوب میں پہاڑوں سے بھی زیادہ بڑا تھا[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند ایسے یمنی ساتھیوں کو دیکھا کہ جن کے خیمہ چمڑہ کے تھے تو فرمایا جو شخص تم میں سے یہ پسند کرے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو ان یمنی ساتھیوں کی طرف دیکھے[2]

ابی سعید مقبریؒ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نیزہ مارا گیا تو فرمایا کہ اے معاذ لوگوں کو نماز پڑھا دو تو حضرت معاذؓ نے نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے انتقال فرمایا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مجمع میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو اپنی معصیت سے اللہ پاک کے آگے سچی پکی توبہ کرو اس لئے کہ جو بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ سے ملیگا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اُس کی مغفرت فرما دے اس کے بعد فرمایا بلاشبہ اے لوگو! تم کو ایک آدمی کی وفات سے درد لاحق ہوا خدا کی قسم میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندہ کو حضرت ابوعبیدہ سے زیادہ بالکل نہیں دیکھا کہ جو بے کینہ ہو سینہ بھلائی سے پُر ہو تباہ کاریوں سے دُور آخرت پر انتہائی فریفتہ عوام کا ناصح ہو پس ان پر دعائے رحمت کرو پھر میدان میں ان کی نماز جنازہ کے لئے نکلے خدا کی قسم ان جیسا والی تمہارے اوپر کبھی نہ ہوگا اس کے بعد جنازہ نکالا گیا اور لوگ جمع ہوئے حضرت معاذؓ نے آگے بڑھکر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی نعش کو قبر میں معاذ بن جبلؓ اور عمرو بن العاصؓ اور ضحاک بن قیسؓ نے اُتار لحد میں دفنانے اور مٹی پاٹ دینے کے بعد حضرت معاذ نے کہا اے ابوعبیدہ میں ضرور تمہاری تعریف کرونگا اور کوئی غلط بات نہ کہونگا اس لئے کہ مجھے اللہ کی ناراضی کا خوف ہے جہاں تک مجھے علم ہے آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو خداوند تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتے ہیں اور اُن لوگوں میں سے تھے جو زمین پر آہستگی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو یہ سلام کرکے یا سلامتی کی بات کہہ کر گذر جاتے ہیں اور اُن لوگوں میں سے تھے جو نفقہ میں نہ تنگی کرتے ہیں نہ فضول خرچی بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور خدا کی قسم آپ خاموشی پسند اور متواضع لوگوں میں سے تھے یتامیٰ اور مساکین پر رحم فرماتے تھے اور تکبر کرنے والے سے اور خیانت کرنے والے سے آپ بغض رکھتے تھے[3]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آنیکی اجازت طلب فرمائی اور ان کے

---

[1] عن قتادہ فی الحلیہ ج ا صفحہ ۳ [2] از ہناد بروایت سعید بن عمرالقرشی کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۶۳
[3] مستدرک حاکم ج ۳ صفحہ ۲۶۴

گرداگرد قریش کے مختلف گھرانے کے لوگ جمع تھے اور حضرت سعید بن العاصؓ حضرت معاویہؓ کی داہنی جانب بیٹھے ہوئے تھے جب حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو سامنے سے آتا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ اے سعیدؓ میں عبداللہ بن عباسؓ سے ایسے مسائل دریافت کروں گا جس کے جوابات سے وہ عاجز آجائیں گے تو حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ آپ کے مسئلوں سے ابن عباسؓ کبھی بھی عاجز نہ ہوں گے پس جب عبداللہ بن عباسؓ بیٹھ گئے تو حضرت معاویہؓ ان سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ حضرت ابوبکرؓ پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے تھے کجی سے دُور فحش سے بے خبر بُری باتوں سے منع فرمانے والے اور اپنے دین کے عارف اور اللہ سے خائف اور ساری رات عبادت کرنے والے اور سارے دن روزہ رکھنے والے اور دنیا سے محفوظ اور مخلوق کیساتھ انصاف پر پختہ عزم رکھنے والے اور بھلی بات کا حکم دینے والے اور بھلائی کی طرف رجوع کرنے والے اور ہر حالت میں شکر گذار اور صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے والے اور اپنے نفس کی اصلاح میں سخت گیر تھے اپنے ساتھیوں پر پرہیزگاری میانہ روی عفت۔ زہد۔ بھلائی۔ (اپنی) حفاظت کرنے والے دنیائے اللہ کی دی ہوئی چیز پر بخوشی صبر کرنے والے ہمسری ان سب صفات میں فوقیت لے گئے تھے۔ جو آپ پر عیب لگائے خدا اُس پر قیامت تک لعنت نازل کرے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اللہ ابو حفص پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ اسلام کے مددگار۔ یتیموں کی جائے پناہ۔ ایمان کا محل کمزوروں کا ٹھکانا۔ مسلمانوں کا مرکز۔ خلق اللہ کے لئے قلعہ۔ لوگوں کے مددگار رہتے بڑے صبر اور نیک نیتی کیساتھ حق اللہ کو لیکر کھڑے ہوئے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے دین کو غلبہ دیا شہر و ملک فتح ہوئے اطرافِ عالم میں اور پانیوں کے کنارہ۔ ورٹیلوں اور میدانوں ورجنگلوں میں اللہ کا ذکر ہونے لگا۔ فحش باتوں کا مقابلہ وقار کیساتھ کرتے فراخی وتنگی ہر حالت میں شکر گذار رہتے اور ہر وقت وہر گھڑی ذکر اللہ کرتے جو آپ سے بغض رکھے خدا اُس پر قیامت تک لعنت نازل کرے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اللہ اُبو عمر پر رحم فرمائے خدا کی قسم خاندان میں سب سے بزرگ۔ بھلے لوگوں سے بہت زیادہ میل رکھنے والے مجاہدین میں سے زیادہ صبر کُن۔ صبح تک تہجد پڑھنے والے اللہ کے ذکر کے وقت بہت زیادہ رونے والے تھے شب و روز مقصد اصلی کی دُھن میں لگے رہتے ہر بھلے کام کے لئے تیار نجات دینے والی باتوں میں کوشاں اور ہر مُہلکاتِ اُخروی سے بھاگنے والے تھے۔ جیشِ عُسرہ کو اُنہوں نے سامان دیا بیرِ رُومہ کو مسلمانوں کے پانی پینے کے لئے خرید کر

وقف کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہوئے یکے بعد دیگرے آپ کی دو صاحبزادیوں سے شادی کی پس جو حضرت عثمان غنی کو بُرا بتائے اللہ پاک اس کو تا قیام قیامت پشیمانی میں مبتلا رکھے۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ آپ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالے ابوالحسن پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ ہدایت کا جھنڈا تقویٰ کا غار عقل کا محل حُسن کا ٹیلہ تھے۔ رات کی تاریکیوں میں چلنے والوں کے لئے نور تھے بڑے کشادہ راستے (یعنی دین الٰہی) کی طرف بلانے والے تھے جو کچھ پہلے صحیفوں میں آیا ہے اُس کے عالم وعظ و نصیحت کیساتھ دائم و قائم۔ اسباب ہدایت کیساتھ چمٹنے والے ظلم و اذیت کے تارک تھے ہلاکی کی راہوں سے برطرف تھے ایمان لانے والے اور پرہیزگار لوگوں میں سے بہترین تھے۔ برگزیدہ و چادر پہننے والے کے سردار در حج و سعی کرنے والوں میں سے افضل تھے اور ہر عدل و مساوات کرنے والے سے زیادہ جواں مرد تھے اور علاوہ محمد مصطفیٰؐ اور دیگر انبیاء کے دنیا بھر سے زیادہ آپ خطیب تھے آپ اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے بیتُ المقدس اور بیتُ اللہ کی طرف نمازیں پڑھیں آیا کیا کوئی اُن کی برابری کر سکتا ہے؟ اور خیر نساء عالم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے شادی کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسوں کے آپ والد تھے نہ تو میں نے اُن جیسا کسی کو دیکھا اور نہ میری آنکھیں اُن جیسا قیامت تک دیکھیں گی جو حضرت علیؓ پر لعنت بھیجے اُس پر اللہ اور اللہ کے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ آپ طلحہؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ خداوند تعالے اِن دونوں حضرات پر رحم کرے خدا کی قسم یہ دونوں پاک دامن اور بھلے اور مسلمان اور صاف ستھرے اور شہید اور عالم تھے اِن دونوں سے ایک لغزش ہوئی تھی انشاء اللہ خداوند تعالے معاف فرمائیگا چونکہ یہ قدیم ہی سے آپؐ کی صحبت میں رہے اور آپ کی اور دین کی اعانت میں لگے رہے اور ہمیشہ بھلے کام کرتے رہے۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ آپ اپنے والد حضرت عباسؓ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ اللہ ابُوالفضل پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ اور حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کے والد ایک ہی شجر کی دو شاخیں تھیں آپ آنکھوں کے لئے ٹھنڈک اللہ کے برگزیدہ۔ قوموں کی جائے پناہ۔ حضور علیہ السلام کے چچاؤں کے سردار تھے بڑی بصارت کے ساتھ کاموں پر قابو پائے ہوئے تھے ہمیشہ انجام پر نظر رہتی تھی علم سے آراستہ تھے ان کی فضیلت کے تذکرہ کے وقت دوسروں کی فضیلتیں ہیچ معلوم ہوتیں اور اِن کی شرافتِ خاندانی کے آگے دوسروں کے نسب کو دُور کا بھی واسطہ نہ تھا اور ایسا کیوں کر نہ ہوتا جبکہ اِن کی اصل و بنیاد وہ عبدالمطلب ہیں جو ہر نقل و حرکت کرنے والوں سے بزرگ

اور قریش کے ہر پیادہ و سوار سے زیادہ فخر والے ہیں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اور باتیں کیں [1]

باب دعوت

اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف دعوت دینا

[صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ اور اللہ کے رسول علیہ السلام کی طرف بلانا کس طرح ہر شے سے زیادہ محبوب تھا اور کس طرح صحابہؓ کو اس امر کا لالچ تھا کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور اللہ کے دین میں داخل ہو جائیں، اور اللہ کی رحمت میں غوطہ کھا جائیں اور صحابہؓ کی کوشیش اس بارے میں جاری تھیں کہ خلق کو کس طرح خالق سے ملا دیں۔]

دعوتِ الی اللہ اور تبلیغ سے شغف و محبت

اللہ پاک کے اس قول فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ اور اسی قسم کی دیگر آیاتِ قرانی کے بارے میں طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لالچ تھا اس امر کا کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور آپ سے ہدایت پر بیعت کرلیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو خبر دی کہ جن کے لئے روزِ ازل میں سعادت لکھی جا چکی ہے اُن کے سوا اور کوئی ایمان نہ لائیگا اور جن کے لئے اُس روز بدبختی لکھدی گئی ان کے سوا اور کوئی گمراہ نہ ہوگا پھر اللہ پاک نے نبی علیہ السلام سے فرمایا شاید کہ آپ اپنے آپ کو ہلاک کرڈالیں اگر لوگ ایمان نہ لائیں۔ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی نشانی اتار دیتے کہ لوگوں کی گردنیں اُس کے آگے جُھک جاتیں [2]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جب ابُوطالب بیمار ہوگئے تو قریش کی ایک چھوٹی سی جماعت نے جس میں ابوجہل بھی تھا ابوطالب سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالی دیتا اور ایسا ویسا کرتا اور کہتا ہے۔ آپ کسی آدمی کو بھیج کر اُسے بلُوالیں اور منع کردیں تو بہتر ہے ابُوطالب نے آدمی بھیجکر آپؐ کو بلُوایا آپؐ تشریف لائے پس گھر میں داخل ہوئے ابُوطالب اور قریش کی جماعت کے بیچ میں ایک آدمی کی جگہ خالی تھی، ابُوجہل لعنہُ اللہ کو یہ ڈر ہوا کہ اگر آپؐ اپنے چچا کے قریب بیٹھ گئے تو آپ کے چچا ضرور آپ کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے تو جھپٹ کر اس جگہ خود جا بیٹھا جب حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کے قریب میں جگہ نہ پائی تو دروازہ

---

[1] رواہ الطبرانی عن ربعی بن حراش وفیہ من لم اعرفہم، قال الھیثمی ج ۹ صفحہ ۱۶ [2] ہیثمی نے کہا ہے کہ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں مگر علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے نہیں سنا ہے ج ۷ صفحہ ۹۵

ہی کے پاس بیٹھ گئے تب آپ سے ابوطالب نے کہا کہ اے میرے برادر زادہ تیری قوم کس لئے تیری شکایت کرتی ہے اور دعویٰ کرتی ہے کہ تم اُن کے معبودوں کو گالی دیتے اور سخت دُرشت کہتے ہو اتنے میں قوم نے بھی آپ کے خلاف کہنا شروع کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے چچا میرا ارادہ ہے کہ میں ان سب کو ایک ایسے کلمہ پر متفق کر دوں جس کے اقرار کی وجہ سے تمام عرب ان کی طاعت کریں اور اہل عجم ان کو جزیہ دینے لگیں۔ آپ کی اس بات اور آپ کی اس گفتگو سے قوم گھبرا گئی اور بولی۔ ہاں وہ ایک ہی کلمہ ہے؟ قسم ہے تیرے باپ کی ہم لوگ دس کے لئے تیار ہیں بتائیے تو وہ کیا کلمہ ہے اور ابوطالب نے بھی کہا کہ اے میرے بھتیجے وہ کیا کلمہ ہے آپ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قوم گھبرا کر اپنے کپڑے جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ سارے معبودوں کا ایک معبود بنا ڈالا یہ بڑی عجیب بات ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس موقعہ پر اَجَعَلَ الْاٰلِہَۃَ اِلٰہًا وَّاحِدًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ سے بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؂ تک یہ آیت اتری ؂

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب قریش ابوطالب کے پاس آئے اور اُن سے بات چیت کی اور یہ آنے والے ابوطالب کی قوم کے شرفاء عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ابوجہل بن ہشام امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب مع دیگر شرفاءِ قوم کے آئے تھے اس وفد نے ابوطالب سے اس طرح گفت و شنید کی کہ اے ابوطالب آپ کا ہم لوگوں میں جو اعزاز ہے اس سے آپ بخوبی واقف ہیں اور آپ کے پاس وہ بات آچکی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور ہم سب کو آپ کے اوپر اندیشہ ہے اور آپ کے برادر زادہ اور ہم لوگوں کے درمیان جو کشیدگی ہے اُس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں ان کو آپ بلائیے تاکہ آپ ان کے بارے میں ہم سے عہد و پیمان لیں اور ان سے ہمارے بارے میں اس بات کا کہ وہ ہم سے رک جائیں اور ہم اُن سے رک جائیں ورنہ ہم لوگ آپ سے اور نہ وہ ہمارے اور ہمارے دین کے بارے میں لب کشائی کریں اور نہ ہم ان کے اور ان کے دین کے بارے میں لب کشائی کریں ابوطالب نے آپ کے پاس آدمی بھیج کر آپ کو بلوایا آپ جب تشریف لائے تو ابوطالب نے مخاطب ہو کر کہا اے میرے برادر زادہ یہ تمہاری قوم کے شرفاء تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ کو کچھ دیں اور آپ سے کچھ لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میری ایک بات مان لو جس کی وجہ سے تم تمام عرب کے مالک بن جاؤ گے اور سارا عجم

؂ ابن جریر نے اور اسی طرح امام احمد و نسائی و ابن ابی حاتم وغیرہ نے اپنی تفسیروں میں یہ روایت بیان کی ہے اور ترمذی نے اس کو روایت کرنے کے بعد کہا کہ حسن ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۲۹ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۸۸ بنحوہ الحاکم ج ۲ صفحہ ۴۳۲ بنحوہ وقال حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح۔ ؂ سورۂ ص ۱-۷

تمہارا مطیع فرمان ہوگا ابوجہل بولا ہاں تمہارے باپ کی قسم آپ اگر ایسی ایک بات پیش کریں گے تو ہم اس طرح کی دس باتیں پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کر دا اور علاوہ اللہ کے جن کی پرستش کرتے تھے اُن کو نکال ڈالو یہ سنکر اُن سب نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا کیا آپ کا یہ ارادہ ہے کہ ہم سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کی پرستش کریں یہ تو آپ انوکھی بات کر رہے ہیں اس کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص کسی چیز کو جس کا تم لوگ ارادہ کئے ہوئے ہو تم کو دینے والا نہیں آؤ چلو اور اپنے باپ دادوں کے دین پر عمل کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی فیصلہ کرے قوم کے چلے جانے کے بعد ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! خدا کی قسم تو نے جہاں تک میرا خیال ہے قوم سے کسی امر دشوار کا مطالبہ نہیں کیا یہ سنکر رسولؐ اللہ کو ابوطالب کے ایمان لانے کی کچھ امید بندھی تو آپؐ نے ابوطالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ چچا آپ ہی اس کلمہ کو کہہ لیجئے جس کی وجہ سے قیامت کے دن مجھے آپ کی شفاعت کرانی وسفارش کرنی حلال ہو جائیگی ابوطالب نے آپؐ کی یہ حرص دیکھ کر جواب دیا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم اگر میرے بعد آپ اور آپ کے خاندان کی بدنامی کا اور قریش کی اس طعنہ زنی کا کہ میں نے موت کے ڈر سے یہ کلمہ کہا ہے خوف نہ ہوتا تو ضرور اس کلمہ کو کہہ لیتا حالانکہ میں صرف آپ کی خوشی کے علاوہ اس کلمہ کو نہ کہتا[1]

بخاری شریف میں ابنِ مسیبؒ کے والد سے یہ روایت ہے کہ جب ابوطالب قریب المرگ ہوئے تو حضور علیہ السلام تشریف لائے ابوجہل ابوطالب کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپؐ نے فرمایا کہ اے چچا صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دیجئے تاکہ اس کلمہ کی وجہ سے میں خدا کے سامنے آپ کی حمایت کر سکوں یہ سنکر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بول پڑے کہ اے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ رہے ہو اور دونوں بار بار اسی بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آخری کلمہ ابوطالب کے منہ سے یہی نکلا کہ عبدالمطلب ہی کے دین پر ہوں آپؐ نے فرمایا کہ جب تک مجھکو منع نہ کیا جائے گا میں آپ کے لئے دعاءِ مغفرت ہی کرتا رہوں گا اس کے فوراً ہی بعد یہ آیت اتری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (توبہ ۱۴-۲) ترجمہ مسلمانوں اور نبی علیہ السلام کو مشرکین کے لئے دعائے مغفرت نکرنی چاہئے خواہ وہ مشرکین قریبی رشتہ دار ہوں جب مسلمانوں پر یہ امر واضح ہو چکا کہ مشرکین جہنمی ہیں اور یہ بھی نازل ہوئی اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ

---

[1] عن ابن اسحاق بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۲۳ — ابن اسحاق نے پوری یہ روایت ذکر کی اور اس روایت میں ایک راوی غیر معروف ہیں

آپ جس کو چاہیں راہِ ہدایت پر لگادیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے و نیز بخاری و مسلم میں اس کی ہم معنے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام ابو طالب برابر کلمۂ توحید پیش کرتے رہے اور ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اپنی بات دُہراتے رہے جس کا انجام یہ ہوا کہ ابو طالب کے منھ سے آخری کلام یہی نکلا کہ عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور کلمۂ توحید کے اقرار سے انکار کردیا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو آپ کے لیئے دعاءِ مغفرت ہی کرتا رہوں گا جب تک اللہ مجھکو منع نہ فرمائے اس کے بعد ہی دونوں آیات نازل کی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کا آخری وقت ہوا حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے چچا جان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ دیجئے میں بروز قیامت تمہارے ایمان کا گواہ بن جاؤں گا ابوطالب نے کہا اگر قریش کے اس کہنے کا عار نہ ہوتا کہ ابوطالب نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تو ضرور اس کلمہ کو پڑھکر آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا اس کے بعد اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ قصص ۶-۶ نازل ہوئی[۱]

حضرت عقیل بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ قریش ابوطالب کے پاس آئے (پوری حدیث آگے آئیگی) ابوطالب نے آپ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ تم میرے لئے ان لوگوں میں ہو جنکی پیروی کی جائے اور اب تمہاری قوم نے آکر یہ دعویٰ دائر کیا ہے کہ تم اُن کی عبادت گاہوں اور محفلوں میں جاکر وہ باتیں سناتے ہو جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان سے کوئی تعارض نہ کریں آپ نے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم یہ میری طاقت سے باہر ہے کہ میں جس کام کیلئے بھیجا گیا اس کو چھوڑ دوں جس طرح تمہارے بس کی بات نہیں کہ سورج میں سے ایک چنگاری نکال سکو[۲]

بیہقی فرماتے ہیں کہ ابوطالب نے حضورؐ سے کہا کہ بھتیجے آپ کی قوم نے میرے پاس آکر کہا ہے کہ آپ نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں لہذا مجھ پر اور خود پر کرم کرو اور مجھے ایسی مشکلات میں مت پھنساؤ جن کے برداشت کی طاقت نہ تم میں ہے نہ مجھ میں بس جو باتیں قوم کو ناگوار ہیں اُن سے رک جاؤ یہ سنکر آپؐ کو یہ گمان ہوا کہ چچا کے خیالات میں تبدیلی آچکی ہے اور وہ آپؐ کو چھوڑ کر قوم کا ساتھ دیں گے اور آپؐ کی حمایت سے وہ کمزور ہو چکے آپؐ نے فرمایا اے چچا جان اگر آپ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا یہاں

---

[۱] کذا فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۱۲۳ اسی طرح امام احمد و مسلم و نسائی و ترمذی میں ہے۔ [۲] طبرانی و تاریخ بخاری

تک کہ اللہ کامیابی دے یا میرا خاتمہ ہو اتنا کہہ کر آپؐ کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں اور آپؐ رو دئیے۔ ؎

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک روز قریش نے جمع ہو کر کہا کہ ایک ایسے آدمی کو تلاش کرو جو تم سب میں بڑا جادوگر، بڑا کاہن اور بڑا شاعر ہو تاکہ وہ اس آدمی (نبی علیہ السلام) کے پاس جائے جس نے ہماری جماعت اور ہمارا کام منتشر و پراگندہ کر دیا اور ہم لوگوں کے دین پر عیب لگایا کہ اُس سے گفت و شنید کرے معلوم کرے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے سب نے یہی کہا کہ اس کام کے لئے عتبہ بن ربیعہ سے بہتر کوئی آدمی نہیں اے ابوالولید عتبہ تم ہی اس کام کے لئے مناسب ہو عتبہ نے حضورؐ کے پاس آکر کہا اے محمدؐ تم بہتر ہو یا تمہارے والد عبداللہ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا تم بہتر ہو یا عبدالمطلب آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد عتبہ نے کہا کہ اگر آپ یہ دعویٰ کریں کہ یہ لوگ بہتر تھے تو ان لوگوں نے انہیں معبودوں کی پرستش کی ہے جن کو آپ بُرا کہتے ہیں اور اگر آپ یہ دعویٰ کریں کہ آپؐ ان لوگوں سے بہتر ہیں تو بیان کیجئے تاکہ ہم بھی آپ کی بات سنیں خدا کی قسم ہم نے کبھی کسی بھیڑ کے بچے کو اپنے ریوڑ کے لئے اپنی قوم پر آپ سے زیادہ منحوس (العوذ باللہ) نہیں دیکھا آپ نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالدی ہمارا انتظام درہم برہم کر دیا ہمارے دین کو بدنام کیا اور ہم سب کو سرزمین عرب میں یہاں تک رُسوا کر دیا کہ لوگوں میں یہ عام شہرت ہے کہ قریش میں ایک جادوگر ہے اور علم نجوم کا ماہر ہے بخدا کہ ہم لوگ حاملہ جیسی آواز کے منتظر ہیں کہ اُس آہ دیلا کے سنتے ہی ہمارا بعض بعض پر تلوار چھوڑ دے اور ہم سب آپس میں کٹ مر ملیا میٹ ہو جائیں اے شخص اگر تو حاجت مند ہے تو ہم تیرے لئے اتنا دولت کا ڈھیر لگا دیں کہ قریش میں سب سے زیادہ دولت مند ہو جائے اور اگر شادی کی خواہش ہے تو قریش کی جن عورتوں کو پسند کرے دس تک سے تیرا بیاہ کر دیں گے۔

رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کہہ چکے عتبہ نے کہا ہاں کہہ چکا آپ نے پڑھنا شروع کیا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ حٰم سجدہ ع ۲ تک آپ نے پڑھا اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دیجئے کہ میں تم کو ڈراچکا ایسی کڑک سے جو عاد و ثمود جیسی کڑک ہے (یہ سن کر) عتبہ نے کہا بس کیجئے کیا اس کے علاوہ اور کچھ کہنا ہے آپؐ نے فرمایا نہیں اس کے بعد عتبہ قریش کی طرف لوٹ گیا لوگوں نے پوچھا کیا خبر لائے عتبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ میں نے کوئی ایسی بات باقی نہ چھوڑی جو تم لوگ اُس سے کہتے مگر سب ہی کہہ ڈالی لوگوں نے پوچھا تو پھر کوئی جواب دیا یا نہیں عتبہ نے کہا ہاں جواب دیا پھر کچھ خاموشی کے بعد عتبہ نے قسم کھا کر کہا جو

؎ پوری حدیث آئندہ آئے گی

کچھ دلائل اس نے قائم کئے اُن میں سے سوائے اس کے اور میں کچھ نہ سمجھا کہ تم لوگوں کو عاد و ثمود جیسے کڑکے سے ڈرایا ہے قریش نے عتبہ سے کہا تیرا ناس جائے ایک آدمی عربی میں تجھ سے بات کرتا ہے اور تجھے پتہ نہ چلا کہ اس نے کیا کہا عتبہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کڑکے کے مضمون کے علاوہ اس کی تمام گفتگو میں سے اور کچھ نہیں سمجھا۔[1]

یہ روایت بیہقی وغیرہ نے بھی حاکم سے نقل کی ہے مع اس زیادتی کے کہ عتبہ نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ کو سرداری کی خواہش ہے تو ہم اپنے جھنڈے آپ کے لئے قائم کر دیں اور جب تک آپ زندہ رہیں ہمارے سردار رہیں اور حاکم نے یہ بھی نقل کیا کہ جب آپؐ نے پڑھا فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تو عتبہ نے آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور رشتہ داری کی قسم دیکر کہا کہ آپ رک جائیں اس کے بعد عتبہ گھر بیٹھ رہا اور لوگوں کے پاس نہ گیا تو ابو جہل نے کہا اے برادرانِ قریش خدا کی قسم میرا عتبہ کے بارے میں اس کے سوا اور کوئی خیال نہیں کہ وہ محمدؐ کی طرف مائل ہو گیا اور اسے محمدؐ کا کھانا پسند آگیا اور ایسا اسے کسی حاجت کی بناء پر کرنا پڑا آؤ ہم کو عتبہ کے پاس لے چلو چنانچہ سب عتبہ کے پاس پہنچے اور ابو جہل نے کہا اے عتبہ خدا کی قسم ہم کو اس لئے آنا پڑا کہ تم محمدؐ کے ہو گئے تمہیں اس کی بات پسند آگئی اگر تمہیں کوئی حاجت ہے تو ہم لوگ تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ پھر تمہیں محمدؐ کے کھانے کی ضرورت نہ رہ جائے یہ سنکر عتبہ بگڑ گیا اور اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی محمد سے گفتگو نہ کرونگا اور کہا کہ تم لوگوں کو خوب پتہ ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن میں محمدؐ کے پاس گیا اور لوگوں سے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ محمدؐ نے مجھے خدا کی قسم وہ جواب دیا کہ نہ وہ جادو ہے نہ شعر ہے نہ کہانت ہے محمدؐ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے لیکر فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ (الآیتہ ۵) تک پڑھی تو میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور رشتہ داری کی قسم دے کر کہا کہ وہ رک جائے اور تم لوگوں کو خوب پتہ ہے کہ محمدؐ جب کچھ کہتا ہے جھوٹ نہیں کہتا تو میں ڈرا ایسا نہ ہو کہ تم پر عذاب اتر آئے۔[2]

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ قریش کے لوگ رسول اللہ صلعم کے بارہ میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے آپ مسجد میں تشریف فرما تھے عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں سے کہا مجھے اجازت دو کہ میں محمدؐ کے پاس جا کر اُن سے بات کروں مجھے امید ہے کہ تم لوگوں کی بہ نسبت میں اُن سے نرم گفتگو کروں گا عتبہ وہاں سے اٹھ کر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے بھتیجے میں تم کو گھرانے میں

۱؎ اخرجہ عبد بن حمید فی مسندہ عن ابن ابی شیبہ باسنادہ عن جابر ۲؎ بدایہ جلد ۳ صفحہ ۶۲ ۳؎ یہ روایت حضرت جابرؓ سے ابو یعلی اور ابو نعیم نے الدلائل صفحہ ۷۶ پر نقل کی ہے ہیثمی نے کہا اس کی سند میں ایک راوی اجلح کندی ہیں جن کو ابن معین وغیرہ نے ثقہ اور نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے باقی سب راوی ثقہ ہیں۔ ۴؎ حٰم سجدہ ع ۱ آیت ۲

سب سے بہتر اور مرتبہ میں سب سے افضل خیال کرتا ہوں مگر تم نے قوم میں وہ پھوٹ ڈالدی جو کسی آدمی نے اپنی قوم میں نہ ڈالی ہوگی پس اگر آپ کا مقصد ان باتوں سے طلبِ مال ہے تو آپ کی قوم آپ کو دے گی اور اس قدر دے گی کہ آپ ہم سب سے بڑے مالدار ہو جائیں گے اور اگر آپ کا مقصد طلبِ جاہ ہے تو ہم آپ کو اتنا اونچا مرتبہ دینے پر تیار ہیں کہ کوئی بھی آپ کی قوم میں سے آپ سے زیادہ شریف نہ ہوگا اور آپ کے بغیر فرمائے کبھی کوئی بات نہ طے کی جایا کرے گی اور اگر یہ باتیں کسی آسیب کی وجہ سے ہیں جو آپ کو لگ گئی ہے اور آپ اس سے چھٹکارے پر قادر نہیں تو ہم اپنے خزانے آپ کے لئے خرچ کر دیں گے یہاں تک کہ ہم لوگ علاج کرانے سے آپ کے نزدیک معذور قرار دیئے جائیں اور اگر آپ کا ارادہ بادشاہت کا ہے تو ہم آپ کو بادشاہ بنادیں گے یہ سب سُن کر رسول علیہ السلام نے فرمایا اے ابوالولید کیا جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے عتبہ نے کہا کہ ہاں کہہ چکا آپ نے سورہ حٰم سجدہ کی تلاوت شروع فرمائی جب آنحضورؐ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور عتبہ اپنی پشت کے پیچھے ہاتھ ٹیکے بیٹھا رہا جب آپ اس سُورت کی تلاوت سے فارغ ہو چکے عتبہ اُٹھ کھڑا ہوا متحیر تھا کہ اپنی سوسائٹی کو چل کر کیا جواب دے قوم نے اسے واپس آتا ہوا دیکھکر کہا جس منھ سے تمہارے پاس سے اُٹھا تھا وہ منھ لیکر نہ لوٹا (یعنی اسلام کی طرف مائل نظر آتا ہے) عتبہ آکر اُن کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے قریشی بھائیو میں نے اُس تک وہ تمام باتیں پہنچا دیں جن کا تم نے مجھے حکم دیا تھا اور جب میں کہہ چکا تو اُس نے مجھ سے وہ کلام کیا کہ خدا کی قسم میرے کانوں نے اُس جیسا کلام کبھی نہ سُنا تھا اور میں متحیر رہ گیا کہ اُسے کیا جواب دوں اے میرے قریشی بھائیو آج تم میری ایک بات مان لو اور اس کے بعد خواہ تم میرا کہا نہ ماننا کہ تم اُس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو اور اُس کے معاملات سے علیحدگی برتو پس اللہ کی قسم وہ جس بات پر اَڑے ہوئے ہیں اس کو چھوڑنے والے نہیں تم اُن کے اور عرب کے درمیان تخلیہ کر دو حائل مت ہو پس اگر وہ عرب پر غالب آگئے تو اُس کی برتری سے تمہاری برتری ہے اور اُس کی عزت سے تمہاری عزت ہے اور اگر اُس پر عرب غالب آگئے تو تم دوسروں کے ہاتھوں اُس سے نجات پا لو گے یہ سُن کر قریش نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوالولید تم بھی اُسی طرف مائل ہو گئے [۱]

مسور بن مخرمہ اور مروان بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے زمانہ میں حضور علیہ السلام (عمرہ کے ارادہ سے) مدینہ سے چلدئے بخاری نے ایک طویل حدیث بیان کی ہے جیسا کہ باب اخلاق المفضیہ الی ہدایت الناس

---

[۱] ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۷۶ ابن اسحاق نے اسی طرح طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لبدایہ جلد ۲ صفحہ ۶۳ میں۔ اور بیہقی نے مختصراً ابن کثیر فرماتے ہیں یہ روایت اس سند کے ساتھ غریب ہے۔ البدایہ ج ۳ صفحہ ۶۴

میں آجائے گی اسی روایت میں یہ ہے، صحابہ اور آپؐ منزل بمنزل چلے جارہے تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اور اس کے خاندان یعنی خزاعہ کے کچھ لوگ آپؐ کے پاس آئے باشندگان تہامہ میں سے صرف یہی خزاعی آپ کی خیرخواہی کی پوٹلی تھے بُدیل بن ورقاء نے آپؐ سے عرض کیا کہ ہم لوگ بنی لُوی کے دونوں خاندان عامر و کعب کے لوگوں کو حدیبیہ کے چشمہ پر اس حالت میں چھوڑ کر آرہے ہیں کہ وہ اپنے تمام سامان کیساتھ حتیٰ کہ بیاہی اور کابھن اونٹنیوں سمیت آپ کے مقابلے اور لڑائی کے لئے جمع ہیں اور ہتھیاروں سے لیس ہوکر وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ سے روکیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں اور تعجب ہے ان کی اس آمادگی پر، لڑائیوں نے اب تو قریش کو کمزور کرڈالا ہے۔ اور بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر ان کا منشا ہو تو ہم ایک مدت کی مہلت دینے کو تیار ہیں اس مدت میں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان کوئی مداخلت نہ کریں گے اس کے بعد اگر میں غالب آجاؤں تو بھی ان کو اختیار ہوگا کہ لوگوں کی طرح وہ بھی دین میں شامل ہوجائیں ورنہ وہ راحت پاجائیں گے لیکن اگر انہوں نے صلح سے انکار کیا تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اپنے اس دین کیلئے ان سے یہاں تک لڑوں گا کہ یا تو سر دھڑ سے جدا ہوجائے یا اللہ کا کام مکمل ہوجائے [۱]

آپ نے فرمایا قریش کی حالت پر بڑا افسوس ہے ان کو لڑائی کھاگئی ان کا اس میں کیا حرج ہے۔ کہ میرے اور تمام عرب کے درمیان تخلیہ کردیں اور مداخلت چھوڑ دیں اگر عرب مجھ پر غالب آگئے تو قریش کا دلی منشا پورا ہوجائیگا اور اگر اللہ نے مجھے عرب پر کامیابی دیدی تو قریش بھی بکثرت اسلام قبول کرلیں گے، اور اگر اسلام نہ قبول کریں گے تو اپنی طاقت کے گھمنڈ پر لڑیں گے قریش کس گمان میں مبتلا ہیں۔ خدا کی قسم میں اس دین کی خاطر جس کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے قریش سے یہاں تک لڑونگا کہ یا تو اللہ پاک مجھے کامیابی دے یا یہ گردن تن سے جدا ہوجائے [۲]

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول علیہ السلام نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھوں خیبر کو اللہ پاک فتح کرادیگا یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت رکھتے ہیں حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تمام رات اس فکر میں گذاری دیکھئے صبح جھنڈا کس کو ملتا ہے صبح ہوتے ہی سب حضورؐ

---

[۱] بخاری شریف [۲] طبرانی، کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۷۔ اسی طرح ابن اسحٰق نے زہری سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ قریش کس خیال میں پڑے ہیں خدا کی قسم جس دین کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کے لئے یہاں تک لڑونگا کہ یا تو اللہ کامیاب کرے یا میری گردن تن سے جدا ہوجائے بدایہ ج ۴ صفحہ ۱۶۵

کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک متمنی تھا کہ جھنڈا اُسے دیا جائے آپؐ نے پوچھا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دُکھنے آگئی ہیں آپؐ نے ایک آدمی بھیج کر حضرت علیؓ کو بلوایا اور لعابِ مبارک اُن کی آنکھ میں لگایا اور دعا فرمائی فوراً ایسے صحت یاب ہو گئے کہ جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی آپؐ نے اُن کو جھنڈا عطا کیا جھنڈا لیکر حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں دشمنوں سے یہاں تک لڑوں کہ وہ ہم جیسے ہو جائیں آپؐ نے فرمایا سکون و اطمینان کے ساتھ چلو جب اُن کے میدان میں پہنچ جاؤ اول اُن کو اسلام کی دعوت دو اور اُن کو بتاؤ کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق اسلام لانے کے بعد واجب ہوئے پس خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ کسی ایک انسان کو اللہ پاک ہدایت نصیب فرمائے تو یہ بات تمہارے لئے سرخ اونٹوں کی حصول یابی سے بہتر ہے[1]

حضرت مقداد بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا ہمارے سپہ سالار نے اس کی گردن زدنی کا ارادہ کیا میں نے کہا رہنے دیجئے ہم لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے چنانچہ ہم لوگ حکم کو آپ کے پاس لائے آپؐ نے حکم کو اسلام کی طرف آمادہ کرنا شروع کیا اور بہت دیر تک سمجھاتے رہے جب دیر زیادہ لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کس اُمید پر اس شخص سے گفتگو فرما رہے ہیں خدا کی قسم یہ رہتی دنیا تک ایمان نہ لائیگا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں اور یہ جہنم رسید ہو جائے رسول علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور برابر سمجھانے میں مشغول رہے یہاں تک کہ حکم اسلام لے آئے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حکم کو اسلام لاتے ہوئے دیکھا تو مجھے اگلی پچھلی سب یاد آگئی اور میں نے اپنے جی میں کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف کسی ایسے امر میں جس کو آپؐ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ کیسے جسارت کر بیٹھا ہوں اور اس کے بعد میں (تاویلًا) یوں کہو کہ میں نے صرف اللہ اور اُس کے رسول کی بھلائی چاہی تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بہر حال حکم مسلمان ہو گئے اور خدا کی قسم ان کا اسلام نہایت اچھا رہا اور راہِ خدا میں انہوں نے جہاد کیا اور بیرِ معونہ میں شہید ہو کر داخلِ جنت ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی رہے[2]

حضرت زہریؒ سے منقول ہے کہ حکم نے آپؐ سے پوچھا اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا صرف اللہ پاک کی جس کا کوئی شریک نہیں عبادت کرو اور گواہی دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں حضرت حکم نے کہا کہ میں اسلام لے آیا اس کے بعد آپؐ نے صحابہؓ کی طرف التفات

---

[1] بخاری ـــــ اسی جیسی روایت مسلم ج ۲ صفحہ ۲۷۹ میں بھی ہے
[2] طبقات ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۳۷

کر کے فرمایا اگر میں اس وقت ان کے بارے میں تمہارا کہا مان لیتا اور ان کو قتل کر دیتا تو یہ دوزخ میں چلے جاتے [۱]

طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب کے پاس جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں آدمی بھیج کر اسلام لانے کی دعوت دی وحشی نے کہلا بھیجا اے محمدؐ آپ مجھکو کس طرح آمادۂ اسلام کر رہے ہیں جب کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ قاتل اور مشرک اور زانی جہنم میں ڈالا جائے گا اور بروز قیامت اس پر عذاب دُوگنا کر دیا جائے گا وہ ذلیل و خوار کر کے ہمیشہ ہمیش جہنم میں داخل رہیگا اور میں نے ان سب کاموں کو کیا ہے تو کیا ان باتوں کے باوجود آپ میرے لئے کوئی سبیل رخصت کی پاتے ہیں فوراً اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ (الفرقان ۴-۶) مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور عمل صالح کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ پاک اُن کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ پاک بار بار مغفرت کرنے والا اور انتہائی رحم کرنے والا ہے۔ وحشی نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک اعمال اور توبہ کی شرط تو نہایت کڑی ہے بہت ممکن ہے میں اس کو نہ پورا کر سکوں پھر فوراً اللہ پاک نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (نساء ۴-۱۰) بیشک اللہ پاک اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہ بخشے گا شرک کے علاوہ ہر گناہ کو جس کے لئے چاہے گا بخش دے گا وحشی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جہاں تک میرا خیال ہے خدا کی مشیت پر ہے مجھے کیا پتہ کہ میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں پس کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی امید افزا بات ہے یا نہیں تب اللہ نے یہ آیت اتاری۔ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الاٰية (زمر ۴-۶) اے میرے ایسے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو بلا شبہ اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا بیشک اللہ پاک بار بار مغفرت کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے یہ سن کر وحشی نے کہا بس اب ٹھیک ہے اور اسلام لے آئے کچھ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو اشکال وحشی کو پیش آیا ہے ہم کو بھی وہی اشکال ہے آپؐ نے فرمایا یہی حکم تمام مسلمانوں کیلئے ہے [۲]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مشرکین کی ایک جماعت جس نے قتل و زناکاری بکثرت کی تھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ بلا شبہ جو آپ فرماتے ہیں اور جس دین کی طرف آپ بلا رہے ہیں نہایت اچھا ہے کاش آپ یہ بھی فرما دیں کہ یہ ہماری بداعمالیوں کا کفارہ بھی ہو جائے گا

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۳۸

[۲] الہیثمی ج ۷ صفحہ ۱۰۰ وفیہ ابین بن سفیان ضعفہ الذھبی

تو فوراً یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ (الآیۃ الفرقان ۶۸) جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں ٹھہراتے اور کسی انسان کو ناحق قتل نہیں کرتے اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی (الآیۃ زمر ۵۳) آپ فرما دیجئے اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا بیشک اللہ پاک بڑا مغفرت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے [۱]

ابو ثعلبہ خشنیؓ سے منقول ہے کہ رسول علیہ السلام اپنے مجاہدین کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے پہلے آپؐ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی حضور علیہ السلام کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات کے یہاں چنانچہ آپؐ اپنے کسی سفر سے ایک مرتبہ جب واپس تشریف لائے تو حسب معمول اپنی ازواج سے قبل حضرت فاطمہؓ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے حضرت فاطمہؓ آپؐ کے استقبال کے لئے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپؐ کا چہرۂ مبارک چومنا شروع کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھ اور دہن مبارک کو چوما اور رونے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ روتی کیوں ہو عرض کیا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا آپؐ نے فرمایا اے فاطمہ گریہ وزاری نہ کرو تیرے باپ کو اللہ پاک نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ و گارہ کا مکان اور نہ کوئی سوتی اونی خیمہ باقی بچے گا جس میں اللہ پاک عزت یا ذلت کے ساتھ یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن و رات کی پہنچ ہے [۲]

تمیم داریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ یہ دین وہاں تک ضرور بالضرور پہنچ کر رہیگا جہاں تک دن و رات کی رسائی ہے اور اللہ پاک کسی مٹی و گارے کے مکان کو نہ چھوڑیگا کہ اس میں اس دین کو داخل نہ کر دے خواہ کوئی عزت کے ساتھ قبول کرے یا ذلت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کو اللہ عزت دے کر رہے گا اور کفر کو ذلیل و خوار کر کے رہے گا حضرت تمیم داریؓ کا یہ بیان ہے کہ یہ منظر بچشم خود میں نے اپنے خاندان میں دیکھا جو افراد مسلمان ہوئے خیر و نصرت و عزت نے ان کے قدم چومے اور جو کفر پر جمے رہے ذلیل و خوار رہے اور جزیہ ادا کرتے رہے [۳]

---

[۱] بخاری ج ۲ صفحہ ۷۱۰، مسلم ج ۱ صفحہ ۷۶، ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۲۳۸، نسائی، بیہقی ج ۹ صفحہ ۱۲۱، بیہقی ج ۹ صفحہ ۹۸ نحوہ

[۲] طبرانی، حلیہ، لحاکم، کنزالعمال ج ۱ صفحہ ۷۷، ہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۶۲، طبرانی وفیہ یزید بن سنان ابو فروۃ وھو مقارب الحدیث مع ضعف کثیر حاکم ج ۲ صفحہ ۱۵۹ قال البخاری فی صحتہ نظر وذکر بن حبان فی الثقات

[۳] احمد، طبرانی۔ کذا فی المجمع ج ۶ صفحہ ۱۴، ہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۴

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تُستر کی فتح کی خوش خبری دے کر روانہ کیا حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ بکر بن وائل کے وہ چھ آدمی جو مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے اُن کی کیا خبر ہے میں نے عرض کیا اے امیر المومنین وہ مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے اُن کا سوائے قتل کرنے کے اور کیا علاج تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں ان کو بغیر قتل و غارت کے گرفتار کرتا تو یہ بات مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہوتی کہ وہ تمام دنیا کی جس پر کہ سورج کی کرنیں پڑتی ہیں سونا چاندی میرے قبضہ میں آجاتی میں نے عرض کیا کہ اگر آپ گرفتار کر لیتے تو کیا کرتے فرمایا میں اولاً ان پر یہ بات پیش کرتا کہ جس دروازہ (اسلام) سے وہ نکلے ہیں اُسی میں داخل ہو جائیں اگر وہ ایسا کر لیتے تو میں ان سے راضی ہو جاتا ورنہ اُن کو تاحیات سپرد جیل کر دیتا[1]

عبد الرحمن قاریؒ نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو موسیٰؓ کی طرف سے ایک آدمی آیا آپ نے اُس سے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے آنے والے نے آپ کو اطلاع دیدی پھر آپ نے دریافت کیا آیا تم کو اہلِ مغرب کی بھی کوئی خبر ہے آنے والے نے کہا جی ہاں ایک آدمی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا آپ نے فرمایا پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا قاصد نے کہا ہم نے اُس کو بلا کر گردن مار دی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا کیوں نہیں کیا کہ اس کو تین دن تک قید میں رکھتے اور روزانہ ایک چپاتی کھانے کو دیتے اور اس کو توبہ پر آمادہ کرتے تو شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ کی طرف لوٹ آتا اے میرے اللہ میں وہاں موجود نہ تھا اور نہ میں نے قتل کا حکم دیا تھا اور نہ میں جب مجھے اطلاع ملی اس بات سے راضی ہوا

عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے خط بھیج کر ایک ایسے آدمی کے بارہ میں سوال کیا جو کئی بار اسلام لایا اور پھر کافر ہو گیا آیا اُس کا اسلام قبول کیا جائے حضرت عمرؓ نے جواب دیا اس کا اسلام قبول کرو جب تک اللہ اُس سے اسلام کو قبول کرتا رہے اس پر اسلام پیش کرو اگر مان جائے تو اسے چھوڑ دو ورنہ اس کی گردن اڑا دو[5]

---

[1] اخرج الطبرانی نحوہ عن المقداد ایضاً واخرج عبد الرزاق [2] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۷۹ واخرجہ البیہقی ج ۸ صفحہ ۲۰۷ ایضاً بمعناہ [3] وعند مالک والشافعی وعبد الرزاق وابو عبید فی الغریب والبیہقی صفحہ ۲۰۷ [4] وعند مسدد وابن عبد الحکیم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ [5] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۷۹

ابی عمران جونی نے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ایک راہب پر ہوا آپ وہاں ٹھہرے لوگوں نے راہب سے پکار کر کہا یہ امیر المومنین تشریف فرما ہیں وہ نکل کر باہر آیا اُس میں کمزوری اور لاغری اور مجاہدات اور ترکِ دنیا کے آثار نمایاں تھے اُسے دیکھ کر حضرت عمرؓ رو دیئے لوگوں نے عرض کیا حضور یہ تو نصرانی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ یہ نصرانی ہے مگر مجھے اس کے حال پر ترس آگیا اللہ عزوجل کا یہ قول یاد آگیا عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ (غاشیہ ع ۱) بعض چہرے مشقت برداشت کئے ہوئے تھکے ہوئے نہایت گرم آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اس کی محنت و مشقت کو دیکھ کر مجھے رونا آگیا اس لئے کہ باوجود تحمل مشقت کے یہ جہنم میں جائیگا۔[۱]

آنحضرتؐ کا دعوتِ اسلام کا انفرادی نظام

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کی ملاقات کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور یہ نبی علیہ السلام کے زمانہ جاہلیت ہی سے مخلص دوستوں میں سے تھے ملاقات کے بعد عرض کیا اے ابو القاسمؐ میں آپ کو برادری کی مجلسوں میں نہیں پاتا اور لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ اُن کے آباء اجداد وغیرہ کو برا بھلا کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اتنا کہہ کر آپؐ فارغ ہی ہوئے تھے کہ صدیقِ اکبرؓ اسلام لے آئے حضور علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ کے اسلام لانے سے اس قدر خوشی کے ساتھ واپس ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان جن کو اخشبین کہتے ہیں آپؐ سے زیادہ خوش نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت سعدؓ کے پاس تشریف لے گئے یہ حضرات بھی مسلمان ہوگئے دوسرے روز حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے پاس عثمان بن مظعونؓ ابو عبیدہؓ عبدالرحمان بن عوفؓ ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ۔ ارقم بن ابی ارقمؓ کو لے کر حاضر ہوئے اور یہ سب بھی مشرف بہ اسلام ہوئے رضی اللہ عنہم۔[۲]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا اے محمد قریش جو کچھ آپ کے متعلق کہہ رہے ہیں کیا صحیح ہے یعنی آپ نے ہمارے معبودوں کو ترک کر دیا اور ہماری عقلوں پر حماقت کا الزام لگایا اور ہمارے باپ دادوں کو کافر کہا آپؐ نے فرمایا ہاں یہ سب صحیح ہے بلاشبہ میں خدا

---

[۱] بیہقی ابن منذر حاکم عن ابی عمران جونی کذا فی کنز العمال ج ۱ صفحہ ۱۵ [۲] بدایہ ج ۳ صفحہ ۲۹ عن حافظ ابو الحسن طرابلسیؒ

کا رسول اور نبی ہوں اللہ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اللہ کا پیغام پہنچا دوں اور میں تم کو بھی خدا کی طرف بلاتا ہوں سچی اطاعت کے لئے خدا کی قسم حق یہی ہے اے ابوبکر میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اللہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اس کی اطاعت پر مدد کرو اس کے بعد آپ نے چند آیتیں پڑھ کر سنائیں حضرت ابوبکرؓ نے نہ اقرار کیا نہ انکار (یعنی بلا تامل فوراً اسلام لے آئے اور بت پرستی ترک کر دی شرک سے برأت چاہی اور پکے مومن بن گئے اور ایمان مکمل و تصدیقِ پختہ کے ساتھ واپس آئے[1]

ابن الحصین تیمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو بھی میں نے اسلام کی دعوت دی اس کو کچھ نہ کچھ جھجک اور تردد اور فکر ضرور پیدا ہوئی سوائے حضرت صدیق اکبر کے کہ جیسے ہی میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی فوراً بلا تردد و تامل انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ذرا بھی دیر نہ لگائی[2]

صحیح بخاری میں حضرت ابودرداءؓ سے جو روایت ہے اسی حدیث کے ضمن میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ میں کچھ تکرار ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھے پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اور جان و مال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم لوگ میرے اس ساتھی سے میری خاطر رک سکتے ہو؟ یہ جملہ آنحضورؐ نے دو مرتبہ دُہرایا اس قصہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے کبھی کچھ تکلیف نہیں دی حضورؐ کا یہ ارشاد گویا کہ دلیل ہے حضرت ابوبکرؓ کے سب سے پیشتر اسلام لانے پر[3]

حضرت عمر بن خطابؓ کو دعوتِ اسلام دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی اے میرے اللہ اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ قوت عطا کر اللہ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کی یہ دعا قبول کر لی چنانچہ اُن کے اسلام لاتے ہی بت پرستی کی دیواریں منہدم اور اسلام کی بنیادیں قوی ہو گئیں[4]

---

[1] ابن اسحاق [2] عن محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحصین تمیمی ابن اسحاق کی اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نہ اقرار کیا نہ انکار بغیر تامل کے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود ابن اسحاق نے دوسری حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ آپ کی ظہور نبوت سے قبل ہی آپ کے ساتھی تھے اور آپ کی سچائی اور امانت داری اور عادات کی پاکیزگی اور عمدہ خلق کا اس درجہ یقین رکھتے تھے کہ حضورؐ اپنی پوری زندگی میں کسی انسان سے کبھی جھوٹ یا غلط نہیں کہتے تو بھلا اللہ کے بارے میں کیسے افترا کر سکتے تھے چنانچہ جب آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا وہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے اور آپ کی تصدیق کی۔

[3] ... [4] ... طبرانی عن عبداللہ بن مسعودؓ ہیثمی نے ج ۹ صفحہ ۶۲ پر نقل کیا ہے ... ی روایت کے سب راوی صحیح (بخاری) کے راوی ہیں سوائے مجالد بن سعید کے اور یہ بھی ثقہ ہیں

طبرانی میں ثوبان سے یہ حدیث منقول ہے جس میں سعید بن زیدؓ اور ان کی بیوی مسماۃ فاطمہؓ جو حضرت عمرؓ کی بہن ہیں ان کا تذکرہ ہے (یہ حدیث صحابہؓ کی مشقتیں برداشت کرنے والے باب میں آجائے گی) اس میں آیا ہے حضورؐ نے حضرت عمرؓ کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کیا ارادہ ہے اور کس لئے آئے حضرت عمرؓ نے کہا جس چیز کی طرف آپ بلا رہے ہیں مجھے بھی بتایئے آپؐ نے فرمایا گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی اسی جگہ اسلام لے آئے۔

اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہم لوگوں سے کہا کیا تم کو پسند ہے کہ میں اپنے اسلام لانے کا ابتدائی قصہ بیان کروں ہم نے عرض کیا جی ہاں ضرور بیان فرمایئے حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں میں سے سب میں بڑا دشمن تھا۔ صفا پہاڑی کے قریب آپؐ ایک مکان میں تشریف فرما تھے میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپؐ نے میری قمیض پکڑلی اور کہا اے خطاب کے بیٹے اسلام لے آ، اور ساتھ ہی یہ دعا کی اے اللہ اسے ہدایت دے فوراً میرے منھ سے نکلا اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد انک رسول للہ میرے اسلام لاتے ہی مسلمانوں نے اتنی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی ہر گلی میں اس کی آواز گونج اٹھی۔ باقی حدیث آگے آئے گی بزار نے دوسری طرح نقل کیا ہے وہ بھی صفحات آئندہ میں آجائے گا [1]

حضرت عثمان بن عفانؓ کو دعوتِ اسلام دینا

مدائنی نے بسند عمرو بن عثمان روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ مسماۃ اروی بنت عبدالمطلب کے یہاں ان کی عیادت کے لئے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے میں نے آپ کی طرف بغور دیکھنا شروع کیا اور آپؐ کی نبوۃ کا تھوڑا بہت ان دنوں تذکرہ ہو چلا تھا آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے عثمان کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ پر بڑا تعجب ہے کہ آپ کا ہم لوگوں میں کیا مرتبہ تھا اور اب آپ پر کیا افترا پردازی کی جا رہی ہے حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے جواب میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا خدا گواہ ہے کہ یہ سن کر میں کانپ گیا پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ الآیۃ (ذریات ۴-۱۷) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیزیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا آسمان و زمین کے پروردگار

---

[1] ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۴۱

کی قسم بیشک یہ سب اسی طرح حق ہے جس طرح کہ تم بات کرتے ہو اس کے بعد آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا [1]

حضرت علی بن ابی طالب رضؓ کو دعوتِ اسلام دینا

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ کے پاس تشریف لائے آپ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے تھے آپ نے فرمایا' یہ اللہ کا ایسا دین ہے جس کو اللہ نے اپنے لئے منتخب کیا اور اسی کی تبلیغ کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے لہذا میں تم کو بھی ایسے اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی عبادت کا حکم دیتا ہوں اور یہ کہ لات و عزیٰ کو بالکل چھوڑ دو حضرت علیؓ نے کہا یہ ایسی بات ہے کہ آج سے قبل میں نے کبھی نہیں سنی میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا جب تک کہ اپنے والد ابوطالب سے بیان نہ کرلوں آپ کو حضرت علیؓ کا یہ فرمانا گوارا نہ ہوا کہ آپ کے اعلان سے پہلے راز فاش ہو جائے فرمایا اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے تو اس معاملہ کو ابھی پوشیدہ رکھنا حضرت علیؓ اس رات ایمان نہیں لائے مگر اللہ نے ان کے دل میں ایمان راسخ کر دیا تھا اگلے روز صبح ہوتے ہی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل آپ نے مجھ پر کیا بات پیش کی تھی آپ نے فرمایا گواہی دو کہ اللہ صرف ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور لات و عزیٰ کا انکار کر دو اور جن کو خدا کا شریک بنایا جاتا ہے ان سے بالکل اظہارِ بیزاری کرو حضرت علیؓ نے یہ سب قبول کیا اور اسلام لے آئے اور ابوطالب کے ڈر سے آپ کے پاس چھپ چھپ کر آتے رہے اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا ظاہر نہ ہونے دیا [2]

عفی کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا اور اس سے قبل اتنی زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا کہ ان کی باچھیں کھل گئیں پھر فرمایا مجھے ابوطالب کی بات یاد آ گئی تھی ایک روز ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطنِ نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ابوطالب آ گئے اور کہنے لگے بھتیجے یہ کیا کر رہے ہو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی ابوطالب بولے جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں، اور سجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میرے سُرین سجدہ کی حالت میں اوپر ہو جائیں' یہ کہہ کر حضرت علیؓ اپنے والد کے اس قول پر تعجب کرتے

---

[1] الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۲۲۵
[2] بدایہ ج ۳ صفحہ ۲۴

ہوئے ہنسے اس کے بعد فرمایا اے پروردگار میں نہیں کہہ سکتا اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے مجھ سے پہلے تیری عبادت کی ہو یہ بات حضرت علیؓ نے تین مرتبہ فرمائی اور فرمایا میں نے تمام لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھنی شروع کردی تھی [۱]

حضرت عمرو بن عبسہؓ کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت ابوامامہؓ نے عمرو بن عبسہؓ سے دریافت کیا کہ کس وجہ سے آپ اپنے آپ کو اسلام کا چوتھائی حصہ بتاتے ہیں کہا بلاشبہ میں زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہی میں مبتلا خیال کرتا تھا اور بتوں کو کوئی چیز نہ جانتا تھا کچھ دن بعد ایک شخص کے متعلق میں نے سنا کہ مکہ کی خبریں اور نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر فوراً مکہ پہنچا وہاں پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں چھپ رہے ہیں اور آپ کی ساری قوم آپؐ کے درپے آزار ہے میں بڑی حیلہ جوئی کے بعد آپؐ تک پہنچا اور میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں میں نے عرض کیا کہ نبی کس کو کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے کو میں نے عرض کیا کیا واقعۃً آپؐ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اللہ نے مجھکو بھیجا ہے میں نے عرض کیا کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کو ایک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور بت توڑ دیئے جائیں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک و برتاؤ کیا جائے اس کے بعد میں نے عرض کیا آپؐ کا اس معاملہ میں کون کون ساتھی ہے آپؐ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ ایک غلام اور ایک آزاد میں نے دیکھا تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بن ابی قحافہ اور حضرت بلالؓ ان کے غلام تھے رضی اللہ عنہم میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپؐ کی فرماں برداری چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا موجودہ حالات کے ماتحت میرا ساتھ دینا تمہاری طاقت سے باہر ہے اب تو تم اپنے گھر چلے جاؤ اور جب سنو کہ مجھے غلبہ ہوگیا تو میرے پاس چلے آنا آپؐ کے فرمان کے بموجب میں اسلام لا کر گھر واپس چلا آیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر گئے میں آپؐ کی خبریں معلوم کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ مدینہ سے ایک قافلہ آیا میں نے اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ آدمی جو مکہ سے تمہارے یہاں آیا ہے اُس کا کیا حال چال ہے اُن لوگوں نے کہا کہ اُن کی قوم نے اُن کے قتل کرنے کی پوری سازش کر رکھی تھی مگر اُن کے لئے یہ ممکن نہ ہوا اور نصرۃ الٰہی آپؐ کے اور قوم کے درمیان آڑے آگئی

---

[۱] امام احمد من جنۃ العرنی ——— ہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۰۲ پر فرماتے ہیں، امام احمد و ابو یعلی نے یہ حدیث مختصر و طبرانی و بزار نے اوسط میں بیان کی ہے اور ان کی سند حسن ہے۔

موجود ہیں ان کی پیروی کرو تمہارے خواب کی تعبیر یہی ہے کہ تم آپ کی پیروی کرکے رہو گے اور اسلام میں داخل ہو گے اور اسلام ہی تم کو آگ میں داخل ہونے سے بچائے گا اور تمہارا باپ اُس آگ میں جا چکا ہے۔ حضور علیہ السلام موضع اجیاد میں تشریف فرما تھے حضرت خالدؓ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول اے محمدؐ آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی طرف بلاتا ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور بت پرستی کو جس پر تم رہے ہو چھوڑ دو یہ پتھر نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع رسانی کر سکتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کون ان کی عبادت کرتا ہے کون نہیں کرتا ہے

حضرت خالدؓ فوراً ہی کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے کہ میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضور علیہ السلام ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد حضرت خالدؓ گھر سے غائب ہو گئے اور ان کے والد کو اِن کے اسلام لانے کا پتہ چل گیا ان کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے ان کو ان کے والد کے پاس لایا گیا والد نے ان کو بڑی تنبیہ کی ڈرایا دھمکایا اور جو کوڑا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اُس سے اس قدر پٹائی کی کہ کوڑا اِن کے سر پر توڑ دیا اور کہا خدا کی قسم میں تیرا کھانا پینا بند کر دونگا حضرت خالدؓ نے فرمایا اگر آپ کھانا پینا بند کر دیں گے تو اللہ پاک ضرور اتنا رزق مجھے دیگا جس سے میں زندگی گذر سکوں گا اور یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے حضور علیہ السلام اِن کا ہر طرح خیال رکھتے اور یہ اکثر آپؐ کے ساتھ رہتے ۔[1]

حضرت عمروؓ بن عثمان سے اس طرح روایت ہے کہ خالدؓ کے والد نے اپنے بیٹوں اور رافع اپنے غلام کو جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کی تلاش میں بھیجا ان لوگوں نے حضرت خالد کو تلاش کیا اس کے باپ ابواحیحہ کے پاس پکڑ کر لائے باپ نے ان کو بہت ڈرایا دھمکایا اور اُس کے ہاتھ میں جو کوڑا تھا اُس سے اس قدر تنبیہ کی اور جھڑکی دی اور پٹائی کی کہ کوڑا بھی اِن کے سر پہ توڑ دیا پھر بولا کہ تونے محمدؐ کی پیروی کر لی اور تجھے خوب معلوم ہے کہ خود اُن کی قوم اُن کے کس قدر مخالف ہے اور انہوں نے قوم کے معبودوں پر اور اُن کے مُردہ باپ دادوں پر کیا کیا عیب لگائے ہیں حضرت خالدؓ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا اور میں نے تو آپؐ کا اتباع کر لیا یہ سنکر اُن کے باپ ابواحیحہ کو بڑا طیش آیا حضرت خالدؓ کی بے آبروئی کی اور بہت کچھ بُرا بھلا کہا اس کے بعد کہا اے کمینے چلا جا جہاں تیرا جی کرے خدا کی قسم میں

---

[1] بدایہ ج ۳ صفحہ ۳۲ امام بیہقی نے بسند جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر عن محمد یا عن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان[2] اخرجہ الحاکم فی مستدرک ج ۳ صفحہ ۲۴۸ من طریق الواقدی عن جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر عن محمد بن عبداللہ

تجھے بھوکا ماردوں گا حضرت خالدؓ نے کہا اگر تم کھانے کو نہ دو گے (نہ دو) مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے یقین کامل ہے کہ وہ زندگی بھر ضرور دے گا یہ سن کر باپ نے حضرت خالدؓ کو گھر سے نکال دیا اور بیٹوں سے کہہ دیا تم میں سے کوئی اس سے بات نہ کرے ورنہ اُس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کروں گا جو اس کے ساتھ کیا ہے حضرت خالدؓ آپؐ کی خدمت میں چلے آئے حضور علیہ السلام ان کا ہر طرح اکرام فرماتے اور یہ اکثر و بیشتر آپؐ ہی کے ساتھ رہتے [۱]

حضرت[۵۳] خالد اپنے باپ سے غائب ہو کر مکہ کے آس پاس چلے گئے اور صحابہؓ کی حبشہ کی دوسری ہجرت میں یہ پہلے مہاجر تھے حاکم ج ۳ صفحہ ۲۴۹ میں ہے کہ جب ان کا باپ سعید بیمار ہوا تو کہنے لگا کہ اگر خدا مجھے بیماری سے شفا دے تو ابن ابی کبشہ (حضور) کے خدا کی مکہ میں کبھی عبادت نہ ہونے دوں گا حضرت خالدؓ نے دعا کی اے اللہ اسے اٹھنے کے قابل ہی نہ چھوڑ چنانچہ اسی بیماری میں مر گیا[۵۴]

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت ابن عباسؓ نے کہا ضماد مکہ آئے یہ قبیلہ ازد شنوءہ سے تھے اور بھوت پریت کے آثار کے منتر کیا کرتے تھے. مکہ کے چند احمقوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اثرِ جنون ہے ضماد نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کہاں رہتے ہیں شاید اللہ پاک میرے ہاتھوں ان کو شفا دے چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ان ہواؤں (آسیب) وغیرہ کا علاج کرتا ہوں اور اللہ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفا دیتا ہے لائیے میں آپ کا علاج کروں. یہ سن کر حضور علیہ السلام نے خطبہ ماثورہ پڑھا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طلبگار ہیں جس کو اللہ راہ راست پر لگائے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کر دے اُسے کوئی راستہ بتانے والا نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ پاک کے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا و یکہ ہے اُس کا کوئی شریک نہیں. یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ضماد نے کہا خدا کی قسم میں نے کاہنوں کی باتیں بھی سنی ہیں اور جادوگروں کی بھی اور شاعروں کے کلام بھی سنے مگر آپ جیسے کلمات کبھی نہیں سنے دیجئے ہاتھ بڑھائیے میں نے آپ سے اسلام لانے پر بیعت کی اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت اسلام لی اور فرمایا یہ بیعت تیری قوم کے لئے بھی ہے حضرت ضمادؓ نے عرض کیا بہت اچھا میری قوم کے لئے بھی ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جو قوم ضماد پر گذرا یہ لشکر نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اس قوم

---

[۱] اخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۹۷ عن الواقدی عن جعفر بن محمد عن عبداللہ نحوہ مطولاً ۵۳ و هکذا ذکرہ فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۴۰۰ من طریق الواقدی ۵۴ و هکذا اخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۹۵

سے کچھ لیا ہے ایک آدمی نے کہا ہاں میں نے ایک لوٹا لیا ہے امیر نے کہا واپس کر دو یہ حضرت ضمادؓ کی قوم ہے۔ ایک روایت میں ہے جب حضورؐ نے خطبہ پڑھا تو ضمادؓ نے عرض کیا کہ پھر پڑھئے ان کلمات نے تو مجھے حقیقت کے سمندر کی گہرائی میں اتار دیا [1]

حضرت ضمادؓ کہتے ہیں کہ میں عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں آیا ایک مجلس میں جس میں ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف بھی تھے بیٹھ گیا ابوجہل بولا اس شخص نے (یعنی نبی علیہ السلام نے) ہماری جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہم سب کو بیوقوف بتایا اور ہمارے مرے مُردوں کو گمراہ بتایا اور ہمارے خداؤں کو بھی برا بھلا کہا امیہ بولا اس آدمی کے (حضور علیہ السلام) کے پاگل ہونے میں کوئی شک نہیں ضمادؓ کہتے ہیں امیہ کی بات سن کر مجھے خیال ہو گیا میں بھی تو آسیب وغیرہ کا علاج کرتا ہوں میں اس مجلس سے رسول اللہ کی تلاش میں اٹھ کھڑا ہوا میں نے باوجود سارے دن تلاش کرنے کے آپ کو نہ پایا جب اگلا روز ہوا تو میں نے آپ کو مقام ابراہیم میں نماز پڑھتے ہوئے پایا میں بیٹھ گیا جب آپؐ نماز سے فارغ ہو گئے میں نے آپؐ کے پاس بیٹھ کر کہا اے عبدالمطلب کے پوتے آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا بات ہے میں نے کہا کہ میں ان ہواؤں (بھوت پریت) کا علاج کرتا ہوں اگر آپ چاہیں تو آپ کا بھی علاج کر دوں آپ اپنی اس بیماری کو بڑا نہ سمجھئے آپ سے زیادہ سخت بیماروں کا میں نے علاج کیا ہے اور وہ اچھے ہو گئے میں نے آپ کی قوم سے سنا ہے کہ وہ آپ میں خرابیاں بتاتے تھے مثلاً یہ کہ آپ سب کو بے وقوف بتاتے ہیں اور آپ نے ان میں تفرقہ ڈال دیا اور ان کے مُردوں کو گمراہ بتایا اور اُن کے معبودوں میں عیب نکالے اور میں نے کہا یہ باتیں تو وہ ہی کر سکتا ہے جس پر اثر جن بھوت وغیرہ ہو یہ ساری تقریر سن کر آپؐ نے خطبہ ماثورہ پڑھا سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اسی کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد کا طلب گار ہوں اسی پر ایمان لایا اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں جس کو اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ ہدایت نہ دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کیے جانے کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندہ اور اُس کی طرف سے اللہ کے بندوں کو اللہ کے پیغام پہنچانے والے ہیں حضرت ضمادؓ کہتے ہیں یہ میں نے ایسا کلام سنا کہ اس سے قبل کبھی بھی ایسا کلام نہیں سنا تھا میں نے آپؐ سے دوبارہ اس خطبہ کے پڑھنے کی گذارش کی آپؐ نے دوبارہ پڑھ دیا تب میں نے عرض کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایک اللہ پر جس کا کوئی شریک نہیں ہے ایمان لا اور بُت پرستی اپنی گردن سے اتار پھینک اور اس امر کی شہادت

---

[1] ہدایہ ج ۳ صفحہ ۲۶ بحوالہ مسلم و بیہقی

دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ سب باتیں مان لوں تو مجھے کیا ملیگا آپ نے فرمایا جنت ملے گی میں نے کہا ہاں گواہی دیتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں نے بت پرستی کو اپنی گردن سے اتار پھینکا اور میں گواہی دیتا ہوں بلاشبہ آپ اللہ کے بندہ اور اُس کے رسُول ہیں اس کے بعد میں آپ کے ساتھ رہنے لگ گیا اور میں نے قرآن شریف کی بہت سی سورتیں حفظ کرلیں پھر اپنی قوم کی طرف چلا آیا [1]

عبداللہ بن عبدالرحمان عدوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا لشکر کے لوگوں نے کسی جگہ سے بیسؔ اونٹ پکڑے اور لیکر چلدئے جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ یہ اونٹ قوم ضماد کے ہیں لشکر کے لوگوں سے کہا اونٹ واپس کردو چنانچہ تمام اونٹ واپس کئے گئے۔

حضرت حصین والدِ عمران کو دعوتِ اسلام دینا

محدث ابن خزیمہ نے بسند عمران بن خالد بن طلیق بن محمد بن عمران بن حصین اس طرح بیان کیا ہے کہ عمران نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے اور میرے باپ سے ان کے باپ نے اور انکے باپ سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ قریش حصین کے پاس آئے اور قریش حصین کی بڑی عظمت کرتے تھے حصین سے کہنے لگے آپ ہماری طرف سے اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہئے سنئے وہ تو ہمارے معبودوں کو بُرا بتاتا ہے۔ یہ قریش اور حصین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ کے دروازہ کے قریب بیٹھ گئے آپؐ علیہ السلام نے فرمایا شیخ (حصین) کے لئے جگہ چھوڑ دو ان کے صاحبزادہ عمرانؓ اور اُن کے ساتھی آپ کی خدمت میں جمع تھے حصین نے کہا یہ کیا باتیں ہیں جو ہم کو آپ کی طرف سے پہنچ رہی ہیں آپ ہمارے خداؤں کا بُرائی کے ساتھ تذکرہ کرتے رہتے ہیں اور آپ کے والد تو بہت احتیاط پسند اور بھلے تھے آپ نے فرمایا باپ تو میرے اور تمہارے دونوں جہنم میں گئے یہ بتاؤ کہ کتنے معبودوں کی تم پرستش کرتے ہو حصین نے کہا سات کی تو روئے زمین پر اور ایک معبود کی جو آسمان میں ہے آپؐ نے فرمایا اچھا جب تم پر مصیبت آئے تو کس خدا کو پکارتے ہو حصین نے کہا آسمان والے کو آپؐ نے پوچھا اچھا جب مال پر تباہی آجائے تب کس کو پکارتے ہو حصین نے کہا آسمان والے کو آپؐ نے فرمایا وہ اللہ تو تنہا تمہاری فریادرسی کرتا ہے اور تم اُس کے ساتھ شرک کرتے ہو کیا تم نے اس کو شرک کے موقعوں میں

---

[1] اصابہ ج ۲ صفحہ ۲۱۰ میں نسائی و بغوی و مسند ... و ابو نعیم نے دلائل النبوۃ صفحہ ۱۴۰ بطریق واقدی بایں سند بیان کیا ہے حدثنی محمد بن سلیط عن ابیہ عن عبدالرحمن العدوی

راضی سمجھ رکھا ہے (جب ہی بحالت امن اس کو یاد نہیں کرتے) یا تم ڈرتے ہو کہ تم لوگوں کو پوری گرفت میں نہ لے لے (جب ہی مصائب میں اُسے پکارتے ہو) حصین نے کہا دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں حضرت حصینؓ کا بیان ہے آج مجھے پتہ پڑا کہ اس جیسی گرامی ہستی سے کبھی گفتگو کا سابقہ نہ ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے حصین اسلام لے آ محفوظ رہیگا حصین نے کہا میرے تو اور بھی بھائی برادر رہیں میں کیا کہوں آپؐ نے فرمایا یہ دعا کر اے اللہ میں تجھی سے ہدایت کا طالب ہوں تو میرے امر کی اصلاح فرما اور مجھ میں ایسے علم کی فراوانی کر دے جو میرے لئے نافع ہو حضرت حصینؓ نے یہ دعا مانگی اور اسی مجلس میں اُٹھنے سے قبل ہی مسلمان ہو گئے یہ دیکھتے ہی حضرت عمران رضی اللہ عنہ اپنے باپ حصین کی طرف لپکے اور اپنے باپ کے سر اور ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ لیا جب حضور علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا آنکھ میں آنسو بھر آئے اور فرمانے لگے مجھے عمران کے اس فعل پر رونا آگیا کہ حصین جب آئے تو کافر تھے اس لئے عمران ان کی تعظیم نہ بجالائے اور باپ کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور جیسے ہی یہ مسلمان ہوئے فوراً باپ کے حق کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے یہ دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی جب حصین نے آپؐ کی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کیا آپؐ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا اُٹھو اور ان کو ان کے مکان تک پہونچا آؤ پس جیسے ہی یہ حضور علیہ السلام کے دروازہ کی چوکھٹ سے باہر نکلے قریش نے ان کو دیکھ کر کہا یہ تو پھر گیا بدل گیا اور انہیں چھوڑ کر چل دیئے[1]

ایک صحابیؓ کو دعوتِ اسلام دینا جن کا نام ذکر نہیں کیا گیا

امام احمد نے بیان کیا کہ ابو تمیمہ ہجیمی فرماتے ہیں کہ ہماری قوم کا ایک آدمی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا یا ابو تمیمہ نے اس طرح فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے پاس ایک آدمی نے آکر پوچھا کیا اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے جن کا اسم گرامی محمد ہے آپ ہی ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں میں ہی اللہ کا رسول محمد ہوں آنے والے نے کہا تم کس کو پکارتے ہو آپؐ نے فرمایا صرف اللہ عزوجل کو جس کے صفات میں سے یہ ہے کہ اگر تیرا نقصان ہو جائے اور تُو اس سے دعا کرے تو ازالۂ نقصان کر کے مصائب سے نجات دے اور اگر قحط سالی پیش آجائے اور تُو اس سے دعا کرے وہ تیرے لئے اناج پیدا کر دے اور اگر چٹیل میدان میں بے پانی اور گھاس کے جنگل میں تیری سواری کی اونٹنی گم و لاپتہ ہو جائے اور تُو اُس سے دُعا کرے تو وہ اللہ پاک تیری سواری

---

[1] اخرجہ ابن خزیمہ بسند عمران بن خالد بن طلیق بن محمد بن عمران بن حصین کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۳۳۷

کو تیری طرف واپس لے آئے گا یہ ارشاد سن کر وہ فوراً اسلام لے آئے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپؐ نے فرمایا کبھی کسی چیز کو بھی گالی نہ دینا یا آپؐ نے فرمایا ہرگز کسی کو گالی نہ دینا یہ صحابی کہتے ہیں اس ارشادِ رسول کے بعد میں نے اونٹ اور بکری تک کو گالی نہیں دی[1]

حضرت معاویہ بن حیدہؓ کو دعوتِ اسلام دینا

کتاب الاستیعاب میں حافظ ابن عبدالبر نے یہ بیان کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے کہ معاویہ بن حیدہ قشیریؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں آپ کی خدمت میں ابتک نہیں آیا تھا اس لئے کہ میں نے دونوں ہاتھوں کے پوروں سے بھی زیادہ مرتبہ آپ کے پاس نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی (اور دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنی قسم کی تعداد کی کثرت کی طرف اشارہ بھی کیا) اور اس امر کی بھی قسم کھا رکھی تھی کہ آپ کا دین نہ اختیار کروں گا۔ اب میں آپ کی خدمت میں ایسے کام (اسلام) کے لئے حاضر ہوا ہوں جو میرے فہم سے بالاتر ہے مگر جس قدر کہ اللہ پاک نے میرے دل میں اُتار دیا اور میں آپ سے اللہ کی ذاتِ عظیم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں آپ فرمائیں کہ ہمارے پروردگار نے آپ کو ہم لوگوں کی طرف کیا پیغامات دیکر بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا مجھے دینِ اسلام منوانے کے لئے بھیجا ہے حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ دین اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم کہو میں نے اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے اپنے آپ کو سپرد کر دیا اور اللہ کے ماسوا ہر ایک سے علیحدگی اختیار کی اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دو اور مسلمان کی ہر چیز دوسرا ہر مسلمان پر حرام ہے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور اسلام لانے کے بعد جس نے شرک کیا اللہ اُس کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ مشرکین کو بالکل نہ چھوڑ دے مجھے ضرورت کیا تھی کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر تم لوگوں کو جہنم سے بچاؤں مگر بات یہ ہے کہ میرا رب مجھے بلائے گا اور بیشک وہ مجھ سے پوچھے گا کیا میرا دین میرے بندوں تک تو نے پہنچا دیا تھا تو میں کہہ سکوں گا اے میرے پروردگار ہاں میں نے پہنچا دیا تھا۔ دھیان رکھو۔ تم میں سے جو یہاں حاضر ہیں وہ غائبین تک میرا یہ پیام پہنچا دیں۔ دھیان سے سنو بیشک تم لوگ اللہ کی پیشی کے لئے بلائے جاؤ گے اور اس طرح کہ تمہارے منھ پر پٹیاں بندھی ہوں گی پھر سب سے پہلے جو چیز تمہارے اعمال سے خبر دے گی وہ ہر آدمی کی ران اور ہاتھ ہوں گے حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہی

---

[1] ہیثمی ج ۸ صفحہ ۷۲ اس کے راوی حکم بن فضیل کی ابو داؤد وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ اور ابو زرعہ وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ اور باقی راوی صحیحین کے راوی ہیں

ہمارا دین ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی تمہارا دین ہے اور جہاں کہیں بھی رہ کر تم یہ نیک کام کرو گے تمہارے لئے کفایت کرے گا ۔ ؎۱

حکیم بن ابی معاویہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمارے رب نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم خدا کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور مسلمان کی ہر چیز بغیر اجازت ہر مسلمان پر حرام کر دی گئی ہے یہی تمہارا دین ہے جہاں بھی رہو گے یہ تمہارے لئے کافی ہے ؎۲

حضرت عدی بن حاتمؓ کو دعوتِ اسلام دینا

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئی نبوت کا پتہ چلا مجھے اس بات سے بہت ہی نفرت و کراہت پیدا ہوئی میں وطن سے نکل کر روم کی طرف چلا گیا اور بعض روایات میں ہے کہ میں قیصر کے پاس چلا گیا میں اس جگہ پہنچ کر بھی آپؐ کی پیغمبری سے انتہائی کراہت اور نفرت محسوس کرتا رہا ایک روز میں نے اپنے جی میں سوچا کہ چلو اس آدمی کے پاس چل ہی کر دیکھیں اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے میرا کیا بگاڑے گا اور اگر سچا ہے تو تحقیق ہی ہو جائے گی میں روم سے چل کر آپؐ کے پاس آیا مدینہ پہنچتے ہی لوگوں میں چرچا ہوا کہ عدی آ گیا میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا اے عدی بن حاتم مسلمان ہو جاؤ محفوظ رہو گے اور تین مرتبہ فرمایا میں نے عرض کیا کہ میں خود ایک دین کا پیرو ہوں یہ سنتے ہی آپؐ نے فرمایا میں تم سے زیادہ تمہارے دین سے واقفیت رکھتا ہوں میں نے عرض کیا اچھا آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں کیا تم فرقہ رکوسیہ اور عیسائی جن کا مدار مذہب علم نجوم پر ہے، میں سے نہیں ہو اور کیا تم اپنی قوم کے مال میں سے چوتھائی کے کھانے والے نہیں ہو میں نے عرض کیا بیشک یہی بات ہے آپؐ نے فرمایا کہ یہ چوتھائی تمہارے مذہب میں تمہارے لئے حلال نہیں میں نے کہا آپ کا فرمانا بجا ہے حضرت حاتم کہتے ہیں کہ ابھی آپؐ نے یہ بات ختم نہ کی تھی کہ آپ کے کلام سے میری وہ اکڑ اور سختی نکل چکی تھی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اسلام سے تمہیں کیا چیز مانع ہے تم اپنے جی میں کہتے ہو گے

؎۱ اس کے بعد نقد بن عبد بر نے پوری حدیث نقل کی ہے یہ حدیث سنداً بالکل صحیح ہے اور ثابت و معروف ہے اور یہ حدیث معاویہ بن حیدہ کے قصے میں ہے حکیم بن ابی معاویہ کے قصہ میں نہیں

؎۲ اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے ذکر کیا اور اس سند پر اعتماد کیا گو یہ سند ضعیف ہے استیعاب لابن عبد ص ۳۳۳ اور اصابہ ج ۱ ص ۳۵۴ میں حافظ نے کہا ہو سکتا ہے کہ حکیم بن ابی معاویہ کے علاوہ کوئی دوسرے صحابی ہوں اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں کے سوال ایک ہی طرح کے ہوں۔ وہ احتمال دور بھی ہو جاتا ہے جب کہ تخریج حدیث کا نہ ہی ان کا تذکرہ ابن ابی عاصم نے وحدان میں کیا ہے اور یہ حدیث عبد الوہاب بن عبدہ سے نقل کی ہے اور یہ ابن ابی خیثمہ کے استاد ہیں جن کو الحوطی بھی کہتے ہیں۔

کہ ان کا اتباع ایسے کمزور اور بے بس لوگوں نے کیا ہے جن کو تمام اہل عرب نے نکال پھینکا ہے اے عدی کیا تم حیرہ شہر سے واقف ہو؟ میں نے عرض کیا دیکھا تو نہیں سنا ضرور ہے آپ نے فرمایا اُس ذات کی قسم کھاکر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور اللہ پاک اس دین کو پورا کرکے رہیگا یہاں تک کہ تم دیکھ لوگے کہ پردہ نشین عورت تنِ تنہا حیرہ سے آئے گی اور بیت اللہ کا طواف کریگی اور کسی کو ساتھ نہ لے گی اور یقیناً کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرلئے جائیں گے میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور مال و دولت کی اس طرح بے قدری ہو جائے گی کہ کوئی اُس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اتنا قصہ سنانے کے بعد حضرت عدیؓ نے ہم لوگوں سے کہا کہ آج ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ پردہ نشین عورتیں تنہا آکر بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں اور کسی کو ساتھ نہیں لیتیں، اور میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے اور قسم اُس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تیسری بات (فراوانی مال) بھی ہو کر رہے گی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں [1]

(۷) نیز امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت عدیؓ نے کہا ہم لوگ مقام عقرب میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کی جماعت آئی میری پھوپھی اور چند لوگوں کو گرفتار کرکے لیگئی اور حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا جب یہ سب آپ کے سامنے ایک صف میں کھڑے کئے گئے میری پھوپھی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا کمانے والا جاتا رہا اولاد بھی جدا ہوگئی میں خود بڑی سن رسیدہ ہو چکی اور کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں آپ مجھ پر احسان کیجئے اللہ پاک آپ پر احسان کریگا آپ نے دریافت فرمایا تمہارا کمانے والا کون تھا پھوپی نے کہا عدی میرے بھائی حاتم کا بیٹا آپ نے فرمایا وہی عدی جو اللہ اور اُس کے رسول کی پیروی سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے پھوپی بولیں آپ تو مجھ پر ضرور کرم کریں اس کے بعد آپ اپنی کسی ضرورت کے لئے چلے گئے جب آپ واپس تشریف لائے تو ایک صاحب آپ کے ساتھ اور تھے میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ حضرت علیؓ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور سے رہائی تو مانگی ہے سواری بھی مانگ لو چنانچہ میں نے سواری بھی حضورؐ سے طلب کی آپ نے سواری بھی دیئے جانے کا حکم دیدیا حضرت عدیؓ کہتے ہیں میری پھوپی واپس میرے پاس آگئیں اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ

---

[1] بدایہ ج ۵ صفحہ ۶۶ و ایضاً اسی کے ہم معنی بغوی میں بحوالہ اصابہ ج ۲ صفحہ ۴۶۸ پر ہے۔

وہ برتاؤ کیا گیا ہے جو تیرا باپ بھی نہ کرتا آپ کے پاس فرد رجاؤ یا برغبت یا بخوف جو آپ کے پاس آیا اُسے نفع ضرور ہوا حضرت عدیؓ کہتے ہیں میں بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت آپ کے پاس ایک عورت اور دو بچے یا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا اور حضرت عدیؓ نے اُن کا آپ کے پاس گھل مل کر بیٹھنا بھی بیان کیا حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وہاں جاکر اندازہ ہوا کہ یہ قیصر و کسریٰ کا دربار نہیں ہے، آپؐ نے عدیؓ سے فرمایا اے عدیؓ بن حاتم تم کیوں بھاگے بھاگے پھرتے ہو کیا اس لئے کہ کہیں یہ نہ کہنا پڑے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے ؟ یا اس لئے بھاگے بھاگے پھرتے ہو کہ اللہ سب سے بڑا ہے یہ نہ کہنا پڑے تو کیا اللہ عزوجل سے کوئی چیز بڑی ہو سکتی ہے ؟ پس یہ سن کر میں فوراً اسلام لے آیا میں نے دیکھا کہ حضورؐ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک اُٹھا اور آپؐ نے فرمایا جن پر خدا کا غضب نازل کیا گیا ہے وہ یہودی ہیں اور اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے عیسائی ہیں حضرت عدیؓ نے کہا اس کے بعد آپ کے اصحاب نے آپ سے کچھ پوچھا حضورؐ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو اپنی استطاعت کے موافق صدقہ وخیرات دو اپنی ضرورت سے زائد مال میں سے کوئی ایک صاع دے کوئی نصف صاع کوئی ایک مٹھی کوئی اس سے کم شعبہ راوی کہتے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کوئی ایک کھجور دے اور کوئی ایک کھجور کا ٹکڑا تم میں سے ہر ہر فرد کو اللہ کے سامنے آنا ہے اللہ پاک تم سے پوچھیگا جو اب میں تم کو بتا رہا ہوں کیا ہم نے تم کو کان اور آنکھ نہیں دی تھی کیا ہم نے تم کو مال و اولاد نہیں دی تھی بتاؤ تم کیا لیکر آئے ہو یہ سنکر آدمی آگے پیچھے دلہنے بائیں نظر دوڑائے گا مگر کسی کو نہ پائیگا اور آگ کی لپٹ چہرے پر سہیگا لہٰذا آگ سے بچاؤ کی تدبیر کرو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو اور اگر تمہیں یہ بھی میسر نہ آئے تو میٹھے بول ہی کے ذریعہ بچاؤ حاصل کرو مجھے تمہارے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں اس لئے کہ اللہ پاک ضرور تمہاری اعانت کرے گا اور تمہیں بہت کچھ دیگا یا فتوحات کثیرہ تمہارے لئے کر دیگا یہاں تک کہ پردہ نشین عورت تنِ تنہا حیرہ اور یثرب کے درمیان سفر کیا کرے گی زیادہ سے زیادہ اگر خوف ہوگا تو چور سے اپنے مال پر۔[1]

حضرت ذی الجوشن ضبابیؓ کو دعوت اسلام دینا

طبرانی نے بیان کیا کہ ذی الجوشنؓ ضبابی نے کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ

---

[1] ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے یہ سماک کے علاوہ دوسرے سے نہیں پہونچی بیہقی نے آخری حصہ نقل کیا ہے بخاری نے مختصر بیان کیا ہے بدایہ ج ۵ صفحہ ۶۵

ہوئے ہیں ایک بچھیری جس کا نام قرحا تھا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمدؐ میں آپ کے لئے قرحا بچھیری لایا ہوں آپ اس کو لے لیں آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی حاجت تو نہیں ہاں اگر تمہارا ارادہ ہو تو اس کے عوض میں تم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زرہ دیدوں جو مجھے غزوۂ بدر میں ملی ہے ذی الجوشن نے کہا میں ان دنوں اس کا تبادلہ اعلیٰ درجہ کے گھوڑے سے بھی نہ کروں گا زرہ تو کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں پھر آپؐ نے فرمایا اے ذی الجوشن تم اسلام کیوں نہیں لے آتے کہ تمہارا شمار بھی اسلام لانے والوں کی صف اول میں ہو جائے میں نے انکار کر دیا آپؐ نے فرمایا انکار کیوں کرتے ہو میں نے کہا اس لئے کہ آپ کی کمزوری بتاتی ہے آپؐ نے فرمایا تمہیں ان کی بدر کی لڑائی کی کیا خبر ملی میں نے کہا سب کچھ معلوم ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا ہمیں تو تم کو رہ خدا بتانی ہے میں نے کہا مجھے منظور ہے بشرطیکہ کعبہ کو فتح کر کے آپ وہیں رہنے لگ جائیں آپؐ نے فرمایا شاید اگر تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لوگے اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص کو آواز دے کر کہا ان کا جھولا لے کر توشہ کے لئے مدینہ کی عجوہ کھجوروں سے بھر دو جب میں چلا گیا آپؐ نے فرمایا یہ شخص بنی عامر کے بہترین شہ سواروں میں سے ہے۔

حضرت ذی الجوشنؓ نے فرمایا کہ بخدا میں غور کے علاقہ میں اپنے گھر تھا ایک سوار آیا میں نے اُس سے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے اُس نے جواب دیا کہ محمدؐ نے کعبہ فتح کر لیا اور وہیں بس گئے میں نے یہ سن کر اپنے جی میں کہا کاش میں پیدا ہوتے ہی مر جاتا اور میری ماں کی گود مجھ سے خالی ہو جاتی کاش کہ جس روز آپؐ نے فرمایا تھا اسی روز مسلمان ہو جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام مقام حیرہ کا سوال کرتا تو آپؐ ضرور بطور جاگیر مجھے دیدیتے۔

بعض روایات میں ہے جناب رسول اللہؐ نے ذی الجوشن سے دریافت فرمایا تمہیں اسلام لانے سے کیا چیز مانع ہے میں نے جواب دیا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب پر آمادہ ہے اور آپ کو وطن سے نکال دیا اور آپ سے لام بندی کئے ہوئے ہیں اب مجھے دیکھنا یہ ہے کہ آپ کیا کریں گے اب اگر آپ ان پر غالب آتے ہیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ ہی کا اتباع کروں گا اور اگر قوم غالب رہی تو پھر میں آپ کا اتباع نہ کروں گا [1]

---

[1] ہیثمی نے کہا ج۶ صفحہ ۱۶۲ یہ روایت عبداللہ بن احمد اور ان کے باپ کی ہے اور انہوں نے متن پورا نقل نہیں کیا اور طبرانی نے بھی بیان کی ہے۔ اور دونوں کے رواۃ صحیح کے رواۃ میں سے ہیں اور ابوداؤد نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے

حضرت بشیر بن خصاصیہؓ کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت بشیر بن خصاصیہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپؐ نے مجھ سے مسلمان ہونے کو کہا اور اس کے بعد دریافت فرمایا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا نذیر (ڈرانے والا) آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم بشیر ہو (خوشی کی بات سنانے والا) اور آپؐ نے مجھے صُفّہ (چبوترہ) پر ٹھیرا دیا جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو اس میں ہم کو شریک کرتے اور اگر صدقہ آتا تو سارا ہم لوگوں کو دیدیتے اور خود شرکت نہ فرماتے۔

ایک رات آپؐ گھر سے نکلے میں بھی آپؐ کے پیچھے ہو لیا آپ جنت البقیع (ایک قبرستان کا نام ہے) تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر آپ نے کہا السلام علیکم دار قوم مومنین الخ اے ایمان والی جماعت تم پر سلامتی ہو ایک دن ہم بھی تم سے آملیں گے اور اس میں کوئی شک نہیں ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف لوٹ جائیں گے تم نے خیرِ کثیر حاصل کر لی اور بڑے فتنہ و فساد سے تم بچ نکلے۔ اس کے بعد آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ کون ہے میں نے عرض کیا بشیر آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمام قبیلہ ربیعہ میں سے جن کا یہ کہنا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تمام مخلوق سمیت زمین پلٹ جاتی اللہ تمہارے کان اور تمہارے دل اور تمہاری آنکھ کو اسلام کے لئے قبول فرمائے میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے منظور ہے پھر آپؐ نے دریافت فرمایا میرے پیچھے پیچھے کیوں آئے میں نے عرض کیا میں ڈرا خدا نخواستہ آپ کہیں مبتلائے زحمت نہ ہو جائیں یا کوئی کیڑا مکوڑہ نہ کاٹ کھائے ابن عساکر کی دوسری روایت میں اور طبرانی و بیہقی میں اس طرح ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم اللہ کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے جس نے تمہاری پیشانی کو اسلام کی طرف کھینچ لیا اُس پوری قوم ربیعہ میں سے جن کا خیال ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تمام لوگوں سمیت زمین پلٹ جاتی [۱]

ایک نامعلوم شخص کو دعوتِ اسلام دینا

ابو یعلیٰ نے حرب بن سریج کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ بلعدویہ کے ایک شخص نے اپنے دادا کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میرے دادا نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ارادہ سے چلا اور وادی کے قریب پڑاؤ ڈالا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں ایک بکری کا سودا کر رہے ہیں خریدار بکری والے سے کہہ رہا ہے مجھ سے خرید و فروخت میں نرمی کا معاملہ کر و میں نے اپنے دل میں سوچا ہو نہ ہو یہ وہی ہاشمی ہے جس نے لوگوں کو اُن کے پرانے دین سے بے راہ کر دیا اتنے میں ایک آدمی آتا نظر پڑا

---

[۱] منتخب ج ۵ صفحہ ۱۴۶ بروایت ابن عساکر

جو خوبصورت اور حسین اعضا والا تھا کشادہ پیشانی ناک پتلی بھوئیں باریک اور لانبی اور سینہ کے بالائی حصہ سے ناف تک باریک کالے تاگہ کی طرح بالوں کی ایک دھاری سی تھی اور وہ دو پرانی چادروں میں ملبوس تھا جب وہ ہمارے قریب آیا اُس نے ہمیں سلام کیا ہم نے ابھی سلام کا جواب دیا ہی تھا کہ اتنے میں بکری کے خریدار نے آواز دی کہ یا رسول اللہ اس بکری والے سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے ذرا نرمی کا معاملہ کرے آپؐ نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا کہ تم لوگوں کو اپنے مال کا اختیار ہے مجھے تو یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ بروز قیامت اللہ عزوجل کے سامنے اس طرح جاؤں کہ تم میں سے کسی کا کوئی مطالبہ میرے ذمہ نہ ہو اور نہ میں نے کسی پر جبر کیا ہو نہ مال کے بارہ میں اور نہ خون و عزت کے بارے میں اور جو کچھ کیا ہو اللہ کے لئے کیا ہو۔ اللہ اُس آدمی پر رحم کرتا ہے جو خرید و فروخت میں لین دین میں نرمی کا معاملہ کرتا ہے نرمی کے ساتھ ادائیگی قرض کرتا ہے اور نرمی کے ساتھ اپنا قرض طلب کرتا ہے اتنا فرما کر آپؐ چل دیئے میں نے کہا خدا کی قسم میں ضرور کچھ وقت اس کے ساتھ گذاروں گا یہ تو بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں اس کے بعد میں آپ کے پیچھے لگ لیا اور میں نے کہا اے محمدؐ آپ نے میری طرف پوری توجہ کی اور فرمایا کیا منشا ہے میں نے کہا کیا آپ وہی ہیں جس نے لوگوں کی راہ ماردی اور ان کو تباہی میں مبتلا کر دیا اور اُن کو ان کے باپ دادا کے دین سے پھیر دیا آپؐ نے فرمایا میں نے نہیں یہ سب کچھ اللہ نے کیا ہے میں نے کہا آپ کس چیز کی دعوت و تبلیغ کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں نے عرض کیا کیا کہہ کر آپ بلاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ گواہی دو سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور میں محمدؐ اللہ کا رسول ہوں، اور ایمان لاؤ اُس چیز پر جو مجھ پر اتاری گئی لات اور عزیٰ کا انکار کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتے رہو، میں نے عرض کیا کہ زکوٰۃ کیا چیز ہے، آپؐ نے فرمایا ہمارے دولت مند کچھ حصہ اپنی کمیر کا ہمارے محتاجوں کو دیں میں نے عرض کیا کہ آپ بہترین شے کی طرف بلا رہے ہیں اور میں نے یہ بھی کہا کہ اس سے قبل روئے زمین پر کوئی متنفس آپ سے زیادہ میرے لئے مبغوض نہ تھا بس آپ کے ملنے سے پہلے اب آپؐ میری اولاد اور والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہیں میں نے کہا میں خوب سمجھ گیا آپؐ نے پھر تاکیداً کہا سمجھ گئے؟ میں نے عرض کیا ہاں آپؐ نے فرمایا گواہی دو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور بیشک میں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو کچھ مجھ پر اتارا گیا اس پر ایمان لاؤ میں نے کہا جی ہاں میں ایمان لے آیا یا رسول اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں ایک چشمہ پر اتروں جہاں بہت سے لوگ آباد ہیں میں ان کو اس امر کی طرف دعوت دوں جس کی طرف آپ نے مجھے دعوت دی ہے، مجھے قوی امید ہے کہ وہ لوگ آپ کا اتباع کریں گے آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے جاؤ اور اُن کو اسلام کی دعوت دو (یہ گئے اور دعوت دی)

اس پانی کے کنارے بسنے والے مرد و عورت ان کی تبلیغ سے سبھی مسلمان ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست شفقت ان کے سر پر پھیرا[1]

امام احمد نے انس بن مالکؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپؐ بنی نجار کے کسی مریض کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے، آپؐ نے اُس مریض کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے ماموں جان لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ اس مریض نے کہا کہ میں ماموں ہوں یا چچا؟ آپؐ نے فرمایا چچا نہیں بلکہ آپ ماموں ہی ہیں (اس لئے کہ آپؐ کی والدہ بنی نجار میں سے تھیں) اس کے بعد پھر آپنے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ مریض نے دریافت کیا کیا یہ میرے لئے بہتر ہے؟ آپنے فرمایا ہاں[2]

بخاری ورابوداؤد نے حضرت انسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو آپؐ کی خدمت کرتا تھا۔ بیمار ہو گیا۔ آپؐ اُس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر آپنے فرمایا اسلام لے آ۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ وہیں موجود تھا۔ باپ نے کہا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا کر دے۔ بچہ اسلام لے آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے تشریف لے آئے اُس اللہ پاک کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے اس بچہ کو آگ سے چھڑا لیا[3]

امام احمد اور ابویعلی حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے ایک شخص سے فرمایا اسلام لے آ نجات پا جائیگا۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ میری طبیعت میں کچھ کراہیت ہے آپنے فرمایا، گرچہ تجھے مکروہ لگے (پھر بھی اسلام لے آ)[4]

حضرت ابو قحافہؓ کو دعوتِ اسلام دینا

طبرانی نے بیان کیا ہے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپؐ نے ابو قحافہ سے فرمایا اسلام لے آؤ، نجات پا جاؤ گے[5]

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں، جب آپؐ مکہ میں داخل ہو گئے اور اطمینان کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو قحافہ کو لیکر حاضر خدمت ہوئے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیوں بزرگوار کو تکلیف دی میں خود ہی ان کے پاس جاتا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یہ آپ کی طرف آنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت اس کے کہ ان کے پاس چل کر آپ تشریف

---

[1] ہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۹ اس کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ باقی تمام راوی ثقہ ہیں [2] ہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح [3] جمع فوائد ج ۱ صفحہ ۱۲۴ [4] ہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ ان دونوں روایتوں کے راوی صحیح کے راوی ہیں [5] ہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

لے جاتے۔ اس کے بعد آپؐ نے ابو قحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور اپنا دستِ مبارک ان کے قلب پر رکھ کر فرمایا اے ابو قحافہ اسلام لے آؤ محفوظ ہو گے۔ چنانچہ حضرت ابو قحافہؓ اسلام لے آئے اور حق کی گواہی دی،

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر آپؐ کے پاس حاضر ہوئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید گھاس کی طرح تھے آپؐ نے فرمایا ان کی سفیدی کو بدل دو مگر سیاہ خضاب نہ کرنا۔[1]

چند مشرکین کو جو اسلام نہ لا سکے دعوتِ اسلام دینا

بیہقی نے نقل کیا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں، میرا وہ پہلا دن تھا جب میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا جبکہ میں اور ابو جہل بن ہشام مکہ کی بعض گلیوں میں چلے جا رہے تھے اچانک ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے ابو جہل کو مخاطب فرمایا۔ اے ابو الحکم، اللہ اور اللہ کے رسُول کی طرف آؤ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں ابو جہل نے جواب دیا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہنے سے رُک جاؤ گے؟ اگر آپ کا یہی ارادہ ہے کہ ہم گواہی دیں کہ آپ تبلیغ کر چکے تو لیجیے ہم گواہی دیئے دیتے ہیں کہ آپ تبلیغ کر چکے۔ خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں حق ہے تو ضرور آپ کا اتباع کر لیتا۔

آپؐ یہ سن کر واپس تشریف لے گئے، ابو جہل نے آپؐ کے جانے کے بعد مجھ سے کہا خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ جو کچھ اُس نے کہا حق ہے لیکن مجھے اسلام لانے سے ایک چیز مانع ہے وہ یہ ہے کہ بنی قصی کہتے ہیں کہ کعبہ کی دربانی ہمارے پاس ہے، ہم نے کہا ہاں، بنی قصی نے کہا پانی پلانے کی ذمہ داری ہم لوگوں پر ہے ہم نے کہا ہاں، بنی قصی نے کہا مجلس شوریٰ کی ممبری ہماری ہے ہم لوگوں نے اس کا بھی اقرار کیا۔ ان لوگوں نے کہا سرداری کا جھنڈا ہمارا ہے ہم نے اس کا بھی اعتراف کیا پھر انہوں نے بھی خواہش کی اور ہم نے بھی تمنا کی کہ نبی بھی ہم میں سے ہو بس خدا کی قسم میں ایسا نہ ہونے دوں گا۔[2]

اسحٰق بن راہویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپؐ نے قرآن پڑھ کر سنایا پس وہ قرآن سنکر نرم پڑ گیا۔ ابو جہل کو جب یہ بات معلوم ہوئی۔ ولید کے پاس آ کر کہا کہ اے چچا جان آپ کی قوم نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے لئے مال جمع کرے ولید نے پوچھا کس لئے؟ ابو جہل نے کہا آپ کو دینے کے لئے۔ اس لئے کہ آپ محمد

---

[1] ابن سعد ج ۵ صفحہ ۴۵۱
[2] بدایہ ج ۳ صفحہ ۶۴ اسی طرح کی روایت مصنف ابن شیبہ میں بھی ہے جیسے کنز ج ۷ صفحہ ۱۲۹ میں ہے۔ [illegible] کی حدیث میں [illegible] ابو الحکم اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف آؤ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تشریف لائے غالباً مال کے لالچ سے' ولید نے کہا کہ قریش کو خوب پتہ ہے کہ میں سب سے بڑا مالدار ہوں۔ ابوجہل نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کوئی ایسی بات کہئے جس سے آپ کی قوم کو معلوم ہو کہ آپ اُن کے منکر ہیں۔ ولید نے کہا' اچھا تو میں کیا کہوں خدا کی قسم تم میں سے ایک آدمی بھی اشعار اور رجز اور قصیدہ اور جنوں کے اشعار مجھ سے زیادہ نہیں جانتا' خدا کی قسم جو کچھ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں ان میں سے ایک چیز کے مشابہ نہیں۔ اور خدا کی قسم آپ جو باتیں فرماتے ہیں ان میں بڑی شیرینی اور ان میں بڑی رونق ہے آپ کے ابتدائی کلام میں پھلوں جیسی شیرینی اور آخری کلام میں عزت اور پیار کی بُو ہے اور آپ کا کلام اونچا ہوتا ہے اور نیچائی کو نہیں دیکھتا' اور اس کی تاثیر سب پر سرایت کر جاتی ہے (یہ سن کر) ابوجہل نے کہا آپ کی قوم آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوگی جب تک کہ آپ کوئی نہ کوئی بات آپ کے خلاف نہ کہیں' ولید نے کہا ذرا صبر کرو مجھے سوچنے کی مہلت دو اور سوچ کر ولید نے کہا اگر آپ کی بات ہو سکتی ہے تو صرف جادو ہو سکتی ہے جس کو وہ اپنے غیر سے لیتے ہیں' اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ مجھے اور جس کو میں نے پیدا کیا تنہا چھوڑ دو (میں اس سے نبٹ لوں گا) وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ اور میں نے اسے بہت مال دیا ہے۔ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ اور محفل میں حاضر رہنے والے بیٹے[1]

حماد بن زید نے بروایت عکرمہ اپنے استاد ایوب سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے ولید کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تھی' اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ الایۃ (نحل ع ۳) بیشک اللہ پاک عدل اور احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور گندی اور بری باتوں سے تم کو منع کرتا ہے ان باتوں کے ساتھ تم کو نصیحت کرتا ہے شاید کہ تم نصیحت پر عمل کرنے والے ہو جاؤ۔[2]

"دو آدمیوں کو دعوتِ اسلام دینا"

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان اپنی بیوی ہندہ کو گھوڑے پر بٹھا کر اپنی کھیتی کی طرف چلے اور میں بھی آگے آگے چل رہا تھا' میں نوعمر لڑکا اپنے گدھے پر سوار تھا' اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے تشریف لے آئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اے معاویہؓ تم اتر جاؤ' تاکہ آپ سوار ہو جائیں چنانچہ میں اتر پڑا' اور آپؐ میرے گدھے پر سوار ہو کر ہمارے آگے

---

[1] اسی طرح' بیہقی نے روایت کیا۔ ان کی سند یہ ہے۔ عن حاکم عن عبداللہ بن محمد صنعانی — بمکۃ عن اسحاق

[2] بدایہ ج ۳ صفحہ ۶۰ اور یہ روایت ابن جریر نے حضرت عکرمہؓ سے نقل کی تفسیر ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۴۴۳ دع سورۃ مدثر ع ۱)

آگے تھوڑی دور چلے، پھر ہم لوگوں کی طرف آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوسفیان بن حرب اور اے ہند بنت عتبہ، خدا کی قسم تم لوگوں کو مرنا ضرور ہے، اس کے بعد تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے پھر جو بھلا ہوگا جنت میں داخل ہوگا اور جو بُرا ہوگا جہنم میں جائیگا۔ اور میں نے یہ جو کچھ کہا بالکل صحیح ہے اور تم دونوں وہ پہلے شخص ہو جن کو میں نے ڈرایا ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ تک تلاوت فرمائی۔ ابوسفیان نے کہا کیا آپ کہکر فارغ ہوگئے؟ پھر آپ نے فرمایا ہاں اور آپ گدھے پر سے اتر گئے اور میں سوار ہوگیا میری ماں ہندہ نے ابوسفیان سے جھلا کر کہا کیا اسی جادوگر کے لئے تم نے میرے بیٹے کو سواری پر سے اتروادیا تھا، ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں، وہ جھوٹا نہیں [1]

یزید بن رومان بیان کرتے ہیں، حضرت عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما زبیر بن عوام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ نے ان دونوں پر اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کے حقوق سے آگاہ کیا اور ان دونوں کے لئے اللہ کی کرامت کا وعدہ کیا۔ ان دونوں حضرات نے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں ابھی ملک شام سے چلا آرہا ہوں جب ہم لوگ معان اور زرقاء کے درمیان تھے پس ہمیں کچھ اونگھ سی آئی پس اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ اے سونے والو بیدار ہو جاؤ، احمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ظاہر ہوگئے ہیں پس جیسے ہی یہاں ہم پہونچے ہم نے آپ کے بارے میں اطلاع پائی ـــــ حضرت عثمانؓ پہلے ہی زمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخلہ سے قبل اسلام لاچکے تھے [2]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے دار ارقم کے دروازے پر ملاقات ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے میں نے ان سے پوچھا کیا ارادہ ہے انھوں نے مجھ سے کہا تیرا کیا ارادہ ہے میں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کے پاس جاکر آپ کی باتیں سنوں انھوں نے کہا میں بھی اسی ارادے سے آیا ہوں چنانچہ ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا ہم اسلام لے آئے۔ اس کے بعد اُس سارے دن شام تک آپ کے پاس رہے اس کے بعد ہم چھپ کر کے نکلے [3]

---

[1] کنز ج ۷ صفحہ ۹۳ طبرانی نے بھی اسی جیسی روایت ہیثمی ج ۶ صفحہ ۲ پر کہا ہے کہ حمید بن منہب کو میں نہیں پہچانتا باقی رواۃ ثقہ ہیں

[2] ابن سعد ج ۳ صفحہ ۵۵ [3] بسند ابی عبیدہ بن محمد بن عمار ـــ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۴۷ ـ ع (حم سجدہ ع ۲ (۲۹

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اسلام لانا کچھ اوپر تیس آدمیوں کے بعد ہوا

خلیب بن عبدالرحمٰن نے کہا سعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس مکہ معظمہ آئے اور عتبہ بن ربیعہ کے یہاں ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سنا اور آپ کے یہاں حاضری دی، آپ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ یہ دونوں اسلام لے آئے پھر عتبہ بن ربیعہ کے پاس نہیں گئے اور یہیں سے مدینہ واپس چلے گئے۔ یہ ان پہلے لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اہل مدینہ تک شروع میں اسلام پہونچایا [1]

جماعت کو دعوتِ اسلام دینا

ابن جریر نے بروایت ابن عباس بیان کیا ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اور ابو سفیان بن حرب اور ایک آدمی بنی عبدالدار کا اور ابو البختری اسدی اور اسود بن عبد المطلب بن اسد زمعہ بن اسعد اور ولید بن مغیرہ اور ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور حجاج سہمی کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ کم و بیش یہ سب افراد سورج غروب ہونے کے بعد کعبہ کے سامنے جمع ہوئے، آپس میں مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آدمی بھیج کر بلاؤ اور آپ سے گفت و شنید کرو اور آپ سے یہاں تک بحث و مباحثہ کرو کہ لوگ تم پر طعن نہ کریں کہ تم نے کوئی کوشش نہیں کی، چنانچہ آپ کو بلانے کے لئے یہ پیغام دیکر ایک آدمی بھیجا کہ قریش کے شرفاء آپ سے بات چیت کرنے کے لئے جمع ہیں، فوراً ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے یہ خیال کرتے ہوئے کہ شاید ان کو ہماری باتوں سے کچھ لگاؤ ہو گیا ہے۔ آپ قریش کی ہدایت کے لئے بیحد حریص تھے اور آپ پر قریش کی ہلاکت بہت گراں گذرتی تھی، جب آپ ان لوگوں کے پاس بیٹھ گئے قریش نے کہا اے محمد ہم نے آپ کے پاس اس لئے آدمی بھیجا تاکہ آج ہم معاملہ طے کر ڈالیں اور خدا کی قسم کسی آدمی کو عرب میں نہیں جانتے کہ اس نے اپنی قوم میں وہ باتیں داخل کی ہوں جو آپ نے داخل کی ہیں۔ آپ نے باپ دادوں کو برا کہا، ہمارے دین پر عیب لگایا، ہمیں بے عقل اور بیوقوف سمجھا معبودوں کو برا بھلا کہا، جماعت میں پھوٹ ڈالدی۔ کوئی بھی ایسی خرابی نہیں جس کو آپ نے ہمارے اور اپنے درمیان میں داخل نہ کیا ہو۔ گر آپ کا ان باتوں سے مقصد طلب مال ہے۔ ہم اپنے مال آپ کے

---

[1] ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۰۸

کے اتنا جمع کر دیں کہ ہم سب سے زیادہ آپ مالدار ہو جائیں۔ اور اگر آپ کا مقصد حصولِ شرف ہے تو آپ کو ہم اپنا سردار بنا لیں۔ اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں، اور یہ جس کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ وحی آتا ہے اگر کوئی ایسا بھوت پریت ہے جس سے آپ بے بس ہیں ، پس ایسا تو بہت دفعہ ہوا ہے۔ تو ہم آپ کے علاج میں اپنا مال خرچ کر ڈالیں۔ یا تو آپ کو شفا ہو یا علاج میں ہم معذور سمجھے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ان میں سے جو تم نے کہا کوئی بات نہیں ہے جو کچھ میں تمہارے پاس لایا ہوں نہ اس سے طلبِ مال مقصود ہے، نہ شرف وجاہ اور نہ تم پر حکومت کرنی ہے۔ مجھے تو اللہ پاک نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھ پر کتاب نازل کی اور مجھ کو یہ حکم دیا کہ میں تم لوگوں کو جنت کی بشارت دوں اور دوزخ سے ڈراؤں میں نے تم تک اپنے رب کے پیغامات پہونچائے اور تم کو نصیحت و فہمائش کی اور جو کچھ میں تمہارے پاس لایا ہوں اگر تم مجھ سے اس کو قبول کر لو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں نصیبہ وری اور خوش قسمتی ہے۔ اور اگر تم انکار کرتے ہو تو میں صبر کے ساتھ اللہ کے امر کا منتظر رہوں گا پھر جو کچھ اللہ پاک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ دے او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر قریش نے کہا اے محمد جو باتیں ہم لوگوں نے پیش کیں اگر آپ کو منظور نہیں تو آپ کو خوب پتہ ہے کہ ہم لوگ تمام آبادیوں میں سے کس قدر تنگی مقام میں مبتلا ہیں اور ہم لوگوں سے زیادہ کوئی مفلس نہ ہوگا اور نہ کوئی اتنا بے روزگار ہوگا لہذا آپ اپنے اس رب سے سوال کیجئے جس نے آپ کو بھیجا ہے جس کام کے لئے بھیجا ہے کہ وہ ان پہاڑوں کو ہم سے دُور کر دے جنھوں نے ہمیں تنگی میں مبتلا کر رکھا ہے اور ہماری آبادی میں کشادگی کر دے اور اس میں اس طرح نہر جاری کر دے جیسی شام و عراق میں نہریں بہتی ہیں اور ہمارے مُردہ باپ دادوں کو زندہ کر دے جن میں قصی بن کلاب بھی ہیں اس لئے کہ وہ بہت دیانتدار اور بزرگ انسان تھا۔ تاکہ ہم ان لوگوں سے یہ پوچھ لیں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں آخرت و عذاب قبر وغیرہ کے بارے میں، وہ صحیح ہے یا غلط؟ پس اگر آپ ہماری ان باتوں کو پورا کر دیں، اور وہ لوگ زندہ ہو کر آپ کی تصدیق کر دیں تو ہم بھی آپ کی تصدیق کریں گے۔ اور یہ جان لیں گے کہ آپ کا مرتبہ اللہ کے پاس بڑا اونچا ہے اور جیسا کہ آپ فرماتے ہیں واقعی آپ اس کے رسول ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان باتوں کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا میں تو تمہارے پاس اللہ کی جانب سے وہی باتیں لایا ہوں جن کو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔ چنانچہ میں تم تک پہونچا چکا۔ پس اگر تم اس کو قبول کر لو پس یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں باعث کامیابی ہے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے میں صبر کروں گا پھر اللہ کی مرضی ہے جو کچھ بھی ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ دے۔ یہ سن کر قریش

بولے کہ اچھا اگر آپ ہمارے لئے یہ باتیں نہیں کرتے تو کم از کم اپنے ہی لئے اتنا کیجئے کہ اپنے رب سے سوال کیجئے کہ ایک فرشتہ بھیج دے جو آپ کی جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی تصدیق کر دے، اور ہم لوگوں سے آپ کی طرف سے جواب دہی کرلے نیز اپنے لئے باغات اور خزانے اور سونے اور چاندی کے محلات مانگ لیجئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو ان باتوں کی زحمت نہ ہو جس کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ بازار میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور اسی طرح کمائی کے ذرائع آپ تلاش کرتے ہیں جیسے کہ ہم۔ تاکہ ہم لوگ بھی جان لیں کہ آپ کا مرتبہ آپ کے رب کی جانب سے بلند و بالا ہے اور آپ واقعی اس کے رسول ہیں جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں اور نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے رب سے اس قسم کا سوال کریں اور نہ میں اس کام کے لئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں مجھے تو اللہ پاک نے رحمت کی خوشخبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے۔ پس جو کچھ میں تمہارے پاس لایا اگر تمہیں منظور ہے تو دونوں جہان میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ اور اگر تم نہیں مانتے ہو تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمہارے درمیان جو چاہے فیصلہ دے۔ قریش نے کہا اچھا تو ہم پر آسمان گرا دیجئے جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کا رب اگر چاہے تو ایسا کر دے جائیے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ ایسا نہ کر دکھائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے ساتھ ایسا کر بھی دے۔ قریش نے کہا اے محمدؐ! کیا تمہارے رب کو اس کا پتہ نہیں کہ ہم لوگ تمہارے پاس بیٹھیں گے اور تم سے باتیں پوچھیں گے جو ابھی پوچھیں اور تم سے یہ مطالبے کریں گے جو کئے۔ تو پہلے ہی سے آپ کو اطلاع دے دیتا اور بتلا دیتا کہ ان باتوں کا یہ جواب دینا اور آپ کو یہ بھی بتلا دیتا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے جب کہ آپ کی لائی ہوئی بات ہم نے نہیں مانی۔ ہم لوگوں کو تو یہ اطلاع ملی ہے کہ یمامہ کا ایک آدمی جس کو رحمان کہا جاتا ہے وہ آپ کو یہ باتیں سکھا جاتا ہے۔ اور ہم لوگ خدا کی قسم رحمٰن پر کبھی بھی ایمان نہ لائیں گے اے محمدؐ ہم لوگوں نے تو آپ کے لئے کوئی بھی کسی قسم کی گنجائش نہیں چھوڑی خدا کی قسم اب ہم آپ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے، اور جو کچھ اب تک آپ نے کیا اس کا بدلہ لے کر رہیں گے یہاں تک کہ یا تو آپ ہلاک ہوں یا ہم مارے جائیں۔ انہیں قریش میں سے ایک شخص بولا کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور یہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور کسی نے کہا ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جبتک کہ خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ حاضر کر دیں گے پس جب قریش نے اس قسم کی باتیں شروع کر دیں تو رسول اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل دیئے اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ ابن عبداللہ۔ ابن عمرؓ ابن مخزوم جو آپ کی پھوپی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے

بیٹے ہیں، یہ بھی آپ کے ساتھ چل دیئے اور آپ سے بولے اے محمدؐ آپ کی قوم نے جو کچھ پیش کیا آپ نے ان کا کہا نہ مانا پھر ان لوگوں نے آپ سے اپنے منافع کا سوال کیا جس سے وہ لوگ آپ کی منزلت خدا کے نزدیک جان لیتے اس کو بھی آپ نے نہ کیا، پھر آپ سے سوال کیا کہ ان پر وہ عذاب مسلط کیجئے جس سے آپ ڈراتے ہیں بس خدا کی قسم میں آپ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا، خواہ آپ آسمان تک سیڑھی لگائیں پھر آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور میں دیکھ بھی رہا ہوں اور وہاں سے کھلی ہوئی کتاب لیکر آپ اتریں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں سچ ہے اور خدا کی قسم اگر آپ ایسا کر گذریں میرا جب بھی گمان غالب یہی ہے کہ میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر حزن وملال کے ساتھ واپس تشریف لے آئے، چونکہ جس چیز کی قوم سے امید لگا کر گئے تھے اس کو نہ پایا بلکہ وہ اس راہ سے بہت دور دور دراز تھے [1]

ابونعیم نے بروایت محمود بن لبید جو بنی عبدالاشہل میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ جب مکہ معظمہ میں ابوالحیسم انس بن رافع آئے اور ان کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے جوانوں کی ایک جماعت تھی اور اسی جماعت میں ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے اپنی قوم خزرج کی طرف سے قریش سے حلف لینے کے لئے یہ لوگ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی آمد کی اطلاع ملی، آپ ان کے پاس تشریف لائے۔ اور جب ان کے پاس بیٹھ گئے آپؐ نے کہا کیا تم لوگوں کی خواہش ہے کہ جس کام کے لئے تم لوگ آئے ہو اس سے زیادہ بھلی بات میں تم کو نہ بتادوں۔ ان لوگوں نے کہا وہ کونسی بات ہے آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھ کو بندوں کی طرف بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤں کہ وہ خدا ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے، پھر آپؐ نے اسلام کا تذکرہ کیا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذؓ جو نوعمر تھے انھوں نے کہا اے قوم یہ بات خدا کی قسم اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم آئے ہو، یہ سنکر ابوالحیسم انس بن رافع نے ایک مٹھی خاک لیکر ایاس بنؓ معاذ کے چہرہ پر ماری اور کہا ان باتوں کو رہنے دے خدا کی قسم ہم تو کسی اور ہی کام کے لئے آئے ہیں۔ حضرت ایاسؓ چپ لگا گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آئے، اور یہ لوگ بھی مدینہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد اوس وخزرج کے درمیان جنگ بعاث چھڑ گئی۔ اسی درمیان میں حضرت ایاس بن معاذؓ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید کہتے ہیں کہ جو لوگ ان کی

---

[1] اسی طرح کی روایت زیاد بن عبداللہ بکائی سے ہے جس کی سند اس طرح ہے عن ابن اسحٰق عن بعض اہل علم عن سعید بن جبیر وعکرمہ عن ابن عباسؓ بالکل پہلی جیسی روایت ہے اسی طرح تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۔۔۔ اور بدایہ ج ۳ صفحہ ۔۔۔ پر ہے

قوم کے ان کی وفات کے وقت موجود تھے ان میں سے ایک نے مجھ سے بیان کیا کہ لوگ برابر سن رہے تھے کہ ان کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ مرتے دم تک جاری تھا کسی کو اس بات میں شک نہیں کہ ان کا حالتِ اسلام میں انتقال ہوا محمود کہتے ہیں کہ یہ اُسی مجلس میں اسلام لے آئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔[1]

مجمع کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے نکل کر مروہ پہاڑی پر تشریف لے گئے اور پکار کر آپ نے کہا اے اولادِ فہر یہ سن کر سب قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے ابو لہب نے کہا یہ قبیلہ فہر آپ کے سامنے حاضر ہے کہیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ نے کہا اے اولادِ غالب تو فہر میں سے اولادِ حارث، اور اولادِ محارب واپس چلی گئی اس کے بعد آپ نے فرمایا اے خاندانِ لوی بن غالب تو یہ سن کر تیم ادرم بن غالب واپس چلے گئے پھر آپ نے فرمایا اے کعب بن لوی کے گھرانے تو عامر بن لوی کی اولاد واپس چلی گئی پھر آپ نے فرمایا اے آل مرہ بن کعب تو بنی عدی اور بنو سہم اور بنو جمح بن عمرو بن ہصیص (یعنی مرہ کے علاوہ کعب کے دیگر گھرانے) واپس چلے گئے پھر آپ نے فرمایا اے آل کلاب بن مرہ تو بنو مخزوم اور بنی تیم مرہ کے خاندان میں سے واپس چلا گیا پھر آپ نے فرمایا اے آل قصی تو کلاب میں سے بنو زہرہ واپس چلے گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا اے عبد مناف کی اولاد تو عبد مناف کے علاوہ قصی کا دیگر گھرانا یعنی عبدالدار بنو اسد بن عبدالعزیٰ اور بنو عبد بن قصی واپس چلے گئے اور صرف عبد مناف کا گھرانا رہ گیا تو ابو لہب نے کہا یہ عبد مناف کا گھرانا آپ کے سامنے ہے آپ کہیے کہ کیا کہنا چاہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور تم لوگ تمام قریش میں سے میرے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو اور میں تمہارے لئے نہ دنیا میں کچھ کرا سکتا ہوں اور نہ آخرت میں جب تک کہ تم لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لو اور جب تم اس کا اقرار کر لو گے تو اللہ کے حضور میں میں بھی تمہاری طرف سے گواہی دوں گا اور دنیا میں بھی سارا عرب تمہارا مطیع ہو گا اور تمام عجم تمہارے تابعِ فرمان ہو گا یہ سنکر ابو لہب نے کہا تیرا ناس جائے کیا اسی لئے ہم لوگوں کو بلایا تھا۔ فوراً اللہ پاک نے سورۂ تبت یدا نازل فرمائی کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھوں کا ناس ہو۔[2]

---

[1] کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۱ و نیز احمد اور طبرانی رجال اس کے ثقہ ہیں جیسا کہ ہیثمی نے ج ۲ صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے ابن اسحاق نے بھی مغازی میں اس کی سند بیان کی ہے محمود بن لبید سے اسی طرح پر ــــ ایک جماعت نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے اور یہ روایت کئی صحیح حدیثوں میں ہے جیسا کہ اصابہ ج ۱ صفحہ ۹۱ میں ہے۔

[2] اخرج ابن سعد عن عبداللہ بن عباسؓ ــــ کنز ج ۱ صفحہ ۲۷۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ نے وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل فرمائی حضور علیہ السلام نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی واصباحاً (اے لوگو صبح صبح لوٹ پڑنے کی خبر لو) یہ آواز سنتے ہی تمام لوگ جمع ہو گئے بہت سے تو خود ہی آ گئے اور جو نہ آسکا اُس نے اپنی عوض میں کسی کو بھیج دیا آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب اے بنی فہر اے بنی کعب تم مجھے بتاؤ کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر تمہیں لوٹنے کے لئے جمع ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب نے کہا ہاں ہم ضرور آپ کی تصدیق کریں گے آپ نے فرمایا تو میں تم لوگوں کو ایسے ہولناک عذاب سے آگاہ کر رہا ہوں جو تمہارے سامنے آنے والا ہے یہ سن کر ابولہب نے کہا تمام دن تجھ پر تباہی نازل ہو کیا محض اسی کام کے لئے تو نے ہم سب کو بلایا تھا اسی پر اللہ پاک نے سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل فرمائی [1]

موسمِ حج میں قبائلِ عرب کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے کے تین سال بعد تک خفیہ طریقہ سے تبلیغ کرتے رہے چوتھے سال آپؐ نے علانیہ طریقہ سے تبلیغ کا کام جاری کر دیا جو دس سال تک چلتا رہا آپ موسم حج میں اور عکاظ اور مجنہ اور ذی المجاز کے میلوں میں لوگوں کی قیام گاہوں پر تشریف لے جا کر تبلیغ دین کرتے اور فرماتے تم لوگ تھوڑی سی میری حفاظت کرو کہ میں اپنے اللہ جل علیٰ کا پیغام پہنچا دوں اور جو اس امر میں میری حفاظت کرے گا اللہ اس کی عوض اس کو جنت دے گا آپ کا کوئی بھی معین اور مددگار نہ ہوتا یہاں تک کہ آپ تمام قبیلوں میں اور قبیلوں کے ایک ایک گھر پر پھر لئے مگر کسی نے حامی نہ بھری یہاں تک کہ آپ اسی سلسلہ میں بنی عامر بن صعصعہ کے پاس پہنچے کبھی بھی کسی سے آپ کو ایسی اذیت و تکلیف نہیں پہنچی تھی جو ان کی جانب سے پہنچی آپ واپس تشریف لے آئے اور یہ لوگ آپ پر ڈھیلے پتھر پیچھے سے پھینکتے رہے اس کے بعد آپ قبیلہ بنی محارب بن خصفہ میں تشریف لائے اس قبیلہ میں ایک سو بیس برس کا ایک بوڑھا تھا جسے آپ نے دعوت اسلام دی اور فرمایا کہ آپ میری محافظت کریں کہ میں اللہ کے احکام لوگوں تک پہونچا دوں اس بڈھے نے جواب دیا اے شخص تیری قوم کو تیری حالت کی زیادہ خبر ہے خدا کی قسم جو آدمی تجھے لیکر اپنے گھر جائیگا وہ تمام موسم حج میں جمع ہونے والوں میں سے سب سے بدتر شے لیکر جائیگا لہٰذا ہمیں تو تم معاف رکھو

---

[1] اخرج احمد عن ابن عباس۔ واخرجہ الشیخان کما فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۳۸

ابولہب بھی وہیں کھڑا ہوا اس محاربی بڈھے کی باتیں سن رہا تھا آپ کے جاتے ہی محاربی بڈھے سے بولا اگر موسم حج میں جمع ہونے والے سارے تیری طرح ہو جاتے تو یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس دین پر قائم ہے اُس کو چھوڑ دیتا یہ تو بددین اور جھوٹا ہے (اعاذنا اللہ منہ) بڈھے نے جواب دیا خدا کی قسم اے ابولہب تم اس سے اچھی طرح واقف ہو اس لئے کہ وہ تمہارا بھتیجا اور جگری ہے پھر محاربی بڈھے نے کہا اے ابوعتبہ میرا خیال ہے شاید اسے جنون ہے یا یہ آسیب زدہ ہے ہمارے قبیلہ میں ایک آدمی ہے جو اس کا علاج کر سکتا ہے ابولہب نے کوئی جواب نہیں دیا اور جب کہیں آپ کو عرب کے کسی قبیلہ پر کھڑا ہوا مصروفِ تبلیغ پاتا دور ہی سے چلّا کر کہتا کہ یہ بددین اور جھوٹا ہے اس کی باتوں میں نہ آنا [1]

عبداللہ بن والبصہ عبسی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ہم لوگوں کی فرودگاہوں پر تشریف لائے اور ہم لوگ جمرۂ اولیٰ کے قریب مسجد خیف کے متصل ٹھہرے ہوئے تھے آپ اونٹنی پر سوار تھے پیچھے حضرت زید بن حارثہ کو بٹھا رکھا تھا آپ نے ہمیں دعوت دی خدا کی قسم ہم نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا اور ہم نے یہ کوئی اچھا کام نہ کیا ہم لوگوں نے آپ کے اور آپ کی تبلیغ کے بارہ میں پہلے ہی سن رکھا تھا کہ موسم حج میں آپ دعوتِ اسلام دیتے ہیں۔ الغرض آپ کھڑے ہوئے ارشاد تبلیغ کرتے رہے اور ہم خاموش رہے ہمارے ساتھ میسرہ بن مسروق عبسی بھی تھے انہوں نے کہا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں اگر ہم اس آدمی کی تصدیق کریں اور اس کو لیجا کر اپنے قافلے کے وسط میں ٹھہرائیں تو بہت ہی اچھی و بھلی بات ہے میں پھر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی بات یہاں تک غالب آکر رہے گی کہ ہر جگہ پہنچ کر رہے گی یہ باتیں سن کر قوم نے میسرہ سے کہا ان باتوں کو چھوڑ و ایسی بات ہم پر کیوں پیش کرتے ہو جس کو ماننے کے لئے ہم میں سے کوئی تیار نہیں میسرہ کی باتیں سن کر حضور کو کچھ امید سی ہوئی اور آپ نے میسرہ سے کچھ کہا سنا میسرہ نے کہا آپ کی بات بہت بھلی اور نورانیت سے بھرپور ہے مگر کیا کروں میری قوم میری مخالفت پر آمادہ ہو جائے گی اور آپ جانتے ہی ہیں کہ آدمی برادری کے ساتھ ہی بسر کر سکتا ہے اگر وقت پر برادری امداد نہ کرے تو دشمنوں سے امداد کی کیا توقع یہ سن کر آپ واپس تشریف لے آئے اور لوگ بھی اپنے اپنے وطن چل پڑے لوگوں سے میسرہ نے کہا چلو فدک چلیں وہاں یہودی آباد ہیں اس آدمی کے بارہ میں ان سے گفت و شنید کریں چنانچہ ہم لوگوں نے یہودیوں کے پاس پہنچ کر

---

[1] اخرج ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۰۱۔ وفی اسنادہ الواقدی

بات چیت کی انہوں نے اپنی کتاب نکال کر رکھی اور اس میں سے ذکر رسول علیہ السلام پڑھا کہ نبی اُمّی عرب میں ہوں گے اونٹ کی سواری کریں گے معمولی گذر اوقات پر اکتفا کریں گے قد میں نہ بہت لا بنے نہ بہت چھوٹے ہوں گے نہ بہت گھنگھریالے بال ہوں گے نہ بالکل سیدھے۔ آنکھ میں سرخ ڈورا ہوگا۔ بدن کا رنگ بہت صاف ہوگا اس کے بعد یہودیوں نے کہا جس شخص نے تم کو اپنے دین کی طرف بلایا اگر اُس میں یہ صفات ہیں تو تم اُس کا کہنا مان لو اُس کا مذہب اختیار کر لو اور ہم لوگ تو صرف حسد کی بنا پر اُس کا اتباع نہیں کرتے اور ہم لوگوں کی تو اُس کے ساتھ کئی مقام پر بڑی معرکہ آرائیاں ہونی ہیں اور سرزمین عرب میں کوئی ایسا باقی نہ بچے گا جو اس کا یا تو اتباع کریگا یا اس سے لڑیگا تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اُس کا اتباع کر لو یہ سن کر میسرہ نے قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات تو اب بالکل واضح ہو چکی لوگوں نے کہا ہم سال آئندہ حج کے موسم میں گے اور آپ (حضور علیہ السلام) سے ملیں گے اس کے بعد یہ لوگ اپنے وطن چلے گئے۔ اور وہاں لوگوں سے کہا لوگوں نے نہ مانا کی اور کسی ایک نے آپ کا اتباع نہ کیا جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لے گئے اور آپ نے حج وداع کیا حضرت میسرہ آپ سے ملے اور آپ کو پہچان لیا در عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اسی روز سے جب آپ ہماری قیام گاہوں پر اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے تھے انتہائی متمنی تھا کہ آپ کا اتباع کروں مگر قومی کشاکش سے پیش آیا جو بھی پیش آیا خدا کو منظور نہ تھا کہ قوم مسلمان ہو اور میرے اسلام میں بھی تاخیر ہو گئی اور اُن سارے نفوس کا خاتمہ ہو چکا ہے جو اُس موقع پر میرے ساتھ تھے اب میرے بیچھے اے اللہ کے نبی ان کا کیا انجام ہوا آپؐ نے فرمایا جو کوئی علاوہ اسلام کے کسی دین پر مرے گا جہنم میں جائیگا حضرت میسرہ نے کہا بے حد تعریف اُس خدا کی جس نے مجھے جہنم سے بچا دیا حضرت میسرہ نے اسلام قبول کیا ور بڑے سچے پکے مسلمان ثابت ہوئے حضرت ابو بکرؓ ان کی بہت زیادہ قدر و منزلت فرماتے تھے [۱]

محمد بن عبد اللہ بن کثیر بن الصلت عن ابن رومان و عبد اللہ بن ابی بکر وغیرہما ان سب لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی کندہ کی فرودگاہ پر عکاظ کے میلہ میں تشریف لے گئے عرب کے کسی قبیلہ نے جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے ایسا نرم برتاؤ نہیں کیا جو انہوں نے کیا آپ نے ان کی ہمدردی اور ان کا آپ سے خندہ پیشانی اور خوش معاملگی سے ملنا دیکھ کر بات شروع کر دی اور فرمایا میں تم کو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف بلاتا ہوں اور چاہتا ہوں جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو

---

[۱] اخرج ابو نعیم صفحہ ۱۰۲ ایضا من طریق الواقدی ـــــ وذکرہ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۱۲۵ عن الواقدی باسنادہ مثلہ

میری بھی حفاظت کرو پس اگر میں غالب ہو گیا تو تمہیں پورا اختیار ہو گا میری طرف سے کوئی جبر نہ ہو گا۔ قوم کی اکثریت نے جواب دیا آپ کی یہ بات تو بہت اچھی ہے مگر ہم تو اُسی کو پوجیں گے جسے ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں انہیں میں سے ایک کم عمر شخص نے کہا اے قوم اس سے قبل کہ اور لوگ اس آدمی (حضور علیہ السلام) کا اتباع کریں تمہیں لوگ ایمان لانے میں پہل کرلو خدا کی قسم سارے اہل کتاب یہ کہہ رہے ہیں کہ حرم سے ایک نبی ظاہر ہو گا اور اُس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اور اس مجمع میں ایک کانا بھی تھا وہ بولا بھائیو میری بھی سنو اس کا تو اس کے خاندان والوں نے بائی کاٹ کر دیا اور تم اس کی پشت پناہی کیا چاہتے ہو کیا تم تمام عرب سے لڑائی مول لینا چاہتے ہو ایسا نہ کرو یہ مناسب نہیں یہ سن کر آپ رنجیدہ ہو کر واپس تشریف لے آئے اور بنی کندہ نے اپنے وطن پہنچ کر لوگوں سے تذکرہ کیا ایک یہودی نے سن کر کہا تم لوگوں نے بہت بڑی غلطی کی اگر تم ایمان لے آتے اور اُس کا کہا مان لیتے تو اہل عرب کے سردار ہو جاتے اور ہماری کتاب میں اُس شخص کا حلیہ موجود ہے چنانچہ اُن لوگوں کو جو آپ کو دیکھ چکے تھے آپ کا حلیہ مبارک پڑھ کر سنایا جس کی ان لوگوں نے تصدیق کی کہ واقعی وہ شخص اسی حلیہ وصفت کا تھا جو تو نے پڑھا ہے پھر اُسی یہودی نے یہ بھی کہا کہ ہماری کتاب میں یہ بھی ہے کہ مکہ میں ان کی پیدائش اور ظہور نبوت ہو گا اور وہ مدینہ ہجرت کر جائیں گے یہ سن کر ساری قوم نے طے کر لیا کہ سال آئندہ موسم حج میں آپ سے ضرور ملیں گے مگر قسمت کی بات کہ اس سال اُن کے سردار نے حج سے روک دیا جس کی وجہ سے آپ سے کوئی نہ مل سکا اِدھر اُس یہودی کا انتقال ہو گیا لوگوں نے سُنا کہ مرتے وقت وہ یہودی آپ پر ایمان لے آیا اور اُس کی زبان پر آپ کا کلمہ جاری تھا ؎

عبدالرحمٰن عامری سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے اکثر بزرگوں سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس عکاظ کے میلے میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو ہم نے کہا ہم بنی عامر بن صعصعہ ہیں آپ نے پوچھا کون سے بنی عامر ہم نے کہا بنی کعب بن ربیعہ آپ نے فرمایا تمہاری قوم کا دبدبہ اور رُعب کتنا ہے ہم نے کہا کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے سامنے سے چیز اُٹھا سکے یا ہماری آگ پہ ہاتھ بھی تاپ سکے۔ تب آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اگر میں تمہارے پاس آؤں تو کیا تم لوگ میری حفاظت کرو گے کہ میں اپنے رب کے ارشادات لوگوں تک پہنچا دوں اور کسی پر تم میں سے کوئی بار نہ ڈالوں۔ انہوں نے پوچھا تم قریش کے کس قبیلہ

؎ اخرج ابو نعیم فی الدلائل صفحہ ۱۰۳ ایضاً من طریق الواقدی

سے ہو آپ نے فرمایا بنی عبدالمطلب میں سے انہوں نے کہا بنی عبد مناف[1] کو کیوں چھوڑا آپ نے فرمایا سب سے پہلے انہوں نے میری تکذیب کی اور مجھے دھتکار دیا ان لوگوں نے کہا لیکن ہم لوگ نہ تو آپ کو بھگائیں گے اور نہ آپ پر ایمان لائیں گے ہاں آپ کی حفاظت ضرور کرینگے جب تک کہ آپ اپنے رب کے احکامات کی تبلیغ کریں چنانچہ آپ ان کے پاس ٹھیر گئے اور یہ لوگ اپنے بازاری کاروبار میں لگ گئے اتنے میں بحیرہ بن قیس قشیری ان لوگوں کے پاس آیا اور پوچھنے لگا یہ نیا آدمی جس کو میں تمہارے پاس دیکھ رہا ہوں کون ہے پہچاننے میں نہ آیا لوگوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ قریشی ہیں بحیرہ نے کہا تمہارا اس سے کیا تعلق انہوں نے کہا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں ہم سے اپنی حفاظت کا مطالبہ کیا تاکہ یہ اپنے رب کے احکامات پہنچا دیں بحیرہ نے پوچھا پھر تم نے کیا جواب دیا لوگوں نے کہا ہم نے کہہ دیا کہ آپ کے لئے ٹھیرنے اور اپنی تبلیغ کرنے کی پوری گنجائش ہے اور ہم لوگ آپ کو اپنے ہمراہ اپنے وطن لے چلیں گے اور جس طرح ہم اپنی حفاظت کرتے ہیں آپ کی بھی کریں گے بحیرہ نے کہا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میں آگاہ کئے دیتا ہوں کہ اس میلہ میں آنے والوں میں سے کوئی بھی ایسا خطرہ اور شرارت لے کر نہ جائیگا جو تم لے کر جاؤ گے اگر اس کو اپنے ہمراہ لے گئے تو تم نے لوگوں سے لڑائی مول لے لی تمام عرب تم کو تیروں کا نشانہ بنالیں گے اس کی قوم اس سے زیادہ واقف ہے اگر ان کو اس میں بھلائی نظر آتی تو سب سے پہلے وہ خود اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تم لوگوں نے ایسے شخص کو ساتھ رکھنے کا کیسے ارادہ کرلیا جو اپنی قوم کا باغی و مجرم ہے جس کو اس کی قوم نے بھگا دیا ہو اور اس کو جھوٹا سمجھا ہو تم اس کو ٹھکانا دینے اور اس کی امداد کرنے پر تیار ہو گئے تمہاری رائے انتہائی لغو ہے اس کے بعد بحیرہ نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اٹھو اور اپنی قوم میں ٹھکانا تلاش کرو خدا کی قسم اگر تو میری قوم کی پناہ میں نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن اڑا دیتا حضور علیہ السلام اٹھ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے بحیرہ خبیث نے آپ کی اونٹنی کی کوکھ زور سے کھینچ دی اونٹنی بدک گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر گئے ان دنوں اسی قبیلہ بنی عامر میں عامر بن قرط کی بیٹی حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں یہ ان عورتوں میں سے ہیں جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکی تھیں اپنے چچیرے بھائیوں سے ملنے آئی ہوئی تھیں یہ دیکھ کر چلا اٹھیں اور کہا اے عامر کی اولاد اور میرے لئے اولاد عامر کس کام کی جب کام نہ آئے تمہارے سامنے اللہ کے رسول کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے اور کوئی بھی تم میں سے اسے روکنے اور تنبیہ کرنے والا نہ ہو یہ سن کر ان کے تین چچیرے بھائی بحیرہ پر پل پڑے اور دو عامری بحیرہ کی مدد کے لئے لپکے ان تینوں نے بحیرہ کی ٹانگ پکڑی

---

[1] آنحضرتؐ کے خاندان کا نام ہے

اور زمین پر دے پٹکا اور اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اُس کے منہ کی طمانچوں سے اچھی مرمت کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کے لئے دعاء برکت کی اور اُن کے لئے جنہوں نے مخالفت کی تھی آپ نے کہا اے میرے پروردگار ان پر لعنت برسا چنانچہ یہ تینوں جنہوں نے آپ کی مدد کی تھی مشرف باسلام ہوئے اور اللہ کی راہ میں انہیں شہادت نصیب ہوئی اور بجرہ کے سب ساتھی تباہ ہوگئے حضور کی اعانت کرنے والوں کے نام سہیل کے دونوں بیٹے حضرت غطریف اور حضرت غطفان۔ اور عروہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم ہیں اور بجرہ کی مدد کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔ فراس۔ حزن بن عبداللہ۔ معاویہ بن عبادہ [1]

ابن اسحاق بروایت زہری بیان کرتے ہیں آپؐ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس تشریف لائے اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کے لئے فرمایا ان میں سے بجرہ نامی ایک شخص بولا خدا کی قسم اگر میں اس قریشی جوان کا دامن پکڑ لوں تو اس کے ذریعہ سارے عرب کو نگل سکتا ہوں پھر آپ سے کہنے لگا آپ فرمائیں اگر ہم آپ کا آپ کے امر میں اتباع کریں اور اللہ آپ کو آپ کے مخالفین پر غلبہ دیدے تو کیا آپ کے بعد ہماری حکومت ہوگی آپؐ نے فرمایا اس کا اختیار اللہ پاک کو ہے جسے چاہے مقرر کرے یہ سن کر بجرہ بولا تو کیا ہم آپ کے بجائے اپنے سینوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بنائیں اور پھر جب آپ کو کامیابی ہو تو خلافت ہمارے غیروں کو ملے ہمیں آپ کے امر کی کوئی ضرورت نہیں اور ان سب نے انکار کر دیا اس کے بعد جب یہ لوگ وطن واپس ہوئے اپنے خاندان کے ایک بہت بوڑھے شخص سے جو بڑھاپے کی وجہ سے ان کے ساتھ حج کے لئے نہ آسکتا تھا حسب عادت جاکر ملے اور ساری سرگذشت کہہ سنائی کہ بنی عبدالمطلب کے ایک قریشی جوان نے ہمارے پاس آکر نبوۃ کا دعویٰ کیا اور ہم سے اپنی حفاظت کا مطالبہ کیا اور یہ کہ ہم اُس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں اور اُس کو اپنے وطن لے آئیں بڈھے نے یہ سنتے ہی اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا اے بنی عامر! کیا تمہاری اس غلطی کی کوئی تلافی ہو سکتی ہے کیا بدکے ہوئے جانور کی کوئی پونچھ تھامنے والا ہے اُس پروردگار کی قسم کہ میری جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے کوئی شخص بھی ایسی باتیں کبھی گھڑ کر نہیں کہہ سکتا جو اس نے کہیں وہ باتیں سب سچ اور صحیح ہیں تمہاری عقلیں کہاں جاتی رہی تھیں تم نے کیوں اُس کا کہنا نہ مانا [2]

---

[1] اخرج ابونعیم فی الدلائل النبوۃ صفحہ ۱۰۱ ۔ واخرجہ الحافظ سعید بن یحییٰ بن سعید الاموی فی مغازیہ عن ابیہ کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۴۱

[2] کذا فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۱۳۹ وذکرہ الحافظ ابونعیم صفحہ ۱۰۰ عن ابن اسحٰق عن الزہری من قولہ فلما صدر الناس رجعت بنو عامر الی شیخ لہم ۔ الی آخرہ ۔

امام زہریؒ سے ابن اسحاق نے ایک دوسری روایت میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی کندہ کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح نامی بھی تھا آپ نے ان کو اللہ عزوجل کے دین کی دعوت دی اور اُن سے اپنی حفاظت کے لئے کہا مگر سب نے انکار کر دیا۔

محمد بن عبدالرحمان بن حصین بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام بنی کلب کے ایک قبیلہ جن کو بنی عبداللہ کہا جاتا ہے کے یہاں تشریف لے گئے اُن کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور اُن سے اپنی حفاظت کے لئے کہا اور آپ نے یہ بھی فرمایا اے بنی عبداللہ۔ اللہ نے تمہارے باپ کا نام نہایت اچھا کیا (یعنی اللہ کا بندہ) پھر بھی کسی نے آپ کی بات، نہ مانی۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کے مکانات پر تشریف لائے اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور ان سے اپنی حفاظت کے لئے کہا مگر انھوں نے اس بُری طرح سے جواب دیا کہ تمام عرب میں کسی نے شاید اس بدتمیزی سے جواب نہ دیا ہوگا [1]۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تمہارے اور تمہارے اقربا کے یہاں میرے لئے حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں، پس کیا کل آپ میرے ساتھ بازار تشریف لے چلیں گے تاکہ ہم لوگوں کی قیام گاہوں پر چل کر ٹھہریں اور اس بازار میں عرب کا بہت مجمع ہوتا تھا۔ اور ان سے بات چیت کریں، حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یہ قبیلہ کندہ ہے جو تمام قبیلوں میں اونچا درجہ رکھتا ہے، یمن سے حج بیت اللہ کرنے کے لئے آنے والے لوگوں میں سب میں افضل ہے، اور یہ بکر بن وائل کی قیام گاہیں ہیں اور یہ بنی عامر بن صعصعہ کی، ان میں سے جس کو چاہیں آپ اختیار کرلیں۔ آپ شروع میں قبیلہ بنی کندہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا یہ کونسا گھرانا ہے کہا ہم لوگ اہل یمن سے ہیں کہا کون سے یمنی ہو؟ کہا ہم قبیلہ کندہ سے ہیں، آپ نے فرمایا قبیلہ کندہ کے کس خاندان سے۔ ان لوگوں نے کہا بنی عمرو بن معاویہ میں سے ___ آپ نے فرمایا کیا تمہیں بھلائی کی طرف رغبت، درخواہش ہے ان لوگوں نے پوچھا کونسی بھلائی؟ آپؐ نے فرمایا کہ گواہی دو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور نمازوں کو قائم کرو اور جو کچھ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ اُس کو حق اور سچا سمجھو [2]۔

راوی عبداللہ بن اجلح کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے اپنی قوم کے شیوخ سے یہ روایت

---

[1] کذا فی بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۳۹
[2] خرجہ حافظ ابونعیم بسند ابن عباس رضہ

بیان کی کہ قبیلہ کندہ نے جواب میں یوں عرض کیا کہ اگر آپ کو کامیابی ہو گئی تو کیا آپ اپنے بعد ہمارے لئے حکومت قائم کر دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہے گا دے گا ان لوگوں نے کہا کہ جو کچھ آپ ہمارے پاس لائے ہمیں اس کی حاجت نہیں۔ راوی کلبی نے اس طرح لکھا ہے کہ ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس لئے تشریف لائے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے روک دیں اور ہم سارے عرب سے لڑائی مول لیں؟ آپ اپنی قوم سے جا ملئے ہم کو ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ وہاں سے چل دیئے اور قبیلہ بکر بن وائل میں پہونچے اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم بکر بن وائل ہیں آپ نے فرمایا بکر بن وائل کے کس خاندان سے ہو؟ ان لوگوں نے کہا بنی قیس بن ثعلبہ میں سے ہیں، آپ نے پوچھا تمہاری تعداد کتنی ہے؟ ان لوگوں نے کہا بہت زیادہ ہے ریت کے شمار کی طرح، آپ نے پوچھا تمہاری حفاظت کا کیا سامان ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہمیں حفاظت کی ضرورت نہیں ہے ہم اہل فارس کے پڑوسی ہیں نہ ہم اُن سے حفاظت کے طلبگار ہیں نہ ان کے خلاف ہم دشمن کو پناہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے لئے ایسے کام کر سکتے ہو کہ اگر وہ تم کو باقی بھی رکھے اور تم اہل فارس کے مکانوں پر قبضہ بھی کر لو، اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی کر لو ــــ اور ان کی اولاد کو اپنا غلام بناؤ تو وشکریہ میں ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لو اور ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو ان لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد آپ تشریف لے آئے۔ راوی کلبی کا بیان ہے جب آپ وہاں سے واپس چلے آپ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے لگا ہوا تھا اور کہتا جاتا تھا اس آدمی کی بات نہ مانو چنانچہ ابولہب یہاں بھی پہنچا لوگوں نے ابولہب سے کہا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو ابولہب نے کہا ہاں یہ ہمارے خاندان میں سے اونچی چوٹی پر ہے تم اس کی کونسی بات پوچھنا چاہتے ہو ان لوگوں نے آپ کی دعوتِ دین کی اس کو خبر دی اور یہ بھی کہا کہ اس نے اللہ کے رسول ہونے کا دعوی کیا ہے ابولہب نے کہا خبردار اس کی بات سربلند نہ ہونے دو اس لئے کہ یہ پاگل ہے، جو کچھ اس کے سر میں آتا ہے اُسے بکتا ہے ان لوگوں نے کہا کہ فارس کے بارے میں جو اس نے تذکرہ کیا اس سے ہم بھی یہی سمجھے [1]

حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نوجوان لڑکا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں ٹھہرا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائلِ عرب کی قیام گاہوں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے

---

[1] بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۴۰

اے فلاں خاندان والو! میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں تاکہ میں تم کو اس بات کا حکم دوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ قطعاً شرک نہ کرو اور علاوہ اللہ کے جن کو تم نے شریک ٹھہرا رکھا تھا اور ان کی عبادت کرتے تھے ان سب کو چھوڑ دو اور میری رسالت پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو اور میری حفاظت کرو تاکہ میں اللہ کی جانب سے جو پیغامات لایا ہوں اُس کو ظاہر کروں حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ آپ کے پیچھے ایک بھینگا حسین آدمی تھا اُس کے سر پر دو زلفیں تھیں عدنی جوڑا پہنے ہوئے تھا جب آپ اپنے کلام اور اپنی دعوت و تبلیغ سے فارغ ہو گئے تو وہ آدمی بولا اے لوگو! یہ اس کام کے لئے تم کو بلاتا ہے کہ تم لات و عزّٰی کے پھندے کو اپنی گردنوں سے اتار دو اور بنی مالک بن قیش جو جنات تمہارے حلیف ہیں ان سے بھی علیحدگی اختیار کر کے جو بدعت اور گمراہی یہ لایا ہے اسے قبول کر لو، لہٰذا تم اس کا کہنا نہ ماننا اس کی ایک بات نہ سننا ــــ حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اے ابا جان یہ کون آدمی ہے؟ جو آپ کی بات کی کاٹ کرتا پھرتا ہے باپ نے کہا یہ انہیں کا چچا عبد العزّٰی بن عبد المطلب ابولہب ہے [1]

طبرانی مدرک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ربیعہؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ کے ساتھ حج کیا، ہم لوگ جب منیٰ میں ٹھہرے، میری نظر ایک جماعت پر پڑی میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ یہ مجمع کیسا ہے والد نے کہا کہ یہ ایک ــــ بے دین آدمی ہے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے [2]

امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابوزرعہ اور بغوی اور ابن ابی عاصم اور طبرانی حارث بن حارث الغامدی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں حضرت حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے جب کہ ہم منیٰ میں تھے پوچھا کہ یہ مجمع کیسا ہے؟ باپ نے کہا یہ لوگ اپنے ایک بے دین اعاذنا اللہ کے گرد اگرد جمع ہیں حضرت حارثؓ کہتے ہیں میں نے بھی آگے بڑھ کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دے رہے ہیں اور لوگ آپ کا انکار کر رہے ہیں [3]

بروایت واقدی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے آپ کے ساتھیوں کے ساتھ لوگ برا برتاؤ کر رہے تھے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے (جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے) بنی عمرو بن مؤمل کی جاریہ کو

---

[1] بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۳۹ و نیز طبرانی نے بھی مدرک سے یہ روایت ــ طبرانی نے بھی حضرت ربیعہ سے اسی جیسی نقل کیا ہے ہیثمی ج ۶ صفحہ ۳۶ کی روایت میں ہے رد کی حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ ضعیف ہیں، ابن معین نے ایک روایت میں ان کی توثیق کی ہے۔ نیز ابن اسحاق کی روایت میں آدمی کا نام نہیں لکھا گیا۔
[2] ہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۱ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [3] اصابہ ج ۱ صفحہ ۲۷۵

اچھی طرح زدوکوب کیا اس کے بعد زبیرہ کو پکڑا اور اس کے ساتھ بھی یہی ظلم وستم کیا۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ پاک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبائلِ عرب میں علی الاعلان تبلیغ کا حکم دیا آپ منیٰ تشریف لے گئے میں اور حضرت ابوبکرؓ آپ کی ہمراہی میں تھے، ہم عرب کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں پہونچے، حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکرؓ ہر جگہ پیش قدمی کرتے تھے اور یہ اہل عرب کے نسب سے بہت زیادہ واقف تھے، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم خاندانِ ربیعہ سے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ تم کون سے ربیعہ میں سے ہو اس کے بعد بہت لمبی حدیث ابونعیم نے ذکر کی ہے جس میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ پھر ہم لوگ ایک ایسی مجلس میں پہونچے جو بڑی باعزت اور وجاہت والی تھی اس میں بہت سے بزرگ اونچے اور عظیم المرتبت بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر سلام کیا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہر موقع پر حضرت ابوبکرؓ پیش قدمی کرتے تھے اس لئے کہ یہ عرب کے نسب سے بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے) ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ لوگوں نے جواب دیا ہم شیبان بن ثعلبہ کی اولاد میں ہیں حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ان لوگوں سے زیادہ معزز ان کی قوم میں کوئی نہیں ہے اور ان لوگوں میں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک بھی تھے حضرت ابوبکرؓ سے مفروق بن عمرو کی قریبی رشتہ داری بھی ہے مفروق ہی اس ساری قوم میں زیادہ گویا اور زبان زور تھے ان کی دو زلفیں سینہ تک لٹکی ہوئی تھیں اس مجلس میں حضرت ابوبکرؓ کے قریب ہی یہ تھے حضرت ابوبکرؓ نے ان سے دریافت کیا تمہارے قبیلہ کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے کہا ہم لوگ ایک ہزار سے زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ہزار کی تعداد کم نہیں شمار کی جاتی حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا ان لوگوں میں حفاظت کی کیا صورت ہے انہوں نے کہا ہم لوگ جدوجہد ہی میں مصروف رہتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان لڑائی کا کیا حال ہوتا ہے؟ مفروق نے جواب دیا ہم جب جنگ پر تلتے ہیں ہمارے غضب کا کچھ ٹھیک نہیں ہوتا اور ہماری لڑائی بہت سخت ہو جاتی ہے جب ہمیں غصہ آتا ہے اور ہم لڑائی میں استعمال کئے جانے والے گھوڑوں کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتے ہیں اور ہتھیاروں کو دودھ دینے والے جانوروں پر، اور مدد اور کامیابی تو اللہ کی جانب سے ہوتی ہے کبھی ہمیں فتحیاب کرتا ہے اور کبھی ہماری ہار ہوتی ہے اس کے بعد مفروق نے کہا شاید آپ خاندانِ قریش سے معلوم ہوتے ہیں، اس کے بعد

---

[1] اصابہ ج ۴ صفحہ ۳۱۲ [2] ابونعیم صفحہ ۹۶ بسند ابن عباسؓ

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر ملی ہوگی وہ (آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ ہی ہیں مفروق نے کہا ہاں ہم کو یہ اطلاع مل چکی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہوکر دریافت کیا اے قریشی بھائی تم ہم کو کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر بیٹھے اور حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہوکر اپنے کپڑے سے آپ پر سایہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی پرستش کے قابل نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے پناہ دو اور میری حفاظت کرو اور میری نصرت پر آمادہ ہوجاؤ تاکہ میں اللہ پاک کے احکامات کی ادائیگی کردوں جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ قریش نے اللہ کے حکم کی کھلم کھلا مخالفت کی اور اس کے رسول کو جھٹلایا اور باطل پر اڑ کر حق کی پرواہ نہیں کی۔ اور اللہ پاک بیشک ہر حال میں بے پرواہ اور قابل تعریف ہے۔ مفروق نے دوبارہ کہا اور کس کس بات کی آپ دعوت دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۃ کی تلاوت فرمائی۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لیکر فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ۔ الآیۃ (انعام ۱۹-۴) ترجمہ: آؤ ہم تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سنائیں جس کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو۔ ہم ہی ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں اور چھپی ہوئی اور ظاہر فحش باتوں کی طرف مت جاؤ۔ اور جن کا خون اللہ نے حرام کیا ہے ان کو ناحق قتل مت کرو ان چیزوں کے ساتھ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے شاید کہ تم سمجھ حاصل کرو۔ پھر مفروق نے پوچھا اے قریشی بھائی اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں پس خدا کی قسم جو کچھ آپ نے کہا یہ زمین والوں کا کلام نہیں اور اگر زمین والوں کا کلام ہوتا تو ہم اس کو پہچان لیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس آیۃ کی تلاوت فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ سے لیکر لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تک اللہ پاک تم لوگوں کو انصاف کرنے اور احسان کرنے کا اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور تم کو اللہ پاک ہر فحش اور منکر اور عداوت والی بات سے روکتا ہے۔ اللہ پاک ان باتوں کی تم کو نصیحت کرتا ہے تم ضرور نصیحت قبول کرو۔ اس کے بعد مفروق نے کہا اے قریشی بھائی خدا کی قسم یہ دعوت اچھے اور عمدہ اخلاق کی ہے اور اچھے اعمال کی ہے اور اس قوم نے یقیناً بہتان تراشا جس نے آپ کی تکذیب کی اور جس نے آپ کا مقابلہ کیا۔ مفروق نے ایسا طرزِ گفتگو اختیار کیا گویا کہ یہ ہانی بن قبیصہ کو بھی اس بات میں شریک کرنا چاہتا ہے چنانچہ مفروق نے کہا یہ ہانی بن قبیصہ ہمارے سردار اور ہمارے ہم مذہب ہیں ان سے بھی کہیے تو یہ سن کر ہانی آپ

سے مخاطب ہو کر بولا اے قریشی بھائی میں نے تمہاری پوری گفتگو سُنی اور تمہارے کلام کی تصدیق کی اور میری رائے یہ ہے کہ اگر ہم اپنا دین چھوڑ دیں اور آپ کے دین کا اتباع کرلیں فقط اسی پہلی ملاقات میں نہ اس سے پہلے کبھی ملاقات ہوئی ہے اور نہ اس کے بعد کی امید اور اپنے امر میں غور نہ کریں اور جس چیز کی طرف آپ نے بلایا اس میں غور و فکر نہ کریں تو اس رائے میں غلطی کا بہت بڑا امکان ہے اور یہ بات کمزوریٔ عقل کی اور انجام پر نظر نہ رکھنے کی دلیل ہے اور ہمیشہ لغزشیں جلد بازی ہی سے ہوتی ہیں۔ اور ہمارے پیچھے خاندان کا خاندان پڑا ہے۔ ہم ان کی پس پشت کسی معاملہ کو طے کرلینا مکروہ سمجھتے ہیں، اب آپ بھی تشریف لے جائیے اور ہم لوگ بھی جائیں، اور آپ بھی غور کریں اور ہم بھی سوچیں اس (قبیصہ) نے بھی وہ طرزِ گفتگو اختیار کیا گویا کہ اس گفتگو میں مثنیٰ بن حارثہ کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے کہا کہ اور یہ مثنیٰ ہمارے رئیس اور سپہ سالار بیٹھے ہوئے ہیں اس کے بعد مثنیٰ نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے قریشی بھائی! میں نے تمہاری گفتگو سنی اور آپ کی بات نہایت پسندیدہ ہیں، اور مجھے آپ کی باتوں سے بہت ہی زیادہ تعجب ہوا میری طرف سے جواب وہی ہے جو ہانی بن قبیصہ نے دیا، دوسری بات یہ ہے کہ ہم لوگ ایک ایسی جگہ سکونت پذیر ہیں جس کی دو جانبوں میں گھاٹیاں ہیں ایک طرف یمامہ ہے ایک طرف سماوہ (یا ثمامہ) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ دونوں گھاٹیاں کیسی ہیں؟ اور ان کا کیا مطلب ہے؟ ہانی نے کہا ان میں سے ایک طرف خشک ٹیلے اور عرب کا ریگستان ہے اور دوسری جانب فارس کی سرزمین اور کسریٰ کی نہریں ہیں اور کسریٰ سے ہمارا معاہدہ ہے کہ جس کی بناء پر ہم وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی نئی بات کی ایجاد نہ کریں گے اور نہ کسی نئی تحریک اٹھانے والے کو پناہ دیں گے اور بہت ممکن ہے کہ یہ بات جس کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں اس کو شاہانِ فارس ناگوار سمجھیں سرزمین عرب کے آس پاس کا تو طریقہ ہے کہ خطا وار کی خطا کو معاف بھی کر دیتے ہیں اور ان کے عذر معذرت کو قبول کر لیتے ہیں لیکن سرزمین فارس کے ملحقات کا یہ حال ہے کہ خطا وار کی خطا بخشی نہیں جاتی اور اس کا عذر قبول نہیں کیا جاتا پس اگر آپ چاہیں کہ ہم عربی علاقہ میں آپ کی امداد کریں تو اس کی تو ہم ذمہ داری لے سکتے ہیں، (مگر اہل فارس کے مقابلہ میں کوئی ذمہ داری نہیں لے سکتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جواب دینے میں کوئی بُرائی نہیں کی بشرطیکہ تم سچے ہو اللہ کے دین کو لیکر وہی کھڑا ہو سکتا ہے جس کی خدا چاروں طرف سے محافظت فرمائے، اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور پھر اوس و خزرج کی مجلسوں میں پہونچے، ابھی ہم اس مجلس سے کھڑے بھی نہیں ہوئے تھے کہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعتِ (اسلام) کرلی، حضرت علیؓ

فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قومیں بڑی سچی اور بڑی صابر تھیں [1] رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ؛

ابونعیم کی روایت میں آپ کے اس قول کے بعد کہ اللہ کے دین کو لیکر وہی کھڑا ہو سکتا ہے جس کی خدا چاروں طرف سے محافظت فرمائے، پھر آپ نے یہ بھی فرمایا اے قومِ ربیعہ! تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کچھ دن نہ گذریں گے کہ تم لوگ اہل فارس کے شہروں کے اور ان کے مالوں کے مالک ہو جاؤ گے ان کی بیٹیاں تمہارے بستر بچھائیں گی، اُس وقت کیا تم اللہ پاک کی تسبیح اور اس کی تقدیس کرنے پر تیار رہو؟ آپ سے نعمان بن شریک نے کہا اللہ کی پناہ اے قریشی بھائی! ایسا دعویٰ تمہیں لوگوں کو زیب دیتا ہے، اس پر آپ نے یہ آیۃ تلاوت فرمائی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ. الاٰیۃ احزاب ۶-۴ ترجمہ:- بلاشبہ ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کی اجازت سے بلانے والا اور چراغ روشن بنا کر بھیجا ہے اس کے بعد آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو گئے پھر ہم لوگوں (حضرت علیؓ وغیرہ) کی طرف التفات کر کے فرمایا اے علیؓ اس دورِ جاہلیت میں بھی عرب کے اخلاق کس قدر اونچے اور بلند ہیں، انھیں اخلاق کی بدولت دنیاوی زندگی میں بھی سربلندی حاصل کئے ہوئے ہیں، پھر ہم لوگ اوس اور خزرج کی مجلس میں پہونچا بھی ہم مجلس سے اٹھے نہ تھے کہ ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام کرلی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قومیں بڑی سچی اور بڑی صابر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبائل کے نسب سے واقفیت پر بہت خوش ہوئے اس کے تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف لائے اور اُن سے کہا کہ اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرو آج ہی کے دن سے اللہ پاک نے ربیعہ کی اولاد کو اہل فارس پر غلبہ دیدیا سمجھ لو ان کے بادشاہوں کو مار ڈالا اور ان کے لشکر کو پامال کر دیا اور میری وجہ سے، اللہ پاک نے ان کی امداد کی [2]

---

[1] کذا فی دلائل النبوۃ لابی نعیم، بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے رواہ ابونعیم والحاکم والبیہقی والسیاق لابی نعیم۔

[2] ابن کثیر بدایہ ج ۳ صفحہ ۱۴۵ یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے لیکن میں نے اس کو اس وجہ سے کہا کہ اس میں نبوت کی دلیلیں عمدہ اخلاق اور اچھی عادتیں اور عرب کی فصاحت کا تذکرہ ہے، یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ان دونوں نے جب اہل فارس سے جنگ کی تو انہوں نے اپنا شعار ودلیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو قرار دیا فرات کے قریب ایک جگہ ہے جس کا نام قراقر ہے وہاں جنگ ہوئی تھی چنانچہ ان لوگوں کو اہل فارس پر کامیابی ہوئی، اسی اسم گرامی کی بدولت — اور اس کے بعد اہل فارس مسلمان ہو گئے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ج ۷ صفحہ ۱۵۶ میں لکھا ہے کہ یہ روایت حاکم اور ابونعیم اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اچھی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔ مگر اس حدیث کا تھوڑا سا تذکرہ کیا ہے۔

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انصار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اوران کی فضیلت اوران کا دین میں سبقت لے جانا بیان فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ بیشک وہ آدمی مومن نہیں جو ان کو محبوب نہ سمجھے اوران کے حقوق کو نہ پہچانے ان لوگوں نے خدا کی قسم دین کی اس طرح پرورش کی کہ جیسا کہ ایک بچھیرے کی تلوار کے سائے میں پرورش کی جاتی ہے، اسی طرح انصار نے اپنی تلوار سے اور اپنی زبان سے اور اپنی جانوں کی قربانی سے اسلام کی پرورش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں تشریف لے جاتے اور قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے کوئی بھی لوگوں میں سے آپ کی بات نہ مانتا اور نہ آپ کی دعوت اسلام قبول کرتا آپ مجنہ عکاظ منی کے میلوں میں تشریف لے جاتے ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لیجاتے، وہ ہر سال یہی کرتے یہاں تک کہ قبیلوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ آپ ہم لوگوں سے نا امید ہو جائیں، اور یہ ان لوگوں نے اس سبب سے کہا کہ آپ بار بار ہر سال ان کے پاس تشریف لے جاتے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اس قبیلۂ انصار سے جو ارادہ کیا تھا پورا کر دیا آپ نے ان پر اسلام پیش کیا فوراً آپ کا... اسلام لانے میں سبقت کی آپ کو ٹھکانہ بھی دیا آپ کی امداد بھی کی اور آپ کی موافقت بھی کی اللہ پاک ان کو جزائے خیر دے، ہم لوگ ان کے پاس آئے، ان کے مکانوں میں ٹھہرے اور ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ ہم لوگ اس کے یہاں ٹھہریں یہاں تک کہ اس بارے میں قرعہ اندازی کی نوبت آئی پھر ان لوگوں نے ہمیں اپنے مالوں میں (نہایت خوشدلی کے ساتھ) اپنے سے زیادہ مستحق قرار دیا — پھر ان لوگوں نے اپنی جانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دیں اللہ آپ پر اوران سب پر رحمتیں نازل فرمائے [1]

حضرت اُمِ سعد بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں تشریف فرما رہے قبیلوں کو اللہ جل شانہٗ کی طرف دعوت دیتے رہے اس بارے میں آپ کو تکلیفیں پہونچائی گئیں گالیاں دی گئیں، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اس قبیلۂ انصار کی نوازش کا ارادہ کیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت کے پاس جو منیٰ میں عقبہ کے پاس بیٹھی ہوئی اپنا سر منڈا رہی تھی (راوی) کہتے ہیں میں نے امِ سعد سے پوچھا کہ اے میری ماں وہ کون لوگ تھے امِ سعد نے کہا چھ یا سات آدمی تھے جن میں سے تین تو قبیلۂ بنی بجار سے تھے اسعد بن زرارہ اور عفراء کے دونوں بیٹے اور باقی کا نام مجھ سے نہیں بیان کیا، حضرت اُمِ سعد فرماتی

---

[1] بر مسیم دلائل النبوۃ صفحہ ۱۰۵ بطریق واقدی عن اسحٰق بن حباب عن یحییٰ بن ہند

ہیں کہ ان لوگوں کے پاس آپؐ بیٹھے اور ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اور ان کو قرآن شریف پڑھکر سنایا چنانچہ یہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے۔ اگلے سال یہ لوگ پھر آپؐ سے ملے یہ عقبۂ اولیٰ کہلاتی ہے اور اس کے بعد عقبۂ ثانیہ ہوئی روی کہتے ہیں کہ میں نے اُمِّ سعدؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ میں کتنے دن قیام رہا جواب دیا کیا تم نے ابی صرمہ قیس بن ابی انس کا کلام نہیں سُنا میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا کہا پس مجھے یہ شعر پڑھ کر سنایا

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ
یذکر لو لاقی صدیقا مواتیا

ترجمہ :- کچھ اوپر دس سال آپ قریش میں ٹھہرے اور نصیحت و تبلیغ کرتے رہے (اور یہ امید لگائے رہے) کہ کوئی دوست اور ہم نوا مل جاتا اور بھی کئی شعر پڑھے جن کا تذکرہ ابن عباسؓ کی روایت میں باب نصرت میں آرہا ہے [1]

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا تو آپؐ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا کہ اے میرے چچا بیشک اللہ پاک اپنے دین کی مدد ایک ایسی قوم کے ذریعہ کرنے والا ہے کہ قریش کا انہیں ذلیل سمجھنا اللہ کے دین کی عزت کے لئے نہایت معمولی بات معلوم ہوگی' مجھ کو عکاظ کے بازار کی طرف لے چلئے اور مجھ کو قبائلِ عرب کی قیام گاہیں دکھایئے تاکہ میں ان کو اللہ عزوجل کی طرف بلاؤں اور اس بات کی طرف کہ وہ میری حفاظت کریں اور مجھ کو ٹھکانا دیں تاکہ میں اللہ کی جانب سے جس کام کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے اس کی تبلیغ کرسکوں حضرت عباسؓ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا کہ میرے بھتیجے! اچھا عکاظ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا اور تم کو عرب کی قیام گاہیں بتاؤں گا چنانچہ آپؐ تشریف لائے اور سب سے پہلے بنی ثقیف سے بات چیت کی پھر حسب عادت تمام قبیلوں کے پاس تشریف لے گئے مگر سب قبائل اپنے ہی طریقۂ کار پر جمے رہے جب اگلا سال آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ اللہ پاک نے آپؐ کو کھلم کھلا اعلان حق کا حکم دیدیا تھا' آپؐ نے چھ آدمیوں کو جو اوس اور خزرج کے تھے تبلیغ کی' اسعد بن زرارہ' ابوالہیثم بن تیہان' عبداللہ بن رواحہ' سعد بن ربیع' نعمان بن حارثہ' عبادہ بن الصامت' رضی اللہ عنہم ان لوگوں سے ایام منیٰ میں جمرۂ عقبہ کے قریب رات کے وقت آپؐ نے ملاقات کی ان کے پاس بیٹھے انہیں اللہ عزوجل کا پیغام سنایا اور اللہ کی عبادت کی طرف بلایا اور اللہ کے

---

[1] ابونعیم دلائل صفحہ ۱۰۰

دین پر جمنے کا حکم فرمایا، وہ دین کہ جس کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے ان لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ کچھ حصہ اس وحی کا جو آپ پر نازل کیا گیا پڑھ کر سنائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (ابراہیم ۱۲-۶) سے لیکر آخر سورت تک تلاوت فرمائی ساری قوم کا دل رقیق ہو گیا اور اس کو سن کر ان کے ہوش وحواس جاتے رہے اور فوراً اسلام قبول کیا، اسی اثناء میں کہ آپؐ ان سے اور یہ لوگ آپؐ سے بات کر رہے تھے، حضرت عباسؓ ادھر سے گذرے آپ کی آواز سن کر آپ کو پہچان لیا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ کون لوگ ہیں جن کے پاس تم بیٹھے ہو آپؐ نے فرمایا اے چچا جان یثرب (مدینہ) کے رہنے والے اوس اور خزرج ہیں میں نے ان لوگوں کو اسی چیز کی طرف دعوت دی جس کی طرف اور قبائل کو اس سے قبل دعوت دے چکا ہوں ان لوگوں نے میرا کہا مان لیا اور میری تصدیق کی اور یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ اپنے وطن لے جانا چاہتے ہیں یہ سن کر حضرت عباسؓ اپنی سواری پر سے اترے اور اپنے اونٹ کے پیر باندھ دیئے اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے اوس اور خزرج کی جماعت! یہ میرا بھتیجا ہے اور تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے اگر تم لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لے آئے اور تمہارا ارادہ انھیں اپنے ساتھ لے جانے کا ہے تو میں تم سے عہد وپیمان لینا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے، وہ یہ ہے کہ تم ان کو دھوکا نہ دینا اور رسوا نہ کرنا، اس لئے کہ تمہارے پڑوسی یہودی ہیں اور یہودی ان کے دشمن ہیں اور مجھے ان کی مکاری سے بڑا اندیشہ ہے

حضرت اسعدؓ بن زرارہ فرماتے ہیں کہ ان پر حضرت عباسؓ کی یہ بات نہایت شاق گذری جب وقت کہ انہوں نے سعد اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں شک ظاہر کیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضرت عباسؓ کو جواب دوں ہم آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہونچانا چاہتے اور نہ کوئی ایسی بات کہنا چاہتے ہیں جو آپ کو ناگوار ہو ہمیں صرف اپنی صفائی اور سچائی پیش کرنی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم حضرت عباسؓ کو جواب دے سکتے ہو مگر کسی پر الزام نہ لگانا اس کے بعد اسعدؓ بن زرارہ نے حضورؐ کی طرف چہرہ کر کے کہا یا رسول اللہ ہر دعوت وتبلیغ کا ایک طریقہ ہوتا ہے بہت ممکن ہے وہ طریقہ کار نرم ہو یا سخت ہو، آپ نے ہم لوگوں کو آج کے دن جو دعوت دی وہ بھی لوگوں کے لئے سخت اور کٹھن تھی آپ نے ہم کو اپنے پرانے دین کے چھوڑنے کی اور اپنے دین کے اتباع کرنے کی دعوت دی حالانکہ یہ بات بہت ہی گراں ہے لیکن ہم نے آپ کا کہا مان لیا اور آپ پر ایمان لے آئے اور آپ نے ہم کو لوگوں سے سب سے خواہ وہ پڑوسی ہوں یا قریب اور بعید کے رشتہ دار ترکِ معاملات کی دعوت دی حالانکہ یہ امر نہایت کٹھن ہے پھر بھی ہم نے آپ کا یہ کہا مان لیا اور آپ کی بات پر آمنا وصدقنا کہا۔ ہم لوگوں نے

آپ کا کہا مانا، ہماری جماعت عزت اور حفاظت کے مکان میں ہے، کسی کی مجال نہیں کہ ایک ایسے آدمی کے خلاف ہم پر جرأت کر سکے جس کو ہم نے پناہ دی ہو اور وہ بھی ایسا شخص جس کو اس کی قوم نے نکال دیا ہو اور اس کے سارے چچا اُس سے منہ موڑ گئے ہوں ایسے کو پناہ دینا کتنا بھاری کام ہے لیکن پھر بھی ہم نے اپنی ذمہ داری کر لی ان میں سے ہر کام لوگوں کے نزدیک انتہائی کٹھن اور گراں ہے مگر ان لوگوں پر کوئی گراں نہیں جن کی ہدایت کا اللہ نے پختہ ارادہ کر لیا، اور اس کے انجام کو اللہ نے بھلا کیا ہم آپ پر ایمان اپنی زبانوں، اپنے دلوں اور اپنے ہاتھوں سے لائے اور ہم نے ایسی تصدیق کی جو ہمارے دلوں میں پیوست ہو گئی۔ ہم لوگ اس بات پر آپ سے بیعت کرتے ہیں اور اپنے اور آپ کے رب سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں پر ہے، آپ کے پسینہ کے قطرہ پر ہم خون بہانے کو تیار ہیں، ہمارے دست و بازو آپ کی حفاظت و خدمت کے لئے وقف ہیں ہم جس طرح اپنی اولاد اور گھر والوں اور اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں اس طرح آپ کی بھی حفاظت کریں گے اگر ہم اس عہد کو پورا کریں گے تو اللہ کے لئے پورا کریں گے اور اگر ہم غدّاری کریں گے تو یہ اللہ سے غداری ہوگی جو ہماری انتہائی بدنصیبی ہوگی، اے اللہ کے رسول یہ ہماری گذارشات سچی ہیں اور مددگار اللہ پاک ہے، پھر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ جو کچھ آپ نے اعتراض ہم پر کیا اللہ زیادہ جانتا ہے کہ تمہارا اس سے کیا ارادہ ہے تم نے یہ بیان کیا کہ یہ تمہارے بھتیجے ہیں اور تمام لوگوں میں سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں ہم لوگوں کو تو دیکھو کہ ہم لوگوں نے آپؐ پر ایمان لا کر قریب و بعید کی رشتہ داریاں ختم کر دیں اور ہم سچے دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپؐ کو اپنے پاس سے بھیجا ہے آپ جھوٹے نہیں اور بے شک جو کچھ آپ لائے وہ لوگوں کے کلام کے مشابہ نہیں اور یہ جو کچھ تم نے بیان کیا کہ تمہیں ہم لوگوں کی طرف سے آپؐ کے بارے میں اطمینان نہیں، یہاں تک کہ تم ہم سے عہد و پیمان لینے پر تیار ہو گئے تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر قسم کا وعدہ اور عہد و پیمان کرنے کو تیار ہیں پس جو وعدہ ہم سے لینا چاہتے ہیں لیجئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بھی جو وعدہ اپنے لئے لینا چاہتے ہیں لیجئے، اور رب العزت کے نام پر جو چاہیں طے کرا لیجئے اور جس طرح چاہیں وعدہ لے لیں [1]

---

[1] یہ حدیث ابو نعیم نے اوس و خزرج کی بیعت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے دلائل صفحہ ۱۰۵ انصار کے اسلام پر نصرت کی بقیہ بابِ نصرت میں درحادیث البیعۃ علی النصرۃ میں آجائیگی،

بازاروں میں دعوتِ اسلام دینا

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیعہ بن عبادؓ یہ بنی دیل سے ہیں اور بعد میں اسلام لے آئے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے زمانۂ جاہلیت میں دیکھا کہ آپ ذو المجاز کے بازار میں فرما رہے تھے اے لوگو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو فلاح پا جاؤ گے آپؐ کے چاروں طرف لوگ جمع تھے، اور آپؐ کے پیچھے ایک آدمی بھینگا چمکدار چہرہ والا اس کے سر پر دو چوٹیاں تھیں کہہ رہا تھا کہ یہ بے دین ہے، جھوٹا ہے (نعوذ باللہ) اور جس طرف بھی آپ تشریف لے جاتے آپ کے پیچھے پیچھے یہی کہتا ہوا چلتا میں نے لوگوں سے اس بھینگے کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کا چچا ابولہب ہے اسی طرح کی روایت بیہقی میں بھی ہے [1]

بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بچنا چاہتے تھے اور وہ آپ کا پیچھا کرتا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ لوگ آپؐ پر ٹوٹے پڑ رہے تھے اور جب کوئی شخص آپ سے بات کرتا تو وہ (ابولہب) دخل اندازی ضرور کرتا تھا جس کا تذکرہ قبائل کی تبلیغ میں گذر چکا ہے، [2]

طارق بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں ذوالمجاز کے بازار میں تھا کہ ایک نوجوان گذرا جو سُرخ یمنی جوڑے میں ملبوس تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے اور ایک آدمی ان کے پیچھے ہے جس نے آپؐ کی پنڈلیاں اور ٹخنے خون آلود کر رکھے تھے اور وہ کہتا جاتا تھا اے لوگو! یہ جھوٹا ہے اس کا کہنا نہ ماننا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ جوان ہاشمی ہے جو اپنے کو اللہ کا رسول بتاتا ہے اور یہ دوسرا اُس کا چچا عبد العُزّٰی (ابولہب) ہے [3]

قبیلہ بنی مالک بن کنانہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز کے بازار میں پھرتے ہوئے دیکھا آپ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے، اور ابوجہل آپ پر مٹی پھینکتا اور کہتا کہ لوگو اس سے بچو ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو تمہارے دین سے گمراہ کر دے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۴۱ وقال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۲، رواہ احمد وابنہ والطبرانی فی الکبیر بنحوہ والاوسط باختصار باسانید واحد اسانید عبد اللہ بن احمد ثقات الرجال ۔ انتہی ۔ ورواہ الحافظ فی الفتح ج ۷ صفحہ ۱۵۶ الی البیہقی واحمد وقال صححہ ابن حبان ۔ انتہی۔ [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۲ [3] الطبرانی وقال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۲ وفیہ ابوجناب الکلبی وھو مدلس وقد وثقہ ابن حبان وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ۔

اس کا ارادہ ہے کہ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دو، لات وعُزّیٰ کی عبادت نہ کرو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اور اس کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ فرماتے راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کرو، انھوں نے کہا آپ دو سرخ چادروں میں ملبوس تھے آپ کا قد درمیانی جسم گداز، چہرہ انتہائی حسین، اور بال حد سے زیادہ سیاہ تھے آپ سفید رنگ کے نہایت گورے چٹے تھے آپ کے بال گھنے اور دراز تھے، [1]

قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اللہ پاک نے یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ؁ع اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے ـــ نازل فرمائی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہوئے اور سب میں پہلی عزیزہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا پھر پھوپھی سے فرمایا کہ اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ پھر عبدالمطلب کی اولاد کو اور سارے خاندان کو خطاب فرماتے ہوئے آپ نے کہا کہ میں اللہ کی جانب سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، ہاں میرے مال سے جو چاہو مانگ سکتے ہو [2]

ونیز امام احمدؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی آپ نے اپنے تمام خاندان کو جمع کیا تیس نفر کے قریب جمع ہوئے سب نے کھایا پیا کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کون تم میں سے میرے قرضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری اور میرے وعدوں کے پورا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے جو تیار ہو جائے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے اور وہی میرے اہل میں میرا قائم مقام ہے ایک آدمی نے عرض کیا آپ تو ایک سمندر ہیں کون اس کی ذمہ داری لے سکتا ہے اس کے بعد پھر آپ نے دوبارہ اور سہ بارہ یہی اعلان کیا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کے لئے تیار ہوں نیز امام احمد نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو جمع کیا یا بلایا اور یہ ایسی جماعت تھی کہ ایک ایک بکرا ہضم کر جاتی اور ایک ایک مشک پی جاتی آپ نے ان لوگوں کے لئے تقریباً ایک مُد کھانا تیار کیا ان سب نے اُسے کھایا اور چھک گئے کھانا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا اس میں کوئی کمی نہیں آئی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے

---

[1] ہیثمی ج ۶ ص ۲۲ رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح ـــ واخرجہ البیہقی ایضا بمعناہ الا انہ ذکر نعتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البدایہ ج ۳ ص ۴۲ بعض میں ابو لہب کا اور بعض میں ابو جہل کا تذکرہ ہے اور بعض میں ابو لہب کا ہو سکتا ہے راوی کو شک ہو گیا ہو اور بہت ممکن ہے کہ کبھی ابو لہب یہ حرکت کرتا ہو اور کبھی ابو جہل ـــ آپ کا عکاظ کے بازار میں قبائل کو اسلام کی دعوت دینا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ؏ نمل ع ۔ ۶ ۔

[2] امام احمد اور مسلم شریف

کسی نے بھی اسے ہاتھ نہ لگایا پھر آپؐ نے ایک پیالہ منگایا سب نے پیا اور چھک گئے۔ اور پینے کی چیز ویسی ہی باقی رہی جیسا کہ کسی نے نہ پیا ہو، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں خاص طور سے تم لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں اور عام لوگوں کے لئے بھی اب تم نے یہ معجزہ دیکھ لیا پس تم میں سے کون مجھ سے بیعت کرتا ہے اس شرط پر کہ میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں گو قوم میں سب سے چھوٹا تھا میں کھڑا ہوا آپؐ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جا آپؐ نے اپنی اس بات کو تین دفعہ دُہرایا میں ہر دفعہ کھڑا ہوتا اور آپ بٹھا دیتے تیسری مرتبہ میں آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا (یعنی بیعت قبول کرلی) [۱]

دنیز حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاٰیۃ (غل ع-۱۱) نازل ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بکری کے چار سیر گوشت کا کھانا تیار کراؤ اور میرے پاس بنی ہاشم کو بلالاؤ، بنی ہاشم کی تعداد ان دنوں چالیس تقریبا اتالیس تھی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں آپؐ نے کھانے پر کچھ پڑھ کر کھانا ان کے سامنے رکھ دیا، سب آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھایا بعض ان میں سے ایسا کھانے والا تھا کہ اونٹ کا بچہ تنِ تنہا کھال سمیت ہضم کر جاتا اس کے بعد آپؐ نے ایک پیالہ دودھ پیش کیا سب نے اس کو پیا اور سیراب ہو گئے، حاضرین میں سے بعض نے کہا ایسا جادو تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا، لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کہنے والا ابو لہب تھا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے علی! بکری کی ران کا ایک صاع کھانا اور پکوا لو اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا بھر لو، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا چنانچہ لوگوں نے پہلے دن کی طرح آج بھی کھایا اور آج بھی پیا اور وہ کھانا اور دودھ پہلے دن کی طرح آج بھی بچا رہا، ابو لہب نے کہا ہم نے آج کے دن جیسا جادو نہیں دیکھا۔ آپؐ نے پھر فرمایا اے علی بکری کی ران کا ایک صاع کھانا اور پکوا لو اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا بھر لو، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد آپ نے حکم دیا اے علی آج تو تمام بنی ہاشم کو جمع کرو چنانچہ میں نے سب کو جمع کیا، ان سب نے کھایا اور پیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو شروع کی اور فرمایا تم میں سے کون میرے قرض کی ادائگی کی ذمہ داری لیتا ہے، حضرت علیؓ کہتے ہیں میں بھی چپ رہا اور قوم بھی چپ رہی، آپؐ نے یہی پھر دوبارہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ذمہ داری لیتا ہوں آپؐ نے فرمایا تم اے علی ذمہ داری لیتے ہو، تم اے علی ذمہ داری لیتے ہو [۲]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۵۰
[۲] اخرج ابن جریر عن علی ہیثمی ج ۸ صفحہ ۳۰۲ رواہ بزار واللفظ لہ واحمد باختصار والطبرانی فی الاوسط باختصار ایضا ورجال احمد واحد اسنادی البزار رجال الصحیح غیر شریک وہو ثقۃ انتہی،

ابن ابی حاتم نے بھی اسی مفہوم کی حدیث بیان کی ہے اس میں آتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کون میرے قرض کی ادائگی کی ذمہ داری اور میرے پیچھے میرے اہل میں میری نیابت کے لئے تیار ہوتا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں یہ سن کر ساری قوم چپ لگا گئی اور حضرت عباسؓ بھی چپ لگا گئے اس خوف سے کہ کہیں ان کے مال کو کوئی خسارہ نہ پہونچے، اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا عباس کی سن درازی کی وجہ سے چپ لگا گیا پھر آپؐ نے دوسری مرتبہ اسی کلام کو دُہرایا حضرت عباسؓ پھر بھی چپ لگائے رہے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ذمہ داری لیتا ہوں اگرچہ ان دنوں میرا حال بودا تھا اور میری آنکھیں بھی دُکھ رہی تھیں، پیٹ بھاری تھا، ٹانگیں پتلی تھیں [1]

حالتِ سفر میں دعوتِ اسلام دینا

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں (یہ وہی سعد ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کے فرائض مدینہ کے سفر میں انجام دیئے تھے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور آپ کی ہمراہی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے اور حضرت ابو بکرؓ کی ایک شیر خوار بچی بھی ہمارے یہاں بسلسلۂ رضاعت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کی طرف مختصر راستے سے پہونچنے کا ارادہ تھا آپ سے حضرت سعدؓ نے کہا رکوبہ گھاٹی کے پاس سے جو راستہ جاتا ہے وہ زیادہ قریب ہے مگر اس راستہ میں قبیلۂ اسلم کے دو ڈاکو ہیں جن کو مہانان کہا جاتا ہے اگر آپ کا ارادہ ہے تو ہم ان سے عہد و پیمان لے لیں آپؐ نے فرمایا کہ اچھا ایسا ہی کرو حضرت سعدؓ کہتے ہیں ہم آپ کو لیکر چلے جب ہم ان کے قریب پہونچے ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہنے لگا لو وہ یمانی آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر تبلیغ کی اور ان پر اسلام پیش کیا چنانچہ وہ دونوں مشرف بہ اسلام ہوئے آپ نے ان دونوں کے نام دریافت فرمائے انھوں نے کہا ہم کو مہانان کہا جاتا ہے (یعنی دو ذلیل آدمی) آپ نے فرمایا اب تم دونوں کے نام مکرمان ہیں (تعظیم و احترام کئے گئے) پھر آپؐ نے انھیں مدینہ چلے آنے کے لئے فرمایا [2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۵۱ اخرجہ البیہقی فی الدلائل وابن جریر بالبسط من ہذا السیاق بزیادات آخر باسناد ضعیف کذا فی تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۳۵۱ والبدایہ ج ۳ صفحہ ۴۰ وقد تقدم الحدیث بسیاق آخر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی عرض الدعوۃ علی المجامع

[2] اخرجہ احمد ج ۴ صفحہ ۷۴ عن ابن سعد فذکر الحدیث بطولہ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۵۸ رواہ عبد اللہ بن احمد و ابن سعد اسمہ عبد اللہ ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم کسی سفر میں آپؐ کے ہمراہ تھے سامنے سے ایک دیہاتی آیا جب وہ ہمارے قریب پہونچا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میاں کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا اپنے گھر جا رہا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا تم بھلی بات مان لوگے؟ اس نے کہا وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ گواہی دو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا اور اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے کہا جو بات آپؐ کہہ رہے ہیں اس پر کوئی گواہ بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں یہ سامنے والا درخت ہے چنانچہ آپؐ نے درخت کو بلایا جو جنگل کے کنارے پر تھا۔ وہ درخت زمین پھاڑتا ہوا آپؐ کے سامنے آکھڑا ہوا، اور تین مرتبہ آپؐ نے اس سے گواہی طلب کی، تینوں مرتبہ درخت نے گواہی دی جس طرح پر کہ آپؐ نے فرمایا ۔۔۔۔ پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، اور دیہاتی آپؐ سے یہ کہکر چل دیا اگر میرے خاندان نے میرا کہا مان لیا تو میں ان سب کو آپؐ کے پاس لے آؤں گا ور نہیں تو میں خود واپس آکر آپؐ کے ساتھ رہوں گا۔[1]

عاصم اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی مقام غمیم میں آپؐ پہونچے تھے تو آپؐ کی خدمت میں بریدہ بن حصیبؓ حاضر ہوئے آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی یہ اور ان کے تمام ساتھی اسلام لے آئے، اور یہ تقریباً اسّی گھروں سے زیادہ تھے اور ان لوگوں نے آپؐ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی۔[2]

پیدل سفر کر کے دعوتِ اسلام دینا

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوطالب کی وفات کے بعد آپؐ نے طائف کا پیدل سفر کیا وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مگر کسی نے قبول نہ کی، آپؐ وہاں سے واپس ہوئے راستے میں ایک درخت کے سایہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَشْکُوْا اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ؟ اِلٰی عَدُوٍّ یَّتَجَھَّمُنِیْ، اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ، اِنْ لَّمْ تَکُنْ غَضْبَانَ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ، اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ

---

[1] اخرج الحاکم ابو عبداللہ نیسابوری ۔۔۔۔ وھذا اسناد جید ولم یخرجوہ ورواہ الامام احمد کذا فی البدایہ ج ۲ صفحہ ۲۵ وقال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۹۲ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح ورواہ ابو یعلی ایضاً والبزار ۔۔۔۔ انتہی

[2] ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۴۲

الدنیا والآخرة من ان ینزل بی غضبک او یحل بی سخطک لک العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ ولا قوۃ الا باللہ۔

ترجمہ:- اے میرے اللہ میں تجھی سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور بے کسی کی اور لوگوں میں ذلت اور رسوائی کی اے ارحم الراحمین تو ہی ارحم الراحمین ہے۔ مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے، کسی اجنبی بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا، اے اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں تیری حفاظت میرے لئے کافی ہے میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہوگئیں اور جس سے دنیا و آخرت کے سارے ہی کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک کہ تو راضی نہ ہو جائے اور سوائے اللہ علی عظیم کے نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی قوت ہے[1]

مواقعِ جنگ میں دعوتِ اسلام دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی پہلے دعوت و تبلیغ نہ کی کسی قوم سے جنگ نہیں شروع کی[2]

حضرت عبدالرحمن بن عائذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی وفد یا لشکر کو روانہ فرماتے تو یہ نصیحت اور ہدایت کر دیتے تھے، لوگوں میں الفت پیدا کرنا اور ان پر لوٹ مت پڑنا جب تک اچھی طرح دعوت و تبلیغ نہ کر دو روئے زمین پر جتنے کچے پکے مکان ہیں ان کے رہنے والوں کو اگر تم مسلمان کر کے میرے پاس لاؤ یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تم لوگوں کو قتل کر دو اور ان کی بیویاں اور بچے لیکر میرے پاس آؤ[3]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی جب آپ کسی کو چھوٹے یا بڑے لشکر پر امیر بنا کر بھیجتے تو اسے وصیت فرماتے اللہ سے ڈرنے کی خاص کر اپنے معاملات میں بھی اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی اور اچھے برتاوے کا حکم دیتے اور آپ فرماتے

---

[1] اخرجہ الطبرانی قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۳۵ وفیہ ابن اسحٰق وھو مدلس ثقة وبقیة رجالہ ثقات وروی البیہقی الحدیث من طریق الزہری وغیرہ مطولاً عن ... [illegible] [2] اخرجہ عبد الرزاق عن ابن عباس — کذا اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ — ورواہ احمد فی مسندہ — والطبرانی فی معجمہ — کذا فی نصب الرایة ج ۲ صفحہ ۲۷۸ وقال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۴ رواہ احمد وابو یعلیٰ والطبرانی باسانید ورجال احدہا رجال الصحیح انتہی واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبہ کما فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۸ والبیہقی فی سننہ ج ۹ صفحہ ۱۰۷

[3] اخرجہ ابن مندہ وابن عساکر عن عبد الرحمن بن عائذ — کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۵ واخرجہ ایضاً ابن شاہین والبغوی کما فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۴۰۰ والترمذی ج ۱ صفحہ ۱۹۵

کہ جب تم اپنے دشمن مشرکین سے ملنا تو ان کو تین باتوں میں سے کسی ایک کی طرف بلانا ان میں سے جو بات بھی وہ منظور کر لیں تم ان سے قبول کر لینا اور ان کے قتل و قتال سے رک جانا اوّلاً ان کو اسلام کی دعوت دینا پس اگر وہ اسلام قبول کر لیں ان کی جنگ سے باز رہنا اور ان سے کہنا کہ یہ اپنی آبادی سے مہاجرین کی آبادی کی طرف منتقل ہو جائیں اور ان کو اس بات سے آگاہ کر دینا کہ اگر انہوں ایسا کر لیا تو وہ مہاجرین کے ساتھ نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہیں اور اگر وہ اسے منظور نہ کریں اور اپنے ہی وطن میں ٹھہرنا پسند کریں تو ان سے کہدینا کہ ان کا حکم دیگر دیہات کے مسلمانوں کی طرح ہے تمام مسلمانوں کی طرح اللہ کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی اور ان کے لئے مالِ غنیمت اور فئے میں کوئی حصہ نہ ہوگا ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو حصہ ملیگا، دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو انھیں جزیہ کی ادائگی پر آمادہ کرنا اگر وہ اس پر آمادہ ہو جائیں تب بھی ان کے قتل سے رک جانا اور ان کی یہ بات مان لینا اور اگر وہ جزیہ دینے پر بھی تیار نہ ہوں تو اللہ کا نام لیکر اُس کے بھروسہ پر ان سے جنگ کرنا اور جب تم لوگ کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور محصورین یہ ارادہ ظاہر کریں کہ تم لوگ انھیں اللہ کے حکم کے مطابق آزادی دو تو ایسا نہ کرنا اس لئے کہ تمہیں کیا علم کہ اللہ تعالےٰ ان کے بارے میں کیا فیصلہ دے لیکن تم لوگ اپنے حکم کے مطابق اس بارے میں فیصلہ کرنا[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے حضرت علیؓ کو جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا بعد میں حضرت علیؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ حضرت علیؓ کو پیچھے سے آواز نہ دینا، بلکہ قریب جاکر ان سے کہنا کہ جب تک قوم کو اچھی طرح دعوت و تبلیغ نہ کر لیں ان سے لڑیں گے نہیں، [2]

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے قاصد کو ہدایت دی تھی کہ پیچھے سے آواز نہ دینا قریب جاکر کہنا کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم جنگ میں جلدی نہ کرنا اور کسی قوم سے بغیر پورے طریقہ پر دعوت و تبلیغ کئے ہوئے جنگ نہ کرنا[3]

بخاری وغیرہ میں حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے جنگ

---

[1] اخرج ابوداؤد صفحہ ۳۵۸ واللفظ لہ ومسلم ج ۲ صفحہ ۸۲ وابن ماجہ صفحہ ۲۱۰ والبیہقی ج ۹ صفحہ ۱۸۴ عن بریدۃ قال الترمذی حدیث بریدہ حدیث حسن صحیح واخرجہ ایضاً احمد والشافعی والدارمی والطحاوی وابن حبان وابن الجارود وابن ابی شیبہ وغیرہم کما فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۷ [2] خرج الطبرانی فی الاوسط عن انس بن مالک قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ رجالہ رجال الصحیح غیر عثمان بن یحیی القرقسانی وہو ثقۃ اھ [3] اخرج ابن راہویہ عن علی رضی اللہ عنہ — کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۷ وعند عبد الرزاق عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ حین بعثہ لا تقاتل قوما حتی تدعوہم کذا فی نصب الرایۃ ج ۲ صفحہ ۳۷۸

خیبر کے روز فرمایا تھا، اطمینان اور آہستگی کے ساتھ چلتے رہنا جلدی نہ کرنا، جب تم ان کے میدان میں پہونچ جاؤ ان کو اسلام کی دعوت دینا اور ان کو بتانا کہ ان پر کیا کیا اللہ کے حقوق واجب ہیں پس خدا کی قسم اگر ایک آدمی کو بھی تمہاری وجہ سے ہدایت نصیب ہو تو یہ سرخ اونٹوں کے ریوڑ سے تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے ؎

فردہ بن مسیک القطیعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی قوم کے ان لوگوں سے جنھوں نے غداری کی ان لوگوں کو ہمراہ لے کر جنھوں نے وفاداری کی جنگ نہ کروں؟ آپؐ نے فرمایا ضرور کرو پھر مجھے کچھ خیال آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اہل سبا ہیں یہ زیادہ قوی اور سخت طاقتور ہیں اگر ان سے نہ لڑوں تو کوئی حرج تو نہیں ہے، یہ سن کر آپ نے مجھے سبا سے جنگ کرنے کی اجازت دی اور تاکید فرمائی پس جب میں آپ کے پاس سے اٹھ کر چلا، اللہ پاک نے قوم سبا کے بارے میں وہ آیۃ نازل فرمائی جو قرآن میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ قطیعی کہاں ہیں؟ اور مجھے بلانے کے لئے مکان پر ایک آدمی بھیجا میں وہاں سے چل دیا تھا آپ نے مجھے واپس بلوایا میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے گرداگرد اصحاب کا مجمع تھا آپؐ نے فرمایا کہ اولاً قوم کو اسلام کی دعوت دینا جو مان لے اس سے اسلام قبول کرنا اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں اُس سے کہہ سُن لوں (یہاں لے آنا)، قوم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ سبا کسی سرزمین کا نام ہے یا کسی عورت کا آپؐ نے فرمایا سبا نہ کوئی زمین ہے اور نہ کوئی عورت، ایک عرب کا نام ہے جس کے دس لڑکے ہوئے چھ ان میں سے بھلے اور چار بدنصیب تھے جو بدنصیب تھے ان کے نام یہ ہیں، لخم، جذام، غسان عاملہ، اور جو نیک بخت تھے ان کے نام یہ ہیں ازد، کندہ، حمیر، اشعریون، انمار، مذحج اتنے میں اس آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ انمار کون ہیں آپ نے فرمایا جن میں سے قبیلہ خشعم اور بجیلہ ہیں ؎

فروہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنی قوم کے غدار لوگوں سے ان لوگوں کو ہمراہ لیکر لڑنا چاہتا ہوں جنھوں نے آپ کی اطاعت کی آپؐ نے فرمایا ہاں بہت اچھی بات ہے کہ اپنے قوم کے فرماں

؎ تقدم تقدم صفحہ ۳۳ فی حدیث سہل بن سعد رضی اللہ منہ عند البخاری وغیرہ

؎ اخرجہ ابن سعد واحمد وابوداؤد والترمذی ج ۲ صفحہ ۱۵۲ وحسنہ والطبرانی والحاکم عن فروۃ بن مسیک القطیعی کذا فی کنز العمال ج ۱ صفحہ ۲۶

بردار لوگوں کو لے کر غداروں سے لڑو جب میں چل دیا آپؐ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ جب تک تم ان کو اسلام کی اچھی طرح دعوت نہ دے لینا تم ان سے نہ لڑنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سبا کے بارے میں آپ فرمایئے' آیا وہ کسی جنگل کا نام ہے یا پہاڑ کا یا وہ کیا چیز ہے آپؐ نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں بلکہ سبا عرب کا ایک آدمی تھا جس کے دس لڑکے ہوئے [۱]

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا عرب کے جس قبیلہ پر تمہارا گذر ہو اور تمہیں اس قبیلہ سے اذان کی آواز آئے ان سے کوئی چھیڑ اور تعرض نہ کرنا اور جن قبیلوں سے اذان کی آواز نہ آئے ان کو اسلام کی دعوت دینا [۲]

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند لات اور عُزّیٰ کے ماننے والوں کو قید کر کے لایا گیا آپؐ نے لانے والوں سے دریافت کیا کیا ان کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں آپؐ نے ان قیدیوں سے دریافت کیا کیا ان لوگوں نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تھی ان لوگوں نے کہا نہیں' آپؐ نے فرمایا ان پر سے قید و بند ہٹا لو تاکہ یہ اطمینان سے اپنے ٹھکانے پر پہونچ جائیں' اس کے بعد آپؐ نے ان دو آیتوں کی تلاوت فرمائی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا الایۃ احزاب ع ۶ ترجمہ:۔ ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اللہ کی اجازت سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے' وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ الایۃ انعام ع ۲ ترجمہ:۔ میرے پاس یہ قرآنی وحی نازل کی گئی ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تم کو اور جن کو میرا قول پہونچے ان کو اللہ سے ڈراؤں کیا تم لوگ قائل ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا نہیں [۳]

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ لات و عُزّیٰ کی پوجا کرنے والوں کی طرف (جو مکہ اور طائف کے درمیان آباد تھے) بھیجا اس لشکر نے عرب کے کسی قبیلہ پر حملہ کیا اور ان کو مع بال بچوں کے گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں لے آئے قیدیوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] عند احمد ایضاً و عبد بن حمید عن فروہ رضی اللہ عنہ ــــــ فذکر الحدیث وہذا اسناد حسن وان کان فیہ ابو جناب الکلبی وقد تکلموا فیہ لکن رواہ بن جریر عن ابی کریب عن العبقری عن اسباط بن نصر عن یحییٰ بن ہانی المرادی عن عمہ او عن ابیہ ــــــ شک اسباط قال قدم فروۃ بن مسیک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرہ کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۳ صفحہ ۵۳۱ [۲] اخرجہ الطبرانی عن خالد بن سعید رضؓ ــــــ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۷ وفیہ یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی وہو ضعیف

[۳] اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۰۷ وقال روح بن مسافر ضعیف [۴] جماعت

سے غرض کیا ان لوگوں نے دین کی دعوت دینے سے قبل ہی ہمیں گرفتار کر لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل لشکر سے دریافت کیا انھوں نے اس کا اقرار کیا، آپؐ نے فوراً حکم دیا ان قیدیوں کو اور ان کے وطن پہونچا دو اور پھر جا کر انھیں دین کی دعوت دو۔ ۱؎

افراد کو دعوتِ اسلام کے لئے بھیجنا

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انصار کرامؓ نے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن لیں اور یقین کامل حاصل کر لیا اور ان کے دل آپؐ کی دعوت سے پورے مطمئن ہو گئے آپؐ کی تصدیق کی، آپ پر ایمان لے آئے حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات تمام دنیا کے لئے اسباب خیر تھے اور اگلے سال موسم حج میں آپؐ سے ملنے کا پختہ وعدہ کر کے جب اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے آپ کی خدمت میں ایک آدمی اس غرض سے بھیجا کہ آپ ہم لوگوں کے پاس ایک ایسا آدمی بھیج دیں جو مدینہ والوں کو اللہ کی کتاب اور اس کا دین سکھائے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دین سیکھنے اور اتباع کے قابل ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جو قبیلۂ بنی عبدالدار سے تھے روانہ فرما دیا، حضرت مصعبؓ قبیلۂ بنی غنم میں اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور کلام اللہ پڑھ کر سناتے اس کے بعد حضرت مصعبؓ حضرت سعد بن معاذؓ کے یہاں چلے گئے برابر دین کی تبلیغ میں مشغول رہے چنانچہ اللہ پاک نے ان کے ہاتھوں یہاں تک لوگوں کو ہدایت دی کہ انصار میں سے بہت کم گھرانے ایسے بچے تھے جس میں کوئی نہ کوئی اسلام نہ لایا ہو اور مدینہ کے قریب قریب کل شرفا اسلام لے آئے، عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے اور اہل مدینہ کے سارے بت توڑے گئے اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ آپ کی خدمت میں واپس آ گئے، اور مقری (پڑھانے والا) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ۲؎

حضرت عروہ کی اس روایت میں ایک حدیث میں اس طرح پر بھی ہے کہ اہل مدینہ جب آپ کی خدمت سے اپنے وطن واپس ہوئے، خفیہ طور پر لوگوں کو تبلیغ کرتے رہے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واقفیت دلاتے رہے اور یہ بتاتے رہے کہ اللہ پاک نے آپ کو اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور آپ پر قرآن شریف نازل کیا گیا ہے، ان کی ان کوشش و کاوش کا یہ نتیجہ ہوا کہ انصار کے بہت کم گھرانے بچے جس میں کوئی نہ کوئی مسلمان نہ ہوا ہو اس کے بعد

۱؎ عند الحارث من طریق الواقدی کما فی المطالب ج ۲ صفحہ ۔۔۔ ۲؎ ابو نعیم فی الحلیہ ج ۱ صفحہ ۔۔۔ و ذکرہ الطبرانی من ۔۔۔ مطولاً فذکر دعوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ علی الانصار کما سیاتی فی بیعۃ الانصار

انصارؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیج کر یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ اپنی طرف سے ہم لوگوں کے پاس ایک ایسا آدمی بھیجدیجئے جو لوگوں کو دین سکھائے اور کتاب اللہ کی تعلیم دے یہ طریقہ لوگوں کو اتباعِ دین کے قریب کر دیگا، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا، یہ پہلے قبیلۂ بنی غنم میں اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اسلام کو اچھی طرح پھیلاتے رہے، چنانچہ دین داروں کی اکثریت بڑھتی رہی اور یہ لوگ خفیہ طور سے اسلام پھیلاتے رہے[1]۔ اسی درمیان میں حضرت سعد بن معاذ اور بنی عبدالاشہل بھی اسلام لے آئے تھوڑے ہی دنوں بعد بنی نجار نے حضرت مصعب بن عمیرؓ پر سختیاں کیں اور ان کو اسعد بن زراہ کے پاس سے نکال دیا ۔ اور خود اسعد پر بھی اس بارے میں سختیاں کیں حضرت مصعب سعد بن معاذؓ کے یہاں منتقل ہو گئے اور برابر دعوت و تبلیغ میں لگے رہے، اللہ پاک نے ان کے ہاتھوں بہت کچھ ہدایت پھیلائی یہاں تک کہ انصار کے گھرانوں میں سے کوئی گھر ایسا نہ بچا جس میں کوئی نہ کوئی اسلام نہ لایا ہو، حضرت عمرو بن جموح اور دیگر شرفائے مدینہ سب اسلام لے آئے، اور اہل مدینہ کے بت توڑے گئے اور مسلمان ہی مدینہ میں معزز اور صلاح کار شمار کئے جانے لگے، اس کے بعد حضرت مصعبؓ آپؐ کی خدمت میں تشریف لے آئے اور ان کا لقب مقرئ پڑ چکا تھا[1]۔

ایک اور روایت میں اس طرح پر ہے کہ اہل مدینہ نے معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو حضورؐ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ آپ اہل مدینہ کو ایک ایسا آدمی دیں جو لوگوں کو اللہ کی کتاب سنا کر اسلام کی دعوت دے اس لئے کہ اللہ کی کتاب ہی اتباع کئے جانے کے قابل اور لائق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ کو اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے مدینہ بھیجدیا[2]۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کی طرف دعوت و تبلیغ کے لئے بھیجا کہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور انھیں اسلام کے احکام سکھلاؤں میں اپنی قوم کے پاس ایسے وقت پہونچا جب کہ وہ اونٹوں کو پانی پلا کر ان کا دودھ دوھ کر پی چکے تھے مجھے دیکھتے ہی بولے مرحبا، مرحبا، آؤ صدی بن عجلان آؤ اس کے بعد کہا ہم لوگوں کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بھی اس آدمی کے پیرو ہو چکے ہو میں نے کہا نہیں میں تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تم پر اسلام کو پیش

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۴۲ وفیہ ابن لہیعۃ وفیہ ضعف وہو حسن الحدیث وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی

[2] وہکذا اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل صفہ ۱۰۸ بطولہ وقد خرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۰۶ عن الزہری بمعنی حدیث عروۃ عندہ مختصراً فذکر مثلہ ثم ذکر دعوۃ مصعب لسعد بن معاذ واسلامہ واسلام بنی عبدالاشہل کما یاتی فی دعوۃ مصعب

کروں اور اس کے احکامات بتاؤں ابھی ہماری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ بڑی لگن کھانے کی لے آئے اور اس کو سامنے رکھدیا، اور سب نے جمع ہو کر کھانا شروع کر دیا۔ مجھ سے کہا آؤ اے صدی تم بھی کھاؤ میں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے میں تم لوگوں کے پاس ایک ایسی ذات گرامی کے پاس سے آرہا ہوں جس نے تم پر ان سب جانوروں کو حرام قرار دیا ہے جب تک کہ تم اُس کو اللہ کا نام لیکر اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق ذبح نہ کر لو۔ لوگوں نے کہا ذرا بتاؤ تو وہ کیا کہتے ہیں میں نے کہا یہ آیتہ اتر چکی ہے. حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ (سورۃ مائدہ ۱۰۴)

ترجمہ: تم لوگوں پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور جو جانور گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو یا جو چوٹ دیکر مارا گیا ہو یا جو گر کر مر گیا ہو یا جو سینگ سے بھونکا گیا ہو یا جس کو درندے نے پھاڑ دیا ہو، یہ سب حرام کر دیا گیا، مگر وہ جانور جس کو تم اللہ کے نام پر اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے ساتھ ذبح کرو، اور وہ جانور بھی حرام کیا گیا جو بُت کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بات بھی حرام کی گئی کہ تیروں کے ذریعہ حصہ بانٹ کرو یہ سب باتیں گناہ کی ہیں

میں ان پر برابر اسلام کی دعوت و تبلیغ کرتا رہا مگر وہ کسی طرح اسلام لانے پر تیار نہ ہوئے میں نے ان سے کہا تمہیں خدا سمجھے، ذرا مجھے، پانی تو پلا دو میں بہت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ پلائیں گے اور ہم تجھے پیاسا ہی رکھیں گے، تاکہ تم مر جاؤ۔ میرے سر پر جو پگڑی تھی اُسے میں نے اچھی طرح سے لپیٹا اور اپنا سر پگڑی پر ٹیک کر میں دھوپ میں سخت حرارت میں لیٹ گیا اس لئے کہ سایہ میں بھی جگہ نہ دی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی شیشے کے ایک ایسے پیالہ میں کہ اُس سے زیادہ خوبصورت پیالہ کسی نے نہ دیکھا ہو گا، اور اس میں ایک ایسی پینے کی چیز ہے کہ شاید ہی دنیا کا کوئی شربت اس سے زیادہ لذیذ ہو، اُس نے مجھ کو دیا میں نے اُسے پیا اور پیتے ہی میری آنکھ کھل گئی، پس خدا کی قسم نہ مجھے پیاس رہی اور نہ اُس کے بعد کبھی پیاس کا احساس ہوا میں اب نہیں جانتا کہ پیاس کیسی ہوتی ہے [1]

قوم میں سے ایک آدمی نے لوگوں سے کہا کہ تمہاری ہی برادری کا ایک بھائی تمہارے پاس آیا تم لوگوں نے اس کی کوئی خاطر تواضع نہ کی یہ سنکر وہ لوگ میرے پاس دودھ لائے میں نے کہا اب مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں رہی اور میں نے اپنا پیٹ کھول کر ان لوگوں کو دکھایا (کہ دیکھو

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۸۷ وفیہ بشیر بن سریح وہو ضعیف۔ [2] و اخرجہ ابن عساکر ایضاً بطولہ کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۹۳

کس قدر سیراب اور پُر ہے، خدا کی یہ امدادِ غیبی دیکھ کر وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ؎۱

احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کی خلافت میں طوافِ بیت اللہ کر رہا تھا کہ بنولیث کے ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم کو ایک خوشخبری کی بات نہ سناؤں میں نے کہا ضرور سنایئے انہوں نے کہا کیا تمہیں یاد نہیں جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے روانہ فرمایا تھا میں ان پر لگاتار اسلام پیش کرتا رہا اس وقت تم نے مجھ سے کہا تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ تم ہم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلا رہے ہو اور بھلی ہی بات کا حکم دے رہے ہو اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی دعوت و تبلیغ کر رہے ہیں چنانچہ تمہارا یہ قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے یہ دعائے خیر کی تھی "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَحْنَفِ" "اے میرے پروردگار احنف کی مغفرت فرما" حضرت احنفؓ فرمایا کرتے تھے مجھے اپنے کسی عمل پر کوئی بھروسہ نہیں سوائے سرکارِ دو عالم کی اس دعا کے۔ ؎۲

امام احمد اور طبرانی نے اس روایت کا آخری حصہ اس طرح بیان کیا ہے بنی لیثی صحابیؓ نے حضرت احنفؓ سے کہا کہ جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم بنی سعد کے پاس بھیجا تو میں ان کو اسلام کی دعوت دینا رہا تو تم نے اس طرح کہا تھا "خدا کی قسم جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ بالکل حق اور خیر ہے اور جو کچھ میں نے سنا یہ سب ہدایت اور بھلائی ہے تو جب میں نے آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری اس بات کی خبر دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَحْنَفِ" حضرت احنفؓ نے کہا میری تو ساری امیدیں آپ کی اسی دعا کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ؎۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ کو اہل جاہلیت کے سرداروں میں سے ایک کے پاس تبلیغ دین کے لئے بھیجا اُس سردار نے پوچھا وہ تمہارا رب کون ہے جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو آیا وہ لوہے کا ہے یا تانبے کا ہے یا چاندی کا ہے یا سونے کا ہے ان صحابیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آکر اس کا

؎۱ اخرجہ ابو یعلیٰ مختصراً ۔۔۔ رواہ البیہقی فی الدلائل وزاد فیہ انہ سعد ان قومہ باہلہ کذا فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۴۸۲ واخرجہ الطبرانی بغیر سیاق ابی یعلیٰ وغیرہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۸۷ رواہ الطبرانی باسنادین واسناد الاول حسن فیہما ابو غالب وقد وثق ۔۔۔ انتہی ۔۔۔ واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۶۱ وقال الذہبی وسندہ قوی ضعفاء ابن معین۔

؎۲ تفرد بہ علی بن زید وفیہ ضعف کذا فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۶۱۴ بنحوہ

؎۳ قال الہیثمی ج ۱ صفحہ ۲ رجال احمد رجال الصحیح غیر علی بن زید وہو حسن الحدیث

جواب کہہ سنایا آپؐ نے دوبارہ ان کو بھیجا اس نے پھر یہی جواب دیا یہ پھر خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر بھیجا اس نے حسب سابق وہی جواب دیا انہوں نے آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ اس نے کہا تھا کہہ سنایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے اُس پر اپنی بجلی گرادی، اور بجلی نے اُسے جلا کر خاک کر دیا اسی وقت یہ آیتہ نازل ہوئی تھی وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَاۤءُ وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ○ (رعد-ع-۲) ترجمہ:- اللہ بجلیوں کو نازل کرتا ہے اور جس کسی کو چاہتا ہے اُس پر یہ بجلی گراتا ہے لوگ اللہ کے بارے میں کج بحثیاں کرتے ہیں اور وہ اللہ سخت قوت والا ہے۔ [۱]

ابو یعلیٰ اور بزار میں اس روایت کا آخری حصہ اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو ایک مغرور رئیس عرب کی طرف بھیجا صحابیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو بہت ہی بے پرواہ اور ضدی انسان ہے چنانچہ یہ صحابیؓ آپ کے فرمانے سے گئے اور وہ سوال وجواب جو پیچھے گذرا ہوا اور یہ تیسری بارہ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر اسلام کو پیش کیا ابھی اسلام کو پیش ہی کر رہے تھے کہ اللہ پاک نے اس کے سر پر ایک ابر بھیجا وہ بڑے زور سے گرجا اور اس میں سے بجلی گری اور اس کے سر کے پیالے کو اڑا لے گئی طبرانی نے اوسط میں اس طرح لکھا ہے کہ وہ ابر گرجا اور چمکا [۲]

جماعتوں کو دعوتِ اسلام کے لئے بھیجنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ میں تم کو ایک جماعت کے ساتھ تبلیغ کے لئے بھیجنے والا ہوں لہٰذا تم تیاری کر لو اس کے بعد حدیث طویل ذکر کی گئی ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نکلے اور اپنے جانے والے ساتھیوں کے ساتھ مل گئے اور یہ سب کے سب دومۃ الجندل پہونچے وہاں جا کر تین دن تک لوگوں کو اسلام کی دعوت وتبلیغ کرتے رہے تیسرے دن حضرت الاصبغ بن عمرو الکلبی رضی اللہ عنہ جو قوم کے سردار تھے اور نصرانی مذہب سے تھے اسلام لے آئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے رافع بن مکیث

---

[۱] قال ہیثمی ج ۷، صفحہ ۴۲

[۲] رواہ ابو یعلیٰ والبزار بنحوہ، رواہ الطبرانی فی الاوسط ـــــ رجال بزار رجال الصحیح غیر دیلمی بن غزوان وہو ثقۃ وفی رجال ابی یعلیٰ والطبرانی علی بن ابی سارۃ وہو ضعیف ہیثمی ـــــ وقد تقدم حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن الی آخرہ وسیاتی بعث صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن مرۃ الجہنی الی قومہ

جہنیؓ کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حالات کی اطلاع کے لئے ایک خط روانہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جواباً) تحریر فرمایا کہ تم اصبغ کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لو چنانچہ انہوں نے فوراً شادی کر لی حضرت اصبغ کی ان بیٹی کا نام تماضر ہے انہیں کے بطن سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن ہیں۔ [1]

حضرت عبد الرحمٰن تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اہلِ عرب میں اسلامی رجحانات پیدا کرنے کے لئے بھیجا چونکہ ان کی دادی بنی بلی میں سے تھیں لہٰذا اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی بلی کی طرف تالیف اسلام کے لئے بھیجا جب یہ ارض جذام کے ایک چشمہ پر جس کو سلاسل کہتے ہیں، پہونچے (غزوۂ ذات السلاسل کا نام اسی مقام کی بناء پر ہے) یہاں پہونچکر حضرت عمرو بن العاص کو خطرہ زیادہ محسوس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے امداد چاہی آپ نے عبیدہ بن جراحؓ کو مہاجرین اولین کے ہمراہ جن میں حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے بھیجدیا [2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کی طرف بغرض تبلیغ اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں بھی ان کے ہمراہیوں میں تھا چھ ماہ تک یہ لوگ اہل یمن کو اسلام کی دعوت دیتے رہے ایک نے بھی اسلام قبول نہ کیا اس کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ حضرت خالدؓ کو مع ان کی جماعت کے واپس کر دو مگر وہ آدمی جو حضرت علیؓ کے ساتھ رہنا چاہے حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ٹھہر گیا جب ہم لوگ اہل یمن سے قریب ہوئے تو وہ لوگ بھی ہماری طرف نکلے نماز کا وقت آچکا تھا حضرت علیؓ نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی اور ہم سب کی ایک ہی صف بنائی اس کے بعد حضرت علیؓ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں حضورؐ کا نامۂ گرامی پڑھکر سنایا قبیلۂ ہمدان سارے کا سارا اسی وقت مسلمان ہو گیا، حضرت علیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاعی خط بھیجا جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا یہ خط پڑھا سجدہ میں گر پڑے اس کے بعد سرِ مبارک اٹھا کر آپؐ نے فرمایا' اللہ پاک قبیلۂ ہمدان پر سلامتی نازل کرے۔ اللہ پاک قبیلۂ ہمدان پر سلامتی نازل کرے [3]

---

[1] اخرج الدارقطنی عن ابن عمر —— کذا فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۱۰۸

[2] اخرج ابن اسحاق عن محمد بن عبد الرحمن التیمی، فذکر الحدیث کما سیاتی فی باب الامارۃ، کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۷۳

[3] اخرج البیہقی عن البراء —— ورواہ البخاری مختصراً۔ کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۱۰۵

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بنی حارث کی تبلیغ کے لئے بھیجا یہ لوگ نجران میں آباد تھے آپ نے حضرت خالدؓ کو حکم دیا تھا کہ جنگ سے پہلے تین دن تک ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کرلیں تو تم ان کے اسلام لانے کو تسلیم کرلینا اور اگر وہ اسلام لانے کے لئے تیار نہ ہوں اس وقت ان سے جنگ کرنا حضرت خالدؓ اور ان کے ہمراہی نجران پہونچے سواروں نے نجران کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ سلام کے لئے گشت کیا اور یہ کہتے تھے کہ اے لوگو! اسلام لے آؤ نجات پاؤ گے، چنانچہ وہ لوگ اسلام لے آئے اور انہوں نے دعوت مبلغین قبول کرلی حضرت خالدؓ وہیں ٹھہر گئے ان کو اسلام کی اور کتاب اللہ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیتے رہے جیسا کہ حضورؐ نے انہیں حکم دیا تھا اس کے بعد حضرت خالدؓ نے حضورؐ کو اس مضمون کا ایک عریضہ لکھا:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں خالد بن ولیدؓ کی جانب سے ہے، آپ پر اے اللہ کے رسول سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت میں آپ کے سامنے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریف کرتا ہوں اما بعد! یا رسول اللہ عرض یہ ہے آپ نے مجھ کو بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور مجھ کو حکم دیا تھا کہ جب تم ان کے پاس پہونچ جاتے ہی جنگ و قتال شروع نہ کرنا اور تین دن تک ان کو سلام کی دعوت دینا اگر وہ اسلام لے آئے تو ان سے قبول کرلینا اور ان کو اسلامی احکامات اور کتاب اللہ اور اپنے نبی کی سنت کی تعلیم دینا اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کرنا چنانچہ میں نے ان لوگوں کے پاس آکر ان کو اسلام کی تین دن تک آپ کے حکم کے مطابق دعوت دی اور سواروں کی ایک جماعت اس اعلان مبین کے لئے بھیجی جو بانگ دہل یہ کہتے پھرتے تھے اے بنی حارث اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے چنانچہ وہ لوگ بغیر لڑے بھڑے اسلام لے آئے اب میں ان کے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں اور انہیں ان باتوں کی تعلیم دے رہا ہوں جس کا اللہ پاک نے حکم دیا اور انہیں ان باتوں سے روک رہا ہوں جس سے اللہ پاک نے منع کیا ہے، ان کو اسلامی احکامات اور سنت نبوی کی برابر تعلیم دے رہا ہوں جب تک کہ آنحضورؐ کا گرامی نامہ مجھ تک شرف نزول لائے والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب ارسال فرمایا:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد جو اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں ان کی جانب سے خالد بن ولیدؓ کی طرف تم پر

اللہ کا سلام ہو۔ میں تمہارے سامنے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریف اولاً پیش کرتا ہوں اما بعد تمہارے قاصد کے ہاتھ مجھے تمہارا خط اس مضمون پر مشتمل ملا، کہ بنی حارث بن کعب تمہاری لڑائی سے قبل ہی اسلام لے آئے اور اسلام کے بارے میں تمہاری دعوت قبول کرلی اور گواہی دیدی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بلاشک وشبہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' —— اللہ پاک نے ان لوگوں کو اپنی ہدایت کے ساتھ نوازا لہٰذا ان کو جنت کی بشارت دو اور اللہ کے عذاب سے ڈراؤ اور اس کام سے فارغ ہوکر ان کے وفد کے ساتھ میرے پاس آجاؤ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

حضرت خالدؓ مع جماعت بنی حارث تشریف لائے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور آپؐ نے ان لوگوں کو دیکھا آپؐ نے فرمایا "یہ کون لوگ ہیں یہ لوگ تو اہل ہند کی طرح معلوم ہوتے ہیں" عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حارث بن کعب ہیں ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں پہونچ کر اولاً آپ کو سلام کیا اور اس کے بعد اس بات کی شہادت دی کہ بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ وہی تو ہو، کہ اگر کوئی تمہیں جھڑک دیتا ہے تو تم جنگ پر آمادہ ہوجاتے ہو، یہ سنکر وہ لوگ خاموش رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہ دیا آپ کے دوبارہ اور سہ بارہ دریافت کرنے پر بھی یہ لوگ چپ رہے' پھر آپ نے چوتھی مرتبہ دُہرایا' یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ یہی بات ہے کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ جب ہمیں کوئی جھڑکتا ہے تو ہم مرنے مارنے پر تیار ہوجاتے ہیں اور انہوں نے یہ جملہ چار مرتبہ دُہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خالدؓ اپنے خط کے ذریعہ مجھ کو یہ اطلاع نہ دیتے کہ تم لوگ بلا لڑے بھڑے اسلام لے آئے ہو، تو آج میں تمہارے سروں کو (کاٹ کر) تمہارے پیروں پر ڈال دیتا' یزید بن عبدالمدان بولے خدا کی قسم نہ ہم آپ کے (اس بارے میں) مداح ہیں اور نہ خالدؓ کے آپؐ نے فرمایا پھر کس کے مداح ہو ان لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم تو اس اللہ کی تعریف کرتے ہیں جس نے آپ کے صدقہ اور طفیل میں ہم لوگوں کو ہدایت دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو' اس کے بعد آپ نے دریافت کیا زمانۂ جاہلیت میں تمہارے پاس دشمن پر غالب آنے کی کیا تدبیر تھی؟ انہوں نے عرض کیا ہم تو کسی کو مغلوب اور زیر کرتے نہ تھے' آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں؟ جو تم سے لڑنے گیا تم اس پر غالب آگئے' اُن لوگوں نے عرض کیا ہم اپنے دشمن پر یا رسول اللہ اس بات سے غالب آیا کرتے

تھے کہ ہم متحد رہتے تھے اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے اور کسی پر ظلم کی ابتدا نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو، پھر آپؐ نے قیس بن حصین کو ان پر امیر مقرر کر دیا۔ [۱]

فرائضِ اسلام کی دعوت دینا

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوا کر فرمایا کہ اے جریر کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور آپ کے ہاتھوں پر اسلام لانے کے لئے آپؐ نے مجھ پر ایک کمبل ڈال دیا اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب تم لوگوں کے پاس قوم کا سردار آئے اس کی تعظیم کیا کرو، اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے برے ہونے پر ایمان لاؤ، اور فرض نمازیں اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کیا کرو چنانچہ میں ایسا ہی کرنے لگا اور یہ سب باتیں خوش دلی سے میں نے اختیار کریں۔ اس کے بعد آپ کا معمول رہا جب مجھے دیکھتے مسکرا دیتے۔ [۲]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے خطاب کر کے فرمایا تم ایک ایسی قوم کے پاس پہونچو گے جو اہل کتاب ہے تم ان کے پاس پہونچ کر اولاً ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جب وہ اس کلمہ کو مان لیں تو ان کو خبر دینا کہ اللہ پاک نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے، اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کو اطلاع دینا کہ ان پر صدقہ بھی فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کر کے فقراء پر تقسیم کیا جائیگا جب وہ اسے بھی تسلیم کر لیں تو تم ان کے بہترین اموال سے بچنا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا اس لئے کہ اللہ کی اجابت اور مظلوم کی فریاد میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ [۳]

حوشب ذی ظلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک

---

[۱] ذکرہ ابن اسحٰق۔ ـــ کذا فی بدایۃ ج ۵ صفحہ ۹۸ وقد اسندہ الواقدی من طریق عکرمۃ بن عبد الرحمٰن بن الحارث کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۰

[۲] اخرجہ البیہقی عن جریر ـــ کذا فی بدایۃ ج ۵ صفحہ ۷۸ واخرجہ ایضاً الطبرانی و ابو نعیم عن جریر نحوہ کما فی منتخب کنز العمال ج ۵ صفحہ ۹

[۳] اخرجہ البخاری عن ابن عباسؓ ـــ وقد اخرجہ بقیۃ الجماعۃ کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۱۰۰

نے غلبہ دیدیا تو میں نے بھی آپ کی خدمتِ گرامی میں چالیس سوار جس میں عبد شر بھی تھے روانہ کئے یہ لوگ میرا خط لیکر مدینہ آپؐ کے یہاں پہونچے اور جاکر پوچھا تم میں محمدؐ کون ہیں صحابہؓ نے آپ کی طرف اشارہ کیا اس وفد میں سے ایک نے پوچھا کہ آپ کیا چیز لے کر ہم لوگوں کے پاس آئے ہیں اگر وہ حق ہے تو ہم سب آپؐ کا اتباع کریں گے آپؐ نے فرمایا نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، قتل وغارت گری چھوڑ دو، بھلے کاموں کا حکم دو بُری باتوں سے روکو عبد شر نے عرض کیا یہ تو نہایت ہی بھلی باتیں ہیں آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے، تاکہ میں بیعت کرلوں حضورؐ نے دریافت فرمایا تمہارا کیا نام ہے عرض کیا عبد شر آپؐ نے کہا نہیں تم عبد خیر ہو اور جواب کا نامۂ گرامی ان کے ہمراہ حوشب ذی ظلیم کی طرف بھیجدیا وہ بھی ایمان لے آئے [۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عبد قیس کی جماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ نے دیکھتے ہی فرمایا، مرحبا مرحبا، ندامت اور رُسوائی سے خدا انہیں پاک رکھے ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے اور آپ کے درمیان میں مُضر کے مشرکین بستے ہیں جس کی بنا پر ہم لوگ آپ کی خدمت میں انھیں مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں جن میں عرب والے لڑنا بھڑنا حرام سمجھتے ہیں، لہٰذا ہم سے ایسی باتیں بیان فرما دیجئے جو مختصر ہوں اور ایسی ہوں کہ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور ہم ان لوگوں کو جو نہیں آسکے ہیں اس کی دعوت دیں، چنانچہ آپؐ نے ان کو چار باتوں کے کرنے کا اور چار باتوں سے بچنے کا حکم دیا فرمایا اللہ پر ایمان[۱] لاؤ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نمازیں[۲] قائم کرو زکوٰۃ[۳] دو رمضان[۴] کے روزے رکھو اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے نکالتے رہو، اور تم کو چار باتوں سے منع کرتا ہوں، یعنی ان چار برتنوں میں نبیذ (چھوہارے پانی میں بھگو دیئے جائیں اور کچھ گھنٹے کے بعد ان کو پیا جائے) نہ بناؤ، کدو کے تونبہ میں، لکڑی کے کٹھلہ میں مرتبان میں اور رال کے پلاسٹر چڑھے ہوئے برتن میں (اس لئے کہ ان چیزوں میں نبیذ بنانے سے نشہ جلد پیدا ہو جاتا ہے) بعض روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ان باتوں کو خوب یاد رکھو اور جو یہاں نہیں آسکے ہیں ان تک یہ بات پہونچا دو [۲]

---

[۱] اخرج ابو نعیم عن حوشب ذی ظلیم . کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۲۵ واخرجہ ایضاً ابن مندۃ وابن عساکر کما فی الکنز ایضاً ج ۔ صفحہ ۔ واخرجہ ایضاً ابن السکن بنحوہ کما فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۳۸۲

[۲] اخرج البخاری عن ابن عباس ـــــ وعندہ عباسی بنحوہ بزیادات منہا فی آخرہ فاحفظوھن وادعوا الیھن من وراءکم ـــــ کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۴۶

حضرت علقمہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ہمراہ چھ آدمی میری قوم کے تھے ہم لوگوں نے حضورؐ کو سلام کیا آپؐ نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد ہم لوگوں نے آپ سے گفت و شنید کی، آپؐ کو ہماری باتیں بہت پسند آئیں آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے ہم نے عرض کیا پندرہ خصلتیں ہمارے ایمان کا خلاصہ ہیں، جن میں سے پانچ تو وہ ہیں جن کا آپ نے خود ہم کو حکم دیا اور پانچ باتوں کا آپ کے قاصد نے ہم لوگوں کو حکم دیا۔ اور پانچ عادتیں ہم نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے لئے اختیار کر لی تھیں اور ہم اب تک اس پر دائم و قائم ہیں یا رسول اللہ اگر آپ منع فرما دیں تو ہم ان سے رک جائیں۔ آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں جن کا میں نے حکم دیا تھا کیا ہیں ہم نے عرض کیا کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ ہم اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول پر اور تقدیر کے اچھے برے پر ایمان لے آئیں، آپ نے فرمایا اور وہ پانچ کون سی ہیں جو تم کو میرے قاصدوں سے پہونچیں، انہوں نے کہا وہ یہ ہیں کہ ہم صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو معبود مانیں اور آپ کے بارے میں اللہ کا پیغمبر اور اس کا بندہ ہونے کی گواہی دیں۔ فرض نمازوں کی ہم پابندی کریں، اور زکوٰۃ مفروضہ کی ادائیگی کرتے رہیں، رمضان شریف کے روزے رکھتے رہیں، اور اگر اللہ استطاعت دے تو حج کریں آپ نے فرمایا وہ پانچ خصلتیں کیا ہیں جو تم نے زمانۂ جاہلیت سے اختیار کر رکھی ہیں ہم نے کہا خوشحالی میں ہم شکر کریں اور بوقتِ مصیبت صبر، اور ملاقات کے موقع پر سچی باتیں کریں جھوٹ نہ بولیں، تقدیر پر راضی رہیں، کسی کی مصیبت پر خوش ہونا چھوڑ دیں خواہ دشمن ہی پر کیوں نہ ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا تم لوگ اہل فقہ اور اہل ادب ہو اور عادت میں انبیاء علیہم السلام کے لگ بھگ ہو یہ باتیں کس قدر پاکیزہ ہیں یہ کہہ کر آپؐ مسکرائے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو پانچ باتوں کی وصیت کرتا ہوں تا کہ اللہ پاک تمہارے لئے اخلاقِ حمیدہ کی تکمیل کر دے جس چیز کو تم نہیں کھاتے ہو اس کو جمع مت کرنا (یعنی بچا ہوا خیرات کر دینا) اور رہائش سے زیادہ عمارت نہ بنانا، اور اس چیز پر رغبت نہ کرنا جس کو کل تم چھوڑ جاؤ گے اور اس اللہ پاک سے ڈرتے رہنا جس کی طرف تمہارا حشر کیا جائیگا، اور اس کے سامنے تم پیش کئے جاؤ گے اور اس دار آخرت کی طرف ہمیشہ مشغول رہنا جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور اسی میں ہمیشہ رہنا ہے۔[۱]

---

[۱] كذا في كنز العمال ج ۱ ص ۶۹ وأخرجه أيضا أبو سعيد النيسابوري في شرف المصطفى من علقمة بن حارث وأخرجه العسكري والرشاطي وابن عساكر من سويد بن الحارث فذكر الحديث بطوله كذا في الإصابة ج ۲ ص ۹۹

حضرت سوید بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ اپنی قوم میں سے ہم سات آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے گفتگو کی آپ کو ہماری عادتیں اور طور طریقے پسند آئے آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو ہم نے عرض کیا ہم مومن ہیں آپؐ مسکرا دیئے اور آپؐ نے فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے اس قول کی کہ ہم مومن ہیں کیا حقیقت ہے حضرت سویدؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا پندرہ باتیں ہیں ان میں سے پانچ تو وہ ہیں جن کی آپؐ کے قاصدوں نے اطلاع دی کہ ہم لوگ ان پر ایمان لائیں اور ان میں سے پانچ وہ باتیں ہیں کہ آپؐ کے قاصدوں نے ہم کو یہ حکم دیا کہ ہم اُن پر عمل کرتے رہیں اور ان میں سے پانچ ہم لوگوں کی زمانہ جاہلیت کی اختیار کردہ ہیں ہم اُن پر عمل پیرا ہیں مگر یہ کہ آپؐ ان میں سے کسی سے روک دیں ان باتوں کا تذکرہ ابھی قریب ہی اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے یہاں اتنی تبدیلی ایمان کے بارے میں اس طرح ہے کہ وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ کے بجائے وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ہے اور دشمن کی مصیبت پر خوش نہ ہو اس کی بجائے یہ ہے کہ دشمن جب ہماری مصیبت پر خوش ہو تو ہم صبر کریں۔[1]

ایک بلعدویہ شخص کی حدیث پہلے گذر چکی ہے جس میں ہے کہ اُس شخص نے آپؐ سے دریافت کیا آپؐ کس کی طرف ہم لوگوں کو دعوت دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں یہ شخص کہتے ہیں میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ کس طرح بلاتے ہیں آپؐ نے فرمایا گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں اور جو کچھ مجھ پر اتارا گیا اس پر ایمان لاؤ لات وعزیٰ کا انکار کرو نماز کو قائم رکھو زکوٰۃ ادا کرتے رہو

بادشاہوں کے نام مکتوباتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا صحابۂ کرامؓ کے ہاتھوں دعوتِ اسلام کے لئے خطوط روانہ کرنا

حضرت ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کے پاس تشریف لا کر فرمایا اللہ پاک نے مجھ کو تمام لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تم لوگوں پر رحم کرے تم لوگ میری طرف سے میرے کام کی انجام دہی کرو کسی اختلاف میں نہ پڑو جیسے کہ عیسٰی علیہ السلام کے حواریین آپس میں اختلاف کر بیٹھے، حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اسی کام کے لئے اپنے حواریوں سے مطالبہ کیا تھا جس حواری کو دُور دراز مقام پر بھیجنا چاہتے تھے اسی

[1] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۲۷۹ عن سوید بن الحارث فی دعوتہ رجل لم یسم حیاۃ الصحابہ عربی جلد اوّل صفحہ ۲-۷۳

نے جانے میں تامّل کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں اس کی شکایت کی بحکمِ خدا ایک ہی رات میں یہ معجزہ ہوا کہ جس آدمی کو جس جگہ بھیجنا چاہتے تھے وہیں کی بولی اس کی زبان پر جاری ہوگئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں سے اس کام کے لینے کا اللہ پاک نے عزم بالجزم فرمایا ہے لہٰذا تم لوگ اس کو ضرور بجالاؤ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم لوگ یارسول اللہ آپ کے ہر کام کی بجاآوری کے لئے تیار ہیں جہاں چاہیں آپ ہم لوگوں کو بھیج دیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے پاس عبداللہ بن حذافہؓ کو اور حاکم یمامہ ہوذۃ بن علی کے پاس سلیط بن عمروؓ کو اور ہجر کے حاکم منذر بن ساوی کے پاس علاء بن حضرمیؓ کو اور عمان کے دونوں حاکموں جیفر و عباد جلندی کے دونوں بیٹوں کے پاس عمرو بن العاصؓ کو اور قیصر کے پاس حضرت دحیہ کلبیؓ کو اور منذر بن حارث غسانی کے پاس شجاع بن وہب اسدیؓ کو اور نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن امیہ ضمریؓ کو آپ نے روانہ فرمایا۔ یہ سارے حضرات سوائے حضرت علاء بن حضرمیؓ کے پیغام رسانی کر کے آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں واپس آگئے، علاء بن حضرمیؓ بحرین میں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے [1]

سیرت کی کتابوں[2] میں اس حدیث میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ان حضرات کے علاوہ حضورؐ نے ذی الکلاع کے پاس مہاجر بن ابی امیہ بن حارث بن عبد کلالؓ اور جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو اور مسیلمہ کذاب کے پاس حضرت سائبؓ کو اور مقوقس کے پاس حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو روانہ فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل کسریٰ اور قیصر اور نجاشی اور ہر سرکش بادشاہ کے پاس گرامی نامجات ارسال فرما دیئے تھے ان سب کو اللہ کے دین کی طرف آپؐ نے ان خطوط میں دعوت دی تھی اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جن کی آپ نے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی بلکہ یہ دوسرا ہے [3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل کسریٰ اور قیصر اور دیگر سرکش حکمرانوں کی طرف بذریعہ خطوط دعوت و تبلیغ پیش کی [4]

---

[1] اخرجہ الطبرانی عن المسور بن مخرمہؓ قال الہیثمی وفیہ محمد بن اسمٰعیل بن عیاش وھو ضعیف کذا فی المجمع ج ۵ صفحہ ۳۰۶ [2] قال الحافظ فی الفتح ج ۸ صفحہ ۹۸

[3] اخرجہ مسلم عن انسؓ — کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۶۲

[4] اخرجہ احمد والطبرانی عن جابرؓ — قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ وفیہ ابن لہیعۃ وحدیثہ حسن، وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح،

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام نجاشی شاہِ حبش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ہاتھ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں شاہ حبشہ کو یہ گرامی نامہ ارسال فرمایا ؎

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نجاشی اصحم ، شاہِ حبش کے نام

السلام علیک میں اُس اللہ پاک کی حمد تمہاری طرف پیش کرتا ہوں جو مالکِ کائنات اور مقدس، امن دینے والا اور سلامت رہنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے روح اور اللہ کا ایسا کلمہ ہیں جن کو مریم بتول نیک طینت، پاک دامن کی طرف القا فرمایا تھا، چنانچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوگئیں، ان کو اللہ نے اپنی روح اور (اپنے فرشتہ کی) پھونک سے پیدا فرمایا جس طرح پر کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ان میں روح کا پھونکنا اپنے دستِ قدرت سے کیا اور میں تم کو ایسے اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کی اطاعت و فرماں برداری کی پابندی کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی کہ میرا اتباع کرو مجھ پر اور جو کتاب مجھ پر نازل کی گئی اس پر ایمان لے آؤ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور میں نے تمہارے پاس اپنے چچا زاد بھائی جعفر اور ان کی معیت میں دوسرے مسلمانوں کو بھیجا ہے جب یہ لوگ تمہارے پاس پہونچیں تو ان کی خاطر تواضع کرنا اور تکبر اور غرور کو چھوڑ دینا، میں تم کو اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں میں تمہیں تبلیغ و نصیحت کر چکا میری نصیحت کو مان لو، اور اس پر سلامتی ہے جس نے ہدایت کا اتباع کیا''

نجاشی کا جوابی خط رسالت پناہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے نام یہ تھا''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی، نجاشی اصحم بن الجبر کی طرف سے اے اللہ کے نبی اور اے اللہ کی طرف سے آنے والے تم پر خدا کی سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں سوائے اُس اللہ پاک کے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور کوئی عبادت کے قابل نہیں آپ کے گرامی نامہ نے یا

ع؎ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے وہ ساتھی جنھوں نے سب سے پہلے حبشہ کی ہجرت کی،

؎ اخرج البیہقی عن ابن اسحٰق۔

رسول اللہ مجھے سرفرازی بخشی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آپ نے تذکرہ فرمایا تھا زمین آسمان کے پروردگار کی قسم بیشک عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ آپ نے ان کے بارے میں ذکر فرمایا اس سے زیدہ نہیں تھے (یعنی خدا کے بیٹے وغیرہ نہیں تھے) اور جو ارشاد گرامی آپ کا مجھ تک پہونچا اس کو اچھی طرح میں سمجھ گیا آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کی ہم نے اچھی طرح میزبانی کی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اور آپ کے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر بھی بیعت کر چکا اور میں ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے ایمان لے آیا۔ اور اے اللہ کے نبی میں آپ کی خدمت گرامی میں ریحا بن اصحم بن ابجر کو بھیج رہا ہوں اس لئے کہ میں اپنی جان کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں خود بھی حاضرِ خدمت ہو جاؤں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں بالکل حق ہے ؎[1]

مکتوب گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام قیصر شاہِ روم

حضرت دحیہ کلبیؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گرامی نامہ دیکر قیصر کی طرف بھیجا میں نے قیصر کے یہاں پہونچ کر مکتوب گرامی اس کے حوالہ کیا قیصر کے پاس اس کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا اس کا رنگ سرخ، آنکھیں نیلی، سر منڈا ہوا تھا، خط قیصر کے سامنے پڑھا گیا جس کا مضمون گرامی یہ ہے۔

اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے روم والے ہرقل کے نام

یہ سنکر اس کا بھتیجا غرایا اور ترخ کر بولا یہ خط ہرگز نہ پڑھا جائیگا، قیصر (یعنی ہرقل) نے اس سے پوچھا کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ لکھنے والے نے اپنا نام پہلے لکھا ہے اور دوسرے یہ کہ روم کا بادشاہ لکھنے کے بجائے روم والا لکھا ہے، قیصر نے کہا یہ مکتوب گرامی ضرور پڑھا جائیگا چنانچہ یہ خط پڑھا گیا اور جب قیصر کے پاس سے مجمع ہٹ گیا قیصر نے مجھے اور اپنے اُس پادری کو جو ہر کام میں مشیر سمجھا جاتا تھا اندر بلا لیا ساری باتیں اس کے سامنے بیان کیں اور آپ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا پادری نے کہا یہی تو وہ نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جن کی ہم کو عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ قیصر نے پھر پادری سے پوچھا میرے لئے اب تمہارا کیا حکم ہے پادری نے اس سے کہا، بہرحال میں تو ان کی تصدیق کرونگا اور ان کا اتباع کروں گا، قیصر

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۸۳ [2] اخرج البزار عن دحیۃ الکلبی

نے کہا اگر میں ایسا کروں تو میری سلطنت چلی جائیگی، حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو اس کے پاس سے چلے آئے اور قیصر نے ابوسفیان کے پاس جو ان دنوں وہیں تھے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور ان سے دریافت کیا وہ آدمی جو تمہارے یہاں ظاہر ہوا ہے کون ہے؟ کیسا ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ جوان آدمی ہے قیصر نے پوچھا کہ تم لوگوں میں اس کا حسب نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان نے کہا حسب و نسب میں اس سے افضل ہم میں سے کوئی نہیں ہے، قیصر نے کہا یہ بات علاماتِ نبوت میں سے ہے، اس کے بعد پوچھا کہ آپ کی سچائی کس درجہ ہے ابوسفیان نے کہا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولا قیصر نے کہا یہ بھی علامتِ نبوت سے ہے، قیصر نے پوچھا کیا کوئی تمہارے ساتھیوں میں سے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد تمہاری طرف لوٹا ابوسفیان نے کہا نہیں قیصر نے کہا یہ بھی نبوت کی نشانی ہے، قیصر نے دریافت کیا جب وہ اور اس کے ساتھی جنگ کرتے ہیں تو کیا پسپا بھی ہوتے ہیں ابوسفیان نے کہا کبھی انہیں شکست ہوتی ہے کبھی فتح ہوتی ہے قیصر نے کہا یہ بھی نبوت کی نشانی ہے، حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مجھ کو بلا کر کہا اپنے حضرت سے کہدینا مجھے یقین کامل ہے کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنا ملک نہ چھوڑونگا" حضرت دحیہؓ کہتے ہیں جس پادری سے رائے لی تھی لوگ اس کے پاس ہر اتوار کو جمع ہوا کرتے تھے وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا اس کے بعد جب اتوار آیا وہ وعظ و نصیحت کے لئے اپنے حجرے سے نہیں نکلا، اور اگلے اتوار تک حجرے ہی میں بیٹھ رہا میں اس کے پاس آیا جایا کرتا تھا، وہ مجھ سے باتیں کرتا اور پوچھا کرتا تھا، اس کے بعد دوسرا اتوار آیا لوگوں نے اس کا بڑا انتظار کیا کہ وہ باہر آئے لیکن وہ باہر نہ نکلا اور مرض کا بہانہ کر گیا، ورایسا اس نے کئی مرتبہ کیا تو لوگوں نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا یا تو تو ہم لوگوں کے پاس آ اور نہیں زبردستی ہم لوگ داخل ہو کر تجھے قتل کر دیں گے، ہم لوگ تو تجھے اُسی دن سے بدلا ہوا پاتے ہیں جب سے وہ عربی آیا ہے مجھ سے پادری نے کہا تم اس خط کو لو اور اپنے حضرت کو دے دینا اور میرا اسلام عرض کرنا اور آپ سے کہنا کہ بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں آپ پر ایمان لاتا اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور میں نے آپ کا اتباع کیا ان لوگوں کو میرا یہ ایمان لانا بُرا لگا، جو کچھ (اے دحیہ) تم دیکھ رہے ہو آپ تک پہونچا دینا، اس کے بعد پادری باہر نکلا اور لوگوں نے اُسے شہید کر دیا[1]

---

[1] ذکر الحدیث۔ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷ وفیہ ابراہیم بن اسمعیل بن یحییٰ وہو ضعیف انتہی۔ واخرجہ ایضاً الطبرانی من حدیث دحیہؓ مختصراً۔ وفیہ یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی وہو ضعیف کما قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۶ وہکذا اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل صفحہ ۱۱ بمعناہ مختصراً واخرجہ ایضاً عبدان بن محمد المروزی عن عبد اللہ بن شداد نحوہ واتم منہ ـــــ

بعض علماء کہتے ہیں کہ ہرقل نے آپؐ کا گرامی نامہ پڑھ کر حضرت دحیہؓ سے کہا تجھ پر بڑا افسوس ہے بیشک خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے حضرت نبیٔ مرسل ہیں اور یہ وہی ذاتِ گرامی ہیں جن کا ہم لوگ انتظار کر رہے تھے، اور ان کا تذکرہ ہماری کتابوں میں موجود ہے لیکن مجھے باشندگانِ روم سے اپنی جان کا خطرہ ہے اور اگر یہ کھٹکا نہ ہوتا تو میں ضرور آپؐ کا اتباع کرتا، تم صنغاطر پادری کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے حضرت کا تذکرہ کرو، اس لئے کہ وہ سرزمینِ روم میں مجھ سے بڑا ہے اور اس کی بات زیادہ مانی جاتی ہے حضرت دحیہؓ نے پادری سے جا کر بات چیت کی، پادری نے کہا تمہارے حضرت خدا کی قسم نبیٔ مرسل ہیں، ہم ان کی صفات سے اور ان کے نام سے بھی واقف ہیں اس کے بعد وہ اپنے حجرے میں گیا اور اپنے کپڑے اتارے اور سفید کپڑے پہن کر باہر آیا اور اس نے کلمۂ حق کی شہادت دی اہل روم اس پر پل پڑے اور اس کو شہید کر ڈالا ۵

حضرت سعید بن ابی راشد فرماتے ہیں ۶ میں نے تنوخی کو جو ہرقل کی طرف سے قاصد ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے مقام حمص میں دیکھا ہے یہ میرے پڑوسی تھے بہت بوڑھے اور سن رسیدہ یا قریب افنا ہو چکے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہرقل کے ساتھ خط و کتابت ہوئی تھی ذرا اسکی تفصیل سنائیے، کہا بہت اچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک تشریف لائے ہوئے تھے حضرت دحیہؓ کلبی کو ہرقل کے پاس روانہ فرمایا تھا، جب آپؐ کا گرامی نامہ پہونچا قیصر نے ملک روم کے تمام پادریوں اور بڑے بڑے علماء کو ایک محل میں جمع کر کے سب دروازے بند کروا دیئے اور اس کے بعد کہا کیا تم لوگوں کو اس شخص کے بارے میں کچھ معلومات ہیں، اس نے میرے پاس یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں اس کی تین باتیں مان لوں ایک یہ کہ یا تو ہم لوگ ان کا دین قبول کریں اور اگر دین نہیں قبول کرتے ہیں تو ٹیکس دیں اور ہمارا ملک اور حکومت سب ہمارے ہی پاس رہے اور اگر ہم یہ بھی نہ منظور کریں تو جنگ کیلئے تیار ہو جائیں خدا کی قسم تم لوگوں کو اپنی کتابوں سے خوب معلوم ہے کہ وہ اس سرزمین پر جو میرے قدم کے نیچے ہے ضرور قابض ہو کر رہے گا، پس آؤ اس کا اور اُس کے دین کا اتباع کرلیں یا اُس کو ٹیکس ادا کرنے کا فیصلہ کریں، یہ سنکر ساری قوم بیک آواز ہو کر غرائی اور چیخی، آپے سے باہر ہوگئی اور اپنی ٹوپیاں اتار پھینکیں، اور کہا، تو ہم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ ہم نصرانیت کو چھوڑ دیں اور ایک ایسے اعرابی کے غلام بن جائیں جو حجاز سے آیا ہے جب ہرقل نے یہ گمان کرلیا کہ اگر یہ ساری قوم خلاف ہوگئی تو سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا اور اس کی حکومت جاتی رہے گی بولا کہ میں نے تو تم لوگوں سے یہ

---

۵ اخرجہ عبدان عن ابن اسحٰق ـــــ وکذا ذکرہ یحیی بن سعید الاموی فی المغازی والطبری عن ابن اسحاق کذا فی الاصابۃ ج۔ صفحہ ۔ ۶ اخرجہ عبداللہ بن احمد وابو یعلٰی عن سعید بن ابی راشد

بات تمہاری آزمائش کے لئے پیش کی تھی تاکہ میں اندازہ لگالوں کہ تم لوگ اپنے دین میں کسقدر سخت ہو، اس کے بعد قیصر نے تجیب کے ایک عربی کو جو نصرانی المذہب تھا بلاکر کہا کسی عربی جاننے والے شخص کو جس کا حافظہ نہایت قوی ہو لیکر آؤ میں اُس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اس کے خط کا جواب بھیجوں گا، چنانچہ وہ نصرانی مجھے (تنوخی کو) بلا کر لے گیا ہرقل نے مجھے ایک خط جو بسلی کی ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا دیکر کہا کہ تو میرا یہ خط اس شخص (حضورؐ) کے پاس لے جا اور جیسی کچھ گفتگو آپ کے پاس ہو ان میں سے ان تین باتوں کا بڑے غور سے خیال رکھنا ایک تو یہ کہ اس نے جو خط میرے پاس بھیجا ہے اس میں سے کتنا حصہ یاد ہے اور اس پر بھی دھیان رکھنا کہ میرے خط پڑھے جانے کے دوران میں آیا رات کا تذکرہ کرتا ہے یا نہیں، اور ان کی پشت کی طرف غور کرنا کہ آیا ان کی پشت پر کوئی ایسی چیز تجھے ملتی ہے جس کا نشان تجھے شک میں ڈالے یا نہیں ملتی، میں ہرقل کا یہ خط لیکر تبوک پہونچا آپ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ ایک پانی کے کنارے تشریف فرما تھے میں نے پوچھا کہ تمہارے حضرت کہاں ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ تشریف فرما ہیں چنانچہ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا میں نے آپ کو خط دیا آپ نے اس خط کو گود میں رکھ لیا اور مجھ سے کہا کہ تو کس خاندان سے ہے میں نے عرض کیا میں قبیلۂ تنوخ سے تعلق رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کیا تمہیں اپنے باپ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے مذہب کی طرف رغبت ہے جو ایک دینِ صحیح ہے میں نے عرض کیا میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور اسی قوم کے دین پر رہونگا جب تک کہ میں ان کی طرف واپس نہ ہو جاؤں آپ نے یہ آیت پڑھی إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (قصص ع-۶) ترجمہ، بات یہی ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت دیدیں ایسا نہیں۔ لیکن اللہ پاک جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت اختیار کرنے والوں سے زیادہ واقف ہے اور اے تنوخی بھائی! میں نے اپنا ایک خط کسریٰ کے پاس بھیجا تھا اس نے اس کو پھاڑ ڈالا اللہ اس کے اور اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا، اور میں نے تمہارے بادشاہ کے پاس خط بھیجا اس نے صحیح سالم رہنے دیا، لوگ ہمیشہ اس سے رُعب محسوس کریں گے جب تک اس کی حیات مستعار میں خیر مقدر کی گئی ہے میں نے اپنے جی میں کہا یہ ان تین باتوں میں سے جس کی مجھے ہرقل نے تاکید کی تھی ایک ہے، میں نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور (یاد دہانی کے لئے) اپنی تلوار کی نیام پر لکھ لیا، پھر آپ نے وہ خط ایک ایسے آدمی کے حوالہ کیا جو آپ کے بائیں جانب تھا میں نے عرض کیا یہ کون ہیں جو خط پڑھیں گے لوگوں نے کہا یہ معاویہ ہیں (خط پڑھا گیا) اس میں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ایسی جنت کی طرف دعوت دے رہے ہیں جس کی وسعت آسمانوں اور زمین سے بھی زائد ہے جو پرہیزگاروں

کے لئے تیار کی گئی ہے تو جہنم کہاں ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ! رات کہاں چلی جاتی ہے جب دن آتا ہے۔ میں نے پھر تیر ترکش سے نکالا اور تلوار کی میان پر رکھ لیا، جب خط کا مضمون پورا ہوچکا آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم قاصد ہو، تمہارا کچھ حق ہے، اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم تم کو ضرور جائزہ دیتے۔ ہم لوگ اس وقت سفر میں ہیں اور زادِ راہ بالکل ختم ہوچکا ہے۔ تنوخی کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے ایک آدمی نے آواز دیکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس کو جائزہ دونگا، چنانچہ اس نے اپنا کجاوہ کھولا اور اس میں سے وہ کپڑوں کا ایک جوڑا نکال کر لائے جو صفوریہ کے نام سے مشہور تھا، اور اس کو میری گود میں رکھ دیا۔ میں نے پوچھا یہ جوڑا دینے والے کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کون مہمان ٹھہرائے گا؟ ایک انصاری جوان نے عرض کیا کہ میں یا رسول اللہ، چنانچہ وہ انصاری مجھ کو لیکر مجلس سے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور کہا اے تنوخی بھائی! پس میں آپ کی طرف جلدی سے لپکا اور اسی جگہ جاکر کھڑا ہوگیا جہاں پہلے آپؐ کے سامنے تھا۔ آپؐ نے اپنی پشت مبارک سے چادر اتاری اور فرمایا اس جگہ دیکھ جس چیز کا تجھے حکم دیا گیا تھا، میں نے آپؐ کی پشت پر نظر ڈالی، پس مجھے مُہرِ نبوت کری یعنی کاندھے اور پیٹھ کے درمیانی حصہ پر نظر پڑی جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابو سفیان نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ہرقل کا قاصد ہماری جماعت کو بلانے کے لئے آگیا اور یہ اس زمانہ کا قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کا مع ابوسفیان کے ایک عرصہ تک کے لئے معاہدہ ہوچکا تھا۔ (ابوسفیان کہتے ہیں) ہم لوگ ملک شام سے اس کے پاس ایلیا پہونچے، ہم سب کو اپنی مجلس میں بٹھایا۔ اس کے دربار میں بڑے بڑے اونچے سردار تھے، ان کو بھی جمع کیا اور ایک ترجمان کو بلاکر کہا تم لوگوں میں سے باعتبار نسب کے کون اس آدمی سے جو نبوت کا مدعی ہے زیادہ قریب ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں ان سب سے آپؐ کا زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو میرے قریب میں بٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے قریب میں بٹھا دو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہدو کہ میں اس ابوسفیان سے اس (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں سوال کرونگا پس اگر یہ مجھ سے غلط بیانی کرے تو تم فوراً اس کی تکذیب کرنا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں

---

[1] قال الهیثمی ج ۸ صفحہ ۲۳۶ رجال ابی یعلی ثقات و رجال عبد اللہ بن احمد کذلک۔ انتہی و اخرجہ ایضاً الامام احمد کما فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۱۵ وقال ہذا حدیث غریب و سندہ لا باس بہ تفرد بہ الامام احمد انتہی۔ و اخرجہ یعقوب بن سفیان کما فی البدایۃ ایضاً ج ۵ صفحہ ۱۶۔ [2] اخرجہ البخاری عن ابن عباس۔

جھوٹا مشہور ہو جاؤنگا تو آپؐ کے بارے میں ضرور جھوٹ بولتا ہرقل نے پہلا سوال یہ کیا کہ اس کا حسب نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ وہ بہت اونچے حسب نسب کے ہیں، اس نے سوال کیا کہ ان سے قبل کبھی کیا کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے پوچھا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے کہا نہیں اس نے دریافت کیا کیا شریف لوگوں نے اس کا اتباع کیا ہے یا کمزور لوگوں نے؟ میں نے کہا کمزور لوگوں نے۔ اس نے پوچھا ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟ میں نے کہا روز بروز اضافہ ہی ہے۔ اس نے پوچھا آیا کوئی ان میں سے دین سے کراہیت کر کے دین میں داخلہ کے بعد مرتد بھی ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے پوچھا کہ اس سے قبل کہ وہ دعویٰ نبوت کرے کیا تم لوگوں نے کبھی اس پر جھوٹ کی کوئی تہمت رکھی ہے؟ میں نے کہا ہرگز نہیں — ہرقل نے پوچھا وہ کبھی بدعہدی یا غداری بھی کرتے ہیں میں نے کہا کبھی نہیں۔ ہاں ہمارے اور ان کے درمیان ایک مدت تک کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اب مجھے کچھ علم نہیں کہ وہ اس درمیان میں کیا کرنے والے ہیں، ابوسفیان کہتے ہیں کہ میری مجال نہ ہوئی کہ اس کلمہ کے علاوہ کوئی اور تبدیلی کر سکتا، پھر ہرقل نے کہا کہ کبھی تمہاری اور ان کی جنگ بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے پھر پوچھا تمہاری اس کے ساتھ لڑائی کا کیا انجام ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان لڑائی کا حال ڈول[1] کی طرح ہے کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی ہم۔ اس نے پوچھا وہ تم لوگوں کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا اللہ کی عبادت کرنے کا اور اس کی وحدانیت کا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اور اس بات کا کہ آباؤ اجداد کے رسم و رواج ہم چھوڑ دیں ہم لوگوں کو نماز کا۔ سچائی کا، پاک دامنی کا اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اس کے بعد ہرقل نے ترجمان کو حکم دیا ان سے کہہ دو کہ میں نے تم لوگوں سے ان کے نسب کے بارے میں سوال کیا، تم نے دعویٰ کیا کہ وہ تم لوگوں میں عالی نسب ہیں، اسی طرح انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں مبعوث کئے جاتے ہیں، اور میں نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ آیا تم میں سے کسی نے اس کے قبل یہ دعویٰ نبوت کیا تھا تم نے بتایا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کسی ایک نے آپؐ سے قبل یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ آدمی اپنے سے پہلے کی اقتدا کر رہا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تم نے بتایا کہ کبھی نہیں پس اگر ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں خیال کر لیتا کہ یہ شخص اسی حیلہ سے اپنے آباؤ اجداد کے ملک کا طلبگار ہے اور میں نے تم سے دریافت کیا تھا کہ کیا تم لوگ ان کے دعویٰ نبوت سے قبل ان پر جھوٹ کا الزام رکھتے تھے؟ تو نے اقرار کیا کہ کبھی نہیں میں نے جان لیا کہ ایسا نہیں

---

[1] عرب میں قاعدہ ہے کہ دو ڈول رسی کے دونوں کناروں پر بندھے ہوتے ہیں ایک آدمی جب اپنے ڈول کو کنویں سے نکالتا ہے تو دوسرا کنویں میں ڈالتا ہے یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ہو سکتا کہ ایک شخص انسانوں کے آگے تو جھوٹ اور یاوہ گوئی سے پرہیز کرے اور خدا کے بارے میں کذب و افتراء سے کام لے اور یہ جو میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ ان کا اتباع غرباء کرتے ہیں یا معزز لوگ؟ تم نے کہا تھا کہ غرباء ہی ان کے پیرو ہیں، انبیاء علیہم السلام کے متبعین شروع میں غرباء اور کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے ان لوگوں کی تعداد کے کم و بیش ہونے میں پوچھا تھا تم نے یہ بیان دیا کہ ان کے پیرو دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں، ایمان کی یہی شان ہے یہاں تک کہ ایمان پھیل جاتا ہے اور دین مکمل ہو جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی خفا ہو کر ان کے دین سے پھر گئی ہے؟ تم نے اس کا بھی انکار کیا ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی حلاوت قلب کی گہرائی میں اتر جاتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی بھی کرتے ہیں؟ تم نے اس کا بھی اقرار کیا کہ نہیں کرتے انبیاء علیہم السلام عہد شکن نہیں ہوا کرتے اور میں نے دریافت کیا تھا تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ تم لوگوں کو اللہ کی عبادت کا اور اس بات کا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو حکم دیتے ہیں اور بت پرستی سے تم کو منع کرتے ہیں، نماز، سچائی اور پاکدامنی کا تم لوگوں کو امر فرماتے ہیں پس اگر یہ ساری باتیں جو تم نے کہیں سچ ہیں؟ تو سن لو کہ وہ اس جگہ کا بھی مالک ہو کر رہیگا جو میرے قدم کے نیچے ہے میں پہلے سے جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہونگے پس اگر مجھے آپ تک پہونچنے کی خلاصی مل جاتی تو میں آپ سے ملاقات کی ہر تکلیف گوارا کرتا اور اگر میں آپ کے پاس ہوتا تو آپ کے پیر دھو کر پیتا، اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا جس کو حضرت دحیہ کلبی لیکر حاکم بصریٰ کے پاس آئے تھے اور حاکم بصریٰ نے ہرقل تک پہونچایا تھا، خط میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ کی جانب سے ہے ہرقل قیصر روم کے نام جو روم کا بڑا ہے اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت اختیار کی، اما بعد! میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ تمام آفات سے محفوظ رہو گے۔ اور اللہ پاک تم کو دہرا اجر عطا فرمائیگا اور اگر تم نے اسلام سے روگردانی کی تو واضح رہے کہ تمہاری رعایا کی گمراہی کی ذمہ داری بھی تمہارے اوپر ہوگی۔ اور اے اہل کتاب ایسی بات مان لو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلمات میں سے ہے وہ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی پرستش مت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پس اگر لوگ یہ باتیں نہ مانیں تو آپ کہدیجئے کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہی ہیں'

ابو سفیان کہتے ہیں جب وہ اپنی گفتگو تمام کر چکا اور خط کا مضمون سنا کر فارغ ہو گیا اس کی

مجلس میں ایک شور و شغب برپا ہوگیا اس نے ہم لوگوں کو باہر نکل جانے کا حکم دیا' ــــ جب ہم باہر نکل آئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (حضور علیہ السلام) کا امر یہاں تک مستحکم ہوچکا ہے، کہ رومیوں کا بادشاہ بھی اس سے خائف ہے، اس کے بعد سے مجھے یقینِ کامل ہوگیا کہ وہ غالب آکر کے رہیں گے' یہاں تک کہ اللہ پاک نے مجھے بھی ایک دن اسلام کے شرف سے نوازا'

راوی کہتے ہیں کہ حاکم ایلیا ابن ناطور (جو شام کے نصرانیوں کا بڑا پادری ہے) بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) آیا ہوا تھا ایک دن بوقت صبح بڑا کبیدہ خاطر ہوکر اٹھا اس کے بعد پادریوں نے کہا کہ آج تو حضور والا کا چہرہ متغیر نظر آتا ہے ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل مدبر اور علم نجوم سے واقف تھا، ہرقل نے لوگوں سے دریافتِ مزاج پر کہا مجھے آج علم نجوم کے ذریعہ ایسے بادشاہ کا پتہ چلا جس کے یہاں ختنہ کا رواج ہے کہ وہ سارے عالم پر غالب آجائیگا تم لوگ یہ بتاؤ کہ لوگوں میں سے کس قوم میں ختنہ کا رواج ہے لوگوں نے کہا یہاں تو یہود کے علاوہ اور کسی میں ختنہ کا رواج نہیں اور ان کی طرف سے آپ کو کوئی خطرہ محسوس نہ ہونا چاہئے' آپ اپنی زیر علاقہ تمام قلمرو میں حکم نافذ کر دیجئے کہ جتنے یہود ہیں سب قتل کر دیئے جائیں ان لوگوں میں ابھی یہ گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ اتنے میں ہرقل کے پاس ملک غسان کا بھیجا ہوا ایک آدمی آگیا اس نے ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی' اس سے ساری خبر معلوم کر کے ہرقل نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی تحقیق کرو آیا یہ ختنہ شدہ ہے یا نہیں لوگوں نے تحقیق کرنے کے بعد ہرقل سے بتایا کہ یہ بھی ختنہ شدہ ہے پھر ہرقل نے اس سے اہل عرب کے متعلق دریافت کیا اس نے بتایا کہ تمام عرب میں ختنہ کا رواج ہے ہرقل نے کہا اسی قوم کا وہ بادشاہ ہے جو غالب آکر کے رہیگا اس کے بعد ہرقل نے بذریعہ خط اپنے رومیہ کے ایک ساتھی کو اطلاع دی جو اسی کی طرح علم نجوم کا ماہر تھا اس کے بعد حمص کے ارادہ سے چل دیا ابھی حمص پہونچا بھی نہ تھا کہ رومیہ سے جواب آگیا جس میں ہرقل کی رائے سے اس بات پر پورا اتفاق تھا کہ ایک نبی پیدا ہوگیا ہے ہرقل نے روم کے معزز لوگوں کو حمص کے ایک محل میں جمع کیا' اس کے بعد حکم دیا کہ اس کے دروازے بند کر دیئے جائیں چنانچہ دروازے بند کئے گئے' اس نے مجمع میں آکر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے روم کے معززین کیا تم لوگوں کی خواہش و رغبت ہدایت اور فلاح کی طرف ہے اور کیا تم اس امر کے خواہش مند ہو کہ تمہارے پاس تمہاری سلطنت باقی رہے اگر تم لوگوں کا یہ منشا ہے تو اس نبی کا اتباع کر لو' یہ سنکر سارا مجمع بدک کر چل دیا جس طرح بر کہ گورخر بھاگتا ہے' لیکن دروازے بند تھے جاتے کہاں؟ جب ہرقل کی آس ان لوگوں کی طرف سے ایمان لانے کے بارے میں ٹوٹ گئی اور ان کا ایمان سے نفرت کھانا آنکھوں سے دیکھ لیا حکم دیا اچھا ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ' اور ان لوگوں سے کہا کہ میں نے تم سے بھی جو بات کہی

یہ تو میں نے تم لوگوں کی آزمائش کی تھی کہ تم اپنے دین میں کتنے مضبوط ہو، سو مجھے یقین آگیا کہ تم اپنے دین میں بہت ثابت قدم ہو لوگ ہرقل سے راضی ہو کر اس کے آگے سجدہ ریز ہوئے ـــ یہ ہرقل کا آخری قصہ ہے[1]

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام کسریٰ شاہِ فارس

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے ہاتھ کسریٰ کی طرف گرامی نامہ روانہ فرمایا ان صحابیؓ کو یہ ہدایت فرمادی تھی کہ بحرین کے گورنر کو اسے دیدینا وہ کسریٰ تک پہونچادیگا، بحرین کے گورنر نے یہ خط کسریٰ تک پہونچا دیا کسریٰ نے خط پڑھنے کے بعد اس کے پرزے پرزے کر دیئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنکر حضرت ابن مسیبؒ کہتے ہیں ان پر آپؐ نے بددعا کی کہ اللہ پاک اسی طرح ان کے حصے بخرے کر دے۔ عبدالرحمٰن بن عبد القاریؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ممبر پر خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے اللہ کی حمد و ثنا کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور امابعد کہہ کر آپؐ نے بیان فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں کچھ لوگوں کو عجم کے بادشاہوں کی طرف بھیجوں مگر اس طرح اختلافات میں نہ پڑ جانا جس طرح پر کہ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مختلف الرائے ہو گئے تھے حضرات مہاجرین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کا کبھی بھی کسی شئے میں اختلاف نہ کریں گے آپ ہم لوگوں کو حکم دیجئے اور ہمیں بھیجئے آپ نے شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے پاس روانہ فرمایا (قاصد کی آمد کی اطلاع پاکر) کسریٰ نے اپنے محل کے سجائے جانے کا حکم دیا اس کے بعد تمام معززینِ فارس کو جمع کر کے حضرت شجاعؓ بن وہبؓ کو بلوایا جب یہ محل کے دروازے پر پہونچے تو کسریٰ نے دربانوں کو حکم دیا کہ ان سے خط لیں حضرت شجاع بن وہبؓ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا میں تو نامۂ گرامی تمہارے بادشاہ کے حوالہ کروں گا جس طرح پر کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کسریٰ نے کہا اچھا ان کو آنے دو، یہ قریب پہونچے اور کسریٰ نے ان سے خط لیا اس کے بعد حیرہ کے باشندے ایک منشی کو بلایا اس نے آپ کا نامۂ گرامی پڑھنا شروع کیا۔

---

[1] وقد رواه البخاري في مواضع كثيرة في صحيحه بألفاظ متقاربة [illegible] وأخرجه [illegible] وابن ماجه من طريق عن الزهري [illegible] عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس رضي الله عنهما كما في البداية (ج ٤ ص ٢٦٢) وأخرجه [illegible] ابن إسحاق عن الزهري بنحوه وذكر في البداية (ج ٤ ص ٢٦٦) وأخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة (ص [illegible]) من طريق الزهري بنحوه مطولاً والبيهقي [illegible] بهذا الإسناد نحوه مطولاً

[2] أخرجه البخاري من حديث الليث عن يونس عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس رضي الله عنهما.

"محمد بن عبداللہ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں کسریٰ شاہ فارس کی طرف" راوی کہتے ہیں اس بات سے اُسے بڑا طیش آیا جب اس نے خط میں سنا کہ نام نامی اس کے نام سے پہلے ہے چلّایا بگڑا اور خط کے پڑھنے سے پہلے ہی خط کے پُرزے پُرزے کر دیئے، اور حضرت شجاعؓ کی بابت اس نے حکم دیا یہ ایوان کسریٰ سے نکالے گئے، حضرت شجاعؓ نے یہ معاملہ دیکھا اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر چل دیئے اور کہا کہ خدا کی قسم مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دو طریقوں (اعزاز شاہی، عتاب شاہی) میں سے کون سے طریقے پر ہوں جبکہ میں نے حضورؐ کا نامۂ گرامی پہونچا دیا، راوی کا بیان ہے کہ جب کسریٰ کا غصہ ذرا ٹھنڈا پڑا حضرت شجاعؓ کی طلب میں ایک آدمی بھیجا کہ انہیں بلا لائے حضرت شجاعؓ تشریف لے جا چکے تھے، تلاش کے باوجود نہ ملے، ان کی طلب میں حیرہ تک آدمی بھیجا گیا یہ وہاں سے بھی گذر چکے تھے، جب حضرت شجاعؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا قصہ کہہ سنایا، اور نامۂ گرامی کا پُرزے پُرزے کرنا بھی عرض کیا آپؐ نے فرمایا کسریٰ نے تو اپنی حکومت ہی کے حصے بخرے کر دیئے[1]

ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا نامۂ گرامی کسریٰ کے پاس پہونچا[2] اور اس نے پڑھ کر پُرزے پُرزے کر دیا اور حاکم باذان کو جو اس کی طرف سے یمن کا گورنر تھا اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دو سنڈے مُسٹنڈے آدمیوں کو ملک حجاز بھیجدے جو اس آدمی (حضورؐ) کو پکڑ کر میرے پاس لے آئیں باذان نے اپنے میر منشی ابو نوہ کو کسریٰ کا خط دیا اور ایک آدمی ساتھ کر کے حضورؐ کے پاس بھیجا ابو نوہ بہت بڑے کاتب اور حساب داں تھے جو آدمی ان کے ہمراہ کیا گیا تھا اس کا نام جد جمیرہ تھا اس خط کے مضمون میں یہ تھا۔

"کہ آپ (علیہ السلام) ان دونوں آدمیوں کے ہمراہ کسریٰ کے پاس چلے جائیں" اس کے ساتھ ہی باذان نے اپنے میر منشی کو ہدایت کی تھی کہ اُن (حضورؐ) سے بات چیت کرنا اور ہر چیز بڑے غور سے دیکھنا اور ان سب باتوں کی اطلاع لیکر میرے پاس آنا یہ دونوں چل کر طائف ٹھہرے وہاں قریشی سوداگروں سے کچھ معلومات کی، معلوم ہوا کہ حضور نبی علیہ السلام مدینہ میں ہیں، اور یہ تاجر بہت خوش ہوئے، کہ اب تو کسریٰ آپ کے پیچھے پڑ گیا، اور آپس میں کہنے لگے کہ اب ہمیں اس آدمی سے لڑنے بھڑنے کی کیا ضرورت ہے، ساری کسر کسریٰ نکال دے گا، یہ دونوں وہاں سے چل کر مدینے پہونچے آپؐ سے ابو نوہ نے سلسلۂ گفتگو شروع کیا کسریٰ نے باذان کو لکھا تھا کہ آپ کے پاس کسی ایسے آدمی کو بھیجدے کہ جو آپ کو کسریٰ کے پاس لے جائے چنانچہ ہم دونوں کو باذان نے اسی غرض سے بھیجا ہے تاکہ آپ ہمارے ساتھ

---

[1] کذا فی البدایہ ج ۴ صفحہ ۲۶۹

[2] اخرج ابوسعید النیسابوری فی کتاب شرف المصطفیٰ من طریق ابن اسحاق عن الزہری عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن

تشریف لے چلیں۔ آپؐ نے فرمایا اب تو تم جاؤ کل صبح میرے پاس آنا۔ یہ دونوں آدمی اگلے روز صبح ہی صبح آپؐ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان دونوں کو خبر دی اللہ پاک نے کسریٰ کو قتل کرا دیا اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس کی سلطنت پر مقرر کر دیا، اور یہ قصہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو ہوا ہے۔ ان دونوں نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ہم باذان کو یہ بات لکھدیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور لکھو اور اُسے یہ بھی لکھدو کہ اگر تُو اسلام لے آئیگا تو جتنی سلطنت تیرے قبضہ میں ہے میں تجھے دیدونگا۔ اس کے بعد آپؐ نے جد جمیرہ کو ایک پیٹی جو آپؐ کو بطور ہدیہ کسی نے دی تھی جس میں سونا اور چاندی جڑا ہوا تھا عطا فرمائی۔ یہ دونوں آپؐ سے رخصت ہوکر باذان کے پاس پہونچے اور اُس سے سارا قصہ کہہ سنایا، باذان نے کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ کا کلام نہیں اور جو کچھ اُس نے کہا ہے ہم اس کی تحقیق کیئے لیتے ہیں ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ اس کے پاس شیرویہ کا خط آیا جس میں یہ مضمون تھا، میں نے کسریٰ کو اہل فارس کے انتقامی جذبہ میں قتل کر دیا اس لئے کہ کسریٰ شرفاءِ فارس کے قتل کو حلال کئے ہوئے تھا، تم میری اطاعت اور فرماں برداری مع ماتحتوں کے اختیار کرو اور اس آدمی (حضور علیہ السلام) کو جس کی گرفتاری کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا کسی اذیت کا ارادہ مت کرو، باذان نے یہ پڑھکر کہا بیشک وہ آدمی نبی اور اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں، اور اسلام لے آیا؟ اور اہلِ فارس کے جتنے لوگ یمن میں موجود تھے یہ بھی اسلام لے آئے [۱]

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کو نامۂ مبارک دیکر کسریٰ کے پاس بھیجا، آپؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی جب کسریٰ نے نامۂ مبارک پڑھا تو آپؐ کے خط کے پُرزے پُرزے کر دیئے اور یمن کے گورنر باذان کے پاس لکھدیا کہ اس کا قصہ پہلے آچکا ہے اس روایت میں اس طرح ہے وہ دونوں آدمی جن کو باذان نے روانہ کیا تھا مدینہ پہونچے اور بابویہ نے آپؐ سے بات چیت کی کہ شہنشاہ کسریٰ نے ملک باذان کی طرف لکھا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ اس کے پاس ایسے آدمی کو بھیجے جو آپ کو اس کے پاس لے جائے، بس اگر آپ خوشی خوشی چلنا پسند کریں تو میں تمہیں ایک پروانہ لکھ کر دیدوں جس سے تمہیں اس کے پاس پہونچ کر نفع ہوگا، اور اگر آپ چلنے سے انکار کرتے ہیں تو وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک اور آپ کے شہر کو برباد کر دے گا، حضورؐ نے ان دونوں سے فرمایا کل صبح تم دونوں میرے پاس آنا آگے وہی تفصیل ہے جو پہلی حدیث میں گذر چکی ہے [۲]

---

[۱] وہکذا حکاہ ابو نعیم الاصبہانی فی الدلائل عن ابن اسحق بلا اسناد لکن سماہ خرخسرہ وزاد فی تسمیۃ رفیقہ ابانوہ کذا فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۲۵۹ [۲] اخرجہ ایضا ابن ابی الدنیا فی دلائل النبوۃ من ابن اسحاق
[۳] نذکر نحوہ واخرج ابن ابی الدنیا عن سعید المقبری مختصراً جداً کذا فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۱۶۹

ابن جریرؒ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو کسریٰ بن ہرمز شاہِ فارس کے پاس اس مضمون کا خط دے کر روانہ کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"محمد رسول اللہ کی طرف سے فارس کے بڑے ———— کسریٰ کے نام

اس شخص پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی گواہی دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بلا شبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں تجھ کو اللہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں بیشک مجھے اللہ پاک نے تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں ہر زندہ کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور انکار کرنے والوں پر اللہ کا قول صادق آجائے سُعِّرَتْ جَهَنَّمُ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ[ع] پس اگر تو اسلام لے آئے محفوظ رہے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام آتش پرست قوم کے گناہ کی ذمہ داری تجھ پر ہوگی۔ راوی کہتے ہیں آپؐ کا خط مبارک اس نے پڑھا اور اس کے پرزے پرزے کر ڈالے غصہ میں آکر کہا میرا غلام ہو کر میرے پاس ایسی باتیں لکھتا ہے' اس کے بعد کسریٰ نے باذان کی طرف ایک پروانہ بھیجا جس کا مضمون وہی ہے جو پیچھے گذرا' اس میں آخری حصہ اس طرح پر ہے کہ باذان کے بھیجے ہوئے وہ دو آدمی آپ کے پاس آئے ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں دراز تھیں آپؐ نے ان دونوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا اور فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے کس نے تم دونوں کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا ہمارے رب نے (یعنی کسریٰ نے) آپؐ نے فرمایا لیکن میرے پروردگار نے مجھ کو ڈاڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کتروانے کا حکم دیا ہے[۱]

حضرت ابی بکرہ[۳] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام کسریٰ کے پاس پہونچا' اُس نے اپنے گورنر کو جو یمن اور اس کے آس پاس کی جو عرب آبادی ہے اس کا حاکم تھا جس کا نام باذان تھا لکھ بھیجا کہ مجھے یہ اطلاع پہونچی ہے کہ تمہارے اطراف میں ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس سے کہدو کہ اس بات سے رُک جائے ورنہ میں اُس کے

---

[۱] خرجہ ابن جریر من طریق بن اسحاق عن زید بن ابی حبیب [۲] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۶۹

[۳] اخرج طبرانی عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ [ع] سورہ عنکبوت ع ۷، ترجمہ۔ بیشک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو

پاس ایسا لشکر بھیجونگا جو اس کو یامع اس کی قوم کے قتل کر دے گا باذان کے ایلچی نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پیغام پہونچایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے اپنی طرف سے یہ سلسلہ اٹھایا ہوتا تو ابتہ رُک جاتا لیکن اللہ عزوجل نے مجھے اس کام پر لگایا ہے، وہ ایلچی آپؐ کے پاس مقیم ہو گیا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے کسریٰ کو مار ڈالا آج کے دن کے بعد اب کسی کا لقب کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی مارا گیا اور اس کے بعد کسی کا لقب قیصر نہ ہوگا راوی کہتے ہیں کہ اس نے آپؐ کا یہ قول اُسی وقت لکھ لیا مع مہینے اور تاریخ کے، اس کے بعد جب یہ باذان کی طرف لوٹا تو وہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ واقعی کسریٰ و قیصر دونوں ختم ہو چکے ہیں[1]

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نامۂ مبارک دیکر قیصر کے پاس بھیج دیا اس کے بعد پہلی حدیث کا مضمون ہے یہاں حدیث کے آخر میں اس طرح پر ہے جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے، دیکھا کہ یہاں کچھ قاصد ہیں جنہیں کسریٰ کے فرمان کے بموجب صنعاء یمن سے بھیجا گیا تھا کسریٰ نے انتہائی دھمکی اور غصہ کے ساتھ صنعاء کے حاکم کو لکھا تھا، تم اُس آدمی (حضورؐ) کا کام تمام کر دو جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے اور مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے اور یہ کہ اگر میں منظور نہ کروں تو جزیہ دو اور اگر میں جزیہ دینا بھی منظور نہ کروں تو وہ کہتا ہے کہ میں تم کو قتل کر دونگا اور ایسا ویسا کرونگا، حاکم صنعاء نے پچیس ۲۵ نفر (آدمی) اس سلسلہ میں آپؐ کے پاس بھیجے تھے جنھیں حضرت دحیہؓ نے آپؐ کی مجلس میں موجود پایا جب اس وفد کا امیر آپؐ کو پیغام سُنا چکا آپؐ نے پندرہ دن تک ان لوگوں سے کچھ نہ کہا جب پندرہ دن گذر گئے یہ لوگ آپؐ کے پاس آئے ان کو دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آؤ بھگت کی اور ان سے کہا تم اپنے حاکم سے جا کر کہدو کہ میرے پروردگار نے آج کی رات اس کے رب کو قتل کر دیا ہے چنانچہ یہ لوگ گئے اور اُسے ساری سرگذشت سے اطلاع دی ــــــ اُس نے کہا اُس رات کی تاریخ کو یاد رکھو اس کے بعد ان لوگوں سے پوچھا کہ مجھ سے بتاؤ کہ تم لوگوں نے اُسے کس طرح پایا ان لوگوں نے کہا ہم نے کسی بادشاہ کو ایسا مبارک نہیں پایا وہ عام لوگوں کے ساتھ بلا کسی خوف وخطر کے چلتے پھرتے ہیں ان کا لباس معمولی سے معمولی ہے ڈر و پہرہ نہیں رکھتے لوگ ان کی آواز پر اپنی آواز بلند کرتے ہیں، حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں اسی رات خبر آگئی کہ کسریٰ ٹھیک اُسی رات میں مار دیا گیا جو رات آپؐ نے بیان کی تھی[2]

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۸۷ [illegible] ۔ [illegible]

[2] اخرج البزار عن دحیۃ الکلبی صفحہ ۱۰۴

[3] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۸۸ وفیہ [illegible] ضعیف ـــ انتہی

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس شاہِ اسکندریہ (مصر)

حضرت عبداللہ بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس نامۂ گرامی دیکر بھیجا یہ حضورؐ کا خط لے کر پہونچے مقوقس نے گرامی نامہ کو چوما اور حضرت حاطبؓ کا کرم کیا اور بہت اچھی طرح ان کو ٹھہرایا اور جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس کیا آپؐ کے لئے ان کے ہاتھ بطور ہدیہ ایک جوڑا کپڑا اور زین سمیت یک خچر اور دو باندیاں پیش خدمت کیں جن میں سے ایک آپؐ کے صاحبزدے ابراہیم کی ماں ہوئیں جن کا نام ماریہ رضی اللہ عنہا تھا اور دوسری باندی حضورؐ نے محمد بن قیس عبدی کو ھبہ کر دی [1]

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس نامۂ گرامی دیکر بھیجا، مقوقس نے مجھے اپنے محل میں اپنے پاس ٹھہرایا اس نے اپنے تمام پادریوں کو جمع کیا اور مجھے بلا کر کہا میں تم سے کچھ باتیں پوچھونگا، تم ذرا سمجھ کر جواب دینا میں نے کہا پوچھئے اس نے کہا تم اپنے حضرت سے مجھے مطلع کرو کیا وہ نبی نہیں ہیں؟ میں نے کہا وہ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا کہ جب وہ اس اونچے پائے کے تھے تو انہیں یہ کیا سوجھی کہ جب قوم نے انہیں وطن سے نکال باہر کر دیا قوم کے لئے بددعا کیوں نہ کی؟ میں نے کہا کیا حضرت عیسٰیؑ بن مریم کے بارے میں تم لوگ اللہ کے رسول ہونے کی شہادت نہیں دیتے ہو؟ اس نے کہا بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا جب قوم نے انہیں پکڑا اور ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہیں یہ کیا سوجھی کہ قوم پر بددُعا کیوں نہیں کی؟ کہ اللہ ان سب کو تباہ و برباد کر دیتا اور اُن کو اللہ نے آسمانِ دنیا پر اٹھا لیا حضرت حاطبؓ کہتے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ تم نہایت ہی دانا اور عقلمند ہو، اور دانا اور عقلمند کے پاس سے آئے ہو یہ ہدیے میں تمہارے ساتھ بھیج رہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور تمہارے ساتھ پہرے دار بھیجدونگا، جو تمہاری وہیں تک پہرہ داری کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین باندیاں جن میں سے ایک ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ مبارکہ ہوئیں، اور ایک باندی آپؐ نے حسان بن ثابتؓ کو اور تیسری محمد بن قیس عبدی کو) ہبہ کر دی اور کئی ایک نایاب چیزیں اپنے یہاں کی چیزوں میں سے آپؐ کی خدمت میں بھیجیں [3]

---

[1] بیہقی [2] اخرج البیہقی

[3] کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۷۲ واخرج حدیث حاطب ایضا ابن شاہین کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۰

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام اہلِ نجران

حضرت یونسؓ جو شروع میں نصرانی تھے بعد میں سلام لے آئے فرماتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کو سورۂ طٰسٓ اترنے سے قبل ہی نامۂ گرامی اس مضمون کا ارسال فرمایا:۔

"حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسحٰقؑ وحضرت یعقوب علیہم السلام کے پروردگار کے نام سے شروع کرتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جو اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں، نجران کے پادری اور تمام ساکنین نجران کے نام، تم لوگ صلح پسند ہو میں تمہارے سامنے حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسحاقؑ و حضرت یعقوبؑ کے خدا کی تعریف کرتا ہوں، امابعد، میں تم لوگوں کو بندوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی دوستی سے ہٹا کر اللہ کی دوستی کی دعوت دیتا ہوں اگر تم اس بات سے انکار کرو تو جزیہ دو اور اگر تم اس سے بھی انکار کرتے ہو تو میں نے تم کو لڑائی کا چیلنج دیا ہے۔ والسلام"

جب پادری کے پاس مکتوب گرامی پہونچا اور اس نے پڑھا اس پر انتہائی ہیبت طاری ہوئی اور بہت زیادہ گھبر گیا اور شرجیل بن وداعہ نامی جو نجران کا باشندہ تھا اس کو آدمی بھیج کر بلوایا یہ شرجیل ہمدان کا رہنے والا تھا اور جب کوئی مشکل کام آپڑتا تو نجران کے لوگ کسی سردار کسی بہادر کسی بڑے آدمی کے بجائے پہلے اس کی طرف مراجعت کرتے پادری نے آپ کا نامۂ گرامی شرجیل کو دیا شرجیل نے اس کو پڑھا پادری نے شرجیل کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے ابو مریم تمہاری کیا رائے ہے شرجیل نے کہا تمہیں خود بھی معلوم ہے جو کچھ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت میں نبی بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے پس کیا عجب ہے یہ وہی شخص ہوں، میں امرِ نبوت میں کوئی رائے نہیں دے سکتا، ہاں اگر دنیا کے کاروبار میں مجھ سے رائے لی جاتی تو میں البتہ اپنا مشورہ پیش کرتا اور تیرے نفع کی انتہائی کوشش کرتا، پادری نے شرجیل سے کہا ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ چنانچہ شرجیل ایک کنارے بیٹھ گئے اس کے بعد پادری نے اہل نجران میں سے ایک اور آدمی کو بلوایا جس کو عبداللہ بن شرجیل کہا جاتا تھا وہ قبیلۂ حمیر کی شاخ ذی اصبح سے تھا اسے نامۂ گرامی پڑھ کر سنایا اور اس سے بھی مشورہ لیا اس نے بھی شرجیل جیسا جواب دیا پادری نے اس سے بھی کہا ایک کنارے بیٹھ جاؤ یہ بھی ایک کنارے بیٹھ گیا پادری نے اب ایک اور نجرانی کو آدمی بھیج کر بلوایا جس کا نام جبار بن فیض تھا بنی حارث بن کعب کی اولاد میں خاندان حماس سے تھا اسے بھی نامۂ گرامی پڑھ کر سنایا اور اس بارے میں رائے طلب کی اس نے بھی شرجیل اور عبداللہ جیسا جواب دیا پادری نے اسے بھی حکم دیا کہ ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ یہ بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا جب ان سب کی رائے

ے اخرجہ البیہقی عن یونس بن بکیر عن سلمۃ بن عبد یسوع عن ابیہ عن جدہ

متفق ہوگئی اب پادری نے ناقوس بجانے کا حکم دیدیا ناقوس بجایا گیا، آگ روشن کی گئی، اور گرجاؤں میں ٹاٹ کے جھنڈے بلند کئے گئے اور ان لوگوں کو دن میں جب کوئی گھبراہٹ پیش آتی اسی طرح کیا کرتے تھے اور جب رات میں گھبراہٹ ہوتی تو صرف ناقوس بجایا جاتا اور گرجاؤں میں آگ روشن کی جاتی چنانچہ جب ناقوس بجایا گیا، اور جھنڈے بلند کئے گئے بلند و پست وادی کے اہل دیہات سب جمع ہوگئے، اس وادی کی لمبائی تیز رفتار سوار کے لئے پورے دن کی مسافت تھی اس ساری وادی میں تہتر گاؤں اور ایک لاکھ بیس ہزار جنگجو سپاہی تھے پادری نے ان سب کو آپ کا گرامی نامہ پڑھکر سنایا اور ان سے رائے طلب کی جوان میں سے صاحب رائے لوگ تھے ان سب نے باتفاق یہ طے کیا کہ شرحبیل ہمدانی اور عبداللہ اصبحی اور جبار بن فیض حارثی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جائے یہ تینوں آکر حضورؐ کے متعلق پوری باتوں سے آگاہ کریں چنانچہ یہ وفد چل دیا مدینہ کے قریب پہونچ کر انہوں نے ــــــ اپنے سفر کے کپڑے اتار اور اپنے مزین جوڑے جو ریشمی تھے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنیں اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو سلام کیا آپ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا، یہ لوگ صبح سے شام تک آپ سے بات کرنے کے منتظر رہے مگر آپ نے کوئی بات نہیں کی، اس لئے کہ ان پر ریشمی جوڑے اور سونے کی انگوٹھیاں موجود تھیں آخر کار یہ تینوں حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی تلاش میں وہاں سے اٹھکر چل دیئے ان لوگوں کی ان دونوں حضرات سے کچھ پہلے سے شناسائی تھی یہ دونوں حضرات مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے وہاں پہونچکر ملاقات ہوئی ان دونوں حضرات کو مخاطب کرکے کہا تمہارے نبی نے ہم لوگوں کی طرف ایک خط بھیجا تھا ہم اس کے جواب کے لئے حاضر ہوئے جب ہم آپ کے پاس پہونچے ہم نے آپ کو سلام کیا آپ نے ہمارے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا، اور ہم نے سارے دن آپ سے گفتگو کرنے کا انتظار کیا لیکن ہمیں آپ سے ہم کلامی کا موقع نہ ملا، اب تم دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ آیا ہم لوگ واپس چلے جائیں؟ ان دونوں حضرات نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہا وہ بھی اس مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اے ابوالحسن آپ کی ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے یہ ریشمی جوڑے اور سونے کی انگوٹھیاں اتار دیں اور وہی لباس سفر پہن کر آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا قسم اُس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے لئے مبعوث فرمایا کہ جب یہ لوگ پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تھے تو ابلیس لعین ان کے ساتھ تھا اس کے بعد آپ نے ان لوگوں سے گفت و شنید کی یہ لوگ سوال کرتے رہے، حضورؐ جواب دیتے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ سے

دریافت کیا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں، ہم لوگ نصرانی ہیں ہمیں خوشی ہوگی کہ ہم اپنی قوم کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے کچھ سن کر جائیں اس لئے کہ آپ تو نبی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ نبی کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں، تم لوگ ٹھہر جاؤ تو میں بتاؤنگا کہ میرا رب حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا بتاتا ہے، اگلے دن صبح ہوئی تو اللہ پاک نے یہ آیۃ آپ پر نازل فرمائی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ سے الْکٰذِبِیْنَ ○ تک (آل عمران ۶-٤) ترجمہ:- اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے ان کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان سے کہا کہ ہو جاؤ پس وہ ہو گئے، یہ حق بات آپ کے رب کی جانب سے ہے آپ شک وشبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں جو شخص آپ سے عیسیٰؑ کے بارے میں حجت بازی کرے اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا اس سے آپ مباہلہ کیجئے،

ان لوگوں نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ اگلے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصباح مباہلہ کے لئے تشریف لائے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپ کی پیٹھ پیچھے چل رہی تھیں اور آپ کے اس وقت کئی بیویاں تھیں شرحبیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا تم دونوں پر خوب واضح ہے کہ اہل وادی بغیر رائے اور مشورے کے واپس نہیں گئے تھے اور میں خدا کی قسم اب بہت مشکل اور کٹھن بات دیکھ رہا ہوں خدا کی قسم اگر واقعتاً یہ شخص پیغمبر ہوا تو ہم لوگ ہی تمام عرب میں سے وہ پہلی جماعت ہوں گے جو آپ کی نظر میں خار کی طرح کھٹکیں گے اگر ہم نے آپ کے امر کو رد کر دیا تو ہمارا خیال آپ کے سینے سے اور آپ کے صحابہ کے سینے سے کبھی نہ نکلے گا، جب تک ہم پر آفتیں نازل نہ کرلیں گے۔ اور ہم تمام عرب سے آپ کے پڑوس اور قریب میں ہیں، اور اگر ہم مباہلہ کرتے ہیں تو روئے زمین پر ہمارا بال اور ناخن تک نہ بچے گا مگر ہم ہلاک ہو جائیں گے ان کے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو مریم پھر کیا رائے ہے شرحبیل نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ میں آپ سے کچھ بات چیت کروں نیز گمان قوی ہے کہ آپ کبھی حد سے زائد بات کا حکم نہیں دیتے ان دونوں نے کہا اچھا تمہیں اس بات کا اختیار ہے راوی کہتے ہیں کہ شرحبیل آپ سے ملے اور آپ سے عرض کیا میری سمجھ میں مباہلہ سے بہتر ایک بات آئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ شرحبیل نے کہا آج شام تک بلکہ کل صبح تک آپ ہم لوگوں کے بارے میں غور وفکر کے ساتھ جو فیصلہ نافذ فرمائیں گے وہ ہمیں منظور ہے آپ نے فرمایا بہت ممکن ہے کہ تمہارے وطن کے لوگ اس کی مخالفت کریں شرحبیل نے کہا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے دریافت کر لیجئے، ان دونوں نے کہا ہماری وادی کا کوئی متنفس ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا اور کوئی بغیر ان کے مشورہ کوئی کام نہیں کرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مباہلہ

نہیں کیا اور واپس تشریف لے آئے، اگلے دن جب یہ تینوں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے یہ مکتوبِ گرامی لکھ کر ان کے حوالہ کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"یہ وہ معاہدہ ہے جس کو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ کے رسول ہیں اہل نجران کے لیئے لکھا ہے اگرچہ اہل نجران کے تمام پھل اور تمام سونے چاندی اور تمام پیداوار اور تمام غلاموں پر رسول اللہ کا حکم قابل نفوذ ہو چکا تھا لیکن ان پر فضل اور احسان کیا اور ان سب کو ان کے لئے چھوڑ کر ان پر دو ہزار حُلّے مقرر کئے ہر ماہ رجب میں ایک ہزار حُلّے (تھان) دینے ہوں گے اور ہر صفر میں ایک ہزار حُلّے آگے باقی شرائط بیہقی میں مذکور ہیں۔ لے بعض روایات میں ہے کہ اس معاہدے پر ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک بن عوف قبیلہ بنی نصر میں سے، اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ گواہ بنے، آپ نے یہ معاہدہ لکھوایا جب یہ عہد نامہ لکھا جا چکا فوراً اس کو لیکر یہ لوگ نجران واپس چلے گئے، جب پادری کے پاس پہونچے تو اس کے پاس اس کا ماں جایا چچیرا بھائی بیٹھا ہوا تھا جس کی کنیت ابو علقمہ ہے نام بشر بن معاویہ ہے، اس وفد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچہ پادری کے حوالہ کیا یہ اور اس کا بھائی کہیں جا رہے تھے چلتے چلتے پرچہ پڑھنے لگا اس وقت اتفاق سے بشر کی اونٹنی ٹھوکر کھا کر گر گئی بشر نے اونٹنی کو برا بھلا کہا گو اس کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ تھا مگر پادری کو یہی گمان ہوا اور اس نے کہا کہ تو نے اشارۃً نبی مرسل کے ساتھ گستاخی کی ہے بشر نے کہا بیشک خدا کی قسم میں اس بے ادبی کے جرم سے اس وقت تک عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور کاٹھی نہیں کھولونگا جبتک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں اور وہیں سے اپنی اونٹنی کی نکیل مدینہ کی طرف پھیر دی، پادری نے بھی اپنی اونٹنی کی نکیل ان کی طرف موڑی اور کہا ذرا میری بات تو سمجھ لو میں نے جو تم سے یہ بات کہی تھی اسی لئے کہی تھی تاکہ تمام عرب کو میری طرف سے یہ بات معلوم ہو جائے مجھے یہ ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ عرب خیال کریں کہ ہم نے آپؐ سے اپنا کچھ حق منوایا ہے یا کوئی معاہدہ کر لیا ہے یا ہم نے اظہار عاجزی اس طرح پر کی کہ تمام عرب نے بھی نہیں کی، اس وجہ سے کہ ہم دولت اور کثرت میں ان سے کم ہیں؟ یعنی اس کہنے سے میرا مقصد فقط عرب کی دلجوئی کے سوا اور کچھ نہ تھا، بشر نے کہا نہیں نہیں خدا کی قسم جو بات تم اب کہہ رہے ہو اسے میں نہ مانونگا۔ اس کے بعد بشر نے اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دی اور پادری کو اپنے پسِ پشت

لے کذا فی تفسیر ابن کثیر ۱/ صفحہ ۳۶۹ وزاد فی البدایہ ج ۵ صفحہ ۵۵ بعد قولہ۔ وذکر تمام الشروط

چھوڑ گئے، اور رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے،

الیک تغدو اقلقا وضینھا معترضا فی بطنھا جنینھا
مخالفا دین النصاریٰ دینھا

ترجمہ: (اونٹنی) آپ ہی کی طرف چل رہی ہے اس حال میں کہ ـــــ اس کا تنگ متحرک ہے اپنے پیٹ کے حمل کی بھی پرواہ نہیں ہے اُس کا دین اب نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے

اسی حالت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے اور اسلام لے آئے، اور آخر تک حضورؐ کے ساتھ رہے اس کے بعد درجۂ شہادت پایا، راوی کہتے ہیں کہ نجران کا وفد ابی شمر زبیدی راہب کے پاس پہونچا جو اپنے گرجا کے بالاخانہ پر تھا اُس کو اس بات کی خبر دی کہ تہامہ میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں اور جو کچھ قصہ گذرا تھا وہ سب کہہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ آپؐ نے ہم لوگوں پر مباہلہ پیش کیا تھا ہم لوگوں نے انکار کر دیا اور بشر بن معاویہ بھی وہاں پہونچ گئے ہیں اور اسلام لے آئے ہیں راہب نے کہا مجھے فوراً اس گرجا پر سے اتارو ورنہ میں کود پڑونگا، انتظار کی گنجائش نہیں لوگوں نے اسے نیچے اتارا اس نے کچھ ہدیہ اور سوغات لی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیا ان تحفوں میں وہ چادر بھی تھی جس کو خلفائے راشدین اوڑھا کرتے تھے اور ایک عصا اور پیالہ بھی تھا اس راہب کا ایک عرصہ تک آپؐ کے پاس قیام رہا جب وحی نازل ہوا کرتی تو یہ بڑے غور سے سنتا مگر اس کی قسمت میں اسلام لانا نہ تھا یہ جلد واپس آنے کا وعدہ کر کے اپنی قوم کی طرف چلا گیا قسمت میں اس کی واپسی بھی نہ تھی ادھر حضورؐ کی وفات ہو گئی، ابو الحارث پادری بھی اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں اور علماء کو اور کچھ لوگوں کو اپنے ہمراہ لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرصہ تک ٹھہرا رہا جو وحی آپؐ پر نازل ہوتی یہ لوگ اس کو بڑے غور سے سنتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پادری اور نجران کے دیگر پادریوں کے لئے جو یہاں نہیں آئے تھے ایک تحریر لکھ کر دی جس کا مضمونِ عالی یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابو الحارث پادری، و دیگر پادریوں و راہبوں اور کاہنوں کو اور ہر وہ چیز جو ان کے قبضہ میں ہے تھوڑی یا بہت اللہ اور اس کے رسول کی پناہ دی گئی کسی پادری اور کسی راہب اور کسی کاہن کو ان کے منصب سے نہ ہٹایا جائیگا اور ان کے حقوق اور ان کے اندر کی کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہ کی جائیگی ان کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کی پناہ اس وقت تک جبتک کہ یہ نیچے اور صالح طرز پر رہیں گے نہ تو کسی کے ساتھ ظلم کریں اور نہ ظالم کا ساتھ دیں، یہ تحریر آپؐ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے لکھوائی ۔[۱]

---

[۱] فی البدایہ ج ۵ صفحہ ۵۵

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام بکر بن وائل

مرثد بن ظبیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ گرامی پہونچا ہمیں کوئی ایسا پڑھنے والا نہ ملا جسے پڑھ کر ہم لوگوں کو سناتا، بالآخر قبیلہ ضبیعہ کے ایک آدمی سے پڑھوایا، حضورؐ کا یہ گرامی نامہ بکر بن وائل کے نام تھا، آپ نے تحریر فرمایا تھا:۔

"تم لوگ اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے" [1]

مکتوبِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم بنام بنی جذامہ

عمیر[2] جذامی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رفاعہ جذامی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کو بھی گرامی نامہ تحریر فرما کر دیا:۔

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے، میں ان کو ان کی قوم کے پاس اور جو لوگ بھی ان میں داخل ہیں ان کے پاس بھیج رہا ہوں، تاکہ یہ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائیں جو لوگ ایمان لے آئیں گے وہ اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں شمار ہوں گے اور جو انکار کرے گا اس کے لئے صرف دو ماہ کی مہلت ہے" جب یہ اپنی قوم کے پاس آئے لوگوں نے ان کا کہا مان لیا[3]

قصص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

واقعاتِ اخلاق واعمال کہ آپؐ نے کس طرح لوگوں کے قلوب کو ہدایت کی طرف موڑ لیا

یہودی عالم حضرت زید بن سعنہؓ کا قبولِ اسلام

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ پاک نے زید بن سعنہ کو ہدایت دینی چاہی تو خود حضرت زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ علاماتِ نبوت میں سے سوائے دو علامتوں کے ساری علامتیں میں نے حضورؐ کا چہرۂ مبارک دیکھتے ہی جان لیں اور وہ دو علامتیں یہ ہیں کہ آپ میں بردباری

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۵ رجالہ رجال الصحیح انتہی واخرجہ ایضا البزار وابو یعلی والطبرانی فی الصغیر عن انس بمعناہ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۶ رجال احدی روایتین رجال الصحیح۔ [2] اخرجہ الطبرانی عن عمیر بن معبد الجذامی عن ابیہ

[3] ذکر حدیث ... الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۰۸ ... منقطعا ... عن ابن اسحاق وفی المتصل جماعۃ لم اعرفہم واسناد حمالی بن اسحاق ... المغازی من طریق ابن اسحاق من روایۃ عمیر بن معبد ... فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۴۴۴

غالب ہوگی۔ اور کسی کا جہالت میں زیادتی کرنا آپ کی بردباری کو اور زیادہ کرے گا حضرت زیدؓ کہتے
ہیں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج کے حجروں کی طرف سے تشریف لا رہے تھے آپ کی ہمراہی
میں حضرت علیؓ بھی تھے ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا جو بظاہر بدوی معلوم ہوتا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ
میری جماعت قریۂ بنی فلاں میں اسلام لا چکی ہے اور میں ان سے یہ بیان کیا کرتا تھا کہ اگر تم لوگ اسلام
لے آؤ گے تو تم پر رزق کی بڑی وسعت ہو جائے گی اب وہاں قحط سالی ہے بارش قطعاً نہیں ہے یا رسول اللہ
مجھے خطرہ اس بات کا ہے کہ وہ ادنیٰ لالچ پر اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے جس طرح پر کہ وہ لالچ ہی کی
وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی طرف کچھ بھیج دیجئے تاکہ ان کی اعانت
ہو آپ نے آپ کے پہلو میں جو آدمی تھا اس کی طرف دیکھا کہ غالباً وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انھوں
نے آپ کی اس نظر کو سمجھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُس مال میں سے تو کچھ بھی نہیں باقی رہا حضرت زیدؓ فرماتے
ہیں میں نے آپ کے قریب جا کر عرض کیا اگر آپ چاہیں تو اپنے فلاں کھجوروں کے باغ کی مجھ سے بیع کریں اور
اس کی میعاد مقرر فرما دیں آپ نے فرمایا کسی باغ کو معین مت کرو میں نے کہا بہت اچھا جس طرح آپ مناسب
سمجھیں بیع کریں میں نے اپنی ہمیانی کھولی اور اسّی مثقال سونا ان کھجوروں کا ادا کیا آپ نے وہ سارے
کا سارا اس آدمی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ اس کے ذریعہ اس کی امداد کرو اور انصاف کے ساتھ ان میں تقسیم
کر دے حضرت زیدؓ کہتے ہیں میعاد سے دو یا تین روز قبل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر و
عمر و عثمان رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہؓ کے ساتھ باہر تشریف لائے اور ایک جنازہ کی آپ نے نماز پڑھائی پھر ایک دیوار کے قریب تشریف
لے گئے کہ اس کے سہارے آرام فرمائیں میں آپ کے پاس آیا آپ کی قمیص اور چادر کو اچھی طرح سے میں نے پکڑا اور منہ بگاڑ کر میں نے
آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے محمد! آپ میرا حق کیوں نہیں ادا کرتے میں خدا کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے سارے بنی عبدالمطلب
قرض کے بارے میں ٹال مٹول کرتے ہیں مجھے تم لوگوں کی اس دھاندلے بازی کا پہلے سے علم تھا اتنے میں میری
نظر حضرت عمرؓ پر پڑی ان کی دونوں آنکھیں گول آسمان کی طرح مارے غصہ کے چکر کھا رہی تھیں انھوں
نے مجھ کو گھور کر دیکھا اور کہا اے دشمن خدا! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یہ کلمات کہہ رہا ہے
جو میں سن رہا ہوں میں تیری یہ حرکت ساری دیکھ رہا ہوں اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں
میری جان ہے اگر آپ کی مجلس کا لحاظ نہ ہوتا تو اسی وقت تیری گردن تلوار سے جیسی اڑا دیتا حضور
نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ میری طرف دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا اس کی ضرورت
نہ تھی ضرورت اس امر کی تھی کہ تم مجھے قرض کی اچھی طرح ادائیگی کی تلقین کرتے اور اس سے اچھی طرح
مطالبہ کرنے کو کہتے۔ اے عمر! اب ان کو لے جاؤ اور ان کا حق ادا کر دو اور بیس صاع کھجوریں ان کو اور زیادہ دینا
اس لئے کہ تم نے ان کو ڈرایا دھمکایا ہے۔ چنانچہ مجھ کو حضرت عمرؓ لے گئے میرا پورا حق مع بیس صاع کی زیادتی

کے ادا کیا میں نے پوچھا اے عمر! یہ زیادتی کیسی ہے حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں نے جو تم کو ڈرایا دھمکایا ہے اس کے عوض میں یہ زیادتی دوں، میں نے کہا اے عمر! کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو کہا نہیں، میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں حضرت عمرؓ نے کہا یہودیوں کا وہ بڑا عالم! میں نے کہا جی ہاں، حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آخر تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا میں نے کہا کہ علاماتِ نبوت جو میں نے گذشتہ کتابوں میں پڑھی ہیں ان میں سے کوئی ایسی نہ تھی جس کو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے نہ پہچان لیا ہو، مگر دو علامتیں معلوم نہ ہو سکیں ایک تو یہ کہ آپؐ کی بُردباری غالب ہوگی، دوسرے یہ کہ جس قدر آپؐ کے ساتھ جہالت برتی جائے گی آپؐ کی بُردباری بڑھتی ہی چلی جائے گی اب میں نے ان دونوں باتوں کو بھی آزما لیا اے عمر! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں بیشک اللہ کے رب ہونے پر اور دینِ اسلام پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں و نیز تم گواہ رہو کہ میں اپنا نصف مال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نثار کرتا ہوں میرے پاس مال کی بڑی کثرت ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: بہتر ہے پوری امت کی بجائے بعض امت کہو کیونکہ حضورؐ کی امت کی تعداد احاطہ شمار سے باہر ہے میں نے کہا اچھا امت کے کچھ حصہ پر، پھر یہ دونوں حضرات آپ کی خدمت میں واپس آئے اور زید نے آتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور آپؐ سے بیعت کی اور بہت سے غزوات میں شریک رہے بالآخر غزوۂ تبوک میں جہاد کرتے ہوئے دشمن کے مقابل جامِ شہادت نوش کیا، اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے [1]

صلح حدیبیہ کا بیان

حضرت[2] مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ سے تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں کسی جگہ آپؐ نے فرمایا کہ خالد بن ولید، رابغ اور جحفہ کے درمیان مقام غمیم میں قریش کے سواروں کا ایک لشکر لئے ہوئے پڑے ہیں

---

[1] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۴۰ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات وروی بن ماجہ منہ طرفا انتہی وخرجہ ایضاً ابن حبان والحاکم وابوالشیخ فی کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۵۶۶ وقال رجال الاسناد موثقون وقد صرح الولید فیہ بالتحدیث ومدارہ علی محمد بن ابی السری الرازی لہ عنہ وثقہ ابن معین ولینہ ابوحاتم وقال ابن عدی محمد کثیر الغلط واللہ اعلم ووجدت لقصتہ شاہدا من وجہ آخر لکن لم یسم فیہ قال ابن سعد حدثنا یزید حدثنا جریر بن حازم حدثنی من سمع الزہری یحدث ان یہودیا قال ماکان بقی شیء من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی توراۃ الا رأیتہ الا الحلم فذکر القصۃ۔ انتہی، اخرجہ ابونعیم فی الدلائل صفحہ ۲۳ [2] اخرجہ البخاری عن المسور بن مخرمہ ومروان

لہٰذا تم لوگ دائیں جانب چلنا خدا کی قسم خالد کو پتہ بھی نہیں چلا اور یہ لوگ ان کے لشکر کے قریب سے گذر گئے، جب خالد کو پتہ چلا گھوڑا دوڑا کر قریش کو آپؐ کی آمد کی اطلاع دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے جب اُس گھاٹی پر پہونچے جہاں سے مکہ کی طرف راستہ جاتا ہے آپؐ کی اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا بیٹھ گئی لوگوں نے بہت حَل حَل کی (اونٹنی کو چلانے اور اٹھانے کے لئے یہ آواز دی جاتی ہے) وہ نہ اٹھی لوگوں نے کہا کہ قصویٰ ہٹ کر رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصویٰ ہٹ نہیں کر رہی ہے اس کی عادت میں ہٹ کرنا نہیں ہے اس کو اُسی ذات نے روک دیا ہے جس نے اصحابِ فیل کو روکا تھا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آج اہل مکہ کوئی معاہدہ کرنا چاہیں جس سے اللہ کے احکامات کی عظمت پر اثر نہ پڑتا ہو میں ان سے ضرور وہ معاہدہ کرونگا۔ یہ فرما کر آپؐ نے اونٹنی کو جھڑکا وہ اُسی وقت کود کر کھڑی ہو گئی آپؐ نے وہاں سے چل کر حدیبیہ کے آخری کنارہ پر پڑاؤ ڈالا وہاں کنوئیں میں پانی نہایت تھوڑا تھا جو چُلّو میں بھی بہ مشکل آتا تھا۔ ذرا سی دیر میں سارا پانی صحابہؓ نے سونت لیا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیاس کی شکایت کی، حضورؐ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر ان کو دیا کہ اس کو اس کنوئیں میں رکھدو، بس خدا کی قسم اس کے رکھتے ہی پانی جوش مارنے لگا اور سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اسی دوران میں بُدیل بن ورقہ خزاعی اپنے چند خزاعی برادران کے ساتھ آپہونچا۔ اور یہ لوگ تمام اہل مکہ میں آپؐ کے معتمد علیہ تھے، اس نے بطورِ خیر خواہی آپ سے عرض کیا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی کے لوگ پورے ساز و سامان سے لیس ہو کر حدیبیہ کے چشموں تک آپہونچے ہیں وہ اپنے ساتھ دودھال اونٹنیاں آڑے وقت پر کام میں لانے کے لئے لائے ہیں وہ آپ سے پورا جنگ کا ارادہ کئے ہوئے ہیں آپ کو بیت اللہ جانے سے ضرور مانع آئیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم لڑائی کے لئے نہیں آئے ہیں، ہمارا مقصد تو صرف عمرہ کرنا ہے، اور جنگ نے تو پہلے ہی سے قریش کو چنا چور اور ڈھیلا کر دیا ہے اور ان کو کافی نقصان پہونچ چکا ہے، اگر ان کا ارادہ ہو تو میں ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دوں اس کے ختم تک وہ میرے اور لوگوں کے درمیان مداخلت نہ کریں، اگر اللہ پاک مجھے غلبہ دیدے تب بھی انھیں اختیار ہوگا کہ وہ اور لوگوں کی طرح اگر چاہیں اس دین میں شامل ہو جائیں، ورا گر مجھے غلبہ نہ ہو تو ان کا مدعا حاصل ہے، اور اگر قریش اس بات پر راضی نہ ہوئے تو قسم اُس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے ——— کہ میں دین کے بارے میں ان سے ضرور لڑونگا خواہ مجھے یکہ و تنہا لڑنا پڑے، اور اللہ کا دین ضرور نافذ اور جاری ہو کر رہے گا، بُدیل نے کہا یہ جو کچھ آپ نے فرمایا میں قریش کو پہونچا دونگا، چنانچہ بُدیل نے قریش سے جا کر کہا کہ میں اُس آدمی (حضورؐ) کے پاس سے آ رہا ہوں ہم نے اس سے کچھ گفت و شنید کی ہے اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے بیان کریں، قوم کے جلد باز اور

بیوقوف لوگ بولتے ہیں ان کی کسی بات سننے کی ضرورت نہیں مگر سمجھدار لوگوں نے کہا سناؤ کہ اس بارے میں وہ کیا کہتے ہیں چنانچہ بُدیل نے ساری سرگذشت کہہ سنائی عُروہ بن مسعود نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم کیا تم میں سے ہر شخص میرے والد کے برابر نہیں لوگوں نے کہا کیوں نہیں ضرور ہیں! پھر عُروہ نے کہا کیا تم میں سے ہر شخص میری اولاد کے برابر نہیں، لوگوں نے کہا کیوں نہیں ضرور ہیں پھر عُروہ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی بات میں مجھ پر شک کرتے ہو لوگوں نے کہا نہیں عُروہ نے کہا کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری امداد کے لئے بلایا اور جب انھوں نے انکار کر دیا میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو اور جن لوگوں پر میرا اثر تھا ان کو تمہاری مدد کے لئے جمع کر دیا تھا، لوگوں نے کہا بیشک ہمیں یہ سب باتیں یاد ہیں، اس کے بعد عروہ نے کہا اُس (حضورؐ) نے تمہارے سامنے ایک بہترین تجویز پیش کی ہے تم لوگ اُسے مان لو اور مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جا کر گفت و شنید کروں لوگوں نے کہا ہاں تم ضرور جاؤ چنانچہ عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گفتگو کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بدیل سے فرمایا تھا وہی ان سے بھی کہا، عُروہ نے یہ سنکر کہا، اگر تم نے اپنی قوم کی بیخ کنی کر دی تو کیا آپ نے کسی عرب کے متعلق کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سے قبل اس نے بھی بیخ کنی کی ہے؟ اور اگر آپ اس کام میں پہل کرنے والے نہیں بلکہ دوسرے نمبر پر ہیں تو خدا کی قسم کہ مجھے یہ جو چند صورتیں نظر آرہی ہیں، اور یہ مختلف لوگوں کی ٹولیاں جو آپ کے پاس ہیں یہ اس قابل ہیں کہ بھاگ کھڑی ہونگی اور آپ کو تنہا چھوڑ جائیں گی یہ سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ——————— کہ تو اپنے معبود لات بت کی پیشاب گاہ چوس کیا ہم آپ کو چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے، عُروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر ہیں عُروہ نے کہا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اگر آپ کے احسانات قدیمی میرے اوپر نہ ہوتے جن کے حقوق سے میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تو اب میں ضرور تجھ کو جواب دیتا اور یہ کہہ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو میں مشغول ہو گیا دورانِ گفتگو میں حضورؐ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ لگاتا مغیرہ بن شعبہؓ آپ کے سرہانے خود پہنے ہوئے ہاتھ میں تلوار لئے کھڑے تھے جب کبھی عُروہ اپنا ہاتھ آپ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا حضرت مغیرہؓ اس کے ہاتھ کو تلوار کے پرتلہ سے ٹھوکا دیتے اور کہتے آپ کی داڑھی مبارک سے ہاتھ علیحدہ رکھ، عُروہ نے سر اٹھا کر پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہؓ بن شعبہ ہیں عُروہ نے کہا اے غدّار کیا تو اپنی غدّاری میں سعی کرنے سے باز نہیں آیا؟ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے ان کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا، اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہؓ کے اسلام لانے کو قبول فرمالیا تھا مگر اس مال کے بارے میں آپ نے نہایت صفائی سے کہدیا تھا کہ مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے (عُروہ کا اشارہ اسی واقعہ کی طرف تھا) اس کے بعد عُروہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی حیرت کے ساتھ دیکھنا شروع

کیا۔ عروہ کہتے ہیں خدا کی قسم کہ حضور جب بھی تھوکتے تو لعاب مبارک کو کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اس کو اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا، اور حضور علیہ السلام جب کسی کام کا حکم فرماتے فوراً اس کی تعمیل کے لئے صحابہؓ جھپٹتے، جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے اعضاء مبارک سے گرے ہوئے پانی کے لینے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے، جب آپ گفتگو فرماتے تو یہ لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی عظمت کا صحابہ کے دل میں یہ حال تھا کہ کوئی آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کے بعد عروہ نے اپنے ساتھیوں کی طرف واپس جا کر کہا خدا شاہد ہے کہ میں بادشاہوں کے یہاں بھی گیا ہوں قیصر و کسریٰ کے دربار اور نجاشی کی شان و شوکت بھی دیکھی ہے خدا کی قسم کسی خدام کو بھی کسی بادشاہ کی اتنی عزت کرتے میں نے آج تک نہیں دیکھا جتنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں خدا کی قسم اگر آپ کو بھی تھوکنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی صحابیؓ اس کو اپنے ہاتھوں پر لے لیتا ہے مزید براں یہ کہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے ادھر آپ نے کسی بات کا حکم کیا ادھر صحابہؓ اس کی بجا آوری کے لئے لپکے، جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے صحابہ غسالۂ وضو پر ٹوٹ پڑتے ہیں جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور آپ کی عظمت کا یہ حال ہے کہ کوئی صحابی آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ انہوں نے ایک تجویز پیش کی ہے جو انتہائی پسندیدہ اور قابلِ قبول ہے لہذا اس تجویز کو تم لوگ مان لو، یہ سن کر بنی کنانہ کا ایک آدمی بولا ذرا میں بھی ان کے پاس ہو کر آؤں، لوگوں نے کہا اچھا تم بھی ہو آؤ جب یہ بارگاہِ نبوی کے قریب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ فلاں شخص ہے اس کی قوم میں اونٹوں کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے لہذا اس کے استقبال میں کچھ اونٹ لیکر جاؤ چنانچہ صحابہؓ نے اسی طرح پر اس کا استقبال کیا، اس نے یہ بات دیکھ کر کہا سبحان اللہ یہ لوگ بیت اللہ سے رد کئے جانے کے قابل نہیں، جب یہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر گیا اس نے بیان کیا میں نے تو وہاں اونٹوں کے قلادہ پڑے ہوئے دیکھے، اور شعار بھی لگے ہوئے پائے میری رائے یہ ہے کہ انہیں بیت اللہ سے روکا نہ جائے، انہیں میں سے ایک اور آدمی اٹھا جس کو مکرز بن حفص کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں بھی ذرا جا کر دیکھوں لوگوں نے کہا تو بھی ہو آ۔ جب یہ آپ کی مجلس سے قریب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز آرہا ہے اور یہ نہایت بدکار شخص ہے مکرز نے آکر حضور سے گفتگو شروع کی دوران گفتگو ہی میں حضرت سہیل بن عمروؓ تشریف لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک فال لیتے ہوئے صحابہؓ سے فرمایا، انشاءاللہ اب تمہارے کام میں سہولت ہوگئی، چنانچہ سہیل آپہونچے اور انہوں نے کہا آیئے ہمارے اور اپنے درمیان ایک معاہدہ لکھوا دیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلا کر حکم دیا لکھو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

سہیل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے آپ باسمک اللہم لکھوائیے جیسے کہ آپ

پہلے لکھا کرتے تھے صحابہؓ بولے ہرگز نہیں ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں تم باسمک اللّٰھم ہی لکھ دو اس کے بعد آپؐ نے فرمایا لکھو "یہ وہ (معاہدہ) ہے جس پر محمدؐ اللہ کے رسول نے فیصلہ دیا ــــ سہیل نے کہا خدا کی قسم، اگر ہم لوگوں کو یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں آپ کو بیت اللہ سے روکنے کی اور آپ سے لڑنے کی کیا ضرورت تھی، آپ تو محمد بن عبد اللہ لکھوائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں اللہ کا رسول ہوں خواہ تم اسے نہ مانو، پھر کاتب کو آپؐ نے حکم دیا۔ اچھا یوں ہی لکھو محمد بن عبد اللہ، حضرت زہریؒ فرماتے ہیں یہ سب کچھ گوارا کر لیا اپنی اس بات کی لاج رکھنی تھی جو آپؐ نے اونٹنی کے بیٹھتے وقت فرمایا تھا کہ آج مجھ سے کوئی ایسا مطالبہ جس میں اللہ کے حرمات کی تعظیم کی گئی ہو نہ کریں گے مگر میں منظور کرونگا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معاہدہ کی ایک دفعہ یہ ہے) ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالی جائے تاکہ ہم بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہو لیں سہیل نے کہا کہ ہم اسے ماننے کو تیار نہیں اس لئے کہ تمام عرب میں اس بات کا چرچا ہو جائیگا کہ ہم آپ کے دباؤ میں آگئے اور ہم نے کمزوری محسوس کی، یہ طواف تو آپ اگلے سال کریں گے، چنانچہ یہ بھی لکھا گیا، سہیل نے کہا (معاہدہ کی) دوسری دفعہ یہ ہے کہ ہمارا جو آدمی بھی آپ کے پاس پہونچے اگرچہ وہ آپ کا دین اختیار کر چکا ہو اسے آپ کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا اس پر سارے مسلمان بول پڑے سبحان اللہ جو مسلمان ہو کر آئے وہ مشرکین کی طرف کیسے لوٹایا جائے؟ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بیروں کی بیڑی کھینچتے ہوئے آگئے اور یہ مکہ کے نیچے کی جانب سے جہاں قید تھے کسی طرح سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے مجمع میں داخل ہو گئے، انہیں دیکھ کر سہیل نے کہا یہ اس معاہدہ کی شرط اولین میں ہے جو ابھی آپ سے ہو رہا ہے آپ اس کو ہمیں واپس دیجئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی معاہدہ ہوا کہاں ہے؟ ابھی تو زیر تکمیل ہے سہیل نے قسم کھا کر کہا پھر تو ہماری آپ سے صلح کبھی نہیں ہو سکتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو تو تم میرے ہی لئے چھوڑ دو سہیل نے کہا کہ میں اس کے لئے ہرگز تیار نہیں، آپؐ نے فرمایا نہیں تم ایسا نہ کرو انہیں میرے ہی لئے رہنے دو کہا میں کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا، بیچ میں مکرز بول پڑا ہم نے آپ کو اسے دیا، ابو جندل نے کہا، اے مسلمانوں کی جماعت میں تو تمہارے پاس مسلمان ہو کر آیا ہوں تم مجھے مشرکین کی طرف لوٹانا چاہتے ہو؟ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ مجھے کن مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور واقعی انہیں اللہ کے بارے میں نہایت سخت تکلیفیں دی گئی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیا یہ بات حق نہیں ہے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک حق ہے میں نے عرض کیا، کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم ٹھیک کہتے ہو (کہ ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر ہے)

میں نے کہا کہ ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں آپؐ نے فرمایا کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے میں نے کہا کیا آپؐ ہم سے یہ بیان نہیں کیا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر میں نے اسی سال کی قید تو نہیں لگائی تھی میں نے کہا جی نہیں آپؐ نے فرمایا تم ضرور بیت اللہ جا کر طواف کرو گے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ کیا یہ بات حق نہیں کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا بیشک آپؐ اللہ کے نبی ہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے حضرت ابوبکرؓ نے کہا بیشک تم ٹھیک کہتے ہو کہ ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر ہے میں نے کہا پھر ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں حضرت ابوبکرؓ نے کہا بھلے آدمی سن بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ آپؐ کا معاون اور مددگار ہے تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامے رہو خدا کی قسم آپؐ حق پر ہیں میں نے کہا کہ حضورؐ تو ہم لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے حضرت ابوبکرؓ نے کہا یہ بات آپؐ نے یقیناً کہی تھی مگر یہ نہیں فرمایا تھا کہ اسی سال جائیں گے حضرت عمرؓ نے کہا جی ہاں اس سال کے لئے تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم ضرور مکہ جاؤ گے اور طواف بیت اللہ کرو گے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے سامنے جو یہ جسارت کی تھی اس لغزش کی معافی کے لئے کئی عمل خیر کئے تاکہ اس کا کفارہ ہو جائے راوی کہتے ہیں کہ معاہدہ کی تکمیل کے بعد آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو حکم دیا کہ قربانی کرو اور سر منڈاؤ، خدا کی قسم ایک صحابیؓ بھی اس کام کے لئے نہ کھڑا ہوا آپؐ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا جب کوئی نہ کھڑا ہوا تو آپؐ حضرت اُم سلمہؓ کے پاس اٹھکر تشریف لے گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا، حضرت اُم سلمہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اگر آپکی یہی رائے ہے تو آپؐ باہر تشریف لے جائیے اور کسی سے کچھ نہ کہیے اور اپنی قربانی ذبح کر کے اور نائی کو بلا کر بال منڈا لیجئے، چنانچہ آپؐ نے باہر تشریف لا کر بلا کسی سے کچھ کہے اپنی قربانی ذبح کی اور نائی کو بلا کر سر منڈایا۔ جب صحابہؓ نے یہ دیکھا سب نے اٹھکر اپنی قربانیاں ذبح کیں اور ایک نے دوسرے کا سر مونڈنا شروع کر دیا، اور رنج کا یہ عالم تھا کہ اس غم میں (اور حکم کی تعمیل میں عجلت کی وجہ سے) ایک دوسرے کو کاٹ دیں گے، اس کے بعد آپؐ کے پاس مکہ سے کچھ مسلم خواتین آئیں جن کے متعلق اللہ پاک نے اسی وقت یہ آیۃ نازل فرمائی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ سے بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ تک ممتحنہ ۲ ترجمہ اے ایمان والو جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومن عورتیں آئیں تو ان کے ایمان کی جانچ کر لیا کرو، اللہ ان کے ایمان سے زیادہ واقف ہے پس اگر تم انہیں ایمان والیاں جانو تو ان کو ہرگز کفار کی طرف واپس نہ کرنا نہ یہ کفار کے لئے حلال ہیں، اور نہ کفار ان کے لئے حلال۔ اور کفار نے جو کچھ

ن کے مہر وغیرہ میں خرچ کیا ہے ان کو دیدو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان سے نکاح کر لو جب کہ تم ان کو ان کے مہر ادا بھی کر دو اور کافرہ عورتوں کی عصمت سے ازدواجی اور دیگر تعلق ختم کر دو۔

اسی حکم کی بناء پر حضرت عمرؓ نے اپنی دو بیویوں کو اسی دن طلاق دی جن میں سے ایک نے معاویہ بن ابوسفیان سے اور دوسری نے صفوان بن امیہ سے شادی کر لی، اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے، اتنے میں ابوبصیر قریشی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور یہ اسلام لا چکے تھے اہل مکہ نے دو آدمی ان کی طلب میں بھیجے اور کہا اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کیجئے آپ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا یہ دونوں ان کو ساتھ لیکر چل دیئے ذو الحلیفہ میں پہونچ کر ٹھہرے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے ابوبصیرؓ نے ان میں سے ایک سے کہا اے فلاں خدا کی قسم مجھے تمہاری یہ تلوار بڑی اعلیٰ درجہ کی دکھائی دیتی ہے اتنے میں دوسرے نے وہ تلوار سونت لی اور اس نے بھی دیکھ کر کہا ہاں اللہ کی قسم یہ بہت اچھی ہے میں اس کا کئی مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں حضرت ابوبصیر نے کہا ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اس نے دیدی جب انہوں نے پوری طرح تلوار پر قابو پا لیا ایک پر ایسی ضرب کاری ماری کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا اور دوسرا بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگ کر مدینہ پہنچا اور مسجد میں داخل ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا اس نے کوئی گھبراہٹ کی چیز دیکھی ہے جب حضورؐ کے پاس پہونچا کہا خدا کی قسم میرا ساتھی مارا گیا اور مجھے بھی اپنی جان کا خطرہ ہے اتنے میں ابوبصیر آ گئے اور آتے ہی عرض کیا اے اللہ کے نبی! خدا کی قسم اللہ پاک نے آپ کو ذمہ داری سے بری کر دیا آپ تو مجھے ان کی طرف لوٹا چکے تھے پھر مجھے اللہ پاک نے ان سے نجات دی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کا ناس جائے یہ لڑائی بھڑکا کر رہے گا کاش اس کو کوئی باز رکھنے والا ہوتا حضرت ابوبصیرؓ نے جب یہ سنا سمجھ گئے کہ آپ عنقریب ہی ان کو اہل مکہ کی طرف لوٹا دیں گے یہ وہاں سے نکل کر سمندر کے کنارے چلے گئے ادھر مکہ والوں کے ہاتھ سے ابوجندلؓ بن سہیل چھوٹ نکلے اور یہ بھی حضرت ابوبصیرؓ سے جا ملے اب تو یہ سلسلہ جاری ہو گیا کہ قریش میں سے جو مسلمان ہوتا ابوبصیر کے ساتھ مل جاتا یہاں تک کہ ان کے پاس ایسے لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی ان لوگوں کو جب خبر لگتی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جا رہا ہے اس پر ٹوٹ پڑتے ان کو قتل کرتے اور ان کا مال لے لیتے پھر تو قریش نے خود ہی حضورؐ کے پاس آدمی بھیجا اور آپ کو اللہ کی اور رشتہ داری کی قسم دیکر کہلا بھیجا کہ آپ ان لوگوں کو آدمی بھیج کر اپنے پاس بلا لیجئے اور اب جو بھی آپ کے پاس آئیگا اسے امن ہے ہم واپس نہ لیں گے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس لانے کے لئے آدمی بھیجدیا، اسی پر یہ آیۃ نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ سے لیکر الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فتح ۳-ع

ترجمہ:۔ اللہ کی ذات گرامی وہی ہے جس نے کفار کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو

کفار سے بطنِ مکہ میں روک دیا اس کے بعد کہ تم کو ان پر کامیابی دے چکا تھا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر بصیر ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور ہدی اس بات سے روکی گئی کہ اپنے محلِ ذبح تک پہونچے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بہت مومن مرد اور مومنات عورتیں ایسی بھی تھیں کہ تم ان کو نہیں جانتے تھے اور تم ان کو ہلاک کر دیتے تو تم کو ان کی جانب سے گزند پہونچتا بے خبری میں کہ جس کو اللہ چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اگر وہ مومنین اور مومنات ہٹ کر ایک گوشہ میں ہوتے تو ان لوگوں کو جنھوں نے اہل مکہ میں سے کفر کیا ہم عذاب دردناک میں مبتلا کر چکے ہوتے۔ اسی گھڑی کو جب کفار نے اپنے دلوں میں حمیت کی ٹھانی جاہلیت والی حمیت کی

ان کی حمیت جاہلیت میں سے یہ بات تھی کہ انہوں نے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اقرار نہیں کیا۔ اور آپ کے لئے بیت اللہ جانے سے مانع ہوئے تھے

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرمایا تو قریش کو بڑی گھبراہٹ ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مناسب سمجھا کہ اہل مکہ کی طرف کسی کو سفیر بنا کر بھیجیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے بلایا حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آپ کے ارشاد کی بجا آوری سے کوئی انکار نہیں لیکن میں ان پر بہت لعن طعن کرتا رہتا ہوں اگر انہوں نے مجھے کوئی تکلیف پہونچائی تو بنی کعب کے کسی شخص کو میری پرواہ نہ ہوگی بہتر ہے حضرت عثمانؓ کو بھیجئے۔ اس لئے کہ ان کا سارا خاندان وہیں ہے اور وہ آپ کے اس کام کو حسب منشا بجا لا سکیں گے حضور نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر قریش کی طرف روانہ کر دیا اور فرمایا ان کو مطلع کر دینا کہ ہم ان سے لڑنے کے لئے نہیں آرہے ہیں ہماری غرض محض عمرہ ہے اور اسلام کی دعوت دینی ہے اور حضرت عثمانؓ کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مومن مرد اور عورتیں ہیں ان کے پاس جانا اور ان کو فتح کی بشارت دینا کہ اللہ عزوجل عنقریب ہی اپنے دین کو مکہ میں غالب کر دیگا پھر دین مکہ میں پوشیدہ طور پر نہ برتا جائیگا۔ اور یہ خبر آپ نے مکہ معظمہ کے کمزور مومنین کی دلجمعی کے لئے بھیجی تھی چنانچہ حضرت عثمانؓ مکہ روانہ ہو گئے موضع بلدح میں قریش کی ایک جماعت پر گذر ہوا قریش نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہیں لوگوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں اور میں تم کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ ہم لوگ یہاں کسی سے لڑنے کے ارادے سے نہیں آرہے ہیں ہم تو محض عمرہ کرنے آئے ہیں حضرت عثمانؓ

سلہ قال ابن کثیر فی البدایۃ ج [illegible] صفحہ [illegible] ہذا سیاق فیہ زیادات وفوائد حسنۃ لیست فی روایۃ ابن اسحاق عن الزہری
مختصر — اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ [illegible] بطولہ [illegible] ابن ابی شیبۃ

نے آپ کے فرمان کی تکمیل کردی قریش نے کہا تم نے جو کہا ہم نے سُن لیا جاؤ تم اپنا کام کرو، مگر ابان بن سعید حضرت عثمانؓ کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے، مرحبا کہی اور ان کے گھوڑے پر زین کسوائی حضرت عثمانؓ نے ان کو اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا لیا اور مکہ پہونچ گئے۔

ادھر قریش نے بُدیل بن ورقہ خزاعی اور بنو کنانہ کے ایک شخص اور عُروہ وغیرہ کو آپؐ کے پاس بھیجا تھا جس کی پوری تفصیل پیچھے گذر گئی ۔ ؎۱

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے اس طرح صلح کی کہ مکہ والوں کو کچھ دے ہی دیا اگر حضورؐ اس کام کے لئے کسی کو امیر جماعت بناتے اور وہ اسی طرح پر کرتا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں ہرگز نہ سنتا اور نہ مانتا، اُن شرائط صلح میں آپ نے یہ بھی مان لیا کہ جو کفار کی جماعت سے مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس جائیگا آپؐ اُس کو واپس کریں گے اور جو کافروں سے الحاق کریگا اس کو یہ واپس نہ کریں گے۔ ؎۲

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اسلام میں کوئی فتح حدیبیہ کی فتح سے زیادہ بڑھ چڑھ کر نہیں ہوئی لیکن اُس دن لوگوں کی نظریں وہاں تک نہ پہونچ سکیں جو معاملات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رب کے درمیان طے ہو چکے تھے لوگ جلد بازی کرتے ہیں اور اللہ بندوں کی طرح جلد بازی نہیں کرتا، اللہ پاک ہر کام کو حد اور موقع سے کرتا ہے میں نے حجۃ الوداع میں دیکھا کہ آپ کی قربانی کی اونٹنیاں یکے بعد دیگرے خود آگے بڑھ رہی تھیں، ہر ایک قربانی یہ چاہتی تھی کہ آپ مجھ کو پہلے ذبح فرمادیں، اور یہ منظر سُہیل بن عمرو بھی دیکھ رہے تھے، اس کے بعد آپؐ نے نائی کو بلایا اور سر مُنڈوایا، میں دیکھ رہا تھا کہ سُہیل آپؐ کا ایک ایک بال چُنتے اور اُس کو آنکھوں سے لگاتے تھے، میں غور کر رہا تھا اور سوچتا جاتا تھا کہ یہ وہی سُہیل ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے موقع پر کس قدر بگڑے تھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھی جائے، اور اس کا بھی انکار کردیا تھا کہ محمد لکھا جائے، رسول اللہ نہ لکھا جائے یہ دیکھ کر میں نے اس اللہ کی تعریف کی جس نے سہیل کو ہدایتِ اسلام دی، ؎۳

حضرت عمرو بن العاصؓ کا قبولِ اسلام

حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں جب ہم غزوۂ خندق سے واپس ہوئے میں نے اہل قریش کے

؎۱ فذکر الحدیث کما فی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۸۸ واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبہ من وجہ آخر بطولہ عن عروۃ کما فی کنز العمال ایضاً ج ۵ صفہ ۲۹۰ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۲۲۱ عن موسی بن عقبۃ رضی اللہ عنہ بنحوہ ؎۲ واخرج بن سعد ؎۳ واخرج ابن عساکر عن الواقدی ؎۴ کذا فی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۸۶ ؎۵ اخرج ابن اسحق

ان لوگوں کو جمع کر کے جو میری رائے سے متفق تھے اور میری بات سن لیا کرتے تھے ان سے کہا خدا کی قسم تم لوگ جانتے ہو کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کام کو دن بدن ترقی پذیر اور بری طرح سے غالب آتا دیکھ رہا ہوں، تم لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ان لوگوں نے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں نجاشی شاہِ حبشہ کی طرف چلا جاؤں اور وہیں کی سکونت اختیار کر لوں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہماری قوم پر غلبہ ہو گیا تو ہم نجاشی ہی کے یہاں رہ جائیں گے مجھے نجاشی کی ماتحتی میں رہنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ماتحتی کے، اور اگر ہماری قوم غالب آگئی تو ہم لوگ یہاں کے معروف و ممتاز لوگوں میں سے ہیں اہل مکہ سے ہمارے ساتھ تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی، لوگوں نے سنکر کہا کہ یہ رائے واقعی رائے ہے میں نے کہا تو میرے لئے کچھ ایسی چیزیں جمع کر دو جس کو نجاشی کی خدمت میں بطور ہدیہ دیدوں اور تمام ہدایا میں نجاشی کو اہل مکہ سے چمڑے کا ہدیہ زیادہ محبوب تھا چنانچہ ہم لوگوں نے نجاشی کے لئے اپنے یہاں کا تیار شدہ چرم (چمڑا) کثیر تعداد میں جمع کیا اور اس کو لیکر ہم حبشہ چلے گئے خدا کی قسم ہم لوگ اس کے پاس ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں عمرو بن امیہ ضمری اس کے پاس آ پہونچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجاشی کے پاس حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے سلسلہ میں بھیجا تھا، جب یہ نجاشی کے پاس سے چلے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ عمرو بن امیہ آگئے ہیں اگر ہم لوگ نجاشی کے پاس جاکر ان کے لے لینے کا اس سے مطالبہ کریں اور وہ ہم کو دیدے اور پھر ہم لوگ اس کی گردن ماردیں تو تمام قریش سمجھیں گے کہ ہم لوگوں نے ان کا بدلہ لے لیا کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قاصد کو مار ڈالا، یہ مشورہ کر کے میں نجاشی کے پاس پہونچا، اور قاعدہ کے مطابق اس کو سجدہ کیا جیسا کہ ہم لوگ پہلے کیا کرتے تھے نجاشی نے کہا مرحبا! مرحبا! میرے دوست! میرے لئے اپنے شہر کا کوئی تحفہ بھی لائے ہو؟ میں نے کہا جی حضور، میں آپ کے لئے بطور ہدیہ بہت سے چمڑے لایا ہوں، چنانچہ میں نے وہ ہدیئے اس کے سامنے پیش کئے اسے بہت پسند آئے اس کے بعد میں نے کہا حضور والا میں نے ایک آدمی کو آپ کے پاس سے نکلتا ہوا دیکھا وہ اسی آدمی کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اس کو ہمیں دیدیجئے تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں اس نے ہمارے سرداروں اور بہت سے معزز لوگوں کو نقصان پہونچایا ہے نجاشی کو یہ سنکر بہت غصہ آیا، جھلا کر ناک پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ اس نے ناک توڑ دی، میرا ڈر کے مارے یہ حال تھا کہ اگر زمین پھٹ پڑتی تو میں اس میں سما جاتا، اس کے بعد میں نے کہا جہاں پناہ. خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ یہ بات آپ کو ناگوار گذرے گی، میں ہرگز ہرگز ایسا نہ کہتا نجاشی نے کہا کیا تو مجھ سے ایسے آدمی کے قاصد کا مطالبہ کرتا ہے جس کے پاس وہ ناموسِ اکبر (وحی الٰہی یا جبرئیل) آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، کہ تو اس آدمی کو قتل کر دے میں نے کہا بادشاہ سلامت

کیا معاملہ اسی طرح پر ہے؟ نجاشی نے کہا اے عمرو تیرا ناس جائے! میرا کہنا مان لے اور اس کا اتباع کر خدا کی قسم وہ حق پر ہے اور وہ اپنے تمام مخالفین پر ضرور بالضرور غالب آکر رہیگا جس طرح پر کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آگئے تھے، میں نے کہا کیا آپ ان کی جانب سے مجھ سے اسلام پر بیعت لے سکتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں ہاں! چنانچہ نجاشی نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے اس کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام کی، اس کے بعد میں نکل کر اپنے ساتھیوں میں پہونچا، اور میری رائے بدل چکی تھی، اور میں نے اپنے ساتھیوں سے اپنے مسلمان ہونے کو پوشیدہ رکھا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے کہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آؤں چل پڑا راستہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے ملاقات ہوگئی یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل کا ہے، یہ مکہ سے آرہے تھے میں نے ان سے پوچھا میاں ابوسلیمان کہاں جارہے ہو؟ حضرت خالدؓ نے کہا خدا کی قسم بات ظاہر اور صاف ہوچکی کہ وہ ذاتِ گرامی یقیناً نبی ہیں میں تو خدا کی قسم مسلمان ہونے جارہا ہوں، آخر کبتک یہ بات ٹلے گی، میں نے کہا خدا کی قسم میری بھی اس آمد سے سوائے اسلام کے کوئی غرض نہیں چنانچہ ہم دونوں مدینہ پہونچے حضرت خالدؓ نے آگے بڑھکر اسلام قبول کیا اور حضورؐ سے بیعت کی، اس کے بعد میں آگے بڑھا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اس شرط پر آپ سے بیعت کرتا ہوں کہ میرے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں، اگلے گناہوں کی کیا خبر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو، تم بیعت کرلو، اسلام تو خود ہی تمام پچھلے گناہوں کو ملیامیٹ کردیتا ہے، اسی طرح پر ہجرت پہلے گناہوں کو ختم کردیتی ہے چنانچہ میں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور واپس آگیا، [1]

یہ حدیث بیہقی نے بھی بحوالۂ واقدی بیان کی ہے جس میں اس طرح ہے، حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں میں آپؐ کی خدمت میں حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوا جب میں مقام ہدّہ میں پہونچا میں نے دیکھا دو آدمی جو مجھ سے ذرا دیر پہلے روانہ ہوئے ہوں گے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیمہ کے اندر تھا اور دوسرا دونوں سواریاں تھامے کھڑا تھا، غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ خالد بن ولید ہیں میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جارہا ہوں اب تو سبھی لوگ اسلام میں داخل ہوگئے ہیں کوئی مزہ دار، عقلمند، آدمی اس سے باقی نہیں بچا۔ خدا کی قسم اگر ہم اسی حالت پر ٹھہرے رہے تو ہماری گردنوں کو اس طرح پکڑا جائیگا جیسے بھٹ میں سے گوہ کی گردن پکڑی جاتی ہے، میں نے کہا خدا کی قسم میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا اور اسلام لانے کا ارادہ کرچکا ہوں اتنے میں حضرت عثمان بن طلحہؓ نے خیمہ سے نکل کر مجھے مرحبا کہی، اور ہم سب اُسی منزل میں ٹھہر گئے، پھر ہم ایک ساتھ ہی مدینہ آئے

---

[1] بدایہ ج ۴ صفحہ ۱۴۲ و اخرجہ ایضا احمد والطبرانی عن عمرو نحوہ ـــــ مطولا ـــــ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۵۱ و رجالہما ثقات ـــــ انتہی۔

بیرِ ابی عتبہ کے قریب ہمارا ایک ایسے شخص کے پاس سے گذر ہوا جس کا یہ قول کس قدر اُنسیت دلانے والا اور امید افزا تھا کہ وہ کسی کو پکار رہا تھا یا رباح یا رباح (رباح کا ترجمہ ہے نفع) ہم نے اس کے اس قول سے نیک فالی لی اور چل پڑے، اُس آدمی نے ہماری طرف دیکھا تو میں نے سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ سرزمین مکہ نے ان دو کے اسلام لانے کے بعد اپنی نکیل اور مُہار پر قبضہ دیدیا، فوراً میرا یہ گمان ہوا کہ یہ شخص میری اور خالدبن ولید کی طرف اشارہ کر رہا ہے، یہ کہہ کر وہ شخص بھاگتا ہوا مسجد نبوی پہونچا شاید وہ حضور کو ہمارے آنے کی خبر دینا چاہتا تھا چنانچہ ہمارا گمان صحیح نکلا ہم نے اپنے اونٹ مقام حرّہ میں بٹھائے اور صاف ستھرے کپڑے بدلے اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی، ہم لوگ چل کر آپؐ کی خدمت میں آپہونچے حضورؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا آپؐ کے آس پاس مسلمان ہمارے اسلام لانے سے انتہائی خوش تھے، حضرت خالدؓ بن ولید نے آگے بڑھ کر بیعت کی، پھر حضرت عثمانؓ بن طلحہ نے پھر میں آگے بڑھا بس خدا کی قسم میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور میری حیا کا یہ حال تھا کہ نظر اوپر اٹھانے کی طاقت نہ رہی تھی میں نے آپؐ کے دست مبارک پر اس شرط سے بیعت کی کہ اللہ میرے پچھلے گناہ معاف کر دے اور اس وقت میرے ذہن میں آئندہ صادر ہونے والی لغزشات کا دھیان نہ گذرا کہ میں ان کی بھی مغفرت کی درخواست کرتا آپؐ نے فرمایا اسلام زمانہ گذشتہ کے گناہوں کو قلع قمع کر دیتا ہے اسی طرح ہجرت بھی، حضرت عمروؓ بن العاص فرماتے ہیں خدا کی قسم میرے اور خالدؓ بن ولید کے ساتھ آپؐ نے کسی دوسرے کو برابری کا درجہ جب سے کہ ہم اسلام لائے کسی پیش آنے والے امر میں نہ دیا۔[1]

حضرت خالدؓ بن ولید کا قبولِ اسلام

حضرت خالدؓ فرماتے ہیں جب اللہ پاک نے میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا میرے دل میں اسلام کو ڈال دیا، راہ ہدایت میرے سامنے کھل چکی تھی، میں ان تمام جنگوں میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل عرب کی ہوئی تھیں شریک رہا تھا کوئی معرکہ ایسا نہیں جس کی واپسی میں میں اپنے دل میں یہ خیال لیکر نہ پھرا ہوں کہ مجھے تو کسی اور ہی کام کے لئے وضع کیا گیا ہے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم غالب آکر رہیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے لئے روانہ ہوئے میں بھی قریش کے سواروں کے ایک دستہ پر مامور ہو کر نکلا میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے عسفان میں ملاقات ہوئی میں آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے کچھ چھیڑ کرنی چاہی اور نہ کر سکا، آپؐ نے اپنے صحابہ کو ہمارے سامنے ظہر کی

---

[1] بدایہ ج ۴ صفحہ ۲۳۸ [2] اخرجہ الواقدی

نماز پڑھائی ہم لوگوں نے یہ ارادہ کیا، کہ نماز ہی کی حالت میں ان پر ٹوٹ پڑیں لیکن یہ ارادہ پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ سکا اور اسی میں خیر ہوئی آپؐ کو ہمارے اس ارادہ کا پتہ چل گیا تو آپؐ نے مع اپنے اصحاب کے نمازِ عصر نمازِ خوف کے طریقہ پر پڑھی اس بات کا ہمارے دلوں پر بہت اثر پڑا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس آدمی کی ضرور حفاظت کی جاتی ہے، لہٰذا ہم ایک طرف ہو گئے اور آپ بھی ہمارے سواروں کے راستہ سے ہٹ گئے اور دائیں جانب کا راستہ اختیار کیا، جب آپؐ نے قریش سے حدیبیہ میں صلح کی اور قریش نے بغیر لڑے بھڑے آپؐ کو واپس کر دیا، میں نے اپنے جی میں کہا، اب کونسی چیز باقی رہ گئی اور کہاں جاؤں؟ اگر نجاشی کی طرف جاتا ہوں تو اس نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی ہے اور آپؐ کے اصحاب اس کے پاس باطمینان زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر ہرقل کی طرف جاتا ہوں تو اپنے دین سے نکل کر نصرانیت اور یہودیت کی طرف جانا پڑتا ہے اب یا تو عجم میں ٹھہر جائے یا اپنے وطن ہی میں باقی لوگوں کے ساتھ اقامت کی جائے، میں اسی سوچ بچار میں تھا اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں عمرۂ قضا کے لئے تشریف لائے، میں مکہ سے غائب ہو گیا اور آپؐ کے داخلہ کے وقت حاضر نہ رہا، اور میرے بھائی ولید بن ولید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں عمرۂ قضا کے لئے مکہ میں داخل ہوئے، مجھے بہت تلاش کیا لیکن نہ پایا، تو مجھے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اما بعد! میں نے تمہارے اسلام نہ لانے سے زیادہ کوئی عجیب بات نہ دیکھی، حالانکہ تمہاری عقل عقل ہے، اور اسلام جیسی چیز سے کوئی جاہل رہتا ہے؟ تمہارے بارے میں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ خالد کہاں ہیں، میں نے کہا، اللہ ان کو لائیگا آپؐ نے فرمایا، خالد جیسا انسان اور اسلام سے ناواقف رہے، اگر وہ اپنی کوشش اور سعی مسلمانوں کے ساتھ لگا دیتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور ہم ان کو ان کے غیر پر ترجیح دیتے، اے میرے بھائی! جو گذرا سو گذر اب تو تلافی مافات کر لو،

حضرت خالدؓ کہتے ہیں جب میرے بھائی کا خط مجھے ملا، میرے دل میں مدینہ کی طرف نکلنے کا ایک نشاط پیدا ہوا، اور میرے دل میں اسلام کی رغبت گڑ گئی اور مجھے اس بات سے انتہائی خوشی ہوئی کہ اس سرکارِ دو جہاںؐ نے مجھے پوچھا تو ہے، اور اسی دوران میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں ایک قحط زدہ در تنگ ملک میں ہوں اور وہاں سے نکل کر ایک وسیع اور سرسبز و شاداب ملک میں پہونچ گیا ہوں میں نے کہا کہ یہ خواب یقیناً کوئی معنی رکھتا ہے چنانچہ جب میں مدینہ پہونچا، میں نے جی میں کہا کہ میں اپنے اس خواب کا تذکرہ حضرت ابوبکرؓ سے ضرور کرونگا چنانچہ انہوں نے اس خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ تمہارا وسیع ملک کی طرف نکلنا یہی اللہ پاک کا اسلام کی ہدایت دینا ہے، اور وہ تنگ آبادی شرک کی تنگ آبادی تھی جس میں تم پھنسے ہوئے تھے بہرحال میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا پختہ ارادہ کیا

اور اس فکر میں تھا کہ کس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، میں نے صفوان بن
امیہ سے اسی سلسلہ میں ملاقات کی اور کہا اے ابو وہب! کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اب ہم کس حال میں ہیں؟
اب ہماری تعداد منہ میں ایک دو داڑھ کی طرح ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب اور عجم پر غالب آ گئے میرے
نزدیک مناسب یہی ہے کہ ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کا اتباع کریں اب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی عزت سے ہماری عزت ہے۔ صفوان نے بڑی سختی کے ساتھ انکار کیا اور یوں کہا اگر میں تنہا بھی باقی رہ
جاؤں جب بھی اُن کا کبھی اتباع نہ کرونگا، میں اُسے چھوڑ کر چل دیا اور میں نے اپنے جی میں کہا اس
آدمی کے بھائی اور باپ بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اسے انتہائی کبیدہ خاطر ہے اس کے بعد
عکرمہ بن ابی جہل سے ملا میں نے ان سے بھی وہی باتیں کیں جو صفوان بن امیہؓ سے کی تھیں اور انہوں
نے بھی صفوان بن امیہ جیسا جواب دیا، میں نے ان سے کہا کہ میرے اس راز کو افشا نہ کرنا انہوں نے کہا
اچھا میں کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرونگا میں اپنے گھر واپس گیا اور میں نے اپنی سواری کے بارے میں
حکم دیا چنانچہ میں اس پر سوار ہو کر چل پڑا عثمان بن طلحہ سے میری ملاقات ہوئی میں نے اپنے جی میں کہا
کہ یہ میرا دوست ہے لاؤ ان سے بھی بات کر کے دیکھوں پھر مجھے ان کے آباؤ اجداد کا قتل کیا جانا یاد آیا
اور میں نے ان سے تذکرہ کرنے کو اچھا نہ سمجھا، مگر یہ سوچ کر کہ میں بھی چند ونگا کہدینے میں حرج ہی کیا ہے
میں نے ان سے ان حالاتِ موجودہ کا تذکرہ کیا کہ اب تو ہم لوگوں کی مثال بھٹ میں گھسی ہوئی لومڑی جیسی
ہے اگر اس پر ایک ڈول پانی ڈالا جائے وہ نکل بھاگے گی اور سلسلۂ گفتگو میں وہ بات بھی آ گئی جو میں نے
ان دونوں سے کہی تھی یہ تو سنتے ہی فوراً آمادہ ہو گئے تب میں نے ان سے کہا کہ میں آج ہی صبح جانے
کا ارادہ کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو اور یہ میری سواری بھی فج منزل میں تیار
کھڑی ہے چنانچہ میرا اور ان کا مقام یاجج پر ملنے کا وعدہ اس طرح پر ہو گیا کہ اگر وہ مجھ سے پہلے پہونچ لیں
تو میرا انتظار کریں اور اگر میں ان سے پہلے پہونچ جاؤں تو میں ان کا انتظار کروں۔ صبح اندھیرے اندھیرے ہم
چل پڑے ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ ہم دونوں مقام یاجج میں مل گئے اور وہاں سے سویرے ہی
چل کر ہدہ پہونچ لئے وہاں حضرت عمروؓ بن العاص سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے دیکھتے ہی کہا
مرحبا، مرحبا، ہم نے بھی جواب میں ان کے لئے مرحبا مرحبا کہی عمروؓ بن العاص نے پوچھا تم دونوں کہاں کا
ارادہ کر کے چلے ہو؟ ہم نے کہا تم بھی تو کہو کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا تم بتاؤ کس ارادہ سے نکلے ہو؟
ہم نے کہا اسلام میں داخل ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے جا رہے ہیں، حضرت عمروؓ بن العاص
نے کہا کہ یہی چیز مجھ کو بھی لے جا رہی ہے اب ہم تینوں ساتھ ہو گئے اور مدینہ جا پہنچے اور حرہ کے قریب
ٹھہر گئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اطلاع ملی آپ ہم لوگوں کی آمد سے انتہائی خوش ہوئے،

میں نے اپنے بہترین کپڑے پہن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا قصد کیا، راستہ میں میری بھائی سے ملاقات ہوئی بھائی (ولید) نے کہا جلدی کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر دی گئی ہے آپؐ تمہاری آمد سے بہت خوش ہیں اور تم لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں، میں نے بھی قدم بڑھا دیئے اور آپؐ کے پاس آ گیا، آپؐ میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے میں آپؐ کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور یا نبی اللہ کہہ کر میں نے سلام کیا، (السلام علیکؐ ایہا النبی) آپؐ نے نہایت خنداں پیشانی کے ساتھ میرے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپؐ نے فرمایا (آؤ) بیٹھ جاؤ، اُس اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے تم کو ہدایت دی، تمہاری عقل و دانش کو دیکھ کر مجھے پہلے ہی سے یہ امید تھی کہ اللہ پاک تم کو اس خیر کی ضرور توفیق دیگا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے لڑنے کے وہ تمام مناظر اور حق سے عناد کرنے کے وہ تمام واقعات میرے پیشِ نظر ہیں، آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ پاک ان سب کو میرے لئے معاف کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام اس سے پہلے کے تمام گناہوں کو کاٹ دیتا ہے اور ختم کر دیتا ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ اس کے باوجود آپؐ دعا فرما دیں آپؐ نے فوراً دعا کی اے اللہ خالدؓ بن ولید کی وہ تمام دوڑ دھوپ جو اللہ کے راستے میں سدِّ راہ ہونے کا باعث بنی ہیں سبھی معاف فرما، خالدؓ کہتے ہیں میرے بعد حضرت عثمان بن طلحہ اور عمروؓ بن العاص رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام کی، ہم لوگوں کی دربارِ نبوی میں یہ آمد صفر ۸ھ میں ہوئی خدا گواہ ہے حضور علیہ السلام تمام جماعت میں سے کسی کو میرے برابر نہ سمجھتے تھے ان مواقع میں جو آپؐ کو پیش آتے۔[۱]

فتح مکہ زادہا اللہ شرفاً و اجلالاً کا بیان

حضرتؓ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابورہم کلثوم بن الحصین غفاریؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ہمراہی صحابہؓ سب روزے سے تھے عسفان اور امج کے درمیان کدید نامی چشمے پر پہونچ کر افطار فرمایا، پھر یہاں سے چل کر دس ہزار مسلمانوں کی ہمراہی میں موضع مرظہران میں پڑاؤ ڈالا، ایک ہزار مزینہ اور سلیم بھی تھے، ہر قبیلہ سامان اور ہتھیار سے لیس تھا مہاجرین اور انصار میں سے سب کے سب آپؐ کی ہمراہی میں تھے کوئی متنفس بھی باقی نہ بچا تھا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرظہران میں پڑاؤ ڈالا، ادھر قریش کو آپؐ کے ارادے کے بارے میں جو خبریں تذبذب میں

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۳۸ واخرجہ ایضاً ابن عساکر نحوہ۔ مطولاً کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۰ [۲] اخرج الطبرانی

ڈال دی تھیں کوئی صحیح خبران تک نہ پہونچ سکی اور وہ یہ نہ جان سکے کہ آپؐ کا کیا ارادہ ہے ابوسفیان بن حرب اور حکیم
بن حزام اور بدیل بن ورقہ اسی رات تحقیق و تفتیش کی غرض سے نکلے کہ کہیں سے کچھ پتہ چلے یا کسی سے کوئی خبر
معلوم ہو۔ عباس بن عبدالمطلبؓ بھی راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہوئے "ابوسفیانؓ بن حارث
مطلبی اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی مکہ مدینے کے درمیان آپؐ سے ملے اور آپؐ کے پاس حاضری کی اجازت
چاہی حضرت ام سلمہؓ نے بھی ان دونوں کے بارے میں سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ یہ دونوں آپؐ کے
چچیرے اور پھوپی زاد بھائی اور قریبی رشتہ دار ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں چچیرے
بھائی نے تو میری بے حرمتی کرنے میں مکہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور یہ پھوپی زاد بھائی اور سسرالی تعلق
رکھنے والے یہ وہی تو ہیں جنھوں نے مکہ میں مجھ سے کہا جو کچھ کہا، جب آپؐ نے ان دونوں کے بارے میں
یہ باتیں کہہ سنائیں، ابوسفیان کی گود میں ایک بچہ بھی تھا بولا، خدا کی قسم آپ مجھے حاضری کی اجازت دیں تو
میں اپنے اس بچہ کا ہاتھ پکڑ کر جنگل چلا جاؤنگا اور ہم دونوں بھوکے پیاسے مرجائیں گے۔ جب حضور
علیہ السلام کو یہ خبر ملی تو آپؐ کا دل نرم پڑ گیا ان دونوں کو اندر آنے کی اجازت دی اور وہ دونوں داخل
ہوتے ہی مسلمان ہو گئے، جب آپؐ مرظہران میں ٹھہرے ہوئے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
کہا قریش کی صبح کا برا ہو خدا کی قسم اگر سرکار دو عالمؐ کو مکہ میں زبردستی داخل ہونا پڑا اور اہل مکہ نے داخلہ
سے قبل اپنے لئے امن اور رحم کی درخواست پیش نہ کی تو قریش کو واضح رہے کہ رہتی دنیا تک قریش
کا بچہ بچہ نہ رہ جائیگا، حضرت عباسؓ کہتے ہیں چنانچہ میں حضورؐ کے خچر پر سوار ہو کر موضع اراک تک پہونچا
اور میں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کسی جنگل سے لکڑی چننے والے یا دودھ والے یا جو آدمی کسی حاجت کی
وجہ سے مکہ جا رہا ہو ان کی زبانی اہل مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع پہونچا دو تاکہ اہل مکہ
حضورؐ سے اس سے پہلے امن طلب کرلیں کہ آپؐ مکہ میں زبردستی داخل ہوں حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ
میں اسی دھن میں چکر کھا رہا تھا اور کسی آدمی کی جستجو میں مصروف تھا کہ مجھے ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ
کی آواز سنائی دی، وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے، ابوسفیانؓ کہہ رہے تھے کہ میں نے آج تک
نہ اتنا بڑا لشکر دیکھا اور نہ کہیں اتنی آگ دہکتی ہوئی دیکھی بدیل بولے خدا کی قسم یہ قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے
جس میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں، ابوسفیان نے کہا خزاعہ کی آگ نہیں ہوسکتی، خدا کی قسم
میں ذلیل ہو جاؤں اور ملامت کیا جاؤں اگر یہ آگ خزاعہ یا ان کے لشکر کی ہو ان کے یہاں اتنا بڑا
لشکر کہاں؟ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں میں نے ابوسفیانؓ کی آواز پہچان کر آواز دی اے ابوحنظلہ! ابوسفیان
نے میری آواز پہچان لی اور کہا کیا آپ ابوالفضل ہیں؟ میں نے کہا ہاں، ابوسفیان نے کہا میرے
ماں باپ تم پر قربان جائیں اس وقت تم یہاں کیسے؟ میں نے کہا اے ابوسفیان! تیرا ناس ہو

یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ آ لئے، خدا کی قسم! قریش کے لئے تو صبح قیامت آ گئی
ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان جائیں تو اب کیا تدبیر ہے؟ میں نے کہا کہ اگر تجھے پکڑ پائیں گے
تو تیری گردن ماردیں گے، لہذا تو میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جا تاکہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں لے جا کر تیرے لئے امن طلب کردں چنانچہ وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا اور بدیل اور حکیم دونوں
واپس چلے گئے اور میں خچر کو تیزی سے لے چلا، جب بھی ہم مسلمانوں کے مجمع پر گذرتے جہاں ضرورت کے لئے
آگ جلتی ہوتی وہ لوگ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں؟ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو دیکھ کر کہتے کہ یہ آپ
کے چچا آپ کے خچر پر سوار ہیں، یہاں تک کہ ہمارا گذر (اسی رات میں) اس جگہ سے ہوا جہاں حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کی آگ جل رہی تھی، انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اور پوچھتے ہی میری طرف کھڑے ہو گئے جب
ابو سفیان کو میرے خچر پر پیچھے بیٹھا ہوا دیکھا کہا اللہ کا دشمن ابو سفیان ہے، اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے
تجھے آج تجھ پر قابو دیا ہے بغیر کسی وعدے اور معاہدے کی خلاف ورزی کے، پھر وہ جھپٹ کر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف چلے میں نے بھی خچر پر ایڑ لگائی چنانچہ میں آگے بڑھ گیا اور ظاہر ہے کہ سواری پیادہ آدمی سے
تیز چلتی ہی ہے میں اپنے خچر سے اُترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بھی پہونچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ ابو سفیان ہے۔ بغیر کسی عہد شکنی کے آج اللہ نے اس پر
قابو دیا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن تلوار سے اُڑا دوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں نے ابو سفیان کو پناہ دی ہے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھا اور عرض کیا کہ آج رات
تو مجھے ہی اپنے سے سرگوشی کر لینے دیجئے، ادھر حضرت عمرؓ نے ابو سفیان کے بارے میں بہت کچھ کہہ ڈالا
میں نے کہا اے عمرؓ! ذرا ٹھہرو، خدا کی قسم اگر یہ ابو سفیان بنی عدی بن کعب میں سے ہوتے تو تم کبھی یہ باتیں
نہ کہتے لیکن تم جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف میں سے ہیں جبھی یہ باتیں کہہ رہے ہو انہوں نے کہا اے عباس!
ذرا میری سنو خدا کی قسم جس دن تم اسلام لائے مجھے تمہارا اسلام لانا اپنے باپ کے اسلام لانے سے
بشرطیکہ وہ مسلمان ہوتا زیادہ محبوب ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارا اسلام لانا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ نسبت میرے باپ خطاب کے اسلام کے (اگر وہ اسلام لائے ہوتے) زیادہ محبوب
ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تو تم ان کو اے عباس اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ اور
علی الصباح میرے پاس لے آنا میں ان کو اپنی قیام گاہ پر لے گیا اور انہوں نے رات میرے پاس گذری
صبح ہوتے ہی میں ان کو حضورؐ کی خدمت میں لے گیا آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے ابو سفیان تم پر بڑا
افسوس ہے کہ کیا تمہارے لئے اب تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں، ابو سفیان نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کس قدر بزرگ اور بردبار اور میل جول

کے آدمی ہیں اب مجھے خیال ہوتا ہے کہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو کچھ تو میری مدد کرتا۔ آپؐ نے فرمایا
اے ابوسفیان تیرا بُرا ہو کیا ابھی تیرے لئے یہ وقت نہیں آیا کہ جان لو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں
باپ آپ پر قربان جائیں آپ کس قدر بزرگ، بردبار اور صلہ رحمی کرنے والے آدمی ہیں، یہ خدا کی قسم البتہ ایسی بات
ہے کہ اب تک میرے دل میں اس بارے میں کچھ کھٹک باقی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوسفیان!
تیرا ناس جائے مسلمان ہو جا اور اس سے پہلے کلمہ پڑھ لے کہ تیری گردن ماری جائے۔ ابوسفیان نے یہ سنتے
ہی کلمہ پڑھ لیا اور اسلام لے آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیانؓ ذرا اعزاز پسند ہیں آپ ان کے
لئے کچھ رعایت فرما دیجئے، آپؐ نے کہا بہت اچھا، جو آدمی بھی ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو اُسے امن ہے
جو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے اُسے امن ہے اور جو مسجد الحرام میں آجائے اسے بھی امن ہے
ابوسفیانؓ نے جب چلنے کا ارادہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا ان کو آبادی سے
باہر پہاڑ کے دامن میں روک لینا تاکہ اللہ کا یہ لشکر ان کے سامنے سے گذرے اور یہ اس کو دیکھیں حضرت
عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ان کو لیکر چلا اور جنگل کے اُس تنگ رستے پر جس جگہ کا آپؐ نے مجھ کو حکم دیا تھا ٹھہرایا
ان کے سامنے سے قبیلے کے قبیلے اپنے جھنڈے لئے ہوئے گذر رہے تھے جب کوئی قبیلہ گذرتا پوچھتے اے عباس!
یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ کہتے کہ یہ بنی سلیم ہیں، ابوسفیانؓ کہتے مجھے بنی سلیم سے کیا لینا ہے، پھر ایک اور
قبیلہ گذرا پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا مزینہ انہوں نے حسب سابق کہا مجھے مزینہ سے کیا لینا ہے؟ یہاں
تک کہ بہت سے قبیلے گذرے ان کا ہر قبیلہ پر یہی سوال ہوتا اور میں بتاتا اور وہ یہ کہتے کہ ان سے کیا لینا ہے
بالآخر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کے ایک بہت بڑے جمعیت سمیت گذرے مجمع کی
کثرت کا یہ عالم تھا کہ سب کی زرہ اور خود میں ملبوس ہونے کی وجہ سے آنکھیں ہی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں
انتہائی تعجب سے سبحان اللہ کہکر پوچھا اے عباسؓ! یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور مہاجرین و انصار کا مجمع ہے، ابوسفیانؓ نے کہا کہ ان کا سامنا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں اور نہ ان
کے مقابلہ کی کسی میں طاقت ہے اے عباس! تیرے بھتیجے کی حکومت آج بہت عظیم ہو گئی؟ میں نے کہا
اے ابوسفیانؓ! یہ حکومت نہیں نبوت ہے، ابوسفیانؓ نے کہا ہاں یہی بات ہے میں نے کہا اب تم اپنی قوم
کے پاس چلے جاؤ، ابوسفیانؓ فوراً واپس چلے گئے اور پہونچتے ہی بلند آواز سے پکار کر کہا اے قریش! یہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس اتنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ آئے کہ تم کو آج ان کے مقابلہ کی طاقت
نہیں، اب جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے اُسے امن ہے، یہ سنکر ان کی بیوی ہند بنت عتبہؓ اٹھی اور
ان کی مونچھیں پکڑ کر کہنے لگی اس کالے ذلیل کوّے کو قتل کر ڈالو، یہ قوم کا بُرا پیشوا ہے۔ ابوسفیانؓ نے کہا
تمہارا ناس جائے کہیں یہ عورت تم کو تمہارے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے، یہ واقعہ ہے کہ آپؐ

ایسے لشکر کے ساتھ آگئے جس کے مقابلہ کی تم میں طاقت نہیں، جو ابو سفیانؓ کے گھر میں آجائیگا اُسے امن ہے لوگوں نے کہا تیرا ناس جائے تیرا گھر ہم لوگوں کو کیا سہارا لگا دیگا؟ یہ سنکر ابو سفیانؓ نے کہا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے گا اُسے بھی امن ہے اور جو مسجد الحرام میں داخل ہوگا اسے بھی امن ہے چنانچہ تمام لوگ اپنے گھروں اور مسجد الحرام میں گھس گئے [1]

اور ابن عساکرؒ نے واقدی کی سند سے یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو سفیانؓ کے جانے کے بعد حضورؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ان کو وادی کے تنگ راستے پر پہاڑ کے دامن میں ذرا روک لینا جب میں نے ابو سفیانؓ کو اس مقام پر روکا ابو سفیانؓ نے کہا اے بنی ہاشم! کیا غداری کا ارادہ ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا نبی کے ماننے والے غداری نہیں کرتے مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ ابو سفیانؓ نے کہا پہلے سے کیوں نہیں کہا تھا کہ مجھے تم سے کچھ کام ہے؟ کہ مجھے اطمینان رہتا، حضرت عباسؓ نے کہا مجھے کیا خبر تھی کہ تم کو یہ وہم گذرے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے لشکر کی ترتیب دے چکے تھے ہر لشکر اپنے امیر کے ہمراہ گذر رہا تھا اور چھوٹے چھوٹے دستے اپنے جھنڈے ہراتے چلے جارہے تھے، سب سے پہلا دستہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کیا تھا اس پر امیر خالدؓ بن ولید تھے یہ دستہ بنی سلیم کا تھا یہ ایک ہزار آدمی تھے ایک جھنڈا تو عباسؓ بن مرداس لئے ہوئے تھے اور ایک جھنڈا خفاف بن ندبہ اور ایک جھنڈا حجاج بن علاطؓ، ابو سفیانؓ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت عباسؓ نے کہا خالدؓ بن ولید، ابو سفیانؓ نے کہا وہ جوان لڑکے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا ہاں، جب حضرت خالدؓ عباسؓ کے برابر پہونچے اور ابو سفیانؓ ان کے برابر میں کھڑے ہوئے تو سب نے ملکر تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور آگے بڑھ گئے ان کے پیچھے ہی حضرت زبیر بن عوامؓ پانچ سو کے لشکر کے ساتھ گذرے ان کے ساتھ حضرات مہاجرینؓ اور کچھ اور لوگ تھے ان کے پاس ایک کالا جھنڈا تھا انہوں نے بھی ابو سفیانؓ کے قریب ہو کر مع اپنی ساری جماعت کے تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا ابو سفیانؓ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ زبیر بن عوامؓ ہیں ابو سفیانؓ نے کہا وہی زبیر جو تمہارے بھانجے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا ہاں اس کے بعد ایک جماعت غفار کی گذری جس میں تین سو آدمی تھے ان کا جھنڈا ابو ذر غفاریؓ یا ایماءؓ بن رحضہ اٹھائے ہوئے تھے یہ بھی جب برابر میں آئے تو تین مرتبہ ان لوگوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ مارا ابو سفیانؓ نے پوچھا اے ابو الفضل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا بنی غفار ہیں ابو سفیانؓ نے کہا مجھے بنی غفار سے کیا لینا، پھر اسلم کے چار سو سواروں کا ایک دستہ گذرا اس میں دو جھنڈے تھے ایک کے حامل بریدہ

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۷ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح - انتہی
[2] اخرجہ البیہقی بطولہ کما فی البدایہ ج ۴ صفحہ ۲۹ وابن عساکر من طریق الواقدی عن ابن عباس کما فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۹۵

بن حبیبؓ تھے دوسرے کے ناجیہ بن اعجمؓ انہوں نے بھی جب ابوسفیانؓ کے برابر ہوئے نعرۂ تکبیر بلند کیا، ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا اسلم! ابوسفیانؓ نے کہا اے ابوالفضل مجھے اسلم سے کیا لینا ہے ہمارے ان کے درمیان تو کبھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا حضرت عباسؓ نے فرمایا یہ مسلمان قوم ہے اسلام میں داخل ہو چکی ہے، پھر پانچ سو پر مشتمل کعبؓ بن عمر کا دستہ گذرا جھنڈا البشیرؓ بن شیبان کے ہاتھ میں تھا ابوسفیانؓ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت عباسؓ نے فرمایا یہ بنی کعبؓ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکے ہیں انہوں نے بھی جب برابر میں آئے تو نعرۂ تکبیر تین مرتبہ بلند آواز سے کہا اس کے بعد مزینہ کے لوگ ایک ہزار کی تعداد میں گذرے جن میں تین جھنڈے اور سو گھوڑے تھے ان کے جھنڈے یہ حضرات اٹھائے ہوئے تھے نعمانؓ بن مقرن۔ بلال بن حارثؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جب ابوسفیانؓ کے برابر میں گذرے انہوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت عباسؓ نے کہا مزینہ ہیں ابوسفیانؓ نے کہا اے ابوالفضل میرا مزینہ سے کیا واسطہ؟ یہ بھی میرے پاس آکر ٹوٹتے ہوئے اپنی پہاڑیوں سے اتر پڑے، اس کے بعد قبیلۂ جہینہ کا دستہ آٹھ سو کی جماعت پر مشتمل مع اپنے امیر کے گذرا اس میں چار جھنڈے تھے ایک جھنڈا ابو زرعہ معبد بن خالدؓ کے ہاتھ میں، اور ایک جھنڈا سوید بن مُخرؓ کے، اور ایک جھنڈا رافع بن مکیثؓ اور ایک جھنڈا عبداللہ بن بدرؓ کے ہاتھ میں تھا جب یہ لوگ ابوسفیانؓ کے قریب ہوئے تین مرتبہ تکبیر پڑھی اس کے بعد کنانہ بنو لیث اور ضمرہؓ اور سعدؓ بن بکر مع دو سو آدمیوں کے گذرے ان کا جھنڈا ابو واقد لیثیؓ کے ہاتھ میں تھا جب یہ ابوسفیانؓ کے قریب ہوئے تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا، ابوسفیانؓ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا بنو بکر ہیں، ابوسفیانؓ نے کہا ہاں خدا کی قسم یہ بڑے منحوس لوگ ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہی وجہ سے ہم سے جنگ کی تھی خدا کی قسم ان کے بارے میں نہ مجھ سے مشورہ کیا گیا تھا اور نہ مجھے کوئی اطلاع ملی تھی، اور جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے بُرا بھی سمجھا لیکن ایک بات تھی جو ہو گذری حضرت عباسؓ نے کہا اللہ نے اسی میں تمہاری خیر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے غزوہ کریں اور تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو۔

واقدی کہتے ہیں مجھ سے عبداللہ بن عامر نے بواسطۂ ابی عمرو بن حماس بیان کیا کہ یہ دستہ صرف بنی لیث کا تھا اور یہ ڈھائی سو نفر تھے ان کا جھنڈا صعب بن جثامہؓ کے ہاتھ میں تھا جب یہ گذرے تو انہوں نے تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا، ابوسفیانؓ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت عباسؓ نے کہا بنو لیث اس کے بعد قبیلۂ اشجع گذرا اور یہ تمام لوگوں سے آخر میں گذرا اس میں تین سو نفر تھے ان کے ایک جھنڈے کو معقل بن سنانؓ اٹھائے ہوئے تھے اور ایک جھنڈے کو نعیم بن مسعودؓ ابوسفیانؓ نے کہا یہ لوگ تمام عرب میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف تھے حضرت عباسؓ نے فرمایا اللہ نے

اسلام کو ان کے دلوں میں داخل کر دیا اور یہ اللہ کا فضل ہے، یہ سنکر ابو سفیانؓ چپ لگا گئے پھر بولے اب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں گذرے؟ حضرت عباسؓ نے کہا ہاں ابھی تک نہیں گذرے۔ دراگر تم اس بڑے لشکر کو دیکھو گے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس میں ہتھیار اور گھوڑے اور آدمی بس مقدار کے پاؤ گے کہ کسی کی بھی ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ابو سفیانؓ نے کہا خدا کی قسم اے ابو الفضل میرا یہی خیال ہے اور کس کی ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت ہے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر زرہ، درخود کی وجہ سے کالا ہی کالا نمودار ہوا اور گھوڑوں کے سُموں سے فضا غبار آلود ہوئی اور لوگوں نے لگاتار گذرنا شروع کیا تو ابو سفیان ہر مرتبہ پوچھتے کیا ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں گذرے؟ حضرت عباسؓ فرماتے نہیں اتنے میں آپؐ اپنی قصویٰ اونٹنی پر سوار حضرت ابو بکرؓ اور اُسید بن حضیرؓ کے درمیان گذرے اور آپؐ ان دونوں سے بات کرتے جارہے تھے حضرت عباسؓ نے اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سیاہ لشکر میں ہیں، اس میں مہاجرینؓ اور انصارؓ ہیں اس میں بہت سے بڑے اور چھوٹے جھنڈے ہیں ہر انصاری بہادر کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے سارا لشکر زِرہ اور خود میں اس طرح ملبوس ہے کہ جس میں بجز آنکھ کے اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس مجمع میں آواز بلند تھی اور ان پر بھی زِرہ اور خود تھی، اور وہ بلند آواز سے لشکر کو صف بندی پر متنبہ کرتے جارہے تھے ابو سفیانؓ نے پوچھا اے ابو الفضلؓ یہ متکلم کون ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ عمر بن الخطابؓ ہیں، ابو سفیانؓ نے کہا بنی عدی کی بات تو اب اونچی ہو گئی خدا کی قسم ان میں پہلے آدمیوں کی کمی اور کمزوری تھی، حضرت عباسؓ نے کہا اللہ تعالےٰ جس کو جس طرح چاہتا ہے بلندی دیتا ہے اور بیشک حضرت عمرؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں اسلام نے بڑے اونچے مرتبہ پر پہونچا دیا، پھر حضرت عباسؓ نے بتایا حضورؐ کے رسالہ کے ساتھ دو ہزار زرہیں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا سعدؓ بن عبادہ کے حوالہ کر رکھا ہے اور وہی امیر لشکر ہیں، جب حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لئے ہوئے گذرے ابو سفیان کو آواز دے کر کہا

الیوم یوم الملحمہ ؛ الیوم تستحل الحرمہ

آج کا دن خونریزی کا دن ہے ۔۔ آج کے دن عزتیں اتاری جائیں گی ۔ آج کے دن اللہ قریش کو ذلیل کرے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ابو سفیانؓ کے برابر ہوئے ابو سفیانؓ نے آپؐ کو آواز دے کر کہا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے؟ سعدؓ اور جو لوگ ان کی ہمراہی میں تھے جب ہمارے پاس سے گذرے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے اور اس طرح کہا اے ابو سفیانؓ

آج خونریزی کا دن ہے آج کے دن عزتیں خراب کردی جائیں گی اور آج کے دن قریش ذلیل کردیئے جائیں گے اور میں آپ کو آپ کی قوم کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ تو تمام لوگوں میں سے بھلے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا ہم سعدؓ کی طرف سے مطمئن نہیں، ایسا نہ ہو وہ قریش پر حملہ کر بیٹھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوسفیانؓ آج کا دن رحم کرنے کا دن ہے آج وہ دن ہے کہ اللہ پاک نے جس میں قریش کو عزت دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی بھیجکر حضرت سعدؓ سے جھنڈا لے لیا اور وہ جھنڈا قیسؓ کے حوالہ کردیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھ لیا کہ جھنڈا حضرت سعدؓ ہی کے پاس رہا جب ان کے بیٹے کے حوالہ کردیا حضرت سعدؓ نے جھنڈے کی سپردگی سے انکار کردیا کہ جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی علامت اس بات پر نہ ہوگی میں نہ دونگا چنانچہ حضورؐ نے اپنا عمامہ مبارک بھیجدیا حضرت سعدؓ نے جس کی وجہ سے پہچان لیا کہ یہ آپ ہی کا حکم ہے پس اپنے بیٹے قیسؓ کو جھنڈا دیدیا

حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کسی کہنے والے نے اطلاع دی کہ ابوسفیانؓ اراک میں ہیں ہم لوگ وہاں جاکر ان کو پکڑ لائے مسلمان ان کو دھمکاتے ہوئے اور تلواروں سے گھیرے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے آپ نے فرمایا اے ابوسفیانؓ تیرا ناس جائے ہم تم لوگوں کے پاس دنیا اور آخرت دونوں لیکر آیا ہوں تم سلامت رہو اور محفوظ ہوگے حضرت عباسؓ اور ابوسفیان کی دوستی تھی حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیانؓ شہرت پسند ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو مکہ میں بھیج دیا جو یہ اعلان کرتا پھرے جس نے یا دروازہ بند کرلیا اسے امن ہے اور جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اسے امن ہے اور جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگیا اُسے امن ہے پھر ابوسفیان کو حضرت عباسؓ کے ہمراہ آپ نے روانہ کردیا یہ دونوں گھاٹی کے کنارے بیٹھ گئے۔ بنو سلیم کا لشکر سامنے سے گذرا ابوسفیانؓ نے کہا اے عباسؓ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ بنو سلیم ہیں ابوسفیانؓ نے کہا مجھے سلیم سے کیا لینا اس کے بعد حضرت علی بن ابوطالبؓ مہاجرینؓ کے ایک لشکر کے ساتھ گذرے ابوسفیانؓ نے دریافت کیا اے عباسؓ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا علی بن ابی طالب اور مہاجرینؓ ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی جماعت میں سامنے سے آئے۔ ابوسفیانؓ نے پوچھا اے عباسؓ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جنھیں شہادت کی موت مرغوب ہے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات انصار کے ہمراہ ہیں ابوسفیانؓ نے کہا میں نے کسریٰ اور قیصر کی سلطنتیں دیکھی ہیں مگر تمہارے بھتیجے جیسی سلطنت نہیں دیکھی حضرت عباسؓ نے فرمایا یہ سلطنت نہیں ———

نبوت ہے ؎۱

طبرانی میں ہے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے تشریف لے چلے آپؐ کی معیت میں بارہ ہزار کا لشکر تھا جن میں مہاجرین اور انصار، اسلم، غفار، جہینہ، بنی سلیم تھے آپ کا لشکر سوار اور پیادہ مرالظہران تک پہنچ گیا مگر قریش مکہ کو کوئی خبر نہ ہوئی اور قریش نے حکیم بن حزام اور ابو سفیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی طرف سے اس لئے روانہ کر رکھا تھا کہ آپ سے ہماری سلامتی کا عہد و پیمان لے کر کے آئیں یا اعلانِ جنگ کر کے آئیں یہ دونوں مکہ سے چلے تھے راستہ میں بدیل سے ملاقات ہوئی اس کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا ابھی یہ لوگ مکہ سے نکل کر اراک تک ہی پہنچے تھے کہ رات ہوگئی انہوں نے دیکھا کہ ہزاروں خیمہ لگے ہوئے ہیں، در بہت بڑا لشکر پڑا ہوا ہے اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آرہی ہیں یہ تینوں بہت گھبرائے اور کہنے لگے شاید بنی کعب کے لوگ ہیں جو جنگ کے ارادہ سے یہاں جمع ہوئے ہیں بدیل نے کہا اس لشکر کی تعداد بنی کعب سے کہیں زیادہ ہے بنی کعب تو اس لشکر کا پاسنگ بھی نہیں ممکن ہے کہ قبیلہ ہوازن ہماری زمین پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے جمع ہوا ہو مگر خدا کی قسم یہ بات بھی نہیں یہ لشکر تو حاجیوں کی تعداد کے لگ بھگ ہے، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں کو اس لئے بھیج رکھا تھا جو جاسوسوں کو پکڑ کر لے آئیں قبیلہ خزاعہ اسی راستہ پر آباد تھا جس نے لوگوں کی آمد و رفت کر رکھی تھی ابو سفیان اور ان کے دونوں ساتھی جب مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو سواروں نے ان کو رات کی تاریکی میں گرفتار کر لیا اور جب ان کو لیکر چلے ان لوگوں کو اپنے قتل کئے جانیکا پورا گمان تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کو دیکھتے ہی ایک کچوکا ان کی گردن میں دیا اور لوگوں نے بھی ان کو گھیرے میں لے لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے چلے ابو سفیان کو اپنے مارے جانیکا پورا اندیشہ تھا راستہ میں حضرت عباسؓ پر جو زمانہ جاہلیت میں ان کے بڑے پکے یار تھے نظر پڑی فوراً چلا اٹھے کہ تم لوگ مجھے عباسؓ کی سپردگی میں کیوں نہیں دیدیتے یہ آواز سنتے ہی حضرت عباسؓ نے ان کے پاس آکر لوگوں کو ہٹایا اور خود ان کو لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی کہ ابو سفیان کو ان کی سپردگی میں دیدیں تاکہ یہ ان کو لشکر میں گشت کرالائیں آپؐ نے اجازت دیدی، حضرت عباسؓ نے رات ہی میں ان کو گھوڑے پر بٹھا کر تمام لشکر کی سیر کرائی تمام اہل لشکر نے ابو سفیان کی گرفتاری دیکھ لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کی گردن پر کچوکا لگاتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ خدا کی قسم آپؐ کی خدمت

؎۱ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۷۰، رواہ الطبرانی وفیہ حرب بن الحسن الطحان وہو ضعیف وقد وثق۔ انتہی۔

میں حاضر ہوتے ہی تیرا خاتمہ کر دیا جائیگا اور ابو سفیان نے اس بارے میں حضرت عباسؓ سے فریاد رسی
چاہی تھی چنانچہ حضرت عباسؓ نے آگے بڑھ کر لوٹ مارت ان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔ حضرت عباسؓ
نے ان کو لشکر کا گشت کرایا لوگوں کی کثرت اور ان کی فرماں برداری دیکھ کر ابو سفیان بولے کہ میں نے آج
رات جیسا مجمع کسی قوم کا نہیں دیکھا، حضرت عباسؓ نے لوگوں کے ہاتھ سے انہیں بچایا اور کہا اگر
تم اسلام نہ لاؤ گے اور اس بات کی گواہی نہ دو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو تم یقیناً
قتل کر دیئے جاؤ گے، ابو سفیان ہر چند کلمہ شہادت کہنا چاہتے تھے مگر ان کی زبان گویائی نہ کرتی تھی
یہ رات انہوں نے حضرت عباسؓ کے پاس گذاری حکیم بن حزم اور بدیل بن ورقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی اسلام لے آئے اور آپ ان دونوں سے اہل مکہ کی خبریں پوچھ رہے
تھے، اتنے میں صبح کی اذان ہوئی لوگوں نے نماز کی تیاری شروع کی، ابو سفیان نے گھبرا کر حضرت عباسؓ
سے پوچھا کہ یہ لوگ کس چیز کی تیاری کر رہے ہیں حضرت عباسؓ نے کہا کہ یہ مسلمان لوگ اب حضور علیہ
السلام کی تشریف آوری کا سامان کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت عباسؓ ان کو لیکر باہر نکلے جب انہوں
نے لوگوں کے مجمع کو دیکھا ابو سفیان نے کہا اے عباسؓ کیسی بات ہے کہ اگر آپ ان لوگوں کو کسی بات
کا حکم دیتے ہیں تو یہ اس کو کر گذرتے ہیں

حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کو کھانے پینے سے روک دیں تو لوگ
آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل کرتے ہیں، حضرت عباسؓ نے فرمایا آپ سے گفتگو کر کے دیکھو، تمہاری ساری قوم
جمع ہے شاید کوئی تمہاری معافی کا ان میں سے طلبگار ہو جائے، حضرت عباسؓ ابو سفیان کو لیکر آپ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابو سفیان ہیں ابو سفیان نے کہا میں نے اپنے معبود سے بھی
مدد طلب کی اور آپ کے معبود سے بھی امداد طلب کی پس خدا کی قسم آپ ہی کو میرے اوپر غلبہ رہا۔ اگر میرا
معبود درحقیقت معبود ہوتا اور آپ کا معبود، معبود نہ ہوتا تو میں ضرور آپ پر غالب آ جاتا اس کے بعد کلمہ شہادت
پڑھا کہ بیشک سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
اور ایمان لے آئے، حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے اجازت
دیں کہ میں آپ کی قوم کے پاس جا کر ان کو ڈراؤں اور اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف بلاؤں آپ نے حضرت
عباسؓ کو اجازت دیدی، حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے کس طرح جا کر کہوں؟ آپ
امن کی کچھ ایسی باتیں واضح کر دیں جس سے قوم مطمئن ہو جائے آپ نے فرمایا ان سے کہہ دینا جو
اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک
نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کے لئے امن ہے

ور جو ہتھیار ڈال کر کعبہ کے پاس بیٹھ گیا اس کے لئے بھی امن ہے، جس نے اپنے دروازے بند کر لئے اس کے لئے بھی امن ہے، حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسفیان ہمارے چچیرے بھائی ہیں۔ ور مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ بھی میری معیت میں رہیں۔ آپ ان کو کچھ امتیازی عزاز بخشئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ابوسفیان کے مکان میں داخل ہوا سے بھی امن ہے، ابوسفیان کا مکان مکہ کے بالائی حصہ پر تھا انہوں نے وہاں پہونچ کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا، اسی سلسلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو حکیم بن حزامؓ کے مکان میں داخل ہوا اور کسی قسم کی دست درازی نہیں کی اُسے بھی امن ہے ان کا مکان مکہ کے نیچے کی جانب تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو اسی سفید خچر پر جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا سوار کرا کر مکہ بھیج دیا۔ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو اپنے پیچھے بٹھا کر چل دیئے جب حضرت عباسؓ چل دیئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمی بھیج کر حضرت عباسؓ کو طلب کیا اور فرمایا حضرت عباسؓ کو روک کر میرے پاس لے آؤ اور آپ نے ان لوگوں سے جس بات کا ابوسفیان سے خطرہ تھا اس کو بیان کیا چنانچہ قاصدوں نے حضرت عباسؓ کو روکا حضرت عباسؓ کو لوٹنا کسی قدر ناگوار گذرا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خطرہ ہے کہ ابوسفیان اسلام سے پھر جائیں گے اور چند کفار کی طرف رغبت کریں گے اور اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو جائیں گے؟ خیر حضرت عباسؓ واپس ہوئے آپؐ نے ابوسفیان کے روک دیئے جانے کا حکم دیا اور یہ روک دیئے گئے اس پر ابوسفیان گھبرا کر بولے اے بنی ہاشم! یہ کیا غداری ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا کہ ہم غداری نہیں کرتے ہیں لیکن بعض ضروریات کی بنا پر تم کو روکا جا رہا ہے ابوسفیان نے پوچھا کہ وہ کیا ضرورت ہے؟ بتایئے تو میں اُسے پورا کردوں حضرت عباسؓ نے کہا ابھی حضرت خالد بن ولید اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما آتے ہوں گے ان سے معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ ایک تنگ گھاٹی کے کنارے پیلو کے پیڑ کے نیچے لیکر کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو حضرت عباسؓ کی بات سے اطمینان ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے سواروں کو بھیجنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں کے دو حصے کر رکھے تھے، اگلے دستے میں حضرت زبیرؓ تھے اور ان کے پیچھے اسلم اور غفار اور قضاعہ کے شہسوار تھے ابوسفیان نے پوچھا کہ اے عباسؓ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں حضرت عباسؓ نے کہا نہیں یہ خالد بن ولید ہیں اس کے بعد نبی علیہ السلام نے انصار کے ایک لشکر کے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا حضرت سعدؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے گذرے

الیوم یوم الملحمہ ✤ الیوم تستحل الحرمہ

آج کا دن گھمسان لڑائی کا دن ہے۔ آج کے دن عزتیں پامال کی جائیں گی۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک انصار اور مہاجرین کی جمعیۃ میں گذری جب ابوسفیان نے اس کثیر جماعت کو دیکھا اور ان کو پہچانتے نہ تھے، عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنی قوم پر اس جماعت کو ترجیح دی اور اُن کے مقابلہ میں ان انصار کو اختیار کیا؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کام تمہارا اور تمہاری قوم کا ہے ان لوگوں نے میری تصدیق کی اور تم لوگوں نے میری تکذیب کی جب تم لوگوں نے مجھے جلاوطن کر دیا انہیں لوگوں نے میری امداد و اعانت کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس روز اقرع بن حابسؓ اور عباسؓ بن مرداس اور عیینہ بن حصن بن بدر فزاری رضی اللہ عنہم تھے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا اے عباس! یہ کون لوگ ہیں حضرت عباسؓ نے فرمایا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے اور یہ وہ لشکر ہے جس نے اس کا مقابلہ کیا خون میں ملوث ہی نظر آیا، یہ مہاجرین و انصار ہیں ابوسفیان نے کہا اے عباس! اب چلو میں نے تو آج کے دن جیسا بڑا لشکر اور اتنی بڑی جماعت کبھی نہیں دیکھی حضرت زبیرؓ کی جماعت یہاں سے چل کر حجون پہاڑی پر ٹھہر گئی، حضرت خالدؓ کا دستہ مکہ کے نیچے کی جانب سے داخل ہوا، ان سے بنی بکر کے بدمعاشوں کا ٹکراؤ ہو گیا، ان کو اللہ پاک نے شکست دی، اور یہ لوگ حزورہ مقام پر مارے گئے ان کے کچھ باقیماندہ لوگ گھروں میں بھاگ گئے اور کچھ خندمہ پہاڑی پر چڑھ گئے، اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آخری دستہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور ایک منادی نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ جو اپنے دروازے بند کر کے بیٹھ رہا اور اپنا ہاتھ روک لیا اسے امن ہے اور حضرت ابوسفیانؓ نے مکہ میں یہ آواز دی لوگو! اسلام لے آؤ ۔۔۔ محفوظ ہو گے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عباسؓ کی بدولت اہل مکہ پر کرم کیا، ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے سامنے سے آ کر ان کی داڑھی پکڑ کر بلند آواز سے کہا اے خاندان غالب! اس بیوقوف بڈھے کو قتل کر دو، حضرت ابوسفیانؓ نے کہا میری داڑھی چھوڑ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تو اسلام نہیں لائے گی تو میں تیری گردن مار دونگا تیرا ناس جائے آپ ایک حق بات لے کر آئے ہیں تو اپنی جھونپڑی میں چلی جا اور یہ کہا کہ خاموش رہ [1]

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۷ رواہ الطبرانی مرسلاً وفیہ ابن لہیعۃ وحدیثہ حسن وفیہ ضعف انتہی واخرجہ ایضاً ابن عائذ فی مغازی عروۃ رضی اللہ عنہ بطولہ کما فی فتح ج ۸ صفحہ ۵ واخرجہ البخاری عن عروۃ مختصراً والبیہقی ج ۹ صفحہ ۱۱۹ کذلک

حضرت سہیل بن عمروؓ[1] کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے میں بھی اپنے گھر میں گھس گیا اور اپنے دروازے بند کر لئے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حضورؐ کی خدمت میں اپنے لئے طلب امن کی غرض سے بھیجا اس لئے کہ مجھے اپنے قتل کئے جانے کا بڑا اندیشہ تھا چنانچہ عبداللہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کیا آپؐ میرے والد کو امن دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہ اللہ پاک کی امن میں ہے اُسے چاہیئے کہ گھر سے باہر نکلے اس کے بعد آپؐ نے حاضرین سے فرمایا تم میں سے جس کسی کی سہیل سے ملاقات ہو ان کی طرف گھور کر بھی نہ دیکھے، تاکہ وہ گھر سے باہر نکلیں درمیری عمر کی قسم[2] سہیل میں عقل اور شرافت ہے اور سہیل جیسے کو تو اسلام اور حق بات سے ناواقف نہ ہونا چاہیئے تھا وہ جس کام میں پھنس رہے ہیں وہ ان کے لئے مفید نہیں ہے عبداللہ نے اپنے باپ سہیل کو جا کر آپ کی باتوں کی خبر دی تو سہیل نے کہا کہ بیشک خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی بھلے تھے اور بڑے ہو کر بھی آپ انتہائی بھلے ہیں اس کے بعد سہیل کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے اور غزوہ حنین میں حضورؐ کے ہمراہ رہے گو ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا موضع جعرانہ میں آپؐ پر اسلام لے آئے آپؐ نے غزوہ حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو سو اونٹ مرحمت فرمائے[3]۔

حضرت عمر[4] بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فتح مکہ کے دن حضورؐ نے صفوان بن امیہ اور ابوسفیان بن حرب بن ہشام کو آدمی بھیج کر بلوایا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے ان لوگوں پر آپ کو قدرت دی ہے میں ان سے وہ تمام باتیں کہونگا جو ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیں حضرت عمرؓ کی باتیں سنیں اور ان کی آمد پر حضورؐ نے فرمایا میری اور تم لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسی کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا،

"لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ — آج تم پر کوئی ملامت اور سرزنش نہیں
يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ — اللہ تم سب کی مغفرت کرے۔ اور وہ تمام رحم
وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (یوسف ع ۱۰) — کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باتیں سنکر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا، کہ آپ نے میری وہ مکروہ باتیں سنیں اور آپنے ان لوگوں سے کس قدر شرافت کی بات کہی[5]۔

---

[1] اخرجہ الواقدی وابن عساکر وابن سعد عن سہیل بن عمرو [2] اس زمانہ تک عمر وغیرہ کی قسم کھانا ممنوع نہ ہوا تھا،
[3] کذا فی کنزالعمال ج ۵ صفحہ ۲۹۴ واخرجہ ایضاً الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۲۸۱ بمثلہ [4] اخرجہ ابن عساکر
[5] کذا فی کنزالعمال ج ۵ صفحہ ۲۹۴

ابن زنجویہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد بیت اللہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے باہر تشریف آوری کے وقت بیت اللہ کے دروازے کے دونوں بازؤں پر ہاتھ رکھ کر آپ نے فرمایا اے مکہ والو اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ سہیل بن عمرو نے کہا ہم آپ کی طرف سے بھلائی کا گمان رکھتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ آپ کرم فرما بھائی ہیں اور محسن قدیم کے بیٹے، اور آپ کو اب ہمارے اوپر غلبہ حاصل ہے، آپ نے فرمایا میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہا تھا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ آج تم پر کوئی نکیر نہیں، پکڑ نہیں [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ فتح مکہ کے بعد کعبہ میں تشریف لائے اس کے دروازے کے دونوں بازؤں پر ہاتھ رکھ کر آپ نے فرمایا اے اہل مکہ! تم کیا کہتے ہو اور تمہارا کیا گمان ہے؟ اہل مکہ نے کہا کہ آپ ہمارے برادر زادہ ہیں اور بُردبار اور رحم دل چچا کے بیٹے ہیں اہل مکہ نے یہ بات تین مرتبہ کہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا یعنی لاتثریب علیکم الیوم، آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تم سب کی مغفرت کرے اور وہ ارحم الراحمین ہے،

آپ سے یہ کلام سنکر اہل مکہ اس طرح واپس ہوئے جیسے قبروں سے خوش وخرم اٹھائے گئے ہوں، اور ایک ایک کرکے سبھی اسلام میں داخل ہو گئے، اسی قصہ [۲] میں امام شافعیؒ حضرت امام ابویوسفؒ سے اس طرح پر نقل کرتے ہیں کہ جب اہل مکہ مسجد الحرام میں آپ کے گرداگرد جمع ہوئے آپ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کا کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ اہل مکہ نے کہا کہ ہمارا گمان آپ کے متعلق بھلا ہے آپ خود بھی کریم ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو،

حضرت عکرمہ رضؓ بن ابوجہل کا قبولِ اسلام

حضرت عبداللہ [۳] بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی اُمّ حکیم بنت الحارث بن ہشام فتح مکہ کے دن اسلام لے آئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عکرمہ ملک یمن بھاگ گئے انہیں اپنے قتل کئے جانے کا بہت بڑا اندیشہ ہے لہذا آپ ان کو امن دیدیجئے رسول اللہ صلی اللہ

---

[۱] عند ابن زنجویہ فی کتاب الاموال من طریق ابن ابی حسین کذا فی الاصابہ ج ۲ صفحہ ۹۳ [۲] خرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۱۸ من طریق القاسم بن سلام بن مسکین عن ابیہ عن ثابت البنانی عن عبداللہ بن رباح عن ابی ہریرہ۔ فذکر الحدیث
[۲] بیہقی
[۳] خرج الواقدی ابن عساکر عن عبداللہ بن الزبیر

علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میری طرف سے امن ہے یہ اپنے رومی غلام کے ہمراہ اپنے شوہر کی طلب میں نکلیں غلام نے راستہ میں انہیں بدکاری کی نیت سے پھسلانا شروع کیا، یہ حیلہ وبہانہ سے کام لیتی رہیں یہاں تک کہ قبیلۂ عک میں پہونچ گئیں اور اس قبیلہ سے غلام کے بارے میں امداد طلب کی لوگوں نے اس غلام کو رسیوں سے باندھ کر ڈال دیا، ادھر عکرمہ تہامہ کے سمندر کے کنارے جا پہونچے تھے اور کشتی پر سوار بھی ہو گئے تھے جہاز راں نے ان سے بار بار کہنا شروع کیا بھنور سے خلاصی کی صورت اختیار کرو عکرمہ نے کہا آخر کیا کہوں؟ جہاز راں نے کہا لا الٰہ الا اللہ کہو، عکرمہ نے کہا میں اسی کلمہ ہی سے تو بھاگا ہوں، اتنے میں اُم حکیم بھی آپہونچیں، اور انہوں نے بھی اس کلمہ کے کہنے پر انہیں آمادہ کیا، اور یہ بھی کہا اے میرے چچیرے بھائی میں تیرے پاس ایک ایسی ذات کی جانب سے آرہی ہوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بھلے اور بہت ہی رسا اور پہونچے ہوئے انسان ہیں، کیوں اپنے آپ کو تم نے ہلاکت میں ڈالا (اور جلا وطنی کی شقت برداشت کی) ان کے لئے کشتی ٹھہرائی گئی یہ بھی کشتی پر سوار ہو گئیں، اور کہا کہ میں نے تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن طلب کرلی ہے، عکرمہ نے کہا تم نے؟ اُمّ حکیم بولیں ہاں ہاں! میں نے تمہارے لئے امن طلب کرلی ہے، چنانچہ عکرمہ یہیں سے بیوی کے ساتھ واپس ہو گئے، انہوں نے رومی غلام کا قصہ بیان کیا، اور عکرمہ نے اس غلام کو قتل کردیا، اور یہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے جب یہ مکہ کے قریب ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا تم لوگوں کے پاس عکرمہ بن ابوجہل مومن اور مہاجر ہو کر آرہے ہیں تم ان کے باپ کو بُرا نہ کہنا میت کو بُرا کہنے سے اس۔۔ کے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف پہونچتی ہے میت کا کچھ نہیں بگڑتا، عکرمہ نے درمیان راہ میں اپنی بیوی سے صحبت کا کئی مرتبہ مطالبہ کیا انہوں نے صاف انکار کردیا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان عکرمہ نے کہا کہ جس بات نے (اسلام لانے نے) تجھ کو اس کام سے (صحبت سے) روکا ہے بیشک بہت بڑا کام ہے، (القصہ جب یہ مکہ معظمہ پہونچے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے ہی لپکے اور آپؐ کے جسم اطہر پر چادر تک نہ تھی اور ان کی آمد سے انتہائی خوش ہوئے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور عکرمہ آپؐ کے سامنے کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی نقاب ڈالے ہوئے تھیں اور آپ سے عرض کیا اے محمد! اس نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ آپ نے میرے لئے امن کا حکم دیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اور تمہارے لئے امن ہے عکرمہ نے کہا کہ اے محمد! آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور میں بیشک اللہ کا رسول ہوں اور نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو، اور یہ کرو اور وہ کرو چند اور اسلام کے خصائل آپؐ نے سمجھائے، عکرمہ نے کہا خدا کی قسم آپ نے حق ہی کی طرف بلایا ہے

اور آپ نے بھی ہمیں باتوں کی دعوت دی ہے، خدا کی قسم آپ تو دعوتِ حق کی طرف بلانے سے پہلے ہی ہم میں زیادہ صادق القول مشہور تھے اور ہم سب میں آپ زیادہ بھلے تھے اس کے بعد حضرت عکرمہؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام لانے سے بہت ہی خوش ہوئے پھر حضرت عکرمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ مجھے کوئی ایسی بھلی بات سکھائیے جس کو میں کہہ لیا کروں آپؐ نے فرمایا تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہا کرو حضرت عکرمہؓ نے کہا کہ اور کچھ بھی بتائیے آپؐ نے فرمایا کہو کہ میں اللہ کو اور حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان، اور مجاہد اور مہاجر ہوں چنانچہ حضرت عکرمہؓ نے یہ کہا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آج جو کچھ بھی تم مجھ سے مانگو گے میں تم کو دے دیدونگا حضرت عکرمہؓ نے کہا میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ آج تک جو عداوت میں نے آپ سے برتی ہے یا جو کچھ آپ کے راستے میں روڑے اٹکائے ہیں اور ہر وہ جنگ وجدال جو آپ کے ساتھ کی ہے یا جو جو باتیں آپ کے متعلق منہ در منہ یا پسِ پشت کہی ہیں ان سب کو آپ معاف کردیں اور ان کے بارے میں اللہ سے طلب مغفرت فرمائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ہی یہ دعا دی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ كُلَّ عَدَاوَةٍ عَادَانِيْهَا وَكُلَّ مَسِيْرٍ سَارَ فِيْهِ اِلٰى مَوْضِعٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْمَسِيْرِ اِطْفَاءَ نُوْرِكَ وَاغْفِرْ لَهٗ مَا نَالَ مِنِّيْ عِرْضٍ فِيْ وَجْهِيْ اَوْ اَنَا غَائِبٌ عَنْهُ۔

ترجمہ اے میرے اللہ عکرمہ کی ہر وہ عداوت جو اس نے میرے ساتھ برتی اور ہر وہ نقل وحرکت جس کے ذریعہ وہ ایسی جگہ چلے جس سے تیرے نور کے بجھانے کا ارادہ کیا ہو ان سب کو معاف کردے اور جو کچھ انہوں نے میری آبروریزی میں مقابلہ میں یا پس پشت کیا ان سب کو معاف کردے'

حضرت عکرمہؓ بولے یا رسول اللہ اب میں راضی ہوگیا اور اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ میں ان تمام خرچوں کو جس کو میں اللہ کی راہ میں رکاوٹ کے لئے خرچ کرتا تھا اب اس سے دگنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا نہ چھوڑونگا، اور جتنی لڑائیاں میں نے اللہ کے راستے میں رکاوٹ کے لئے لڑیں اس سے دگنی اب اللہ کے راستے میں لڑونگا۔ اس کے بعد یہ جہاد میں لگ گئے یہاں تک کہ اللہ کے راستے میں شہید کئے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نکاحِ جدید کے ام حکیم کو ان کے نکاح میں باقی رکھا واقدی کی حدیث میں ہے کہ حنین کی لڑائی میں سہیل بن عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا محمد اور ان کے ساتھیوں کو لڑائی کا تجربہ نہیں ہوا تھا حضرت عکرمہؓ نے اس سے کہا کہ یہ بات نہیں بلکہ شکست وفتح اللہ کے ہاتھ میں ہے، محمد کو اس بارے میں کوئی دخل نہیں اگر آج اللہ تمہیں شکست دے رہا ہے تو کل کے دن اللہ پاک ان کو فتح دے سکتا ہے، سہیل نے کہا خدا کی قسم تیرا زمانہ آپ کی مخالفت میں بہت تھوڑا ہے جبھی تم نے ایسا کہا عکرمہ نے کہا اے ابو یزید! خدا کی قسم ہم لوگ

ایک غیر ضروری کام میں لگے ہوئے ہیں ذرا اپنی سمجھ کو سمجھ خیال کر رہے ہیں ایسے پتھروں کی تم پوجا کیا کرتے ہیں جو نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع [1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ایک روایت میں ہے کہ جب عکرمہؓ حضورؐ کے دروازے پر پہونچے آپ بہت خوش ہوئے اور ان کی طرف فوراً کھڑے ہو کر لپکے اور ان کے آنے سے آپ کو انتہائی خوشی ہوئی [2]

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں جب میں آپ کی خدمت میں پہونچا تو میں نے کہا اے محمد اس (میری بیوی) نے مجھ کو خبر دی ہے کہ آپ مجھے امن دے چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تمہارے لئے امن ہے میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور میں نے کہا آپ تمام لوگوں میں بھلے اور انتہائی سچے اور بہت زیادہ وعدہ کے وفا کرنے والے ہیں حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ سب کچھ کہہ رہا تھا لیکن انتہائی شرم کی وجہ سے سر جھکائے ہوئے تھا اس کے بعد میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے مغفرت طلب کیجئے، ہر اس عداوت سے جو میں نے آپ کے ساتھ برتی اور ہر اس گھڑ دوڑ اور لشکر کشی سے جس میں میں نے اظہارِ شرک کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا اے میرے اللہ! عکرمہ کی ہر اس عداوت کو جو انہوں نے میرے ساتھ برتی اور ہر لشکر کشی کو جو تیرے راستے میں روکنے کے لئے استعمال کی معاف فرما دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ کو کوئی ایسی بھلی بات ان باتوں میں سے سکھائیے جو آپ جانتے ہیں تاکہ میں اس پر عمل کروں فرمایا کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہو اس کے بعد حضرت عکرمہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ میں ان نفقات کو جس کو اللہ کے راستے میں روکنے کے لئے خرچ کیا کرتا تھا نہ چھوڑونگا اور اس کی تعداد دوگنی کر کے فی سبیل اللہ خرچ کرونگا۔ اور جتنی میری لڑائیاں اللہ کے راستے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہیں اس سے دگنی لڑائیاں میں اللہ کے راستے میں لڑونگا چنانچہ یہ جہاد میں لگ گئے اور یوم اجنادین میں شہید کئے گئے اور یہ زمانہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے سال صدقہ کی وصولیابی کے لئے ان کو عامل بنا کر قبیلۂ ہوازن کی طرف روانہ کیا تھا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ان دنوں عکرمہؓ یمن کے ایک شہر تبالہ میں تھے [3]

حضرت صفوان بن امیہؓ کا قبولِ اسلام

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں فتح مکہ کے روز ان کی بیوی بغوم بنت معدل کنانیہ مسلم

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۷۵ [2] اخرجہ ایضا الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۴۱ من حدیث عبداللہ بن زبیر ولکنہ تفرد فیہ
[3] اخرجہ الطبرانی ایضاً عن عروۃ رضی اللہ عنہ قصۃ اسلامہ مختصرا کما فی مجمع ج ۹ صفحہ ۳۸۵ واخرجہ الواقدی وابن عساکر عن عبد اللہ

لے گئی تھیں، اور صفوان بھاگ کر ایک گھاٹی میں چھپ رہے تھے ان کے ساتھ ان کا غلام یسار تھا اس
سے کہہ رہے تھے دیکھو! یہ کون سامنے سے آ رہا ہے غلام نے کہا یہ عمیر بن وہبؓ ہیں صفوان نے کہا کہ میں
اب کیا کروں خدا کی قسم یہ تو میرے قتل کے ارادہ سے آ رہا ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مجھ پر غلبہ ہو چکا ہے
اس کے بعد یہ عمیرؓ سے ملے اور ان سے کہا اے عمیر! اتنا کچھ میرے ساتھ کر گزرنے کے بعد بھی تمہیں اب
بھی چین نہ آیا، پہلے تو مجھے دین اور [illegible] کے خرچ کا [illegible] اور آج تم میرے قتل کے ارادہ سے
آئے ہو، حضرت عمیرؓ نے کہا میں تم پر نثار جاؤں (تمہارے قتل کے ارادہ سے نہیں) بلکہ میں تو تمہارے
پاس ایک ایسی ذات گرامی کے پاس سے آ رہا ہوں جو تمام انسانوں سے بھلے اور تمام انسانوں سے
زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اور اس سے پہلے حضرت عمیرؓ حضورؐ سے عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ!
میری قوم کا سردار بھاگ گیا ہے تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دے اور اس بات سے وہ ہراساں ہے
کہ شاید آپ اس کو امن نہ دیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ اس کو امن دیدیجئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امن دیدیا اس کے بعد یہ صفوان کی تلاش میں چلے تھے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے
عمیرؓ نے کہا کہ حضورؐ تمہیں امن بھی دے چکے ہیں صفوان نے کہا خدا کی قسم میں تیرے ساتھ ہرگز نہیں
واپس جاؤنگا جبتک کہ آپؐ کے پاس سے ایسی کوئی علامت تم نہ لے آؤ کہ جسے میں پہچان لوں حضرت
عمیرؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات کہہ سنائی، آپؐ نے اپنی دستار مبارک ان کے
حوالہ کی حضرت عمیرؓ آپؐ کی دستار کو لیکر صفوان کے پاس پہنچے یہ دستار وہی چادر ہے جس کو
سر پر لپیٹ کر آپؐ آج مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تھے جو حبرہ کی قسم سے تھی، عمیرؓ آپؐ کی چادر مبارک
لیکر صفوان کے پاس پہنچے اور کہا اے ابو وہب! میں تمہارے پاس ایسی ذات گرامی کے پاس سے
آ رہا ہوں جو تمام لوگوں میں سے زیادہ بھلے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور نیک طینت
اور بردبار ہیں ان کی بزرگی تمہارے لئے بزرگی ہے ان کی عزت تمہارے لئے عزت ہے ان کا
ملک تمہارے لئے ملک ہے، جو تمہارے ہی خاندان سے ہیں، اور میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں،
صفوان نے کہا مجھے اپنے قتل کئے جانے کا خوف ہے، حضرت عمیرؓ نے کہا تمہیں تو آپؐ نے اسلام میں داخل
ہونے کے لئے بلایا ہے پس اگر تمہیں اسلام لانا منظور ہو تو فبہا ورنہ تمہارے لئے دو ماہ کی ڈھیل
ہے، آپؐ تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ وعدہ کے پورا کرنے والے اور بھلے ہیں اور علامت
کے لئے تمہارے پاس حضورؐ نے اپنی وہ چادر مبارک بھیجی ہے جس کو آپؐ سر مبارک پر لپیٹ کر مکہ
میں داخل ہوئے تھے کیا تم اس کو پہچان لوگے صفوان نے کہا ہاں! ضرور پہچان لونگا چنانچہ انہوں نے
وہ چادر نکالی، صفوان نے کہا ہاں! یہ وہی چادر ہے، صفوان وہاں سے واپس ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جبکہ آپؐ مسجد میں عصر کی نماز پڑھا رہے تھے، یہ دونوں ٹھہر گئے صفوان نے پوچھا دن رات میں کتنی مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے؟ عمیرؓ نے کہا پانچ نمازیں، صفوان نے پوچھا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی سب کو نماز پڑھاتے ہیں؟ عمیرؓ نے کہا جی ہاں، جیسے ہی آپؐ نے سلام پھیرا صفوان نے بلند آواز سے چلا کر کہا اے محمد! عمیر بن وہبؓ میرے پاس آپؐ کی چادر لیکر آئے اور یہ دعویٰ کیا کہ آپ نے مجھے بلایا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، اگر میں اس بات کو مان لوں (یعنی اسلام قبول کر لوں) تو فبہا ورنہ مجھے دو ماہ سوچ بچار کی مہلت ہے، آپؐ نے فرمایا اے ابو وہب! ذرا سواری پرسے تو اترو، صفوان نے کہا نہیں نہیں خدا کی قسم میں نہ اتروں گا یہاں تک کہ آپؐ بات مجھ سے واضح کر کے کہدیں آپؐ نے فرمایا تمہیں دو ماہ چھوڑ چار ماہ کی مہلت ہے اس کے بعد صفوان اتر آئے اسی دوران میں حضورؐ قبیلۂ ہوازن کی طرف چلے صفوان بھی بحالتِ کفر آپؐ کے ہمراہ تھا، آپؐ نے اس سے زرہیں ادھار لیں چنانچہ سو زرہیں مع ساز و سامان کے آپ کو بطور عاریت دیں اور کہا اب تو جبراً اور قہراً دینا ہی پڑیں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایسا خیال مت کرو) یہ عاریت ہیں اور ضرور دے دی جائیں گی، اور ان کے متعلق حضورؐ نے، اُنہیں بھی سواری پر بٹھا کر حنین لانے کا حکم دیا اور غزوۂ حنین اور طائف میں آپؐ کے ہمراہ رہے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جعرّانہ واپس آئے تب بھی صفوان بن امیہ آپ کے ساتھ تھے آپؐ مال غنیمت کی دیکھ بھال کر رہے تھے، صفوان نے بھی دیکھنا شروع کیا کہ جعرّانہ کی تمام گھاٹی مالِ غنیمت سے بھری ہوئی ہے، بکریاں بھی ہیں اونٹ بھی ہیں اور بڑے غور سے ان مالوں کو دیکھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طرف دیکھتے رہے آپؐ نے فرمایا اے ابو وہب! تمہیں یہ مال سے بھری ہوئی گھاٹی پسند ہے صفوان نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا کہ یہ گھاٹی اور جو کچھ اس میں ہے سب تمہارے لئے ہے صفوان نے یہ سنتے ہی کہا کہ سوائے نبی کے کسی انسان کا نفس اتنی سخاوت نہیں کر سکتا میں گواہی دیتا ہوں بیشک سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اسی جگہ اسلام لے آئے۔[1]

امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ حنین کی لڑائی کے لئے جب حضورؐ نے صفوان سے زرہیں بطور عاریت لیں تو صفوان نے کہا کہ اے محمد! کیا غصب ہے، آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ یہ ایسی عاریت

---

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۹۴ و اخرجہ ابن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مختصراً کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۸

[2] اخرج امام احمد ج ۶ صفحہ ۴۶۵ عن امیۃ بن صفوان بن امیہ عن امیہ

ہے جس کا تاوان دیا جائیگا چنانچہ اس جنگ میں بعض زرہیں ضائع ہو گئی تھیں آپؐ نے اس کا تاوان
ن کو دینا چاہا صفوان نے کہا یا رسول اللہ میں آج کے دن اسلام کی طرف زیادہ راغب ہوں (ان زرہوں
وکیا کرونگا ور اسلام لے آئے)

حضرت حویطب بن عبد العزیٰ رضی اللہ کا قبولِ اسلام

حضرت حویطبؓ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو مجھے انتہائی خوف
محسوس ہوا میں اپنے گھر سے نکل گیا اور اپنے بال بچوں کو کئی ایک جگہ منتقل کر گیا تاکہ وہ محفوظ رہیں اور
ین عوف کے باغ میں جا پہونچا اور اسی میں رہنے لگا' اچانک حضرت ابوذر غفاریؓ سے میری ملاقات
ہوئی میرے اور ان کے درمیان پرانی دوستی تھی اور دوستی عموماً محافظت کرتی ہے میں انہیں دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا
نہوں نے کہا اے ابو محمد! میں نے کہا فرمایئے میں حاضر ہوں؟ پوچھا بھاگ کیوں رہے ہو؟ میں نے
کہا خوف کی وجہ سے' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں' تمہیں اللہ کی دی ہوئی
من کے ساتھ امن ہے یہ سنکر میں ... ان کی طرف لوٹا اور میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے کہا
چھوڑیئے گھر چلو میں نے کہا میرے لئے گھر جانے کی کوئی سبیل بھی ہے خدا کی قسم میرا تو گمان یہ ہے
کہ میں گھر تک زندہ نہیں پہونچ سکتا یا تو راستے میں مارا جاؤنگا یا گھر میں داخل ہوتے ہی قتل کر دیا
جاؤنگا ور میرے بال بچے بھی مختلف جگہ پر ہیں' ابوذرؓ نے کہا اپنے بال بچوں کو کسی جگہ اکٹھا کر لو اور
میں تمہارے گھر تک تمہارے ساتھ چلونگا چنانچہ وہ مجھے اپنے ساتھ لیکر گئے اور بلند آواز سے یہ کہتے گئے
کہ حویطب کو امان مل چکا ہے ان کو کوئی چھیڑے نہیں' اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا آپؐ نے فرمایا کہ جن لوگوں کے قتل کرنے
کا میں حکم دے چکا ہوں ان کے سوا تمام لوگوں کو امن ہے کیا تم تک یہ بات نہیں پہونچی؟ حضرت
حویطبؓ کہتے ہیں یہ اطلاع ملکر مجھے اطمینان ہو گیا اور میں بال بچوں کو گھر لے آیا۔ اور ابوذر غفاریؓ بھی میرے
پاس آئے اور مجھ سے کہا اے ابو محمد! کب تک اور کب تک؟ بہت سے مواقع خیر کے ہاتھ سے نکل گئے
ب بھی خیر کے مواقع باقی ہیں آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل کر اسلام لے آؤ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بھلے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے
ور سب سے زیادہ بردبار ہیں' آپ ہی کی شرافت تمہارے لئے شرافت ہے آپ ہی کی عزت تمہارے
لئے عزت ہے۔ حویطب نے کہا میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں تم مجھے آپ کے پاس لے چلو

۵۔ اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۹۳ عن المنذر بن جہم

چنانچہ میں حضرت ابوذرؓ کے ساتھ مقام بطحا میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے بس آپؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور میں نے ابوذرؓ سے دریافت کیا کہ آپؐ کو سلام کرنے کا کیا قاعدہ ہے؟ ابوذرؓ نے کہا کہو السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے کہا وعلیکم السلام حویطب ابن سنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام حمد و ثنا اس اللہ کے لئے ہے جس نے تجھے ہدایت دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام سے بہت ہی خوش ہوئے اور آپؐ نے مجھ سے کچھ قرض طلب کیا۔ میں نے چالیس ہزار درہم بطور قرض دیئے[1] میں آپؐ کے ساتھ غزوۂ حنین میں اور طائف میں شریک رہا آپؐ نے مجھے حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا فرمائے۔

ایک[1] اور حدیث میں ہے، حضرت حویطبؓ فرماتے ہیں قریش کے ان بڑے لوگوں میں سے جو اپنی قوم کے دین پر فتح مکہ تک باقی رہ گئے تھے، انہیں فتح مکہ سے اتنی کراہت اور اذیت نہیں پہونچی تھی جتنی کہ مجھے پہونچی تھی لیکن تقدیری بات ہو کر رہتی ہے میں بدر کی لڑائی میں بھی مشرکین کے ساتھ تھا میں نے بچشم خود دیکھا تھا کہ ملائکہ آسمان سے لڑائی کے لئے اتر رہے ہیں اور زمین اور آسمان کے درمیان چکر لگا رہے ہیں، میں نے اُسی وقت کہا تھا کہ اس آدمی کی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) حفاظت کی گئی ہے اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اس کا تذکرہ کسی سے نہ کیا، چنانچہ ہم شکست کھا کر مکہ معظمہ واپس ہوئے میں مکہ میں ٹھہرا رہا اور قریش ایک ایک دو دو کر کے اسلام لاتے رہے صلح حدیبیہ کے دن بھی میں موجود تھا اور اس معاملہ میں بڑھ کر حصہ لے رہا تھا، یہاں تک کہ وہ صلحنامہ پورا ہوا اور اس مصالحت نے بھی اسلام میں ترقی ہی دی، جس چیز کا اللہ پاک ارادہ کرتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے حدیبیہ کے صلحنامہ کا آخری گواہ میں بھی تھا، اور میں نے اپنے جی میں کہا تھا، قریش کو محمد کی جانب سے وہی دیکھنا ہو گا جو قریش کو بُری لگتی ہے، قریش کی حالت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ حملہ تو کیا کرتے نیزے کے ذریعہ مدافعت ہی کر لینا ان کے لئے بڑی بات تھی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا کے لئے مکہ میں تشریف لائے بہت سے قریش مکہ سے باہر چلے گئے تھے، میں اور سہیل بن عمرو مکہ میں اس ارادہ سے ٹھہرے ہوئے تھے کہ وقت کے پورا ہوتے ہی آپ کو چلے جانے کا حکم دیں چنانچہ تیسرا دن ہوتے ہی میں نے اور سہیل نے آپ کے سامنے آکر کہا تھا کہ آپ کی شرط پوری ہو چکی آپ اس شہر سے تشریف لے جایئے

---

[1] اخرجہ ایضاً ابن سعد فی الطبقات من طریق المنذر بن جہم وغیرہ عن حویطب نحوہ کما فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۳۶۴ و اخرج الحاکم بعضہ ج ۳ صفحہ ۴۹۲ عن ابراہیم بن جعفر بن محمود بن سلمۃ الاشہلی عن ابیہ فذکر الحدیث

آپؐ نے اسی وقت حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ منادی کردیں، سورج چھپنے سے پہلے پہلے جتنے مسلمان میرے ہمراہ آئے ہیں ایک بھی مکہ میں نہ رہے۔

حضرت حارث بن ہشامؓ کا قبولِ اسلام

عبداللہ بن عکرمہ[1] فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ حضرت اُم ہانیؓ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور ان سے پناہ طلب کی اور کہا ہم تمہاری پناہ لینا چاہتے ہیں، اُم ہانیؓ نے ان دونوں کو پناہ دیدی، اتفاقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان دونوں کو دیکھتے ہی ان پر تلوار سونت لی، ام ہانیؓ بیچ میں آڑے آگئیں اور حضرت علیؓ کے گلے سے لپٹ کر کہا کہ تمام لوگوں میں سے تم میرے پناہ گزینوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا چاہتے ہو ان دونوں کے مارنے سے پہلے مجھے مار دو، حضرت علیؓ نے فرمایا تم مشرکین کو پناہ دیتی ہو اور یہ کہکر باہر نکل آئے حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ماں جائے بھائی حضرت علیؓ سے آج ایسا سابقہ پڑا کہ مجھے ان سے ایسی امید نہ تھی میں نے اپنے دو مشرک دیوروں کو پناہ دی، اور وہ حضرت علیؓ تلوار سونت کر ان دونوں کے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے یہ کام مناسب اور جائز نہ تھا، میں نے بھی اُس کو پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی، اور جس کو تو نے امن بخشا میں نے بھی امن بخشا۔ میں نے ان دونوں کے پاس واپس آکر اطلاع دی اور وہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ حارث بن ہشام اور عبداللہ ابن ابی ربیعہ بڑے ٹھاٹ سے اپنی مجلسوں میں زعفرانی چادر میں بیٹھے ہوئے ہیں آپؐ نے فرمایا اب ان پر گرفت نہیں ہم انھیں امن دے چکے ہیں، حارث بن ہشام کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ شرماتا رہا، کہیں آپؐ مجھ کو دیکھ نہ لیں اور مجھے وہ ساری باتیں یاد ہیں جو مشرکین کیساتھ لڑائی کے موقع پر آپؐ نے مجھ کو دیکھا تھا، اس کے بعد آپ کا احسان اور کرم یاد آیا میں آپ سے مسجد الحرام میں جا کر ملا آپ نہایت خنداں پیشانی سے سامنے آئے اور کھڑے ہو گئے میں نے آپ کے پاس پہونچکر آپ کو سلام کیا اور کلمۂ حق کی گواہی دی، آپ نے فرمایا تمام تعریف اس اللہ پاک کیلئے ہے جس نے تمہیں ہدایت دی تمہارے جیسے انسان کو اسلام سے جاہل نہ رہنا چاہئے تھا۔ حضرت حارثؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم اسلام جیسی چیز سے جاہل رہنا عقلمندی کی بات نہیں

---

[1] اخرجہ الحاکم ج ۳ ص ۲۷۷

حضرت نضیرؓ بن الحارث عبدری کا قبولِ اسلام

نضیرؓ بن حارث رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے بڑے عالم تھے، یہ فرمایا کرتے تھے تمام تعریف اُس اللہ پاک کے لئے ہے جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ نوازا اور ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ احسان کیا اور ہم اُس مذہب پر نہیں مرے جس پر ہمارے آباؤ اجداد کا خاتمہ ہوا، میں بھی قریش کے ساتھ ہر معاملہ میں جانب دار رہتا جب فتح مکہ کا سال ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے لئے تشریف لے گئے ہم لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے ہم لوگوں کا یہ ارادہ تھا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست ہوئی تو ہم آپ کی امداد کریں گے لیکن اس بات کی نوبت نہ آئی جب آپ جعرانہ میں تشریف لائے پس خدا کی قسم میں اپنی اُسی کفر کی حالت پر تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خنداں پیشانی کے ساتھ سامنے آئے اور آپ نے فرمایا نضیر! میں نے کہا جی حضور آپ نے فرمایا اس وقت اچھا موقع ہے اس بات کا جس کا تم نے یوم حنین میں ارادہ کیا تھا۔ میں لپک کر آپ کے ذرا اور قریب ہوا آپ نے فرمایا اب تمہارے لئے وقت آگیا ہے کہ تم اپنی حالت پر غور کر لو، کہ تم کس مذہب میں پھنس رہے ہو، میں نے عرض کیا میں پہلے ہی سے اس فکر میں ہوں آپ نے کہا اے میرے اللہ اس میں استقامت کو مضبوط کر دے حضرت نضیرؓ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اسی وقت میرا دل دین اسلام میں پختہ ہو گیا اور حق کی امداد کے لئے جذبہ پیدا ہو گیا، میں اسلام لے آیا، اس کے بعد میں اپنے مکان واپس آگیا مجھے پتہ بھی نہ چلا تھا کہ میں دُئیلی آدمی نے آکر کہا اے ابو الحارث! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے سو ۱۰۰ اونٹوں کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے کچھ اونٹ مجھے دیدو میرے اوپر بہت قرضہ ہے، حضرت نضیرؓ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں اونٹوں کو نہ لوں مگر میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ سب کچھ آپ نے میری تالیف قلب کے لئے کیا ہے میں اسلام پر کسی رشوت لینے کے لئے تیار نہیں، پھر میں نے سوچا کہ خدا کی قسم نہ میں نے آپ سے مطالبہ کیا اور نہ آپ سے سوال کیا ہے ان اونٹوں کے لے لینے میں حرج ہی کیا ہے چنانچہ میں نے وہ اونٹ لے لئے اور ان میں سے دس ۱۰ اونٹ دُئیلی کے حوالے کئے [1]

---

[1] اخرج الواقدی عن ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری عن ابیہ

طائف کے قبیلہ ثقیف کا قبولِ اسلام

جب[1] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف کے پاس سے واپس ہوئے آپ کے پیچھے عروہ بن مسعود چل دیئے، آپ کے مدینہ میں پہونچنے سے پہلے ہی آپ سے ملے اور اسلام لے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنی قوم کی طرف پیغامِ اسلام لے کر جاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے اور آپ جانتے تھے کہ اہل طائف میں ضد اور اکڑ ہے، چونکہ ابھی ابھی آپ سے گستاخیاں کر چکے تھے، عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان لوگوں کے نزدیک ان کی دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں اور واقع میں بھی یہ اہل طائف میں ایسے ہی محبوب تھے اور ان کا کہا مانا جاتا تھا چنانچہ انھوں نے اپنی قوم میں پہونچ کر قوم کو اسلام کی دعوت دی اس امید پر کہ لوگ ان کا خلاف نہ کریں گے، چونکہ انھیں اپنی قوم میں ایک مرتبہ حاصل تھا جب یہ اپنے بالاخانہ پر چڑھے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان پر اپنا دین واضح کر دیا قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بوچھار کر دی ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے مرتے وقت ان سے لوگوں نے پوچھا کہ تمہارا اب دین کے بارے میں کیا خیال ہے جواب دیا کہ یہ ایک اعزاز ہے اور کرامت ہے کہ اللہ پاک نے مجھے اس کے ساتھ نوازا، اور یہ شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مرحمت فرمائی میرے دل میں وہی ہے جو ان شہداء کے دل میں تھی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہید ہوئے اس سے پہلے کہ آپ تم لوگوں کے پاس سے تشریف لے جائیں لہٰذا مجھے انھیں شہداء کے ساتھ دفن کرنا چنانچہ لوگوں نے ان کو انھیں شہیدوں کے ساتھ دفن کر دیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہؓ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی مثال اپنی قوم میں انھیں حضرت کی طرح ہے جن کا قصہ سورۂ یٰسین میں ثانی کے شروع میں ہے۔ حضرت عروہؓ کی شہادت کے بعد بنی ثقیف چند ماہ اپنے اسی کفر پر رہے پھر انھوں نے آپس میں یہ دیکھ کر مشورہ کیا کہ ان میں ان کے گرد اگرد کے عرب سے لڑنے کی طاقت نہیں جو آپ سے بیعت کر چکے اور اسلام لا چکے تھے۔ پھر اتفاق کر کے اپنے میں سے ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور وہ عبد یالیل بن عمرو ہیں اور اس کے ساتھ دو آدمی بنی احلاف اور تین بنی مالک کے تھے، جب یہ لوگ مدینہ کے قریب پہونچ کر ایک چشمہ پر اترے تو حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے ملاقات ہوئی جو اپنے نمبر پر حضورؐ کے اونٹ چرا رہے تھے، مغیرہ بن شعبہ ان کو دیکھ کر تیزی کے ساتھ حضورؐ کی طرف چلے تاکہ آپ کو ان لوگوں کے آنے کی بشارت دیں۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات

---

[1] ذکرہ ابن اسحٰق

ہوئی ان کو یہ خبر سُنائی کہ ثقیف کا وفد بیعت اور اسلام کے ارادے سے آرہا ہے بشرطیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کچھ شرائط طے کرلیں، اور معاہدہ قلمبند ہوجائے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے مغیرہؓ سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاؤ کہ میں پہلے آپ سے بات چیت کرلوں حضرت مغیرہؓ اس بات پر راضی ہوگئے، حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر وفد ثقیف کی آمد کی اطلاع دی۔ اس کے بعد حضرت مغیرہؓ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آگئے اور دوپہر تک انھیں کے ساتھ رہے اور انھیں حضورؐ کو سلام کرنے کا طریقہ سکھایا مگر بات وہی رہی کہ انھوں نے جاہلیت کے طریقہ کے مطابق سلام کیا تھا جب یہ لوگ حضورؐ کی خدمت میں آئے ان کے لئے ایک خیمہ مسجد نبوی میں نصب کیا گیا، حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو ان لوگوں کے اور حضورؐ کے درمیان میں بطور سفیر کے مقرر کیا گیا، جب ان لوگوں کے پاس کھانے کی کوئی چیز حضورؐ کے پاس سے آتی تو جب تک اس کو خالد نہ چکھ لیتے یہ لوگ نہیں کھاتے تھے اور جو معاہدہ ان کے درمیان لکھا گیا تھا وہ بھی حضرت خالدؓ ہی نے لکھا تھا ان لوگوں نے حضورؐ سے یہ بھی شرط کی تھی کہ طاغیہ بت ان کے لئے تین سال کی مدت تک باقی رکھا جائے، یہ برابر آپ سے سال بھر کے لئے سوال کرتے رہے یہاں تک کہ ایک مہینے تک کا سوال کیا اور کہا کہ اس مہینہ کا شمار بھی اس دن سے کرلیا جائے جس وقت کہ یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تاکہ یہ اپنے بیوقوفوں کو راضی کرسکیں، ان کی ایک بات بھی نہ مانی گئی اور آپؐ نے فرمایا کہ بت کے نام سے کوئی چیز باقی نہ رکھی جائے گی اور جتنے بت ہوں گے توڑ دیئے جائیں گے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے لہٰذا ان کے ساتھ ابوسفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیج دیا جائے تاکہ وہ اس کام کو انجام دیں۔ انھوں نے ایک شرط یہ بھی کی تھی کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا خیر یہ تو منظور ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے بُت نہ توڑو لیکن یہ واضح رہے کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہیں یہ لوگ بولے خیر اتنا کہا تو ہم مان لیں گے، اگرچہ یہ کمینہ پن کی بات ہے

امام احمد[1] نے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ فرماتے ہیں کہ جب ثقیف کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے ان لوگوں کو مسجد میں ٹھہرایا تاکہ ان کے دلوں میں کچھ رقت پیدا ہو، ان لوگوں نے حضورؐ سے جو شرطیں کیں ان شرائط میں سے یہ بھی تھا کہ ان کی سرزمین کو فوجی گذرگاہ نہ بنایا جائے گا، یہ عُشر نہ دیں گے، اور جہاد میں شرکت نہ کریں گے نماز نہ پڑھیں گے اور ان پر ان کے علاوہ کو گورنر نہ بنایا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا یہ تمہاری تینوں باتیں منظور کہ فوجی

---

[1] اخرج احمد عن عثمان بن ابی العاص

گزرگاہ نہ بنایا جائے اور تم جہاد میں شرکت نہ کرو اور تمہارے غیر کو تم پر حکمراں نہ بنایا جائے لیکن اس دین میں بھلائی نہیں جس میں رکوع نہیں، عثمانؓ بن ابوالعاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے قرآن سکھا دیجئے اور مجھے اپنی قوم کا امام کر دیجئے" یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے، و نیز ابوداؤد میں حضرت وہبؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بنی ثقیف کے بیعت کے قصہ کو پوچھا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شرط کی تھی کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے جہاد میں شرکت نہ کریں گے۔ اور بے شک میں نے اس کے بعد حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب یہ لوگ مسلمان ہوجائیں گے تو جہاد بھی کریں گے اور زکوٰۃ بھی دیں گے۔[1]

حضرت[2] حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ثقیف کے وفد کے ہمراہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا بنی احلاف کے لوگ مغیرہؓ بن شعبہ کے پاس ٹھہرے اور بنی مالک کو حضورؐ نے اپنے ایک خیمہ میں ٹھہرایا آپ ہر رات کو عشاء کے بعد ہم لوگوں کے پاس تشریف لاتے اور کھڑے ہی کھڑے بات چیت کرتے اور طول قیام کی وجہ سے جب تھکن محسوس ہوتی تو پیر بدلنے لگتے، زیادہ تر آپؐ ان باتوں کا تذکرہ کرتے جو آپؐ کو اپنی قوم قریش سے پیش آئی تھیں، اور اس کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان باتوں کا کوئی شکوہ نہیں۔ ہم لوگ مکہ میں کمزور اور ذلیل سمجھے جاتے تھے، جب ہم مدینہ آگئے تو لڑائی ڈول کے آنے جانے کی طرح ہمارے اور ان کے درمیان شروع ہوگئی کبھی ہمیں ان پر غلبہ ہوتا تھا اور کبھی ان کو ہمارے اوپر حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں ایک رات وقتِ مقررہ سے آپؐ کو آنے میں کچھ تاخیر ہوگئی ہم لوگوں نے عرض کیا کہ آج رات تو آپؐ نے تاخیر کردی آپؐ نے فرمایا تلاوتِ قرآنی کے دو جزء میرے رہ گئے تھے بغیر ان کو پورا کئے ہوئے تمہارے پاس آنا میں نے مناسب نہ سمجھا۔[3]

صحابۂ کرامؓ کی دعوتِ اسلام کا انفرادی نظام

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ

جب[4] حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو اپنے اسلام کو ظاہر کردیا

[1] انتہی من البدایہ ج ۵ صفحہ ۲۹ مختصراً۔ [2] اخرجہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ عن اوس بن حذیفہ۔ [3] کذا فی البدایہ ج ۵ صفحہ ۳۲ واخرجہ ابن سعد ج ۵ صفحہ ۵۰۸ عن اوسؓ بنحوہ۔ [4] قول ابن اسحاق

اور اللہ پاک کی طرف دعوت دینی شروع کردی، حضرت ابوبکرؓ اپنی قوم میں ہر دلعزیز اور نرم طبیعت اور محبوب تھے، اور قریش کے نسب ناموں سے پورے واقف تھے اور قریش کی زندگی کے ہر نشیب و فراز سے واقف تھے۔ تجارت کیا کرتے تھے، بڑے بااخلاق اور وسیع القلب تھے۔ آپ کی قوم کے افراد آپ کے پاس آتے اور اکثر امور میں آپ ہی سے مشورہ لیتے کیونکہ آپ کا علم وسیع تھا اور آپ کی صحبت اچھی تھی حضرت ابوبکرؓ نے اسلام لانے کے بعد اپنی قوم میں سے جس کسی پر اعتماد تھا، اور جو لوگ آپ کے پاس آتے جاتے اور آپ کے پاس اُٹھتے بیٹھتے تھے ان سب کو اسلام کی دعوت دی جہاں تک میرے علم کی رسائی ہے بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے جیسے حضرت زبیر بن عوام عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں حضورؐ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضر ہوئے آپؐ نے ان لوگوں پر اسلام پیش کیا اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور اسلام کے حقوق سمجھائے، یہ لوگ ایمان لے آئے یہ شروع میں اسلام لانے والے حضرات جو آٹھ ہیں یہ اپنے اسلام میں نہایت سچے اور نہایت پکے مسلمان شمار ہوئے ان لوگوں نے حضورؐ کی تصدیق کی اور ہر اس بات پر جو اللہ کے پاس سے آئی اس پر ایمان لائے [1]

حضرت عمر بن خطّابؓ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ

استق[2] فرماتے ہیں کہ میں نصرانی المذہب اور حضرت عمر بن خطابؓ کا غلام تھا حضرت عمرؓ مجھے برابر اسلام کی دعوت دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے مسلمانوں کی امانتوں میں مدد لیا کروں، جب تک تم نصرانی ہو میرے لئے حلال نہیں کہ میں مسلمانوں کی امانتوں کے سلسلہ میں تم سے کوئی کام لوں کیونکہ تم ان کے دین پر نہیں ہو۔ میں ہمیشہ انکار کرتا رہا حضرت عمرؓ نے فرمایا، دین میں کوئی جبر نہیں، جب حضرت عمرؓ کی حیات کا پیمانہ لبریز ہو چکا تو مجھ کو آزاد کر دیا اور فرمایا جہاں تیرا جی چاہے چلا جا [3] (یہ قصہ انکے اسلام لانے سے پہلے کا ہے)

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹ [2] اخرج ابن سعد عن استق [3] واخرجہ ایضاً سعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وابن المنذر و ابن ابی حاتم بنحوہ مختصراً، کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۵۰ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۳۴ عن دستق الرومی مثلہ الا ان فی روایۃ علی امانۃ المسلمین فانہ لاینبغی لی ان استعین علی امانتہم بمن لیس منہم

حضرت اسلم[1] فرماتے ہیں جب میں ملک شام میں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا آپ نے پوچھا یہ پانی کہاں سے لائے ہو؟ میں نے تو ایسا خوشگوار پانی نہیں دیکھا آسمان کا پانی بھی ایسا اچھا نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک نصرانی بڑھیا کے گھر سے لے کر آیا ہوں حضرت عمرؓ وضو کر چکنے کے بعد اس بڑھیا کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اے بڑی بی! اسلام لے آؤ! اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا دین دے کر بھیجا ہے بڑھیا نے اپنے سر سے چادر اتاری اس کے بال سفید دُوب کی طرح تھے اور کہا میں انتہائی بوڑھی ہو چکی ہوں اور اب میری موت کے دن بالکل قریب ہیں، (میں کیا اسلام لاؤں گی) حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا کہ میں تبلیغ کر چکا[2]

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ

حضرت[3] اسعد بن زرارہؓ، مصعبؓ بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے محلّوں کی طرف چلے، سعد بن معاذ حضرت اسعدؓ کے خالہ زاد بھائی ہیں چنانچہ بنی ظفر کے ایک باغ میں ایک کنویں پر جس کو مرق کہتے ہیں جا کر بیٹھ گئے ان دونوں کے پاس قبیلۂ اسلم کے لوگ جمع ہو گئے عبدالاشہل کے چوٹی کے سردار سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر تھے جو اب تک اسلام نہ لائے تھے ان دونوں نے حضرت اسعدؓ کے آنے کی اطلاع پائی تو سعد نے اُسید سے کہا کہ تم ان دونوں آدمیوں کے پاس جاؤ جو ہمارے وطن میں اس لئے آئے ہیں کہ ہمارے کمزور لوگوں کو بہکائیں اور جا کر انھیں ڈانٹ دو اور یہاں آنے سے بالکل روک دو چونکہ اسعد میرے خالہ زاد بھائی ہیں اس لئے میں نہیں جا سکتا ہوں۔ یہ سن کر اُسید بن حضیر نے اپنا نیزہ لیا اور ان دونوں حضرات کی طرف چل دیئے، اسعد بن زرارہؓ نے دُور ہی سے انھیں آتا ہوا دیکھ کر حضرت مصعبؓ سے کہا یہ اپنی قوم کا سردار ہے اور تمہارے پاس آرہا ہے آج اللہ کے نام پر سچائی کا بھرم رکھنا ہے' حضرت مصعبؓ نے فرمایا ذرا بیٹھنے دو میں ہی اس سے بات کروں گا چنانچہ اُسید بن حضیر نے آتے ہی گالیاں سنائیں اور کہا تم کس لئے ہمارے پاس آئے ہو؟ کیا ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنانے کے لیے؟ اگر تمہیں زندگی پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ حضرت مصعبؓ نے کہا ذرا بیٹھو میری بھی تو سُن لو اگر میری بات پسند آجائے تو اُسے مان لینا ورا گر ناپسند گذرے تو ہم نہ کہیں گے،

---

[1] اخرجہ الدار قطنی وابن عساکر عن اسلم [2] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۱۴۲ [3] اخرج ابن اسحٰق عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ

اُسید بن حضیر نے کہا بات تو تم نے قاعدہ کی کہی پھر اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے حضرت مصعبؓ نے ان کو اسلام کی باتیں سمجھائیں اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا ان دونوں حضرات کا بیان ہے کہ قرآن سنتے ہی ہم لوگوں نے ان کے چہرے پر قبولِ اسلام کی تازگی اور رونق محسوس کر لی، اس کے بعد اُسید نے کہا کہ کیا ہی اچھا اور پسندیدہ دین ہے، اس دین میں داخلہ کے لئے تم لوگ کیا کہلواتے ہو اور کس عمل کا حکم دیتے ہو؟ ان دونوں حضرات نے کہا اوّلاً غسل کرو اپنے کپڑے پاک کرو پھر کلمۂ حق کی گواہی دو پھر نماز پڑھو چنانچہ حضرت اُسیدؓ نے غسل کیا کپڑے پاک کئے، اور کلمۂ حق کی گواہی دی پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ان دونوں حضرات سے عرض کیا کہ میرے پیچھے ایک اور آدمی ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کا کہا مان لیا تو میری قوم میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہ جائیگا میں ابھی اس کو تم دونوں کے پاس بھیجتا ہوں، جس کا نام سعد بن معاذ ہے پھر اپنا نیزہ اٹھا کر سعد اور اپنی قوم کی طرف چل دیئے ان کی قوم اپنی مجلس میں بیٹھی ہوئی تھی، سعد بن معاذ نے ان کو سامنے سے آتا ہوا دیکھا تو اپنی قوم سے قسم کھا کر کہا کہ میں ان کو بدلا ہوا پاتا ہوں، جب حضرت اُسیدؓ مجلس میں جا کر کھڑے ہوئے، سعد نے پوچھا میاں کیا کر آئے؟ حضرت اُسیدؓ نے کہا میں نے ان دونوں آدمیوں سے بات کی پس خدا کی قسم میں نے ان میں کوئی خطرہ کی بات نہیں دیکھی، اور میں نے تو ان دونوں کو منع بھی کیا تھا لیکن ان دونوں نے کہا کہ بات سن لو تمہیں اس کے بعد اختیار ہے اس کے بعد حضرت اُسید نے کہا ابھی ابھی مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی حارث کے لوگ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لئے نکلے ہیں اور یہ محض اس لئے کہ انھیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ تمہارے خالہ زاد بھائی ہیں، اور اسعد کو ان لوگوں کا قتل کرنا محض تمہاری توہین ہے، یہ سن کر سعد بن معاذ آگ بگولہ ہو گئے اور پہونچنے کی جلدی کی کیونکہ انھیں بنی حارث کے اس فعل سے ڈر تھا اور نیزہ ہاتھ میں لے کر چل پڑے اور کہا خدا کی قسم تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ تو ہوا نہیں اور ایک مصیبت اور لے آئے۔ اور یہ کہکر ان دونوں کی طرف چل دیئے وہاں جا کر دیکھا کہ یہ دونوں نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں فوراً سمجھ گئے کہ اُسید نے یہ حیلہ جوئی محض اس لئے کی ہے کہ میں بھی ان دونوں کی باتیں سنوں چنانچہ کھڑے ہو کر انھوں نے جی ان دونوں کو گالیاں دینی شروع کیں، اس کے بعد اسعدؓ بن زرارہ سے کہا کہ خدا کی قسم اے ابوامامہ! اگر میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو تم ہرگز یہ ارادہ نہ کر سکتے تھے کہ تم ہمارے گھر والوں پر وہ چیز لانا چاہتے ہو جس کو ہم برا سمجھتے ہیں، ان کو آتا ہوا دیکھ کر حضرت اسعدؓ نے مصعبؓ سے کہدیا تھا کہ تمہارے پاس اب قوم کا سردار آرہا ہے اگر اس نے بھی تمہارا کہا مان لیا تو قوم میں سے دو آدمی بھی نہ بچیں گے جو اسلام نہ لائیں، راوی کہتے ہیں کہ سعد سے مصعبؓ نے کہا ارے میاں بیٹھو تو سہی! اور بات سنو،

اگر سمجھ میں آجائے تو مان لینا اور اگر ناپسند گذرے تو ہم چلے جائیں گے سعد نے یہ سن کر کہا بات تو ٹھیک کہی، یہ بھی اپنا نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے، حضرت مصعبؓ نے ان پر بھی اسلام کی خوبیاں پیش کیں اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا، موسیٰ بن عقبہؒ کہتے ہیں کہ سورۂ زخرف کی شروع کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں، حضرت مصعبؓ کہتے ہیں کہ قرآن سنتے ہی ہم نے ان کے چہرے پر اسلام کی چمک دمک محسوس کر لی، سعد نے ان دونوں حضرات سے کہا کہ تم لوگ جب اسلام لاتے ہو اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے اور کہتے ہو؟ ان دونوں حضرات نے کہا کہ اچھی طرح غسل کرو، اپنے کپڑے کو پاک کرو پھر کلمۂ حق کی گواہی دو، پھر نماز پڑھو چنانچہ سعد کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور کپڑے پاک کئے اور کلمۂ حق کی گواہی دے کر دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا نیزہ لے کر اپنی قوم کی مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے ساتھ اُسیدؓ بن حضیر بھی تھے قوم نے انھیں آتا ہوا دیکھ کر کہا، خدا کی قسم ہم لوگ ان کو بدلا ہوا پاتے ہیں اپنی قوم کے پاس جاکر قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے بنی عبد الاشہل! تم مجھے اپنے میں کیسا خیال کرتے ہو؟ سب نے یک زبان ہوکر کہا، آپ ہمارے سردار ہیں سب سے زیادہ صائب الرائے اور مدبّر ہیں، اور آپ کی نگاہ بہت دُور رس ہے حضرت اُسیدؓ نے کہا تمہارے مرد اور عورتوں سے مجھے بات کرنی حرام ہے جب تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لے آؤ گے، راوی کا بیان ہے خدا کی قسم شام نہیں گذری تھی کہ بنی عبد الاشہل کا ایک ایک مرد اور عورت مسلمان ہو چکا تھا، حضرت سعدؓ بن معاذ اور مصعبؓ بن عمیر دونوں حضرات اسعدؓ بن زرارہ کے گھر مدینہ میں ٹھہر گئے، اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ بچا جس کے مرد و عورت مسلمان نہ ہو گئے ہوں، سوائے بنی امیہ، خطمہ، واقف، اور وائل کے یہ اوس دوسرے ہیں، [1]

طبرانی میں بھی یہ روایت ہے اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت عروہؓ سے بڑی طویل روایت ذکر کی ہے، جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار کو بذاتِ خود دعوتِ اسلام دینا اور تبلیغ کرنی بیان کی گئی ہے، اور اس کی وجہ سے انصار ایمان لائے، جس کا تذکرہ آگے آجائیگا، خود انصار کا اپنی قوم میں چھپ کر تبلیغ کرنا اور انصار کا حضورؐ سے کسی ایسے آدمی کا مطالبہ کرنا جو لوگوں کو اسلام کی دعوت دے یہ سب اس حدیث میں مذکور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف حضرت مصعبؓ کو بھیجا جس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے کہ حضورؐ نے فرداً فرداً صحابۂ کرامؓ کو دعوت الی اللہ والرسول کے لئے بھیجا تھا، اسی حدیث میں حضرت مصعبؓ اور اسعد بن زرارہؓ کے متعلق یہ تذکرہ ہے کہ وہ دونوں بیر مرق یا اس کے قریب آکر ٹھہر گئے اور مختلف سمتوں کی طرف خبر بھیجی وہ پوشیدہ طور پر آتے اور مصعبؓ بن عمیر

---

[1] کذا فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۱۵۲

اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن سناتے تھے جب اس واقعہ کی اطلاع سعد بن معاذ کو ملی تو خود اور زرہ پہن اور ہاتھ میں نیزہ لے ان کے پاس آکر کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ کس نے تم لوگ ہمارے گھروں میں اس تنہا اجنبی آدمی کو لائے ہو جو ہمارے کمزور لوگوں کو ایک غلط روش پر بہکا کر لگاتا ہے آج کے دن کے بعد میں تم دونوں کو اپنے پڑوس میں بھی نہ دیکھوں۔ اس وقت تو یہ حضرات لوٹ آئے، اس کے بعد پھر دوبارہ بیر مرق یا اس کے قریب جاکر ٹھہرے، سعد بن معاذ کو ان کی دوبارہ آمد کی اطلاع دی گئی، چنانچہ سعد نے دوبارہ ان دونوں کو پھر دھمکایا، مگر پہلی مرتبہ سے کم حضرت اسعد اتنی سی ملائمیت اور نرمی دیکھ کر بولے اے میرے خالہ زاد بھائی مجھ سے ذرا ان کی باتیں سن تو اگر کوئی بات اجنبی اور اوپری لگے تو اس کو نہ ماننا اور اگر کوئی بھلی بات سنو تو اللہ کا کہا ضرور مان لینا، سعد نے کہا کہ وہ کیا کہتے ہیں حضرت مصعب بن عمیرؓ نے حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ پڑھ کر سنائی سعد نے کہا یہ جو کچھ میں نے سنا یہ دل میں گھر کر جانے والی چیز ہے اس کے بعد یہ لوٹ آئے اور اللہ پاک انھیں ہدایت دے چکا تھا، مگر انھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کیا در اپنی قوم میں پہونچکر بنی عبد الاشہل کو اسلام کی دعوت دی، اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا، اور اسلام کے بارے میں یہ بھی بات کہی کہ اگر کسی چھوٹے یا بڑے مرد یا عورت کو اس بارے میں شک ہو تو ہمارے پاس اس سے زیادہ ہدایت کی چیز لے آوے تو ہم اس کو مان لیں گے، خدا کی قسم یہ ایک ایسی بات آگئی کہ جس کے آگے گردنیں جھک جاتی ہیں، چنانچہ بنی عبد الاشہل سعدؓ کے اسلام لاتے ہی اور ان کی دعوتِ اسلام سے مسلمان ہو گئے۔ مگر چند لوگ جو ذکر کے قابل نہیں باقی رہے یہ انصار کا وہ گھرانہ ہے جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوا۔ [1]

حضرت طلیبؓ بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ

حضرت طلیب بن عمیرؓ اسلام لانے کے بعد اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماں سے عرض کیا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیا ہے تمہیں اسلام لانے سے اور آپ کا اتباع کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ تمہارے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لا چکے ہیں ماں نے جواب دیا میں یہ انتظار کر رہی ہوں کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں میں اپنی بہنوں سے باہر نہیں، حضرت طلیبؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اماں جان میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تم ضرور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو، ورآپ کو سلام کرو اور آپ کی تصدیق کرو۔

---

[1] فذكر الحديث كما تقدم في ارساله صلى الله عليه وسلم الافر دلله عوة الى الله والى رسوله حياة الصحابه عربي ج ١ صفحه ٩١ وفي آخره ورجع مصعب بن عمير الى رسول الله صلى الله عليه وسلم - اى الى مكة

در اس بات کی گواہی دیدو کے سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ ماں نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہوگئیں۔ اس کے بعد یہ اپنے بڑھاپے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں زبانی امداد سے کام لیتیں یعنی لوگوں سے کہتی سنتی تھیں۔ اور اپنے بیٹے کو آپ کی امداد پر اور آپ کی باتوں کی پابندی پر آمادہ کرتی رہتی تھیں۔[1]

حضرت ابوسلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت طلیب بن عمیرؓ دار ارقم میں اسلام لے آئے اس کے بعد اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوکر جن کا نام اروی بنت عبد المطلب ہے کہا کہ میں نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرلیا اور اللہ پر ایمان لے آیا جو تمام عالم کا پروردگار ہے اور اس کا ذکر سب میں بڑا ذکر ہے ان کی ماں نے کہا اپنے ماموں زاد بھائی کی امداد و اعانت کرنی بڑی اچھی بات اور یک حق کی ادائیگی ہے اگر ہم عورتوں میں مردوں جیسی طاقت ہوتی تو ہم بھی آپ کا اتباع کرتے اور ہر دقت میں آپ کا ساتھ دیتے، طلیبؓ نے فرمایا اے میری اماں جان! پھر تمہیں اسلام لانے سے کیا چیز مانع ہے، فذکر مثل ما تقدم (یعنی اسی وقت ان کی ماں نے اسلام قبول کرلیا)[2]

حضرت عمیر بن وہبؓ جمحی کا قبولِ اسلام اور انکی تبلیغ

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں عمیر بن وہب جمحی غزوۂ بدر کے چند ہی دنوں کے بعد صفوان بن امیہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے عمیر قریش کے انتہائی خبیث طینت انسانوں میں سے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بیحد اذیتیں پہونچائی تھیں اور مکہ کے قیام کے زمانہ میں ان کی وجہ سے بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا ان کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہوا تھا۔ یہ آپس میں جنگِ بدر کا تذکرہ کررہے تھے جس میں ان کے سردار آدمی قتل کرکے کنوئیں میں ڈالے گئے تھے اور جن کو مصیبت پہونچائی گئی تھی صفوان نے کہا

---

[1] کذا فی الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۲۲۵ واخرجہ العقیلی من طریق الواقدی بسندہ کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۲۲۷ [2] واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۲۳۹ من طریق اسحق بن محمد الفروی عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن [3] اخرجہ ابن سعد فی الطبقات ج ۳ صفحہ ۱۲۳ عن محمد بن ابراہیم التیمی عن ابیہ بسندہ قال الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۳۹ صحیح غریب علی شرط البخاری ولم یخرجاہ وتعقبہ الحافظ فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۳۴ ... وفیہ لکن قال ان موسیٰ ضعیف ورواتیہ ابی سلمۃ عنہ مرسلۃ وفی قولہ قال فقلت یا اماہ! الی آخرہ انتہی۔

[3] ابن اسحق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عروۃ بن الزبیر

خدا کی قسم ان مقتولین کے بعد اب زندگی تلخ ہے، عمیر نے کہا بیشک تم صحیح کہتے ہو، اگر مجھ پر ایسا قرضہ نہ ہوتا
جس کی ادائگی کا فی الحال میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں و نیز اپنے پیچھے بال بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ
نہ ہوتا تو ابھی میں سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا اور اس کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیتا۔ میری
تو ان لوگوں سے انتہائی عداوت ہے اس لئے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھوں میں قید ہے صفوان بن امیہ نے
اس موقع کو غنیمت جانا اور کہا تمہارے قرضہ کی ادائگی کل کی میرے ذمہ ہے اور تمہارے بال بچوں کی
پرورش میرے بال بچوں کے ساتھ ہوگی۔ میں ان کی اس وقت تک پرورش کروں گا جب تک وہ زندہ
رہیں گے اور اس وقت تک میں ان کی پرورش سے عاجز نہ آؤں گا۔ عمیر نے کہا اچھا اس راز کو اپنے
اور میرے درمیان پوشیدہ رکھنا صفوان نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ عمیر نے اپنی تلوار کے تیز کئے جانے
اور زہر میں بجھائے جانیکا حکم دیا چنانچہ تلوار زہر آلود کی گئی اور یہ وہاں سے مدینہ آگیا، ادھر حضرت
عمر بن خطابؓ چند مسلمانوں میں بیٹھے ہوئے غزوۂ بدر کا تذکرہ کر رہے تھے اور اللہ پاک کی نوازش اور
اس کی کرم فرمائی کا اور اپنے دشمنوں پر فتحیابی کو جو اللہ نے دکھلایا اس کا تذکرہ چھیڑ رکھا تھا، اچانک حضرت
عمرؓ کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی جس نے مسجد نبوی کے سامنے اونٹنی بٹھائی تھی اور تلوار کاندھے میں پڑی
ہوئی تھی کہا یہ کتا خدا کا دشمن عمیر بن وہب شر و فساد کے لئے آیا ہے یہ وہی ہے جس نے یوم بدر میں
لڑائی کی آگ بھڑکائی تھی اور ہمارے لئے قوم کو جمع کیا تھا حضرت عمرؓ نے اسی وقت حضور کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ خدا کا دشمن عمیر بن وہب تلوار لٹکائے ہوئے آگیا ہے آپؐ نے
فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور عمیر کی تلوار کے پرتلے کو اس کی گردن
میں بل دے کر پکڑا اور انصاری ساتھیوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر
بیٹھ جاؤ اور اس خبیث سے حضورؐ کی پوری حفاظت رکھو مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے، اسکے
بعد حضرت عمرؓ، عمیر کو لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح حاضر ہوئے حضورؐ
نے یہ دیکھ کر فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو اور عمیر سے کہا قریب آکر بیٹھو، چنانچہ عمیر قریب بیٹھا، کہا
اَنعِم صَبَاحًا یعنی صبح بخیر باد، سلامِ جاہلیت یہی تھا حضورؐ نے فرمایا اللہ پاک نے ہم کو ایک ایسے سلام
کے ساتھ نوازا ہے، اے عمیر! وہ تمہارے سلام سے بدرجہا بہتر ہے اور وہ سلام اہل جنت کا سلام ہے
عمیر نے کہا خدا کی قسم اے محمد! میرے لئے تو یہ ایک نئی بات ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے عمیر
کس غرض سے آنا ہوا؟ عمیر نے کہا میں تو اپنے اس قیدی کے لئے آیا ہوں جو آپ کے یہاں گرفتار ہے
کہ آپ اس کے بارے میں احسان اور کرم کریں آپؐ نے دریافت فرمایا پھر یہ تلوار گلے میں کیسی ہے؟
عمیر نے کہا خدا ان تلواروں کا برا کرے ان سے پہلے ہی کیا فائدہ ہوا؟ آپؐ نے کہا صاف صاف کہو سچ

ارادہ سے آنا ہوا ہے؟ عمیر نے کہا محض یہی غرض تھی جو عرض کی آپ نے فرمایا نہیں نہیں تم اور صفوان
بن امیہ نے حطیم میں بیٹھ کر قریش کے ان ستر آدمیوں کا جو بدر کے کنوئیں میں ڈالے گئے تھے ذکر کیا
تھا تو نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر مجھ پر قرض اور بال بچوں کی فکر نہ ہوتی تو میں یہاں سے جا کر محمد کو قتل کر دیتا
(نعوذ باللہ) صفوان بن امیہ نے تمہارے قرضہ اور بال بچوں کی ذمہ داری لی تھی، اس وجہ سے کہ تم
مجھ کو قتل کر دو، اور خدا میرے اور تمہارے درمیان شاہد ہے یہ سنتے ہی عمیر نے گواہی دی کہ
بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے بعد کہا یا رسول اللہ آپ جو چیز ہمارے سامنے آسمان
کی خبروں سے لاتے تھے اور جو کچھ آپ پر وحی اترتی تھی ہم ان سب کی تکذیب کیا کرتے تھے اور
یہ تو ایک ایسا قصہ ہے کہ جس میں سوائے میرے اور صفوان کے کوئی موجود نہیں تھا پس خدا کی قسم
مجھے یقین آگیا کہ اس بات کی اطلاع دینے والا آپ کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس اللہ
پاک کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی، اور مجھے اس
راستے پر لگایا اس کے بعد سچے دل سے حق کی شہادت دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا
اپنے بھائی عمیر کو دین کی باتیں سکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم دو اور ان کے قیدی کو چھوڑ دو۔ چنانچہ
حضرات صحابہؓ نے ایسا ہی کیا، حضرت عمیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اللہ کے نور کے بجھانے
میں انتہائی کوشش کی تھی اور جو لوگ اللہ کے دین پر تھے انھیں بہت کچھ ایذا رسانی کی ہے میں پسند
کرتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جا کر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور
اسلام کی دعوت دوں، شاید اللہ پاک اہل مکہ کو ہدایت دے۔ اور اگر انھوں نے میری بات نہ مانی
تو میں ان کے دین کے بارے میں ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا جس طرح پر کہ میں نے آپ کے
اصحابؓ کو ان کے دین کے بارے میں تکلیفیں پہونچائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت
دیدی اور یہ مکہ پہونچ گئے ادھر صفوان نے ان کے مکہ سے نکلنے کے بعد ہی ڈھول پیٹ دیا کہ اے
لوگو! چند ہی یوم بعد تم لوگوں کے پاس ایک ایسی بشارت آنے والی ہے جو تمہیں بدر کی ساری مصیبتیں
بھلا دے گی۔ اور صفوان آنے والے سواروں سے عمیر کی خبر پوچھا کرتا تھا۔ ایک دن ایک سوار نے
عمیر کے اسلام کی خبر سنائی، صفوان نے قسم کھالی کہ عمیر سے زندگی بھر بات نہ کروں گا اور کبھی عمیر کو میری
جانب سے نفع نہ پہونچے گا[1]

کنز العمال میں ان کے مکہ واپس آنے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت عمیرؓ مکہ واپس
تشریف لائے، اسلام کی دعوت و تبلیغ میں لگ گئے، اور جس نے اس بارے میں ان کی مخالفت کی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۳۱۳ [2] بکذا اخرجہ ابن جریر عن عروۃ بطولہ کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۸۵

اسے شدید ایذا رسانی کی، چنانچہ ان کی کوششوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے [1]

حضرت عروہؓ کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب اللہ پاک نے ان کو ہدایت دی مسلمان انتہائی خوش ہوئے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آئے تھے تو خنزیر مجھے بدرجہا ان سے پسند تھا اور آج تو مجھے یہ بعض میرے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہیں [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن امیہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمیرؓ اسلام لانے کے بعد مکہ معظمہ تشریف لائے اور اپنے گھر ٹھہر گئے اور صفوان بن امیہ سے ابھی تک ملاقات نہ ہوئی تھی اپنے گھر والوں پر اسلام کو ظاہر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی، جب صفوان کو یہ خبر پہونچی تو صفوان بولا میں نے تو پہلے ہی سے جان لیا تھا جب وہ آتے ہی مجھ سے نہ ملے اور اپنے گھر چلے گئے کہ یہ ضرور بدل گئے اور بے دین ہوگئے میں اس سے زندگی بھر بات نہ کرونگا۔ اور اس کی اولاد کو کبھی نفع نہ پہونچاؤنگا۔ ایک روز صفوان بیت اللہ کے پاس تھا حضرت عمیرؓ نے آواز دی، اس نے لبطور اعراض کوئی جواب نہ دیا حضرت عمیرؓ نے کہا کہ آپ ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار ہیں، آپ بتائیے وہ مذہب جس پر ہم پہلے تھے جب پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے کیا وہ بھی کوئی دین اور مذہب ہے تم اس بات کی گواہی دو کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صفوان نے کوئی جواب نہ دیا [3]

حضرت عمیرؓ کی جدوجہد کا تذکرہ حضرت صفوانؓ کے مشرف باسلام ہونے کے لئے پہلے گذر چکا ہے [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی اور میں اس کو بار بار اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ایک روز میں نے اُسے اسلام کی دعوت دی مجھے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] وکذا اخرجہ الطبرانی عن محمد بن جعفر بن الزبیر۔ نحوہ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۸۶ واسنادہ جید [2] روی عن عروۃ بن الزبیر نحوہ مرسلا، واسنادہ حسن انتہی۔ واخرجہ الطبرانی ایضا عن انس موصولا بمعناہ۔ مختصرا۔ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۲۸۰ ورجالہ رجال الصحیح۔ واخرجہ ابن مندۃ ایضاً موصولا عن انس وقال غریب لا نعرفہ عن ابی عمران الا من ہذا الوجہ کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۳۶۔ [3] واخرج الواقدی عن عبداللہ بن عمرو بن امیہ عن ابیہ کذا فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۴۹۶
[4] حیاۃ الصحابۃ عربی صفحہ ۱۵۵ [5] اخرج مسلم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

کے بارے میں بہت کچھ ناگوار باتیں سنائیں میں حضورؐ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا اور وہ انکار کرتی رہتی تھی اور آج جب میں نے اُسے اسلام کی دعوت دی تو آپؐ کے بارے میں اس نے بہت کچھ مکروہ بات سنائیں لہٰذا آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ آپؐ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں آپؐ کے پاس سے نہایت خوش ہو کر نکلا کیونکہ آپؐ نے میری ماں کے لئے دعا کی تھی گھر پہونچ کر جیسے ہی میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو بجڑ رہا تھا میری ماں نے میرے پیروں کی آہٹ سن کر کہا ابوہریرہ! وہیں ٹھہرو اور میں نے نہلانے کے پانی گرنے کی آواز سنی۔ اتنے میں میری ماں نے اپنی قمیص پہنی اور جلدی میں چادر نہیں اوڑھی اور دروازہ کھول کر کہا اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے واپس لوٹ کر حضورؐ کو یہ خوشخبری دی آپؐ نے اللہ کا شکر کیا اور دعائے خیر فرمائی۔[1]

حضرت[2] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مومن مرد یا عورت میرا نام سنتا ہے خدا کی قسم مجھے دوست رکھتا ہے راوی کہتے ہیں میں نے دریافت کیا تمہیں اس بات کا پتہ کہاں سے چلا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی ماں کے مشرف باسلام ہونے کا پورا تذکرہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مارے خوشی کے میری آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے جیسے شدتِ ملال کی وجہ سے پہلے بہہ رہے تھے اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بڑی خوشی کی بات ہوئی کہ اللہ پاک نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابوہریرہ کی ماں کو اسلام کی ہدایت دیدی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ پاک سے آپ دعا کیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت تمام مومن مرد اور عورت کے دل میں راسخ کردے آپؐ نے فوراً ہی اللہ پاک سے دعا کی کہ اے میرے اللہ اپنے اس بندے اور اس کی ماں کو ہر مومن مرد اور عورت کا محبوب بنالے۔ اسی دعا کا اثر ہے کہ جب میرا تذکرہ کوئی مومن مرد یا عورت سنتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی تبلیغ

حضرت[3] انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُمِّ سلیمؓ سے نکاح کا پیغام

---

[1] واخرجہ احمد ایضاً نحوہ کذافی الاصابہ ج ۴ صفحہ ۲۴۱
[2] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۳۲۹ عن ابی ہریرۃ
[3] خرج احمد عن انس

ڈالا اور ابھی تک یہ اسلام نہ لائے تھے، اُمّ سلیم نے کہا اے ابو طلحہ! تم جن بتوں کی پوجا کرتے ہو وہ زمین کی پیداوار ہیں، ابو طلحہ نے کہا بیشک یہی بات ہے اُمّ سلیم نے کہا تمہیں درختوں کی پوجا سے شرم نہیں آتی، میں تو اسلام لا چکی ہیں تم سے کسی مہر کی طالب نہیں ہوں بجز اس کے کہ تم اسلام لے آؤ، ابو طلحہ نے کہا اچھا میں ذرا غور کر لوں یہ گئے اور فوراً واپس آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اُمّ سلیمؓ نے حضرت انسؓ کو نکاح پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت انسؓ نے نکاح پڑھا دیا۔ [۱]

صحابۂ کرامؓ کا قبائل و اقوام عرب کو دعوت اسلام دینا

حضرت ضمامؓ بن ثعلبہ کی قبیلۂ بنی سعد میں تبلیغ

قبیلۂ[۲] بنی سعد نے ضمامؓ بن ثعلبہ کو سفیر بنا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا، مدینہ پہونچ کر اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے پر بٹھائی اور اس کے پیر باندھے اس کے بعد مسجد میں داخل ہوئے حضورؐ مع اپنے اصحابؓ کے مسجد میں تشریف فرما تھے ضمام نہایت بہادر، سمجھدار، انسان تھے اور ان کے سر پر بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں یہ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے سامنے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ تم میں سے کون ابن عبد المطلب ہے آپؐ نے فرمایا میں ابن عبد المطلب ہوں۔ ضمام نے کہا اے محمد! آپؐ نے فرمایا ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ ضمامؓ نے کہا کہ اے ابن عبد المطلب! میں آپ سے کچھ سوال کروں گا ذرا شدت سختی سے پوچھوں گا آپ اس کا برا نہ مانئے گا، آپؐ نے فرمایا کہ نہیں میں ہرگز برا نہ مانوں گا جو تمہارا جی میں آوے پوچھو، ضمامؓ نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے معبود کی اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپ سے پہلے گذر چکے اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپکے بعد آنے والے ہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپکو ہم لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا بخدا یہی بات ہے ضمامؓ نے کہا کہ میں آپکو آپکے معبود کی اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپ سے پہلے گذر چکے اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپکے بعد آنیوالے ہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا کہ آپ ہم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ ہم تنہا اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ان بتوں کو جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے چھوڑ دیں

---

[۱] واخرجہ ایضا ابن سعد بمعناہ کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۴۶۱ ۔ [۲] اخرج ابن اسحاق عن ابن عباسؓ

آپ نے فرمایا بخدا یہی بات ہے، ضمام نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے معبود کی اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپ سے پہلے گذر چکے اور ان لوگوں کے معبود کی جو آپ کے بعد آنے والے ہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ ہی نے آپ کو حکم دیا کہ ہم لوگ ان پانچوں وقتوں کی نماز پڑھیں آپ نے فرمایا ہاں، راوی کہتے ہیں کہ اسی طرح اسلام کے ایک ایک فریضہ زکوٰۃ، روزہ، حج اور کل کے کل اسلامی شعائر کے متعلق سوال کیا ہر فریضہ کو اسی قسم کے ساتھ پوچھتے جب ان سوالات سے فارغ ہو گئے تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، جہاں تک ممکن ہو گا ان فرائض کو ترک نہ کروں گا برابر ادا کرتا رہوں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب اور پرہیز کروں گا نہ اس میں کوئی زیادتی کروں گا اور نہ کوئی کمی، پھر بارادۂ واپسی اپنی اونٹنی کی طرف چلے، حضور نے فرمایا اگر اس دو زلفوں والے انسان نے ان باتوں میں پختگی برتی تو یقیناً جنتی ہے، ضمامؓ نے اپنی اونٹنی کے پاس پہونچکر اس کے پیر سے رسّی کھولی پھر مدینہ سے چل کر اپنی قوم میں پہونچے قوم ان کے آس پاس جمع ہو گئی، ان کی پہلی گفتگو قوم میں یہ ہوئی کہ انھوں نے کہا لات اور عزّیٰ سب نغو چیزیں ہیں لوگوں نے کہا ضمام! خاموش رہو ایسا نہ ہو کہ اس کہنے سے برص یا جذام یا جنون میں مبتلا ہو جاؤ حضرت ضمامؓ نے کہا تمہارا ناس جائے یہ دونوں نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع، بیشک اللہ پاک نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب اتاری ہے، جو اس کتاب کے ذریعہ تم لوگوں کو ان خرافات سے نجات دیتے ہیں جن میں تم مبتلا ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں تم لوگوں کے پاس کچھ احکامات لے کر آیا ہوں، جن میں سے بعض کے کرنے کا تم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے، اور بعض کے چھوڑ دینے کا راوی کا بیان ہے کہ آج کے دن نے شام نہیں پکڑی تھی کہ جتنے آدمی اور عورت ان کی مجلس میں تھے سب مسلمان ہو گئے حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے کسی قوم کے سفیر کے متعلق نہیں سنا کہ ضمام بن ثعلبہؓ سے بہتر ہو۔[1]

واقدی کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ حضرت ضمامؓ کی اس تبلیغ سے حاضرین میں سے مرد و عورت ہی نہ فقط مسلمان ہوئے بلکہ مسجدوں کی بنیاد بھی ڈالدی اور اذانیں بھی شروع کر دیں[2]

---

[1] وہکذا رواہ الامام احمد من طریق ابن اسحاق وابوداؤد نحوہ من طریقہ [2] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۶۰ واخرجہ الحاکم ایضاً فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۵۴ من طریق ابن اسحاق بنحوہ ثم قال قد اتفق الشیخان علی اخراج ورود ضمام المدینۃ ولم یسق واحد منہما الحدیث بطولہ وہذا صحیح۔ انتہی، ووافقہ الذہبی فقال صحیح

حضرت عمرو بن مُرّہ جہنی کی اپنی قوم میں تبلیغ

حضرت عمرو بن مُرہ [1] فرماتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ حج کے ارادہ سے چلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں ایک ایسا نور کعبہ سے نکلا جس نے یثرب کی پہاڑیوں کو منور کر دیا، اور قبیلہ جہینہ تک کی آبادیاں صاف چمک اٹھیں اور میں نے اس نور میں ایک آواز سنی، "اندھیریاں پھٹ گئیں، روشنی غالب آگئی اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے دوبارہ پھر نور چمکا جس کی روشنی میں حیرہ تک کے محل اور مدائن تک کی تمام عمارتیں مجھے نظر آئیں اور اس نور میں سے میں نے یہ آواز سنی اسلام ظاہر ہو چکا ہے بُت توڑ دیئے گئے صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا اور میں نے اپنی قوم کے ساتھیوں سے کہا کہ خدا کی قسم قریش کے اس قبیلہ میں ضرور بالضرور کوئی نیا حادثہ پیش آنے والا ہے اور ان سے سارا خواب نقل کیا اس کے بعد جب ہم لوگ اپنے گھر واپس چلے گئے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ایک آدمی جس کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں میں اپنے وطن سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے خواب کی ساری خبر سنائی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بن مُرہ! میں نبی ہوں اور تمام مخلوقِ خدا کی طرف مجھ کو بھیجا گیا ہے میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور قتل و خونریزی سے روکتا ہوں اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہوں اور اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تنہا اللہ رب العزت کی عبادت کرو اور بتوں کو چھوڑ دو، حج بیت اللہ کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو یہ ایک ہی مہینہ ہے بارہ مہینوں میں سے جس نے میرا کہا مان لیا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے نافرمانی کی وہ جہنم میں جائے گا اے عمرو! ایمان لے آؤ اللہ پاک تم کو جہنم کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا میں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ میں ہر اس حلال اور حرام پر ایمان لایا جس کو آپ لیکر آئے ہیں اگرچہ بہت سی قوموں کو یہ بات بری لگے، پھر میں نے چند اشعار آپ کو پڑھ کر سنائے جو آپ کی بعثت کی اطلاع پر میں نے کہے تھے، ہم لوگوں کا ایک بت تھا میرا باپ اس کا محافظ تھا میں نے اس بت کو توڑا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور وہ شعر یہ ہیں،

شهدت بان الله حق وانني (۱) لآلهة الاحجار اول تارك

وشمرت عن ساق الازار مهاجرا (۲) اجوب اليك الوعث بعد الدكادك

لاصحب خير الناس نفسا ووالدا (۳) رسول مليك الناس فوق الحبائك

[1] اخرجه الرویانی وابن عساکر عن عمرو بن مرة الجهنی رض

ترجمۂ اشعار

(۱) میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ حق ہے اور میں پتھروں کے معبودوں کو سب میں پہلا چھوڑنے والا ہوں۔

(۲) میں نے ہجرت کے ارادہ سے تہبند پنڈلیوں سے اوپر چڑھالیا ہے۔ آپؐ تک پہونچنے کیلئے پتھریلی اور غلیظ زمینوں کو طے کر رہا ہوں۔

(۳) (یہ ساری مشقت) اس لئے ہے تاکہ میں اُس ذات گرامی کے ساتھ ہو جاؤں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے بذاتِ خود بھی اور خاندانی حیثیت سے بھی جو زمین اور آسمان کے مالک کے رسول ہیں

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شاباش اے عمرو! میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ مجھے میری قوم کی طرف بھیج دیجئے شاید اللہ پاک میرے ذریعہ ان پر احسان کرے جس طرح کہ آپ کے ذریعہ مجھ پر احسان کیا، چنانچہ آپؐ نے مجھے بھیج دیا اور بھیجتے وقت یہ وصیتیں فرمائیں، نرمی کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا، سیدھی سچی بات کرنا تلخی اور ترش روئی سے نہ پیش آنا، تکبر اور حسد نہ کرنا میں نے اپنی قوم کے پاس آکر کہا اے بنی رفاعہ! بلکہ اے تمام قوم جہینہ! میں اللہ کے رسول کا قاصد بن کر تمہارے پاس آیا ہوں میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ بیجا خونریزیوں کو چھوڑ دو آپس میں صلہ رحمی کرو، تنہا اللہ کی عبادت کرو بتوں کو چھوڑ دو، حج بیت اللہ کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو جو بارہ مہینے میں صرف ایک مہینہ ہے، جس نے میرا کہا مان لیا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے کہا نہ مانا اس کے لئے جہنم ہے۔ اے میرے جہنی بھائیو! بے شک اللہ پاک نے تم لوگوں کو تمہارے غیر کی بہ نسبت ایک امتیازی شان دی ہے اور زمانۂ جاہلیت میں تمہارے نزدیک وہ چیزیں ناپسندیدہ تھیں جن کو تمہارے غیروں نے اچھا سمجھا تھا مثلاً تمہارے غیر دو بہنوں کے یک وقت نکاح میں رکھنے کو اور مہینۂ حرام میں لڑائی کرنے کو، باپ کے مرجانے کے بعد اس کی بیوی سے بیٹا شادی کرلے ان جیسی باتوں کو جو بُرا سمجھتے تھے تم لوگوں نے سے مکروہ سمجھا لہذا اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بنی لوی بن غالب میں سے ہیں اور اللہ کے رسول ہیں اتباع کرلو، دنیا کی شرافت تمہارے قدم چومے گی اور آخرت کی بزرگیاں تمہارے حصہ میں آئیں گی حضرت عمروؓ فرماتے ہیں کہ قوم میں سے میرے سامنے کوئی نہ آیا صرف ایک آدمی نے آکر یہ کہا اے عمرو بن مُرّہ! خدا کرے تیری زندگی تلخ ہو جائے کیا تو ہم کو ہمارے معبودوں کے چھوڑ دینے کا حکم دیتا ہے کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہمارا شیرازہ منتشر ہو جائے؟ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم اپنے ان باپ دادوں کے دین کی مخالفت کریں جو بلند اخلاق کے

مالک تھے۔ یہ تہامہ کا رہنے والا قریشی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں کس چیز کی طرف بلاتا ہے؟ جس میں نہ کوئی کرامت ہے نہ کوئی شرافت پھر اُس خبیث نے یہ شعر پڑھے

ان بن مرة قد اتی بمقالة (۱) لیست مقالة من یرید صلاحا

انی لاحسب قوله وفعاله (۲) یوما وان طال الزمان ذباحا

لیسفه الاشیاخ ممن قد مضی (۳) من رام ذلك لا اصاب فلاحا

ترجمۂ اشعار

(۱) عمرو بن مُرّہ وہ بات لے کر آیا ہے جو صلاح پسند لوگوں جیسی نہیں ہے

(۲) میرا قوی گمان یہ ہے کہ عمرو بن مُرّہ کا قول و فعل کسی نہ کسی دن غلط ثابت ہو گا خواہ کچھ دیر لگ جائے

(۳) وہ ہمارے گذرے ہوئے اسلاف کو اپنی باتوں سے احمق ثابت کرنا چاہتا ہے، اور جس شخص کا ایسا ارادہ ہو وہ کبھی بھلائی کا منہ نہیں دیکھ سکتا

حضرت عمرو بن مُرّہؓ فرماتے ہیں میں نے اس کے جواب میں کہا جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو خدا اس کے عیش کو تلخ، اس کی زبان کو گونگا، اور اس کی آنکھوں کو اندھا کردے۔ حضرت عمرو بن مُرّہؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم وہ اس وقت تک نہ مرا جب تک کہ اس کا منہ نہیں ٹوٹ گیا اور آنکھ اندھی نہیں ہوگئی اور پاگل نہیں ہوگیا۔ اور اس خبیث کا ذائقہ یہاں تک بگڑ گیا تھا کہ کسی کھانے میں اُسے ذائقہ محسوس نہ ہوتا تھا، حضرت عمروؓ اپنی قوم میں سے ان لوگوں میں سے جو اسلام لا چکے تھے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے حضورؐ نے انھیں زندگی میں برکت اور کشائش کی دعا دی اور اُن کیلئے ایک وثیقہ لکھ دیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب اللہ عزیز کی جانب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جن کو اللہ پاک نے حق و صداقت اور کتاب ناطق کے ساتھ نوازا ہے، عمرو بن مُرّہ جہنی کے لئے ہے۔ اے مسلمانانِ جہینہ تمہارے لئے جہینہ کی ساری زمین ہے نرم اور پتھریلی وادیاں اور چشمے تم لوگوں کو اس پر پورا اختیار ہے جہاں چاہو اپنے جانوروں کو چراؤ اور اس کے پانیوں کو اپنے استعمال میں لاؤ بشرطیکہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیتے رہو، اور پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے رہو، اور بھیڑ بکریوں کے دو ریوڑ کجا ہوں (یعنی ایک سو بیس بکری ہوں) تو دو بکریاں نکالی جائیں گی اور اگر ایک ایک ریوڑ ہو تو دو میں سے ایک بکری نکالی جائے گی کھیتی میں کام آنے والے بیلوں پر کوئی صدقہ نہیں اور نہ کسی کنوئیں سے زمین سیراب کرنے والی اونٹنیوں پر، اور اللہ ہمارے اور جتنے مسلمان حاضر ہیں سب

درمیان میں گواہ ہے۔ کتاب قیس ابن شماس [۱]

حضرت عُروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قبیلہ ثقیف میں تبلیغ

حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ۹ھ میں مسلمانوں نے حج کی تیاری شروع کی عُروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور آپؐ سے اپنی قوم کی طرف واپسی کی اجازت چاہی، حضورؐ نے فرمایا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تمہاری قوم تم کو قتل کر دے گی، حضرت عروہؓ نے فرمایا وہ میری اتنی قدر دانی کرتے ہیں، کہ اگر میں سو رہا ہوں تو مجھ کو بیدار بھی نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی یہ اپنی قوم کی طرف مسلمان ہو کر چلے گئے اور عشاء کے قریب گھر پہونچے، قبیلہ ثقیف ان کو سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا (چونکہ یہ سردار تھے) انھوں نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی قوم نے ان پر طرح طرح کے الزام تراشے اور ان پر بہت بگڑی، اور بہت کچھ اسی طرح کی باتیں انھیں کہہ سنائیں بالآخر ان کو قتل کر دیا۔ حضورؐ نے یہ خبر سن کر فرمایا عُروہ کی مثال انھیں بزرگ کی طرح ہے جن کا تذکرہ سورۂ یٰسین میں گذرا کہ انھوں نے قوم کو دعوت دی اور قوم نے انھیں مار ڈالا ہے [۲]

ایک [۳] دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت عُروہؓ عشاء کے قریب طائف پہونچے وراپنے گھر میں داخل ہوئے قبیلہ ثقیف ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور لوگوں نے زمانۂ جاہلیت والا سلام کرنا شروع کیا۔ حضرت عُروہؓ نے لوگوں کو اس سلام سے روکا اور فرمایا کہ تم اہل جنت کی طرح سلام کرو یعنی کہو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، قوم نے حضرت عُروہؓ کو طرح طرح سے تکلیف پہونچانی شروع کر دی اور قوم سے بڑی اذیتیں ان کو پہونچیں مگر بُردباری اور تحمل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، لوگ ان کے پاس سے چلے آئے اور ان کے بارے میں مشورہ کیا اسی مشورہ میں صبح صادق ہو گئی، حضرت عُروہؓ اپنے بالاخانہ پر تھے وہیں سے نماز کے لئے اذان دی ہر جانب سے بنی ثقیف جمع ہوئے اور تیر باری شروع کر دی، بنی مالک کے ایک آدمی نے جس کو اوس بن عوف کہا جاتا تھا اس نے ان کی رگ اکحل پر ایک تیر مارا جو ایسا پیوست ہوا کہ اس

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۶۴ واخرجہ ایضا ابو نعیم بطولہ کما فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۵۱ والطبرانی بطولہ کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۲۳ [۲] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۸۶ رواہ الطبرانی وروی عن الزہری نحوہ وکلاہما مرسل واسنادہما حسن واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۶۱۶ بمعناہ [۳] واخرجہ ابن سعد ج ۵ صفحہ ۳۶۹ عن الواقدی عن عبد اللہ بن یحیٰی عن غیر واحد من اہل العلم فذکرہ مطولاً

رگ میں سے خون تک نہ نکلا اور غیلان بن سلمہ، کنانہ بن عبد یالیل، حکم بن عمرو، اور دوسرے قبیلہ کے سرداروں نے اکٹھا ہو کر لڑائی کے ہتھیار پہنے اور لشکر جمع کیا اور کہا کہ ہم بدلہ لے کر رہیں گے خواہ ہمارا بچہ بچہ مارا جائے ورنہ ہم اس کے بدلہ میں دس بنی مالک کے رؤسا کو قتل کر ڈالیں گے جب عُروہ بن مسعودؓ نے یہ ارادے دیکھے تو فرمایا میرے بدلہ میں کسی کو قتل مت کرو میں نے اپنا خون اپنے قاتل کو معاف کر دیا، تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہاری آپس میں صلح کرا سکوں۔ اور یہ میرا قتل اللہ کی نوازش ہے جس نے مجھے اس شہادت کے ساتھ نوازا ہے اور یہ وہ شہادت ہے جس کی اللہ نے مجھے توفیق دی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جنہوں نے مجھے اس بات کی خبر دیدی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے، اس کے بعد اپنے خاندان کو بلا کر کہا، جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے انھیں شہدا کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے تھے اور آپؐ کے تشریف لے جانے سے قبل تم لوگوں نے انھیں شہید کر دیا تھا، اس کے بعد ہی حضرت عروہؓ کا انتقال ہو گیا اور انھیں شہدا کے ساتھ دفن کئے گئے، جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا عُروہ کی مثال انھیں بزرگ کی طرح ہے جن کا تذکرہ سورہ یٰسین میں گذرا کہ انھوں نے قوم کو دعوت دی اور قوم نے انھیں مار ڈالا۔ قبیلۂ ثقیف کے اسلام لانے کا قصہ پہلے گذر چکا ہے [1]

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کی اپنی قوم میں تبلیغ

محمد بن اسحاق[2] کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی زبوں حالی دیکھ کر قوم کو برابر نصیحت کرتے اور نجات اور ہدایت کے راستے بتاتے رہتے تھے جب اللہ پاک نے قریش سے آپؐ کی پوری حفاظت فرما دی تو قریش نے یہ رویّہ اختیار کیا کہ لوگوں کو آپ سے ڈراتے اور جو لوگ اہل عرب سے ان کے پاس آتے ان کو بہکاتے، حضرت طفیل بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں اقامت پذیر تھے قریش کے چند لوگ اکٹھا ہو کر میرے پاس پہونچے، حضرت طفیلؓ نہایت شریف النفس انسان اور شاعر اور بڑے سمجھدار تھے، قریش کہنے لگے کہ تم ہمارے شہر میں آئے ہو پس وہ انسان جو ہمارے درمیان رہتا ہے اور اس نے ہم لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے، ہماری جماعت کو اس نے متفرق کر دیا،

---

[1] قصہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاخلاق والاعمال المفضیۃ الی ہدایۃ الناس حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۱۶۴
[2] اخرج ابو نعیم فی الدلائل صفحہ ۷۸

اس کی باتیں جادو کی طرح اثر رکھتی ہیں آدمی اور اس کے باپ میں اور بھائی بھائی میں اور میاں
بیوی میں تفریق ڈال دیتی ہیں ہمیں تمہارے اوپر اور تمہاری قوم پر اُسی چیز کا خطرہ ہے جو اس نے
ہمارے یہاں پیدا کر دی ہے لہٰذا تم اُس سے کلام نہ کرنا اور اس کی بات نہ سننا حضرت طفیل رضؓ کہتے
ہیں خدا کی قسم ان لوگوں نے مجھے آپؐ کے خلاف یہاں تک بھڑکا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ نہ آپ سے
کوئی بات کروں گا اور نہ آپ سے کوئی کلام سنوں گا، یہاں تک کہ میں نے جب میں مسجد الحرام
میں داخل ہوا تو کانوں میں روئی بھر لی۔ اس ڈر سے کہ بلا ارادہ ہی میرے کان میں آپکی بات
نہ پڑ جائے۔ چنانچہ میں صبح ہی صبح مسجد الحرام میں داخل ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، میں آپ کے قریب جا کر کھڑا ہو۔ اس
احتیاط کے باوجود اللہ نے آپ کا بعض کلام میرے کان میں پہونچا ہی دیا۔ میں نے ایک بہترین کلام
سنا اور اپنے جی میں کہا میری ماں مجھے گم کر دیتی میں خود ایک ذی شعور شاعر ہوں، میرے سامنے
کلام کا حسن و قبح ظاہر ہے چھپ نہیں سکتا، میرا اس میں کیا حرج ہے کہ میں اس آدمی کی بات
سنوں، پس اگر جو کچھ یہ کہیں گے اچھی ہو گی تو قبول کروں گا اور اگر بُری ہو گی تو نہ مانوں گا۔ میں
اتنی دیر ٹھہرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان واپس تشریف لے چلے میں بھی آپ کے پیچھے
ہو لیا جب آپ اپنے مکان میں داخل ہوئے میں بھی داخل ہوا اور میں نے عرض کیا، آپ کی
قوم نے آپ کے بارے میں مجھ سے ایسا اور ویسا کہا اور یہاں تک کہا اور ڈرایا کہ میں نے اپنے
کان میں روئی تک دے لی تھی تاکہ آپ کا کلام نہ سن سکوں مگر خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے
کان میں آپ کا کلام پہونچا دے، سو میں نے سنا کہ وہ کلام انتہائی خوبیوں سے بھرپور تھا۔ آپ
اپنی بات مجھ پر پیش کیجیے۔ حضورؐ نے مجھے اسلام کی تبلیغ اور ترغیب دی اور قرآن شریف کی
تلاوت فرمائی حضرت طفیل رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی ایسا اچھا اور دل گیر اور منصفانہ کلام
نہیں سنا تھا چنانچہ میں اسلام لے آیا اور میں نے کلمہ حق کی شہادت دی۔ اور میں نے عرض
کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں اپنی قوم کا سردار ہوں، ان کی طرف واپس جاؤں گا اور انھیں اسلام
کی دعوت دوں گا اللہ پاک سے میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ پاک مجھے کوئی نشانی دیدے
جو میرے لئے قوم میں مدد اور معاون ہو آپ نے فوراً دعا کی اے اللہ! اس کو کوئی نشانی عطا
فرما۔ چنانچہ میں اپنی قوم کی طرف چلا جب میں اس گھاٹی پر پہونچا جو میری آبادی کی گذرگاہ پر
تھی تو ایک نور چمکتا ہوا میری دونوں آنکھوں کے درمیان میں ظاہر ہوا میں نے اللہ پاک سے
دعا کی کہ چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ اس نور کو ظاہر فرما مجھے یہ ڈر ہے کہ قوم یہ گمان نہ کرنے لگے

کہ اس کے چہرے کی یہ تبدیلی قوم کا دین چھوڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے وہ روشنی بدل کر میرے کوڑے کے سرے پر آگئی، جیسے حاضرین میرے کوڑے کے سرے پر بطور قندیل لٹکا ہوا مشاہدہ کرتے تھے اور میں ان کی طرف اس گھاٹی سے اترا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہونچ گیا اور ٹھہر گیا، اتنے میں میرے والد تشریف لائے جو انتہائی بوڑھے ہو چکے تھے میں نے کہا اے میرے باپ! مجھ سے دور رہئے نہ تم میرے ہو نہ میں تمہارا، باپ نے کہا اے میرے بیٹے! کیوں کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اسلام لے آیا اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیا میرے باپ نے فرمایا، میرا دین وہی ہے جو تمہارا دین ہے غسل کر کے کپڑے بدل کر میرے پاس آئے میں نے ان پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گئے پھر میری بیوی میرے پاس آئی میں نے اس سے کہا، دور دور، نہ تو میری اور نہ میں تیرا اس نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں آخر یہ کیوں؟ میں نے کہا میرے اور تیرے درمیان اسلام نے تفریق ڈال دی وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئی اور میں نے پورے قبیلہ دوس کو اسلام کی دعوت دی انھوں نے قبول اسلام میں دیر کی، میں نے مکہ میں سرکار دو عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! دوس والوں نے تو مجھے ہرا دیا لہٰذا آپ اللہ سے ان کے لئے بد دعا کیجئے، آپ نے فرمایا اے میرے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما۔ اور مجھ سے فرمایا جاؤ اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کو اسلام کی دعوت دو ذرا ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ برتنا، چنانچہ میں نے واپس آکر دوس کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اسی درمیان میں غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق واقع ہوئے اس کے بعد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کو لے کر حاضر ہوا اور حضور خیبر میں تشریف فرما تھے، میں ستر یا اسی گھرانوں سمیت مدینہ میں ٹھہر گیا[1]

حافظ ابن عبد البر نے استیعاب میں بروایت ابن عباس ان کے اسلام لانے کا یہ سارا قصہ بیان کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کو حضور نے ذی الکفین (ایک بت کا نام ہے)

---

[1] ذکرہ فی البدایۃ ج ۲ صفحہ ۱۰۰ عن ابن اسحاق مع زیادۃ یسیرۃ۔ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۲۵ ذکرہا ابن اسحق فی سائر النسخ بلا اسناد وروی فی نسخۃ من المغازی من طریق صالح بن کیسان عن الطفیل بن عمرو فی قصۃ اسلامہ خبراً طویلاً واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۳۷ ایضاً مطولاً من وجہ آخر وکذلک الاموی عن ابن الکلبی باسناد آخر انتہی، مختصراً[2] وقد ساق ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۲۳۲ طریق الاموی عن ابن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس عن الطفیل

کے جلانے کے لئے بھیجا تھا اور یہ کہ یہ یمامہ بھی تشریف لے گئے تھے اور انھوں نے ایک خواب دیکھا تھا اور غزوۂ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے یہ سب کچھ ذکر کیا ہے

اصابہ[1] میں ابن کلبی سے اس طرح روایت ہے کہ جب حضرت طفیلؓ مکہ تشریف لائے تو قریش نے ان سے حضورؐ کا تذکرہ کیا اور ان سے یہ بھی کہا کہ تم آپ کی آزمائش کر کے دیکھو چنانچہ یہ حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور اپنا شعر پڑھ کر سنایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کی تلاوت فرمائی اور یہ اسی وقت اسلام لے آئے اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو گئے، اس روایت میں بھی ان کے کوڑے کے منور ہو جانے کا تذکرہ ہے، گھر میں آکر اپنے ماں باپ کو اسلام کی دعوت دی ان کے باپ اسلام لے آئے اور ماں نے قبولِ اسلام سے انکار کر دیا۔ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، صرف حضرت ابوہریرہؓ نے اسلام قبول کیا، اس کے بعد انھوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! دوس کی سرزمین ایک محفوظ قلعہ کی طرح پر ہے کیوں نہ وہ آپ کو مل جائے آپؐ نے بجائے چڑھائی کرنے اور بد دعا کرنے کے (اَللّٰھُمَّ اَھْدِ دَوْسًا) فرما کر دعا دی جب حضورؐ دعا سے فارغ ہوئے حضرت طفیلؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا منشا یہ نہیں تھا آپؐ نے فرمایا ان میں تمہارے جیسے بہت ہوں گے۔ جُندب بن عمرو حممۃ بن عوف دوسی زمانۂ جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ اس میں شک نہیں کہ مخلوقات کا کوئی خالق ضرور ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے جب انھوں نے حضورؐ کی خبر سنی اپنی قوم کے پچھتر[2] آدمیوں کی ہمراہی میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ اور وہ ساری جماعت بھی اسلام لے آئی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جُندبؓ ایک ایک آدمی کو آپؐ کی خدمت میں اسلام کے لئے پیش کرتے جاتے تھے (اور لوگ مشرف باسلام ہوتے جاتے تھے)

صحابۂ کرام کا انفراداً اور جماعتاً لوگوں کو تبلیغ کیلئے بھیجنا

حضرت[3] ہشام بن العاص امویؓ فرماتے ہیں میں اور میرے ایک اور ساتھی ہرقل قیصرِ روم کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے، ہم مدینہ سے چل کر غوطہ یعنی دمشق پہونچے

---

[1] قال فی الاصابۃ وذکرہ ابو الفرج الاصبہانی من طریق ابن الکلبی ایضاً [2] وقد تقدمت دعوۃ علیؓ فی قبیلۃ ہمدان حیاۃ الصحابۃ عربی ج ۱ صفحہ ۹۵ دعوۃ خالد بن الولید فی بنی الحارث بن کعب صفحہ ۹۶ ودعوۃ ابی امامۃ فی قومہ صفحہ ۹۱
[3] اخرج البیہقی فی الدلائل عن ابی امامۃ الباہلی

اور جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے بات کرے ہم لوگوں نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے ہیں ہم تو بادشاہ سے بات کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں اگر ہمیں اجازت ملے گی تو اس سے بات کرینگے ورنہ ہم قاصد سے بات نہ کریں گے قاصد نے جاکر خبر دی ہم لوگوں کو اجازت مل گئی اور اس نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو ہشام بن عاص نے اس سے بات چیت کی اور اس کو اسلام کی دعوت دی وہ کالے کپڑے پہنے ہوئے تھا ہشام نے پوچھا کہ یہ کالا لباس کیوں پہن رکھا ہے اُس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے اور یہ کالا لباس اس لئے پہنا ہے کہ جب تک تم لوگوں کو ملک شام سے نہ نکال دوں نہ اتاروں گا۔ ہم نے کہا خدا کی قسم یہ شہر جہاں تو بیٹھا ہوا ہے اسے بھی ہم تم سے لیں گے اور انشاء اللہ تمہارا تمام ملک بھی، ہم کو اس بات کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دیدی ہے، جبلہ نے کہا کہ تم وہ لوگ نہیں ہو، وہ ایک اور ہی قوم ہے جو دن کو روزہ رکھتی اور راتوں کو عبادت کرتی ہے یہ حدیث آگے تائیدات غیبی کے باب میں آئے گی[1]

موسیٰ بن[2] عقبہ کی روایت میں ہے کہ ہشام بن عاص اور نعیم بن عبداللہ اور ایک اور صحابی، حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں بادشاہ روم کے پاس بھیجے گئے تھے، حضرت ہشامؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جبلہ بن ایہم کے پاس دمشق پہونچے وہ کالے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور ہر شے اس کے دربار کی سیاہی سے رنگی ہوئی تھی، اس نے کہا اے ہشام کہو ہشام نے اس سے گفتگو کی اور اللہ کے دین کی دعوت دی اس کے بعد کی تفصیل آگے آئے گی، انشاءاللہ

دعوتِ اسلام کیلئے مکتوباتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت زیاد بن حارثؓ کا گرامی نامہ اپنی قوم کے نام

حضرت زیادؓ[3] بن حارث صدائیؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور میں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے میری قوم کی طرف جو لشکر روانہ فرمایا ہے اس کو واپس بلا لیجئے، میں آپ کے سامنے ذمہ داری لیتا ہوں کہ میری قوم

---

[1] واخرجہ الحاکم ایضاً بطولہ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۲۵۱ نحوہ [2] واخرج ابونعیم فی الدلائل صفحہ ۹ عن موسیٰ بن عقبۃ القرشی [3] اخرج البیہقی

آپ کی اطاعت کرے گی اور اسلام لے آئے گی ۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور لشکر کو واپس کردو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری سواری سست پڑ گئی ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے صحابی کو بھیج کر لشکر واپس کرایا حضرت زیادؓ فرماتے ہیں میں نے اپنی قوم کی طرف ایک خط لکھا ان کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا ، حضورؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے صدائی بھائی! کیا تم اپنی قوم کے سردار ہو؟ میں نے عرض کیا میرا اس میں کیا دخل ہے؟ اللہ پاک نے ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی آپؐ نے فرمایا پھر تو میں تم کو پھر ان لوگوں پر امیر نہ بنا دوں؟ میں نے عرض کیا ضرور بنائیے یا رسول اللہ! چنانچہ آپؐ نے میری امارت کے لئے ایک وثیقہ نامہ تحریر فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے صدقات سے میرے لئے کچھ حصہ مقرر کر دیجئے ۔ اس کے لئے بھی آپؐ نے اجازت نامہ تحریر فرما دیا ۔ حضرت زیاد صدائی بیان کرتے ہیں کہ یہ ارسال ناجات کا قصہ آپؐ کے بعض سفروں میں پیش آیا ہے حضورؐ ایک مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے وہاں کے کچھ لوگوں نے آپؐ کی خدمت میں آکر اپنے عامل کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ ہم سے بعض ایسی چیزیں بھی اس نے وصول کی ہیں جن کے نہ لینے کا ہماری اور اس کی قوم کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں معاہدہ ہو چکا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی توثیق کے لئے پوچھا کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں ۔ آپؐ نے اپنے اصحاب کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں بھی وہیں موجود تھا کہ امارت اور حکومت میں مسلمان کے لئے بھلائی نہیں ، حضرت صدائی فرماتے ہیں کہ آپؐ کا یہ فرمان میرے جی کو لگ گیا ، اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ دیجئے حضورؐ نے فرمایا جس نے باوجود دولتمندی کے لوگوں سے سوال کیا وہ سوال دردِ سر اور پیٹ کی کوئی بیماری بن کر رہے گا ، سائل نے کہا کہ آپ مجھے کچھ صدقہ ہی میں سے دیدیجئے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک صدقات کے بارے میں میرے اور میرے غیر کے حکم پر راضی نہیں اسی واسطے اللہ پاک نے اس کے مصرف کو خود بیان فرمایا ہے اور ان کی آٹھ قسمیں کی ہیں اگر تو ان آٹھ قسموں میں سے کسی ایک قسم میں ہو تو میں تجھ کو دیدوں ۔ حضرت صدائی فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی میرے دل میں گھر کر گئی اس لئے کہ میں مالدار تھا اور میں نے آپؐ سے صدقہ کا سوال کیا تھا ۔ اس کے بعد پوری حدیث بیہقی نے ذکر کی ہے ۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب حضورؐ نماز پوری فرما چکے تو میں آپ کے دونوں مکاتیب لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ان دونوں باتوں سے معاف فرما دیجئے ۔ آپؐ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا میں نے عرض کیا کہ ابھی میں نے

آپ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ امارت اور حکومت میں مسلمان کے لئے بھلائی نہیں ہے اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں اور (بحمد اللہ) مومن ہوں اور میں نے سائل کے جواب میں آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے باوجود دولت مندی کے لوگوں سے سوال کیا وہ دردسر اور پیٹ کی بیماری ہے میں نے بھی آپؐ سے صدقات کے بارے میں سوال کیا تھا حالانکہ میں (بحمد اللہ) دولت مند ہوں، آپؐ نے فرمایا بات تو اسی طرح پر ہے جو میں نے کہی آگے تیری مرضی خواہ قبول کر یا چھوڑ دے، میں نے کہا میں نے چھوڑا، اس کے بعد حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ کسی ایسے آدمی کو بتاؤ جس کو میں تم لوگوں پر امیر اور حاکم بنا دوں، میں نے ہی آنے والے وفد میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا آپؐ نے اسی کو امیر بنا دیا [1]

حضرت بجیر بن زہیر بن ابو سلمیٰ رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ اپنے بھائی کعب کے نام

حاکم [2] نے بسند ابراہیم بن منذر بیان کیا ہے کہ زہیر کے دونوں بیٹے کعب اور بجیر سفر کیلئے روانہ ہوئے، ابرق عزاف چشمہ پر پہونچ کر بجیر نے کعب سے کہا تم اسی جگہ میدان میں ٹھہرو میں ذرا اس آدمی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو کر آؤں، سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں چنانچہ کعب ٹھہر گئے اور بجیر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے اسلام پیش کیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا جب یہ خبر کعب کو پہونچی، کعب نے یہ شعر کہے

الا ابلغا عنی بجیرا رسالۃ	۱	علی ای شیئ ویب غیرک دلکا
علی خلق لم تلف اما ولا ابا	۲	علیہ ولم تدرک علیہ اخا لکا
سقاک ابوبکر بکاس رویۃ	۳	وانہلک المامور منہا وعلکا

ترجمہ اشعار

۱۔ اے میرے دونوں ساتھیو! میری جانب سے بجیر کو یہ پیغام پہونچا دو تیرا ناس جائے، غیروں نے تجھے کس روش پر ڈال دیا۔

---

[1] کذا فی سیرۃ ج ۵ صفحہ ۳ و اخرجہ ایضا بطولہ البغوی و ابن عساکر و قال ہذا حدیث حسن کذا فی کنز ج ۳ صفحہ ۲ و اخرجہ احمد ایضا بطولہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۵۵ و اخرجہ الطبرانی ایضا بطولہ۔ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ [illegible] وفیہ عبد الرحمن بن زیاد بن انعم وہو ضعیف وقد وثقہ احمد بن صالح ورد علی من تکلم فیہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔

[2] اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۷۹ عن ابراہیم بن المنذر الحزامی عن الحجاج بن ذی الرقیبۃ بن عبد الرحمن بن کعب بن زہیر بن ابی سلمہ المزنی عن ابیہ عن جدہ

۲۔ تجھے ایک ایسی روشش پر لگا دیا کہ نہ اس پر تمہاری ماں ہے نہ تمہارا باپ اور نہ تم نے اس روشش پر اپنے بھائی کو پایا

۳۔ ابو بکر نے تجھے ایک لبریز جام پلایا ہے اور بڑے اطمینان کے ساتھ اس غلام نے بار بار پلایا ہے ور سیراب کیا ہے
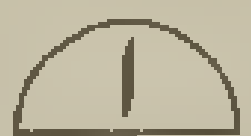
جب حضورؐ کی خدمت میں اشعار پہونچے آپؐ نے فرمایا جو کعب کو قتل کر دے اس کا خون معاف ہے اور فرمایا جس کے سامنے کعب پڑ جائے وہ کعب کو قتل کر دے، حضرت بجیرؓ نے اپنے بھائی کو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا خون کئے جانے کا حکم دیدیا ہے اور اس خط میں یہ بھی لکھا کہ بھائی جان نجات اور بچاؤ کی صورت نکالو، میرا خیال یہ ہے کہ تم بچ نہیں سکتے، اس کے بعد پھر ایک خط میں لکھا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضورؐ کی خدمت میں جب کوئی آکر کلمۂ شہادت کی گواہی دیتا ہے کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ آپؐ اس سے کلمۂ شہادت کو قبول کر لیتے ہیں اور اُسے مسلمان مانتے ہیں جیسے ہی یہ میرا خط تمہارے پاس پہونچے تم اسلام لا کر میرے پاس آجاؤ چنانچہ کعب اسلام لے آئے اور آپؐ کی تعریف میں ایک مدحیہ قصیدہ کہا پھر آپؐ کی خدمت میں حاضری کے ارادہ سے تشریف لائے، اپنی سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازے پر بٹھائی اور مسجد میں داخل ہوئے حضورؐ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ اس طرح پر تشریف فرما تھے جیسے کوئی جماعت دسترخوان پر حلقہ جمائے بیٹھی ہو، اسی حلقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کبھی ایک طرف کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت فرماتے اور کبھی دوسری طرف کے لوگوں سے مخاطب ہوتے تھے حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے پر بٹھائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا حلیہ مبارک دیکھ کر پہچان لیا۔ چند قدم چل کر آپؐ کی مجلس میں بیٹھ گیا اور میں نے اسلام قبول کرتے ہوئے کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانت رسول اللہ یا رسول اللہ! مجھے امن ملنا چاہیئے آپؐ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کعب بن زہیر۔ آپؐ نے فرمایا تم ہی نے وہ شعر کہے تھے اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کرتے ہوئے آپؐ نے کہا کہ اے ابو بکر! انھوں نے کس طرح پر کہا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سنایا

سقاک ابو بکر بکاس رویۃ　　وانہلک المامور منہا وعلکا

تجھے ابو بکر نے ایک لبریز جام پلایا ہے۔ اور بڑے اطمینان کے ساتھ اس غلام نے بار بار

پلایا ہے اور سیراب کیا ہے
کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس طرح نہیں کہا آپؐ نے فرمایا درس تُو نے کہا تھا۔ کعب نے کہا میں نے تو اس طرح کہا تھا

سقاك ابو بكر بكاس روية ﴿۱﴾ وانهلك المامون منها وعلكا

تجھے ابوبکر نے چھلکتا ہوا پیالا پلایا ہے اور تجھ کو اس امانت دار نے اس پیالہ سے سیراب کیا ہے اور بار بار پلایا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ مامون اور محفوظ ہی ہیں اس کے بعد کعبؓ نے اپنا یہ پورا قصیدہ اخیر تک کہہ سنایا
موسیٰ بنؓ عقبہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبؓ بن زہیر نے اپنا قصیدہ بانت سعاد آپکی مسجد میں مدینہ میں سنایا اور جب اپنے اس قول پر پہونچے

ان الرسول لسيف يستضاء به ﴿۱﴾ وصارم من سيوف الله مسلول
في فتية من قريش قال قائلهم ﴿۲﴾ ببطن مكة لما اسلموا زولوا

ترجمہ اشعار

۱۔ بلاشبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اللہ کی سونتی ہوئی تلواروں میں سے، آپؐ ایک شمشیر براں ہیں
۲۔ قریش کے جوانوں کے ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کہنے والے نے مکہ میں کہا تھا یہ لوگ مسلمان ہوگئے تھے کہ اے کافرو! اب دُور ہو جاؤ۔
حضورؐ نے اپنی آستین سے مجمع کی طرف اشارہ کیا تاکہ لوگ غور سے اسے سنیں۔ ونیز اسی حدیث میں ہے کہ بجیر نے جب اپنے بھائی کعبؓ خط کے ذریعہ ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا تو بجیر نے یہ اشعار لکھے تھے،

من مبلغ كعبا؟ فهل لك في التي ﴿۱﴾ تلوم عليها باطلا ؟ وهي احزم
الى الله لا العزى ولا اللات وحده ﴿۲﴾ فتنجو اذا كان النجاء وتسلم
لدى يوم لا ينجو وليس بمفلت ﴿۳﴾ من النار الا طاهر القلب مسلم
فدين زهير وهو لا شئ باطل ﴿۴﴾ ودين ابي سلمى على محرم

له واخرج الحاكم ایضاً ج ۳ صفحہ ۵۸۳ عن ابراہیم بن المنذر عن محمد بن فلیح عن موسیٰ بن عقبہ

ترجمۂ اشعار

۱۔ کعب کو میری جانب سے یہ پیغام کون پہنچائے کہ جس دین پر تم ملامت کیا کرتے تھے اور باطل ہونے کا الزام لگاتے تھے وہی حق ہے۔

۲۔ کیا تمہیں اس دین کی رغبت ہے لات اور عزیٰ کی طرف نہیں خدائے واحد کی طرف آ کر نجات حاصل کرو، اگر تمہیں نجات کی خواہش ہے اور اسلام لے آؤ

۳۔ وہ دن دُور نہیں اور تم اس دن سے بچ کر جانے والے نہیں جس دن جہنم سے سوائے پاک اور مسلمان دل کے کسی کے لئے نجات نہیں

۴۔ زہیر کا دین جو کچھ بھی نہیں باطل ہے اور زہیر کے دادا ابی سلمٰی کا دین میرے اوپر حرام کر دیا گیا ہے [1]

حضرت خالد بن ولید کا گرامی نامہ اہلِ فارس کے نام

ابی وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہلِ فارس کو اسلام کی دعوت دینے کے سلسلہ میں یہ گرامی نامہ تحریر کیا [2]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خالد بن ولید کی جانب سے رستم اور مہران اور تمام اہل فارس کے نام جسنے ہدایت کا اتباع کیا اس پر سلام ہو۔ اما بعد! ہم تم لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور اگر تم اسلام لانے سے انکار کرتے ہو تو تمہیں اپنے ہاتھوں جزیہ کی ادائگی کرنی پڑے گی اور تم ذلیل سمجھے جاؤ گے اور اگر تم جزیہ سے بھی انکار کر دو گے تو میرے ساتھ ایسی جماعت ہے جو اللہ کے راستے میں شہید ہو جانے کو اس طرح دوست رکھتی ہے جیسے کہ اہل فارس شراب کو دوست رکھتے ہیں والسلام

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۱۳ ہذا حدیث لہ اسانید قد جمعہا ابراہیم بن المنذر الحزامی فاما حدیث محمد بن فلیح عن موسیٰ بن عقبۃ وحدیث الحجاج بن ذی الرقیبۃ ففیہما من لم اعرفہم، وقد ذکرہا محمد بن اسحٰق القرشی فی المغازی، مختصرا فذکرہ باسنادہ الی ابن اسحاق۔
واخرجہ الطبرانی بنحوہ عن ابن اسحٰق، قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۵ ورجالہ الی ابن اسحٰق ثقات۔ انتہی۔ واخرجہ ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی عن یحیی بن عمرو بن جریج عن ابراہیم بن المنذر عن الحجاج، فذکرہ بمعنی ما تقدم کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۵۵۔ واخرجہ ایضا البیہقی عن ابن المنذر باسنادہ نحوہ کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۷۰

[2] اخرجہ الطبرانی

شخص پر اللہ کا سلام ہو جس نے ہدایت اختیار کی [1]

دوسری روایت میں ہے حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں بنی بقیلہ نے مجھ سے حضرت خالدؓ کا وہ خط جو انھوں نے اہلِ مدائن کے نام لکھا تھا پڑھوایا جس کا مضمون یہ ہے

"خالد بن ولید کی جانب سے اہلِ فارس کے زمینداروں کے نام جن لوگوں نے ہدایت قبول کی ان کو سلام امابعد! تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے تمہاری شان و شوکت توڑ دی اور تمہاری حکومت چھین لی اور تمہاری تدابیر کو کمزور کر دیا۔ لکھنے کی بات یہ ہے کہ جس نے ہماری نمازیں پڑھیں ہمارے قبلہ کا استقبال کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا بس وہ مسلمان ہے ہم نفع ونقصان میں اس کے شریک ہیں امابعد! جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہونچے تو مجھے دو باتوں کی اطلاع دو اور میری طرف سے ذمہ داری کا اعتقاد کر و اور اگر تم ان دو باتوں کو نہیں مانتے ہو (یعنی ایمان لانا یا جزیہ دینا) پس قسم اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تمہاری طرف ایک ایسا لشکر بھیجوں گا جنھیں اللہ کی راہ میں مرجانا ایسا ہی محبوب ہے جیسے تمہیں اپنی زندگی محبوب ہے"

جب زمینداران فارس نے حضرت خالدؓ کا یہ خط پڑھا تعجب اور حیرت میں مبتلا ہوگئے اور یہ قصہ سنہ ۱۲ھ کا ہے۔

ابن جریرؒ [2] نے شعبی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے پاس جو ان دنوں سرحد پر متعین تھا خط لکھا اس خط کا قصہ اس سے پہلے کا ہے کہ آپ آزاذبہ اپنی زبان کے ساتھ نکلیں یہ لوگ یمن کے تھے خط کا مضمون حسب ذیل ہے

امابعد! اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اسلام نہیں لاتے ہو تو اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اگر جزیہ دینے سے بھی انکار کرتے ہو تو سوائے اپنے آپ کے کسی اور کو ملامت نہ کرنا میں تم پر ایک ایسی قوم لے کر چڑھائی کروں گا جن کو مرنا اسی طرح محبوب ہے جس طرح تم کو زندگی پیاری ہے۔

نیز ابن جریرؒ [3] نے بیان کیا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کا قبضہ جب سواد عراق پر ہو گیا آپ نے اہل حیرہ سے ایک آدمی طلب کیا اور اس کے ہمراہ اہلِ فارس کو ایک خط بھیجا اہل فارس مدائن میں

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۱۰ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن او صحیح انتہی، واخرجہ الحاکم ایضاً فی ... ج ۳ صفحہ ... عن ابی وائل بنحوہ، واخرج ابن جریر ج ۲ صفحہ ۵۵۲ عن مجالد عن الشعبی [2] واخرج ابن جریر فی ... ج ۲ صفحہ ۵۵۴ عن المجالد عن الشعبی [3] وذکر ابن جریر ایضاً ج ۴ صفحہ ۵۰ باسنادہ

منتشر ہو کر جمع ہوگئے تھے اور اردشیر کے مرنے سے آپس میں ان میں بڑا اختلاف پیدا ہو چکا تھا وہ آپس میں اتحاد پیدا کرنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے بہمن جاذویہ کو بہرسیر پر مقرر کر رکھا تھا وہ ایک لشکر کا سپہ سالار تھا اور بہمن کے ساتھ جاذویہ اور ازادبہ بھی سردار تھے تو حضرت خالدؓ نے ایک آدمی کو بلایا اور اس کے ساتھ دو خط منگائے ایک تو ان لوگوں کے لئے تھا اور دوسرا ان لوگوں کے لئے یہ دونوں خط حضرت خالدؓ کی خدمت میں لے جانے والا ایک حیرہ کا رہنے والا تھا اور دوسرا نبطی تھا جب یہ حضرت خالدؓ کی خدمت میں پہونچے اہل حیرہ کے باشندے سے حضرت خالدؓ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا مُرّہ۔ آپؓ نے کہا یہ جواب لے اور اہل فارس کے پاس جا شاید اللہ تبارک ان پر زندگی کو تلخ کردے یا تو وہ اسلام لے آویں گے یا غلامی قبول کریں گے۔ نبطی کے باشندے سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا ہزقیل آپ نے کہا یہ خط لے جا اور یہ دعا کی اللّٰھم ازھق نفوسھم، اے اللہ ان کو ملیامیٹ کردے ابن جریر کہتے ہیں وہ دونوں خط یہ ہیں

۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالد بن ولید کی جانب سے شاہان فارس کے نام

اما بعد! تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس نے تمہارا انتظام درہم برہم کردیا اور تمہاری تدبیریں کمزور کردیں اور تمہاری باتیں پراگندہ ہوگئیں اور اگر اللہ پاک تمہارے ساتھ ایسا نہ کرتا تو یقیناً تمہارے لئے بہت بڑا فتنہ ہوتا تم ہمارے دین میں داخل ہوجاؤ ہم تمہیں اور تمہاری زمین کو چھوڑ دیں گے اور ہم تمہارے عوض میں تمہارے غیر سے لڑیں گے اور اگر تم اسلام میں نہیں داخل ہوتے ہو اور اسلام سے کراہیت کرتے رہے تو میں تم پر ایسی قوم لے کر چڑھوں گا جو موت کو اسی طرح محبوب سمجھتی ہے جیسا کہ تم زندگی کو محبوب سمجھتے ہو، بالآخر تمہیں اسلام لانا ہوگا۔

۲ دوسرے خط کا مضمون یہ ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"خالد بن ولید کی جانب سے فارس کے سرداروں کے نام

اما بعد! اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اسلام نہیں لاتے ہو تو تم ذمی بننا قبول کرو اور جزیہ ادا کرو اور اگر تمہیں یہ بھی منظور نہیں تو میں تمہارے پاس ایک ایسی قوم لے کر آیا ہوں جو موت کو اسی طرح محبوب سمجھتی ہے جیسے تم شراب پینے کو محبوب سمجھتے ہو"

تمت

حیاۃ الصحابہؓ اُردو عکسی حصّہ دوم وسوم

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک حیاتِ طیبہ کے حالات ان کی دعوتِ اسلام کے لئے محنت وجد وجہد ان کے سرفروشانہ مجاہدات مخصوص صفات وکمالات اور ان کے ایمان ویقین کے واقعات وقصص احادیث کے ضخیم مجموعوں سے عربی میں تین ضخیم جلدوں میں جمع فرمایا ہے جو تقریباً دو ہزار صفحات مجموعی پر مشتمل ہے۔ عربی کی پہلی جلد کا اُردو ترجمہ ہم نے تین مساوی حصّوں پر تقسیم کیا ہے۔ پیشِ نظر کتاب اس کا صرف پہلا حصّہ ہے آئندہ دوسرے اور تیسرے حصّے بھی تقریباً اسی ضخامت کے ہونگے جن کے عنواناتِ خصوصی حسب ذیل ہیں۔

حصّہ دُوم کے عنواناتِ خصوصی

معرکۂ جنگ میں دعوتِ اسلام کا نظام ـــــ عہد نبوی میں صحابۂ کرامؓ کی معرکۂ جنگ میں تبلیغ
عہد صدیقی میں صحابۂ کرامؓ کی معرکۂ جنگ میں تبلیغ ـــــ عہد فاروقی میں صحابۂ کرامؓ کی معرکۂ جنگ میں تبلیغ
آنحضرتؐ کا صحابۂ کرامؓ سے اعمالِ خصوصی پر بیعت لینا ـــــ صحابۂ کرامؓ کا خلفائے راشدین سے بیعت کرنا
آنحضرتؐ اور صحابۂؓ کا اللہ کے راستے میں صبر وتحمل ـــــ صحابۂ کرامؓ وصحابیاتؓ کی ہجرت کے تفصیلی واقعات
صحابۂ کرامؓ کی نصرت کے تفصیلی واقعات ـــــ صحابۂ کرامؓ کا بھوک وپیاس برداشت کرنا

حصّہ سُوم کے عنواناتِ خصوصی

آنحضرتؐ کی ترغیبِ جہاد ـــــ خلفائے راشدین وصحابۂ کرامؓ کی ترغیبِ جہاد
جہاد میں خرچ کرنے کے تفصیلی واقعات ـــــ جہاد سے رہ جانے پر صحابۂ کرامؓ کا ملال
صحابۂ کرامؓ کا شوقِ شہادت وشوقِ جہاد فی سبیل اللہ ـــــ صحابۂ کرامؓ کی شجاعت کے کارنامے
عورتوں اور بچوں کا جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنا ـــــ صحابۂ کرامؓ کا قرض لیکر جہاد میں نکلنا
صحابۂ کرامؓ کا رمضان میں نکلنا ـــــ صحابۂ کرامؓ کا جہاد کے لئے خرچ دے کر روانہ کرنا
مجاہدین فی سبیل اللہ کو رخصت کرنا ـــــ آنے والے مجاہدینؓ کا استقبال کرنا
اللہ کے راستے میں تین چِلّوں کے لئے نکلنا ـــــ عورتوں کی جہاد میں خدمات

کتبہٗ محمد حسن

تاریخ طباعت ۱۹ رجب ۱۳۸۳ھ، مطبوعہ تاج آفسیٹ پریس دہلی، ناشر ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

ایمان والوں میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے، پھر بعض ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے، اور بعضے اُن میں مشتاق ہیں،

اُردُو عکسی

حیاۃُ الصحابہ رض

حصّہ دوم

اِس حصہ میں عہدِ رسالت وخلافتِ راشدہ میں عین معرکۂ جنگ میں دعوتِ اسلام کے مکمّل واقعات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنحضرتؐ اور خلفائے راشدینؓ سے بیعت واقسامِ بیعت، نیز مُہاجرینؓ کی ہجرت اور انصارؓ کی نصرت اور اس راہ کی بھوک وپیاس، سردی وگرمی، تنگی وترشی زخموں اور مرضوں کے حیرت انگیز تحمل کے تفصیلی حالات آگئے ہیں

تالیف

رئیس التبلیغ حضرتِ اقدس

مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی

دامت برکاتہم

ترجمہ

حضرت مولانا

محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی

مدّ فیوضہم

ناشر

احقر انیس احمد غفرلہٗ ادارۂ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین نئی دلّی ۱۳

(تاج آفسیٹ پریس دہلی)

پیش کش

حضرات مہاجرینؓ وانصارؓ کی خدمت میں

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا

اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ

مدد کی۔ وہی ہیں سچے مسلمان۔ ان کیلئے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

بخشش ہے اور روزی عزت کی۔

حیاۃ الصحابہؓ اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے

کتبہ عاصم

فہرست ذیل کے نمبر صفحات کو کتاب ہذا میں صفحہ کے نیچے ملاحظہ فرماویں

فہرستِ عنوانات

حصہ دوم

اوپر کے نمبروں کا سلسلہ حصہ اول سے شروع کیا گیا ہے

معرکۂ جنگ میں دعوتِ اسلام کا نظام

عہدِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ کا معرکۂ جنگ میں تبلیغی فرائض انجام دینا

حضرت مسلمؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ایک مہم کے لئے روانہ فرمایا ایک گھاٹی کے قریب پہنچ کر میں نے اپنے گھوڑے کو اکسایا اور تیز کیا۔ میرے ساتھی بھی میرے پیچھے ہو لئے، سامنے جو قبیلہ تھا اس نے روتے ہوئے ہمارا استقبال کیا میں نے ان سے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لو بچ جاؤگے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اتنے میں میرے ساتھی بھی آپہنچے اور مجھے ملامت کرنے لگے کہ تو نے تو ہم کو مالِ غنیمت سے بھی محروم کر دیا اور ایسے وقت میں جب کہ ہمارے ہاتھ پورا قابو پا چکے تھے (میں نے کوئی جواب نہ دیا) جب ہم لوگ واپس پہنچ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے ساتھیوں نے اس کا تذکرہ حضورؐ سے کیا۔ آپؐ نے مجھے بلایا اور جو کچھ میں نے کیا تھا اس کی بڑی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا کہ بے شک اللہ پاک نے تیرے لئے ان میں سے ہر انسان کے بدلے اتنا اتنا ثواب لکھا۔

عبدالرحمٰنؒ کی روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو محض سبب ہی بنا تھا (یعنی خدا کا شکر ہے کہ اس نے اتنی سی بات پر مجھ پر اتنا کرم فرمایا)۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے ایک پروانہ لکھے دیتا ہوں اور میرے بعد جو مسلمانوں کے امام ہوں گے ان کو وصیت کئے دیتا ہوں، چنانچہ آپؐ نے وہ پروانہ لکھا، اور اس پر مُہر لگائی اور مجھے دے دیا، اور مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ جب

لے اخرج الحسن بن سفیان وابو نعیم عن عبدالرحمٰن بن حسان الکنانی ـ حدثنی مسلم بن الحارث بن مسلم التمیمی ؁

تم صبح کی نماز سے فارغ ہوا کرو تو اس سے پہلے کہ کسی سے بات کرو سات مرتبہ یہ کہہ لیا کرو اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ میں رکھ۔ اگر تمہاری اس دن وفات ہوگئی تو اللہ پاک تمہارے لئے دوزخ سے پناہ لکھ دے گا اور جب مغرب کی نماز پڑھ چکو تو کسی سے بات کرنے سے قبل سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑھ لیا کرو، پس اگر تمہارا اس رات میں انتقال ہوجائے گا تو اللہ پاک تمہارے لئے دوزخ سے برأت لکھ دے گا۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو وفات دے دی تو میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پروانہ پیش کیا) انہوں نے اس کی مُہر توڑی، اور اُسے پڑھا اور میرے لئے آپ کے مقرر کردہ وظیفے کو باقی رکھا اور اس پروانہ پر مہر لگادی اسی طرح میں حضرت عمرؓ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں اُس خط کو لایا اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بھی اُن کے پاس اُس پروانہ کو لایا اور اُنہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ حضرت مسلم کہتے ہیں کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا خلافتِ عثمانیؓ میں انتقال ہوگیا۔ اور وہ پروانہ مبارک ہمارے پاس تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ ہوئے۔ ہمارے گورنر کے پاس یہ مضمون لکھا کہ میرے پاس مسلم بن حارث بن مسلم تمیمی کو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نامۂ مبارک کے جو حضورؐ نے اُن کے باپ کو لکھ کر دیا تھا بھیج دو، میں اس پروانہ کو لے کر عمر بن عبد العزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اس کو پڑھا اور اس وظیفے کو باقی رکھا۔ اور اس پر اپنی مُہر لگادی[1]

محمدؒ بن عبد اللہ زہری بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت کعبؓ بن عمیر غفاری کو مع پندرہ اشخاص کے روانہ فرمایا۔ جب یہ قافلہ ملک شام میں ذات اطلاح پر پہنچا وہاں کفار کی ایک بہت بڑی تعداد جمع تھی، پہلے انہوں نے ان لوگوں پر اسلام پیش کیا۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا اور ان پر تیر باری شروع کردی۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر اُن سے سخت لڑائی کی اور یہ سب شہید ہوگئے۔ ایک زخمی صحابی ان میں سے بچ رہے جب رات کی تاریکی چھاگئی۔ بڑی مشقتوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت تک پہنچے، اور ساری داستان کہہ سُنائی۔ آپؐ نے ان کی طرف ایک دوسرے لشکر کے بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر آپ کو

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷، ص ۲۸ والمنتخب ج ۴ ص ۱۰۲۔

[2] اخرج الواقدی۔

یہ اطلاع مل گئی کہ وہ لوگ کسی دوسری جگہ جا چکے ہیں[1]۔ ابن اسحٰق[2] اور موسٰی بن عقبہ کی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ کعبؓ بن عمیر آج ہی کے دن شہید ہوئے ہیں۔ اور یہ قصہ ماہ ربیع الاول ۸ھ میں پیش آیا ہے۔

حضرت زہری[3] فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ ذی الحجہ ۷ھ میں عمرۂ قضا سے واپس تشریف لائے تو ابن ابی العوجاء سلمی کو مع پچاس سواروں کے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک جاسوس نے جا کر اپنی قوم کو ان لوگوں کی آمد سے ڈرایا اور خبر پہنچائی۔ وہ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ جب حضرت ابن ابی العوجاءؓ ان کے پاس پہنچے تو دشمن پوری تیاری کئے ہوئے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ان کی بڑی تعداد دیکھی اور بلا خوف وخطر، ان کو اسلام کی دعوت دی۔ دشمنوں نے ان لوگوں کو تیر کا نشانہ بنا لیا اور ان کی کوئی بات نہیں سُنی، اور کہا جس چیز کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں اور اُن پر تیر باری شروع کر دی، اور دشمن کی کمک لگاتار آرہی تھی۔ یہاں تک کہ اُن تمام صحابہؓ کو ہر جانب سے گھیر لیا۔ اور بہت سخت اور گھمسان کی لڑائی ہوئی، عام مسلمان مارے گئے۔ حضرت ابن ابی العوجاءؓ بھی انتہائی زخمی ہوئے، مگر زخموں کی برداشت کر کے مع بقیہ چند اصحاب کے شروع صفر ۸ھ میں کسی طرح مدینہ پہنچ گئے[4]۔

عہدِ صدیقی میں صحابۂ کرامؓ کا معرکۂ جنگ میں تبلیغی فرائض انجام دینا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے امراء کو تاکید کرنا

حضرت[5] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف لشکر روانہ فرمائے جن پر امیر یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم تھے جب ان حضرات نے چلنے کی تیاری کی تو امراء لشکر کو رخصت کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ان اُمرائے لشکر کے ساتھ ہو لئے۔ یہاں تک کہ وداعہ کی گھاٹی تک پہنچ گئے۔

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص۲۴۳ [2] واخرجہ ابن سعد فی الطبقات ج ۲ ص۱۲۴ عن الواقدی عن محمد بن عبد اللہ عن الزہری بنحوہ، وہکذا ذکرہ ابن اسحٰق عن عبد اللہ بن ابی بکر وان کعب بن عمیر قتل یومئذ، وذکرہ ایضاً موسٰی بن عقبہ عن ابن شہاب وابو الاسود عن عروۃ کما فی الاصابۃ ج ۳ ص۲۰۳ وقال ذکرہ ابن سعد فی الطبقۃ الثالثۃ [3] اخرج البیہقی من طریق الواقدی عن محمد بن عبد اللہ بن مسلم عن الزہری [4] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص۲۳۵ وذکرہ ابن سعد فی الطبقات ج ۲ ص۱۲۳ بمثلہ بدون اسنادہ [5] اخرج البیہقی ج ۹ ص۸۵ وابن عساکر عن سعید بن المسیب۔

ان حضرات نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ! آپ پیادہ چل رہے ہیں اور ہم لوگ سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان قدموں سے اپنی خطاؤں کو بخشوا رہا ہوں۔ یہ میرے قدم اللہ کے راستے میں اُٹھ رہے ہیں، پھر حضرت ابوبکرؓ نے لشکر کو وصیت فرمانی شروع کر دی کہ میں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ پاک سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا جن لوگوں نے اللہ کے دین کا انکار کیا اُن سے جہاد کرنا۔ اللہ اپنے دین کا مددگار ہے، غدّاری نہ کرنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا، بزدلی نہ برتنا۔ زمین میں فساد نہ پھیلانا، اور جس چیز کا تم کو حکم دیا جا رہا ہے، اس کے خلاف نہ کرنا۔ تمہارا اگر بہ تقدیر الٰہی مشرک دشمنوں سے سامنا ہو تو انہیں تین باتوں کی دعوت دینا۔ اگر اُنہوں نے تمہاری بات مان لی تو تم مان لینا اور اُن کی جنگ سے رُک جانا۔ اولاً اُن کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر اُنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تو ان کے اسلام لانے کو قبول کر لینا اور ان کی جنگ سے رُک جانا، اور ان کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ اپنے وطنوں سے مہاجرین کے وطن کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اگر انہوں نے اس بات کو منظور کر لیا تو اُن سے کہنا کہ اب یہ مہاجرین کے رنج و راحت میں برابر کے شریک ہیں اور اگر اُنہوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے وطن کو چھوڑنا پسند نہ کیا تو اُن سے کہہ دینا کہ اُن کا بھی وہی حال ہے جو دیگر دیہات میں رہنے والے مسلمانوں کا ہے۔ اللہ کے فرائض اُن پر بھی عائد ہوں گے جو دیگر مومنین پر فرض ہیں۔ فئے اور غنیمت میں سے بغیر جہاد میں شرکت کے اُنہیں کوئی حصہ نہ ملے گا۔ اور اگر انہوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تو ان سے جزیہ پر معاملہ طے کرنا، اگر وہ لوگ اس پر آمادہ ہو گئے اور جزیہ منظور کر لیا تو تم منظور کر لینا اور ان سے جنگ و جدل نہ کرنا اور اگر انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو اللہ سے اُن کے خلاف امداد طلب کر کے جنگ شروع کر دینا پھر جیسی خدا کی مرضی ہو، درختوں کو نہ کاٹنا اور نہ اُن کو جلانا، جانوروں کو نہ کاٹنا اور نہ کسی پھل دار درخت کو خراب کرنا۔ نہ ان کی عبادت گاہوں کو ڈھانا، بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، اور تم ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے جو عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہیں اُن کو بھی اُن کی حالت پر چھوڑ دینا۔ اور تمہیں ایسے لوگوں سے بھی سابقہ ہو گا جنہوں نے شیطان کی رضامندی کے لئے اپنے سروں پر گھونسلے بنا رکھے ہیں (دینی انتہائی غافل ہیں) جب تمہاری ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو، ان کی گردنیں تن سے جدا کر دینا[۱]

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۲ صہ ۲۹۵ و اخرجہ مالک و عبدالرزاق والبیہقی و ابن ابی شیبۃ عن یحییٰ بن سعید نا لبیہقی عن صالح بن کیسان و ابن زنجویہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مختصرا کما فی الکنز ج ۲ صہ ۲۹۵، ۲۹۶۔

حضرت عروہ[1] فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عرب کے اُن قبائل کی طرف جو مرتد ہو چکے تھے دعوتِ اسلام کا تہیّہ کیا تو ایک لشکر کو حضرت خالدؓ بن ولید کی امارت میں روانہ کیا، تاکہ یہ لوگ انہیں ارتداد کے نفع نقصان کی فہمائش کریں، اور ہدایتِ اسلام پر آمادہ کریں۔ پس جو آدمی خواہ گورا ہو یا کالا، اُن کی ہدایت کو مان لے جس کا طریقہ یہ تھا کہ ایمان کے لئے کفار سے جنگ کرے۔ اس کے اوپر اب کسی قسم کی کوئی گرفت اور مواخذہ نہ ہوگا۔ اس کے ایمان کی سچائی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اور جس نے اسلام نہ قبول کیا، وہ قتل کر دیا جائے گا[2]۔

صالح بن کیسان[3] کی روایت میں ہے کہ جب حضرت خالدؓ بن ولید نے حیرہ میں نزول فرمایا، حیرہ کے شرفاء آپ کی خدمت میں مع قبیصہ بن ایاس بن حیۃ الطائی کے جس کو کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد حیرہ کا گورنر بنایا تھا، حاضر ہوئے۔ حضرت خالد رضہ نے قبیصہ اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تم کو اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم نے یہ بات مان لی تو تم مسلمان ہو اور نفع نقصان میں مسلمانوں کے برابر کے شریک، اور اگر تم نے اسلام لانے سے انکار کیا تو جزیہ دو۔ اور اگر تم نے جزیہ سے بھی انکار کیا تو میں تمہارے پاس ایک ایسی قوم لے کر آیا ہوں جو موت کی اسی طرح لالچی ہے جس طرح تم زندگی کے لالچی ہو، ہم تم سے لڑیں گے، پھر اللہ جو چاہے ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ دے۔ قبیصہ نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ مجھے تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے، اور تمہیں جزیہ دیدیں گے، چنانچہ ان لوگوں سے نوے ہزار (۹۰۰۰۰) درہم پر صلح ہو گئی۔

بیہقی میں یونس[4] سے اس طرح منقول ہے کہ حضرت خالدؓ نے اہلِ حیرہ سے فرمایا کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ اور بلاشک وشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نمازوں کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ اور مسلمانوں کے احکامات کا اقرار کرو۔ پھر نفع نقصان میں مسلمان اور تم برابر کے شریک ہو۔ ہانی (امیر حیرہ کا نام ہے) بولا! اگر میں یہ بھی نہ مانوں

---

[1] اخرجہ البیہقی ج ۸ صـ ۱۷۹ [2] کذا فی الکنز ج ۳ صـ ۱۴۳ [3] اخرجہ ابن جریر الطبری ج ۲ صـ ۳۰۶ عن ابن حمید عن سلمۃ عن ابن اسحٰق [4] اخرجہ البیہقی ج ۵ صـ ۱۸۶ من طریق یونس بن بکیر عن ابن اسحٰق

تو پھر کیا ہے، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو تمہیں اپنے ہاتھوں جزیہ دینا ہوگا۔ اس نے کہا اگر ہم اس کا بھی انکار کریں تو؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا اگر تم اس پر بھی راضی نہ ہوگے تو میں تم کو ایک ایسی قوم کے ذریعے روند ڈالوں گا کہ ان کو موت اس سے زیادہ محبوب ہے جتنا کہ تم کو زندگی پیاری ہے، ہانی نے کہا ہمیں آج کی اس رات مہلت دیجئے تاکہ ہم اس معاملہ میں غور کرلیں، حضرت خالدؓ نے کہا، جاؤ میں نے مہلت دی۔ جب صبح ہوئی سویرے ہی ہانی نے آپ کی خدمت میں آکر کہا کہ ہم لوگوں نے بالاتفاق جزیہ دینا منظور کرلیا ہے پس آیئے ہم آپ سے صلح کرتے ہیں۔ اس کے بعد باقی قصہ بیان کیا۔

جب[1] جنگِ یرموک میں لشکر آمنے سامنے آئے، حضرت ابو عبیدہؓ اور یزید بن ابی سفیانؓ آگے بڑھے اور ان دونوں حضرات کے ساتھ ضرارؓ بن ازور اور حارثؓ بن ہشام اور ابوجندلؓ بن سہیل تھے، ان حضرات نے باآواز بلند کہا کہ ہم لوگ تمہارے امیر سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ اس سے کچھ گفت وشنید کریں۔ اُن کے سردار کا نام تذارق تھا۔ اس نے ان حضرات کو داخلہ کی اجازت دے دی وہ اپنے حریر کے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرات صحابہؓ نے کہا ہمارے لئے اس خیمہ میں داخل ہونا حلال نہیں۔ اس نے حکم دیا کہ ان حضرات کے لئے حریر کا فرش (خیمہ سے باہر) بچھایا جائے۔ ان حضرات نے فرمایا کہ ہمارے لئے اس پر بھی بیٹھنا جائز نہیں، اس نے کہا جہاں مرضی ہو بیٹھو وہاں میں بھی آپ حضرات کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا، بالآخر صلح پر رضامندی ہوگئی۔ ان حضرات نے اللہ کی طرف دعوت دی مگر یہ بات پوری نہ ہوئی اور یہ حضرات وہاں سے واپس چلے آئے۔

واقدی[2] وغیرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ جرجہ نامی ایک بڑا حاکم جنگِ یرموک میں سب سے باہر آیا اور حضرت خالدؓ بن ولید سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، حضرت خالدؓ اس کے پاس آئے اور اتنے قریب آئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں، جرجہ نے کہا اے خالد! مجھے خبر دیجئے بالکل سچ بولئے جھوٹ سے کام نہ لیجئے، اس لئے کہ آزاد آدمی جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے، اور دھوکہ بازی کی بات نہ کیجئے گا۔ اس لئے کہ شریف آدمی ان لوگوں سے بھی دھوکہ دہی اور فریب کاری کی بات نہیں کرتا جن کو اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ کیا اللہ پاک نے تمہارے نبیؐ پاک پر آسمان سے کوئی ایسی تلوار اتاری ہے جو اُنھوں نے تم کو دیدی ہے کہ جہاں کہیں تم حملہ کرتے ہو لوگوں کو شکست

---

[1] وقال فی البدایۃ ج ۷، ص۹ ایضاً [2] وذکر فی البدایۃ ج ۷، ص۱۲

دیدیتے ہو۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا نہیں۔ جرجہ نے پوچھا، پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے؟
حضرت خالدؓ نے کہا۔ اللہ پاک نے ہم لوگوں میں اپنا نبی بھیجا اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ ہم سب نے اس سے نفرت برتی اور اس سے دُوری چاہی، اس کے بعد ہمارے بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے متبع ہو گئے اور باقی اسی طرح تکذیب اور منافرت پر اَڑے رہے۔ میں بھی انھیں لوگوں میں تھا جو تکذیب پر اَڑے ہوئے تھے، اور آپؐ سے دُور بھاگتے تھے۔ پھر اللہ پاک نے ہمارے قلوب اور پیشانیاں اپنی گرفت میں لے لیں۔ اور ہم کو ان کی وجہ سے ہدایت دی۔ اور ہم لوگوں نے آپؐ سے بیعت کر لی اور حضورؐ نے مجھ سے فرمایا تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، جس کو اللہ نے مشرکین پر سونتا ہے اور میرے لئے مدد اور کامیابی کی دُعا دی۔ جب سے اسی وجہ سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا ہے۔ میں تمام مسلمانوں میں سے مشرکین پر انتہائی وزنی اور سخت ہوں، جرجہ نے پوچھا اے خالد! تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ خالد نے فرمایا۔ اس بات کی کہ گواہی دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور جو کچھ حضورؐ اللہ کے پاس سے لائے ہیں، اس سب کا اقرار کرو۔ جرجہ نے کہا کہ اگر کوئی تمہارا یہ کہنا نہ مانے؟ حضرت خالدؓ نے فرمایا تو پھر جزیہ دے ہم اس کی لڑائی سے رُک جائیں گے۔ جرجہ نے کہا اگر جزیہ بھی نہ دے؟

حضرت خالدؓ نے کہا پھر ہم لوگ اسے جنگ کی اطلاع دے کر لڑائی شروع کر دیتے ہیں۔

جرجہ نے پوچھا۔ اچھا اس آدمی کی قدر و منزلت تم میں کیسی ہے جو آج تمہارے دین میں داخل ہو جائے؟

حضرت خالدؓ نے فرمایا، ہم سب کا مرتبہ ایک ہے۔ ان تمام معاملات میں جو اللہ پاک نے ہم لوگوں پر فرض کئے ہیں۔ ہمارے شرفا اور ہمارے عوام اور ہمارے پہلے اور ہمارے پچھلے سب برابر ہیں۔ جرجہ نے کہا، کیا جو شخص آج تمہارے ساتھ اسلام میں داخل ہو اس کے لئے اسی جیسا اجر و ثواب ہے جو تمہارے لئے ہے؟

حضرت خالدؓ نے کہا۔ بے شک! بلکہ وہ افضل ہے۔

جرجہ نے کہا۔ یہ بات سمجھ میں نہ آئی، تمہارے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ تم لوگ اس سے پہلے اسلام لا چکے ہو۔

حضرت خالدؓ نے فرمایا ہم نے یہ دین بڑی مشکلوں سے اختیار کیا تھا اور ہم نے اپنے نبیؐ سے اس وقت میں بیعت کی تھی جب وہ بحالتِ حیات ہمارے درمیان موجود تھے۔ آپؐ کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں۔ آپؐ ہم لوگوں کو کتاب اللہ کی خبریں بتلاتے تھے، اور ہم کو معجزات دکھلاتے تھے اور جو کچھ ہم نے دیکھا اور جو ہم نے سُنا ہر اُس آدمی پر جس نے یہ بات دیکھی اور سُنی، حق ہے کہ اسلام لائے اور بیعت کرے اور بیشک تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ تم نے نہ وہ باتیں دیکھیں جو ہم نے دیکھیں اور نہ تم نے وہ چیزیں سنیں جو ہم نے سُنیں یعنی عجائباتِ قدرت اور دلائلِ نبوت۔ اب تم میں سے جو آدمی سچی نیت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتا ہے، بے شک وہ ہم سے افضل ہے، جرجہ نے کہا، خدا کی قسم تم نے ہم سے سچی بات کی اور دھوکہ بازی کی بات نہیں کی حضرتِ خالدؓ نے کہا، خدا کی قسم میں نے تجھ سے سچ ہی کہا۔ اور اللہ پاک گواہ ہے کہ میں نے تیرے سوال کا جواب ٹھیک دیا۔ یہ سُن کر جرجہ نے ڈھال پلٹ دی۔ (جو ختم جنگ کا اشارہ ہے) اور حضرت خالدؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے، حضرت خالدؓ اس کو لے کر اپنے خیمہ میں آئے، اُس کے اوپر مشک سے پانی ڈال کر غسل کرایا، اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ رومیوں نے اس وجہ سے کہ جرجہ ان کی آنکھوں دیکھتے خالدؓ کے ساتھ ہو لئے، اتنا شدید حملہ کیا کہ مسلمانوں کو اپنے موقف سے ہٹ جانا پڑا، مگر دو جماعتیں اپنی جگہ پر رہیں۔ ایک وہ جس میں عکرمہؓ بن ابو جہل تھے اور دوسری پر حارثؓ بن ہشام۔ یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جرجہؓ ان کی معیت میں تھے اور رومی فوجیں مسلمانوں کے لشکر کے درمیان آچکی تھیں، لوگوں کو للکارا، لوگ اپنے ٹھکانوں پر لگے، اور فوجِ روم، اپنے موقف پر پیچھے ہٹی، اور خالد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کو جوش میں لائے اور اتنی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ تلوار سے تلواریں لڑ گئیں۔ حضرت خالدؓ اور جرجہ آفتاب کے بلند ہونے سے آفتاب کے غروب ہونے تک مع لشکر مسلمین لڑائی میں مصروف رہے۔ ظہر اور عصر کی نماز بھی اشارہ سے پڑھی گئیں۔ جرجہؓ زخمی ہوئے اور ان کی قسمت میں وہی دو رکعت نمازیں تھیں جو حضرت خالدؓ کے ساتھ ادا کی تھیں اور داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے[1]

---

[1] وقال الحافظ فی الاصابۃ ج ا صـ ۲۶۰ ذکرہ ابن یونس الازدی فی فتوح الشام ومن طریق ابی نعیم فی الدلائل وقال جرجیر وقال سیف بن عمر فی الفتوح جرجۃ وذکر انہ اسلم علی یدی خالد بن الولید واستشہد بالیرموک، و ذکر قصتہ ابو حذیفۃ اسحٰق بن بشر فی الفتوح ایضاً لکن لم یسمہ۔ انتہی۔

بدایہ[۱] کی روایت میں ہے کہ حضرت خالدؓ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا ، اور مسلمانوں کو بلادِ عجم سے جہاد کرنے کی ترغیب دی اور بلادِ عرب سے نکلنے پر آمادہ کیا ، اور فرمایا تم لوگ تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو جو کچھ اس جگہ کھانے کو ہے اور خدا کی قسم اگر ہم لوگوں پر جہاد فی سبیل اللہ اور دعوتِ اسلام ضروری نہ ہوتی اور محض زندگی ہی گذارنی ہوتی ، تو میری رائے تھی کہ ان سبزہ زار ملکوں سے لڑا جائے تاکہ ہمارا ان پر قبضہ ہوتا ، ہم بھوک اور محتاجی کو دفع کرتے ۔ پھر یہ بھوک اور محتاجی جس کے حصہ میں بھی آتی ۔ آتی[۲]

عہدِ فاروقی میں صحابہؓ کرام کا معرکۂ جنگ میں تبلیغی فرائض انجام دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے امراء کو اس کی تاکید کرنا

حضرت عمرؓ بن خطاب نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو لکھا کہ میں تمہیں پہلے لکھ چکا تھا ، کہ لوگوں کو تین دن تک اسلام کی دعوت دینا ۔ پس جو شخص مان لے اور مسلمان ہو جائے بلاشبہ وہ مسلمان شمار ہوگا ۔ اس کے لئے وہ تمام منافع ہیں جو دیگر مسلمانوں کے لیے ہیں اور اسلام میں اس کا حصہ ہے ، اور جس نے تمہارا کہا لڑنے کے بعد یا شکست کھانے کے بعد مانا اس کے لئے مسلمانوں جیسا فیئے نہیں ہے ۔ اس لئے کہ مجاہدین اس کے اسلام لانے سے قبل ہی اموال وغنائم کے مالک ہو چکے ۔ پس یہی میرا حکم ہے اور یہی خط لکھنے کی غرض ۔[۳]

ابوالبختریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکروں میں سے ایک لشکر نے جس کے امیر حضرت سلمان فارسیؓ تھے ۔ فارس کے ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔ لشکر والوں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے حملہ کی اجازت چاہی ۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا ذرا مہلت دو ۔ میں اُن کو اسلام کی دعوت دوں ، جس طرح پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ کفار کو اولاً دعوت دیتے تھے چنانچہ حضرت سلمانؓ فارسی نے اہل قلعہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک فارسی انسان ہوں ۔ تم خود دیکھ رہے ہو کہ یہ عربی لوگ کس طرح میرے مطیع ہیں ۔ اگر تم لوگ اسلام لے آئے تو تمہارے لئے وہی منافع ہیں جو ہمارے لئے ہیں ، اور تمہارے لئے وہی مصائب ہیں جو ہمارے لئے ہیں ۔ اگر تم اپنے دین پر اڑے رہے تو اگر تم جزیہ دینا ہم کو منظور کر لو ۔ گو یہ تمہارے لئے ذلت کی بات ہے تو ہم تم سے کچھ نہیں

---

[۱] ذکر فی البدایۃ ج ۶ ص ۳۴۳ [۲] واسندہ ابن جریر فی تاریخہ ج ۲ ص ۵۵۹ من طریق سیف عن محمد بن ابی عثمان نحوہ [۳] اخرج ابوعبید عن یزید بن ابی حبیب [۴] کذا فی الکنز ج ۲ ص ۲۹۸ [۵] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۸۹

کہیں گے ، راوی کہتے ہیں کہ یہ گفتگو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فارسی زبان میں کی تھی (کہ کو ہم تم سے کچھ نہ کہیں گے) مگر تم کسی مدح کے قابل بھی نہ ہوگے اور اگر تم نے جزیہ سے انکار کیا تو پھر ہماری تمہاری دست بدست جنگ ہوگی ۔ ان لوگوں نے کہا ، ہم تو نہ ایمان لانے والے ہیں ، اور نہ ہم جزیہ دیں گے ، ہم تو تم سے جنگ کریں گے ، مسلمانوں نے کہا ۔ اے ابو عبداللہ ! ہم لوگ کیوں نہ حملہ کردیں ؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں ۔ اسی طرح تین دن تک انہیں اسلام کی طرف بلایا ۔ جب وہ نہ مانے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کا حکم دے دیا ۔ مسلمانوں نے ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ قلعہ فتح ہوگیا ۔

مسند[1] احمد اور مستدرک سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھے دن لوگوں کو حملے کا حکم دیا تھا اور اسی روز فتح ہوگئی ، ابوالبختری[2] کی روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر لشکر تھے اور مسلمانوں نے اُنہیں کو اہلِ فارس سے بات چیت کے لئے مقرر کیا تھا اور عطیہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بہر سیر کے رہنے والوں کی دعوت کے لئے ان کو میر مقرر کیا گیا تھا ۔ قصرِ ابیض کی فتح کے روز بھی انہیں امیر مقرر کیا گیا تھا ۔ انہوں نے لوگوں کو تین تین (دن) دعوت دی ہے (اس کے بعد جہاد کا حکم دیا ہے)

حضرت[3] سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رستم کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے چند سرداروں کو بھیجا ، جن میں نعمان بن مقرن ۔ فرات بن حیان ۔ حنظلہ بن ربیع تمیمی ۔ عطارد بن حاجب ۔ اشعث بن قیس ۔ مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہم تھے رستم نے ان سے دریافت کیا ۔ آپ لوگوں کا کس وجہ سے آنا ہوا ؟ ان حضرات نے کہا ، ہم تم لوگوں کے پاس اللہ کے وعدہ کی بناء پر آئے ہیں کہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم تمہارے شہر پر قبضہ کرلیں گے اور تمہاری عورتوں کو باندیاں اور تمہاری اولاد کو غلام بنالیں گے اور تمہارے مال لے لیں گے ، ہم لوگوں کو اس بات کا پورا یقین ہے ۔ رستم نے بھی ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اُترا ، اور فارس کے تمام ہتھیاروں پر مُہر لگا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گیا ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ۔ اس موقع پر سیف راوی نے اپنے اُستادوں سے یہ نقل کیا ہے کہ مصالحت کی صورت نہ ہوئی ، اور جب دونوں طرف کے لشکر آمنے سامنے

---

[1] واخرجہ ایضاً احمد فی مسندہ و الحاکم فی المستدرک کما فی نصب الرایۃ ج ۳ ص ۳۷۸ ببعث : [2] و خرجہ ابن ابی شیبۃ کما فی الکنز ج ۲ ص ۲۹۸ ۔ واخرجہ ایضاً ابن جریر ج ۴ ص ۱۷۳ فذکرا لحدیث فی دعوۃ سلمان بمعناہ ۔ [3] وذکر ابن کثیر فی البدایہ ج ۷ ص ۳۸

ہوئے تو رستم نے حضرت سعدؓ کی خدمت میں ایک ایلچی اس غرض سے بھیجا کہ رستم کے پاس کسی سمجھ دار جاننے والے کو بھیج دیں کہ جو کچھ میں اس سے پوچھوں وہ اس کا جواب دے سکے حضرت سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو بھیج دیا جب حضرت مغیرہؓ اس کے پاس پہنچے، رستم نے اُن سے باتیں ملائیں کہ تم لوگ ہمارے پڑوسی ہو اور ہم تم لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور تمہاری ایذا رسانی سے ہمیشہ باز رہے، لہذا تم لوگ اپنے شہر چلے جاؤ اور تم لوگ ہمارے شہر میں داخل ہو کر تجارت کیا کرو اس سے منع نہیں کرتے، حضرت مغیرہؓ نے فرمایا، ہماری طلب دنیا کے لئے نہیں ہے۔ ہمارے تمام ارادے اور ہماری ساری طلب آخرت کے لئے ہے اللہ پاک نے ہماری طرف ایک رسولؐ بھیجا۔ اور اس رسولؐ سے یہ فرمادیا کہ میں نے اس جماعت (مسلمین) کو ہر اُس شخص پر مسلّط کر دیا جو میرے بھیجے ہوئے دین کو نہ اختیار کرے، اور میں ان لوگوں کے ذریعے ان لوگوں سے پورا انتقام لوں گا۔ اور اس جماعت (مسلمین) کو غلبہ دوں گا۔ جب تک یہ لوگ اس دین کا اقرار کرتے رہیں گے، اور وہ دینِ حق ہے۔ اس سے جو اعراض کرتا ہے، ذلیل ہو جاتا ہے، اور اس دین سے پناہ وہی لوگ پکڑتے ہیں جنہیں اللہ نے عزت دی، رستم نے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا، بہر حال اس کی اصل بنیاد جس کے بغیر کوئی عمل و عقیدہ درست نہیں۔ س بات کی شہادت دینی ہے، کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہر اُس چیز کا اقرار کرنا جو اللہ کے پاس سے آیا۔ رستم نے کہا یہ تو بڑی اچھی بات ہے اس کے علاوہ اور کیا ہے؟

حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ بندوں کو بندوں کی پرستش سے نکال کر اللہ کی پرستش پر لگانا۔ رستم نے کہا۔ یہ بھی بہترین بات ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رستم نے کہا، یہ بھی بہترین بات ہے، اچھا تم یہ بتاؤ اگر ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم لوگ ہمارے ملک سے لوٹ جاؤ گے؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا۔ خدا کی قسم بے شک یہی بات ہے۔ پھر تو ہم تمہارے شہر کے قریب بھی نہ آئیں گے۔ مگر تجارت یا کسی ضرورت سے۔ رستم نے کہا یہ بھی ٹھیک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہؓ جب اس کے پاس سے واپس آگئے تو رستم نے اپنی قوم کے رؤساء سے اسلام کا تذکرہ کیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا، اور اسلام میں داخل ہونے سے صاف

منع کر دیا اللہ ان کو رسوا کرے، اور اُن کا بُرا کرے، اور خدا نے ایسا کر بھی دیا۔ حضرت سعدؓ نے رستم کی طلب پر دوبارہ ربعی بن عامرؓ کو بھیجا۔ یہ رستم کے یہاں پہنچے، اس کی مجلس عمدہ تکیوں اور سنہری سامان اور حریر کے گدوں اور چمک دار یاقوتوں اور قیمتی موتیوں سے آراستہ تھی، اور اس کے علاوہ اور بہت زینت کے سامان تھے۔ رستم کے سر پر تاج تھا اور اس کے علاوہ قیمتی لباس، سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ربعیؓ اُس کے دربار میں اس حالت سے داخل ہوئے کہ بدن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے، ہاتھ میں تلوار اور ڈھال تھی، اور ایک چھوٹی سی گھوڑی پر سوار تھے اور برابر گھوڑی پر سوار رہے یہاں تک کہ اس کے فرش کا ایک کنارا گھوڑی کی ٹاپوں سے روندا بھی گیا۔ اس کے بعد اُترے اور گھوڑی کو انہیں بعض تکیوں سے باندھ دیا اور رستم کے سامنے اس طرح چلے کہ ہتھیار اور زرہ سے ملبوس تھے اور خود اُن کے سر پر رکھی ہوئی تھی، دربانوں نے ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار یہیں رکھ دو، حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ میں خود سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں، میں اسی وقت تمہارے پاس آیا ہوں، جب تم نے مجھے بلایا ہے۔ اگر تم مجھے اسی طرح جانے دیتے ہو فبہا ورنہ میں اسی طرح واپس چلا جاؤں گا۔ رستم نے کہا آنے دو۔ یہ رستم کی طرف اپنے نیزے سے ٹیک لگاتے ہوئے اس طرح چلے کہ اس کے فرش کا عام حصہ کٹ گیا۔

حاضرینِ دربار نے حضرت ربعیؓ سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کس غرض سے آئے ہو؟ حضرت ربعیؓ نے کہا کہ اللہ نے ہم لوگوں کو اس لئے بھیجا ہے کہ بندوں کی پوجا کرنے والوں کو بندوں کی پوجا سے نکال کر جس کو وہ چاہے اس کو ہم اللہ کی عبادت پر لگائیں، اور دنیا کی تنگی سے اس کو نجات دے کر فراخی کی طرف لائیں اور مذاہب کے مظالم سے نکال کر اسلام کے انصاف میں داخل کر دیں۔ ہم لوگ اللہ کے دین کو اس کی مخلوق تک پہنچانے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں، تاکہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں، جو اس کو مان لے گا ہم اس سے قبول کر لیں گے، اور واپس چلے جائیں گے، اور جو اس کا انکار کرے گا۔ اس سے ہم برابر لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ ہم اللہ کی وعدہ گاہ تک پہنچ جائیں۔ اہلِ فارس نے پوچھا کہ اللہ کی وعدہ گاہ کیا ہے؟ حضرت ربعیؓ نے فرمایا، جنت ہے۔ اس کے لئے جو منکرین سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اور جو باقی رہ گئے ان کے لئے کامیابی ہے۔ رستم نے کہا، میں نے تمہاری گفتگو سن لی۔ اب تم کیا اس بارے میں اتنی مہلت

دے سکتے ہو کہ ہم لوگ غور کر لیں، اور تم بھی غور کر لو۔ حضرت ربعی رض نے کہا، ہاں کتنی مہلت تمہیں پسند ہے؟ ایک دن کی دو دن کی، رستم نے کہا ایک، دو دن نہیں بیں تو یہاں تک مہلت ملنی چاہیئے کہ ہم اپنے اہل الرائے اور قوم کے سرداروں سے خط وکتابت کر لیں۔ حضرت ربعی رض نے فرمایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مجاہدین کے لئے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے کہ ہم تین دن سے زیادہ دشمنوں کو مقابلے کے وقت مہلت نہ دیں لہٰذا تم اپنے اور اپنی قوم کے بارے میں غور کر لو (اور مدت مقرر کئے جانے کے بعد) تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرنا ہوگا۔ رستم نے پوچھا کہ مسلمانوں کے سردار کیا تم ہی ہو؟ حضرت ربعی رض نے کہا نہیں، سارے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ مسلمانوں میں کا ادنیٰ اُن کے سرداروں کی طرح معاملات طے کر سکتا ہے اس کے بعد رستم نے اپنے رؤسا ِقوم کی ایک مجلسِ مشاورت قائم کی اور کہا، کیا تم لوگوں نے کبھی ایسی باوزن اور دوٹوک بات کسی آدمی سے سُنی ہے؟ مشیروں نے رستم کا عندیہ سمجھا اور کہا، خدا کی پناہ اس بات سے کہ آپ اس کی کسی بات کی طرف مائل ہوں اور اپنے دین کو چھوڑ کر اس کتے (نعوذ باللہ) کی طرف ہو جائیں کیا آپ نے اس کا لباس نہیں دیکھا۔ رستم نے کہا تمہارا ناس جائے۔ اس کے لباس کو مت دیکھو، بلکہ اس کی رائے اور کلام اور سیرت پر نظر ڈالی ہوتی کہ عرب کھانے اور پہننے میں فضول خرچی کے قائل نہیں، ہاں حسب ونسب کی بڑی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے دن ان لوگوں نے ایک اور مسلمان کو طلب کیا۔ حضرت سعد رض نے اس مرتبہ حذیفہ بن محصن رض کو بھیجا۔ اُن سے بھی گفت وشنید بعینہٖ اسی طرح پر ہوئی جیسے حضرت ربعی رض سے ہوئی تھی۔ تیسرے دن اس کی طلبی پر مغیرہ بن شعبہ رض گئے۔ انہوں نے نہایت اچھا اور جامع اور طویل کلام کیا، اسی گفتگو میں رستم نے حضرت مغیرہ رض سے کہا کہ تم لوگوں کی ہماری سرزمین پر داخل ہونے کی مثال مکھی کی طرح پر ہے کہ جب شہد دیکھ لیتی ہے کہتی ہے، جو مجھے شہد تک پہنچا دے اس کے لئے دو درہم انعام ہے، اور جب شہد پر پہنچ جاتی ہے تو اُسی میں پھنس کر رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد رہائی طلب کرتی ہے۔ لیکن رہائی پھر کہاں؟ اور اب یوں کہتی ہے جو مجھے رہائی دیدے اس کے لئے چار درہم انعام۔ اور تمہاری مثال بعینہٖ کمزور لومڑی جیسی ہے۔ انگور کے ایک باغ میں داخل ہوئی۔ باغبان نے اُسے کمزور دیکھ کر اس پر رحم کھایا اور کچھ نہ کہا۔ جب وہ کھا کھا موٹی ہو گئی اور بہت کچھ نقصان کیا۔ باغبان نے اپنے ہالی موالی جمع کئے اور اُن سے لومڑی کے پکڑنے میں امداد

طلب کی۔ لومڑی نے نکل بھاگنا چاہا مگر موٹاپے کی وجہ سے بھاگنے کی طاقت نہ تھی۔ باغبان نے اس کو مار ڈالا۔ اسی طرح پر تم لوگ بھی ہمارے یہاں سے شہر بدر کئے جاؤگے پھر مارے غصہ کے بھڑک اُٹھا اور سورج کی قسم کھاکر کہا کہ کل ہم تم سب کو ملیامیٹ کردیں گے۔ حضرت مغیرہ رض نے کہا۔ پتہ چل جائے گا۔ پھر رستم نے مغیرہ رض سے کہا میں تمہارے لئے ایک جوڑے کا، اور تمہارے امیر کے لئے ایک ہزار اشرفیاں اور ایک جوڑے اور چند سواریوں کے دئے جانے کا حکم کرتا ہوں۔ بشرطیکہ تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ حضرت مغیرہ رض نے فرمایا اب اس کی سوجھی؟ جب ہم لوگوں نے تمہارے ملکوں کو کمزور اور تمہاری عزتوں کو پامال کر دیا اور ہم کو ایک زمانہ تمہارے شہروں کی طرف گذر گیا اور ہم تمہارے ہی بھائی بندوں سے جزیہ لیتے ہیں اور وہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھوں سے دیتے ہیں اور عنقریب تم بھی ہمارے غلام ہوکر رہوگے، خواہ تمہیں یہ بات کتنی ہی بُری لگے۔ جب حضرت مغیرہ رض نے یہ باتیں کہیں، رستم غصہ سے بھڑک اٹھا۔[1]

ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رض مقام قادسیہ میں اُترے اور آپ کے ہمراہ کچھ لشکر تھا۔ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں، غالباً ہم لوگوں کی تعداد سات یا آٹھ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور کفار کا لشکر تیس ہزار تھا۔[2]

اور سیف وغیرہ کی روایت میں ہے کہ کفار کی تعداد اسّی ہزار تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ رستم کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی، جن کے پیچھے اسّی ہزار اور تھے، اور اس کے ساتھ تینتیس ۳۳ ہاتھی تھے جن میں سابور کا بھی سفید ہاتھی تھا جو سب ہاتھیوں میں بڑا تھا اور سب سے آگے تھا، اور دیگر تمام ہاتھی اس سے مانوس تھے، اور اسی قسم کا اور بھی سامان تھا۔

رستم کے لشکر والوں نے کہا، تم لوگوں کے پاس کوئی قوت وطاقت نہیں نہ ہتھیار تم لوگ کس لئے دوڑ آگئے، جاؤ۔ چلے جاؤ، ہم لوگوں نے کہا۔ ہم لوگ واپس ہونے والے نہیں، وہ لوگ ہمارے تیروں کا بھی مذاق اُڑا رہے تھے اور ہمارے تیروں کو دوک دوک کہہ رہے تھے یعنی ہمارے (تیروں) کو تکلوں سے تشبیہ دے رہے تھے جب ہم لوگوں نے لوٹنے سے انکار کردیا ان لوگوں

---

[1] انتہی ما فی البدایۃ واخرجہ الطبری ج ۴ ص ۱۰۲ عن ابن الرفیل عن ابیہ وعن ابی عثمان النہدی و غیرہما۔ فذکر دعوۃ زہرۃ والمغیرۃ وربعی وحذیفہ رضی اللہ عنہم بطولہ بمعنی ما تقدم [2] اخرج ابن جریر عن حسین بن عبدالرحمن [3] کذا فی ہذہ الروایۃ [4] وذکر فی البدایۃ ج ۷ ص ۳۸

نے کہا اچھا تم ہم لوگوں کے پاس اپنے ایک ایسے سمجھ دار آدمی کو بھیج دو جو ہم سے یہ بتا دے کہ تم لوگوں کی آمد کی غرض کیا ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ اس کام کے لئے میں جاؤں گا، چنانچہ یہ وہاں گئے اور رستم کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے بڑی پھوں پھاں کی اور چلائے، حضرت مغیرہؓ نے کہا، تخت پر بیٹھنے نے میرے مرتبے میں کوئی بلندی نہیں پیدا کی، اور نہ تمہارے صاحب کا مرتبہ گھٹا، رستم نے کہا، سچ کہو تم لوگوں کا کس وجہ سے آنا ہوا؟ حضرت مغیرہؓ نے جواب دیا، ہم ایک ایسی قوم تھے جو شرارت اور گمراہی میں مبتلا تھے، اللہ پاک نے ہماری طرف ایک نبی بھیجا اور اس کے ذریعے ہدایت دی اور ہم لوگوں کو آپؐ کے ہاتھ سے رزق دیا اور ان رزقوں میں ایک دانہ تھا جو تمہاری اس زمین میں پیدا ہوتا ہے جب ہم نے اس کو کھایا اور گھر والوں کو کھلایا تو گھر والوں نے کہا کہ ہم لوگوں کو تو بغیر اس دانہ کے اب چین نہیں۔ لہٰذا ہم لوگوں کو اسی سرزمین میں لے چلو۔ تاکہ ہم اس دانہ کو کھائیں، رستم نے کہا، اب تو ہم تم لوگوں کو ضرور قتل کر دیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا اگر تم لوگ ہمیں قتل کر دو گے ہم جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اگر ہم نے تمہیں قتل کر دیا تو تم جہنم میں جاؤ گے اور تمہارا باقی ماندہ جزیہ ادا کیا کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب انہوں نے کہا کہ تم لوگ جزیہ ادا کرو گے تو یہ سن کر لوگوں نے بڑی پھوں پھاں کی اور غرائے اور کہا اب ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کا کیا کام ہے؟ حضرت مغیرہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی بتا دو تم بڑھ کر آؤ گے یا ہم آگے بڑھیں؟ رستم نے کہا، ہم ہی پہل کریں گے، مسلمان رُکے رہے تاکہ وہ پہل کریں اور آگے بڑھیں، مگر جب وہ آگے نہ بڑھے تو مسلمانوں نے اُن پر حملہ کیا اور ان کو شکستِ فاش دی[1]

معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قادسیہ کی جنگ میں مغیرہؓ بن شعبہ کو حاکمِ فارس کی طرف بھیجا گیا تھا، حضرت مغیرہؓ نے فرمایا، میرے ہمراہ دس آدمی اور کر دو، چنانچہ دس آدمی آپ کے ہمراہ اور کر دیئے گئے، حضرت مغیرہؓ نے اپنے کپڑے پہنے، اور اپنی ڈھال اُٹھائی اور چل دیئے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو ساتھیوں سے کہا۔ میرے لئے ڈھال بچھا دو، چنانچہ یہ ڈھال پر بیٹھ گئے۔ علجی (موٹے بھاری بھر کم شرار) نے کہا، میں سمجھ گیا، جو چیز تم لوگوں کو لے عرب کے باشندو اور گروہ! ہمارے پاس

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۷ ص ۴۳ واخرجہ الحاکم ج ۳ ص ۴۵۵ من طریق حصین بن عبدالرحمن عن ابی وائل قال شہدت لقادسیۃ فانطلق المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ فذکرہ مختصراً [2] واخرج الحاکم ج ۳ ص ۴۵۰

لائی ہے، تم اپنے شہروں میں اتنا کھانا نہیں پاتے ہو جس سے پیٹ بھرو۔ لہٰذا تم اپنی حاجت کے مطابق ہم سے غلّہ لو ہم تم کو دیدیں گے، ہم لوگ آتش پرست قوم ہیں، ہم تمہارے قتل کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں، اس لئے کہ تم لوگ ہماری زمین کو ہم پر نجس کردو گے۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ بات ہم کو تمہارے پاس نہیں لائی ہے۔ ہم لوگ پتھروں اور بتوں کو پوجا کرتے تھے اگر کوئی پتھر اچھا سا مل جاتا تو ہم پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرا اس کی جگہ رکھ لیتے۔ ہم خدا کو جانتے پہچانتے نہ تھے۔ اللہ پاک نے ہم لوگوں کے پاس ہمیں میں سے ایک رسولؐ بھیجا جس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی اور ہم لوگوں نے اس کا اتباع کرلیا۔ ہم غلّہ وغیرہ کی غرض سے نہیں آئے ہیں ہم لوگوں کو اپنے ان دشمنوں کے جو اسلام کو ترک کرنے والے ہیں مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور ہم غلّہ کے لئے نہیں آئے ہیں ہم تو اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تمہارے لڑنتیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں اور تمہاری ذرّیات کو باندی اور غلام بنالیں لیکن جو تو نے غلّہ کا تذکرہ کیا، پس بے شک ہم لوگوں کے پاس غلّہ کی اتنی مقدار نہیں جس سے ہم پیٹ بھر سکیں اور بسا اوقات ہمیں سیرابی کے لئے پانی بھی میسّر نہیں آتا جب ہم تمہاری اس سرزمین پر پہنچے تو ہم نے اس میں غلّہ اور پانی بہت پایا۔ پس خدا کی قسم یہاں سے اب ٹلنے والے نہیں یا تو یہ سرزمین ہمارے حصہ میں آئی یا تمہاری رہی۔ علجی نے فارسی زبان میں کہا اس نے سچ کہا حضرت مغیرہؓ نے کہا، کل تیری آنکھ پھوڑ دی جائے گی چنانچہ دوسرے دن اس علجی کی آنکھ پر ایک تیر لگا اور پھوٹ گئی[۱]

سیف[۲] بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت جنگ سے قبل کسریٰ کے پاس اس لئے بھیجی کہ اس کو اللہ کی طرف بلائیں۔ ان لوگوں نے کسریٰ کے دربار میں پہنچ کر داخلے کی اجازت طلب کی، ان لوگوں کو اجازت دیدی گئی، شہر کے تماش بین بھی اُن کے دیکھنے کے لئے آگئے تھے، اُن کی صورتیں اور اُن کی چادریں جو کاندھوں پر پڑی ہوئی تھیں، دیکھ رہے تھے، اور ان کے کوڑے ان کے ہاتھوں میں تھے۔ پیروں میں جُوتے تھے، اور اُن کے گھوڑے کم زور تھے، اور غبار سے اَٹے ہوئے جو ان کے پیروں سے اُڑا تھا۔ شہر والے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب کرتے تھے کہ ان جیسے انسان کس طرح لشکروں پر غالب آجاتے ہیں؟ باوجودیکہ ہمارے لشکروں کی تعداد

---

[۱] قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح واخرجہ الطبرانی عن معاویۃ رضی اللہ عنہ مثلہ قال الہیثمی ج ۶ صـ ۲۱۵ ورجالہ رجال الصحیح [۲] وذکر فی البدایۃ ج ۷ صـ ۴۱

اور سامان زیادہ ہوتا ہے۔ جب ان لوگوں نے شاہ یزدجرد کے پاس داخلہ کی اجازت طلب کی ان کو اجازت دے دی اور اپنے سامنے بٹھایا جو انتہائی متکبر اور بے ادب تھا۔ پھر اس نے اس وفد سے ان کے لباس کے متعلق گفتگو شروع کر دی کہ اس کا کیا نام ہے؟ اور اس کا کیا نام ہے؟ یعنی چادر اور جوتے اور کوڑے وغیرہ کے بارے میں پوچھا۔ جب کبھی یہ حضرات اس سے کچھ کہتے وہ اس سے نیک فالی لیتا۔ اللہ پاک نے اس کی فال گیری کو اس کے سر منڈھ دیا۔ پھر اُن گوں سے کہا، ہمارے شہر میں تم لوگوں کا کس غرض سے آنا ہوا؟ جب ہم لوگ آپس کی خانہ جنگی میں لگ گئے تو تم لوگوں میں اپنی غلط گمانی کی بناء پر یہ جرأت پیدا ہوگئی کہ ہم سے لڑنے آگئے۔ نعمان بن مقرن رضؓ نے اس سے کہا۔ اللہ پاک نے ہم لوگوں پر رحم کیا، ہماری طرف اپنا رسولؐ بھیجا جو ہم کو بھلائی کی طرف راستہ دکھاتا ہے اور بھلائی کا حکم کرتا ہے، اور برائیوں کو بھیجو اگر ہم کو اس سے روکتا ہے اور ہم لوگوں سے اس کا کہا مان لینے پر دنیا و آخرت کی بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ جس قبیلہ کو بھی آپؐ نے یہ دعوت دی اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک فرقہ نے آپؐ کا ساتھ دیا اور ایک فرقہ نے دُوری اختیار کی اور آپؐ کا ساتھ آپؐ کے دین میں خاص خاص ہی لوگوں نے دیا۔ اسی طرح پر جب تک اللہ نے چاہا آپؐ ٹھہرے رہے پھر اللہ پاک نے آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ اپنے مخالفین عرب کو چیلنج کریں اور اُن کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ کے ساتھ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ جبراً اور کچھ اختیاراً اور طبعاً۔ اب ہم سب اس چیز کی فضیلت سے واقف ہو گئے، جس کو آپؐ لائے تھے اور ان بُری عادتوں کو بھی ہم سمجھ گئے، جس میں ہم مبتلا تھے اور تنگی برداشت کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ جو قومیں ہمارے قریب بستی ہیں ہم ان کو اس عدل اور انصاف والے مذہب کی طرف بلائیں۔ لہٰذا ہم لوگ تمہیں اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں جو دینِ اسلام ہے جس نے ہر اچھائی کو اچھائی اور ہر بُرائی کو برائی ثابت کر دکھایا۔ پس اگر تم لوگ ایمان لانے سے انکار کرتے ہو تو تمہیں ایک بدتر بات اختیار کرنی پڑے گی، اگرچہ یہ دوسری بدتر بات سے ہلکی ہے۔ پہلی بات جزیہ کا دینا ہے۔ اور اگر اس سے انکار کرتے ہو تو پھر اعلان جنگ ہے۔ اور اگر تم نے ہمارا دین اختیار کر لیا تو ہم تمہیں اللہ تعالےٰ کی کتاب دیں گے اور تم کو اس بات پر قائم کریں گے کہ تم اس کے احکام کی پابندی کرو اور اس کے بعد ہم چلے جائیں گے، پھر تم ہو گے اور تمہارا شہر اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا اور جزیہ دینا منظور کر لیا تو ہم اسے بھی منظور کر لیں گے۔ اور

تم سے لڑائی سے رُک جائیں گے اور اگر تم نے اُسے بھی نہ مانا تو ہم تم سے جہاد کریں گے، راوی کہتے ہیں، یزدجرد نے یہ سُن کر کہا، جہاں تک مجھے علم ہے سطح زمین پر کوئی جماعت تم سے زیادہ بدبخت اور تعداد میں کم اور آپس میں لڑنے والی نہیں ہے۔ ہم تم لوگوں کو آس پاس کے دیہاتوں کے سپرد کر دیں گے۔ وہی تمہارے لئے ہماری طرف سے کفایت کریں گے۔ تم سے تو اہلِ فارس کو لڑنے کی ضرورت بھی نہ پڑے گی۔ اور تمہیں اُن کے مقابلے کی بھی تاب نہیں ہوگی۔ اگر تمہاری تعداد بڑھ گئی ہے تو تم ہم لوگوں سے دھوکے میں مت پڑ جاؤ اور اگر قحط سالی اور تنگ دستی تم کو یہاں لائی ہے تو ہم تمہارے لئے تمہارے یہاں ارزانی اور خوش حالی ہونے تک وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ اور ہم تمہارے سرداروں کی تعظیم کریں گے، اور تم کو لباس بھی دیں گے۔ اور تم لوگوں پر ایک ایسا بادشاہ بنا دیں گے، جو تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے گا۔ یہ سُن کر سب لوگ تو خاموش رہے مگر مغیرہ بن شعبہؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عرب کے سردار ہیں، یہ سب شریف ہیں۔ شریفوں سے شرماتے ہیں اور بات یہی ہے کہ شریف شریف کا اکرام کرتا ہے۔ اور شریف ہی شریف کے حقوق کی تعظیم کرتا ہے اور جس مدعا کے لئے ہم کو یہاں بھیجا گیا ہے، ان لوگوں نے بھی وہ ساری باتیں آپ کے سامنے نہیں رکھیں اور نہ آپ کی ہر بات کا ان لوگوں نے جواب دیا اور ان لوگوں نے اُس حسنِ معاملگی کا ثبوت دیا کہ ان کی طرح کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ مجھ سے مخاطبت کیجئے، میں ہی آپ کی باتوں کا جواب دوں گا، اور یہ لوگ اس پر شہادت دیں گے۔ آپ نے ہم لوگوں کی وہ حالت بیان کی جس کا آپ کو علم نہیں ہے، لیکن آپ نے جو ہماری زبوں حالی بیان کی اس میں شک نہیں کہ واقعی ہم لوگوں کا حال زبوں تھا، اور یہی بات تھی کہ ہم لوگ بھوکے رہتے تھے اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا تھا ہم کیڑے مکوڑے حتیٰ کہ گبریلے اور بچھو اور سانپ تک کھا جایا کرتے تھے اور اسی کو اپنی غذا خیال کرتے تھے اور بے شک ہمارے مکان صرف زمین کی سطح تھی (چھپر تک نہ تھے) اور ہم وہی کپڑے پہنتے تھے جس کو اونٹ اور بھیڑ بکری کے اُون سے تیار کیا جاتا تھا اور ہمارا مذہب یہ تھا کہ ہمارا بعض بعض کو قتل کر دیا کرتا تھا اور بعض بعض سے بغاوت اور عداوت رکھتا تھا اور بعض ہم میں سے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر دیتا تھا۔ اس ڈر سے کہ اس کے ساتھ کھانا کھلائے گی، ہماری حالت آج سے پہلے وہی تھی جو تو نے بیان کی۔ اللہ پاک نے ہم لوگوں کی طرف ایک انسان بھیجا جو مشہور تھا، ہم لوگ اس کے نسب سے بھی واقف تھے اور اس کے حلیہ

سے بھی اور اس کی پیدائش کی جگہ سے بھی اس کی زمین ہماری بہترین زمین ہے ۔ اور اس کا حسب نسب ہمارے حسب نسب سے بہتر ہے اور اس کا گھر ہمارے گھروں سے اچھا ہے ۔ اور اس کا قبیلہ ہمارے قبیلوں سے افضل ہے ۔ وہ بذاتِ خود جس حالت میں تھے ہم لوگوں سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ سچے اور زیادہ بُردبار ۔ انہوں نے ہم کو ایک بات کی طرف دعوت دی ۔ پہلی مرتبہ تو کسی ایک نے بھی اختیار نہ کی ۔ سوائے ان کے ایک دوست کے جو ان کے بعد پہلے خلیفہ ہوئے ۔ وہ ہم لوگوں سے کہا کرتے اور ہم لوگ ان کو اُلٹی سُناتے ۔ وہ سچ بولتے اور ہم لوگ اُن کی تکذیب اور تنقیص کرتے ۔ مگر ہوا یہی کہ جو جو باتیں انہوں نے کہی تھیں وہ سب ہو کر رہیں ۔ اللہ پاک نے ہم لوگوں کے دلوں میں اُن کی تصدیق راسخ کر دی ۔ اور ان کے اتباع کی ہم لوگوں کو توفیق ہوئی وہ ہم لوگوں اور رب العالمین کے درمیان میں واسطہ ہو گئے ۔ جو کچھ انہوں نے ہم سے کہا وہ اللہ کا قول تھا اور جن باتوں کا انہوں نے ہمیں حکم دیا وہ اللہ کا امر تھا ۔ انہوں نے ہم لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں کا رب کہتا ہے کہ میں اللہ ہوں ۔ تنہا ہوں ۔ میرا کوئی شریک نہیں ، میں جب بھی تھا جب کوئی چیز نہ تھی ۔ اور ہر شے ہلاک ہونیوالی ہے مگر میری ذات میں نے ہی ہر شے پیدا کی اور میری طرف ہر چیز لوٹ کرے گی اور میری رحمت تم لوگوں کو لگی ہے میں نے تمہاری طرف اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، کو اس لئے بھیجا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ راستہ بتاؤں کہ جس راستے پر چلنے کی وجہ سے تم لوگ مرنے کے بعد میرے عذاب سے نجات پاؤگے تاکہ میں تم لوگوں کے لئے اپنے مکان دار السلام کو مباح اور حلال کر دوں ۔ مغیرہؓ نے کہا ، پس ہم لوگ اس پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ حق کے پاس سے حق بات لائے تھے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے تمہارا اس بارے میں اتباع کیا وہ نفع اور نقصان میں تمہارے برابر کا شریک ہوگا ، اور جس نے اس بات سے انکار کیا اس پر تم جزیہ پیش کرنا اور جزیہ ادا کرنے والوں کی اسی طرح حفاظت کرنا جس طرح تم اپنی کرتے ہو اور جو ان دونوں باتوں سے انکار کرے ، اس سے جہاد کرنا ، اللہ فرماتا ہے ۔ میں ہی تمہارے درمیان حکم اور فیصلہ کُن ہوں ، جو تم میں کا شہید کیا جائے گا ، اس کو میں اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو تم میں سے باقی رہ جائے گا ، میں اس کے مخالفین کے مقابلے میں اس کی نصرت کروں گا (حضرت مغیرہؓ نے کہا) پس اگر تو چاہے تو ذلیل ہو کر جزیہ دے اور اگر تو جنگ چاہے تو تلوار ہے ۔ اور اگر تو اسلام لاتا ہے تو اپنے آپ کو نجات دلاتا ہے ۔ یہ سُن کر یزدجرد بولا کہ تو میرا ایسی باتوں کے ساتھ سامنا کرتا ہے ۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا میں نے

اسی کا سامنا کیا جس سے میری گفتگو تھی ور اگر تیرا غیر مجھ سے کلام کرتا تو میں تیرا سامنا نہ کرتا، یزدجرد نے کہا اگر یہ قاعدہ نہ ہوتا کہ ایلچی قتل نہ کئے جائیں تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا، تم لوگوں کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے اور اپنے ملازمین سے کہا، ایک ٹوکرا مٹی کا لاؤ اور اُن میں سے سب میں زیادہ جو شریف ہے اس کے سر پر رکھ کر اس کو بھگاؤ کہ مدائن کی آبادی سے باہر نکل جائے (اور ان لوگوں سے کہا کہ) تم لوگ جاؤ اور اپنے امیر کو اطلاع دے دو کہ میں اس کی طرف رستم کو بھیجنے والا ہوں جو اُسے اور اس کے لشکر کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا، اور اسے اور تم لوگوں کو بعد والوں کے لئے نمونۂ عبرت بنا دے گا، پھر میں اس کو تمہارے شہروں میں بھیجوں گا کہ تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے، اور اس سے زیادہ سخت مصیبت میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ جو تم کو سابور کی جانب سے پہنچی۔ پھر اس نے پوچھا، تم میں سے زیادہ شریف کون ہے؟ ساری جماعت چُپ رہی، حضرت عاصم بن عمروؓ نے کہا۔ اے جوان ادھر آ! تاکہ یہ مٹی کو لیں، اور کہا میں ان میں سے زیادہ شریف ہوں اور میں ان لوگوں کا سردار ہوں لہٰذا اس مٹی کو مجھ پر لاد دو، یزدجرد نے پوچھا کیا یہ ٹھیک کہتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا ہاں، چنانچہ وہ مٹی کی ٹوکری اُن کے گلے میں لٹکا دی گئی، یہ اسے لے کر محل اور مکانوں سے نکلے، اپنی اونٹنی تک آئے اور اونٹنی پر اُسے لاد دیا، پھر رفتار میں تیزی کی تاکہ جلدی سے اُسے حضرت سعدؓ کے پاس لے جائیں۔ حضرت عاصمؓ ساتھیوں سے آگے بڑھے اور قدیس نصرانی کے دروازے پر پہنچ کر اُس (مٹی) کو لپیٹا، اور وہاں لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے امیر یعنی یزدجرد کو ہماری کامیابی کی جو انشاء اللہ ہو کر رہے گی خبر دے دینا، پھر وہاں سے چل دیئے اور مٹی کو ایک پتھر کے برتن میں رکھا۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ کے پاس داخل ہوئے اور اُن سے ساری روداد کہہ سنائی۔ حضرت سعدؓ نے کہا مبارک ہو، خدا کی قسم اللہ پاک نے ان کے ملک کی ہم کو کنجی عطا فرما دی اور سب نے اس سے ان کے ملک پر قابض ہو جانے کی فال لی[1]

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ جب جنگِ تکریت کے موقع پر رومیوں نے یہ دیکھا کہ جس طرف بھی وہ بڑھے۔ ان کو منہ کی کھانی پڑی، اور ہر مقابلہ میں ان کی شکست ہوئی تو لشکر نے اپنے امراء کو چھوڑا اور مال و متاع کشتیوں پر لاد دیا، اور تغلب اور ایاد اور نمر کے سردار لوگ عبداللہ بن معتم کے سامنے حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا

---

[1] واخرجہ ابن جریر الطبری ج ۴ صـ ۹۴ عن شعیب عن سیف عن عمرو عن الشعبی بمثلہ [2] اخرج ابن جریر ایضاً ج ۴ صـ ۱۸۶ من طریق سیف عن محمد وطلحۃ وغیرہما۔

اور ان سے سوال کیا کہ آپ عرب سے مصالحت کرادیں اور ان کو یہ بھی اطلاع دی کہ اہل تکریت اُن کا کہا ماننے کو تیار ہیں، حضرت عبداللہؓ نے اُن کے پاس قاصد کے ذریعہ حکم بھیجا کہ اگر تم لوگ اس بارے میں سچے ہو تو اس بات کی شہادت دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ آپؐ اللہ کے پاس سے لائے اس کا اقرار کرو اس بارے میں تم لوگ اپنی رائے سے اطلاع دو۔ چنانچہ یہ لوگ اہلِ تکریت کی طرف لوٹے اور اُن کو یہ حکم سنایا، اہلِ تکریت نے عبداللہؓ کے پاس اُن کو واپس کیا کہ جاکر کہدو کہ ہم لوگ اسلام لے آئے۔

حضرت خالدؓ اور عبادہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (شام سے) مدینہ واپس لوٹے تو حضرت عمرو بن العاصؓ مصر کو روانہ ہوئے مصر کے شہر الیون کے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ پیچھے سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی آملے۔ اسی جگہ ابو مریم جو مصر کا بڑا پادری تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرا پادری تھا جس کے ساتھ اہلِ نیات تھے، اس کو مقوقس نے اہلِ مصر کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا، انہیں بھی وہاں موجود پایا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ یہیں ٹھہر گئے۔ اہلِ مصر نے ان سے لڑائی کی ٹھان لی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اُن کی طرف قاصد بھیجا اور یہ کہا کہ جلدی مت کرو، ہم تاخیر کرنے کا سبب تم سے بیان کردیں۔ اس کے بعد جیسی تمہاری رائے ہو۔ اہلِ مصر نے یہ پیغام سن کر اپنے لشکر کو جنگ سے روک لیا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان کے پاس پھر آدمی بھیجا کہ میں بات چیت کے لئے آتا ہوں، ابومریم اور ابومریام کو میری بات چیت کے لئے لشکر سے باہر آنا چاہیئے۔ اہلِ مصر نے یہ بات مان لی اور ایک نے دوسرے کو امن دے دیا۔ ان دونوں سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ تم دونوں اس شہر کے پادری ہو، ذرا غور سے سنو، اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا، اور حق بات کا آپؐ کو حکم دیا، اور ہم لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حق بات کا حکم دیا اور ہر وہ چیز ہم تک پہنچائی جس کا آپؐ کو حکم دیا گیا تھا۔ پھر آپؐ تو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ان پر خدا کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں اور جو حق ان پر تھا پورا فرما گئے اور ہم لوگوں کو ایک طریق واضح پر لگا گئے، اور جن باتوں کا آپؐ نے ہمیں حکم دیا اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم شروع میں لوگوں کو سمجھائیں، لہذا ہم تم لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں جس نے اس بارے میں ہمارا کہا مان لیا وہ ہمارے جیسا ہے اور جس نے نہ مانا ہم اس پر جزیہ پیش کرتے ہیں اور امان لینے پر حفاظت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ہم کو یہ بھی اطلاع دی تھی کہ ہم

۱؎ اخرجہ ابن جریر ج ۴ ص ۲۲۵ من طریق سیف عن ابی عثمان

لوگ تم پر ضرور فتح پائیں گے، اور آپؐ نے ہم لوگوں کو تم لوگوں کے بارے میں یہ بھی وصیت کی تھی کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ چونکہ ہم لوگوں کی تم میں رشتہ داری ہے۔ اگر تم نے ہمارا کہا مان لیا تو ہمارے اُوپر تمہاری ذمہ داری ہے اور اب ہمارے امیر نے جس چیز کی ہم کو وصیّت کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اہلِ قبط کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کریں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو قبطیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے کہ قبطیوں سے رشتہ داری کا تعلق ہے، ان لوگوں نے کہا، اس جیسی دور کی رشتہ داری کا تو سوائے انبیاء کے اور کوئی لحاظ نہیں کرتا، وہ[1] معروف اور شریف خاتون ہمارے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔ اہلِ منف میں سے تھیں اور انہیں کی بادشاہت تھی۔ اہلِ عین شمس نے ان پر حملہ کیا اور ان کو مار ڈالا اور ان کے ملک کو چھین لیا، اور باقی ماندہ نے جلاوطنی اختیار کر لی۔ پس اس طرح پر وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ملکیت میں آئیں۔ خدا کرے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے کشادگیاں ہوں اور راحتیں ہوں، اچھا ہم لوگوں کو جب تک ہم مشورہ کر کے واپس آئیں، امن ملنا چاہیئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا میرے جیسے کے ساتھ دھوکا نہیں چل سکتا۔ لیکن میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں کہ تم دونوں خود بھی غور کر لو اور اپنی قوموں سے گفت وشنید کر لو، اور اگر تین دن کی مُہلت منظور نہیں تو ہم تم سے جنگ شروع کر دیں گے، ان دونوں نے کہا، کچھ اور وقت بڑھائیے حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک دن کا اور اضافہ فرمایا ان دونوں نے پھر اور اضافہ کی درخواست کی حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک دن کا اور اضافہ کر دیا، یہ دونوں مقوقس کے پاس چلے گئے (اور اس سے جا کر کہا تو) مقوقس نے کچھ آمادگی ظاہر کی۔ لیکن ارطبون نامی سردار نے اِن دونوں پادریوں کی موافقت کرنے سے انکار کیا اور جنگ پر آمادگی ظاہر کی، دونوں پادریوں نے اہلِ مصر سے کہا ہم تو تمہاری طرف سے دفاع کی پوری کوشش کریں گے۔ اور ان کی طرف لوٹ کر بھی نہ جائیں گے اور ابھی چار دن باقی ہیں۔ تم اس میں گزند رسانی کا قطعاً ارادہ نہ کرو۔ مگر وہی باتیں کرو کہ جس سے امان باقی رہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اور زبیرؓ بن عوام اطمینان سے تھے کہ فرقد نے شب خون مارا حضرت عمرو بن العاصؓ لشکر کی چوکیداری پر تھے انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اسکو اور اسکے ساتھیوں کو مار ڈالا۔ پھر ان دونوں حضرات نے اپنا سامان سواریوں پر لادا۔ اور عین شمس چلے گئے۔ ابو[2] حارث اور ابو عثمان کہتے ہیں۔ جب عمرو بن العاصؓ قوم پر عین شمس میں پہنچے،

---

[1] حضرت ہاجرہ والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام مراد ہیں [2] اخراج الطبری ایضاً ج ۴ صفحہ ۲۲۹

اہلِ مصر نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ ایسی قوم (مسلمان) کے بارے میں آپ کا کیا ارادہ ہے جنہوں نے کسریٰ اور قیصر کو شکست دی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا، ہم لوگوں کی رائے میں تو ایسی قوم سے مصالحت کر لینا بہتر ہے۔ ان سے چھیڑ اور جنگ نہ کی جائے، اور ہم لوگوں کو اُن کے مقابلہ پر نہ لایا جائے، یہ قصہ چوتھے دن کا ہے۔ بادشاہ نے انکار کیا اور ان لوگوں کو آمادہ جنگ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ لڑے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اُن کی فصیل پر چڑھ گئے۔ جب ان لوگوں کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اور ان کی طرف صلح کے ارادے سے بڑھے۔ انہوں نے اُن کی صُلح کو منظور کر لیا اور حضرت زبیرؓ فصیلِ قلعہ پر سے غلبہ کے ساتھ اُترے۔[1]

سلیمانؒ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب مسلمانوں کا لشکر جمع ہوتا تو ان میں سے جو زیادہ عالم اور فقیہ ہوتا اسے امیر بنا دیتے۔ ایک مرتبہ ایک لشکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ان پر سلمہ بن قیس اشجعیؓ کو امیر مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر جاؤ، اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے جہاد کرو، جنہوں نے اللہ کا انکار کیا جب تم اپنے مشرکین دشمن سے ملو تو ان کو تین باتوں کی طرف بلانا۔ اُن کو اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسلام لے آئیں اور اپنے وطن میں رہنا پسند کریں تو اُن کے مالوں میں ان پر زکوٰۃ ہے لیکن مالِ غنیمت میں سے انہیں کوئی حصہ نہیں، اور اگر تمہارے ساتھ رہنا پسند کریں۔ پس اُن کے لئے وہ سب کچھ ہے جو تمہارے لئے ہے، اور نفع و نقصان میں تمہارے برابر کے شریک ہیں، اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان پر جزیہ پیش کرنا، اگر وہ جزیہ دینے کا اقرار کر لیں تو اُن کے دشمنوں سے جنگ کرنا اور ان کو جزیہ کی ادائگی کے لئے چھوڑ دینا۔ اُن کو ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کی تکلیف نہ دینا۔ اور اگر وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہوں، تب ان سے جنگ کرنا۔ بیشک اللہ پاک تم لوگوں کی اُن کے مقابلے میں نصرت فرمائے گا، اگر تم نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم پر قلعہ سے نکلنا چاہیں تو تم ہرگز اللہ کے حکم پر اُن کو نہ اُتارنا، تمہیں کیا معلوم کہ اللہ اور اُن کا رسول اُن کے بارے میں کیا فیصلہ کرنے والا ہے اور اگر یہ کہیں کہ ہم اللہ اور رسول کی ذمہ داری میں آنا چاہتے ہیں تو تم لوگ انہیں اپنی ذمہ داری پر اتار لینا اور اگر وہ تم سے لڑنا چاہیں تو تم لوگ امانت میں خیانت نہ کرنا، غداری نہ کرنا اور کسی کو مثلہ نہ کرنا (ناک کان وغیرہ نہ کاٹنا) کسی نابالغ کو قتل نہ کرنا حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں ہم لوگ چل دئے اور ہماری مشرک دشمنوں سے مڈھبیڑ ہوئی۔ ہم نے ان کو

---

[1] اخرج الطبری ج ۵ ص۹

اسی طرح پر دعوت دی جس طرح پر امیر المومنین نے حکم دیا تھا۔ ان لوگوں نے اسلام لانے سے انکار کیا، ہم نے ان لوگوں سے خراج کے بارے میں کہا، اس کا بھی اُنہوں نے اقرار نہ کیا، تو پھر ہم نے اُن سے جنگ کی، اور اللہ پاک نے ہماری امداد کی، ہم نے جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا، اور تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔[1]

حضرت اشعری جب اصفہان پہنچے، وہاں کے باشندگان پر اسلام پیش کیا تو ان لوگوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا، پھر جزیہ کی پیش کش کی، اس پر انہوں نے صلح کر لی، رات تو اس صلح پر گذری لیکن صبح ہوتے ہی ان لوگوں نے غداری کی اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ کچھ دیر نہیں لگی کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو ان پر غلبہ دے دیا۔

صحابہ کرامؓ کے ان اخلاق و اعمال کا بیان جو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے

ابن اسحٰق[3] کہتے ہیں جب حضرات انصار، حضور علیہ السلام سے بیعت کر کے مدینہ واپس ہوئے تو اسلام مدینہ میں پھیل گیا، کچھ لوگ اپنے پُرانے دین پر باقی رہے۔ انھیں میں سے عمرو بن جموح بھی ہیں، ان کے بیٹے حضرت معاذ رض، عقبہ میں حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ عمرو بن جموح بنی سلمہ کے سرداروں اور ان کے شرفا میں سے تھے، انھوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بُت بنا رکھا تھا جس کو مناۃ کہا جاتا ہے۔ جس طرح وہاں کے دیگر شرفا کیا کرتے تھے اسی طرح یہ بھی اس کی صفائی اور ستھرائی کا دن و رات خیال رکھتے تھے جب بنی سلمہ کے جوان معاذ بن جبلؓ اور خود اُن کا بیٹا معاذ بن عمرو مع دیگر اپنے خاندانی جوانوں کے عقبہ پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تو یہ حضرات عمرو کے بت خانہ میں جاتے اور اُس بُت کو اُٹھاتے اور بنی سلمہ کے بعض گڑھوں میں اُس کا سر اوندھا کر کے ڈال دیتے جس میں لوگوں کی غلاظت اور نجاست پڑی ہوئی ہوتی تھی۔ صبح کو عمرو بن جموح چلّاتے اور کہتے تمہارا ناس جائے ہمارے معبود کو آج رات کون لے گیا اور صبح ہی صبح اس کی تلاش کرتے جب اُسے پاتے غسل دے صاف کرتے اور خوشبو لگاتے اور پھر کہتے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے تو اس کی اچھی خاصی گت بنا دوں شام کو جب عمرو سوتے یہ لوگ علی الصبح ہی یہ حرکت کر گذرتے، جب یہ روزانہ کا قصہ ہونے لگا تو ایک روز جہاں یہ لوگ ڈال کر آئے تھے، وہاں سے بُت کو لائے اور پاک صاف کر کے اس کو خوشبو لگائی، اور اپنی

---

[1] فذکر الحدیث بطولہ جداً [2] اخرج ابن سعد ج ۴ صـ عن بشیر بن ابی امیہ عن ابیہ [3] اخرج ابو نعیم فی الدلائل صـ ۱۰۹

تلوار لا کر اس کی گردن میں لٹکا دی، پھر کہا، اللہ کی قسم میں تو جانتا نہیں کہ تیرے ساتھ یہ گستاخی کون کرتا ہے اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو یہ تلوار تیرے پاس ہے اس کے ذریعہ بچاؤ حاصل کرنا۔ جب شام کو یہ سو گئے تو اُن لوگوں نے ان کے بُت کو مع تلوار کے لے کر ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ رسّی میں باندھ کر بنی سلمہ کے ایک ایسے کنوئیں میں ڈال دیا، جس میں لوگ پلیدیاں پھینکا کرتے تھے۔ عمرو بن جموح سویرے ہی تلاش میں اس جگہ پہنچے جہاں یہ رکھا کرتے تھے، وہاں نہ پایا تو اس کی تلاش شروع کی۔ ایک غلاظت کے کنوئیں میں جا کر ملا۔ جو مرے ہوئے کتے کے ساتھ بندھا پڑا ہوا تھا جب اس کو اس حالت میں دیکھا تو ہدایت کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اُن کی قوم کے مسلم نوجوانوں نے انہیں سمجھایا اور یہ اسلام لے آئے اللہ کی ان پر رحمت ہو، اپنے اسلام میں بڑے سچے پکے تھے۔

ایک حدیث[۵] میں اس طرح ہے کہ جب بنی سلمہ کے نوجوان مسلمان ہوئے تو عمرو بن جموح کی بیوی اور ان کے صاحبزادے نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ عمرو بن جموح نے اپنی بیوی سے کہا اپنے بال بچوں میں سے کسی کو بھی اپنے خاندان میں جانے نہ دینا۔ جب تک میں یہ نہ دیکھ لوں کہ خاندان والے کیا کر رہے ہیں؟ بیوی نے کہا، ایسا ہی کروں گی۔ لیکن ذرا اپنے فلاں بیٹے کی بات تو سنو کہ وہ ان کی کیا باتیں بیان کرتا ہے؟ عمرو بن جموح بولے۔ وہ شاید بے دین ہو گیا ہے۔ بیوی نے کہا نہیں، یہ صاحبزادہ قوم کے ساتھ گیا ضرور تھا، آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس بلایا، اور کہا کہ مجھے بتاؤ تم نے اس آدمی کا کیا کلام سُنا ہے؟ صاحبزادے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تک پڑھ کر سنایا۔ باپ نے کہا یہ تو بہترین اور اعلیٰ درجہ کا کلام ہے۔ کیا اس کا ہر کلام اسی طرح کا ہے؟ معاذ نے کہا اے ابا جان! اس سے بھی اچھا، بیٹے نے کہا کیا آپ کو اُن سے بیعت کرنے کی خواہش ہے؟ آپ کی قوم میں سے اکثر و بیشتر بلکہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کر لی ہے، کہا میں جب تک مناۃ سے مشورہ نہ کر لوں کچھ نہیں کہہ سکتا، میں دیکھوں وہ کیا کہتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ مناۃ بت سے بات کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو جواب کی صورت یہ ہوتی تھی کہ پردہ کی اوٹ میں ایک بڑھیا کھڑی کی جاتی تھی، وہی مناۃ کی طرف سے جواب دیا کرتی تھی، اُن کی بیوی نے بڑھیا تو وہاں سے بھگا دی، جب یہ وہاں پہنچے اور تھوڑی دیر اس کی تعظیم بجا لا کر کہا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے اوپر حملہ کی کافی تیاریاں ہو رہی ہیں، اور تو غافل ہے۔ ایک آدمی

---

۵ وزاد شباب عن زیاد فی حدیثہ عن ابن اسحاق قال وحدثنی اسحاق بن یسار عن رجل من بنی سلمۃ

آیا ہے جو تیری عبادت سے ہم لوگوں کو منع کرتا ہے اور ہم کو حکم دیتا ہے کہ ہم تجھے بے کار کر دیں مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں اس سے بیعت اور مراجعت کروں، جب تک کہ تجھ سے مشورہ نہ لے لوں۔ بہت دیر تک مناۃ کے سامنے یہ باتیں کرتے رہے مگر وہاں جواب کی بڑھیا غائب تھی، پھر کہا، میرا خیال یہ ہے کہ تو مجھ پر ناراض ہے۔ حالانکہ میں نے اب تک کوئی گستاخی نہیں کی ہے، اب پھر بھی جواب کی بڑھیا غائب تھی، تو اس بت کی طرف کھڑے ہوئے اور توڑ دیا۔

ابن اسحاق کی روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے، جب عمرو بن جموحؓ اسلام لے آئے اور اللہ کے بارے میں عرفان و معرفت حاصل ہو گئی تو یہ اپنے اشعار میں اپنے بت کا تذکرہ کرتے ہوئے اور، اللہ پاک کا شکر کر رہے ہیں جس نے ان کو برائی گمراہی سے نجات دی۔

اتوب الی اللہ مما مضیٰ (۱) واستنقذ اللہ من نارہ

واثنی علیہ بنعمائہ (۲) الٰہ الحرام واستارہ

فسبحانہ عدد الخاطبین (۳) وقطر السماءِ ومدرارہ

ھدانی وقد کنت فی ظلمۃ (۴) حلیف مناۃ واحجارہ

وانقذنی بعد شیب القذال (۵) من شین ذالک ومن عارہ

فقد کدت اھلک فی ظلمۃ (۶) تدارک ذالک بمقدارہ

فحمداً وشکر الہ مابقیت (۷) الٰہ الانام وجبارہ

ارید بذالک اذ قلتہ (۸) مجاورۃ اللہ فی دارہ

۱۔ میں اپنی سرگذشت سے اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ پاک سے نجات طلب کرتا ہوں اس کی جہنم سے۔

۲۔ اللہ کے انعام پر اس کی میں حمد و ثنا کرتا ہوں، وہی بیت الحرام اور اس کے پردوں کا معبود ہے۔

۳۔ اللہ ہی کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہوں میں۔ انسانوں اور آسمان سے اترنے والے قطروں اور لگاتار برسنے والی بوندوں کی تعداد کے برابر۔

۴۔ میں تاریکی میں پڑا تھا، مناۃ اور دیگر پتھروں کا پجاری تھا۔ اس خداوند قدوس نے مجھے ہدایت دی۔

۵۔ بڑھاپے میں جب میرے سر کی زلفیں سفید ہو گئیں، اللہ نے مجھ کو اس عیب اور شرم

لہ وزاد ابراہیم بن سلمۃ فی حدیثہ عن ابن اسحاق

کی بات سے نکالا۔

۶۔ میں اس ظلمت میں ہلاکت کے قریب تھا، اللہ پاک نے اپنی تقدیر سے اس کا تدارک کر دیا۔

۷۔ میں جب تک زندہ ہوں اسی کی حمد اور شکر کرتا رہوں گا، جو تمام مخلوق اور تمام جابر لوگوں کا خدا ہے۔

۸۔ ان اشعار کے کہنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ کے گھر میں اس کا پڑوسی ہو جاؤں:

اور اپنے بت کی ہجو میں یہ شعر کہے۔

تاللہ لو کنت الٰہا لم تکن (۱) انت وکلب وسط بئر فی قرن

اُف لمصرعك الٰہا مستدن (۲) الا استنبأك عن سوء الغبن

ہو الذی انقذنی من قبل ان (۳) اکون فی ظلمۃ قبر مرتہن

الحمد للہ العلی ذی المنن (۴) الواہب الرزاق دیان الدین

۱۔ خدا کی قسم اگر تو معبود ہوتا تو تو اور مرا ہوا کتا کنوئیں کے بیچوں بیچ ایک رسی کے ساتھ بندھا ہوا نہ ہوتا۔

۲۔ تیرے اس جگہ پڑے ہوئے ہونے پر لعنت وہ کس قدر خواری کی جگہ تھی، اگر میں تجھے تلاش کر کے اس خواری کی جگہ سے نہ لاتا تو تو اوندھا ہی پڑا رہتا۔

۳۔ اس اللہ پاک نے مجھے اس سے پہلے پہلے بچا لیا کہ میں قبر کی تاریکی میں رہن رکھا جاتا۔

۴۔ تمام تعریف اس خدائے برتر کی جو احسان کرنے والا، عطیہ کا دینے والا، رزق کا بخشنے والا، بدلہ کے دن کا مالک ہے۔

واقدی[۵] بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا گھرانہ بہت اخیر میں اسلام لایا یہ اپنے بت کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے اور اس کے سر پر ایک رومال ڈال رکھا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ان سے زمانۂ جاہلیت سے دوستی تھی، یہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے اور وہ انکار کر دیتے۔ ایک دن دیکھا کہ یہ اپنے گھر سے نکلے، اور کہیں گئے عبد اللہ بن رواحہؓ نے اُن کی بیوی سے جو کنگھی چوٹی کر رہی تھیں، آکر دریافت کیا کہ ابو الدرداءؓ کہاں ہیں، اُنہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی صاحب ابھی ابھی کہیں گئے ہیں، عبد اللہ بن رواحہؓ فوراً اُن کے بت خانہ میں کدال لئے ہوئے پہنچے اور بت کو نیچے دے پٹکا اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع

۵: اخرج الحاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۳۳۶

کر دئے اور رجز یہ شعر پڑھتے جاتے تھے جس میں تقریباً تمام بتوں کے نام تھے، جس کا ایک مصرعہ یہ بھی ہے۔

الا کل ما یدعیٰ مع اللہ باطل

"خبردار ہر وہ چیز جس کو خدا کے ساتھ پکارا جاتا ہے باطل اور لغو ہے"

اور وہاں سے چل دیئے، ابوالدرداء کی بیوی نے جب یہ کدال بجا رہے تھے کدال کی آواز سنی تو بہت چلائیں کہ اے ابن رواحہ! تم نے تو ہمیں تباہ کر دیا، مگر انہوں نے ایک نہ سنی توڑ تاڑ چل دیئے۔ ابھی چند لمحے ہی گذر رہے تھے کہ ابوالدرداء اپنے مکان میں آئے عورت کو دیکھا جو ان کی خیر خواہی میں بیٹھی ہوئی رو رہی تھی، پوچھا تجھے کیا ہوگیا، کہا، تمہارے دوست عبداللہ بن رواحہ یہاں آئے تھے اور وہ دیکھو کیا کر گئے ہیں؟ اولاً بہت بگڑے لیکن اپنے جی میں کچھ سوچ کر کہا کہ اگر اس بت میں صلاحیت اور بھلائی ہوتی تو اپنا بچاؤ نہ کر لیتا؛ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔

حضرت زیاد[1] اسکندریہ کی فتح کے بیان میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی فرماتے ہیں، کہ پھر ہم لوگ مقام بلہیب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے چنانچہ آپ کا خط آیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہ پڑھ کر ہم لوگوں کو سنایا جس کا مضمون حسب ذیل تھا:

"امابعد! تمہارا خط ملا جس میں یہ تھا کہ حاکم اسکندریہ اس شرط پر جزیہ دینے کے لئے آمادہ ہے کہ اس کے قیدیوں کو واپس کر دو۔ جزیہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے اور ہمارے بعد والے مسلمانوں کے لئے باقی رہے گا اس کا لینا مجھے زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اس مال غنیمت کے کہ وہ آپس میں تقسیم ہو جائے گا، اور اس کے بعد الینا ہو جائے گا، جیسا کہ تھا ہی نہیں، لہذا تم حاکم اسکندریہ سے جزیہ لینا منظور کر لو، اس شرط سے کہ تمہارے پاس ان کے جو قیدی ہیں ان کو اس بات کا اختیار دے دو کہ جو ان میں سے اسلام لانا چاہے اسلام لے آئے اور جو اپنے قوم کے دین پر رہنا چاہے رہے جو ان میں سے اسلام لے آئے گا وہ مسلمانوں کے نفع و نقصان میں برابر کا شریک

[1] واخرج ابن جریر الطبری ج ۴ ص۲۲۷ عن زیاد بن جزء الزبیدی

ہوگا اور جو اپنی قوم کے دین پر باقی رہا اس پر وہی جزیہ لگے گا جو اُن کے
اہل مذہب پر لگا ہے ۔ لیکن گرفتار شدہ لوگوں میں سے جو بلادِ عرب میں
چلے گئے ۔ مکہ یا مدینہ یا یمن پہنچ گئے ۔ ہم اُن کے واپس کرنے پر قادر نہیں
اور ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ ہم ان سے ایسے معاملہ پر صلح کریں کہ جس کو ہم
پورا نہ کرسکیں ۔"

حضرت عمرو بن عاصؓ نے حاکم اسکندریہ کے پاس امیر المومنین کے اس گرامی نامہ کی
خبر دی ، حاکم اسکندریہ نے کہا ، ہمیں منظور ہے ۔ حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے
پاس جو قیدی تھے ہم نے ان کو جمع کیا اور وہاں کے نصاریٰ بھی جمع ہوئے ۔ ہم فرداً فرداً
ایک ایک کو لاتے اور اس سے اسلام اور نصرانیت میں اختیار دیتے ۔ اگر وہ اسلام قبول
کرلیتا تو ہم لوگ بڑی بلند آواز سے نعرۂ تکبیر کہتے ، اس سے زیادہ بلند آواز سے جو کسی قریہ
کے فتح کرنے پر کرتے تھے ۔ اس کے بعد اس مسلمان کو ہم اپنی حفاظت میں لے لیتے اور اگر
وہ نصرانیت اختیار کرتا تو نصرانی اپنی غوں غاں کرتے اور پھر اپنی حفاظت میں لے لیتے ،
اور ہم اس پر جزیہ لگا دیتے ۔ ہم لوگوں کو اس بات سے بڑا قلق اور رنج پہنچتا اور ایسا محسوس
ہوتا تھا جیسے ہمارے ہی میں سے کوئی آدمی چلا گیا ..... غرض کہ اسی طرح پر ہوتا رہا جب
ابو مریم عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کی بیٹی کی باری آئی حضرت قاسمؒ کہتے ہیں کہ
میں نے انہیں دیکھا ہے ، یہ بنی زبیر کے چودھری تھے ۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان
کو بھی کھڑا کیا اور ان پر بھی اسلام اور نصرانیت پیش کی ۔ ان کے ماں باپ بہن بھائی سب
نصرانی تھے اُنہوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا ہم نے اُن کو اپنی حفاظت میں لیا ان کے ماں باپ
بہن بھائی سب جھپٹے اور ہم لوگوں سے جھگڑا کرنے لگے اس کھینچا تانی میں ابو مریم کے
کپڑے بھی پھٹ گئے ، بالآخر ہم لوگ انہیں لے آئے سو وہ آج تک ہمارے چودھری
ہیں ۔

شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے ۔ ایک نصرانی کو
دیکھا کہ وہ زرہیں بیچ رہا ہے ۔ اس کے پاس اپنی ایک گم شدہ زرہ پہچان لی اور کہا ، یہ میری
زرہ ہے ۔ چل مسلمان قاضی میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا ۔ مسلمانوں کے
قاضی حضرت شریحؒ تھے اور حضرت علیؓ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر المومنین تھے ۔ قاضی شریحؒ

---

[1] واخرج الترمذی والحاکم

امیرالمومنین کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھے اور حضرت علیؓ کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود حضرت علیؓ کے سامنے نصرانی کے برابر بیٹھ گئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے شریح! اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اُس کے ساتھ بیٹھتا، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ غیر مسلم سے مصافحہ نہ کرو، ان کو سلام میں ابتدا نہ کرو، ان کے مریضوں کی عیادت نہ کرو، ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو۔ اور ان کو راستے میں تنگ جگہ کے چلنے پر مجبور کرو، اور ان کو اسی طرح پر خوار سمجھو جس طرح پر کہ اللہ نے انہیں ذلیل رکھا ہے۔ اے شریح! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرو، شریح نے کہا، امیرالمومنین آپ کا کیا دعویٰ ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، یہ زرہ میری ہے، اتنے عرصہ سے گم ہوگئی ہے۔ شریح نے کہا۔ اے نصرانی! تو کیا کہتا ہے؟ نصرانی نے کہا کہ امیرالمومنین انتہائی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ زرہ تو میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا کہ میں نصرانی سے یہ زرہ کیسے لے لوں؟ گواہ تو کوئی آپ کا ہے ہی نہیں، حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ شریح نے ٹھیک کہا، نصرانی یہ دیکھ کر بولا، اب میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء علیہم السلام ہی کے ہیں کہ امیرالمومنین اپنے قاضی کے پاس آئیں اور ان کا قاضی ان کے خلاف فیصلہ دے، اے امیرالمومنین خدا کی قسم یہ زرہ آپ ہی کی ہے، میں آپ کے پیچھے جا رہا تھا، اور یہ آپ کے خاکستری رنگ کے اونٹ پر سے گر پڑی اور میں نے اُسے اٹھا لیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا جب تو اسلام لے آیا تو اب یہ تیری ہے، اور اُسے گھوڑا بھی عطا فرمایا۔ شعبیؒ کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کی جنگ جمل میں ایک زرہ گم ہوگئی تھی۔ ایک آدمی کو مل گئی اُس نے بیچ دی، ایک یہودی کے پاس حضرت علیؓ نے اپنی اس زرہ کو پہچانا، اور قاضی شریح کے یہاں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت علیؓ کی گواہی حضرت حسنؓ اور اُن کے غلام قنبر نے دی، قاضی شریح نے کہا، حضرت حسنؓ کی جگہ کوئی اور گواہ لائیے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم حسن جیسی شہادت کو رد کرتے ہو؟ قاضی شریح نے کہا، یہ بات نہیں۔ میں نے آپ ہی سے سن کر یاد کیا ہے کہ لڑکے کی گواہی باپ کی موافقت میں جائز نہیں۔

ابراہیمؒ کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ قاضی شریح نے کہا کہ آپ کے غلام کی گواہی

لہ منتخب الحاکم ... واخرج الحاکم فی الکنی وابونعیم فی الحلیۃ ج ۴ ص ۱۳۹ من طریق ابراہیم بن یزید التیمی عن ابیہ مطولاً۔

تو میں نے بحال رکھی لیکن آپ کے بیٹے کی گواہی آپ کے لئے ہو۔ اس کو میں نہیں مانتا حضرت علی رضہ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم کرے کیا تو نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اس کے بعد یہودی سے کہا اسے زرہ! یہودی نے کہا امیر المومنین مجھے مسلمانوں کے قاضی کی طرف لائے تھے۔ اس نے حضرت علی رضہ کے خلاف فیصلہ دیا اور وہ راضی ہو گئے، خدا کی قسم اے امیر المومنین! آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں، بیشک یہ آپ ہی کی زرہ ہے۔ آپ کے اونٹ پر سے گر گئی تھی، میں نے اس کو اٹھا لیا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت علی رضہ نے یہ زرہ اسی کو ہبہ کر دی اور سات سو درہم اس کو بطور انعام دیئے۔ پھر یہ حضرت علی رضہ کے ساتھ رہا اور جنگ صفین میں شہید ہو گیا۔[1]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۴ صلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب بیعت

صحابۂ کرامؓ کا آنحضرتؐ سے بیعت ہونا اور آپؐ کے بعد آپ کے خلفاء سے بیعت ہونا اور اقسامِ بیعتؐ

اسلام پر بیعت

حضرت جریر[1] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چیزوں پر بیعت لی جن پر کہ آپؐ عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ جو شخص ہم میں سے آپؐ کی ممنوعات سے اجتناب کرتے ہوئے مرگیا، آپؐ اس کے لئے جنت کے ضامن ہوئے اور جس کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ ممنوعات میں سے کسی شے کا ارتکاب کیا اور اس پر حد بھی قائم کی گئی۔ یہ حد اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے اور جس نے اس حالت میں وفات پائی، کہ ممنوعات کا ارتکاب کیا اور اس کی پردہ دری نہ کی، اس کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ[2] ہے۔

اسودؓ[3] رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن قرن پہاڑی

---

[1] اخرج الطبرانی۔

[2] قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۶ ص ۳۶ وفیہ سیف بن ہارون وثقہ ابو نعیم وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح انتہی۔ واخرجہ ایضاً ابن جریر کما فی الکنز ج ۱ ص ۸۲ وسیأتی الحدیث فی بیعۃ النساء ص ۵۳ واخرج احمد

[3] عن عبداللہ بن عثمان بن خثیم ان محمد بن الاسود بن خلف اخبرہ

کی طرف رخ کئے بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ آپؐ نے لوگوں سے شہادت اور اسلام پر بیعت لی، میں نے پوچھا، شہادت کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ محمد بن اسود نے مجھے بتایا کہ حضورؐ نے صحابہؓ سے اللہ پر ایمان لانے کی اور اس بات کی شہادت کی بیعت لی کہ بے شک سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔[۱]

بیہقی کی روایت میں ہے آپؐ کے پاس چھوٹے بڑے، مرد اور عورت آئے۔ آپؐ نے ان سے اسلام اور شہادت پر بیعت لی۔[۲]

مجاشع بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ ہم سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت تو اہلِ ہجرت کے ساتھ ختم ہوگئی (اب ہجرت کا زمانہ نہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ کس چیز پر بیعت لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔[۳]

حضرت زیاد بن علاقہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جریرؓ بن عبداللہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے انتقال کے وقت لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں، اللہ وحدہ لاشریک لہٗ سے ڈرنے کی اور وقار اور سکون کی۔ بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس ہاتھ سے اسلام پر بیعت کی، اور مجھ پر اس بات کی شرط لگائی کہ میں ہر مسلمان کو نصیحت کروں، ربِّ کعبہ کی قسم میں تم سب لوگوں کو نصیحت کر رہا ہوں اور اللہ پاک سے طلب مغفرت کر رہا ہوں، اس کے بعد منبر پر سے اُتر آئے۔[۴]

اسلامی اعمال پر بیعت

بشیر بن خصاصیہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں بیعت کے ارادہ سے حاضر

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص۳۱۸ وقال تفرد بہ احمد وقال الہیثمی ج ۶ ص۳۷ ورجالہ ثقات [۲] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص۳۱۸ وبہذا السیاق اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والصغیر کما فی مجمع الزوائد ج ۶ ص۳۷ وہکذا اخرجہ البغوی وابن السکن والحاکم وابونعیم کذا فی الکنز ج ۱ ص۸۲ [۳] واخرج الشیخان کذا فی العینی ج ۷ ص۱۶ واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ وزاد قال فلقیت اخاہ فسألتہ فقال صدق مجاشع کذا فی کنز العمال ج ۱ ص۳۲۳ [۴] اخرجہ ابوعوانۃ فی مسندہ ج ۱ ص۳۸ عن زیاد بن علاقۃ [۵] واخرج البخاری تم منہ ج ۱ ص۱۴ واخرج البیہقی وغیرہ عن زیاد بن الحارث الصدائی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ علی الاسلام فذکر الحدیث بطولہ کما تقدم فی باب الدعوۃ حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ ص۱۸ [۶] اخرج الحسن بن سفیان والطبرانی فی الاوسط وابونعیم والحاکم والبیہقی وابن عساکر

ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھ سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ آپ نے اپنا دستِ مبارک میری طرف دراز کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دو کہ سوائے اللہ وحدہٗ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صحیح اوقات پر پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ زکوٰۃ فرض کی ادائگی کرتے رہو، رمضان کا روزہ رکھتے رہو اور حج بیت اللہ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ میں کروں گا مگر ان میں سے دو باتوں کی مجھ میں طاقت نہیں، ایک تو زکوٰۃ کی، خدا کی قسم، میرے پاس دس اونٹنیاں ہیں۔ انہیں کا دودھ میرے گھر والوں کا ذریعۂ معاش ہے اور یہی اُن کی بار برداری کرتے ہیں، دوسرے جہاد ہے۔ میں ایک کم زور دل کا انسان ہوں۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ جس نے جہاد سے پشت پھیری وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور مجھے بہت بڑا خطرہ ہے کہ اگر دشمن سے مقابلہ آپڑا تو مجھ پر ڈر غالب ہوا اور میں بھاگ کھڑا ہوا، تو اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹوں گا۔ یہ سن کر حضورؐ نے دستِ مبارک سمیٹ لیا، پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے فرمایا کہ اے بشیر! نہ صدقہ دینے پر تیار ہو نہ جہاد پر تو پھر کیسے جنت میں داخل ہو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہاتھ بڑھائیے، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں، آپ نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اور میں نے ان تمام باتوں پر بیعت کرلی[۱]

حضرت جریرؓ[۲] فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے دینے اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر بیعت کی[۳] دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت جریرؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ پر شرط لگائیے۔ آپ شرط کو زیادہ جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تنہا اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ نماز کو قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنا، اور شرک سے بالکل یک طرف ہو جاؤ[۴]۔ حضرت جریرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا اے جریر! ہاتھ بڑھاؤ، جریرؓ نے کہا، کس چیز پر؟ آپؐ نے فرمایا اپنے کو اللہ کے سپرد کر دو اور ہر مسلمان کو نصیحت کرتے رہنا؛ چنانچہ اُنہوں نے آپؐ کے ہاتھوں اس پر بیعت کی۔ آدمی انتہائی سمجھ دار تھے، عرض کیا یا رسول اللہ! جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا،

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۷، ص ۱۲ واخرجه احمد ورجاله موثقون کما قال الهیثمی ج ۱ ص ۴۲ [۲] اخرج احمد [۳] واخرجه ایضاً ابن جریر مثله کما فی کنز العمال ص ۸۲ والشیخان والترمذی کما فی الترغیب ج ۳ ص ۲۳ [۴] واخرج احمد من وجه آخر[۵] ورواه النسائی کما فی البدایة ج ۵ ص ۷۸ واخرجه ابن جریر مثله الا انه قال وتنصح المسلمین وتفارق الشرک کما فی الکنز ج ص ۸۲ [۶] واخرج الطبرانی۔

ان کے بعد ہی لوگوں کے لئے یہ آسانی ہو گئی[1] عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حضورؐ کی خدمت میں موجود تھے، آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟ جب آپؐ تین مرتبہ فرما چکے تو ہم لوگوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت تو کرلی مگر کس چیز پر بیعت کی؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، پانچوں وقت کی نماز ادا کرو۔ اور ایک جملہ آپؐ نے اور آہستہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں حضرات میں سے بعض کو دیکھا کہ اگر سواری پر سے ان کا کوڑا گر گیا ہے تو کسی سے یہ نہیں کہا کہ یہ ہمیں اُٹھا کر دے دو[2]۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون بیعت کے لئے آمادہ ہے؟ آپؐ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے آپؐ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اس شرط سے کہ کسی سے کوئی سوال نہ کرنا حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا، اس میں کیا ثواب ہے یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اس کا ثواب جنت ہے۔ چنانچہ حضرت ثوبانؓ نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرلی ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثوبانؓ کو مکہ کے بھرے مجمع میں دیکھا کہ سواری پر سے اُن کا کوڑا گر گیا اور بعض دفعہ تو کسی آدمی کی گردن پر جا پڑا وہ آدمی اس کوڑے کو لے کر انہیں دینا چاہتا تھا یہ نہیں لیتے تھے اور خود اُترتے اور کوڑے کو لیتے[3]۔

ابو ذر[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضورؐ نے پانچ مرتبہ بیعت لی اور سات چیزوں کی تاکید فرمائی۔ اور سات ہی مرتبہ آپؐ نے اللہ پاک کو میرے اُوپر گواہ بنا کر فرمایا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈروں۔ ابو مثنیٰ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضورؐ نے بلا کر فرمایا کیا تمہیں بیعت ہونے کی رغبت ہے؟ اور تمہارے لیے جنت ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! اور میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ آپؐ نے میرے اوپر شرط لگاتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔ میں نے کہا،

---

[1] کذا فی الکنز ج ۱ صہ ۸۲ - [2] اخرج الرویانی وابن جریر وابن عساکر عن عوف بن مالک
[2] کذا فی الکنز ج ۱ صہ ۸۲ واخرجہ ایضاً مسلم والترمذی والنسائی کما فی الترغیب ج ۲ صہ ۹۵
[3] اخرج الطبرانی فی الکبیر [3] کذا فی الترغیب ج ۲ صہ ۱۰۰ واخرجہ ایضاً احمد والنسائی وغیرہما عن ثوبان مختصراً وذکر قصۃ السوط لابی بکرؓ کما فی الترغیب ج ۲ صہ ۱۰۰ [4] واخرج احمد

بہت بہتر۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوڑے اٹھانے کا بھی مطالبہ نہ کرنا۔ اگر تمہارے ہاتھ سے گر پڑے تم خود اُترنا اور اُس کو اٹھانا۔ ایک اور روایت میں ہے ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ چھ دن تک آپؐ مجھ سے یوں فرماتے رہے ، اے ابوذر! اچھی طرح سمجھ لینا جو تم سے بعد میں کہا جائے گا۔ جب ساتواں روز ہوا ، آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پس پردہ بھی اور کھلم کھلا بھی ، اور جب تم سے کوئی گناہ کا کام ہو جائے تو اس کے بعد بھلا کام ضرور کرنا ، کسی سے کسی ادنیٰ شے کا بھی مطالبہ نہ کرنا۔ حتیٰ کہ گرے ہوئے کوڑے کو بھی اٹھانے کو نہ کہنا اور کسی کی امانت پر قبضہ نہ کرنا۔[۱]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ[۲] فرماتے ہیں کہ میں نے اور ابوذرؓ اور عبادہ بن صامتؓ اور ابو سعیدؓ خدری اور محمدؓ بن مسلمہ نے اور چھٹے صاحب اور تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ ہم لوگ اللہ تعالےٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے ۔ ان چھٹے صاحب نے حضورؐ سے بیعت واپس لی ، آپؐ نے بیعت واپس کردی۔[۳]

حضرت عبادہ[۴] بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُن نقیب لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی ۔ ہم لوگوں نے آپؐ سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے ۔ چوری نہ کریں گے ۔ زنا نہ کریں گے اور وہ قتل جس کو اللہ پاک نے حرام قرار دیا ہے نہ کریں گے ، مگر حکمِ خداوندی کے مطابق ، لوٹ نہ ڈالیں گے ، نافرمانی نہ کریں گے ۔ آپؐ نے فرمایا تھا اگر ہم ان کاموں کو بجالائے ، تو ہمارے لئے جنت ہے ، اور اگر ان ممنوعات میں سے کسی بات کا ہم لوگوں سے ارتکاب ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ۔ ابن جریرؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے ۔ آپؐ نے فرمایا اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ، چوری نہ کرنا ، زنا نہ کرنا جس نے تم میں سے اس وعدے کو وفا کیا ، اس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے اور جس نے اس میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا ، اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی ، اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے ، خواہ وہ سزا دے یا اسے معاف فرمائے۔[۵]

---

[۱] کما فی الترغیب ج ۲ ص ۹۹ [۲] اخرج الشاشی وابن عساکر [۳] کذا فی الکنز ج ۱ ص ۸۲ ۔ واخرجہ ایضاً الطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج ۷ ص ۲۶۴ وفیہ عبدالمہیمن بن عیاش وہو ضعیف [۴] واخرج مسلم [۵] کذا فی الکنز ج ۱ ص ۸۲

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقبۂ اولیٰ میں ہم گیارہ آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے حضورؐ سے انہیں باتوں پر بیعت کی جن پر عورتیں بیعت کرتی ہیں اور اس وقت تک ہم لوگوں پر جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے آپؐ سے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔ چوری نہ کریں گے۔ زنا نہ کریں گے۔ اور نہ ایسا بہتان باندھیں گے جس کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان گھڑا ہو اولاد کو ہم قتل نہ کریں گے۔ کسی بھلے کام میں اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے۔ جس نے یہ وعدہ وفا کیا اس کے لئے جنت ہے۔ اور جس سے ان ممنوعات میں سے کسی کا ارتکاب ہوا، اس کا فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اگر چاہے سزا دے، چاہے معاف کردے، پھر اگلے سال آکر بیعت کی۔[۲]

ہجرت پر بیعت

حضرت یعلیٰ بن منیہ[۳] فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دوسرے روز میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باپ سے آپ ہجرت پر بیعت لے لیجئے، آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت پر نہیں، میں تو جہاد پر بیعت لوں گا۔ ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو گئی۔ ایک اور[۴] روایت میں اس طرح ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا، ہجرت اہل ہجرت کیساتھ چلی گئی اور حدیث[۵] جریر میں ہے شرک سے بچنا۔ انہیں کی ایک اور[۶] روایت میں فرمایا کہ مومن کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور شرک سے بچنا۔ حارث[۷] بن زیاد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یوم خندق میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میرا گمان ہوا کہ یہ لوگ بیعت کے لئے بلائے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس سے بھی ہجرت پر بیعت لے لیجئے آپؐ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے چچیرے بھائی حوط بن یزید ہیں، یا یزید بن حوط، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم لوگوں سے بیعت نہیں لیتا۔ لوگ تو تمہاری طرف ہجرت کر کے آتے ہیں، تم لوگوں کی طرف ہجرت کر کے نہ جاؤ گے۔ قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے، کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو انصار سے مرتے دم تک

---

[۱] واخرج ابن اسحاق وابن جریر وابن عساکر [۲] کذا فی الکنز ج ۸ص [۳] واخرجہ الشیخان نحوہ کما فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۱۵۱ [۴] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۶ [۵] وقد تقدم حدیث مجاشع۔ حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۲۱۵
[۶] حیاۃ الصحابہ ج ا صفحہ ۲۲۱ [۷] وعند البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۳ [۸] واخرج احمد والبخاری فی التاریخ وابن ابی خیثمہ وابو عوانۃ والبغوی وابو نعیم والطبرانی۔

محبت کرے۔ مگر اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس آدمی کو دوست رکھتا ہے اور جو آدمی انصار سے عداوت رکھتا ہے وہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔[۱]

ابو اسید[۲] ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے موقع پر لوگ آپؐ کی خدمت میں ہجرت کی بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے، جب آپؐ فارغ ہو گئے، آپؐ نے فرمایا اے انصاری بھائیو! تم لوگ ہجرت پر بیعت نہ کرو۔ لوگ تو تمہاری طرف ہجرت کرکے آئے ہیں جو آدمی اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ انصار کو دوست رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو دوست رکھے گا اور جو اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ انصار سے عداوت رکھتا ہو۔ اللہ اس سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر انتہائی ناراض ہوگا۔[۳]

نصرت پر بیعت

حضرت جابر[۱] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دس سال اس طرح پر گذارے کہ لوگوں کے پاس اُن کی منزل گاہوں پر جایا کرتے تھے عکاظ اور مجنہ کے بازاروں میں اور حج کے موسم میں اور آپؐ فرماتے کون مجھے ٹھکانا دے گا اور کون میری نصرت کو تیار ہے کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا دوں اور اس نصرت کرنے والے کے لئے جنت ہے۔ کوئی ایک بھی آپؐ کو ٹھکانا دینے اور آپؐ کی نصرت کے لئے تیار نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی یمن یا مضر سے مکہ آنے کا ارادہ کرتا تو اس کے پاس اس کی برادری اور قریبی رشتے دار آکر کہتے، اس قریشی نوجوان سے بچ کر رہنا، ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ میں ڈال دے۔ آپؐ اُن کے کجاوؤں کے درمیان سے گذرتے تو لوگ آپؐ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے، یہاں تک کہ اللہ پاک نے یثرب (مدینہ) سے ہم لوگوں کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہم لوگوں نے آپؐ کو پناہ دی، اور آپؐ کی تصدیق کی۔ ہمارے آدمی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ پر ایمان لاتے ۔ آپؐ اس کو قرآن پڑھاتے۔ جب وہ گھر واپس آتا۔ اس کے اسلام لانے کی وجہ سے لوگ مسلمان ہو جاتے۔ یہاں تک کہ انصار کے گھرانوں میں کوئی گھرانہ نہ بچا جس میں آٹھ نو مسلمان اسلام کو ظاہر کرنے والے نہ ہوں۔ ایک روز ہم سب نے مشورہ کیا اور یہ کہا کہ ہم لوگ حضورؐ کو مکہ میں اس حالت میں کب تک چھوڑے رکھیں گے کہ آپؐ

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۷ ص ۱۳۳ واخرجہ ایضاً البوداؤد کما فی الاصابۃ ج ۱ ص ۲۷۹ و قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۸ رواہ احمد والطبرانی باسانید ورجال بعضہا رجال الصحیح غیر محمد بن عمرو، وہو حسن الحدیث انتہی [۲] واخرج الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۱۰ ص ۳۸ وفیہ عبدالحمید بن سہیل ولم اعرفہ ولبقیۃ رجالہ ثقات [۱] اخرج احمد۔

پہاڑیوں اور وادیوں میں گشت کریں اور لوگوں کے خوف وخطر میں مبتلا رہیں۔ چنانچہ ہم میں سے آپؐ کے پاس ستّر آدمی موسمِ حج میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم لوگوں نے آپؐ سے بات چیت کرنے کے لئے عقبہ گھاٹی طے کی۔ ہم لوگ گھاٹی میں ایک ایک دو دو کر کے جمع ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، ہم لوگوں نے کہا ہم آپؐ سے کس چیز پر بیعت کریں؟ آپؐ نے فرمایا، تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ ہر حال میں تم سنو اور میری اطاعت کرو، جی چاہے یا نہ چاہے۔ تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں خرچ کرو، بھلی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے روکو۔ لوگوں میں اللہ کی باتوں کا چرچا کرنا اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنا۔ تم لوگ میری امداد کرنا اور جب میں تمہارے یہاں آجاؤں، میری حفاظت اسی طرح پر کرنا جس طرح پر کہ تم اپنی اور اپنی اولاد اور ازواج کی کرتے ہو، اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمہارے لئے جنت ہے۔ ہم لوگ آپؐ کی طرف لپکے اور آپؐ کا ہاتھ اسعد بن زرارہؓ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ ہم لوگوں میں سب میں چھوٹے تھے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ ستّر آدمیوں میں میرے سوا سب سے چھوٹے تھے، اور کہا ٹھہرو اے اہلِ یثرب! ہم لوگوں نے اس سفر میں اونٹوں کے کلیجے محض اس لئے چھلنی کئے ہیں کہ ہم لوگ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، اور آج آپؐ کو لے چلنا تمام عرب سے عداوت مول لینی ہے، تمہارے بڑے بڑے لوگ قتل کئے جائیں گے اور تلواریں تمہارے حصے بخرے کر دیں گی، پس اگر تم میں ان امور کے صبر کی طاقت ہے تو آپؐ کو ہمراہ لے چلو، اور تمہارا اجر اللہ کے ذمہ ہے، اور اگر تم اپنے نفسوں میں کچھ خوف وخطر محسوس کرتے ہو تو آپؐ کو چھوڑ دو، اور آپؐ سے صاف صاف کہہ دو۔ حضورؐ تم لوگوں کے لئے اللہ پاک سے عذر خواہی کر لیں گے۔ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر لوگوں نے کہا، میاں اسعد! ذرا تم پیچھے ہٹو، خدا کی قسم ہم اس بیعت کو چھوڑنے والے نہیں اور ہرگز یہ بیعت نہ توڑیں گے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے سامنے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپؐ سے بیعت کی۔ آپؐ نے ہم لوگوں سے کچھ شرطیں لیں اور ان کے وفا کرنے پر آپؐ نے جنت کا وعدہ فرمایا۔[۱]
کعب[۲] بن مالک کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہم لوگ گھاٹی میں جمع ہو کر آپؐ کا انتظار

---

[۱] وقد رواہ احمد ایضاً والبیہقی من غیر ہذا الطریق ایضاً، وہذا اسناد جید علی شرط مسلم، ولم یخرجوہ۔ کذا فی البدایۃ، ج ۳ ص ۱۵۹ وقال الحافظ فی فتح الباری ج ۷ ص ۱۵۶ اسنادہ حسن وصححہ الحاکم وابن حبان۔ اھ وقال الہیثمی ج ۶ ص ۴۶ ورجال احمد رجال الصحیح وقال ورواہ البزار وقال فی حدیثہ فواللہ لانذر ہذہ البیعۃ ولا نستقیلہا۔ [۲] اخرج ابن اسحاق۔

کر رہے تھے۔ آپؐ ہم لوگوں کے پاس حضرت عباسؓ کے ہمراہ تشریف لائے۔ حضرت عباسؓ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے، اپنی قوم کے دین پر تھے۔ مگر انہیں یہ بات زیادہ محبوب تھی کہ اپنے بھتیجے کے کام میں حاضر رہیں، اور آپؐ کی نصرت کریں۔ جب آپؐ تشریف فرما ہوئے تو شروع میں حضرت عباسؓ نے گفتگو کی اور کہا، اے خزرج کے لوگو! جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہیں۔ ہم نے اپنی قوم سے آپؐ کی حفاظت کی۔ باوجودیکہ میں بھی اس قوم کا ایک فرد ہوں۔ یہ اپنی تمام قوم سے معزز ہیں اور اپنے شہر میں حفاظت سے ہیں اور اُنہوں نے یہاں رہنے سے انکار کیا اور تمہارے ساتھ ملنا اور رہنا چاہتے ہیں، پس تم لوگ اس بات پر غور کرلو کہ اگر تم آپؐ کے ساتھ اس معاملہ میں وفا برت سکتے ہو جس کی طرف تم آپؐ کو لے جا رہے ہو اور آپؐ کی حفاظت آپؐ کے مخالفین سے کر سکتے ہو، پس تم اپنے اُوپر اور اپنی ذمہ داری پر خوب غور کرلو، اگر تم یہ دیکھتے ہو کہ آپؐ کو لے جانے کے بعد دشمنوں کے سپرد کر دو اور آپؐ کی نصرت اور امداد نہ کر سکو تو اسی وقت آپؐ کو چھوڑ دو۔ آپؐ بڑی عزت اور بڑی حفاظت کے ساتھ اپنے شہر اور اپنی قوم میں ہیں، حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عباسؓ سے کہا کہ ہم لوگوں نے آپؐ کی بات کو سن لیا، یارسول اللہ! آپ فرمائیے، آپؐ اپنے لئے اور اپنے رب کے لئے جو شرطیں مناسب سمجھیں لے لیں۔ حضورؐ نے کلام کیا، اولاً قرآن شریف کی تلاوت فرمائی۔ اللہ کی طرف دعوت دی۔ اسلام کے بارے میں رغبت دِلائی اس کے بعد فرمایا، میں تم لوگوں سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت کرو اسی طرح جس طرح کہ تم اپنی عورتوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، براء بن معرورؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہاں یارسول اللہ! قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم آپ کی اسی طرح پر حفاظت کریں گے جس طرح پر کہ ہم اپنی ذرّیات اور خاندان کی حفاظت کرتے ہیں، ہم سے یارسول اللہ بیعت لیجیے۔ ہم لوگ خدا کی قسم جنگجو ہیں اور یہ چیز ہماری میراث میں ہمارے بڑوں سے چلی آرہی ہے، ابھی براءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض و معروض کر ہی رہے تھے کہ بیچ میں ابوالہیثمؓ بن تیہان بول پڑے اور کہا یارسول اللہ۔ ہمارے اور کچھ لوگوں (یہود) کے درمیان تعلقات ہیں اور ہم اس کو بھی ختم کردیں گے۔ کہیں ایسا تو نہ ہو کہ اِدھر تو ہم تعلقات ختم کریں اور اُدھر اللہ پاک آپ کو اپنی قوم پر غلبہ دیدے اور آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنی قوم میں چلے آئیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دئے، اور

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، میرا خون تمہارا خون ہے اور میرا دفن تمہارے مدفن کے ساتھ، میں تم میں سے ہوں، اور تم مجھ سے ہو، میں اُس سے لڑوں گا جس سے تم لڑوگے اور میں اُس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کروگے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں میں سے بارہ آدمیوں کو منتخب کرکے میرے پاس بھیج دینا جو اپنی قوم کی طرف سے جو کچھ ان میں مشورہ ہو اس کی اطلاع لائیں، چنانچہ بارہ افراد چنے گئے، نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے[1]

حضرت[2] عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان حضرات میں سے) جس نے شروع میں آپؐ سے بیعت کی، ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور لوگوں کے درمیان رسی ہے اور وہ رسی قسم اور وعدے ہیں، شاید کہ ہم ان لوگوں سے قطع تعلق کرلیں، اور اس کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف لوٹ آویں۔ ایسی صورت میں ہم نے تو رسی کاٹ دی اور لوگوں سے لڑائی بھی مول لے لی۔ (اور آپ سے مفارقت بھی) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، آپؐ نے فرمایا، میرا خون تمہارے خون کے ساتھ ہے، اور میرا دفن تمہارے مدفن کے ساتھ جب ابوالہیثم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بات کا جواب سن کر راضی ہو گئے تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا، اے لوگو! یہ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ سچے ہیں، آپؐ آج کے دن اللہ کے حرم اور اس کی حفاظت کی جگہ ہیں، اپنی قوم اور اپنے خاندان میں ہیں۔ تمہیں واضح ہو جانا چاہیئے کہ اگر تم لوگ آپؐ کو لے گئے تو سارے عرب مل کر تم کو ایک تیر سے نشانہ بنائیں گے پس اگر تم لوگوں کو یہ بات پسند ہے کہ اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤ اور اپنے مال اور اولاد سے ہاتھ دھو لو تو آپؐ کو اپنی سرزمین میں لے چلنے کی دعوت دو، خدا کی قسم یہ صحیح ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اگر تمہیں رسوائیوں کا ڈر ہو تو ابھی کہہ سن لو۔ یہ سن کر انصار نے عرض کیا، ہم لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی ہر اس بات کو مان لیا جو آپؐ نے ہمارے اُوپر پیش کی اور ہم نے اپنی طرف سے آپؐ کی ہر وہ بات منظور کرلی جس کو آپؐ نے ہم سے فرمایا۔ اے ابوالہیثم! ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سے ایک

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۶۲۔ [2] الحدیث اخرجہ ایضاً احمد والطبرانی مطولا کما فی مجمع الزوائد ج ۶ صفحہ ۴۲ وقد ساقہ بطولہ۔ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۴۶ ورجال احمد رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وقد صرح بالسماع انتہی وقال الحافظ ج ۶ صفحہ ۱۰ خرجہ ابن اسحاق وصححہ ابن حبان من طریقہ بطولہ۔ اھ [3] اخرجہ الطبرانی۔

کنارے ہو جاؤ، تاکہ ہم لوگ آپؐ سے بیعت کریں۔ حضرت ابوالہیثم رضـ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے بیعت کی پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک نے آپؐ سے بیعت کی[1]

حضرت[2] عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ جب حضورؐ سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو عباسؓ بن عبادہ نے جو سالم بن عوف کے بھائی بندوں میں سے ہیں کہا کہ اے برادرانِ خزرج! کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ تم کس چیز پر اس شخص سے بیعت کر رہے ہو؟ انصار نے کہا، ہاں! معلوم ہے۔ عباسؓ نے کہا کہ تم لوگ اس سے بیعت ہر سُرخ و سیاہ انسان کی لڑائی پر کر رہے ہو، اگر تم لوگوں کا یہ خیال ہو کہ جب تمہارا مال کسی مصیبت میں ضائع ہو جائے اور تمہارے اشراف قتل کر دیئے جائیں تو تم اس کو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی قوم کے سپرد کر دو، تو ابھی ایسا کر لو، خدا کی قسم اگر تم نے وہاں لے جا کر ایسا کیا تو دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم نے جو کچھ آپؐ سے وعدہ کیا ہے اُسے وفا کرو گے خواہ مال تباہ ہوں یا اشراف قتل کر دیئے جائیں تو آپؐ کو اپنے ہمراہ لو، پس خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ انصار نے کہا، ہم آپؐ کو لیتے ہیں خواہ مال تباہ ہو یا اشراف قتل کئے جائیں یارسول اللہ! اگر ہم اس وعدہ میں پورے اُترے تو ہمارے لئے کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جنّت ـــــ انصار نے فرمایا، ہاتھ بڑھائیے۔ یارسول اللہ! آپؐ نے ہاتھ بڑھایا۔ انصار نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی[3]

حضرت[4] عبداللہ رضـ فرمائے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ اچھّا تم لوگ اپنی اپنی قیام گاہوں پر واپس چلے جاؤ۔ عباسؓ بن عبادہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو کل صبح ہی صبح اہلِ منیٰ پر اپنی تلوار کے ذریعے حملہ کر دیں، آپؐ نے فرمایا، میں تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا تم تو اپنی منزل گاہوں پر چلے جاؤ[5]

جہاد پر بیعت

حضرت[6] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف

---

[1] فذکر الحدیث قال الہیثمی ج ۶ ص۴۷ و فیہ ابن لہیعۃ و حدیثہ حسن و فیہ ضعف۔ انتہی [2] وعند ابن اسحٰق۔ [3] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص۱۶۲ [4] واخرج ابن اسحاق ایضاً عن معبد بن کعب عن اخیہ [5] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص۱۶۴ [6] اخرج البخاری ص۳۹۷

تشریف لے گئے۔ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم سخت سردی میں صبح ہی صبح کھدائی میں لگ رہے تھے۔ ان حضرات کے پاس کوئی خادم اور غلام نہ تھے جو ان کی طرف سے اس کام کو انجام دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھ کر یہ رجز فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ
وَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

"اے میرے اللہ بلاشبہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اور اے اللہ ان انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔"

"انصار و مہاجرین نے آپؐ کی بات کا جواب دیتے ہوئے یہ رجز پڑھا۔"

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں۔[1]

موت پر بیعت

حضرت سلمہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر ایک درخت کے سائے کے نیچے چلا آیا۔ جب لوگ آپؐ کے پاس سے کم ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو بیعت ہو چکا۔ آپؐ نے فرمایا پھر بیعت کر لو، چنانچہ میں نے دوسری مرتبہ آپؐ کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے ابو مسلم! تم ان دنوں کس چیز پر بیعت کرتے تھے؟ ابن اکوع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مرنے پر۔[2]

عبداللہؓ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حرہ کی لڑائی کے دنوں میں ان کے پاس ایک آنے والے نے آکر کہا کہ ابنؓ حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہے ہیں حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کے ہاتھ پر موت کے لئے بیعت نہ کروں گا۔[3]

---

[1] واخرجہ ایضاً مسلم والترمذی کما فی جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۵ ۔ وقد تقدم حدیث مجاشع ص ۲۱۹ فقلت علام تبایعنا قال علی الاسلام والجهاد وحدیث بشیر بن الخصاصیۃ ص ۲۲۱ یا بشیر لا صدقۃ ولا جهاد فبم اذن تدخل الجنۃ تحت بسط یدک ابایعک، فبسط یدہ فبایعتہ وحدیث یعلی بن منیۃ ص ۲۲۳ فقلت یا رسول اللہ بایع ابی علی الهجرۃ قال بل ابایعہ علی الجهاد [2] اخرجہ البخاری ص ۴۱۶ [3] واخرجہ ایضاً مسلم والترمذی والنسائی کما فی العینی ج ۷ ص ۱۰ والبیهقی ج ۸ ص ۱۴۶ وابن سعد ج ۴ ص ۳۵ [3] واخرجہ البخاری ص ۴۱۵ ایضاً [3] واخرجہ ایضاً مسلم کما فی العینی ج ۷ ص ۵ والبیهقی ج ۸ ص ۱۴۶ ایضاً۔

کہنا سننے اور فرماں برداری پر بیعت

حضرت عُبیدُ اللہ بن رافع فرماتے ہیں کہ شراب کے مشکیزے لائے گئے حضرت عبادہؓ بن صامت ان مشکیزوں کے پاس گئے اور سب مشکیزوں کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سننے اور فرماں برداری کرنے پر بیعت کی تھی خواہ ہم نشاط کی حالت میں ہوں یا کاہلی میں اور کشادگی اور تنگی میں خرچ کرنے پر بھلی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور اللہ کے بارے میں سچ کہیں، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اس بارے میں ہمارے آڑے نہ آئے، اور اس بات پر بھی ہم نے بیعت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے۔ جب آپ ہم لوگوں کے پاس مدینہ تشریف لے آئیں گے۔ اسی طریقہ پر جس طرح کہ ہم اپنی اور اپنی ازواج و اولاد کی اعانت کرتے ہیں اور ہمارے لئے جنت ہے۔ یہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بیعت جس پر ہم لوگوں نے آپ سے بیعت کی تھی[1] دوسری روایت میں ہے[2] کہ حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر بیعت کی کہ آپ کا کہا سنیں گے۔ آپ کی فرماں برداری کریں گے۔ آسانی میں بھی اور دشواریوں کے مواقع میں بھی، اور خواہ ہم بحالت نشاط ہوں، یا کراہیت محسوس کر رہے ہوں اور خواہ ہمارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور یہ کہ ہم کسی کام کو کام کرنے والے سے نہ چھینیں گے، جہاں کہیں بھی ہم ہوں، حق بات کہیں گے اللہ کے بارے میں ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے[3]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا سننے اور فرماں برداری کرنے اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے پر بیعت کی تھی۔ انہیں کی ایک دوسری روایت میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں، آپ کا کہنا ماننے اور آپ کی فرماں برداری کرنے پر ہر کام میں —— خواہ وہ مجھے پسند ہو یا ناپسند۔ حضورؐ نے فرمایا، کیا تم میں ایسا کرنے کی استطاعت ہے؟ اور کیا تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو؟ لہٰذا احتراز کرو، اور اس

لہ اخرج البیہقی ۔ وہذا اسناد جید قوی ولم یخرجوہ ۔ وقد روی یونس عن ابن اسحاق حدثنی عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت عن ابیہ عن جدہ ۔ کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۱۶۳ واخرج الشیخان بمعناہ کما فی الترغیب ج ۴ ص ۳ ۔ اخرج ابن جریر۔

طرح کہو کہ جہاں تک مجھ میں استطاعت ہوگی، آپ کی فرماں برداری کرو دں گا۔ چنانچہ میں نے کہ کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا آپ کی اطاعت کروں گا۔ آپؐ نے مجھ سے اس بات پر اور مسلمانوں کے نصیحت کرنے پر بیعت لی [۱] ایک اور روایت[۲] میں ہے کہ میں نے حضورؐ سے کہنا سننے اور فرماں برداری اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر بیعت کی، حضرت جریرؓ کی عادت تھی کہ جب کسی چیز کی خرید یا فروخت کرتے تو یہ ضرور کہہ دیتے کہ جو چیز ہم نے تم سے لی وہ ہمیں زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ جو ہم نے تمہیں دی، اب تمہیں اختیار ہے۔ خواہ بیع و شراء کرو یا نہ کرو[۳]

ابن عمر[۴] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب حضورؐ سے کہنا سننے اور فرمان بجالانے پر بیعت کرتے تھے تو آپؐ ہم لوگوں سے فرماتے تھے کہ اس طرح کہو کہ جہاں تک ہم سے ہو سکے گا، اطاعت اور فرماں برداری کریں گے[۵]

عتبہ بن[۶] عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سات بیعتیں کیں ۔۔۔ پانچ فرماں برداری پر اور دو محبت کے بارے میں [۷] (اللہ و رسول اور تمام مسلمانوں سے محبت کرنا)

حضرت انس[۸] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے انہیں ہاتھوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعت کی کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، آپ کی سنوں گا، اور فرماں برداری کروں گا[۹]

خواتین کی بیعت

حضرت ام[۱۰] عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے انصاری خواتین کو ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ پھر حضرت عمرؓ بن خطاب کو اُن کے پاس بھیجا۔ انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر خواتین کو سلام کیا۔ خواتین نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام رساں ہوں، مجھے آپؐ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ خواتین نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مرحبا اور

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ا صـ۸۲۔ [۲] عند ابی داؤد والنسائی من حدیثہ [۳] کذا فی الترغیب ج ۳ صـ۲۱ [۴] و اخرج البخاری [۵] و اخرجہ النسائی وابن جریر بمعناہ کما فی الکنز ج ا صـ۸۲ [۶] و اخرج البغوی وابو نعیم وابن عساکر [۷] کذا فی الکنز ج ا صـ۸۲ [۸] اخرج ابن جریر [۹] کذا فی الکنز ج ا صـ۸۲ [۱۰] اخرج احمد وابو یعلی والطبرانی ورجالہ ثقات۔ کما قال الہیثمی ج ۶ صـ۳۹

آپؐ کے قاصد کے لئے بھی مرحبا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، تم اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا سے احتراز کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، اور اس قسم کی بہتان بندی مت کرو کہ غیر کی اولاد کو اس طرح کی اپنی اولاد بتاؤ کہ تمہارے ہی ہاتھوں اور پیروں کے درمیان اس کی پیدائش ہوئی اور کسی بھلے کام میں نافرمانی نہ کرنا۔ خواتین نے کہا، ہم سب نے یہ باتیں منظور کرلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ دروازے کے باہر سے بڑھایا اور خواتین نے اپنے ہاتھ دروازے کے اندر سے (لیکن حضرت عمرؓ اور خواتین میں سے ایک کا ہاتھ دوسرے سے نہیں لگا) اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہوجا اور ہم لوگوں کو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ عید اور بقرعید میں حیض والی اور کنواری لڑکیاں چلی جایا کریں (تاکہ دعا میں شرکت ہوجائے، وہ نماز اور مسجد سے دُور رہیں گی)، اور ہم لوگوں کو جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا، اور یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگوں پر جمعہ نہیں حضرت اُم عطیہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے بہتان کے بارے میں پوچھا اور اُن کے اِس فرمان کو بھی پوچھا کہ بھلی بات میں نافرمانی نہ کریں گے (ان کا کیا مطلب ہے؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نوحہ نہ کرنا۔[1]

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالاؤں میں سے ایک خالہ ہیں، اُنھوں نے آپؐ کے ساتھ دونوں قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف نماز پڑھی ہے یہ قبیلہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں، فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے مع انصار کی چند خواتین کے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب آپؐ نے ہم لوگوں پر یہ شرط پیش کی کہ ہم خدا کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں۔ چوری نہ کریں۔ زنا نہ لائیں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور کوئی ایسا بہتان نہ لائیں۔ کہ جس کو ہم اپنے ہاتھ پیر کے درمیان گھڑیں (یعنی غیر کی اولاد کو اپنی حقیقی اولاد بتائیں) اور آپؐ کی کسی بھلے کام میں نافرمانی نہ کریں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے شوہروں سے کھوٹ کپٹ نہ برتنا۔ حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ ہم خواتین نے آپؐ سے اِن باتوں پر بیعت کرلی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوگئیں۔ میں نے انہیں میں سے ایک عورت سے کہا کہ آپؐ کی خدمت میں لَوٹ جا اور آپؐ سے پوچھ آکہ شوہر کے ساتھ کھوٹ کپٹ نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟

---

[1] رواہ ابوداؤد باختصار کثیر۔ کذا فی مجمع الزوائد ج ۶ ص ۳۸ قلت واخرجہ البخاری ایضاً باختصار وقد اخرجہ بطولہ ابن سعد وعبد ابن حمید کما فی الکنز ج ۱ ص ۸۲ و ۸۵ واخرج احمد وابو یعلی والطبرانی ورجالہ ثقات کما قال الہیثمی ج ۶ ص ۳۸

چنانچہ اس نے آپؐ سے جاکر دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا کہ شوہر کا مال لے کر کسی غیر کو دینا۔[1]

غفیلہؓ بنت عبید بن الحارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری ماں قریرہؓ بنت الحارث عنواریہ جو ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور آپؐ سے بیعت کی۔ آپؐ کنکر یلے میدان میں ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے ہم سب سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، اور ان ساری باتوں پر جن کا اس آیت[2] میں تذکرہ ہے، آپؐ نے وعدہ لیا ہم سب نے اقرار کیا اور اپنا ہاتھ آپؐ سے بیعت کے لئے بڑھایا، آپؐ نے فرمایا میں عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا۔ اس کے بعد آپؐ نے ہم لوگوں کو مغفرت کی دعا دی۔ یہ تھی ہم عورتوں کی بیعت[3]

امیمہؓ بنت رقیقہ[4] فرماتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوئی، اور آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپؐ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان باتوں پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ چوری نہ کریں گے، فعلِ زنا نہ کریں گے، اپنی اولادوں کو قتل نہ کریں گے، اور کوئی ایسی بہتان بندی نہ کریں گے جس کو ہم نے اپنے ہاتھ اور پیر کے درمیان گھڑا ہو، کسی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ بھی کہو کہ جہاں تک ہم سے ہو سکے گا اور ہم میں طاقت ہوگی ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہم سے زیادہ ہمارے نفسوں پر رحم کھانے والا ہے۔ ہم نے کہا آئیے، ہاتھ بڑھایئے یا رسول اللہ! ہم بیعت ہوں، آپؐ نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا کہنا سو عورتوں سے اسی طرح پر ہے، جیسا ایک عورت سے کہنا[5] (یعنی عورت سے صرف زبانی بیعت ہوتی تھی خواہ سو ہوں یا ایک۔)

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کی خدمت میں اسلام پر بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا کی مرتکب نہ ہونا،

---

[1] اخرج الامام احمد عن عدکشۃ بنت قدامۃ بمعناہ فی البیعت علی وفق الآیۃ کما فی ابن کثیر ج ۴ ص ۳۵۳ واخرج الطبرانی فی الکبیر والاوسط [2] سورۂ ممتحنہ کا آخری رکوع [3] قال الهیثمی ج ۶ ص ۳۹ وفیہ موسیٰ بن عبیدۃ وہو ضعیف۔ انتہی [4] واخرج مالک وصححہ ابن حبان [5] واخرجہ الترمذی وغیرہ مختصراً کما فی الاصابۃ ج ۴ ص ۲۴۰ [6] واخرجہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔

اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، اور غیر کی اولاد کو اپنی اولاد بتانے کے لئے بہتان بندی نہ کرنا نوحہ نہ کرنا اور پچھلی جاہلیت کے طریقے پر یعنی بے پردہ باہر نہ نکلنا[۱]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ بنت عتبہ حضورؐ کی خدمت میں بیعت ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے اُن سے اس بات پر بیعت لی جس کا تذکرہ سورہ ممتحنہ کی آیات میں ہے کہ شرک نہ کریں، زنا نہ کریں وغیرہ، انہوں نے اپنا ہاتھ شرم کے مارے اپنے سَر پر رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات پسند آئی۔ اُن کی یہ جھجک دیکھ کر حضرت عائشہؓ نے پوچھ کہ اے بی بی! اس کا اقرار کرو، خدا کی قسم ہم سب نے بھی انہیں باتوں پر بیعت کی تھی، حضرت فاطمہؓ نے اقرار کیا، اور آپؐ نے اُن سے اسی آیت کے مضمون پر بیعت لے لی[۳]

عزہ بنت[۴] خائلؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورؐ نے مجھے ان باتوں پر بیعت فرما لیا، زنا کی مرتکب نہ ہونا، چوری نہ کرنا، اولاد کو زندہ درگور نہ کرنا نہ چھپ کر نہ ظاہر ــــــ عزہؓ کہتی ہیں کہ ظاہراً زندہ درگور کرنا تو میری سمجھ میں آگیا مگر چھپ کر زندہ درگور کرنے کا مطلب میں نہیں سمجھی، اور نہ میں نے حضورؐ سے دریافت کیا اور نہ آپؐ نے خود بتلایا، لیکن میرے جی میں اس کا مطلب اس طرح آیا کہ اولاد کو کسی طرح پر خراب نہ کرو (یعنی ہر طرح پر اس کی پرورش کے معاملہ میں خاصی نگہداشت رکھو) اور خدا کی قسم کبھی بھی بچہ کو ضائع نہ ہونے دوں[۵]

فاطمہؓ بنت[۶] عتبہ بن ربیعہ کی روایت ہے کہ ان کو اور اُن کی بہن ہندؓ بنت عتبہ کو ابو حذیفہؓ بن عتبہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرانے کے ارادہ سے لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے ہم لوگوں سے عہد و پیمان لئے میں نے عرض کیا کہ اے میرے چچیرے بھائی! کیا آپ اپنی قوم میں ان عیوب اور نقائص میں سے کوئی بات جانتے ہیں؟ حضرت ابو حذیفہؓ نے مجھ سے کہا، ان باتوں کو چھوڑو۔ اور بیعت ہو جاؤ، آپ تو انہیں باتوں پر عورتوں سے بیعت لیتے ہیں اور یہی شرائط منواتے

---

[۱] کذا فی المجمع ج ۶ ص۳۷ واخرجہ ایضاً النسائی وابن ماجہ والامام احمد وصححہ الترمذی کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ ص۳۵۲ [۲] واخرج احمد والبزار ورجالہ رجال الصحیح [۳] کذا فی مجمع الزوائد ج ۶ ص۳۷ [۴] واخرج الطبرانی۔ [۵] قال الہیثمی ج ۶ ص۳۹ رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر بنحوہ عن عطار بن مسعود الکعبی عن امیر عنہا ولم اعرف مسعود او بقیۃ رجالہ ثقات انتہی [۶] واخرج الطبرانی ۲ ص۲۶

ہیں۔ ہندؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں چوری کے ترک پر آپ سے بیعت نہیں کر سکتی، (اور ساری باتیں منظور) اس لئے کہ میں اپنے شوہر کے مال سے کچھ چرا لیا کرتی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک سمیٹ لیا اور انہوں نے بھی اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیانؓ کو بلوایا، اور ابوسفیانؓ سے اُن کے مال میں سے لے لینے کی اجازت دیدینے کو فرمایا، ابوسفیانؓ نے کہا، کھانے پینے کی چیز کا کوئی مضائقہ نہیں لیکن خشک چیزیں مثلاً سونا، چاندی، اناج وغیرہ کی اجازت نہیں اور نہ اس کے لئے میں ہاں کروں۔ ہندؓ کہتی ہیں ہم نے پھر آپؐ سے بیعت کرلی، اس کے بعد فاطمہؓ نے کہا کہ (اب سے پہلے) آپ کے خیمہ سے زیادہ مبغوض میرے لئے کوئی خیمہ نہ تھا اور میں پسند نہ کرتی تھی کہ خدا اس خیمہ کو اور اس خیمہ میں رہنے والے کو باقی رکھے۔ اور اب خدا کی قسم مجھے آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی خیمہ محبوب نہیں اللہ اس کو باقی رکھے، اور اس میں برکت نازل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قسم کھا کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہندؓ بنت عتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے ارادہ سے آئیں۔ حضورؐ نے اُن کے دونوں ہاتھوں کو دیکھ کر فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو بدل کر کے آؤ چنانچہ یہ گئیں اور مہندی لگانے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم سے ان امور پر بیعت لیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا، زنا کی مرتکب نہ ہونا۔ ہندؓ نے کہا، کیا حُرّہ بھی زنا جیسے فعل کو اختیار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو محتاجگی کے ڈر سے قتل نہ کرنا کہنے لگیں کہ آپؐ نے ہمارے لئے کون سی اولاد چھوڑی جس کو ہم قتل کریں؟ راوی کہتے ہیں کہ بہرحال ہندؓ نے آپؐ سے بیعت کی اور اُن کے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے کہنے لگیں کہ آپ ان دو کنگنوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جہنم کی چنگاریوں میں سے دو چنگاریاں ہیں[2] (بشرطیکہ زکوٰۃ نہ نکالی جائے)۔

ایک[3] اور روایت میں خواتین کی بیعت کے تذکرے میں ہندؓ کی بیعت کا واقعہ ہے کہ جب آپؐ نے ان سے

---

[1] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ و وافقہ الذہبی فقال صحیح [2] وعند ابی یعلی [3] قال الہیثمی ج ۶ ص ۳۷ فیہ من لم اعرفہن و اخرجہ ابن جریر مختصراً کما فی ابن کثیر ج ۴ ص ۳۵۲ [4] وقال فی الاصابۃ ج ۴ ص ۴۲۶

یہ عہد لیا کہ چوری نہ کریں گی۔ زنا کی مرتکب نہ ہوں گی۔ ہندؓ نے کہا کیا شریف زادیاں بھی زنا کی مرتکب ہوتی ہیں؟ اور جب آپؐ نے یہ عہد لیا کہ اولاد کو قتل نہ کریں، ہندؓ نے کہا جب تک اولاد چھوٹی تھی ہم نے پرورش کی اور جب وہ بڑی ہوگئی تو آپ نے مار ڈالا۔ یہ مشہور واقعہ ہے۔

ایک دوسری روایت[۱] میں ہے کہ جب آپؐ نے کہا کہ زنا کا ارتکاب نہ کرنا، ہندؓ نے کہا کہیں آزاد عورت بھی زنا کی مرتکب ہوتی ہوگی اور جب آپؐ نے یہ وعدہ لیا کہ اولاد کو قتل نہ کرنا تو ہندؓ نے کہا، آپ ہی نے ان کو قتل کیا ہے۔

ایک دوسری[۲] روایت میں ہے کہ ہندؓ نے اس طرح کہا کہ کیا آپؐ نے ہمارے لئے جنگِ بدر میں ہماری کسی اولاد کو چھوڑ دیا؟

ابن مندہ[۳] کی روایت میں شروع کا مضمون اس طرح ہے، ہندؓ نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا ارادہ رکھتی ہوں۔ یہ سن کر ابو سفیانؓ نے کہا میں تو تجھے ہمیشہ آپؐ کی بات کا انکار کرتے ہوئے پاتا ہوں، ہندؓ نے کہا، ہاں خدا کی قسم یہی بات تھی، اس مسجد میں آج کی رات سے قبل کسی کو اللہ پاک کی اتنی عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا، خدا کی قسم آج تو ساری رات مسلمانوں نے نماز پڑھنے میں گذار دی، کوئی کھڑا تھا، کوئی رکوع میں تھا، کوئی سجدے میں تھا، ابو سفیانؓ نے کہا، تو نے اب تک جو کچھ کیا، کیا اپنی قوم میں سے اپنے کسی آدمی کو ساتھ لے کر آپؐ کی خدمت میں جا اور آپؐ سے بیعت کر لے، یہ حضرت عمرؓ کے پاس گئیں اور ان کی معیت میں آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے داخلے کی اجازت طلب کی اور یہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے اندر تشریف لے گئیں۔ اس کے بعد اس حدیث میں اُوپر والا مضمون بیان کیا گیا۔ حضرت شعبی نے بیان کیا ہے کہ ہندؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ میں نے اپنے شوہر ابو سفیانؓ کا بہت کچھ مال ضائع کیا ہے۔ حضرت ابو سفیانؓ نے کہا، جو کچھ تم میرا مال خرچ کر چکی ہو، وہ میں نے تمہارے لئے حلال کیا[۴]۔ تفسیر[۵] ابن کثیر میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو سفیانؓ نے فرمایا، جو کچھ تم میرے مال سے لے چکی ہو وہ فنا ہو گیا ہو یا باقی رہا ہو وہ میں نے سب تمہارے لئے مباح اور حلال کر دیا۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور ہندؓ کو

---

۱ ومن طرقہ ما اخرجہ ابن سعد بسند صحیح مرسل عن الشعبی وعن میمون بن مہران ففی روایۃ الشعبی
۲ وفی روایۃ نحوہ ۳ اخرج ابن مندۃ وفی اولہ ۴ انتہی مختصراً ۵ وقد اخرجہ ابن جریر من حدیث ابن عباس بطولہ کما ذکر ابن کثیر فی تفسیرہ ج ۴ ص ۳۵۳

پہچان لیا اور ان کو بلایا، ہند رضہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا، اور عذر خواہی کی۔ آپ نے فرمایا، کیا تو ہند ہے۔ ہند رضہ نے کہا، اللہ میری گذشتہ خطاؤں کو معاف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف سے منہ پھیر کر اُن سے بیعت کے عہد و پیمان لئے، جب آپ نے یہ فرمایا کہ زنا کی مرتکب نہ ہونا، ہند رضہ نے کہا، یا رسول اللہ! کیا شریف زادیاں بھی زنا میں مبتلا ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا، نہیں خدا کی قسم آزاد شریف عورتیں اس کا ارتکاب نہیں کرتیں، اور جب آپ نے اس کا وعدہ لیا کہ اپنی اولادوں کو قتل نہ کریں۔ ہند رضہ نے کہا آپ ہی نے تو اُن کو یوم بدر میں قتل کر ڈالا۔ اب آپ جانیں اور وہ۔ آپ نے فرمایا۔ ہاتھ اور پیر کے درمیان کسی بہتان طرازی کو نہ لائیں، اور کسی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ اور آپ نے عورتوں کو نوحہ کرنے سے بھی منع کیا۔ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں، کپڑے پھاڑ لیا کرتی تھیں۔ اپنے چہرے نوچ لیتی تھیں، اور سر کے بال کٹا دیتی تھیں، اور بڑی واویلا مچایا کرتی تھیں[1]۔ (آپ نے ان امور سے منع فرمایا)

اُن خواتین[2] میں سے جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ایک بیان کرتی ہیں کہ جن چیزوں پر ہم سے حضور علیہ السلام نے عہد و پیمان لیا تھا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ ہم کسی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ اپنے چہرے نہ نوچیں گی۔ اپنے بال نہ کٹائیں گی۔ اپنا گریبان نہ پھاڑیں گی۔ واویلا نہ مچائیں گی[3]۔

نابالغوں کی بیعت

محمد بن[4] علی بن الحسین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن حسین۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ یہ حضرات کم سن تھے۔ زمانۂ جوانی سے ابھی بہت دور تھے۔ بلوغت کو ابھی نہیں پہنچے تھے۔ اور ڈاڑھی چہرے پر نہیں آئی تھی، آپ نے کسی بچے سے سوائے ان بچوں کے بیعت نہیں لی[5]۔

طبرانی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سات سات[6] سال کے تھے کہ ان کو آپ نے بیعت فرما لیا۔ ان کو آپ نے دیکھا اور تبسم فرمایا اور اپنا ہاتھ پھیلایا اور ان

---

[1] قال ابن کثیر وہذا اثر غریب [2] واخرج ابن ابی حاتم عن اسید بن ابی اسید البزار [3] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ ص ۳۵۵ [4] اخرج الطبرانی
[5] قال الہیثمی ج ۶ ص ۴۰ وہو مرسل، ورجالہ ثقات

دونوں سے بیعت لے لی[1] حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفر یا جعفر بن زبیر حضورؐ سے سات سال کی عمر میں بیعت ہوئے[2] ہرماسؓ بن زیادؓ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھایا۔ آپؐ نے مجھ سے بیعت نہیں لی[3]

صحابۂ کرامؓ کی خلفائے راشدینؓ سے بیعت

ابراہیم بن منتشر[4] اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ جب آیۃ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی تو آپؐ نے لوگوں سے اس طرح بیعت لی کہ ہم اللہ کے لئے بیعت ہوتے ہیں کہ اس کی فرماں برداری کریں گے اور حق بات، نیں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں سے اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری پر بیعت لیتے تھے۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اُن کے بعد کے خلفاء کی بیعت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی طرح تھی[5]

ابن عیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ جماعت کی جماعت لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے تھے۔ آپ لوگوں سے فرماتے۔ تم مجھ سے بیعت کرو۔ اللہ کا کہا سننے اور اس کی فرماں برداری کرنے اور اس کی کتاب کے ماننے پر اور امیر کی اطاعت کرنے پر لوگ کہتے، ہاں ہم نے منظور کیا، تو آپ اسی طرح لوگوں سے بیعت لے لیتے۔ میں تھوڑی دیر تک آپ کے پاس کھڑا رہا۔ میں ان دنوں قریب البلوغ تھا یا بالغ ہو چکا تھا میں نے وہ شرطیں یاد کرلیں جو آپ نے لوگوں پر پیش کیں۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے خود ہی عرض کیا کہ میں آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کہا سننے اور اس کی فرماں برداری کرنے پر اور اس کی کتاب کے ماننے پر، اس کے بعد امیر کی اطاعت کرنے پر، یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری طرف نظر اوپر نیچے کی۔ میں یہ سمجھا کہ میری بات سے

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ ص ۲۸۵ وفیہ اسمٰعیل بن عیاش وفیہ خلاف وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح

[2] واخرجہ ایضاً ابو نعیم وابن عساکر [3] فذکر نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ ص ۲۲۷

[4] واخرج النسائی [5] کذا فی جمع الفوائد ج ۱ ص ۱۲

[6] خرج ابن شاہین فی الصحابۃ [7] کذا فی الاصابۃ ج ۳ ص ۵۹

[8] البیہقی ج ۸ ص ۱۴۶

ن کو بڑا تعجب ہوا، اللہ اُن پر رحم کرے۔

ابو السفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب لوگوں کو ملک شام کی طرف روانہ کرتے اُن سے (کفار کے ساتھ) مرنے مارنے اور طاعون پر بیعت لیتے (کہ ہر حال میں جمے رہیں گے)[۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں آپ کے ہاتھ پر اس طرح بیعت ہوں جیساکہ آپ کے ساتھی کے ہاتھ پر آپ سے پہلے بیعت کی تھی یعنی جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا، اللہ کا کہنا سنوں گا اور فرماں برداری کروں گا۔[۲]

عمیر بن عطیہ اللیثی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین اپنا ہاتھ اٹھائیے، خدا آپ کے ہاتھ کو بلند کرے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کے لئے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ہنسے اور فرمایا کہ یہ بیعت کچھ حق میرے تم پر اور کچھ تمہارے حق مجھ پر لازم قرار دیتی ہے

عبداللہ بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے انہیں ہاتھوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنا سننے اور فرماں برداری کرنے پر بیعت کی۔[۳] سلیم ابی عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حمراء کا وفد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان باتوں پر آپ سے بیعت کی اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گے۔ نماز کو قائم رکھیں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ رمضان کے روزے رکھیں گے اور مجوسیوں کی عید نہ منائیں گے جب ان لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا تو ان کو بیعت کر لیا۔[۴]

مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ چننے کے لئے منتخب کیا تھا مشورہ کے لئے جمع ہوئی۔ ان لوگوں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ میں وہ تو نہیں ہوں کہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو تم پر ترجیح دوں۔ ہاں اگر تم لوگوں کا منشا ہو تو تمہیں میں سے ایک آدمی کو منتخب کروں گا۔ ان حضرات نے یہ تصفیہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو سونپا، اور جب ان کو پورا اختیار دے دیا تو لوگوں کی نظریں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی طرف جم گئیں۔ کوئی بھی اُن حضرات کے پیچھے نہ چلا۔ ساری رات لوگ حضرت عبدالرحمٰنؓ

---

[۱] اخرجہ مسدد۔ [۲] کذا فی الکنز ج ۳ ص ۱۴۳ [۳] اخرجہ ابن سعد وابن ابی شیبۃ والطیالسی۔
[۴] کذا فی الکنز ج ۱ ص ۸۱ [۵] اخرجہ ابن سعد [۶] کذا فی الکنز ج ۱ ص ۸۱ [۷] اخرجہ احمد فی السنۃ
[۸] کذا فی کنز العمال ج ۱ ص ۷۰ [۹] اخرجہ البخاری

سے مشورہ کرتے رہے، اور یہ مشورہ اس رات تک رہا جس کی صبح کو ہم لوگوں نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی۔ حضرت مسورؓ فرماتے ہیں، کچھ رات کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب میں بیدار ہوا کہنے لگے تم سو رہے ہو، ہم نے تو اپنی آنکھوں میں نیند کی سلائی بھی نہیں پھیری۔ جاؤ حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو بلا لاؤ۔ میں ان دونوں کو بلا لایا، اور حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں سے مشورہ کیا۔ پھر مجھے بلایا اور کہا کہ جاؤ میرے پاس حضرت علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں حضرت علیؓ کو بلا کر لایا ان سے بہت رات تک سرگوشی کرتے رہے پھر حضرت علیؓ اُن کے پاس سے اُٹھے اور انہیں خود خلیفہ بن جانے کی امید سی تھی، حضرت عبدالرحمٰنؓ کو حضرت علیؓ سے اس بارے میں کچھ کھٹکا تھا۔ اس کے بعد مجھ سے کہا، میرے پاس حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ، چنانچہ میں حضرت عثمانؓ کو بلا کر لایا۔ اُن سے سرگوشی میں لگ گئے۔ جب مؤذن نے صبح کی اذان دی ہے تو یہ دونوں حضرات علیحدہ ہوئے ہیں۔ جب لوگ صبح کی نماز سے فارغ ہو گئے اور وہ جماعت ممبر کے پاس جمع ہوئی، (جن کو خلافت کے بارے میں حضرت عمرؓ منتخب فرما گئے تھے)، تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جتنے مہاجرینؓ وانصارؓ موجود تھے ان کو آدمی بھیج کر بلوایا اور لشکر کے سرداروں کو بلوایا، اور یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج میں آکر مل گئے تھے۔ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد کہا، اما بعد! میں نے اے علیؓ! اس بارے میں لوگوں کی رائے کا گہری نظر سے مطالعہ کیا، لوگ حضرت عثمانؓ کے برابر اس کام کے لئے کسی کا انتخاب نہیں کرتے۔ آپ اپنے دل میں اس بات سے کوئی میل نہ لائیے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کے طریقے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپؐ کے بعد کے دونوں خلفاء کے اُمور کی پابندی (اور اطاعت کروں گا) سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد مہاجرین اور انصار نے اور لشکر کے سرداروں نے اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔[1]

---

[1] واخرجہ البیہقی ج ۸ صـ۱۴۷ ایضاً بنحوہ

آنحضرتؐ

اور

صحابۂ کرامؓ کا صبر و تحمّل

حضور علیہ السّلام اور صحابۂ کرامؓ کا دین کی اشاعت میں، سختیاں، مصائب، بھوک اور پیاس کا تحمّل کرنا اور یہ کہ ان پر اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے نفس کی قربانی کس طرح آسان تھی؟

حضرت جبیرؓ[1] اپنے والد نفیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا ایک روز ہم لوگ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے ان کے پاس سے گذرتے ہوئے یہ کہا کہ کیسی خوش نصیب ہیں یہ دونوں آنکھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اللہ کی قسم ہمیں تو یہ تمنا ہی رہی کہ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے ہم بھی دیکھ لیتے، اور جن مواقع میں آپ حاضر ہوئے کاش ہم بھی حاضر ہوتے۔ حضرت نفیرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی بات سن کر بڑا تعجب ہوا کہ اس گذرنے والے نے کتنی بھلی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت مقدادؓ نے اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، تم میں سے کسی آدمی کو ان مواقع میں حضورؐ کی تمنا نہ ہونی چاہئے جن سے اللہ پاک نے اس کو بری رکھا ہے۔ کیا خبر اگر وہاں یہ حاضر ہوتا، خدا جانے کہ کیا کرتا۔ خدا کی قسم حضورؐ کے پاس بہت سی ایسی قومیں حاضر ہوئیں کہ ان کو اللہ پاک نے ناک کے بل جہنم میں ڈال دیا، نہ اُن لوگوں نے آپؐ کا کہا مانا نہ آپؐ کی تصدیق کی تم لوگوں کو تو اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے تھی کہ اس نے تم لوگوں کی پیدائش

---

[1] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۱۷۵

ایسے وقتوں میں کی کہ سوائے پروردگارِ عالم کے تم کسی کو نہیں جانتے۔ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے تم لوگوں نے اس کی تصدیق کی، تم بہت سی بلاؤں سے محفوظ رکھے گئے جس میں تمہارے پہلے مبتلا کئے گئے تھے۔ خدا کی قسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان شدید مصائب اور واقعات میں مبعوث فرمائے گئے کہ شاید کوئی نبی مبعوث کیا گیا ہو یہ عدم آمدِ انبیاء کا زمانہ تھا۔ جاہلیت کا دور دورہ تھا۔ صنم پرستی سے بڑھ کر کسی دین کو افضل خیال نہ کیا جاتا تھا۔ آپؐ ایسا دین لائے جس نے حق و باطل میں، اولاد اور باپ میں تمیز کر دی، یہاں تک کہ آدمی اپنے باپ اپنے بیٹے اور بھائی کو بحالتِ کفر دیکھتا، دیکھنے کے دل کا قفلِ ایمانی اللہ پاک نے کھول دیا۔ اسے یقین کامل تھا کہ جو جہنم میں جائے گا، اس کے لئے تباہی و بربادی ہے۔ جب اس کا یقین ہو جاتا کہ اس کا رشتہ دار جہنمی ہے تو اس کے دیکھنے سے آنکھوں میں ٹھنڈ محسوس نہ کرتا۔ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ پاک نے یہ آیت اتاری:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (سورۂ فرقان)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم لوگوں کو ایسی بیویاں اور ایسی اولادیں عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں، اور ہم لوگوں کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دیجئے۔[1]

ایک کوفی آدمی[2] نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو عبداللہ! کیا تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اور آپؐ کے ساتھ رہے ہو؟ کہا، اے میرے برادر زادہ! ہاں، پوچھا کہ تم لوگ کیا کیا کرتے تھے؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، خدا کی قسم ہم لوگ مشقتیں برداشت کرتے تھے، کوفی نے کہا، خدا کی قسم اگر ہم آپؐ کو پا لیتے تو آپؐ کو کبھی بھی زمین پر پیادہ نہ چلنے دیتے۔ اور اپنے کاندھوں اور گردنوں پر اٹھائے پھرتے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، اے برادر زادہ! کاش کہ تم نے ہم لوگوں کو حضورؐ کے ساتھ خندق کے موقع پر دیکھا ہوتا اور ایک بڑی طویل حدیث اس بارے میں راوی نے نقل کی کہ صحابہؓ نے خوف کی اور بھوک کی اور ٹھنڈ کی سختی برداشت کی۔ مسلم شریف میں اس طرح سے ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، بھلا تم اور یہ کام کرتے؟ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری سے لیلۃ الاحزاب میں منہ نہ موڑا، انتہائی سخت اور ٹھنڈی ہوا جس میں چل رہی تھی۔ ایک اور روایت[3] میں حضرت حذیفہؓ کا جواب اس طرح نقل کیا گیا کہ تم لوگ

---

[1] واخرجہ الطبرانی ایضاً بعضہ باسانید فی احدھا یحییٰ بن صالح وثقہ الذہبی وقد تکلموا فیہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی فی المجمع ج ۶ ص۱۷ [2] اخرج ابن اسحاق عن محمد بن کعب القرظی [3] وعند الحاکم والبیہقی۔

اس قسم کی تمنا نہ کرو۔ یہ روایت تحمّل خوف کے باب میں آجائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت الی اللہ میں سختیاں اور تکالیف کا تحمّل کرنا

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک میں اللہ کے بارے میں اس قدر تکلیف پہنچایا گیا کہ جتنی تکلیف کسی کو نہ پہنچائی گئی ہوگی اور میں اللہ کے بارے میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کوئی بھی نہ ڈرایا گیا ہوگا۔ مجھ پر تیس دن رات لگاتار ایسے گذرے کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے پاس اتنا کھانے کو نہ تھا کہ کوئی جگروالا کھا سکتا۔ بس اتنی ہی مقدار تھی کہ جو حضرت بلالؓ کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔[۱]

عقیلؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قریش میرے والد ابوطالب کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہا اے ابوطالب! تمہارا برادر زادہ ہمارے میدانوں میں اور ہماری مجلسوں میں آکر ہم لوگوں کو وہ باتیں سناتا ہے جن سے ہمیں بڑی اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس کو ہم لوگوں کے پاس جانے سے روک دو۔ (تو میرے والد ابوطالب نے) مجھ سے کہا کہ اے عقیل! اپنے چچیرے بھائی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے پاس تلاش کر کے لے آؤ۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی کوٹھری سے نکال کر لے گیا۔ آپ میرے ساتھ چل رہے تھے۔ دھوپ کی شدت سے سایہ کی اوٹ لے کر چلنا چاہتے تھے مگر کہیں سایہ نہ ملا اور ابوطالب تک پہنچ گئے۔ ابوطالب نے آپ سے کہا، اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم تم کو خود بھی معلوم ہے کہ میں تمہارا کتنا گرویدہ ہوں۔ تمہاری قوم نے میرے پاس آکر دعویٰ کیا کہ تم ان لوگوں کے پاس کعبہ میں اور ان کی مجلسوں میں جاتے ہو اور ان کو وہ باتیں سناتے ہو جن سے انہیں اذیت پہنچتی ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو اُن کے پاس جانے سے رک جاؤ۔ آپ نے یہ سُن کر نظریں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور فرمایا۔ خدا کی قسم میں جس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں اُس کام کے چھوڑنے پر قادر نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ سورج سے کوئی آگ کا شعلہ لے آئے۔ مگر میرے لئے یہ چھوڑنا ممکن نہیں۔ ابوطالب نے کہا۔ خدا کی قسم میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، جاؤ

---

[۱] اخرج احمد کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۴۷ واخرجہ ایضاً الترمذی وابن حبان فی صحیحہ، وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح۔ کذا فی الترغیب ج ۵ ص ۱۵۹ واخرجہ ایضاً ابن ماجہ وابونعیم۔ [۲] واخرج الطبرانی فی الاوسط والکبیر۔

تم لوگ بھلائی کے ساتھ واپس ہو جاؤ۔[۱]

بیہقی میں اس طرح ہے کہ ابوطالب نے آپؐ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آکر ایسا ایسا کہا ہے۔ لہٰذا تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کھاؤ اور مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو جس کے برداشت کی نہ مجھ میں طاقت ہو اور نہ تم میں لہٰذا قوم کو جو تمہاری باتیں بُری لگتی ہیں، اُن سے رُک جاؤ، جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ گمان فرمایا کہ آپؐ کے بارے میں اُن کے چچا کی رائے میں تبدیلی ہو گئی ہے، اور وہ رسوا کرنے والے ہیں۔ اور وہ آپؐ کی امداد سے کمزور پڑ گئے ہیں اور وہ آپؐ کو قوم کے سپرد کر دیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے چچا جان! اگر سورج میرے داہنے ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور چاند بائیں پر تو میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا جب تک اللہ پاک غلبہ نہ دیدے یا میں اس کی طلب میں ہلاک نہ ہو جاؤں، اس کے بعد آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپؐ رو دئے۔ اور جب پیٹھ پھیر کر چلے تو ابوطالب نے آپؐ سے یہ شدت اور دینی تاثر دیکھ کر کہا، اے بھتیجے! میری سنو! آپؐ متوجہ ہوئے۔ ابوطالب نے کہا، جاؤ تم اپنا کام کرتے رہو، اور جو تمہیں پسند ہو وہ کرو۔ خدا کی قسم میں تم کو کبھی بھی نہ چھوڑوں گا۔ (کہ کوئی بال بیکا کر سکے)[۲]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ نے آپؐ کے ساتھ یہ چھیڑ اور گستاخی کی کہ آپؐ پر مٹی ڈال دی آپؐ اپنے گھر واپس آ گئے، آپؐ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے آپؐ کے چہرے سے مٹی جھاڑی، اور روئیں، آپؐ فرمانے لگے، اے میری چھوٹی بیٹی! تم روؤ نہیں، اللہ پاک تمہارے باپ کی حفاظت فرمائے گا۔ اسی درمیان میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے قریش سے کسی مکروہ چیز کا کبھی سابقہ نہ پڑا، چونکہ ابوطالب کی وفات ہو گئی، اس لئے ان لوگوں نے یہ گستاخیاں شروع کر دیں۔[۳]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو آپؐ کے ساتھ کفارِ مکہ نے بڑی سختی کا برتاؤ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اے چچا! آپ کے فقدان کا احساس مجھے بہت ہی جلد ہو گیا۔[۴]

حضرت حارث بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے ابا جان! یہ

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۴ رواہ الطبرانی والبو یعلی باختصار یسیر من اولہ ورجال ابی یعلی رجال الصحیح انتہی۔ واخرجہ البخاری فی التاریخ بنحوہ کما فی البدایۃ ج ۳ ص ۴۲ [۲] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۴۲ [۳] اخرجہ البیہقی [۴] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۱۳۴ [۵] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۸ ص ۳۰۸ [۶] اخرجہ الطبرانی

کون سی جماعت ہے؟ میرے باپ نے کہا، یہ لوگ اپنے ایک بے دین پر مجمع کئے ہوئے ہیں۔ ہم سواری سے اُترے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی توحید کی اور ایمان کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ لوگ آپؐ کی بات کا رد کر رہے ہیں، اور آپؐ کو طرح طرح سے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آدھا دن اسی میں گزر گیا، جب لوگ آپؐ کے پاس سے چلے گئے تو سامنے سے ایک عورت جس کا سینہ کھلا ہوا تھا ایک پانی کا برتن اور رومال لیے ہوئے آئی، اور حضورؐ کے حوالے کیا، آپؐ نے پانی پیا اور وضو فرمایا، پھر سر مبارک اُٹھا کر کہا۔ اے میری بیٹی! اپنی چادر سے اپنا سینہ ڈھک لے اور اپنے باپ کے بارے میں کوئی خطرہ محسوس نہ کر، ہم نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے کہا، یہ حضرت زینبؓ آپؐ کی بیٹی ہیں۔ رضی اللہ عنہا[۱]

حضرت منبتؓ[۲] ازدی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دورِ جاہلیت میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے تھے، اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو، فلاح پا جاؤ گے۔ بعض حاضرین نے ان میں سے دہن مبارک پر تھوکا۔ بعض نے پھر لگن آپؐ پر مٹی ڈالی۔ بعض گالی گلوچ سے پیش آئے۔ یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا، سامنے سے ایک لڑکی بھرا ہوا پیالا پانی کا لائی، آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک اور ہاتھ دھویا اور فرمایا، اے میری بیٹی! اپنے باپ پر اچانک ہلاک کئے جانے کا خوف نہ کر اور نہ کسی ذلت کا۔ منبت کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ بچی کون ہے؟ لوگوں نے کہا، یہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ نہایت حسین اور جمیل بچی تھیں۔[۳]

حضرت عروہؓ[۴] فرماتے ہیں، میں نے ابن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ بتائیے کہ کفار نے حضورؐ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت برتاؤ کون سا کیا؟ حضرت ابن عاصؓ نے فرمایا کہ آپؐ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آپؐ کی طرف متوجہ ہوا، اور اپنا کپڑا آپؐ کی گردن مبارک میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ آپؐ کا گلا کھینچا، سامنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور عقبہ کے کندھوں کو پکڑ کر اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ہٹایا اور فرمایا، کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے حجت واضحہ لے کر آیا ہے۔ یہ پوری آیت پڑھی۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ ص۲۱ رجالہ ثقات [۲] وعندہ ایضاً [۳] قال ہیثمی ج ۶ ص۲۱ وفیہ منبت بن مدرک ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات
[۴] اخرجہ البخاری۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ ○ (سورۂ مومن رکوع ۴)

ترجمہ: کیا تم لوگ ایسے آدمی کو قتل کردو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل واضحہ لایا؛ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے اور اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو تم کو ضرور وہ بعض مصائب لگ کر رہیں گے جس کا تم سے اس نے وعدہ کیا۔ بے شک اللہ پاک جھوٹے اور بے جا صرف کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[۱]

حضرت عمروؓ بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تو اسی دن قریش کو آپؐ کے قتل کر دینے کا ارادہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جس دن ان لوگوں نے کعبہ کے سائے میں بیٹھ کر آپؐ کے بارے میں مشورہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آپؐ کی طرف چلا اور اپنی چادر کو آپؐ کی گردن میں ڈال کر بڑے زور سے کھینچا۔ یہاں تک کہ آپ گھٹنے کے بل زمین پر گر پڑے اور لوگوں نے شور مچایا، اور یہ گمان کیا کہ آپؐ قتل کر دئے گئے۔ سامنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جھپٹے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوئے مبارک آپؐ کے پیچھے سے پکڑ کر آپؐ کو اٹھایا اور فرمایا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ پاک ہے؟ اس کے بعد کفار آپؐ کے پاس سے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اپنی نماز سے فارغ ہو کر جب ان پر گذرے اور وہ لوگ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضورؐ نے ان سے فرمایا، اے جماعت قریش! سن لو قسم اس ذات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں تمہاری طرف رسول بنا کر اسی لئے بھیجا گیا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کروں اور اپنے ہاتھوں سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ ابوجہل نے کہا کہ تم نادان نہیں تھے، حضورؐ نے ابوجہل سے کہا کہ تو بھی انہیں ذبح کئے جانے والوں میں سے ہے۔[۲]

حضرت عروہؓ بن زبیر نے عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس طرح عداوت برتتے تھے تم نے ان میں سے کون سی تکلیف سب میں بڑی دیکھی؟

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۲۷۲ [۲] عند ابن ابی شیبۃ ۵۳ کذا فی کنز العمال ج ۲ ص ۳۲۲ و خرجہ ایضاً ابو یعلیٰ و الطبرانی بنحوہ۔ قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۶ و فیہ محمد بن عمرو بن علقمۃ۔ وحدیثہ حسن۔ وبقیۃ رجال الطبرانی رجال الصحیح۔ انتہیٰ۔ و خرجہ ایضاً ابو نعیم فی دلائل النبوۃ ص ۶۴ ۵۳ خرج احمد۔

جو انہوں نے عداوت کے سلسلہ میں آپ کو پہنچائی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ میں قریش کے ساتھ موجود تھا اور اُن کے تمام بڑے بڑے لوگ حطیم میں جمع تھے، آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے تو اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بہت کچھ صبر برداشت کیا ایسا صبر کبھی برداشت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس نے ہماری عقلوں کو حماقت کی طرف منسوب کیا۔ ہمارے باپ دادوں کو بُرا بھلا کہا، ہم لوگوں کے دین پر عیب لگایا، ہماری جماعت منتشر کر دی، ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہا، ہم لوگوں نے بہت کچھ صبر کیا، اور بڑی سے بڑی بات بھی، اور اسی طرح کی اور کئی باتیں کہیں۔ ان لوگوں میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سامنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے دکھائی دئے۔ آپ برابر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ رُکن کے سامنے آگئے، اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے، جب اُن کے پاس سے گذرے تو انہوں نے آپ کی طرف بعض باتوں کا جو آپ فرماتے تھے تذکرہ کرتے ہوئے طعنہ دیتے ہوئے اشارہ کیا۔ راوی کہتے ہیں جس کا اثر چہرۂ مبارک پر میں نے دیکھا، پھر بھی آپ چلے گئے، دوسرے پھیرے میں جب اُن پر گذرے، پھر انہوں نے وہی طعن و تشنیع کی باتیں کیں۔ ان باتوں کا اثر بھی میں نے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا، لیکن آپ چلے گئے، جب تیسری مرتبہ آپ اُن پر گذرے ؟ اور ان لوگوں نے وہی طعن و تشنیع کی تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعتِ قریش! تم سنو گے! قسم اُس ذات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے بے شک میں تو تم لوگوں کے ذبح کرنے کے لئے آیا ہوں اس کلمہ کی ہیبت ساری قوم پر چھا گئی، اور کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جو اس طرح خاموش نہ ہو کہ جیسے اس کے سر پر پرندہ ہو (کہ بولنے سے اُڑ جائے گا) اور اُن کی ہیبت کا یہ عالم ہوا کہ ان میں کا بڑے سے بڑا بہادر آپ کی طرف متوجہ ہوا تاکہ آپ کو مطمئن اور نرم کرے اور اب میٹھی اور چکنی چپڑی باتیں کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اے ابو القاسم! تشریف لے جائیے۔ جائیے، بھلائی اور برکت کے ساتھ۔ خدا کی قسم آپ پہلے تو ایسی سخت باتیں نہ کرتے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ جب اگلا روز آیا، یہ لوگ پھر حطیم میں جمع ہوئے اور میں (عبد اللہ بن عمروؓ) بھی اُن کے ساتھ تھا۔ بعض نے بعض سے کہا، یاد کرو کہ تم نے اس سے کیا کہا تھا، اور اُس نے تم سے کیا کہا؟ جب اس نے تم لوگوں کا مکروہ لگنے والی بات کے ساتھ مقابلہ کیا تو تم لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ان میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے دکھائی دئے یہ سب آپ کی طرف ایک دم سے جھپٹے اور آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور

کہنے لگے کہ تم وہی ہو جو ایسا ایسا کہتے ہو، یعنی ہمارے معبودوں اور ہمارے دین کو بُرا بتاتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میں وہ ہی ہوں جس نے ایسا کہا ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ آپؐ کو تمام چادر سمیت پکڑ لیا آپؐ سے تھوڑی دور کے فاصلہ پر حضرت ابوبکرؓ کھڑے تھے۔ کہنے لگے اور روتے جاتے تھے کہ کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر دوگے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر لوگ آپؐ کے پاس سے ہٹ گئے، یہ واقعہ ان تمام واقعوں سے زیادہ سخت ہے جو میں نے قریش سے آپؐ کے بارے میں دیکھا، ایسا کبھی نہ دیکھا تھا[1]

حضرت اسماءؓ[2] بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے ہاتھوں جو تکالیف پہنچیں تم نے اس میں سے کون سی تکلیف زیادہ سخت دیکھی، حضرت اسماءؓ نے بیان کیا کہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جو کچھ آپؐ نے ان کے معبودوں کے بارے میں کہا تھا، تذکرہ کر رہے تھے، اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے نظر پڑے، یہ سب کے سب ایک دم سے آپؐ کی طرف جھپٹے، حضرت ابوبکرؓ تک اُن کے شور و غوغا کی آواز پہنچی، اور لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے حضرت کو بچاؤ، حضرت ابوبکرؓ ہم لوگوں کے پاس سے اُٹھے اور اُن کے سر پر چار زلفیں تھیں، اور وہ یہ فرماتے جاتے تھے کہ ارے تمہارا ناس جائے۔ کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائلِ واضحہ لے کر آیا ہے۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکرؓ گھر واپس آگئے اور شدتِ زد و کوب سے یہ حال تھا کہ سر کی جس مینڈھی کو ہاتھ لگاتے وہ بال ہاتھ لگاتے ہی جھڑ جاتے، اور حضرت ابوبکرؓ کہہ رہے تھے۔

تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ[3]

---

[1] قال الهیثمی ج ۶ صـ۱۶ وقد صرح ابن اسحٰق بالسماع وبقیة رجاله رجال الصحیح۔ انتہی۔ واخرجه ایضاً البیهقی عن عروة رضی الله عنه قال قلت لعبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ما اکثر ما رایت قریشاً۔ فذکر الحدیث بطوله نحوه کما ذکر فی البدایة ج ۳ صـ۴۶ [2] اخرج ابو یعلی [3] قال الهیثمی ج ۶ صـ۱۷ وفیه تدرس جد ابی الزبیر ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات۔ انتهی۔ وذکره ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۴ صـ۲۳۲ عن ابن عیینة عن الولید بن کثیر عن ابن تدرس عن اسماء رضی الله عنها فذکره بنحوه وبهذا الاسناد اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ج ۱ صـ۳۱ مختصراً وفیه ابن تدرس عن اسماء

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے ایک مرتبہ حضورؐ کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپؐ پر بے ہوشی آگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہنا شروع کیا کہ تم لوگوں کا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ قریش نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابوبکر مجنون۔ بزار کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپؐ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ پر پل پڑے۔[۱]

حضرت[۲] علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور لوگوں سے پوچھا، اے لوگو! لوگوں میں سب میں زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے کہا، اے امیر المومنین! آپ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، میرا تو جس کسی نے مقابلہ کیا میں اُس سے برابر ہی رہا۔ لیکن سب میں زیادہ بہادر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ہم لوگوں نے حضورؐ کے لئے ایک جھونپڑی بنائی اور کہا کہ حضورؐ کے ساتھ اس میں کون رہے گا؟ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک آپؐ کے ارادے سے یہاں آئے پس خدا کی قسم ہم لوگوں میں سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی بھی اس کام کے لئے تیار نہ ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار سونت کر آپؐ کے سرہانے کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی آپؐ کی طرف آنے کا قصد کرے۔ اُن کی طرف ضرور گذرے گا۔ یہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے آپؐ کو پکڑ رکھا تھا کوئی ان میں سے آپؐ پر بگڑ رہا تھا اور کوئی جھنجھوڑ رہا تھا، اور وہ لوگ یہ کہتے جاتے تھے کہ تو نے ہی سارے معبودوں کو ایک کر دیا ہے۔ پس خدا کی قسم ہم میں سے کوئی آدمی آپؐ کے قریب سوائے ابوبکرؓ کے نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے، کسی سے مارپیٹ ہوتی، کسی سے جھنجھوڑا جھنجھوڑی۔ اور وہ کہہ رہے تھے، تمہارا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے! جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد حضرت علیؓ نے اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی اتار دی اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں تم لوگوں سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ فرعون کے زمانے کا مومن زیادہ بہتر تھا یا حضرت ابوبکرؓ، قوم خاموش رہی کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی ایک ساعت فرعون کے زمانہ کے مومن جیسے زمین بھر کر ہونے سے بہتر ہے۔ مومن آل فرعون اپنے ایمان

---

[۱] اخرجہ ابویعلی [illegible] و اخرجہ ایضاً البزار و رجالہ رجال الصحیح قال الہیثمی ج ۶ [illegible] و اخرجہ ایضاً الحاکم ج ۳ [illegible] وقال حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ

[۲] واخرج البزار فی مسندہ عن محمد بن عقیل

کو چھپائے ہوئے تھا اور یہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل، ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ، اور عقبہ بن ابی معیط اور اُمیہ بن خلف اور دو آدمی اور، یہ سات آدمی حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپؐ نے سجدہ طویل کیا، ابوجہل بولا، تم میں سے کوئی جائے اور فلاں لوگوں کے اونٹ کی اوجھ مع لید کے لے آئے جب محمدؐ مسجد میں جائے ہم اُن کے کاندھوں پر اس کو ڈال دیں۔ ان میں سے سب میں شقی عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور لید بھری اوجھ لاکر آپؐ کے کندھوں پر ڈال دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا تھا مگر مجھے بولنے کی مجال نہ تھی، میرے پاس کوئی حفاظت کی چیز بھی نہ تھی، جو میری حفاظت کرتی، میں وہاں سے کھسک گیا حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سُنا تو آپ کے پاس آئیں اور وہ اوجھ آپؐ کے کاندھے سے اتار کر ڈال دی۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کر اُن کو بُرا بھلا کہا۔ قریش نے اُن سے کچھ نہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سَر مبارک پورا سجدہ کرنے کے بعد اُٹھایا جس طرح پر آپؐ پورا سجدہ کرنے کے بعد اُٹھاتے تھے جب آپؐ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے آپؐ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں لیلے" اے اللہ! عتبہ اور عقبہ اور ابوجہل اور شیبہ کو اپنی پکڑ میں لیلے" پھر آپؐ مسجد سے باہر تشریف لائے، ابوالبختری کمر سے کوڑا باندھے ہوئے سامنے سے آرہا تھا، اس سے ملاقات ہوئی، اُس نے حضورؐ کا چہرہ مبارک اُداس دیکھ کر کہا کہ تمہیں کیا پیش آیا؟ آپؐ نے فرمایا مجھے جانے دو۔ اس نے کہا کہ خدا جانتا ہے، میں آپ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ آپ مجھے نہ بتادیں کہ آپ کو کیا پیش آیا؟ آپ کو ضرور کوئی تکلیف پہنچی ہے۔ جب حضورؐ نے جان لیا کہ بغیر بتائے آپؐ کو نہ چھوڑے گا تو اس کو اس بات کی خبر دے دی کہ ابوجہل نے حکم دیا اور میرے اوپر اوجھ ڈالی گئی ابوالبختری نے کہا چلیے میرے ساتھ مسجد چلیے حضورؐ اور ابوالبختری دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور ابوالبختری نے ابوجہل کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے ابوالحکم! کیا تو نے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اوجھ ڈالے جانے کا حکم دیا تھا؟ ابوجہل نے کہا ہاں، راوی کہتے ہیں کہ ابوالبختری نے اپنا کوڑا اُٹھایا اور ابوجہل کے سر پر مارا۔ لوگوں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابوجہل چلّایا تم لوگوں کا ناس جائے۔ یہ جو تم لوگ اِس کی

---

[1] قال البزار لا نعلمہ یروی الامن ہذا الوجہ کذا فی البدایۃ ج ۳ ص۲۷ وقال الہیثمی ج ۹ ص۴۷ وفیہ من لم اعرفہ

[2] اخرج البزار والطبرانی

موافقت کر رہے ہو، محمد کا تو بالکل یہ ارادہ ہے کہ ہمارے درمیان پھوٹ ڈلوا دیں۔ تاکہ وہ اور اس کے ساتھی آرام سے رہیں۔[1]

ایک روایت[2] میں یہ بھی ہے کہ آپؐ پر اوجھ ڈال کر یہ لوگ اتنا ہنسے کہ مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا، ایک روایت[3] میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سا توں کافروں کو دیکھا کہ یہ سارے کے سارے جنگِ بدر میں قتل کیے گئے۔

طبرانی[4] میں ہے کہ ابوجہل صفا پہاڑی پر آنحضرتؐ کے آڑے آیا، اور آپؐ کو تکلیف پہنچائی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے شکاری تھے اور اس روز شکار میں گئے ہوئے تھے جب یہ لوٹ کر آئے تو ان کی بیوی نے کہا جو کھڑی ہوئی ابوجہل کے کرتوتوں کو دیکھ رہی تھیں۔ کہ اے ابوعمارہ! اگر تم دیکھتے کہ ابوجہل نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا کیا ہے؟ (تو جانے کیا کرتے؟) حضرت حمزہؓ کو یہ سُن کر بڑا غصہ آیا اور گھر میں گھسنے سے پہلے ہی کمان لٹکائے ہوئے اسی طرح چل دیئے اور مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ ابوجہل کو قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا پایا بلا کچھ کہنے سنے کے اس کے سر پر اپنی کمان ماری اور اُس کا سر پھوڑ دیا۔ بیچ بچاؤ کے لئے قریش کے کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت حمزہؓ کو ابوجہل پر سے روکا، حضرت حمزہؓ نے کہا، میرا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں، اور خدا کی قسم میں اب اس بات سے نہیں پھروں گا اگر تم سچے ہو تو مجھ کو روک تو لو؟ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو حضورؐ اور مسلمانوں کی عزت کو چار چاند لگ گئے، اور مسلمانوں کے بعض کام اُن کے اسلام لانے سے پکے ہو گئے، قریش ڈرنے لگے اور انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ حضرت حمزہؓ ضرور آپؐ کی حفاظت کریں گے۔[5]

کعب[6] قرظی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت حمزہؓ اپنی تیر اندازی سے ایک دن واپس آ رہے تھے۔ اُن سے ایک عورت ملی، اور کہا اے ابوعمارہ! آج تو تمہارے بھتیجے نے ابوجہل بن ہشام سے بڑی تکلیف اُٹھائی، ابوجہل نے اس کو گالیاں دیں اور بڑی بے دبی کی اور ایسا ایسا کیا، حضرت حمزہؓ نے کہا، کہ کیا کسی اور نے بھی دیکھا، اس عورت نے کہا، ہاں خدا کی قسم بہت سے لوگوں نے دیکھا، یہ ابوجہل کی تلاش میں نکلے۔ صفا اور مروہ کے قریب

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۸ وفیہ الاجلح بن عبداللہ الکندی وہو ثقۃ عند ابن معین وغیرہ وضعفہ النسائی وغیرہ۔ انتہی۔ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی دلائل النبوۃ ص ۹۰ نحو روایۃ البزار [2] الطبرانی [3] واخرجہ ایضا الشیخان والترمذی وغیرہم باختصار وقعۃ بین بخری فی الفاظ الصحیح [4] وعند احمد کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۱۱ [5] اخرج الطبرانی عن یعقوب بن عتبۃ بن المغیرۃ بن الاخنس بن شریق حلیف بنی زہرۃ مرسلا مدۃ قال الہیثمی ج ۹ ص ۲۶۷ ورجالہ ثقات [6] واخرجہ ابو نعیم ایضا عن محمد بن کعب القرظی وسلمہ

اس مجلس میں پہنچ گئے، جہاں کفارِ قریش وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ابوجہل وہاں موجود تھا، اپنی کمان پر ٹیک لگا کر کہا کہ میں نے ایسی ایسی تیراندازی کی اور ایسا ایسا کیا پھر دونوں ہاتھوں سے کمان پکڑی اور ابوجہل کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں یعنی کھوپڑی پر اس زور سے ماری کہ کمان کے تسمہ والے چھلّے ٹوٹ گئے۔ اس کے بعد کہا یہ تو کمان کی مار تھی اور دوسری تلوار سے ہوگی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کے پاس سے حق بات لائے ہیں۔ قریش نے کہا، اے ابو عمارہ! اس نے ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہا ہے اگر تم ایسا کہتے ہو تو ہم تمہاری بات بھی نہ مانتے حالانکہ تم اس سے افضل ہو، اور اے ابو عمارہ! تم بھی ایمان لے آئے؟ تم تو ایسے نادان نہ تھے [1]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا، ابوجہل لعنہ اللہ سامنے سے آیا اور کہنے لگا، میں نے خدا کی قسم کھا رکھی ہے کہ اگر محمد کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھیں تو ان کی گردن کو روند ڈالوں، میں وہاں سے نکل کر حضورؐ کے پاس گیا، اور آپؐ کو ابوجہل کے قول کی اطلاع دی۔ آپؐ وہاں سے غصہ میں نکلے، مسجد میں داخل ہونے کی اس قدر جلدی کی کہ بجائے دروازے کے دیوار پر سے مسجد میں گھس گئے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ آج کا دن شرارت کا ہے، میں نے اپنا تہہ بند مضبوط باندھا اور آپؐ کے پیچھے ہولیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور آپؐ نے پڑھا، اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، جب ابوجہل کے قصہ پر پہنچے۔ كَلَّا إِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى کسی نے ابوجہل سے جا کر کہا، اے ابو الحکم! یہ محمد (مسجد میں) ہیں، ابوجہل نے کہا مجھے وہ چیز دکھائی دے رہی ہے جو تم کو نظر نہیں آتی۔ خدا کی قسم آسمان کے کنارے میرے چاروں طرف گھیر دیئے گئے ہیں۔ جب حضورؐ آخری سورۃ پر پہنچے تو آپؐ نے سجدۂ تلاوۃ کیا [2]

برّہ بنت ابی تجراۃ فرماتی ہیں کہ ابوجہل اور اس کے چند ہمراہیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صـ۲۶۷ ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی۔ واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صـ۱۹۲ عن ابن اسحٰق عن رجل من اسلم فذکرہ مطولاً [2] واخرج البیہقی کذا فی البدایۃ ج ۳ صـ۴۳، واخرجہ ایضاً الطبرانی فی الکبیر والاوسط۔ قال الہیثمی ج ۸ صـ۲۲ وفیہ اسحٰق بن ابی فروۃ وہو متروک۔ انتہی۔ واخرجہ الحاکم ج ۳ صـ۳۰ بمثلہ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وتعقبہ الذہبی فقال فیہ عبداللہ بن صالح ولیس بعمدۃ واسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروۃ وہو متروک

[3] اخرج ابن سعد عن الواقدی بسندہ عن برۃ بنت ابی تجراۃ۔

سے چھیڑ چھاڑ کی، اور آپؐ کو تکلیف پہنچائی۔ طلیبؓ بن عمیر، ابوجہل کے پاس گئے اور اس کو مارا اور اس کا سر پھوڑ دیا۔ قریش نے طلیبؓ کو پکڑ لیا۔ ابولہب، طلیبؓ کی امداد کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا جب حضرت اروٰیؓ کو یہ خبر لگی تو اروٰیؓ نے کہا کہ ابولہب کے تمام دنوں میں یہ بہتر دن ہے کہ اپنے ماموں زاد بھائی کی امداد کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ خبر لوگوں نے ابولہب کو بھی پہنچا دی کہ اروٰیؓ تو بے دین ہو چکی۔ ابولہب اروٰیؓ کے پاس گیا اور ان پر عتاب کرنا شروع کر دیا۔ اروٰیؓ نے کہا جا در اپنے بھتیجے کی امداد کر، اگر حضورؐ غالب آگئے تو تمہیں اختیار ہوگا۔ اور نہیں تو حضورؐ کی امداد کے لئے یہ کہہ سکتے ہو کہ میرا بھتیجا تھا۔ ابولہب نے کہا کہ ہم میں تمام عرب سے لڑنے کی طاقت کہاں؟ اور وہ تو ایک نیا دین لے کر آیا ہے [1]

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی اُم کلثومؓ کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے کر دیا تھا۔ اور آپؐ کی دوسری صاحبزادی رقیہؓ، ابولہب کے دوسرے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ ابھی ان کی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظہور ہوا اور جب سورۃ تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کہا کہ اگر تم دونوں اپنی بیویوں کو طلاق نہ دو گے تو میرا تمہارے ساتھ رہنا حرام ہے۔ عتبہ اور عتیبہ کی ماں بنت حرب بن اُمیہ نے بھی جس کو قرآن میں حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کہا ہے ان دونوں سے کہا کہ اے میرے بیٹو! وہ دونوں تو بے دین ہو چکی ہیں تم نہیں طلاق دے دو۔ چنانچہ ان دونوں نے طلاق دے دی۔ عتیبہ نے اُمّ کلثوم کو طلاق دینے کے بعد آپؐ کے پاس آکر کہا میں نے تمہارے دین کا انکار کیا۔ تمہاری بیٹی کو چھوڑ دیا نہ تم میرے پاس آنا، اور نہ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ پھر آپؐ پر پل پڑا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک پھٹ گئی، اس کے بعد یہ تجارت کے لئے ملک شام جا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میں اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں کہ تجھ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے قریش کے تاجروں کے ایک قافلہ کے ساتھ یہ چلا جب یہ لوگ زرقا نامی ایک جگہ پر پہنچے رات کو وہاں ٹھہر گئے۔ اس قافلہ کا اسی رات ایک شیر نے چکر لگایا، عتیبہ نے دیکھ کر کہا۔ ہائے میری ماں کی تباہی خدا کی قسم یہ مجھے کھا کر رہے گا۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔ مجھے تو قتل کرنے والا ابو کبشہ کا بیٹا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہے (اگرچہ) وہ مکہ میں ہے اور میں شام میں

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۴ ص [illegible] و اخرجہ الطبرانی عن قتادۃ مرسلاً

ہوں لیکن ہوا اسی طرح پر کہ سارے مجمع کو پھلانگ کر اس پر جست لگائی، اور اس کو مار ڈالا
زبیرؓ بن علاء کہتے ہیں کہ ہشامؒ بن عروہ اپنے باپ سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شیر اس
رات اُن کا چکر لگا کر واپس چلا گیا۔ جب یہ لوگ سوئے تو عتیبہ کو اپنے بیچ میں لے لیا تھا
شیر آیا اور ان سب کو پھلانگتا ہوا عتیبہ کے پاس پہنچ کر اس کے سر کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح رقیہؓ سے ہوا، اُن کی وفات کے بعد اُم کلثومؓ
سے ہوا رضی اللہ عنہم[۱]

حضرت ربیعہؓ بن عبادؓ دیلی نے کہا، میں تم لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بہت سنتا ہوں کہ
قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی کرتے تھے۔ میں ان واقعات کا کثرت سے دیکھنے
والا ہوں، آپؐ کا مکان ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط کے مکان کے درمیان تھا جب آپؐ
اپنے مکان واپس آتے تو دروازے پر حیض کے چیتھڑے، خون، سڑی ہوئی کھالیں ملتے،
آپؐ اپنی کمان کی نوک سے ان کو ہٹا دیتے اور کہتے یہ قریش کی جماعت بدترین پڑوسی ہے[۲]
حضرت عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضورؐ سے دریافت فرمایا کہ کیا اُحد کی لڑائی سے
زیادہ کوئی سخت دن آپؐ پر گذرا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری قوم سے مجھے بہت کچھ سہنا
پڑا۔ اور سب سے زیادہ سخت وہ تکلیف تھی جو مجھے عقبہ (طائف) کے روز پیش آئی۔ جب
میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال سے اپنی پناہ کے لئے کہا تو اُس نے میری بات کا کوئی
جواب نہ دیا، میں وہاں سے چل دیا اور آثارِ رنج و غم میرے چہرے پر نمایاں تھے مجھے ان
کے مصائب سے ہوش نہ تھا۔ جب قرنِ ثعالب پر پہنچا تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو دیکھا کہ
ایک ابر سایہ کئے ہوئے ہے اور اس میں میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں
اُنہوں نے مجھے آواز دی اور کہا، بے شک اللہ پاک نے وہ سب کچھ سُنا جو آپ کی قوم نے
آپؐ سے کہا اور جس طرح انہوں نے جواب دیا۔ اب اللہ پاک نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کے
پاس بھیجا ہے۔ آپ طائف والوں کے بارے میں جو چاہیں اُنہیں حکم دیں۔ پھر مجھے فرشتہ
نے آواز دی۔ پہلے مجھے سلام کیا اس کے بعد وہی کہا جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا
تھا، اس کے بعد کہا کہ آپ اگر چاہیں تو میں ان کے اُوپر دونوں پہاڑوں ابوقبیس اور احمر کو
ایک دوسرے سے ملا دوں، حضورؐ نے فرمایا، نہیں بلکہ میں اس بات کی امید کرتا ہوں کہ

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۸ وفیہ زبیر بن العلاء وہو ضعیف [۲] واخرج الطبرانی فی الاوسط [۳] قال الہیثمی ج ۶ ص ۲۱ وفیہ ابراہیم بن علی بن الحسین الرافقی وہو ضعیف انتہی۔ [۴] واخرج البخاری ج ۱ ص ۴۵۸ عن عروۃ

اللہ پاک ان سے ایسی اولادیں پیدا کرے گا جو فقط تنہا اللہ عزّوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔[1]

حضرت[2] ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو حضورؐ اہلِ طائف کے پاس اس امید پر تشریف لے گئے کہ یہ لوگ آپؐ کی پشت پناہی کریں گے، آپؐ نے بنی ثقیف کے تین آدمیوں کے پاس جانے کا قصد کیا۔ یہ تینوں اہل طائف کے سردار اور آپس میں بھائی بھائی تھے۔ عبد یالیلؓ۔ حبیبؓ۔ مسعودؓ بنو عمرو آپؐ نے ان لوگوں پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ان لوگوں سے اپنی قوم کی ناقدر دانی کی شکایت کی ان لوگوں نے بہت بُرے طریقے سے جواب دیا۔[3]

حضرت عروہؓ[4] بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ابوطالب کی وفات کے بعد قریش سے آنحضرتؐ کو انتہائی تکلیفیں پہنچنے لگیں۔ آپؐ نے قبیلۂ ثقیف کی طرف اس اُمید پر رُخ کیا کہ وہ آپؐ کو پناہ دیں گے اور آپؐ کی مدد کریں گے۔ ثقیف کے تین سردار جو آپس میں بھائی بھائی تھے عبدؓ یالیل حبیبؓ، مسعودؓ بنو عمرو کے پاس تشریف لے گئے، اپنے آپ کو ان پر پیش کیا اور ان لوگوں سے مصائب کی اور قوم کی ناقدر شناسی کی شکایت کی۔ ان میں سے ایک نے کہا اگر اللہ پاک نے تم کو کچھ دے کر بھیجا ہو تو میں کعبہ کے پردہ کا چور ہوں (یعنی آپ کو کچھ دے کر نہیں بھیجا) دوسرے نے کہا خدا کی قسم میں تم سے اس مجلس کے بعد کبھی بھی کوئی بات نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اگر تم نبی ہو تو تمہارا مرتبہ اس بات سے کہیں اونچا ہے کہ میں تم سے بات کروں۔ تیسرے نے کہا کیا خدا عاجز ہوگیا تھا کہ کسی اور کو رسول بنا دیتا؟ اور یہ خبر تمام قبیلۂ ثقیف میں پھیل گئی سب جمع ہوئے اور حضورؐ کا مذاق اُڑانے لگے، اور دو صفیں بنا کر آپؐ کے راستے میں بیٹھ گئے، اور اپنے ہاتھوں میں پتھر لے لئے۔ ہر قدم کے اُٹھانے اور رکھنے پر پتھر مارتے اور مذاق اُڑاتے جب آپؐ ان کی صف سے باہر نکل آئے تو آپؐ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ انہیں لوگوں کے ایک انگور کے باغ میں آپؐ ٹھہر گئے، انگور کی بیل کا سایہ لے کر آپؐ انتہائی مغموم اور رنجیدہ تھے، آپؐ کے پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپؐ نے اس انگور کے باغ میں

---

[1] واخرجہ ایضاً مسلم والنسائی

[2] وذکر موسیٰ بن عقبۃ فی المغازی

[3] وہٰذا ذکرہ ابن اسحٰق بغیر اسناد متصل کذا فی فتح الباری ج ۷ ص ۱۱۹

[4] واخرج ابونعیم فی الدلائل النبوۃ ص ۱۰۳

ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ کو دیکھا۔ لیکن ان دونوں کے پاس جانا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ آپؐ ان دونوں کو جانتے تھے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے عداوت رکھتے ہیں، ان دونوں نے اپنے غلام عداس جو نصرانی تھا اور نینوا کا رہنے والا تھا۔ اُسکے ہاتھ کچھ انگور آپؐ کے پاس بھیجے اس نے وہ انگور لاکر آپؐ کے سامنے رکھ دیئے، آپؐ نے فرمایا بسم اللہ، عداس کو بڑا تعجب ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ عداس! تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ عداس نے جواب دیا نینوا کا، حضورؐ نے فرمایا، اسی بھلے آدمی کے شہر کے رہنے والے ہو جن کا نام یونس بن متیٰ علیہ السلام تھا، عداس نے عرض کیا کہ آپؐ کو یونسؑ بن متیٰ کی کیا خبر؟ اس سے آپؐ نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ جتنا معلوم تھا بیان کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک یہ تھی کہ جس کسی کو بھی اللہ کا پیغام پہنچاتے اس کو حقیر نہیں سمجھتے تھے، عداس نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ! یونس بن متیٰ علیہ السّلام کی کچھ اور بھی خبر سنا دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں آپ پر جو وحی نازل ہوئی تھی سنائی تو عداس آپؐ کے لئے سجدہ میں گرگیا۔ پھر آپؐ کے دونوں پیروں کو چومنا شروع کر دیا اور آپ کے دونوں پیر سے خون بہہ رہے تھے۔ عتبہ اور شیبہ نے جب اپنے غلام کو یہ کرتے دیکھا، چپ رہے جب عداس ان دونوں کے پاس پہنچا تو ان دونوں نے اُن سے پوچھا کیا بات ہے تم نے محمد کو سجدہ کیوں کیا؟ اُن کے دونوں پیر کیسے چومے؟ ہم میں سے تو کسی ایک کے ساتھ تو نے یہ معاملہ نہیں کیا۔ عداس نے کہا کہ اس بھلے انسان نے مجھ سے وہ باتیں بیان کیں جن کو میں اس شخص کے بارے میں معلوم کر چکا تھا جس کو اللہ پاک نے ہم لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا تھا ان کو یونس بن متیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے، اور ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ دونوں ہنسے اور ان دونوں نے کہا کہ یہ آدمی کہیں تجھے تیری نصرانیت سے نہ بہکا دے، یہ آدمی بہت دھوکا دیتا ہے، اس کے بعد حضورؐ مکہ واپس تشریف لے آئے۔

حضرت موسیٰؒ بن عقبہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ ساکنینِ طائف آپؐ کے راستے میں دو طرفہ صف بنا کر بیٹھ گئے۔ جب آپؐ اس طرف سے گذرے تو ہر قدم کے اُٹھنے اور رکھنے پر وہ پتھر مارتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں پیر خون آلود ہوگئے۔ جب آپ نے

۵؎ وذکرفی البدایۃ ج ۳ صلا۱۳۶

ان لوگوں سے رہائی پائی تو آپؐ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ ابن اسحٰق نے اس طرح بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ جب ثقیف کی بھلائی سے نا اُمید ہو کر ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے تو مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ان سے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کچھ تم نے کیا کیا، لیکن ان باتوں پر پردہ ڈالنا۔ کیونکہ حضورؐ کو یہ بات ناپسند تھی کہ آپؐ کی قوم تک آپؐ کی یہ بات پہنچے، تو قوم کو آپؐ کے خلاف اس قسم کے کام کی جسارت ہو جائے گی۔ لیکن ان لوگوں نے ایسا بھی نہ کیا، ان کے بے وقوف کمینوں نے اور ان کے غلاموں نے آپؐ کو برملا گالیاں دینا شروع کیں، اور آپؐ پر شور مچاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ پر لوگوں کا ایک مجمع ہو گیا، اور آپؐ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے ایک باغ میں اُن کی وجہ سے پناہ پکڑنی پڑی یہ دونوں اپنے باغ میں تھے، ثقیف کے ان کمینوں نے یہاں آکر آپؐ کا پیچھا چھوڑا، آپؐ نے انگور کے ایک درخت کے نیچے سایہ پکڑا، اور وہیں آرام فرما ہو گئے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے آپؐ کو دیکھ رہے تھے اور جو کچھ اہلِ طائف کے کمینوں کا رویہ آپؐ کے ساتھ ہوا تھا وہ بھی ان دونوں نے دیکھا، ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بنی جمح کی ایک عورت راستے میں آپؐ کے سامنے آئی، آپؐ نے اس سے کہا کہ دیکھ! تیرے سسرالیوں سے مجھے کس قدر تکلیف پہنچی، جب حضورؐ کو قدرے اطمینان ہوا تو آپؐ نے اللہ پاک سے دُعا کی۔ اے اللہ میں تجھی سے اپنی کم طاقتی اور لوگوں کے توہین کرنے کی شکایت کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین تو ہی کم زور اور ناتوانوں کا رب ہے، تُو ہی میرا رب ہے تو مجھ کو کس کے سپرد کرتا ہے؟ کسی اجنبی بیگانے کے؟ جو مجھے دیکھ کر ترش رُو ہوتا ہے یا مجھے دشمن کے سپرد کرتا ہے؟ اگر تُو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ لیکن تیری عافیت اور تیری پناہ میرے لئے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے ساری اندھیریاں روشن ہو گئیں، اور دنیا و آخرت کے کام صلاحیت پا گئے۔ اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ میرے اُوپر تیرا غضب نازل ہو یا تیری ناراضگی میرے اُوپر اُترے مجھے تو تیری رضامندی منظور ہے، جس طرح پر کہ تُو راضی ہو، نہ مجھ میں سکت ہے نہ قوت مگر تیرے ہی بھروسے پر۔ راوی کہتے ہیں کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ نے جب آپؐ کو دیکھا۔ اور جب آپؐ کی ایذا رسانی بھی دیکھی، ان کی رگِ حمیت کو جوش آیا اپنے نصرانی غلام کو جس کا نام عداس تھا بلایا۔ اور اس سے کہا اس انگور کے خوشے کو توڑو اور اس طباق میں رکھ کر اس آدمی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ یہ اُسے کھلائے۔ عداس نے انگور کا خوشہ

توڑا طباق میں رکھا آپؐ کی خدمت میں پیش کر کے کہا کھائیے۔ حضورؐ نے انگور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اور اس کے بعد انگور تناول فرمائے۔ عداس نے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھ کر کہا، خدا کی قسم یہ کلام یہاں کے باشندے تو کہتے نہیں۔ حضورؐ نے اس سے پوچھا کہ عداس! تم کس شہر کے ہو؟ تمہارا کیا دین ہے؟ عداس نے کہا، میں نصرانی ہوں، اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ حضورؐ نے پوچھا، اس بھلے آدمی کے قریے کے جن کو یونس بن متیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے؟ عداس نے آپؐ سے کہا، آپ کو یونس بن متیٰؑ کی کیا خبر ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس حضورؐ کی طرف جھکے، اور آپؐ کے سر مبارک اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو چوما۔ راوی کہتے ہیں کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تیرے غلام کو تو اس شخص نے بگاڑ دیا۔ جب عداس واپس آئے تو ان دونوں نے عداس سے کہا۔ عداس تیرا ناس جائے تجھے کیا پڑی تھی کہ تو اس آدمی کے سر اور ہاتھوں اور پیروں کو چومے؟ عداس نے کہا، اے میرے آقا! روئے زمین پر کوئی چیز اس سے بہتر نہیں ہے، اس نے مجھے اس بات کی اطلاع دی کہ جس کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا، عداس! تیرا ناس جائے، ایسا نہ ہو کہ یہ شخص تجھ کو تیرے دین سے پھیر دے، تیرا دین تو اس شخص کے دین سے بہتر ہے[1]۔

حضرت سلیمان تیمیؒ اپنی سیرت کی کتاب میں لکھتے ہیں کہ عداس نے حضورؐ کے سامنے اس بات کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں[2]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ اگر تو اس وقت مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی جب ہم غار ثور پر چڑھے تو آپؐ کے دونوں قدموں سے خون ٹپک رہا تھا اور میرے دونوں پیر سُن ہو کر پتھر ہو گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ ننگے پیر چلنے کے عادی نہ تھے[3]۔

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ کے غزوۂ اُحد میں اگلے چار دانت شہید ہو گئے تھے، اور سر مبارک زخمی ہو گیا تھا۔ آپؐ اپنے چہرۂ مبارک سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبیؐ کا سر زخمی کیا، اور اس کے دانت شہید کئے، جب کہ وہ نبی لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔ اسی وقت یہ

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۱۳۵ [2] کذا فی الاصابۃ ج ۲ ص ۴۶۶ وقد ذکرہ فی الصحابۃ [3] واخرج ابن مردویہ [4] کذا فی کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۵ [5] واخرج الشیخان والترمذی

آیتہ نازل ہوئی۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ (سورۃ آل عمران ع ۱۳)

ترجمہ:۔ آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر متوجہ ہو جاویں اور یا ان کو کوئی سزا دیدیں کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو احد کے دن زخم پہونچایا گیا پس سامنے سے حضرت مالک بن سنانؓ آئے آپ کے زخم کو چوسا پھر خون کو نگل گئے آپ نے ارشاد فرمایا جو ایسا آدمی دیکھنا چاہے جس کے خون میں میرا خون مل گیا ہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے"۔ [۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ احد کی لڑائی کا تذکرہ فرماتے تو پہلے یہ کہتے کہ یہ دن تو سارے کا سارا طلحہؓ کے حساب میں ہے پھر بیان فرماتے کہ میں میدانِ جنگ سے منہ موڑنے والوں میں سے سب سے پہلے واپس لوٹنے والا تھا میں نے آکر دیکھا کہ ایک شخص حضورؐ کے قریب حمیتِ اسلامی میں مصروفِ قتال ہے، میں نے جی میں کہا کہ خدا کرے یہ طلحہؓ ہو اس لئے کہ مجھ سے تو جو ثواب چھوٹنا تھا وہ چھوٹ گیا اب میں پسند کرتا ہوں کہ یہ ثواب میری قوم کے ایک آدمی کو ملے، میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی تھا جس کو میں نہ پہچان سکا، اور میں بہ نسبت اس آدمی کے حضورؐ سے زیادہ قریب تھا مگر وہ اتنا تیز چل رہا تھا کہ میں اتنا تیز نہ چل سکا، پس اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ وہ ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں ہم دونوں حضورؐ کے پاس پہونچ گئے، دیکھا کہ حضورؐ کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے، اور چہرۂ مبارک بھی زخمی ہو گیا خود کی دو کڑیاں رخسارِ مبارک میں گھس گئیں، آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ اپنے ساتھی طلحہؓ کی بھی خبر لو اور چونکہ حضورؐ کے زخم کا خون ابل رہا تھا اس لئے ہم نے آپؐ کی بات کی طرف توجہ نہ کی میں خود کی کڑیوں کو نکالنے کے لئے آگے بڑھا تو ابو عبیدہؓ نے قسم دیکر فرمایا کہ تم کو میرے حق کی قسم مجھے یہ سعادت لینے کے لئے چھوڑ دو پس میں نے چھوڑ دیا، انھوں نے حضورؐ کو تکلیف پہونچنے کی وجہ سے اپنے ہاتھ سے کڑیوں کو نکالنا پسند نہ کیا بلکہ منہ میں دبا کر ایک کڑی نکالی۔ اسی کے ساتھ انکا ایک دانت بھی گر گیا۔ میں پھر آگے بڑھا پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے حق کی قسم دیکر فرمایا کہ یہ سعادت میرے لئے چھوڑ دو، پھر انھوں نے اسی طرح اپنے منہ میں کڑی کو دبا کر نکالا جس

---

[۱] رواہ عند الطبرانی فی الکبیر کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۲۰ واخرج الطیالسی

طرح پہلی کڑی کو نکالا تھا اس دفعہ دوسرا دانت کڑی کے ساتھ ساتھ گر گیا، حضرت ابو عبیدہؓ اپنے دانتوں کے گرنے کی وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر تھے ہم آپؐ کی خیر خبر لیکر حضرت طلحہؓ کے پاس آئے جہاں وہ ایک گڑھے میں پڑے تھے اور ان کو ستر سے کچھ اوپر نیزے، تیر اور تلواروں کے زخم لگے تھے اور ان کی انگلی کٹی ہوئی تھی پس ہم نے ان کی بھی دیکھ بھال کی [1]

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۹ و اخرجہ ایضا ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۵۵ و ابن السنی والشاشی والبزار والطبرانی فی الاوسط وابن حبان والدارقطنی فی الافراد وابو نعیم فی المعرفۃ وابن عساکر کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۷۴

صحابۂ کرامؓ کا دعوتِ الی اللہ میں سختیوں اور تکلیفوں کا تحمل کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت عائشہ[1] رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اڑتیس صحابہؓ جمع ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات پر اصرار کیا کہ اب آپ کھلم کھلا تبلیغ کیجئے، آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر! ابھی ہم لوگ تھوڑے ہیں مگر حضرت ابوبکرؓ بار بار اصرار کرتے رہے، چنانچہ حضورؐ نے اعلانیہ دعوت دینی شروع کردی اور باقی مسلمانوں نے مسجد الحرام کے ارد گرد ہر آدمی اپنے قبیلہ میں دعوت و تبلیغ کے لئے پہونچ گیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اسلام میں یہ وہ پہلے خطیب ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی مشرکین چاروں طرف سے حضرت ابوبکرؓ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور بڑی بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کو جو مسجد الحرام کے آس پاس تھے مارا پیٹا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مارا بھی اور روندا بھی، عتبہ بن ربیعہ فاسق ان کے قریب آیا اور اپنے کئی تلے والے جوتے سے حضرت ابوبکرؓ کو مارنا شروع کیا، اور ان کو آپ کے چہرے پر مارتا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر کودا بھی (حضرت ابوبکرؓ اسقدر زخمی ہو گئے تھے) کہ ان کا چہرہ و ناک نہ پہچانی جاتی تھی، بالآخر آپ کے خاندان کے لوگ بنی تیم بھاگ کر آئے تب کہیں جا کر مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹے اور بنی تیم حضرت ابوبکرؓ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ان کے مکان میں داخل کر آئے، اب ان لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ کی موت میں شک نہیں تھا اس کے بعد بنی تیم لوٹے اور مسجد الحرام میں داخل ہو کر کہا خدا کی قسم اگر ابوبکر کی وفات ہو گئی تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر ڈالیں گے اس کے بعد یہ لوگ لوٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے، ان کے والد ابو قحافہ اور بنو تیم نے ان کو مسلسل پکارنا شروع کیا، حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اور دن کے آخری حصہ تک کہیں بات کرنے کے قابل ہوئے اسی وقت پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس بات سے بنی تیم نے طعنہ دیا و ملامت کی پھر وہ چلنے کے لئے کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کی ماں اُمِّ خیر سے کہہ گئے کہ دیکھو شاید یہ کچھ کھانا پینا چاہیں تو دے دینا، پھر جب یہ لوگ چلے گئے اور تنہا ان کی ماں رہ گئیں تو ماں نے ان پر کھانے پینے کیلئے بڑا اصرار کیا مگر یہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اُمِّ خیر نے کہا خدا کی قسم

---

[1] اخرج الحافظ ابو الحسن الاطرابلسی

مجھے تمہارے ساتھی کی کوئی خبر نہیں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے آپؐ کی حالت دریافت کرو، چنانچہ ان کی ماں ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ نے تم سے محمد بن عبداللہ کی حالت دریافت کی ہے۔ ام جمیل نے کہا نہیں ابوبکر کو جانوں نہ محمد بن عبداللہ کو ہاں اگر تمہیں پسند ہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے ابوبکرؓ کے پاس چلوں۔ ام خیر نے کہا ہاں چلو اور ان کے ساتھ وہاں سے چلدیں۔ انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیہوش اور مریض پایا، اور حضرت ابوبکرؓ کے قریب جاکر بلند آواز سے کہا خدا کی قسم جس قوم نے تمہیں یہ مصیبت پہونچائی ہے وہ بیشک فاسق اور کافر لوگ ہیں اور مجھے پوری امید ہے کہ اللہ پاک آپ کا ان لوگوں سے بدلہ لیگا حضرت ابوبکرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے کہا یہ تمہاری ماں سن لے گی۔ کہا تم ان سے اپنے اوپر کوئی خطرہ محسوس نہ کرو، ام جمیل نے کہا آپؐ (بحمد اللہ) صحیح سالم ہیں حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا آپؐ کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا دارِ ابن ارقم میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم نہ میں کھانا چکھونگا نہ پانی پیونگا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ حاضر ہو جاؤں کی ان دونوں نے مہلت چاہی جب لوگوں کی آمدورفت ختم ہوئی اور کچھ سکون ہوا یہ دونوں حضرت ابوبکرؓ کو سہارا دیتی ہوئی لیکر نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ پر جھک گئے اور ان کا بوسہ لیا اور تمام مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور حضورؐ پر ان کی طرف سے انتہائی رقت طاری ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ! مجھے کوئی تکلیف نہیں، مگر وہی جو کہ اس فاسق نے میرے چہرے پر ایذا رسانی کی، اور یہ میری ماں اپنے لڑکے کے ساتھ بڑی محسنہ ہیں آپ برکت والے ہیں ان کو اللہ کی طرف بلایئے اور اللہ سے ان کے لئے دعا فرمایئے امید ہے کہ اللہ پاک آپ کے طفیل میں ان کو جہنم سے نجات دے راوی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ان کے لئے دعا کی اور ان کو اللہ کی طرف بلایا وہ اسلام لے آئیں۔ تمام صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دارِ ارقم میں ایک ماہ ٹھہرے اور یہ انتالیس ۳۹ حضرات تھے، حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب، حضرت ابوبکرؓ کی سی زخم رسانی کے دن اسلام لائے، حضورؐ نے حضرت عمرؓ بن خطابؓ اور ابوجہل بن ہشام کے اسلام کے لئے دعا مانگی آپؐ نے یہ دعا بدھ کے دن مانگی تھی جمعرات کی صبح ہی کو حضرت عمرؓ اسلام لے آئے۔ حضورؐ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور دارِ ارقم کے تمام حاضرین نے جس کی آواز مکہ کی اوپر کی جانب سنائی دی، ابوارقم جو نابینا کافر تھا نکلا اور کہنے لگا کہ اے میرے اللہ! عبید ارقم کی اولاد کی مغفرت فرما کروہ بھی کافر ہو گئے (یعنی پہلے دین سے پھر کر اسلام لے آئے) اسلام لانے کے بعد حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سرکار دو عالمؐ سے عرض کیا کہ ہم کس لئے اپنے دین کو چھپائیں حالانکہ ہم لوگ حق پر ہیں، اور کفار کا دین ظاہر رہے، حالانکہ وہ باطل طریقہ پر ہیں آپؐ نے فرمایا اے عمر! ہم لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں اور تم نے دیکھا کہ ہمیں کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا حضرت عمرؓ نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے کسی ایسی مجلس کو جس میں میں کفر کی حالت میں بیٹھا ہوں باقی نہ چھوڑونگا مگر اس میں ایمان کا اظہار کر کے رہونگا، اس کے بعد یہ نکلے اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر قریش پر گذرے جو ان کا انتظار کر رہے تھے، ابوجہل نے دیکھتے ہی کہا فلاں یوں کہہ رہا تھا کہ تم بھی بے دین ہو گئے ہو، حضرت عمرؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے اور کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں مشرکین یہ سنکر حضرت عمرؓ کی طرف جھپٹے، حضرت عمرؓ عتبہ پر چڑھ بیٹھے اور اس پر گھٹنے ٹیک دیئے اور مارنا شروع کر دیا اور اپنی انگلی اس کی آنکھوں میں ٹھونس دیں، عتبہ نے شور مچانا شروع کیا لوگ ہٹ گئے حضرت عمرؓ بھی عتبہ کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور جب کبھی کوئی سُورما آپ کے قریب آتا آپ قریب آنے والوں میں سے کسی معزز کو داب لیتے یہاں تک کہ لوگ عاجز آگئے اور آپ نے سب کو ہرا کر بھگا دیا اور جن جن مجالس میں آپ بیٹھا کرتے تھے وہاں وہاں پہونچکر آپ نے ایمان کو ظاہر کیا، پھر حضورؐ کی خدمت میں بڑی کامیابی کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اب آپ کے لئے کوئی خطرہ نہیں، کوئی مجلس میں نے ایسی نہیں چھوڑی جس میں کفر کے زمانہ میں میں بیٹھتا تھا مگر ان سب میں ایمان کا اعلان کر کے آیا ہوں نہ مجھ پر کوئی ہیبت تھی اور نہ کوئی ڈر، یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ آپؐ کے آگے تھے، آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور ظہر کی نماز بڑے اطمینان کے ساتھ ادا فرمائی۔ پھر آپؐ دارِ ارقم میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت عمرؓ تنہا واپس ہوئے اور ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ آپ ۶ نبوی میں جب مہاجرینؓ ملک حبشہ ہجرت کر گئے ہیں اس وقت ایمان لائے ہیں [1]

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے ماں باپ کو اسی دین اسلام پر پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو وقت صبح اور

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۳۰ وذکرہ الحافظ فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۷ عن ابن ابی عاصم [2] واخرج البخاری صفحہ ۵۵۲

شام ہمارے یہاں تشریف نہ لائے ہوں، جب مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے ارادے سے نکلے، برک غماد تک پہونچے ہی تھے کہ ابن دغنہ سے جو قبیلۂ قارہ کا سردار تھا ملاقات ہوگئی۔ ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میری قوم نے مجھ کو نکال دیا۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ زمین کی سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر! تمہارے جیسا نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے، تم مفلسوں کے لئے کسب کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، عیال دار کا بوجھ برداشت کرتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، مصائب میں اعانت کرتے ہو میں تم کو پناہ دیتا ہوں، وطن لوٹ چلو اور اپنے رب کی اپنے شہر میں عبادت کرو چنانچہ حضرت ابوبکرؓ لوٹ آئے اور ابن دغنہ آپ کو لیکر شام کے وقت سرداران قریش کے پاس پہونچے اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا انسان نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے کیا تم لوگ ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو مفلسوں کے لئے کسب کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، عیال داروں کا بوجھ برداشت کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے اور وہ واقع ہونے والے مصائب میں اعانت کرتا ہے، قریش نے ابن دغنہ کے پناہ دینے کو رد نہیں کیا، اور کہا ابوبکر سے کہدو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کر لیا کریں وہیں نماز ادا کریں اور جو کچھ چاہیں پڑھ لیا کریں اور ان باتوں سے ہم لوگوں کو تکلیف نہ پہونچائیں اور قرأۃ کے ساتھ آواز بلند نہ کریں ہم لوگوں کو یہ ڈر ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے فتنہ میں نہ پڑ جائیں، ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ باتیں کہیں، کچھ مدت تک تو حضرت ابوبکرؓ ان باتوں پر جمے رہے اللہ تعالےٰ کی عبادت اپنے گھر کرتے رہے اور نماز میں اپنی آواز بلند نہ کرتے، سوائے اپنے گھر کے کہیں اور قرأۃ نہ کرتے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی رائے بدلی ایک مسجد گھر کے صحن میں بنائی اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن شریف پڑھتے مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے اور ان سے بڑا تعجب کرتے، اور ان کی طرف دیکھتے رہتے، حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے قرآن مجید پڑھتے وقت انھیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا اور بے اختیار رو دیتے، مشرکین قریش کے سرداروں کو اس چیز سے بڑی گھبراہٹ محسوس ہوئی اور آدمی بھیجکر ابن دغنہ کو بلوایا جب ابن دغنہ آگیا اس سے کہا کہ ہم لوگوں نے ابوبکر کو تمہارے پناہ دینے کی وجہ سے پناہ دی لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں گے۔ لیکن یہ حد سے تجاوز کر گئے اور اپنے گھر کے صحن میں انھوں نے مسجد بنائی، اپنی نماز کو آشکارا طور سے پڑھنے لگے، اور بلند آواز سے اس میں قرأۃ کرنے لگے، ہم لوگوں کو اپنی عورتوں اور بچوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا خطرہ ہو رہا ہے لہذا انھیں روک دو اگر انھیں یہ منظور ہو کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کر لیں اور اگر انھیں یہ منظور نہیں اور علی الاعلان

عبادت کرنا چاہتے ہیں تو ان سے سوال کرو کہ تمہاری ذمہ داری کو یہ تمہارے حوالہ کریں (اور تمہیں بلانے کی ہم لوگوں نے یوں تکلیف دی کہ) ہمیں اچھا نہ معلوم ہوا کہ ہم تمہارے پس پشت اس عہد و پیمان کو توڑ دیں اور ہم لوگ ابو بکر کے اعلانیہ طور پر نماز و قرآن پڑھنے کا اقرار کرنے والے نہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابنِ دغنہ نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آ کر کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جن باتوں کا میں نے تمہارے لئے قوم سے عہد و معاہدہ کیا یا تو تم ان باتوں سے رُک جاؤ یا میری ذمہ داری مجھے واپس کرو (یعنی مجھے تمہاری ذمہ داری منظور نہیں) مزید براں ابنِ دغنہ نے یہ بھی کہا کہ یہ بات پسند نہیں کہ عرب میں یہ بات سُنی جائے کہ میں نے ایک آدمی سے جو عہد و پیمان کیا تھا اُس ذمہ داری کو توڑ دیا حضرت ابو بکرؓ نے کہا جاؤ میں نے تمہاری ذمہ داری تمہارے حوالہ کی، میں تو اللہ کی ذمہ داری اور اس کی پشت و پناہی پر راضی ہوں [1]

ابن اسحاقؒ کی روایت کا شروع حصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کے ارادہ سے چل دیئے ایک یا دو روز کی مسافت پر پہونچے تھے کہ ابنِ دغنہ ملا، یہ ان دنوں احابیشؒ کا سردار تھا اس نے کہا اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میری قوم نے مجھ پر تنگی کی، تکلیفیں پہونچائیں اور مجھے نکال دیا ابنِ دغنہ نے کہا کیوں؟ خدا کی قسم تم خاندانوں کی زینت ہو، تم مصائب پر ان کی اعانت کرتے ہو، بھلے کام کرتے ہو، مفلسوں کے لئے کسبِ معاش کرتے ہو تم لوٹ چلو میری پناہ میں ہو آپ ابنِ دغنہ کے ساتھ لوٹ آئے، جب مکہ میں داخل ہوئے، ان کو ابنِ دغنہ اپنے ساتھ لیکر کھڑا ہوا اور کہا اے اہلِ قریش! میں نے ابو قحافہ کے بیٹے کو پناہ دی ہے ان سے کوئی تعارض نہ کرے اور بھلائی کے ساتھ پیش آئے راوی کہتے ہیں کہ اہلِ مکہ آپ کی ایذا رسانی سے رُک گئے، اسی حدیث کے آخر میں اس طرح پر ہے (کہ جب قریش نے دوبارہ ابنِ دغنہ کو بلایا) ابنِ دغنہ نے کہا اے ابو بکر! میں نے تم کو اس لئے پناہ نہیں دی تھی کہ تم اپنی قوم کی ایذا رسانی کرو، جس مکان میں تم اب ہو (یعنی گھر کے صحن کی مسجد میں) اسے یہ لوگ بُرا سمجھتے ہیں کہ تمہارے یہاں بلند آواز سے نماز پڑھنے سے ان کو اذیت پہونچتی ہے اپنے گھر میں جاؤ اور جو تمہارا جی کرے سو کرو، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا میں تیرے پناہ دینے کو تجھے واپس کر دوں؟ اور اللہ کی پناہ لینے پر راضی ہو جاؤں؟ ابنِ دغنہ نے کہا میری پناہ دہی کو مجھے واپس کر دو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا جا میں نے واپس کیا، ابنِ دغنہ نے کھڑے

---

[1] فذکر الحدیث بطولہ فی الہجرۃ [2] اخرج ایضاً ابن اسحاق بنحوہ دفی سیرتہ [3] قبیلۂ قارہ کی ایک جماعت ہے جس کا نام احابیش ہے،

ہو کر کہا اے اہل قریش! ابو قحافہ کے بیٹے نے میری پناہ دہی کو واپس کر دیا اب تم جانو اور وہ جانے [1]

حضرت قاسم[2] کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جب ابن دغنہ کی پناہ کو رد کر چکے تو ان سے قریش کے جاہلوں میں سے ایک جاہل ملا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت اللہ کی طرف جا رہے تھے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی اتنے میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل گذرا حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس جاہل نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ تم نے خود اپنے آپ یہ کام کیا ہے حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے اے رب تو کتنا بُردبار ہے۔ اے رب تو کتنا بُردبار ہے۔ اے رب تو کتنا بُردبار ہے [3]

اس سے پہلے حدیث اسماءؓ حیاۃ الصحابہ اردو حصہ دوم صفحہ ۲۹۸ پر گذر چکی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ تک لوگوں کے شور وغوغا کی آواز پہونچی تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے حضرت کو بچاؤ، حضرت ابوبکرؓ ہم لوگوں کے پاس سے اٹھے اور ان کے سر پر چار زلفیں تھیں اور وہ فرماتے جاتے تھے کہ ارے تمہارا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل واضحہ لیکر آیا ہے، مشرکین نے حضورؐ کو تو چھوڑا اور حضرت ابوبکرؓ پر ٹوٹ پڑے آپ جب گھر واپس آئے تو شدتِ زدوکوب سے یہ حال تھا کہ سر کی جس مینڈھی کو ہاتھ لگاتے وہ بال ہاتھ لگاتے ہی جھڑ جاتے اور حضرت ابوبکرؓ کہہ رہے تھے، تو برکت والا ہے اے اللہ، عظمت اور بزرگی والے،

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت ابن عمر[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو پوچھا کہ قریش میں سب میں زیادہ باتوں کا نقل کرنے والا کون ہے؟ ان سے بیان کیا گیا کہ جمیل بن معمر جمحی ہے صبح ہی صبح اس کے پاس حضرت عمرؓ پہونچے، حضرت عبداللہؓ آپ کے صاحب زادہ کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں؟ میں بچہ تو ضرور تھا لیکن باتوں کو سمجھ لیتا تھا حضرت عمرؓ اس کے پاس پہونچے اور اس سے کہا کہ اے جمیل! کیا تمہیں پتہ چلا کہ میں اسلام لے آیا ہوں؟ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو چکا ہوں؟ ابن عمرؓ کہتے ہیں خدا کی قسم یہ سنکر اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہوا حضرت عمرؓ اس کے پیچھے چل دیئے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۹۴ [2] واخرج ابن اسحق ایضاً [3] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۹۵
[4] اخرج ابن اسحٰق

اور میں حضرت عمرؓ کے پیچھے، جمیل نے مسجد الحرام کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے چلّا کر کہا اے جماعت قریش! اور یہ سارے قریش کعبہ کے گرد اپنی مجلسوں میں جمع تھے (جمیل نے کہا) سن لو کہ عمر بن خطاب بے دین ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اس کے پیچھے پکار کر کہا اس نے جھوٹ کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ سنتے ہی وہ سب حضرت عمرؓ کی طرف جھپٹے، حضرت عمرؓ ان سب سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج سر پر آ گیا حضرت عمرؓ تھک گئے اور بیٹھ گئے وہ لوگ آپ کے سرہانے کھڑے رہے حضرت عمرؓ کہتے جاتے تھے کہ جو تمہارے جی میں آئے کرو، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم تین سو آدمی ہو جائیں تو پھر یا تو ہم تمہارے لئے اس سرزمین کو چھوڑ دیں گے یا تم ہمارے لئے چھوڑ دو گے، ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ان میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ قریش میں سے ایک بڈھا سامنے سے آیا جو یمنی چادر اور دھاری دار قمیض پہنے ہوئے تھا لوگوں کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا کہ کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا عمر بے دین ہو گیا بڈھے نے کہا تمہیں کیا؟ چھوڑ دو ایک آدمی ہے اس نے اپنے لئے ایک بات پسند کی ہے تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ بنی عدی (حضرت عمرؓ کے خاندان والے) تمہارے اس ساتھی کو تمہارے لئے اسی طرح چھوڑ دیں گے؟ ہٹو اس آدمی کو جانے دو، حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کے یہ کہتے ہی لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے بدن سے کپڑا اتار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ جب حضرت عمرؓ مدینہ ہجرت کر گئے تو میں نے کہا اے ابا جان! یہ تو فرمایئے کہ وہ کون آدمی تھا؟ جس نے تمام قوم کو مکہ میں آپ پر سے ڈانٹ کر بھگایا تھا جس دن کہ آپ اسلام لائے تھے، لوگ تو آپ سے مرنے مارنے کو تیار تھے، کہا اے میرے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھے، [1]

بخاری میں اس طرح ہے عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں ہراساں تھے کہ آپ کے پاس ابوعمرو عاص بن وائل سہمی آیا یمنی چادر اوڑھے اور دھاری دار حریر کی قمیض پہنے ہوئے، یہ قبیلہ بنی سہم سے تھا اور یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے اس نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا، تمہاری قوم دعویٰ کرتی ہے کہ اگر میں اسلام لے آیا تو وہ مجھ کو قتل کر دیگی عاص نے کہا کہ جاؤ میں نے تمہیں امن دی وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد عاص چل دیا اور لوگوں سے ملا جن سے جنگل بھر رہا تھا پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ لوگوں نے

---

[1] وعند ابن اسحاق باسناد جید قوی ـــــ کذا فی البدایۃ ج ۳ ص ۸۲

[2] وعند البخاری ج ۱ ص ۵۴۵

کہا ابن خطاب کے پاس کہ وہ بے دین ہو گیا ہے، عاص نے کہا کہ اب تمہارے لئے سبیل نہیں رہ گئی ہے کیونکہ میں پناہ دے چکا ہوں اور لوگوں کو لوٹا دیا[۱]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

محمد[۲] بن ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ اسلام لے آئے تو ان کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ نے ان کو پکڑا اور رسیوں میں انھیں باندھ دیا اور کہا کہ تو اپنے باپ دادوں کے دین سے ایک نئے دین کی طرف پھر گیا؟ خدا کی قسم میں تجھ کو بندھا رہنے دونگا کھولونگا نہیں، جب تک کہ تو اس دین کو نہ چھوڑ دیگا حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں کبھی بھی اس دین کو چھوڑنے والا نہیں، جب حکم نے دیکھا کہ یہ اپنے دین کے بارے میں انتہائی سخت ہیں تو ان کو چھوڑ دیا،

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

مسعود[۳] بن خراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہے تھے ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کو جس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں کھینچتے ہوئے لے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بے دین ہو گئے ہیں اور ایک عورت ان کے پیچھے پیچھے غراتی ہوئی اور گالیاں دیتی ہوئی جا رہی ہے میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ان کی ماں صعبہ بنت حضرمی ہے[۳]

حضرت[۴] طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا ایک راہب کو میں نے دیکھا جو اپنے گرجا میں کہہ رہا تھا کہ اس میلہ میں آنے والوں سے پوچھو کیا کوئی ان میں اہلِ حرم سے ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میں حرم کا باشندہ ہوں، اس راہب نے کہا کیا آج کل احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو گیا ہے، میں نے راہب سے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے، یہی ان کے ظہور کا مہینہ ہے ——— اور وہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہیں ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے اور ان کی ہجرت گاہ وہ شہر ہے جہاں کھجور اور چھوٹے چھوٹے پتھر اور ریت ہوگی، تم فوراً ان کی طرف لپکنا، حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں اس کی بات میرے جی کو لگ گئی، میں جلدی سے بصریٰ سے نکل کر مکہ آیا اور میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نیا آدمی ظاہر ہوا ہے؟ لوگوں نے

---

[۱] اخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۳۷ [۲] اخرج البخاری فی التاریخ [۳] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۴۱۰

[۴] واخرج الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفہ ۳۶۹ عن ابراہیم بن محمد بن طلحۃ قال قال لی طلحۃ بن عبید اللہ

کہ ہاں، محمد بن عبداللہ جو امین کے لقب سے مشہور تھے انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ان کا اتباع ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) نے کر لیا ہے، حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں، میں گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہونچا اور میں نے پوچھا کیا تم نے اس آدمی کا اتباع کر لیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں! اور تم بھی جاؤ اور اس کا اتباع کر لو وہ حق کی دعوت دیتے ہیں، حضرت طلحہؓ نے جو کچھ راہب سے سنا تھا اس کی حضرت ابوبکرؓ کو خبر دی، حضرت ابوبکرؓ حضرت طلحہؓ کو لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہؓ اسلام لے آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہب کی بات کی اطلاع دی، حضورؐ بہت خوش ہوئے، جب حضرت ابوبکرؓ اور طلحہؓ اسلام لے آئے تو نوفل بن خویلد بن عدویہ نے ان دونوں کو پکڑا اور ایک رسی میں باندھ دیا بنو تیم نے ان دونوں کو نہ بچایا نوفل بن خویلد قریشی شیر کے نام سے مشہور تھا رسی باندھنے کی وجہ سے ان دونوں حضرات کو قرینین کہتے ہیں (یعنی ساتھی) بیہقی کی روایت میں آخری جملہ کے بعد یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے میرے اللہ! ہم لوگوں کو ابن عدویہ کے شر سے بچا، [1]

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

ابوالاسودؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت زبیرؓ بن عوام آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے اور اٹھارہ سال کی عمر میں ہجرت کی، حضرت زبیرؓ کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ دیتے اور چٹائی میں آگ دے کر اس کی دھونی دیتے اور کہتے کہ کفر کی طرف لوٹ آ، حضرت زبیرؓ فرماتے اب میں کبھی کافر نہ ہونگا [2] حفصؒ بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ موصل سے ایک سن رسیدہ بزرگ ہم لوگوں کے پاس آئے تھے انھوں نے بیان کیا کہ میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ ان کے بعض سفروں میں تھا حضرت زبیرؓ کو ایک ایسے چٹیل میدان میں نہانے کی حاجت ہوگئی جہاں نہ پانی نہ گھاس نہ انسان تھا، مجھ سے کہا کہ مجھ پر پردہ ڈال دو، میں نے ان پر پردہ ڈال دیا اتفاقیہ میری نظر ان کی طرف جا پڑی، میں نے دیکھا کہ ان کا تمام جسم تلوار سے جگہ بہ جگہ کٹ رہا ہے، میں نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ پر تلوار کے زخم کے اتنے نشانات دیکھے ہیں کہ میں نے کبھی کسی کے جسم پر اتنے نشانات نہیں دیکھے، حضرت زبیرؓ نے فرمایا کیا تم نے یہ دیکھ لیا؟ میں نے کہا جی ہاں حضرت زبیرؓ نے فرمایا

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۹ [2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۸۹ [3] واخرجہ الطبرانی ایضاً ورجالہ ثقات الا انہ مرسل قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۹ صفحہ ۱۵۱ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۶۰ عن ابی الاسود عن عروۃ رضی اللہ عنہ [3] واخرج ابو نعیم ایضاً

سُن لو خدا کی قسم ان میں سے کوئی زخم ایسا نہیں جس کو میں نے حضورؐ کے ساتھ رہ کر اللہ کے راستے میں نہ کھایا ہو [۱]

حضرت بلال بن رباحؓ مؤذّن کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شروع میں جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا وہ یہ سات حضرات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ۔ اور ان کی والدہ سمیہ رضؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت بلالؓ، حضرت مقدادؓ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک نے آپؐ کے چچا کے ذریعہ حفاظت کرائی، اور حضرت ابوبکرؓ کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعہ کرائی باقی مسلمانوں کو مشرکین نے پکڑا اور ان کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور سخت دھوپ میں ان لوگوں کو تپایا، ان میں سے سوائے حضرت بلالؓ کے مشرکین کی ان کے امور میں بظاہر اطاعت کرلی۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اللہ کے راستے میں اپنے نفس کی قطعاً پرواہ نہیں تھی اور یہ اپنی قوم کے نزدیک بہت بے قدرے تھے لوگوں نے انھیں پکڑا اور لڑکوں کے حوالہ کردیا، لڑکے انھیں مکہ کی گلیوں میں چکر دیتے پھرتے تھے اور ان کی زبان پر احد احد کا کلمہ جاری تھا کہ اللہ ایک ہے [۲]

حضرت مجاہدؒ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ ان چاروں حضرات کو لوہے کی زرہیں پہنائی گئیں پھر ان کو دھوپ میں تپایا گیا، دھوپ اور لوہے کی گرمی سے ان حضرات کو انتہائی مشقت اور مصیبت پہونچائی گئی، شام کے وقت ان کے پاس ابوجہل لعنہ اللہ آیا اپنے ساتھ نیزہ لئے ہوئے تھا ان لوگوں کو گالیاں دیں اور ڈرایا اور دھمکایا، مجاہدؒ نے حضرت بلالؓ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مشرکینِ مکہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کھینچے کھینچے پھرتے تھے [۳] عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ بنی جمحہ کی ایک عورت کے غلام تھے مشرکین ان کو مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر بھری دوپہر میں سزا دیتے تھے تاکہ یہ شرک کی طرف لوٹ

---

[۱] واخرجہ الطبرانی۔ والحاکم ج ۳ صفحہ ۳۶۱ نحوہ، وابن عساکر کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۷ ایضاً۔ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۵ والشیخ الموصلی لم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی وعند ابی نعیم ایضاً عن علی بن زید قال اخبرنی من رأی الزبیر وان فی صدرہ لأمثال العیون من الطعن والرمی کذا فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۰ [۲] اخرج الامام احمد وابن ماجہ [۳] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۸ واخرجہ ایضاً الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۴ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ۔۔۔ وقال الذہبی صحیح واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۹ وابن ابی شیبۃ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۴ وابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۱۴۱ من حدیث ابن مسعود بمثلہ [۴] واخرجہ ابونعیم ایضاً فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۰ [۵] واخرجہ ابن سعد ج ۲ صفحہ ۱۶۶ عن مجاہد بنحوہ [۶] اخرج الزبیر بن بکار

آئیں لیکن ان کی زبان پر احد احد کا کلمہ ہوتا، ورقہ ان کے پاس سے گذرتے اور وہ اسی حالت میں احد احد کہتے ہوتے تو ورقہ کہتے کہ اے بلال یہ احد احد کا کلمہ کب تک کہو گے؟ (یعنی کسی طرح جان بچاؤ اور لوگوں سے کہتے) خدا کی قسم اگر تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا تو میں اس قصہ کو ہمیشہ کے لئے داستانِ غم بنا لونگا [۱]

حضرت عروہؒ کی ایک دوسری روایت میں ہے — کہ ورقہ بن نوفل حضرت بلالؓ پر سے گذرتے اور لوگ انھیں انتہائی سزائیں دے رہے ہوتے اور حضرت بلالؓ کی زبان پر اللہُ اَحَدُ کا کلمہ جاری ہوتا اور قہ کہتے، اللہ اللہ اے بلال! اس حالت میں بھی اللہُ اَحَدُ کا کلمہ جاری ہے اس کے بعد ورقہ بن نوفل امیہ بن خلف سے جو انھیں تکلیفیں پہونچاتا ہوتا متوجہ ہو کر کہتے اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم لوگوں نے اسے قتل کر دیا تو میں ان کے قتل کو ہمیشہ کے لئے باعثِ رنج والم بنا لونگا ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان پر سے گذر ہوا اور لوگ انھیں سزائیں دے رہے تھے حضرت ابو بکرؓ نے امیہ سے کہا اس مسکین کے بارے میں تو خدا سے نہیں ڈرتا، کب تک تو یہ تکلیفیں اور ایذا رسانی کرتا رہے گا؟ امیہ بولا کہ اس کو تمہیں نے بگاڑا ہے، اب تم ہی اسے سزا سے چھڑاؤ، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ہاں! میں یہ بھی کرونگا میرے پاس ایک حبشی غلام بہت ہی پھرتیلا اور ان سے زیادہ کاروبار کرنے والا ہے اور تیرے دین پر پکا ہے ان کے بدلہ تجھے میں وہ دیدونگا، امیہ نے کہا مجھے وہ منظور ہے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا جاؤ وہ میں نے تجھے دیا، حضرت ابو بکرؓ نے اس غلام کو امیہ کے حوالہ کیا، اور حضرت بلالؓ کو لیکر آزاد کر دیا، اس سے قبل کہ حضرت ابو بکرؓ مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائیں چھ اور غلاموں کو جو اسلام لائے جانے کی وجہ سے تکلیفیں دیئے جارہے تھے خرید کر آزاد کیا، ورحضرت بلالؓ ان میں ساتویں تھے۔

ابن اسحاقؒ سے منقول ہے کہ جب دوپہر انتہائی گرم ہو جاتی تو امیہ حضرت بلالؓ کو لیکر نکلتا اور مکہ کی پتھریلی زمین پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ پھر حکم دیتا کہ ایک بہت بڑا پتھر جلتا ہوا ان کے سینہ پر رکھدیا جائے پھر ان سے کہتا کہ تم اسی طرح پڑے رہو گے یا مر جاؤ اور نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرو اور لات وعزّٰی کی پرستش اختیار کرو حضرت بلالؓ اس مصیبت میں اَحد اَحد کہتے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں کے مصائب برداشت کرنے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ان لوگوں کو خرید کر آزاد کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ کا نام عتیق تھا۔

---

[۱] وہذا مرسل جید کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۶۳۴ [۲] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ۱ صفحہ ۱۴۸ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ [۳] وذکر ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۸

جزى الله خيرًا عن بلالٍ وصحبه (۱) عتيقًا وأخزى فاكهًا وأبا جهل

عشيّة هما في بلالٍ بسوءةٍ (۲) ولم يحذرا ما يحذر المرء ذو العقل

بتوحيده ربّ الأنام وقوله (۳) شهدت بأن الله ربي على مهل

فإن يقتلوني يقتلوني فلم أكن (۴) لأشرك بالرحمٰن من خيفة القتل

فيا ربّ إبراهيم والعبد يونس (۵) وموسى وعيسى نجّني ثم لا تبل

لمن ظلّ يهوى الغيّ من آل غالبٍ (۶) على غير برٍّ كان منه ولا عدلِ[1]

ترجمہ اشعار

۱ حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ عتیق یعنی ابوبکر صدیقؓ کو جزائے خیر دے اور فاکہہ اور ابوجہل کو رسوا کرے

۲ میں اس شام کو نہ بھولوں گا کہ وہ دونوں بلالؓ کو سزائیں دے رہے تھے اور ایسی سزا دینے سے نہیں ڈرتے تھے جس کے دینے سے عقلمند آدمی پرہیز کرتا ہے

۳ یہ مصائب کا ڈھانا محض اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے مخلوقات کے رب کی توحید کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے اور میرا دل اس بات پر مطمئن ہے،

۴ اگر وہ مجھے قتل کر ڈالیں تو میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ قتل کے ڈر سے خدا کے ساتھ شرک کروں

۵ اے ابراہیم اور یونس اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے رب! مجھ کو نجات دیدے اور

۶ پھر مجھ کو آلِ غالب میں جو گمراہ ہیں، ظالم ہیں بھلے نہیں، ان کے ساتھ مبتلا نہ فرما،

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ اور ان کے گھر والوں کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت[2] جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت عمارؓ اور ان کے گھر والوں پر ہوا اور یہ لوگ اسلام لانے کی وجہ سے سزائیں دیئے جا رہے تھے آپؐ نے فرمایا اے عمارؓ اور یاسر کی اولاد! خوشخبری سنو، تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے[3]

حضرت[4] عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پتھریلی زمین پر گذرا حضرت عمارؓ اور ان کے والد اور ان کی ماں کو دھوپ میں تپایا جا رہا تھا اور تکلیف دی جا رہی تھی تاکہ یہ

---

[1] کذا فی الحلیہ ج ۱ صفحہ ۱۴۸ [2] اخرج الطبرانی والحاکم والبیہقی وابن عساکر [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۳ رجال الطبرانی رجال الصحیح غیر ابراہیم بن عبدالعزیز المقوم وھو ثقۃ ۱ھ، [4] وعند الحاکم فی الکنی وابن عساکر

لوگ اسلام سے پھر جائیں حضرت ابو عمارؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا زمانہ ایسا ہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا اے آلِ یاسرؓ! صبر کرو اس کے بعد آپ نے دعا دی کہ اے میرے اللہ! خاندانِ یاسرؓ کی مغفرت فرما اور ان لوگوں کی مغفرت کر دی گئی[1]

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت یاسرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ پر گذر ہوا یہ لوگ اللہ کے بارے میں تکلیف دیئے جا رہے تھے آپؐ نے ان لوگوں سے دو مرتبہ فرمایا اے آل یاسر! صبر کرو، وعدۂ جنت تمہارے ہی لئے ہے[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی جیسی روایت ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ ابو جہل نے حضرت سمیہؓ خاتون کی پیشاب گاہ میں نیزہ مارا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی، حضرت یاسرؓ انہیں مصائب اور سزاؤں میں انتقال کر گئے، اور ابو جہل نے حضرت عبداللہ بن یاسرؓ کو ایسا مارا کہ وہ بھی گر گئے،[3] حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلی شہادت حضرت عمارؓ کی والدہ سمیہ خاتونؓ کی ہوئی، ابو جہل نے ان کی پیشاب گاہ میں نیزا مار کر ان کو شہید کیا تھا[4]

حضرت عمارؓ کے پوتے کہتے ہیں کہ مشرکین نے میرے دادا عمارؓ کو سزائیں دینے میں کمی نہ کی جب تک کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا نہ کہلوا لیا اور اپنے بتوں کی تصدیق نہ کرا لی، جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا اے عمار! کیا کر کے آئے ہو؟ حضرت عمارؓ نے عرض کیا بہت برا ہوا، مجھے نہیں چھوڑا گیا یہاں تک کہ آپکے بارے میں بھی بے ادبانہ کلمات کہے اور ان کے معبودوں کی تعریف بھی کی، حضورؐ نے فرمایا، تمہارے دل میں کیا تھا؟ حضرت عمارؓ نے عرض کیا کہ میرا دل اس وقت بھی ایمان سے لبریز تھا، آپ نے فرمایا ایسی سخت صورتوں میں اگر وہ تم سے ایسا کہلوائیں تو تم دوبارہ پھر کہہ دینا[5] محمد کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی علیہ السلام کی حضرت عمارؓ سے ملاقات ہوئی اور عمارؓ رو رہے تھے، حضورؐ ان کی آنکھ سے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور آپ کہہ رہے تھے کہ تمہیں کافروں نے پکڑا اور پانی میں غوطہ دینا شروع کر دیا تو تم نے ایسا ایسا کہہ دیا، (جب قلب مطمئن تھا تو اس میں کچھ حرج نہیں) اگر وہ دوبارہ ایسی حرکت کریں تو پھر تم ان سے اسی طرح کہہ دینا۔ عمرو بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ

---

[1] اخرجہ ایضاً احمد والبیہقی والعقیلی والبغوی وابن مندہ وابو نعیم وغیرہم بمعناہ عن عثمان رضی اللہ عنہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۷۲ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۷۷ عن عثمان رضی اللہ عنہ نحوہ [2] واخرج ابو احمد الحاکم [3] رواہ ابن الکلبی [4] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۳۵ [5] وعند احمد [6] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۵۹ [7] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۰ عن ابی عبیدۃ بن محمد بن عمار [8] اخرجہ ابن سعد ج ۳ ق ۱ صفحہ ۱۷۸ عن ابی عبیدۃ نحوہ [9] واخرج ایضاً عن محمد [10] واخرج ایضاً ج ۳ ق ۱ صفحہ

مشرکین نے عمار بن یاسرؓ کو آگ میں بھی جلایا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرتے تو دستِ مبارک ان کے سر پر پھیر کر فرماتے اے آگ! تو عمار کے لئے ٹھنڈی اور باعثِ سلامتی ہو جا، جیساکہ تو حضرت ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہوئی تھی، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے عمار! تم کو ایک باغی فرقہ قتل کرے گا، (یعنی تم مطمئن رہو شہادت پاؤ گے)

حضرت خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے حضرت عمرؓ نے ان کو اپنی مسند پر بٹھا کر یہ فرمایا کہ رُوئے زمین پر کوئی آدمی تم سے زیادہ اس جگہ بیٹھنے کا مستحق نہیں ہے مگر ایک آدمی خبابؓ نے دریافت کیا! اے امیر المومنین! وہ کون؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ بلالؓ ہیں حضرت خبابؓ کہنے لگے کہ وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ اس لئے کہ حضرت بلالؓ کے لئے مشرکین میں سے ایسے لوگ موجود تھے کہ جن کے ذریعہ اللہ انھیں بچاتا تھا اور میرا بچانے والا کوئی نہ تھا، میں نے دیکھا کہ ایک دن مشرکین نے مجھ کو پکڑا اور میرے لئے آگ روشن کی، پھر مجھکو اُس آگ میں ڈال دیا، اس کے بعد ایک آدمی میری چھاتی پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا، میں زمین پر گرنے سے بچ بھی نہ سکا راوی کہتے ہیں کہ یا خبابؓ نے یوں کہا کہ وہ گرم زمین میری ہی پشت سے ٹھنڈی ہوئی، پھر اپنی پشت سے کپڑا اٹھا کر دکھایا جو جگہ جگہ سے جل کر سفید ہو رہی تھی، [۲]

شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلالؓ سے ان تکلیفوں کو جو انھیں مشرکین نے پہونچائی تھیں پوچھ رہے تھے، حضرت خبابؓ بولے اے امیر المومنین! ذرا میری پشت بھی تو ملاحظہ کیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایسی حالت آج تک نہ دیکھی تھی، حضرت خبابؓ نے کہا مشرکین نے میرے لئے آگ دہکائی اور مجھے اس میں لٹا دیا اس آگ کو بجھانے والی صرف میری پیٹھ کی چربی تھی،

ابو لیلیٰ کندی فرماتے ہیں کہ خبابؓ بن ارت حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے فرمایا قریب آجاؤ، کوئی شخص اس جگہ بیٹھنے کا مستحق نہیں بجز عمارؓ بن یاسر کے حضرت خبابؓ نے اپنی پشت کے وہ نشانات حضرت عمرؓ کو دکھلائے جو مشرکین کی عذاب دہی سے ان کو پہونچے تھے،

امام احمد حضرت خبابؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خبابؓ نے کہا میں ایک لوہار آدمی تھا میرا عاص بن وائل کے ذمہ کچھ قرضہ تھا میں اس کے پاس تقاضے کے لئے گیا اس نے کہا

---

[۱] اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۱۷ [۲] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۱ [۳] عند ابی نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۴ [۴] وعندہ ایضاً وابن سعد وابن ابی شیبۃ کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۱

خدا کی قسم میں ہر گز نہ دونگا جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہ کرو گے میں نے کہا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرونگا، چاہے تو مر کر دوبارہ زندہ ہو عاص نے کہا جب میں مر کر دوبارہ زندہ ہونگا اور تم میرے پاس آؤ گے تو میرے پاس وہاں مال اور اولاد بھی کچھ ہوگا جبھی تم کو دونگا۔ اسی قصہ پر قرآن مجید میں یہ آیۃ اتری ہے۔ اَفَرَاَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ؕ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۙ كَلَّا‌ ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۙ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ (سورۃ مریم ۴-۱۴)

ترجمہ:۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا؟ اور کہا میں (بروز قیامت) مال اور اولاد دیا جاؤنگا۔ کیا اس شخص نے غیب پر اطلاع پالی ہے؟ یا اس نے رحمٰن سے عہد وپیمان لے رکھا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہم اس کا یہ کہا بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے اور اس کی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک ہو جائیں گے۔ وہ تو تن تنہا ہمارے پاس آئیگا۔[1]

بخاری شریف میں ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چادر مبارک کی ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے اور ہم لوگوں پر دن رات مشرکین کی جانب سے ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے میں نے عرض کیا آپ اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ یہ سنکر آپؐ سنبھل کر بیٹھے اور آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے گذشتہ زمانہ میں ایسے لوگ ہوئے، کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ ڈالا گیا، سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا، لیکن سختیوں نے بھی ان کو ان کے دین سے نہ روکا، اور ضرور بالضرور اللہ پاک اپنے اس دین کو پورا کر کے رہیگا تم لوگ دیکھ لوگے کہ اکیلا سوار صنعاء یمن سے حضر موت تک آئیگا سوائے اللہ عزوجل کے کسی سے ڈر وہراس اس کے دل میں نہ ہوگا اتنا اضافہ اور بھی ہے اور نہ بھیڑ یئے سے اپنی بکری پر خوف کریگا لیکن تم لوگ ہر کام میں جلدی چاہتے ہو۔[2]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوذر غفاریؓ کو حضورؐ کی بعثت کا علم ہوا اپنے بھائی سے کہا تم سوار ہو کر وادی (مکہ) جاؤ اور اس آدمی کے بارے میں میرے لئے پوری معلومات کر کے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۵۹، وخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۱۶ عن خباب نحوہ [2] واخرجہ ایضاً ابوداؤد و نسائی کما فی العینی ج ۸ صفحہ ۵۵۶ والحاکم ج ۳ صفحہ ۳۸۳ بمعناہ [3] اخرج البخاری ج ۱ صفحہ ۵۴۴

آؤ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں اس کی باتیں سننا پھر میرے پاس آنا ان کے بھائی آپؐ کے پاس آئے آپؐ کی باتیں سُنیں پھر حضرت ابوذرؓ کی طرف واپس چلے گئے اور ان سے جا کر کہا میں نے دیکھا کہ وہ مکارمِ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور ان سے ایسا کلام سنا جو شعر تو نہیں تھا۔ ابوذرؓ نے کہا تم نے کوئی تشفی بخش بات نہیں بتائی جو میں چاہتا تھا وہ نہ ہوا ابوذرؓ نے راستہ کا توشہ لیا اور ایک مشکیزہ میں پانی، اور مکّہ آگئے مکّہ میں آکر مسجد الحرام میں حضورؐ کو تلاش کیا مگر آپؐ کو پہچانتے نہ تھے، (اور حالات کے ماتحت) یہ مناسب نہ سمجھا کہ کسی سے آپؐ کے بارے میں دریافت کریں جب رات کا کچھ حصّہ گذر گیا لیٹ گئے، حضرت علیؓ نے ان کو دیکھا اور سمجھے کہ یہ کوئی مسافر ہے ابوذرؓ حضرت علیؓ کو دیکھ کر ان کے پیچھے ہو لئے لیکن ایک نے دوسرے سے کچھ نہ پوچھا، صبح ہوگئی پھر اپنا توشہ اور مشکیزہ اٹھایا اور مسجد آگئے اور یہ سارا دن بھی اسی طرح گذار دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوئی یہاں تک کہ شام ہوگئی یہ اپنی لیٹنے کی جگہ پڑ رہے، ان پر حضرت علیؓ کا پھر گذر ہوا کہنے لگے اس آدمی کے لئے اب تک وقت ہی نہ آیا ہے کہ اپنا ٹھکانا پہچانے اس کے بعد انھیں کھڑا کیا یہ پھر حضرت علیؓ کے ساتھ چل دیئے ایک نے دوسرے سے مطلقاً کوئی بات نہ کی جب تیسرا دن ہوا حضرت علیؓ نے پہلے کی طرح انھیں پھر اٹھایا یہ ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے حضرت علیؓ نے کہا تم کیوں نہیں کہتے ہو کہ اس غرض سے آنا ہوا؟ ابوذرؓ نے کہا کہ اس شرط سے بیان کرونگا کہ پہلے تم مجھے عہد و پیمان دو کہ میری ضرور رہنمائی کروگے، چنانچہ حضرت علیؓ نے وعدہ فرمایا، ابوذر غفاریؓ نے اپنا مدعا کہہ سنایا، حضرت علیؓ نے فرمایا بیشک یہ بات حق ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جب صبح ہو تو تم میرے پیچھے پیچھے چلنا اگر میں کوئی خطرہ دیکھونگا تو ٹھہر جاؤنگا، کوئی یہ سمجھے کہ میں پیشاب کر رہا ہوں۔ اور جب میں چلوں پھر میرے پیچھے ہو لینا اور جس مکان میں داخل ہو جاؤں تم بھی داخل ہو جانا چنانچہ صبح ہوتے ہی یہ ان کے پیچھے چل دیئے جب حضرت علیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے یہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے آپؐ کی بات سنی اور اسی وقت اسلام لے آئے، ان سے آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کو بھی اطلاع دیدینا اور اس وقت تک نہ آنا جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں غالب آگیا ہوں، حضرت ابوذرؓ نے کہا قسم اس ذات پاک کی کہ میرا نفس اس کے قبضۂ قدرت میں ہے میں ضرور ببانگِ دہل اس کلمہ کا مشرکینِ مکّہ کے درمیان اعلان کر کے رہونگا۔ وہاں سے نکل کر مسجد الحرام آئے اور بلند آواز سے پکار کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سنکر مشرکین ان پر پل پڑے، اور ان کو اتنا مارا کہ انھیں لٹا دیا، اتنے میں حضرت عباسؓ پہونچے، اور ابوذرؓ پر جھک گئے اور کہا تمہارا ناس جائے تم لوگوں کو پتہ نہیں کہ یہ قبیلۂ غفار کا

ہے جو ملک شام جاتے ہوئے تمہاری تجارت کا راستہ ہے حضرت عباسؓ نے لوگوں سے انہیں چھڑا لیا دوسرے دن علی الصباح پھر انھوں نے کلمۂ شہادت کا اعلان کیا اور پھر مشرکینِ مکہ نے ان پر حملہ کیا اور مارا اور پھر حضرت عباسؓ نے انھیں بچایا۔

حضرت عباسؓ[1] کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے یہ اعلان کیا اے جماعتِ قریش! میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، لوگوں نے کہا پکڑو اس بے دین کو، چنانچہ مشرکین لپکے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں اتنا مارا گیا کہ مرنے کے قریب ہوگیا اتنے میں حضرت عباسؓ آگئے اور میرے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے، پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا، تمہارا ناس جائے کیا تم ایک غفاری آدمی کو مار ڈالو گے؟ تمہارے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت قوم غفار ہی کے پاس سے ہے، چنانچہ لوگ رُک گئے جب میں نے اگلے دن صبح کی، تو کل کی طرح پھر کلمۂ شہادت کا اعلان کیا، لوگوں نے کہا کہ اس بے دین کی پھر خبر لو چنانچہ جو معاملہ میرے ساتھ کل —— گذرا تھا وہی آج پھر ہوا اور پھر حضرت عباسؓ آگئے اور مجھے بچانے کے لئے میرے اوپر لیٹ گئے اور کل جیسی بات پھر کہی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ[2] کے اسلام کا مسلم شریف میں تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور طرح پر بیان کیا ہے ان کی حدیث میں ہے کہ میرا بھائی مکہ پہونچا پھر مجھ سے آکر کہا میں مکہ گیا تھا میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کو لوگ بددین کہتے تھے اور تمہارے زیادہ مشابہ تھا چنانچہ میں بھی مکہ گیا اور ایک آدمی کو دیکھا کہ ان کا نام لے رہا ہے میں نے پوچھا وہ بددین کہاں ہے؟ وہ مجھ پر چیلا کر —— بددین بددین کہنے لگا، لوگوں نے جمع ہو کر مجھے پتھروں سے اس قدر مارا گویا میں سرخ پتھر کا بت تھا خون کی (وجہ سے) یہ حالت تھی چنانچہ میں کعبہ اور اس کے پردہ کے درمیان چھپ گیا اور وہیں پندرہ دن و رات رہا میرے پاس سوائے آبِ زمزم کے اور کوئی کھانے پینے کی چیز نہ تھی، آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ سے جب یہ دونوں حضرات کعبہ میں داخل ہوئے میری ملاقات ہوئی پس خدا کی قسم میں وہ پہلا انسان ہوں جس نے آپؐ کو اسلامی طریقہ پر سلام کیا، میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا وعلیک السلام! تو کون ہے؟ میں نے کہا بنی غفار کا ایک آدمی ہوں حضورؐ کے ساتھی نے کہا یا رسول اللہ! آج کی رات اس کو مہمان ٹھہرانے کی مجھ کو اجازت دیجئے، چنانچہ وہ مجھے اپنے ہمراہ گھر لے گئے، جو مکہ کی نیچے کی جانب تھا انھوں نے مجھے چند مٹھی کشمش کی لا کر دیں اس کے

---

[1] وعند البخاری ج ۱ صفحہ ۵ [2] واخرجہ مسلم من طریق عبداللہ بن الصامت

بعد میں اپنے بھائی کے پاس وطن آیا اور میں نے اُس سے بتایا کہ میں اسلام لے آیا بھائی نے کہا میں بھی تمہارے ہی دین پر ہوں پھر ہم دونوں اپنی ماں کے پاس گئے ماں نے کہا میں بھی تم دونوں کے دین پر ہوں۔ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی بعض لوگوں نے ان میں سے بھی میرا اتباع کر لیا۔

ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ذرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو ذرؓ نے فرمایا کہ میں حضورؐ کے ساتھ مکہ میں ٹھہرا رہا آپؐ نے مجھے اسلام سکھایا اور میں نے قرآن کا کچھ حصہ پڑھ لیا اس کے بعد میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے دین کو ظاہر کروں آپؐ نے فرمایا مجھے تمہارے قتل کیے جانے کا خطرہ ہے، میں نے عرض کیا، دین تو ظاہر کر کے رہونگا خواہ میں مارا جاؤں یہ سُنکر آپؐ خاموش ہو گئے میں قریش کی ایک مجلس میں پہونچا جو مسجد میں باتیں کر رہے تھے اور میں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ جماعت میرے اوپر ٹوٹ پڑی اور مجھے بہت مارا اور پیٹتے پیٹتے سُرخ بُت کی طرح کر دیا۔ اور انھوں نے یہ خیال کر کے کہ مجھ کو قتل کر چکے چھوڑ کر چلے گئے میں کھڑا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے میرا یہ حال دیکھ کر مجھ سے فرمایا، کیا میں نے تجھ کو اس کام سے منع نہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے جی میں یہ ایک بات آئی تھی جس کو میں نے پورا کر لیا اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرا رہا آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اب اپنی قوم میں چلے جاؤ جب میرے غلبہ اور نصرت کی تمہیں اطلاع پہونچے میرے پاس آجانا۔ ابو نعیمؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ابو ذرؓ فرماتے ہیں میں مکہ آیا اہل وادی میرے اوپر پل پڑے اور جو ڈھیلا اور ہڈی ان کے ہاتھ لگی اس سے میری اتنی زدوکوب کی کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا میں نے دیکھا کہ میں سُرخ بت کی طرح ہوں یعنی بہت لہولہان تھا۔[۵]

حضرت سعید بن زیدؓ اور انکی بیوی فاطمہ یعنی حضرت عمرؓ کی بہن کا مشقتیں برداشت کرنا

قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ کو مسجد کوفہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ

---

۱ واخرجہ الطبرانی نحوہ مطولا ، وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۸ من طریق ابن عباس ۲ واخرج ابو نعیم ایضاً عن عبد اللہ بن الصامت ۳ کذا فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۹ واخرجہ الحاکم ایضاً ج ۳ صفحہ ۳۳۸ بطرق مختلفۃ ۴ اخرج البخاری ج ۱ صفحہ ۵۴۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام لانے کی وجہ سے سختی کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اگر تو مجھے دیکھتا جب حضرت عمرؓ نے مجھے اور اپنی بہن کو سختی کے ساتھ باندھ رکھا تھا اور ابھی تک یہ اسلام نہ لائے تھے (تو معلوم ہوتا کہ ہم لوگوں نے دین کے بارے میں کیسے کیسے مصائب برداشت کئے ہیں)

حضرت[۲] انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ گردن میں تلوار لٹکا کر گھر سے نکلے راستہ میں بنی زہرہ کے ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا میرا ارادہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دوں (نعوذ باللہ) اس آدمی نے کہا اگر تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا تو بنی زہرہ اور بنی ہاشم سے کس طرح بچوگے؟ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو بھی بے دین ہو چکا ہے اور جس دین پر تو تھا اسے تو نے چھوڑ دیا ہے۔ اس آدمی نے کہا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتاؤں؟ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس آدمی نے کہا تیری بہن اور بہنوئی بھی بے دین ہو گئے اور جس دین پر تو ہے اسے چھوڑ بیٹھے یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ غصہ سے بھڑک گئے، بہن اور بہنوئی کے پاس پہونچے ان دونوں کے پاس مہاجرین میں سے حضرت خبابؓ بیٹھے ہوئے قرآن پڑھا رہے تھے حضرت خبابؓ نے حضرت عمرؓ کے پیر کی آہٹ سن لی اور گھر کے اندر چھپ گئے حضرت عمرؓ نے گھر میں داخل ہوتے ہی کہا کہ ترنم کی آواز جو میں نے تم لوگوں کے پاس ابھی سنی کیا ہے؟ یہ لوگ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں بات کر رہے تھے اس کے سوا اور کچھ نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا شاید تم دونوں بے دین ہو چکے ہو؟ ان کے بہنوئی نے کہا "اے عمر! تم ہی بتاؤ کہ اگر حق تمہارے دین کے علاوہ میں ہو تو کیا کیا جائے؟ حضرت عمرؓ جھپٹے اور اپنے بہنوئی کو بہت بری طرح سے روندا ان کی بہن نے آکر انھیں اپنے شوہر پر سے ہٹایا، حضرت عمرؓ نے ایسی زور سے ان کے طمانچہ مارا کہ ان کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ان کی بہن نے غصہ میں آکر کہا اے عمر! اگر چہ حق تمہارے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب میں ہو؟ (جب بھی باطل کا پاس کروگے؟) میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، جب حضرت عمرؓ مایوس ہو گئے تو کہنے لگے کہ اچھا میرے پاس وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے میں بھی اسے پڑھ کر دیکھوں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کتابیں پڑھ لیتے تھے ان کی بہن نے کہا کہ تم پلید ہو اور اس کتاب کو پاک صاف لوگ ہاتھ لگاتے ہیں کھڑے ہو جاؤ پہلے

---

[۱] ایضاً ج ۱ صفحہ ۲۶۹ [۲] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۹۱

غسل کرو یا وضو پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور وضو (وغسل) کیا اور وہ کتاب لیکر سورۂ طٰہٰ یہاں تک پڑھی اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، یہ سُنکر حضرت خبابؓ بھی کوٹھری سے باہر نکلے اور کہا اے عمر! بشارت حاصل کرو مجھے پوری امید ہے کہ جمعرات کی رات کو حضورؐ نے جو دعا مانگی تھی وہ قبول ہوگئی، آپؐ نے یہ دعا مانگی تھی اے اللہ! اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب کے یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے اسلام لانے سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان میں تشریف فرما ہیں جو صفا پہاڑی کے دامن میں تھا، حضرت عمرؓ یہاں سے چل کر دارارقم میں پہونچے دروازہ پر حضرت حمزہؓ اور طلحہؓ اور چند صحابہؓ حاضر تھے حضرت عمرؓ کی اس آمد سے لوگوں نے ہیبت محسوس کی حضرت حمزہؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا ہاں یہ عمر ہی آرہے ہیں اگر اللہ پاک نے عمر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اسلام لے آئیں گے اور حضورؐ کا اتباع کرلیں گے اور اس کے علاوہ اگر ان کا کوئی اور ارادہ ہے تو ہمارے لئے ان کا قتل کردینا کوئی بڑی بات نہیں آسان ہے، حضورؐ مکان کے اندر تھے آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی، اتنے میں حضورؐ باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کے پاس پہونچکر ان کے تمام کپڑوں کو مع تلوار کے پرتلے کے پکڑ کر فرمایا اے عمر! کیا تم باز آنے والے نہیں جب تک اللہ تمہارے اوپر ذلّت اور عذاب نازل نہ کردے، جیساکہ ولید بن مغیرہ پر نازل کیا ہے اے میرے اللہ! یہ عمر بن خطاب ہے۔ اے میرے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ دین کو عزت دے، یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام لے آئے اور کہا یا رسول اللہ! اب آپ کھُلم کھُلا تبلیغ اسلام کیجئے [۱]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے میرے اللہ! [۲] اسلام کو عمر بن خطاب کے ہاتھوں عزت دے حضرت عمرؓ اسی رات کے شروع حصہ میں اپنی بہن کو جبکہ وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھ رہی تھیں اتنا مارا تھا کہ انھیں یہ گمان تھا کہ شاید انھیں قتل کردیا، جب صبح اٹھے تو بہن کی آواز سنی کہ وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھ رہی ہیں کہا خدا کی قسم نہ یہ شعر ہے اور نہ گنگنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے دروازہ پر حضرت بلالؓ تھے انھوں نے دروازہ کو دھکا دیا حضرت بلالؓ نے پوچھا کون ہے؟ کہا کہ میں عمر بن خطاب ہوں، حضرت بلالؓ نے کہا ٹھہرو میں تمہارے لئے حضورؐ سے اجازت لے لوں، بلالؓ نے آپؐ کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! عمر دروازے پر کھڑے ہیں، حضورؐ نے یہ کہتے ہوئے کہ اگر اللہ پاک نے عمر کے

---

[۱] کذا فی العینی ج ۸ صفحہ ۶۸ وذکرہ ابن اسحاق بہذا السیاق مطولاً کما فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۸۱
[۲] عند الطبرانی۔

ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو ان کو دین میں داخل کر دیگا حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور کہا کیا ارادہ ہے اور کس لئے آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا آپ جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں مجھ پر پیش کیجئے حضورؐ نے فرمایا گواہی دو کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور بلا شبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں حضرت عمرؓ نے اسی جگہ کلمہ پڑھا اور اسلام لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب باہر نکلئے[1] (اور کھلم کھلا دعوتِ اسلام پیش کیجئے)

حضرت عمرؓ کے غلام اسلمؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں سے کہا کیا تم لوگ میرے اسلام لانے کا قصہ سننا پسند کرتے ہو ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ میں حضورؐ کے مخالفین میں سے بہت سخت مخالف تھا' ایک روز بہت سخت گرمی میں مکہ کی بعض گلیوں میں چلا جا رہا تھا مجھ کو ایک قریشی آدمی نے دیکھ کر کہا ابن خطاب! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا اس آدمی کا (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ ہے) قریشی نے کہا ابن خطاب! یہ بات تو تیرے گھر میں داخل ہو چکی ہے اور تو ایسا کہتا ہے؟ میں نے کہا یہ کیسے؟ اُس نے کہا کہ تمہاری بہن بھی ان کی طرف چلی گئی (یعنی مسلمان ہو گئی) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں غصہ میں بھرا ہوا وہیں سے لوٹا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب ایک یا دو نادار مفلس مسلمان ہوتے تو ان کو کسی ایسے آدمی کے حوالہ کر دیتے جو ان کا خرچ برداشت کرے۔ آپ نے اپنے صحابہؓ میں سے دو آدمی میرے بہنوئی کے بھی حوالہ کر رکھے تھے میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا عمر بن الخطاب ہے۔ اور یہ لوگ اپنے ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے پڑھ رہے تھے جب ان لوگوں نے میری آواز سُنی کھڑے ہوئے اور مکان میں چُھپ گئے اور جلدی میں کتاب چھوڑ گئے جب میری بہن نے میرے لئے دروازہ کھولا میں نے کہا اے اپنی جان کی دشمن! تو بے دین ہو گئی ہے؟ میں نے اس کے سر پر مارنے کے لئے کچھ اٹھایا میری بہن آخر عورت ذات تھی رو پڑی اور کہا اے ابن خطاب! جو تمہارے جی میں آئے کر دیں تو اسلام لا چکی ہوں میں اسے چھوڑ کر چار پائی پر بیٹھ گیا' میں نے دیکھا کہ دروازے کے بیچوں بیچ ایک صحیفہ ہے میں نے پوچھا یہ صحیفہ یہاں

---

[1] قال الهيثمي ج ۹ ص ۶۲ وفيه يزيد بن ربيعة وهو متروك وقال ابن عدي ارجو انه لا بأس به وبقية رجاله ثقات۔ انتهى [2] واخرج البزار عن اسلم مولى عمر رضي الله عنه

کیسا ہے؟ بہن نے کہا اے ابنِ خطّاب! اپنے سے اسے علیحدہ رکھنا ہاتھ نہ لگانا نہ تم جنابت سے غسل کرتے ہو اور نہ پاکی حاصل کرتے ہو۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس کو پاک لوگوں کے سوا کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا، میں اس سے برابر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھے وہ صحیفہ دیدیا اس کے بعد مسند بزار میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا اور اس کے بعد کا ایک طویل قصہ ہے[1]

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا تکلیف برداشت کرنا

عثمانؓ کی روایت میں ہے[2] کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرامؓ کو انتہائی مصائب اور پریشانی میں مبتلا دیکھا اور یہ ولید بن مغیرہ کے امن دینے کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ صبح و شام پھرتے تھے تو اپنے جی میں کہا خدا کی قسم ایک مشرک کی پناہ کی وجہ سے میں تو صبح شام آرام سے پھروں اور میرے ساتھی اور دینی بھائی اُن مصائب اور تکالیف کا شکار ہوں جو مجھے نہیں پہونچتیں (یہ میرے لئے مناسب نہیں ہے) یہ میرے نفس کی انتہائی کمزوری ہے، یہ سوچکر ولید بن مغیرہ سے جا کر کہا کہ اے ابو عبد شمس! اب تمہاری ذمہ داری پوری ہوچکی ہیں تمہاری پناہ کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں ولید نے پوچھا اے بھتیجے! کس لئے؟ غالباً میری قوم میں سے کسی فرد نے تمہیں تکلیف پہونچائی ہے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا یہ بات نہیں ہیں تو اب اللہ کے پناہ دینے پر راضی ہوں، اور اللہ کے غیر کی پناہ اب مجھے نہیں چاہیئے، ولید نے کہا کہ میرے ساتھ مسجد الحرام چلو اور وہیں چل کر اعلانیہ میری پناہ کو واپس کرو جس طرح پر کہ میں نے سب کے سامنے تمہیں پناہ دی تھی یہ دونوں مسجد گئے لوگوں سے ولید نے کہا یہ عثمان اس لئے آئے ہیں کہ میرے پناہ دینے کو واپس کردیں حضرت عثمانؓ نے لوگوں سے کہا کہ بیشک یہ سچ کہتے ہیں، میں نے ان کو انتہائی وفادار اور اچھا پناہ دینے والا پایا لیکن اب مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ غیر اللہ کی پناہ نہ لوں میں نے ن کی پناہ کو ان پر واپس کیا، یہ کہکر حضرت عثمانؓ وہاں سے واپس آرہے تھے کہ قریش کی ایک مجلس میں لبید بن ربیعہ بن مالک بن کلاب قیسی (مشہور شاعر عرب) ان لوگوں کو اپنا قصیدہ سنا رہے تھے حضرت عثمانؓ بھی وہاں بیٹھ گئے جب لبید نے یہ شعر پڑھا

الا کلّ شیٔ ما خلل اللہ باطل

ترجمہ:۔ تمہیں واضح رہے کہ سوائے اللہ کے ہر شے باطل و بیکار ہے

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۶۴ وفیہ اسامۃ بن زید بن اسلم وھو ضعیف۔ انتہی

[2] اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۰۳

حضرت عثمانؓ نے داد دیتے ہوئے کہا کہ سچ کہا، اور جب اگلا مصرعہ پڑھا

وكل نعيم لا محالة زائل

ترجمہ

اور ہر نعمت لامحالہ (ایک نہ ایک دن) زائل ہو جائیگی۔

تو حضرت عثمانؓ نے کہا تو نے جھوٹ کہا جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہونگی

حضرت عثمانؓ کی یہ بات سنکر لبید بن ربیعہ نے کہا اے جماعت قریش! خدا کی قسم اس سے قبل کبھی بھی تمہارے ساتھیوں نے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہونچائی، تم میں یہ نئی بات کب سے پیدا ہوئی (کہ میرے کلام پر جرح بازی ہونے لگی ہا) مجمع میں سے ایک آدمی نے کہا کہ یہ بھی ایک نادان ہے ان نادانوں میں سے جو اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں ان لوگوں نے ہمارا مذہب چھوڑ دیا ہے تم اپنے دل میں اس کی باتوں سے کچھ میل نہ لاؤ، حضرت عثمانؓ نے اس شخص کی بات کا جواب دیا یہاں تک کہ دونوں میں بات بڑھ گئی وہ آدمی حضرت عثمانؓ کی طرف اٹھکر آیا اور ان کی آنکھ پر ایک ایسا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ سیاہ پڑ گئی، ولید بن مغیرہ قریب میں بیٹھا ہوا جو کچھ حضرت عثمانؓ پر گذری دیکھ رہا تھا اس نے کہا اے میرے بھتیجے! تیری آنکھ کو جو مصیبت پہونچی یہ کبھی نہ پہونچتی تم تو ایک محفوظ ذمہ داری میں تھے، حضرت عثمانؓ نے کہا بیشک خدا کی قسم یہ میری صحیح آنکھ اللہ کے راستے میں اسی مصیبت کی محتاج اور متمنی ہے جو اس کی ایک بہن کو پہونچی اے ابو عبد شمس! میں یقیناً اب ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو بڑی عزت اور بڑی قدرت والی ہے، اس کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ نے اپنی مصیبت زدہ آنکھ کے بارے میں حسب ذیل شعر پڑھے :-

فان تك عيني في رضى الرب نالها ﴿۱﴾ يد ملحد في الدين ليس بمهتد

فقد عوض الرحمٰن منها ثوابه ﴿۲﴾ ومن يرضه الرحمٰن يا قوم يسعد

فاني وان قلتم غوي مضلل ﴿۳﴾ سفيه على دين الرسول محمد

اريد بذاك الله والحق ديننا ﴿۴﴾ على رغم من يبغي علينا ويعتدي

ا- ترجمہ: اگر میری آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں ایک ملحد بے دین گمراہ کے ہاتھوں مصیبت پہونچی (تو کیا ہوا؟)

۲- اللہ پاک نے اس کے بدلہ میں اپنا ثواب عطا فرمایا۔ اور جس کو اللہ راضی رکھے اے قوم! وہی نیک بخت اور کامیاب ہے

۳۔ بلا شبہ میں اگرچہ تم لوگ کتنے ہی کہو کہ بھٹکا ہوا اور گمراہ بیوقوف ہوں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں
۴۔ اس سے میں نے اللہ کا ارادہ کیا ہے اور ہمارا ہی دین حق اور صحیح ہے، جو لوگ ہم سے بغاوت اور عداوت کرتے ہیں خواہ ان کو یہ بات کتنی ہی بُری لگے،

حضرت علی بنؓ ابی طالب نے حضرت عثمان بن مظعون کی اس آنکھ کی مصیبت کے بارے میں حسب ذیل اشعار کہے

امن تذکر دھر غیر مامون (۱) اصبحت مکتئبا تبکی کمحزون

امن تذکر اقوام ذوی سفہ (۲) یغشون بالظلم من یدعو الی الدین

لا ینتھون عن الفحشاء ما سلموا (۳) والغدر فیھم سبیل غیر مامون

الا ترون - اقل اللہ خیرھم (۴) انا غضبنا لعثمان بن مظعون

اذ یلطمون ولا یخشون مقلتہ (۵) طعنا دراکا وضربا غیر مافون

فسوف یجزیھم ان لم یمت عجلا (۶) کیلا بکیل جزاء غیر مغبون [۱]

۱۔ کیا ایسے زمانہ کی یاد سے جو پُر امن نہیں تو غمزدہ لوگوں کی طرح رو رہا ہے اور رنج منا رہا ہے
۲۔ یا ایسی ناہنجار قوم کی یاد میں جو ان لوگوں پر ظلم و ستم ڈھاتے ہیں جو دین کی طرف بلاتے ہیں
۳۔ یہ قوم جب تک صحیح سالم ہے فحش اور گناہ سے نہیں رک سکتی، اور غداری کا راستہ ان لوگوں میں محفوظ نہیں
۴۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا! کہ اللہ پاک نے ان لوگوں سے خیر و برکت اٹھالی ؟ ہمیں عثمانؓ بن مظعون کے اس معاملہ سے بہت غصہ آیا
۵۔ جب ان کے چہرہ پر طمانچہ بازی کر رہے تھے اور ان کی آنکھ کے ضائع ہونے سے نہ ڈرے، لگاتار چونکے مارتے رہے اور ایسی مار ماری جس میں کوئی کمی نہ چھوڑی
۶۔ عنقریب اللہ ان کو بدلہ دے گا اگر یہ اب نہ مرے (تو جب بھی مریں گے) اللہ بدلہ دے گا برابر سرابر ایسا بدلہ جس میں کوئی کمی اور غبن نہ کیا جائیگا

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا مشقتیں برداشت کرنا

مصعب [۲] بن عمیرؓ مکہ کے نوجوانوں میں سے نوجوان، خوبصورت زلفیں رکھائے ہوئے تھے

---

[۱] کذا فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۰۲۔ وذکر فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۹۳ قصۃ ابن مظعون عن ابن اسحاق بلا اسناد وزاد فقال لہ الولید علم یا ابن اخی الی جوار کسعد قال لا ۔ واخرجہ الطبرانی عن عروۃ مرسلا قال الہیثمی وفیہ ابن لہیعۃ ج ۶ صفحہ ۳۴ [۲] اخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۲ عن محمد العبدری عن ابیہ

ان کے والدین ان سے انتہائی محبت رکھتے تھے ان کی ماں دولت مند بڑے مال والی تھیں، اچھے سے اچھا اور نرم لباس ان کو پہنائیں، اہلِ مکہ میں یہ عطر کا استعمال زیادہ رکھتے تھے حضرموت کے عمدہ بنے ہوئے جوتے استعمال کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ان سے اچھی زلفوں والا اور ان سے باریک لباس والا اور اُن سے زیادہ دولت مند میں نے کسی کو نہیں دیکھا، ان کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں یہ وہاں پہونچے اور اسلام لائے اور آپؐ کی تصدیق کی وہاں سے آنیکے بعد اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا یہ چھپکر حضورؐ کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے، ایک دن ان کو نماز پڑھتے ہوئے عثمان بن طلحہ نے دیکھ لیا اور ان کی والدہ اور قوم سے جاکر کہدیا انھوں نے انھیں پکڑ کر قید کردیا یہ برابر قید و بند میں رہے یہاں تک کہ جب حبشہ کی طرف پہلی ہجرت ہوئی یہ حبشہ ہجرت کر گئے اور وہاں سے مسلمانوں کے ہمراہ جب وہ واپس ہوئے یہ بھی واپس آگئے ان میں نمایاں تبدیلی آچکی تھی بدن بھی بھاری ہو گیا تھا (رنگ وروپ بھی بدل گیا تھا) لباس بھی موٹا جھوٹا تھا اب تو ماں بھی لعنت ملامت کرنے سے رُک گئی۔

حضرت عبداللہ ؓ بن حذافہ سہمی کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت ابو رافع ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک لشکر روم کی طرف روانہ فرمایا اس لشکر میں ایک آدمی عبداللہ بن حذافہؓ نامی اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بھی تھے ان کو رومی قید کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اور اُس سے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں طاغیہ (روم کے بادشاہ) نے ان سے کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو میں اپنے ملک و سلطنت میں تمہیں شریک کرونگا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ اگر تم مجھکو اپنا سارا ملک اور تمام بلادِ عرب بھی دیدو اور یہ کہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پلک مارنے تک کے لئے پھر جاؤ تو ہرگز ایسا نہ کرونگا، اُس نے کہا تو پھر میں تمہیں قتل کر دونگا۔ عبداللہؓ نے کہا اس بات کا تجھے اختیار ہے، اس نے ان کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور تیر اندازوں سے خفیہ طور پر کہا کہ ان پر تیر اس طرح چلاؤ کہ ان کے ہاتھ اور پیر کے قریب سے گذرے اور وہ ان پر نصرانیت پیش کر رہا تھا حضرت عبداللہؓ اس

لہ اخرج البیہقی وابن عساکر

حالت میں بھی انکار کر رہے تھے پھر ان کے اندر بے جانے کا حکم دیا، پھر اس نے ایک دیگ منگوائی جس میں پانی بھر اگیا اور خوب جوش دیا گیا پھر دو مسلمان قیدیوں کو منگوایا ان میں سے ایک کو اس دیگ میں ڈال دیا اور وہ خود حضرت عبداللہؓ پر عیسائی بن جانے کا سوال پیش کر رہا تھا اور یہ انکار کر رہے تھے، پھر اس نے ان کے بھی دیگ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جب ان کو دیگ کے قریب لے جایا گیا تو یہ رو دیئے بادشاہ سے کہا گیا کہ یہ رو رہے ہیں اس نے گمان کیا کہ شاید یہ عاجزی ظاہر کر رہے ہوں اور کہا کہ انھیں واپس لے آؤ اور پھر ان پر عیسائی ہو جانے کو پیش کیا، انھوں نے انکار کر دیا تب اس نے کہا تو پھر رو کیوں رہے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ میں اس لئے رو دیا کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ تو اس وقت مجھے دیگ میں ڈال دیگا اور میں ختم ہو جاؤنگا اور میری یہی ایک جان ہے جو چلی جائیگی رخواہش تو یہ ہے کہ ہر بال کے عوض میرے جسم میں جانیں ہوتیں جو سب کی سب اللہ کے راستے میں اس دیگ میں ڈالی جاتیں، طاغیہ، بادشاہِ روم نے ان سے کہا اچھا تم میرے سر کا بوسہ لو میں تمہیں چھوڑ دونگا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اور میرے تمام مسلمان قیدی؟ اس نے کہا کہ ان سب کو بھی چھوڑ دونگا، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں سوچا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ کہ اللہ کے دشمنوں میں سے یہ ایک دشمن ہے اس کا سر چومنے سے میری اور تمام مسلمانوں کی رہائی ہوتی ہے چنانچہ انھوں نے اس کے قریب جاکر اس کے سر کا بوسہ لیا اس نے سارے مسلمان قیدی ان کے حوالہ کر دیئے یہ ان سب کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب ساری سرگذشت کہہ سنائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہر مسلمان پر اب یہ لازم ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کو بوسہ دے اوّل میں ہی اس کام کی ابتدا کرتا ہوں، حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔[1]

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشقتیں برداشت کرنا

حضرت[2] سعید بن جبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ کیا مشرکین اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی سختیاں برتتے تھے کہ جس کی بنا پر مسلمان اپنے مذہب کے ترک کرنے میں معذور سمجھے جاتے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہاں، خدا کی قسم وہ مارا بھی کرتے

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۶۲ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۹۷ و خرج ابن عساکر لہذہ القصۃ شاہدا من حدیث ابن عباسؓ موصولاً۔ و آخر من فوائد ہشام بن عثمان من مرسل الزہری انتہی [2] اخرج ابن اسحاق عن حکیم۔

تھے اور کھجور کا پیاسا بھی رکھتے تھے کہ آدمی سیدھا بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ اس قدر سختیوں میں مبتلا کیا
جاتا تھا کہ مجبور ہو کر جو کچھ وہ کہلواتے وہ مسلمان زبان سے مجبوراً کہہ دیتا یہاں تک کہ اس
سے یہ بھی کہلواتے کہ علاوہ اللہ کے لات اور عزیٰ بھی خدا ہیں وہ مصائب میں گرفتار مسلمان
کہہ دیتا ہاں ہاں ان سے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس لئے کہ کفار انتہا سے زیادہ تکالیف
پہونچاتے اور سختیاں کرتے تھے [1]

حضرت[2] ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ اور آپ کے اصحابؓ
مدینہ تشریف لے آئے اور حضرات انصارؓ نے ان لوگوں کو پناہ دے دی تو تمام عرب کی ان کی مخالفت
میں ایک رائے تھی گویا کہ سب نے ملکر ایک کمان سے تیر چلایا ہے، انصار کی یہ حالت تھی کہ بلا
ہتھیار نہ رات گذارتے تھے اور نہ دن، اور آپس میں کہتے تھے کہ کیا تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم
لوگ کبھی اطمینان اور امن کی رات گذاریں گے؟ اور سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہ ہوگا؟ اس
وقت یہ آیت نازل ہوئی، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورۂ نور ع-۷)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان سے اللہ وعدہ
فرماتا ہے کہ انھیں زمین میں ضرور خلافت دیگا' [3]

حضرت ابو موسیٰ[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ غزوہ کرنے کے لیے
نکلے اور ہم چھ آدمی تھے ہمارے پاس صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم نوبت بہ نوبت سوار ہوتے
ہم لوگوں کے قدم چھلنی ہو گئے تھے میرے بھی دونوں قدم چھلنی ہو گئے تھے اور ناخن جھڑ گئے
تھے اور ہم لوگ اپنے پیروں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام
ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں اور کترنوں والا غزوہ رکھا گیا' اسلئے کہ ہم لوگ پیر پھٹ جانے کی
وجہ سے پیروں پر پٹی باندھتے تھے [5]

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۵۹ [2] واخرج ابن المنذر والطبرانی والحاکم وابن مردویہ والبیہقی
فی الدلائل وسعید بن منصور [3] کذا فی الکنز ج ۱ صفحہ ۲۵۹ واللفظ للطبرانی عن ابی بن کعب قال لما قدم النبی
صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی المدینۃ ـــ وآوتھم الانصار ـــ رمتہم العرب عن قوس واحدۃ
نزلت لیستخلفنہم فی الارض ـ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۸۳ رجالہ ثقات ۔ [4] واخرج ابن عساکر وابو یعلی
[5] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۱۰ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۶۰ بنحوہ ـ وزاد قال ابو بردۃ فحدث ابو موسی بہذا الحدیث
ثم ذکر ذلک فقال ما کنت اصنع ان اذکر ھذا الحدیث کانہ کرہ ان یکون شیء من عملہ افشاہ وقال اللہ یجزی بہ

دعوت الی اللہ میں شدتِ بھوک کا تحمل کرنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھوک کی شدت برداشت کرنا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا یہ بات نہیں کہ جو تم لوگوں کے جی میں آتا ہے کھاتے اور پیتے ہو؟ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ کو ردی کھجوریں بھی اتنی میسر نہ آتیں کہ جس سے آپؐ پیٹ بھر لیتے،[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ[2] نے لوگوں کی آسائشِ دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ سارے دن بھوک سے بیقرار رہتے ردی کھجور تک بھی اتنی میسر نہ آتیں کہ جس سے اپنا پیٹ بھر لیں،[3]

حضرت ابوہریرہ[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کیا تکلیف ہے؟ کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! بھوک، یہ سنکر میں رو پڑا آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! رو نہیں قیامت کے دن حساب کی سختی بھوکے کو نہ لگے گی بشرطیکہ اُس کو ثواب کی نیت سے دنیا میں برداشت کرلیا جائے[5]

حضرت[6] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے رات کے وقت بکری کے پائے آئے میں نے انھیں پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ٹکڑے کئے یا آپؐ نے پکڑا اور میں نے ٹکڑے بنائے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ جس سے بھی یہ حدیث بیان کرتیں فرمایا کرتی تھیں کہ یہ چراغ نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ بعض روایات[7] میں اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ یہ پائے کا بنانا چراغ کے اُجالے میں تھا؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس اتنا تیل ہوتا تو چراغ جوڑتا تو در کنار ہم اس کو (شدّت بھوک سے) پی جاتے،[8]

---

[1] اخرج مسلم والترمذی [2] فی روایۃ لمسلم عن نعمان رضی اللہ عنہ [3] کذا فی الترغیب ج ۵ صفہ ۱۵۴ واخرجہ ایضاً الامام احمد والطیالسی وابن سعد وابن ماجہ وابو عوانۃ وغیرہم کما فی الکنز ج ۴ صفہ ۴۲ [4] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ والخطیب وابن عساکر وابن النجار [5] کذا فی الکنز ج ۴ صفہ ۴۱ [6] واخرج احمد ورواتہ رواۃ الصحیح [7] واخرجہ الطبرانی ایضاً [8] کذا فی الترغیب ج ۵ صفہ ۱۵۵ واخرجہ ایضاً ابن جریر کما فی الکنز ج ۴ صفہ ۳۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی کئی چاند (یعنی کئی مہینے) گذر جاتے ان میں سے کسی کے گھر نہ تو چراغ جلتا اور نہ آگ جلتی اگر کہیں سے تیل ملتا تو اس کو لگا لیتے اور اگر چربی ملتی تو اسے کھا لیتے۔[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت پر مہینے سے مہینہ گذر جاتا کہ ان کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی تھی نہ روٹی کے لئے نہ کھانے کے لئے، لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا پھر کس چیز پر گذر اوقات ہوتی تھی فرمایا دو کالی چیزوں پر کھجور اور پانی، آپؐ کے انصاری پڑوسی اللہ ان کو جزائے خیر دے ان کے پاس دُودھالی اونٹنیاں تھیں وہ تھوڑا بہت دودھ بھیجدیا کرتے تھے۔[۲]

حضرت عُروہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں خدا کی قسم اے میرے بھانجے ! ہم لوگ ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا تین چاند دو مہینے یعنی (پہلے مہینہ کے شروع سے تیسرے کے شروع تک) اور ہم ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ روشن ہوتی تھی میں نے پوچھا اے خالہ جان ! پھر تم لوگوں کی معاش کی کیا سبیل تھی ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا دو کالی چیزیں، کھجور اور پانی۔ ہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاریؓ پڑوسیوں کے پاس دودھالی اونٹنیاں تھیں یہ حضرات آپؐ کے پاس ان کا دودھ بھیجدیتے تھے، آپؐ ہم لوگوں کو پلادیتے تھے۔[۳]

ابن جریر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چالیسؓ چالیسؓ دن تک ہمارے گھروں میں آگ و چراغ نہ جلا، میں نے پوچھا کہ پھر آپ لوگوں کی گذر اوقات کس چیز سے ہوتی تھی ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا دو کالی چیزوں سے کھجور اور پانی سے اور وہ بھی جب میسّر آگیا۔[۴]

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے یہاں حاضر ہوا میرے لئے کھانا منگایا اور کہنے لگیں میں جب کبھی پیٹ بھر لیتی ہوں اور رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں میں نے پوچھا کیوں ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھے وہ وقت یاد آجاتا ہے کہ جس حالت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو چھوڑا ہے خدا کی قسم کبھی بھی آپؐ کو ایک دن میں دو مرتبہ یعنی صبح و شام روٹی و گوشت پیٹ بھر کر نہیں ملا۔[۵]

---

[۱] عند ابی یعلی [۲] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۶۰ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۵ رواہ ابو یعلی وفیہ عثمان بن عطاء الخراسانی وھو ضعیف وقد وثقہ دحیم وبقیۃ رجالہ ثقات [۳] وعند احمد [۴] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۵ اسنادہ حسن ورواہ البزار کذا فی المنتہی [۵] واخرج الشیخان [۶] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۵ واخرجہ ایضاً ابن جریر نحوہ واخرجہ احمد باسناد حسن والبزار عن ابی ہریرۃ بمعناہ کما فی المجمع ج ۱۰ صفحہ ۳۱۵ [۷] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۰ [۸] اخرجہ الترمذی [۹] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۸

ابن جریر کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن بھی گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا جب سے کہ آپؐ مدینہ تشریف لائے یہاں تک کہ آپؐ اللہ کو پیارے ہو گئے ابن جریر کی یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے گھرانہ میں جَو کی روٹی سے دو دن لگا تار پیٹ نہیں بھرا گیا یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی نیز ابن جریر کی یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ وفات پا گئے اور اسودین یعنی کھجور اور پانی آپؐ کو پیٹ بھر کر میسر نہ آیا[1] بیہقی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے تین دن تک لگا تار پیٹ نہیں بھرا، اور اگر ہم لوگ چاہتے تو پیٹ بھر بھی لیتے لیکن آپؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ اپنے نفس پر دوسرے کو ترجیح دیتے تھے[2] (یعنی غریبوں کو کھلا دیا کرتے تھے)

حضرت[3] حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ لوگوں کی ہمدردی کرنے کے لئے اپنے نفس پر مشقّت برداشت فرماتے تھے اپنے تہہ بند پر چمڑے کا پیوند لگا لیتے تھے کبھی تین دن تک صبح و شام لگا تار نہیں کھایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے،

حضرت[4] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے میز پر کھانا نہیں کھایا اور کبھی پتلی چپاتیاں نہیں کھائیں، یہاں تک کہ آپؐ کا وصال ہو گیا ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے کبھی بھُنی ہوئی بکری کا گوشت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا[5]

حضرت[6] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لگا تار حضورؐ پر ایسی راتیں گذر جاتیں جن میں آپؐ کے گھر والے بھُوکے ہوتے اور شام کا کھانا میسر نہ آتا اور زیادہ تر گھر والوں کی روٹی جَو کی ہوتی تھی، حضرت[7] ابو ہریرہؓ کا ایک جماعت کے پاس گذر ہوا جس کے سامنے بھُنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی، ان لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بلایا انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ نہیں بھرا[8]

حضرت[9] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹکڑا جَو کی روٹی کا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے ان سے فرمایا یہ پہلا کھانا ہے جس کو تین دن کے بعد تمہارے اباجان اب کھائیں گے، طبرانی میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کو

---

[1] کما فی الکنز ج ۴ صفحہ ۳۸ [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۵ [3] اخرج ابن ابی الدنیا [4] عند البخاری [5] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۳ [6] اخرج الترمذی وصححہ [7] وعندہ ایضاً والبخاری [8] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۹-۱۵۱ [9] اخرج احمد

جَو کی روٹی کا ٹکڑا دیا آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ ٹکیہ ہے جس کو میں نے پکایا تھا میرے نفس نے گوارا نہ کیا کہ میں اکیلی یہ ٹکیہ کیسے کھاؤں؟ اس میں سے یہ ٹکڑا آپ کی خدمت میں لائی ہوں [1] حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس گرم کھانا لایا گیا جب آپؐ کھا کر فارغ ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا الحمد للہ! میرے پیٹ میں اتنے اتنے دنوں سے گرم کھانا نہیں گیا تھا، [2]

حضرت سہل بن سعدؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے آپؐ پیدا ہوئے اور جب تک کہ اللہ نے وفات دی آپؐ نے میدہ کی روٹی نہیں دیکھی، حضرت سعدؓ سے پوچھا گیا کیا تم لوگوں کے پاس حضورؐ کے زمانہ میں چھلنی تھی؟ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے اپنی پیدائش سے وفات تک چھلنی نہیں دیکھی، حضرت سعدؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگ بے چھنا جو کا آٹا کس طرح کھا لیتے تھے؟ فرمایا جَو پیس لیا جاتا تھا اور اس پر پھونک ماردی جاتی تھی تو بھوسی اُڑ گئی سو اُڑ گئی باقی کو گوندھ لیا جاتا تھا [5]

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے دسترخوان پر جَو کی روٹی کا کوئی ٹکڑا تھوڑا اور بہت نہ بچتا تھا، طبرانی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ کے سامنے جب دسترخوان اٹھایا جاتا اس پر کبھی کھانے کے چورے نہ پائے جاتے تھے [6] حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنا کرتا اٹھا کر پیٹوں پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا دکھایا آپؐ نے اپنی قمیص مبارک ہٹائی تو آپؐ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے دو پتھر بندھے ہوئے تھے [9] ابن بجیر رضی اللہ عنہ جو آپؐ کے ایک صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو ایک روز بھوک لگی آپؐ نے ایک پتھر اٹھا کر اپنے پیٹ پر رکھ لیا اور فرمایا اے لوگو! سُن لو بہت سے لوگ دنیا میں کھانے اور نرم لباس میں ہیں بروز قیامت بھوکے اور ننگے ہونگے اے لوگو! سُن لو بہت سے لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں یہی قیامت کے دن اپنے آپ کو ذلیل سمجھیں گے اور بہت سے لوگ اپنے نفس کو ذلیل سمجھتے ہیں اور ان کو بروز قیامت اپنا آپ معظم و مکرم دکھائی دیگا [10]

---

[1] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۲ بعد ما ذکرہ عن احمد و الطبرانی و رجالہ ثقات [2] ابن ماجہ باسناد حسن — والبیہقی باسناد صحیح [3] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۹ [4] و اخرج البخاری [5] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۳ [6] و اخرج الطبرانی باسناد حسن [7] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۱ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۳ و روی البزار بعضہ [8] اخرج الترمذی [9] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۵۲
[10] اخرج ابن ابی الدنیا [11] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۳۲۲ و اخرجہ ایضاً الخطیب و ابن مندۃ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۴۸۶

حضرتؓ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں جو پہلی مصیبت پیدا ہوئی ہے وہ پیٹ کا بھرنا ہے۔ قوم جب پیٹ بھر لیتی ہے یا جو لوگ پیٹ بھر لیتے ہیں اُن کے بدن موٹے ہو جاتے ہیں اور اُن کے دل کمزور پڑ جاتے ہیں اور ان کی خواہشات جوش مارتی ہیں [۲]

آنحضرتؐ، اہلبیتؓ اور حضرت ابوبکر و عمرؓ کا بھوک برداشت کرنا

حضرتؓ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بھرے دوپہر میں حضرت ابوبکرؓ صدیق گھر سے نکل کر مسجد کی طرف چلے، حضرت عمرؓ نے سنا تو کہا اے ابوبکر! یہ ناوقت کس چیز نے گھر سے نکالا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ شدتِ بھوک کے سوا اور کسی چیز نے نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی بھوک سے پریشان ہو کر خدا کی قسم گھر سے نکلا ہوں ان دونوں حضرات میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور ان دونوں حضرات کے پاس پہونچے) آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ ناوقت تم دونوں کیسے؟ ان دونوں نے کہا خدا کی قسم ہم کو سوائے بھوک کی شدت و سختی کے اور کسی چیز نے نہیں نکالا ہے، آپؐ نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے میں بھی بھوک ہی کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں، آؤ چلو، یہ تینوں حضرات چل کر ابوایوبؓ انصاری کے گھر پر پہونچے، ابوایوبؓ انصاری کچھ نہ کچھ دودھ یا کھانا آپؐ کے لئے رکھ چھوڑتے تھے، اُس دن آپؐ کو ان کے یہاں آنے میں دیر ہو گئی تھی وہ اپنے گھر والوں کو کھلا کر اپنے کھجور کے باغ میں کام کرنے کے لئے چلے گئے تھے، جب یہ حضرات دروازہ پر پہونچے تو ان کی بیوی گھر سے نکلیں اور کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کے لئے جو آپؐ کے ساتھ ہیں مرحبا حضورؐ نے ان سے دریافت کیا، ابوایوبؓ کہاں ہیں؟ آپؐ کے اس پوچھنے کو حضرت ابوایوبؓ نے جو اپنے کھجوروں میں کام کر رہے تھے سُن لیا بھاگے ہوئے آئے اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کیلئے مرحبا اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ وہ وقت تو نہیں ہے جس میں آپ تشریف لایا کرتے تھے آپؐ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا، یہ چھپٹے ہوئے باغ میں گئے اور ایک خوشہ کھجوروں کا جس میں خشک، تر، گدر کھجوریں تھیں توڑ کر لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا؟ ہمارے لئے کھجوریں ہی توڑ لائے ہوتے ابوایوبؓ نے عرض کیا یا

---

[۱] واخرج البخاری فی کتاب الضعفاء وابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع [۲] کذا فی الترغیب ج ۴ صفحہ ۳۲۰
[۳] اخرج الطبرانی وابن حبان فی صحیحہ

رسول اللہ! مجھے یہ زیادہ پسند آیا کہ آپ اس میں سے پکی، تر، گدر کھجوریں کھائیں اور ابھی آپ کے لئے ایک بکری ذبح کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا اگر تمہیں بکری ذبح کرنی ہے تو دیکھو دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا حضرت ابوایوبؓ نے سال یا سال بھر سے کم کا بکری کا بچہ لیا اور اسے ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ تو ہمارے لئے روٹی پکا، اور آٹا گوندھ، تجھے روٹی پکانی آتی ہے حضرت ابوایوبؓ نے آدھا گوشت تو پکایا اور آدھا بھونا جب کھانا پک کر تیار ہوگیا اور آپؐ کے اور آپؐ کے اصحابؓ کے سامنے رکھا گیا تو حضورؐ نے تھوڑا سا گوشت روٹی پر رکھ کر ابوایوبؓ انصاری سے کہا اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہونچا دو، انھیں اس جیسا کھانا مدتوں سے نہیں ملا ہے حضرت ابوایوبؓ انصاری حضرت فاطمہؓ کو اسے دے آئے پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھا چکے اور پیٹ بھر گیا تو آپؐ نے فرمایا روٹی اور گوشت کھجوریں خشک تازہ اور گدر، اتنا کہتے ہی آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور فرمایا قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے قبضۂ قدرت میں ہے یہ وہ نعمتیں ہیں کہ جس کے متعلق تم سے قیامت کے دن سوال کیا جائیگا، یہ بات آپؐ کے صحابہؓ کو بہت بڑی معلوم ہوئی آپؐ نے فرمایا جب تم اس جیسے کھانے پر ہاتھ بڑھایا کرو تو کہا کرو بِسْمِ اللّٰہ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ پس پڑھ لیا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَشْبَعَنَا وَاَنْعَمَ فَاَفْضَلَ ترجمہ "تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے ہمارا پیٹ بھرا، اور انعام کیا اور بہترین انعام کیا"

یہ پڑھنا اس سوال کے لئے بچاؤ ہو جائیگا جب آپؐ وہاں سے چلے حضرت ابوایوبؓ انصاری سے فرمایا صبح میرے پاس آنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کبھی کوئی آپ کے ساتھ احسان و سلوک کرتا آپؐ کو اُسے بدلہ دینا زیادہ محبوب تھا، راوی کہتے ہیں کہ ابوایوبؓ نے آپؐ کی یہ بات نہ سُنی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضورؐ تم کو حکم دے رہے ہیں کہ تم کل صبح آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونا جب صبح حضرت ابوایوبؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے اپنی باندی ان کو عنایت کی اور فرمایا اے ابوایوب انصاری! اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جب تک یہ ہمارے یہاں رہی ہم نے اس کو بھلا ہی دیکھا جب اس کو لے کر حضرت ابوایوب انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گھر آئے تو کہا میں حضورؐ کی وصیت کا مصداق اس سے بہتر نہیں پاتا ہوں کہ اس کو آزاد کر دوں چنانچہ اس کو آزاد کر دیا [1]

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ

---

[1] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۱۳۳ [2] اخرجہ البزار وابویعلی والعقیلی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وسعید بن منصور

صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت گھر سے باہر نکلے حضرت ابوبکرؓ کو مسجد میں پایا آپؐ نے پوچھا تمہیں گھر سے باہر اس وقت کس چیز نے نکالا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ جو چیز آپؐ کو گھر سے باہر لائی مجھے بھی لائی ہے، اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی آ گئے آپؐ نے فرمایا اے ابن خطاب! تمہیں کس چیز نے گھر سے باہر نکالا؟ حضرت عمرؓ نے کہا اسی چیز نے جو آپ دونوں حضرات کو گھر سے باہر لائی۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے اور حضورؐ ان دونوں حضرات سے بات کرنے لگے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں میں اتنی قوت ہے کہ اس کھجور کے باغ تک چل سکو؟ تمہیں وہاں کھانا پانی، سایہ سب کچھ ملیگا۔ آپؐ نے فرمایا چلو ہمارے ساتھ ابی الہیثم بن تیہان انصاریؓ کے مکان تک، اس کے بعد راوی نے حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے[۱]۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضورؐ نے میرے پاس آکر پوچھا کہ میرے دونوں بیٹے حسنؓ و حسینؓ کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ صبح ہمارے گھر میں اتنی چیز بھی نہ تھی کہ جسکو کوئی چکھنے والا چکھتا تو حضرت علیؓ نے کہا میں ان دونوں بچوں کو لئے جا رہا ہوں ایسا نہ ہو کہ یہ کھانے کے لئے روویں اور تمہارے پاس کچھ ہے نہیں۔ چنانچہ فلاں یہودی کے یہاں لے کر گئے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے دونوں بچوں کو دیکھا کہ ایک حوض پر کھیل رہے ہیں، ان کے سامنے چند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں آپؐ نے فرمایا اے علیؓ! اس سے پہلے کہ گرمی تیز ہو ان کو گھر واپس لے چلو، حضرت علیؓ نے کہا صبح سے گھر میں کھانے کو کوئی چیز نہیں ہے یا رسول اللہ! آپ ذرا دیر تشریف رکھیں میں درخت سے گری ہوئی کھجوریں حضرت فاطمہؓ کے لئے بھی چن لوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر کے لئے تشریف فرما ہو گئے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے کھجوریں چن کر کپڑے کے ایک ٹکڑے میں رکھ لیں اور چل دیئے ان بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا اور دوسرے کو حضرت علیؓ نے پھر دونوں کو گھر لے آئے[۲]۔

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم پر کئی دن ایسے گذر گئے کہ نہ تو ہمارے پاس اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز تھی میں نکلا چلا جا رہا تھا

---

[۱] کما فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۴۲ واخرجہ مسلم مختصرا ولم یسم الرجل الانصاری وھکذ رواہ مالک بلاغا باختصار وقال الحافظ المنذری ج ۵ صفحہ ۱۶۷ والظاہر ان ھذہ القصۃ اتفقت مرۃ مع ابی الہیثم ومرۃ مع ابی ایوب۔ اھ۔ [۲] اخرجہ الطبرانی باسناد حسن [۳] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۱ وقال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۶ اسنادہ حسن [۴] اخرج ھناد۔

راستے میں ایک دینار پڑا ہوا ملا تھوڑی دیر تو میں نے سوچا کہ اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں آخر کو میں نے اسے لے لیا کیونکہ بڑی مشقت میں مبتلا تھا اسے لے کر دوکاندار کے پاس آیا اور آٹا خرید کر حضرت فاطمہؓ کے پاس لے گیا اور میں نے کہا کہ اسے گوندھ اور روٹی پکا لے انھوں نے گوندھنا شروع کر دیا، بھوک کی وجہ سے ان کی کمزوری کا یہ عالم تھا کہ ان کی پیشانی کے بال لگن تک پہونچ رہے تھے بہرحال انھوں نے روٹی پکائی میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو اس بات کی اطلاع دی آپؐ نے فرمایا اسے کھالو اللہ پاک نے تم کو یہ رزق دیا ہے [۱]

حضرت محمدؒ بن کعبؒ قرظی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ اس طرح زندگی گذاری کہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رہتا تھا اور آج میرا یہ حال ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ چالیس ہزار ہے [۲] (اس میں دینار کی تصریح نہیں)، اُمِ سلیمؓ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے ان سے کہا کہ صبر سے کام لو، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں سات دن سے کوئی چیز نہیں ہے اور تین دن سے تو ہانڈی کے نیچے آگ بھی نہیں جلی اور خدا کی قسم اگر میں اللہ تعالےٰ سے سوال کروں کہ تہامہ کے سارے پہاڑوں کو سونا بنا دے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور بنا دیں گے، [۵]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھوک برداشت کرنا

حضرت سعدؓ [۶] فرماتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر ہم لوگوں کو اور خود حضورؐ کو تنگیٔ معاش انتہا سے زیادہ پیش آئی جب ہم اس مشقت میں پڑ گئے تو ہم لوگوں کو اس فقر و فاقہ اور سختی جھیلنے کی عادت پڑ گئی اور ہم لوگوں نے بڑے صبر اور تحمل سے کام لیا اور میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ مکہ میں رہتے ہوئے یہ بھی دیکھا کہ رات کی اندھیری میں پیشاب کے لئے اُٹھا جہاں پیشاب کیا کچھ کھڑکھڑاہٹ کی سی آواز آئی اسے غور سے دیکھا تو اونٹ کی کھال کا ٹکڑا تھا، اُسے اُٹھایا اور اسے دھویا پھر اسے جلایا اور اُسے دو پتھروں سے

---

[۱] واخرجہ العدنی عن محمد بن کعب القرظی مطولاً کذافی الکنز ج ۷ صفحہ ۳۲۸ واخرجہ ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۲۴۲ عن سھل بن سعدؓ مطولاً
[۲] واخرج احمد [۳] ورجال الرجال الصحیح غیر شریک بن عبد اللہ النخعی وھو حسن الحدیث ولکن اختلف فی سماع محمد بن کعب من علیؓ کذافی مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۲۳ [۴] واخرج الطبرانی [۵] کذافی الکنز ج ۴ صفحہ ۴۲
[۶] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۳

پیسکر سفوف سا بنایا اور اسے پھانک کر پانی پی لیا، اسی پر میں نے تین دن گذار دیئے،

حضرت سعدؓ[1] بن ابی وقاص فرماتے ہیں میں عرب میں سے وہ پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر اندازی کی ہم لوگوں نے حضورؐ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا ہم لوگوں کے پاس سوائے کیکر کے پتوں اور کیکر کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہم لوگ بکریوں کی طرح مینگنی کرتے جو علیحدہ علیحدہ ہوتیں [2]

حضرت مقداد بن اسودؓ اور ان کے دو ساتھیوں کا بھوک برداشت کرنا

حضرت مقداد[3] بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی اس حالت میں آئے کہ ہماری قوتِ سماع اور قوتِ بصر فقر وفاقہ برداشت کرنے کی وجہ سے قریب قریب ختم تھی، ہم لوگ اپنے آپ کو اصحابِ رسولؐ پر پیش کرتے مگر کوئی ہم لوگوں کو قبول نہ کرتا تھا اس لئے کہ ہم سب کا حال ایک جیسا تھا، حضورؐ ہم لوگوں کو اپنی فرودگاہ پر لے گئے، آپؐ کے تمام گھر کے لئے صرف تین بکریاں تھیں جن کا وہ دودھ نکالا کرتے تھے دودھ ہمارے درمیان تقسیم کر دیا جاتا تھا ہم لوگ حضورؐ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے آپؐ جب رات کو تشریف لاتے اتنے آہستہ سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا، ایک دن شیطان نے مجھے دھوکا دیا، اور میرے جی میں آئی کہ آپؐ کے حصہ کا بھی گھونٹ بھر جاؤں اس لئے کہ حضورؐ تو انصارؓ کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ آپؐ کی تواضع کر ہی دیں گے، شیطان لگاتار مجھ کو یہ دھوکا دیتا رہا چنانچہ میں اُسے پی گیا جب میں اسے پی چکا مجھے شرمندہ کیا اور کہا کہ یہ تُو نے کیا کیا؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں گے اور اپنے پینے کا حصہ نہ پائیں گے تو تیرے لئے بد دعا کریں گے اور تُو تباہ ہو جائیگا، میرے دونوں ساتھی تو اپنا حصہ پی کر سو رہے لیکن مجھے نیند نہ آئی، میرے پاس ایک اتنی بڑی چادر تھی کہ اگر میں اُسے سر پر ڈھکتا تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھکتا تو سر کھل جاتا حضورؐ اتنے میں تشریف لے آئے جس طرح آپؐ روزمرّہ تشریف لاتے تھے جب تک اللہ نے چاہا آپؐ نے نماز پڑھی پھر آپؐ نے اپنے پینے کے برتن پر نظر ڈالی اس میں جب کچھ نہ پایا تو اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے میں نے اپنے جی میں کہا اب میرے لئے آپؐ بد دعا فرمائیں گے اور میں تباہ ہو جاؤں گا، مگر حضورؐ نے یہ دعا مانگی کہ اے

---

[1] اخرج الشیخان [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۹ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹۳ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۹۹ بنحوہ [3] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۳

میرے اللہ! اس شخص کو کھانا دے جو مجھے کھانا کھلائے اور اس شخص کو سیراب کر جو مجھے سیراب کرے یہ سنتے ہی میں نے چھری اٹھائی اور اپنی چادر لی اور بکریوں کی طرف چلا اور ران کو ٹٹولنے لگا کہ ان میں سے کون فربہ ہے تاکہ اس کو حضورؐ کے لئے ذبح کر دوں پس اچانک ہر بکری کا تھن دودھ سے بھر رہا تھا میں نے حضورؐ کا برتن لیا وہی برتن جس میں وہ دودھ دوہا کرتے تھے، میں نے دودھ دوہا تو اس برتن میں جھاگ اوپر تک آ گئے پھر حضورؐ کی خدمت میں لایا آپ نے پیا اور پھر مجھے دیدیا، میں نے پی کر آپؐ کو واپس کیا آپؐ نے پی کر پھر مجھے واپس کیا پھر میں نے پیا تو میں اتنا ہنسا کہ مارے ہنسی کے زمین پر لیٹ گیا (چونکہ کہیں سے ستر کھل گیا تھا اس لئے آپؐ نے مجھ سے فرمایا) اپنا ستر تو ڈھک لے، پھر میں نے آپؐ سے جو کیا تھا وہ سنایا حضورؐ نے فرمایا یہ سب کچھ اللہ کی رحمت ہی ہوئی، تو نے اپنے ساتھیوں کو بھی اٹھا لیا ہوتا ان کو بھی اس میں سے تھوڑا بہت مل جاتا، میں نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے کوئی پرواہ نہیں جب مجھے اور آپ کو مل گیا اور میں نے آپ کا بچا ہوا پی لیا اب کسی کو ملے یا نہ ملے (یہ عرض کرنا — حضورؐ کے بچے ہوئے کو پینے کی زیادہ حرص کی بنا پر تھا) حضرت مقدادؓ ہی فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے حضورؐ نے ہم لوگوں میں سے دس دس آدمیوں کو ایک ایک گھر کے حوالہ کر دیا میں انھیں دس لوگوں کے ساتھ تھا جو حضورؐ کے یہاں تھے، اور ہم لوگوں کے پاس صرف ایک بکری تھی جس کا دودھ ہم سب بانٹ کر پیتے اور گذر کرتے تھے[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھوک برداشت کرنا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم بھوک کا یہ عالم ہوتا تھا کہ میں اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک کر لیٹ رہتا تھا اور کبھی پیٹ سے پتھر باندھتا تھا، ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں لوگوں کی گذرگاہ پر بیٹھ گیا، حضرت ابوبکرؓ گذرے میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیۃ کے بارے میں سوال کیا اور میرا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ اپنے ساتھ چلنے کو مجھ سے کہیں گے سو انھوں نے کچھ نہ کہا اس کے بعد حضرت عمرؓ گذرے ان سے بھی میں نے ایک آیۃ کے بارے میں پوچھا اور میری غرض وہی تھی، انھوں نے بھی ساتھ چلنے کو نہ کہا اس کے بعد

---

[1] اخرجہ ایضاً من طریق طارق [2] کذا فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۶ [3] اخرجہ احمد عن مجاہد

ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذرے اور میرا چہرہ دیکھتے ہی آپؐ نے حال معلوم کرلیا اور فرمایا ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ چلو میں نے اندر جانے کی اجازت طلب کی میرے لئے اجازت مل گئی میں نے وہاں ایک پیالہ میں دودھ پایا آپؐ نے گھروالوں سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا فلاں یا فلاں گھروالوں نے بطور ہدیہ بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور ان سب کو میرے پاس بلالاؤ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اہلِ صُفّہ اسلامی مہمان تھے نہ یہاں ان کا کوئی بال تھا نہ یہاں ان کا کوئی مال تھا جب کبھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ آتا آپؐ اس میں سے کچھ لیتے اور باقی سب کا سب ان حضرات کے پاس بھیج دیتے اور اگر صدقہ آتا تو سارا ان حضرات کو دیدیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے اس کہنے نے کہ انھیں بلالاؤ مجھے غمگین کردیا کیونکہ میں جو اُمید لگائے ہوئے تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ مجھے مل جائیں گے، تو باقی دن اور ساری رات ذرا قوت سی رہے گی اور یہ بھی میں نے سوچا کہ میں ہی قاصد ہوں جب یہ سارے لوگ آجائیں گے تو میں ہی ان کو پلاؤنگا تو میرے پلّے اس میں سے کیا پڑیگا؟ مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان سے انحراف کی کوئی سبیل بھی نہ تھی چنانچہ میں گیا اور ان حضرات کو بلالایا وہ آگئے، اجازت طلب کی انھیں اندر آنے کی اجازت دی گئی وہ اپنی اپنی جگہ پر گھر میں بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ! لو اور ان کو پلاؤ میں نے پیالا اٹھایا اور ان کو پلانا شروع کردیا ہر آدمی پیالا لیتا اور جب چھک لیتا تب واپس کرتا جب ان سب کو پلاکر میں فارغ ہوگیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا آپؐ نے پیالہ اپنے دستِ مبارک میں لیا جس میں تھوڑا بہت باقی تھا پھر آپؐ نے اپنا سرِ مبارک اٹھاکر میری طرف دیکھا اور مسکرادیئے اور فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اب میں اور تم ہی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ نے سچ فرمایا، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو، چنانچہ میں بیٹھا اور میں نے پیا، آپؐ نے دوبارہ پھر مجھ سے کہا پی! پھر میں نے پیا، آپؐ باربار مجھ سے فرماتے رہے پی! میں نے اتنا پیا اور اتنا چھک گیا کہ مجھے کہنا پڑا کہ یارسول اللہ! اب نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے اب میں اپنے میں اس دودھ کے لئے کوئی گنجائش اور راستہ نہیں پاتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو لاؤ پیالہ دیدو، میں نے

پیالہ آپؐ کو واپس دیا اور آپؐ نے وہ بچا ہوا نوش فرمایا[1]

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین دن گذر گئے جن میں کچھ کھانے کو میسر نہ آیا میں گھر سے اہلِ صُفّہ کے پاس جانے کے ارادہ سے چلا مگر کمزوری کے باعث گر پڑتا تھا، لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ ابوہریرہ کو جنون ہو گیا ہے میں بھی ان لوگوں سے پکار کر کہتا تھا کہ تم مجنوں ہو، غرضیکہ کسی طرح صُفّہ تک میں پہونچ گیا، وہاں حضورؐ کو دیکھا کہ آپؐ کے پاس دو پیالے ثرید کے لائے گئے، آپؐ نے اہلِ صُفّہ کو اس کے کھانے پر جمع کر دیا، میں بھی گردن اونچی کر کے دیکھنے لگا تاکہ مجھے بھی بلالیں جب لوگ کھا کر فارغ ہو گئے اور پیالہ میں کنارے سے کنارے کچھ لگا رہ گیا اس سب کو حضورؐ نے پیالہ میں جمع کیا جو ایک لقمہ سے زیادہ نہ ہوا آپؐ نے اس کو اپنی انگلیوں پر رکھ کر مجھ سے فرمایا کھا بسم اللہ الرحمن الرحیم، پس قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے میں برابر کھاتا رہا یہاں تک کہ چھک گیا[2] ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوہریرہؓ کی خدمت میں تھے وہ کتان کے دو کپڑے گیروا رنگ کے پہنے ہوئے تھے اپنے ایک کپڑے سے ناک صاف کرتے ہوئے کہنے لگے، واہ واہ! ابوہریرہ! کتان کے کپڑے میں ناک پونچھتا ہے میں نے اپنے آپ کو خود دیکھا ہے کہ میں ——— آپؐ کے حجرۂ مبارک اور منبر شریف کے درمیان بھوک کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا آنے والا آتا اور اپنا پیر میری گردن پر اس خیال سے رکھ دیتا کہ مجھے جنون ہو گیا ہے حالانکہ یہ سارا کرشمہ بھوک کا تھا[3] (یہی) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ابن عفان اور غزوان کی بیٹی کے یہاں پیٹ بھر کھانے اور ایک جوڑی جوتے پر کام کیا کرتا تھا ان کے اونٹوں کو جو سوار ہوتے تو ہنکا کر لیجاتا اور جب وہ اترتے تو ان کی خدمت کرتا تھا، ایک دن مجھ سے کہنے لگی کہ ننگے پیر اتر اور کھڑے اونٹ پر سوار ہو (اترنے کے لئے جوتہ پہننے کی مہلت بھی نہ ملتی تھی، اور چڑھنے کے لئے اونٹ بٹھایا بھی نہ جاتا تھا) خدا کی قدرت دیکھو کہ اللہ پاک نے اسی سے میری شادی کرادی میں نے اس سے کہا کہ ننگے پیر ہو کر اتر اور کھڑے اونٹ پر سوار ہو (یعنی اس کی بات کا اعادہ کیا کہ تو وہی ہے جو یہ کہا کرتی تھی)[4] سُلیم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ میں نے

---

[1] اخرجہ ایضاً البخاری والترمذی وقال صحیح کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۱۰۱ واخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرطہما[2] واخرج ابن حبان فی صحیحہ[3] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۶ [4] اخرجہ البخاری والترمذی[5] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۳۹۵ واخرجہ ایضاً ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۷۸ وعبدالرزاق بنحوہ[6] وابن سعد ج ۴ ق ۲ صفحہ ۵۳ بنحوہ[7] فی روایۃ لابن سعد قبلہا

یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی اور بُسرہ بنت غزوان کے یہاں اس اُجرت پر کام کرتا تھا کہ پیٹ بھر کھانا مل جائے اور پیر میں پہننے کے لئے جُوتے، جب یہ لوگ کہیں اترتے ان کی خدمت کرتا اور جب یہ لوگ چلتے تو سواری ہانکتا اور حُدی پڑھتا، آج اسی عورت سے اللہ پاک نے میری شادی کرادی تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس نے دین کو مستحکم کردیا اور ابوہریرہ کو امام بنادیا[1]

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس مدینہ میں ایک سال رہا ایک دن جبکہ ہم سب لوگ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے مجھ سے فرمانے لگے کہ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے موٹی چادر کے اور کچھ نہ تھا اور کئی کئی دن ہم لوگوں کو ایسے گذر جاتے جن میں کھانا میسر نہ آتا کہ جس کو کھاکر ہم اپنی کمر سیدھی کر سکیں، ہم میں سے بعض پتھر لیتا اور پیٹ کی گہرائی میں سختی سے دبا کر کپڑے سے باندھ لیتا تاکہ اس کی پیٹھ سیدھی ہوسکے[2] ایک اور روایت[3] میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کا کھانا حضورؐ کے ہمراہ آپؐ کے زمانہ میں کھجور اور پانی تھا خدا کی قسم ہم نے تمہارا یہ گیہوں نہ دیکھا تھا اور ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور ہم لوگوں کا لباس آپؐ کے زمانہ میں موٹی چادر ہوتی تھی، یعنی جیسے دیہات کے کسان استعمال کرتے ہیں[4]

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کا بھوک برداشت کرنا

حضرت اسماءؓ[5] فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں اُس زمین میں تھی جس کو حضورؐ نے بطور جاگیر ابوسلمہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو دی تھی، جو بنی نضیر والی زمین کہلاتی ہے حضرت زبیرؓ حضورؐ کے ساتھ نکلے ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا اس نے ایک بکری ذبح کی اور بھونی اور پکائی اس کی خوشبو جب میری ناک میں پہونچی، تو میرے دل میں وہ لالچ داخل ہوا جو کبھی شاید نہ داخل ہوا تھا اور میں اپنی بیٹی خدیجہ کے ساتھ حاملہ بھی تھی مجھ سے صبر نہ ہوسکا میں یہودی عورت کے پاس آگ لینے کے لئے گئی، اس ارادہ سے کہ شاید یہ مجھ سے کھانے کی بات پُوچھے اور مجھے آگ کی کوئی

---

[1] واخرج احمد۔ ورواتہ رواۃ الصحیح [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۰۲ وقال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۱ رجالہ رجال الصحیح [3] وعند احمد ایضاً عنہ [4] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۲ رجالہ رجال الصحیح ورواہ البزار باختصار۔ انتہی [5] واخرج الطبرانی

ضرورت نہیں تھی، وہاں پہونچکر جو خوشبو اور سونگھی تو اس چیز نے لالچ میں اور اضافہ کیا میں آگ بجھا کر دوبارہ آگ لینے گئی مگر پھر بھی کسی نے بات نہ پوچھی پھر تیسری مرتبہ آگ لینے گئی پھر بھی کسی نے بات نہ پوچھی تو میں اپنے گھر بیٹھ کر رونے لگی اور میں نے اللہ سے دعا کی کہ اتنے میں وہ یہودیہ کا شوہر اپنے گھر آیا اور پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس کی عورت نے کہا ہاں وہ عربی عورت آگ لینے آئی تھی یہودی نے کہا جب تک تو اس کے پاس کچھ اس میں سے نہ بھیجے گی میں ہرگز اس کو نہ کھاؤنگا (ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھے نظر لگ جائے جیسا کہ یہود کا عقیدہ تھا) چنانچہ اس نے میرے پاس ایک پیالہ بھیج دیا (اس زمانہ میں) میرے لئے اس سرزمین پر اس سے زیادہ پسندیدہ اور عجیب کوئی کھانا نہ تھا[1]

عام صحابۂ کرامؓ کا بھوک برداشت کرنا

حضورؐ کے ایک صحابیؓ ابو جہاد رضی اللہ عنہ سے ان کے بیٹے نے کہا اے اباجان! آپ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپؐ کی صحبت اختیار کی خدا کی قسم اگر میں آپؐ کو دیکھتا تو بڑی خدمتیں بجالاتا ابوجہاد نے اپنے بیٹے سے کہا، اللہ سے ڈر اور سیدھی تمناؤں کی خواہش کر قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کی رات میں آپؐ کے ساتھ آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ہے کوئی جو جائے اور مشرکین کی خبر ہم تک لائے؟ اللہ اس خبر لانے والے کو قیامت کے دن میرا رفیق بنائیگا، اس کام کے لئے بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی بھی آمادہ نہ ہوا اسی طرح آپؐ نے دو مرتبہ آواز دی مگر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تیسری مرتبہ آپؐ نے حضرت حذیفہ کو آواز دی[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کے چہرہ پر شدت بھوک کے آثار دیکھ کر فرمایا خوش ہو جاؤ عنقریب تم پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ تم میں سے ہر ایک صبح کو ایک پیالہ ثرید کا کھائیگا اور اسی طرح شام کو بھی، صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! وہ دن تو ہمارے لئے بہت بھلے ہونگے آپؐ نے فرمایا نہیں، اُس دن کی بہ نسبت تم لوگ آج ہی بھلائی میں ہو[3] محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے اصحابؓ پر تین تین دن ایسے گذر

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۲۹۴ قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۱۲۶ وفیہ ابن لہیعۃ وحدیثہ حسن وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح انتہی
[2] اخرج ابو نعیم[3] واخرجہ الدولابی من ہذا الوجہ کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۵ وسیاتی حدیث حذیفۃ بطولہ فی تحمل المشاق بعدہ[4] و خرج البزار باسناد جید[5] کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۲۶ و خرج ابن ابی الدنیا باسناد جید

جاتے کہ کوئی کھانے کی چیز میسر نہ آتی کہیں اگر کھال کا ٹکڑا مل جاتا تو اُسے بھون لیتے اور کھا لیتے اور اگر یہ بھی میسر نہ آتا تو کمر سیدھی کرنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے [۱]

فضالہ[۲] بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو بہت سے لوگ اصحابِ صفہؓ میں سے شدّتِ بھوک سے گر پڑتے، دیہات کے لوگ کہتے کہ ان لوگوں کو جنون ہے یا جن کا اثر ہے جب حضورؐ نماز سے فارغ ہو چکتے تو ان کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے اگر تم لوگوں کو ان منازل و مراتب کا پتہ چل جائے جو تمہارے لئے اللہ کے پاس ہیں تو تم محتاجگی اور فاقہ کو انتہا سے زیادہ محبوب رکھو گے[۳] حضرت انس[۴] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سات سات آدمی ایک ہی کھجور چوس لیتے اور سوکھے پتے کھا کر گذر کرتے تھے، جسکی وجہ سے ان کے جبڑے سُوج گئے تھے[۵] حضرت ابو ہریرہ[۶] کی روایت میں ہے کہ آپؐ کے اصحابؓ میں سے سات آدمیوں کو فقر و فاقہ کی نوبت پیش آئی، حضورؐ نے سات کھجوریں مرحمت فرمائے ہر فرد کو ایک ایک کھجور[۷] حضرت ابو ہریرہ[۸] فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے ایک روز مسجد نبوی چلا اور مجھے گھر سے باہر محض بھوک نے نکالا تھا، میری چند اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی انھوں نے دریافت کیا اے ابو ہریرہؓ! اس وقت کس ضرورت سے باہر آئے ہو؟ میں نے کہا مجھے بھوک نے ستایا ہے، ان لوگوں نے کہا، خدا کی قسم ہم لوگوں کو بھی بھوک نے نکالا ہے، ہم سب وہاں سے چلکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے پوچھا اس وقت تم لوگوں کا کیسے آنا ہوا؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ بھوک لائی ہے آپؐ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں ہم میں سے ہر آدمی کو دو دو کھجوریں دے کر آپؐ نے فرمایا ان کو کھاؤ اور اوپر سے پانی پیو سارے دن تمہارے لئے یہ کفایت کریں گی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کھائی اور ایک گود میں رکھ لی، حضورؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ تم نے کس لئے رکھ لی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اپنی ماں کے لئے آپؐ نے فرمایا اسے کھالو میں تمہاری ماں کے لئے تمہیں دو کھجوریں اور دونگا، سو آپؐ نے مجھے ماں کے لئے دو کھجوریں اور دیں[۹]

حضرت انس[۱۰] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ خندق کی طرف تشریف لے گئے مہاجرینؓ

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۹ [۲] واخرج الترمذی وصححہ وابن حبان فی صحیحہ [۳] کذا فی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۴۶ [۴] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۳۹ مختصراً [۵] واخرج الطبرانی [۶] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۲ وفیہ خلید بن دعلج وہو ضعیف [۷] واخرج ابن ماجہ باسناد صحیح [۸] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۱۴۸ [۹] وعند ابن سعد ج ۴ صفحہ ۳۲۹ [۱۰] واخرج البخاری

اور انصارؓ سخت سردی میں صبح ہی صبح کھود رہے تھے ان لوگوں کے پاس کوئی نوکر اور ملازم نہ تھا جو ان کی طرف سے اس کام کو انجام دیتا حضورؐ نے ان کی محنت کشی اور بھوک کو دیکھ کر فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ — فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ

ترجمہ:۔ اے میرے اللہ! بلاشبہ آخرت کی زندگی زندگی ہے (لہٰذا) تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

مہاجرینؓ وانصارؓ نے آپ کو جواب دیتے ہوئے کہا

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا — عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ترجمہ:۔ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری دم تک جہاد کے لئے بیعت کی ہے۔[1]

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرینؓ وانصارؓ نے مدینہ کے گرد خندق کھودنی شروع کی اور مٹی اپنی پشت پر لاد کر پھینکتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا — عَلَی الْاِسْلَامِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیتے ہوئے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ — فَبَارِکْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ

ترجمہ:۔ خدا کی قسم بات یہی ہے کہ بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، اے اللہ! انصار اور مہاجرین میں برکت دے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مٹھی جو ان حضرات کے لئے بدبودار پگھلی ہوئی چربی میں تیار کیا جاتا اور ان حضرات کے سامنے رکھدیا جاتا حالانکہ یہ سب انتہائی بھوکے ہوتے، یہ کھانا انتہائی بے مزہ ہوتا اس میں بدبو آتی جو حلق سے اتارنا بھی دشوار تھا۔[2]

حضرت جابرؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یوم خندق میں کھدائی کر رہا تھا ایک سخت پتھر نکل آیا لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خندق میں یہ سخت بڑا پتھر نکل آیا ہے (ہم سے تو ٹوٹتا نہیں) آپؐ نے فرمایا اچھا میں خندق میں اترتا ہوں آپؐ کھڑے ہوئے آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم سب نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہ چکھی تھی اس کے بعد بخاری میں باقی حدیث مذکور ہے۔ طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

[1] وعندہ ایضاً [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۹۵ [3] واخرج البخاری،

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے خندق کی کھدائی کی اور سب بھوک کی وجہ سے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔[۱]

اور حدیث جابرؓ میں جو ابن ابی شیبہ سے منقول ہے اس کے آخر میں ہے کہ ان حضرات کی تعداد آٹھ سو کے قریب تھی۔[۲]

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضورؐ ہم لوگوں کو سریّہ میں (جہاد کے لئے) بھیج دیتے تھے، ہم لوگوں کے پاس سوائے ایک تھیلہ کھجور کے اور کچھ نہ ہوتا تھا ہمارا امیر لشکر پہلے تو ایک ایک مٹھی کھجور دیتا پھر نوبت ایک ایک کھجور کی آتی حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ اے ابا جان! ایک ایک کھجور سے کیا سہارا لگتا ہوگا باپ نے کہا اے میرے بیٹے! اس بات کو نہ پوچھ اور جب یہ بھی نہ ملتا تو پھر ایک ایک کھجور ہی کی تمنا ہوتی۔[۳]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر روانہ فرمایا تاکہ ہم لوگ قریش کے تجارتی قافلہ پر قبضہ کریں۔ اور آپؐ نے ہم لوگوں کو توشہ میں ایک تھیلہ کھجوروں کا دیا اس کے علاوہ آپؐ کے پاس کچھ نہ تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک ایک کھجور ہم کو اس میں سے دیتے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ آپ لوگ ایک کھجور سے کیسے گذارا کر لیتے تھے فرمایا کہ ہم لوگ اسے اس طرح چوستے تھے جیسے بچہ دودھ چوستا ہے اور اس کے اوپر پانی پی لیا کرتے تھے یہی صبح سے رات تک ہمارے لئے کافی ہو جاتا تھا اور ہم لوگ ڈنڈے سے کیکر کے پتے جھاڑتے اسے پانی میں بھگو کر کھا لیا کرتے تھے[۴] ایک[۵] روایت میں ہے کہ یہ تین سو آدمی تھے طبرانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی تعداد چھ سو[۶] تھی۔[۷] امام مالک کی روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے پوچھا ایک کھجور سے کیا کام چلتا ہوگا جواب دیا جب یہ ختم ہو گئیں تو پھر ہمیں اس کے نہ ہونے کا پتہ چلا (کہ وہ ایک ہی کس قدر غنیمت تھی)

ابو خُنَیس غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ تہامہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپؐ خیمہ میں تشریف فرما تھے، آپؐ کے پاس صحابہؓ نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! بھوک نے بہت عاجز کر رکھا ہے آپ ہم لوگوں کو سواری کے جانور کاٹ کر کھا لینے کی

---

[۱] وسندہ کرمانی باب کیف ایدت الصحابۃ بالتائیدات الغیبیۃ [۲] واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۹ [۳] واخرجہ ایضا احمد والبزار والطبرانی قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۱۹ وفیہ المسعودی وقد اختلط وکان ثقۃ [۴] اخرجہ البیہقی [۵] وقد ذکر الحدیث کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۷۶ وکما سیاتی فی باب کیف ایدت الصحابۃ [۶] وقد اخرجہ مالک والشیخان وغیرہم [۷] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۲ وفیہ زمعۃ بن صالح وہو ضعیف [۸] واخرج البزار والطبرانی درجالہ ثقات

اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا بہت اچھا حضرت عمر بن خطابؓ کو اس بات کا علم ہوا آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ آپ نے کیا کیا کہ لوگوں کو سواری کے جانوروں کے ذبح کرنے کا حکم دیدیا اب یہ کس پر سواری کریں گے؟ آپ نے فرمایا تو پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ اپنے توشہ دان کا بچا ہوا جو کچھ ہو لائیں آپ ان کو ایک برتن میں جمع کر کے لوگوں کے لئے اللہ پاک سے دعا کیجئے، آپ نے لوگوں کو اس بات کا حکم دیا سب نے اپنے بچے ہوئے توشے ایک برتن میں رکھدیئے آپ نے ان لوگوں کے لئے اللہ پاک سے دعا کی پھر حکم دیا کہ جاؤ اپنے برتن لے آؤ، چنانچہ ہر آدمی نے اپنے توشہ دان ڈٹ کر بھر لئے اس کے بعد پوری حدیث بیان فرمائی[1]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ہم ایک غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! دشمن سامنے ہے وہ کھائے پیئے آسودہ ہیں اور ہم لوگ سب بھوکے ہیں، انصاریوں نے عرض کیا ہم اپنے اونٹ کیوں نہ ذبح کر دیں اور لوگوں کو اسے کھلا دیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا کھانا ہو اسے لے آئے چنانچہ لوگوں نے لانا شروع کر دیا کوئی ایک مٹھی کوئی ایک صاع، کوئی کم و بیش لیکر حاضر ہوا اور سب ایک جگہ جمع کر دیا گیا تمام لشکر میں سے یہ کچھ اور بیس صاع جمع ہوا آپ نے اس کے کنارے بیٹھ کر برکت کی دعا کی اس کے بعد فرمایا اطمینان سے لو لوٹ نہ ڈالو، کسی نے تو اپنے موزے میں اور کسی نے اپنے تھیلہ میں بھرنا شروع کیا اور اپنے تمام برتن بھر لئے بعض حضرات نے تو اپنی آستین میں گرہ لگا کر اس میں بھر لیا جب سب نے بھر لیا تو پھر بھی کھانا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ. جو آدمی سچے دل سے اس کلمہ کو کہہ لے گا اللہ اس کو جہنم کی حرارت سے محفوظ رکھے گا[2]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ میں سے ایک عورت اپنے کھیت میں چقندر بوئے ہوئے تھی جب جمعہ کا دن آتا کچھ چقندر لے کر ہانڈی میں ڈالتی پھر ایک مٹھی جو پیستی اور اسی چقندر کے عرق میں پکاتی ہم لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اس کے

---

[1] عند ابی یعلی [2] قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۳۰۵ وفیہ عاصم بن عبید اللہ العمری وثقہ ابن حبان وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی [3] واخرج البخاری۔

پاس جاتے اور سلام کرتے وہ اس کھانے کو ہم لوگوں کے سامنے پیش کرتی ہم لوگوں کو جمعہ کے دن کی اسکے اس کھانے کی وجہ سے بڑی خواہش ہوتی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کھانے میں چربی اور چکنائی کا نام نہ ہوتا ہم لوگوں کو اس وجہ سے جمعہ کے دن کے آنے کی بڑی خوشی ہوتی [۱]

ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ کے ہمراہ سات[۲] غزوہ کئے جس میں فقط ٹڈی ہی پکڑ کر کھاتے رہے [۳]

حضرت ابو برزہ[۴] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم لوگوں نے مشرکین کو ان کے چولھوں پر سے دھکیل دیا اور ہم لوگ کھانے پر پل پڑے ہم لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں سنا تھا کہ جو آدمی روٹی کھاتا ہے موٹا ہو جاتا ہے جب ہم ان روٹیوں کو کھا کر فارغ ہوئے ہم میں سے ہر ایک اپنے بازو اور پہلو کو دیکھتا کہ ہم موٹے بھی ہوئے یا نہیں [۵] ایک[۶] روایت میں ہے کہ ہم لوگ جنگ خیبر میں حضورؐ کے ہمراہ تھے، ہم نے مشرکین کو ان کے میدہ کی روٹیوں پر سے بھگایا، [۷] ابو ہریرہ[۸]ؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگوں نے خیبر فتح کیا کچھ یہودی اپنے لئے آٹے کی روٹی پکا رہے تھے ہم نے ان کو وہاں سے مار بھگایا اور ان روٹیوں کو آپس میں تقسیم کیا میرے حصہ میں بھی ایک ٹکڑا آیا جس کا ایک ٹکڑا جلا ہوا تھا اور میں نے یہ پہلے سن رکھا تھا کہ جو روٹی کھاتا ہے موٹا ہو جاتا ہے، میں نے اسے کھا کر اپنے پہلو پر نظر ڈالی کہ شاید کچھ موٹا پا آگیا ہوگا،

دعوت اِلیٰ اللہ میں شدّتِ پیاس کا تحمل کرنا

حضرت ابن عباس[۹] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے لوگوں نے کہا آپ تنگی کے زمانہ کا کچھ حال بیان فرمائیے آپ نے فرمایا ہم لوگ غزوۂ تبوک کے لئے سخت گرمی کے موسم میں روانہ ہوئے، ایک مقام پر پہونچکر ہم لوگوں کو اتنی سخت پیاس لگی کہ سب کا یہ گمان ہوا کہ اب ہماری گردنیں ٹوٹ کر گر جائیں گی ہم میں سے بعض کا تو یہ حال تھا کہ جادہ تک چلتا اور وہاں سے نہ لوٹتا اسے یہ خیال پیدا ہوتا کہ شاید پیاس سے اسکی گردن ٹوٹ کر گر گئی ہے بعض آدمیوں نے ہم میں سے اپنے اونٹ کو ذبح کیا اس کی لید کو نچوڑ کر اسکا عرق پیا اور باقی کو جگر پر ٹھنڈک کے لئے مل لیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے عرض

---

[۱] کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۳ [۲] واخرج ابن سعد ج ۴ صفحہ ۳۶ [۳] واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۷ صفحہ ۲۴۲ عن ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بنحوہ [۴] واخرج الطبرانی ورواتہ رواۃ صحیح [۵] کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۷۷ [۶] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۴ [۷] رواہ کلہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح ۔ انتہی ۔ [۸] وعند ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۷ [۹] استدابن وھب

کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک نے آپ سے دعا کے بارے میں بھلائی کا وعدہ کیا ہے آپ اللہ پاک سے ہم لوگوں کے لئے دعا کیجئے آپؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں دعا کروں؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا ہاں آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دعا کے لئے اُٹھائے اور ابھی نیچے نہ لائے تھے کہ آسمان کی حالت بدل گئی اور ننھی ننھی بوندیں پڑنے لگیں پھر بارش ہوئی صحابۂ کرامؓ نے اپنے تمام برتن بھر لئے اس کے بعد ہم لوگ یہ دیکھنے کے لئے گئے کہ بارش کہاں تک ہوئی؟ سو لشکر کے باہر کہیں بارش کا اثر نہ تھا [1]

حبیب بن ابی ثابتؒ فرماتے ہیں کہ حارثؓ بن ہشام اور عکرمہؓ بن ابو جہل اور عیاشؓ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم جنگ یرموک کے لئے نکلے اور اس جنگ میں زخموں سے چکنا چور ہو گئے تھے، حارث بنؓ ہشام نے پینے کے لئے پانی طلب کیا ان کی طرف حضرت عکرمہؓ نے دیکھا حارثؓ نے کہا کہ یہ پانی عکرمہؓ کو دیدو، ابھی حضرت عکرمہؓ نے لیا ہی تھا کہ ان کی طرف عیاشؓ نے دیکھا انھوں نے فرمایا کہ یہ پانی عیاشؓ کو دیدو ابھی عیاشؓ تک پانی پہونچا بھی نہ تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا اسی طرح پانی واپسی میں جس کسی کے پاس جاتا پانی پہونچنے سے پہلے وہ انتقال کر گیا، یہاں تک کہ ان تینوں حضرات کا (شدتِ پیاس ہی میں) خاتمہ ہو گیا [2] استیعاب کی روایت میں عیاشؓ کی جگہ سہیلؓ بن عمرو کا تذکرہ ہے [3]

محمدؒ بن حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عمرؓ و انصاری کو جو بدر اور اُحد اور بیعت عقبہ میں شریک تھے دیکھا کہ یہ روزہ دار تھے اور پیاس سے انتہائی پریشان، جنگ کے موقع پر اپنے غلام سے کہہ رہے تھے تیر ان اس جائے مجھے ڈھال دے غلام نے ان پر ڈھال سے اوٹ کی انھوں نے آہستہ آہستہ ایک تیر نکالا کیونکہ شدتِ پیاس سے بیحد نڈھال تھے، اور اُسے اللہ کے راستے میں چلایا اسی طرح پر تین تیر چلائے اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا خواہ وہ نشانہ پر پہونچا ہو یا درمیان میں رہ گیا ہو اس کے لئے بروزِ قیامت ایک نُور ہوگا، غروب

---

[1] اسنادہ جید ولم یخرجوہ۔ کذافی البدایۃ ج ۵ صفہ ۹ واخرجہ بن جریر عن یونس عن ابن وہب باسنادہ مثلہ کمافی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفہ ۳۹۶ واخرجہ البزار والطبرانی فی الاوسط ورجال البزار ثقات قالہ الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۹۴ [2] واخرج ابو نعیم وابن عساکر [3] کذافی کنز العمال ج ۵ صفہ ۳۱۰ واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفہ ۲۴۲ بنحوہ واخرجہ الزبیر عن عمہ عن جدہ عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ فذکرہ بمعناہ [4] واخرجہ ابن سعد عن حبیب نحو روایۃ ابی نعیم۔ کذافی الاستیعاب ج ۳ صفہ ۱۵۰ [5] واخرج الطبرانی

شمس سے کچھ پہلے ان کی شہادت ہوئی[1]، ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے اپنے غلام سے کہا تھا کہ مجھ پر پانی کا چھینٹا ڈال اور اس نے پانی کے چھینٹے ڈالے تھے،

دعوت الی اللہ میں ٹھنڈ کی شدت کا برداشت کرنا

ابو ریحانہ[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا ایک رات ہم لوگوں نے ایک ٹیلہ پر پناہ پکڑی سردی اسقدر شدید تھی کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ گڑھے کھودتے اور اس میں گھس جاتے اور اس کے اوپر سے ڈھال رکھ لیتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ اس رات میں جو میری پہرہ داری کریگا میں اس کے لئے اللہ پاک سے دعا کرونگا جس کی فضیلت اُسے حاصل ہوگی ایک انصاری رضؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس خدمت کو بجالاؤنگا، آپؐ نے فرمایا تم کون ہو انھوں نے کہا میں فلاں ہوں آپؐ نے فرمایا قریب آؤ، جب یہ قریب آئے تو آپؐ نے ان کے کپڑے کا کنارا پکڑ کر انکو دُعا دینی شروع کی، ابو ریحانہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپؐ کی دعا سُنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوں آپؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا ابو ریحانہ، آپؐ نے میرے لئے بھی دُعا کی، مگر میرے ساتھی سے کم، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آگ اس شخص پر حرام کر دی گئی جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی[3]

دعوت الی اللہ میں کپڑوں کی کمی کا برداشت کرنا

حضرت خباب[4] بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک اتنی چھوٹی سی چادر کے اور کچھ نہ میسر آیا کہ اگر سر چھپانے کے لئے اُسے کھینچا جاتا تو پیر کھل جاتے اور پیروں کے چھپانے کے لئے کھینچا جاتا تو سر کھل جاتا ہم لوگوں نے سر چادر سے ڈھکا اور پیروں پر اذخر گھاس ڈالکر چھپا دیا[5]

شفاء بنت[6] عبد اللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں آپؐ سے کچھ مانگ رہی تھی آپؐ عذر پیش فرما رہے تھے، اور میں اصرار کر رہی تھی، اتنے میں نماز

---

[1] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۲۴۰ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۹۵ [2] اخرج احمد والنسائی والطبرانی [3] کذا فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۶ ۔ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۷ رجال احمد ثقات واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۴۹ ایضا بنحوہ وفی الباب حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کما یاتی [4] اخرج الطبرانی [5] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۷۰ [6] واخرج الخرائطی والبیہقی ۔

کا وقت آیا میں وہاں سے نکل کر اپنی بیٹی کے یہاں پہونچی جس کی شادی شرحبیل بن حسنہ سے ہوئی تھی میں نے شرحبیلؓ کو گھر میں دیکھ کر کہا کہ نماز کا تو وقت آگیا اور تو گھر ہی میں ہے اور اسے ملامت کرنی شروع کر دی انھوں نے کہا خالہ جان! مجھے ملامت نہ کیجئے میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا، حضورؐ نے اسے عاریت پر لے لیا ہے میں نے کہا میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان جائیں مجھے کیا معلوم تھا کہ حضورؐ کا یہ حال ہے میں تو صبح سے آپؐ سے اصرار کر رہی تھی شرحبیلؓ نے کہا کہ میرے پاس وہی ایک قمیض تھی جس پر میں نے پیوند لگا رکھا تھا۔ ۱؎

ابن عمرؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ تشریف فرما تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ آپؐ کے پاس تھے حضرت ابو بکرؓ پر ایک عبا تھی جسے انھوں نے اپنے جسم پر ڈال رکھی تھی اور گھنڈی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں پلّوں کو ایک کانٹے سے جوڑ رکھا تھا، حضرت جبریلؑ اتنے میں تشریف لائے اور حضورؐ کو اللہ کا سلام پہونچایا اور کہا یا رسول اللہ! ابو بکر کو عبا پہنے ہوئے اور سینے پر کانٹے سے دونوں پلّے ملے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ حضورؐ نے فرمایا اے جبریل! انھوں نے اپنا تمام مال فتح مکہ سے پہلے میرے اوپر صرف کر دیا ہے حضرت جبریلؑ نے فرمایا ان سے بھی اللہ کا سلام کہہ دیجئے اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ تمہارا رب تم سے پوچھ رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناخوش؟ حضورؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف التفات کر کے فرمایا اے ابو بکر! جبریلؑ تمہارے پاس اللہ کا سلام لائے ہیں اور اللہ یوں پوچھ رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر پر مجھ سے راضی ہو یا نہیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ رو دیئے اور بولے کیا میں اپنے رب پر غصہ ہونگا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں ۲؎

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی میرے اور ان کے پاس بستر نہ تھا ایک بھیڑ کی کھال تھی جس پر ہم رات کو سو جاتے اور

۱؎ کذا فی ترغیب ج ۴ صفحہ ۲۹۶ واخرجہ ایضا ابن عساکر کما فی کنز ج ۷ صفحہ ۲۱ وابن ابی عاصم ومن طریقہ ابو نعیم کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۱۴۲ وقال وفی سندہ عبد الوہاب بن الضحاک وہو واہ واخرجہ ایضا ابن مندۃ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۷ والحاکم فی المستدرک ج ۴ صفحہ ۵۹ ۲؎ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۷ صفحہ ۱۰۵ ۳؎ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بمعناہ قال ابن کثیر فیہ غرابۃ شدیدۃ وشیخ الطبرانی عبد الرحمن بن معاویۃ العتبی وشیخہ محمد بن نصر الفارسی لا اعرفہما ولم ار احدا ذکرہما کذا فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۵۳ ۳؎ واخرج ہناد الدینوری عن الشعبی

اسی میں اپنی اونٹنی کے لئے دن کو چارہ کھلایا کرتے تھے، اور میرے کام کا دیکھنے والا سوائے حضرت فاطمہؓ کے کوئی خادم بھی نہ تھا[1] حضرت بریدہؓ کے بیٹے کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ بریدہؓ نے کہا کہ تو اس وقت ہم لوگوں کی حالت دیکھتا جب ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے جب ہم کو بارش لگتی تو بیٹا تمہیں یہی گمان ہوتا کہ ہم لوگوں میں سے بھیڑ جیسی بُو آتی تھی[2] (چونکہ چمڑے کو کپڑے کی جگہ لپیٹ لیتے تھے) حضرت ابو بردہؓ اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے میرے بیٹے! تو اگر اس وقت ہم لوگوں کی حالت دیکھتا جب ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے اور ہمیں بارش لگتی تو ہمارے لباسوں سے بھیڑ کی سی بُو محسوس کرتا اس لئے کہ ہمارے لباس اون کے ہوتے تھے ایک روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ لباس اون کے اور کھانے کے لئے دو کالی چیزیں تھیں کھجور اور پانی[3]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اہل صُفہ کو دیکھا ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو یا فقط تہہ بند تھا یا فقط کمبل جسے گلے میں باندھ رکھا تھا بعضوں کا کمبل آدھی پنڈلی تک ہوتا اور بعضوں کا ٹخنہ کے قریب، ہاتھوں سے کمبل کو ہر وقت سنبھالتے تاکہ ستر نہ کھل جائے[5] واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اصحاب صُفہ میں سے تھا ہم میں سے کسی کے پاس پورے کپڑے نہ تھے، پسینہ نے ہماری کھالوں پر طوق کی طرح میل اور غبار کی وجہ سے دھاریاں بنا رکھی تھیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک آدمی آیا حضرت عائشہؓ کے پاس ان کی کنیز تھی جس پر ایک قمیص پندرہ درہم کی قیمت کی تھی حضرت عائشہؓ نے فرمایا ذرا اپنی نظر کنیز کی طرف اٹھاؤ اور دیکھو یہ اس جیسے کپڑے پہننے سے گھر میں بھی راضی نہیں ہیں اور میرے پاس اسی کپڑے میں کی ایک قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی جب کوئی عورت مدینہ میں (شادی کے لئے) بنائی اور سنواری جاتی تو مجھ سے وہ قمیص عاریۃً پر مانگی جاتی تھی[11]

---

[1] کذافی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۳ [2] واخرج ابوداؤد والترمذی وصححہ وابن ماجہ [3] کذافی الترغیب ج ۳ صفحہ ۲۹۴
[4] واخرجہ ابن سعد ج ۴ صفحہ ۸۰ عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ [5] وھکذا اخرجہ الطبرانی عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ
[6] قال الھیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲۵ رجالہ رجال الصحیح ورواہ ابوداؤد باختصار۔ اھ [7] واخرج البخاری
[8] کذافی الترغیب ج ۳ صفحہ ۳۹۷، واخرجہ ایضا ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۱ [9] وعند ابی نعیم ایضا [10] واخرج البخاری
[11] کذافی الترغیب ج ۵ صفحہ ۱۶۴

دعوت الی اللہ میں خوف کی شدت کا برداشت کرنا

حضرت حذیفہ[1] رضی اللہ عنہ نے اپنے جنگ کے واقعات کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر پیش آئی تھیں تذکرہ فرمایا پاس بیٹھنے والوں نے کہا خدا کی قسم اگر ہم لوگ بھی حاضر ہوتے تو ایسا اور ایسا جہاد کرتے، حضرت حذیفہ نے فرمایا ان باتوں کی تمنا چھوڑ دو۔ خندق کی لڑائی کی رات میں ہم لوگ صف بنائے بیٹھے ہوئے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہم سے اوپر کی جانب میں تھے، اور ہم سے نیچے مدینہ میں بنی قریظہ کے یہودی تھے جن سے ہم اپنے بال بچوں پر بڑا خطرہ محسوس کر رہے تھے، اور اس رات جیسی کبھی کوئی رات نہیں تھی اس میں اندھیری انتہا سے زیادہ تھی اور ہوا کے جھکڑ بڑی تیزی سے چل رہے تھے جن میں بجلی کی سی چمک اور کڑک تھی اس تاریکی میں آدمی کو اپنی انگلی نظر نہ آتی تھی، منافقین یہ کہہ کر آپ سے اجازت لے رہے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا ان میں سے جس کسی نے آپ سے اجازت طلب کی آپ نے اُسے اجازت دیدی، اجازت ملتے ہی وہ کھسک گئے ہماری تعداد تین سو کے قریب تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ایک ایک فرد کے پاس تشریف لائے جب آپ میرے پاس سے گذرے تو میرے پاس دشمن سے بچنے کیلئے ڈھال تک نہ تھی اور سردی سے بچنے کے لئے بجز بیوی کی لوئی کے کچھ نہ تھا، وہ اونی چادر میرے گھٹنوں تک بھی نہ پہونچتی تھی، جب آپ میرے پاس تشریف لائے میں گھٹنے ٹیکے ــــ سکڑا ہوا بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا حذیفہ، آپ نے فرمایا حذیفہ؟ میں زمین سے چمٹ گیا، اور میں نے کہا فرمایئے یا رسول اللہ! میرا زمین سے چمٹنا اس لئے ہوا تھا کہ میں کھڑے ہونے سے ڈر رہا تھا، پھر بھی میں کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا مشرکین کی خبر لے کر آؤ کہ ان میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں سے انتہائی ڈرپوک تھا اور سردی کی برداشت کی مجھ میں طاقت نہ تھی، لیکن آپ کا فرمان سنتے ہی میں چل پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے اللہ! اس کی آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور اوپر اور نیچے سے حفاظت فرما پس خدا کی قسم جو کچھ ڈر اور ٹھنڈ مجھ میں تھی بالکل میرے اندر سے نکل گئی اور مطلقاً اس میں سے کوئی چیز مجھ میں باقی نہ رہی جب میں پیٹھ پھیر کر آپ کے پاس سے چلا آپ نے فرمایا اے حذیفہ! ان لوگوں

---

[1] اخرج الحاکم والبیہقی ج ۹ صفحہ ۱۴۸ عن عبدالعزیز بن اخی حذیفہ رضی اللہ عنہ

سے کچھ نہ کہنا جب تک میرے پاس نہ آجانا، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نکلا اور کفار کے لشکر کے قریب پہونچا میں نے دیکھا کہ ایک جگہ آگ جل رہی ہے، اور ایک سیاہ بھاری بھر کم آدمی اپنے ہاتھ آگ سے تاپ کر اپنی کمر گرم کر رہا ہے اور کہتا جا رہا ہے، کہ بھاگ چلو بھاگ چلو، میں اس سے پہلے ابوسفیان کو نہ پہچانتا تھا، میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا جس میں سفید پر لگے ہوئے تھے اور اس کو میں نے کمان کے چلّے پر رکھا کہ اُسے آگ کی روشنی میں تیر سے مار دوں مجھے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان یاد آگیا کہ ان لوگوں سے کچھ نہ کہنا پس میں رک گیا اور میں نے اپنا تیر ترکش میں رکھ لیا، پھر میں نے اپنے اندر ہمت اور بہادری دیکھی، میں ان کے لشکر میں گھس گیا میرے بالکل قریب بنی عامر کے لوگ تھے جو یہ کہہ رہے تھے اے آلِ عامر! بھاگ چلو، تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے آندھی بالکل ان کے لشکر میں تھی ایک بالشت دور نہیں تھی، اور خدا کی قسم آندھی سے پتھر اڑ کر ان کے کجاووں اور بستروں پر پڑ رہے تھے اس کے بعد میں حضورؐ کی طرف لوٹا جب میں آدھے راستے پر پہونچا یا اس کے قریب، میں نے بیس یا بیس کے قریب سوار دیکھے جو سروں پر عمامہ باندھے ہوئے تھے ان لوگوں نے مجھ سے کہا، اپنے حضرت سے جاکر کہدینا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے کافی ہو گیا (یعنی کفار پر ایسی آندھی نازل کی کہ وہ بھاگ جانے پر مجبور ہیں بلکہ بھاگ لئے) میں حضورؐ کے پاس واپس آیا، آپؐ ایک چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پس خدا کی قسم میں پہونچا ہی تھا وہی پہلے جیسی سردی لوٹ آئی، اور میں کپکپانے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی کی حالت میں میری طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، میں آپؐ کے قریب ہو گیا، آپؐ نے اپنی چادر مبارک مجھ پر ڈالدی، حضورؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی امر سے گھبراہٹ محسوس فرماتے تو نماز پڑھا کرتے میں نے آپؐ سے ساری خبر کہی اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ میں انھیں اس حالت میں چھوڑ کر آیا کہ وہ کوچ کر رہے ہیں، یہ آیۃ اسی موقع پر نازل ہوئی ہے. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ؕ سے قَوِیًّا عَزِیْزًا ؕ تک (سورۂ احزاب ع-۲ ۳۵ [۱])

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے اوپر جو انعام کیا اُسے یاد کرو جب تمہارے پاس لشکر آئے، ہم نے ان کے اوپر آندھی بھیجی، اور ایک ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے نہیں دیکھا

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۴ ۔ واخرجہ ابوداؤد وابن عساکر بسیاق آخر مطولاً کما فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۹

اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اس کو دیکھ رہا تھا، جب وہ تمہارے پاس تمہارے اوپر اور نیچے کی جانب سے آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے گمان کرنے لگے، اس موقع پر مومنین کی آزمائش کی گئی اور بہت سخت جھنجوڑے گئے، جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکہ بازی تھی، ایک جماعت نے ان منافقین میں سے کہہ بھی دیا کہ اے اہل مدینہ تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں لوٹ چلو اور انھیں کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی تھی کہ ہم لوگوں کے گھر تنہا ہیں حالانکہ وہ گھر تنہا نہ تھے، ان لوگوں نے تو بھاگنے کی ٹھان رکھی تھی، اگر دشمن ان کے گھروں میں چاروں طرف سے آجائے پھر ان سے لڑائی کا سوال کیا جائے تو یہ لوگ ضرور جنگ کریں گے اور ذرا بھی دیر نہ لگائیں گے، ان لوگوں نے اس سے پہلے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ پیٹھ نہ پھیریں گے، اللہ سے جو وعدہ کیا ہے اس سے ضرور پوچھ کی جائیگی آپ فرمادیجئے کہ تمہارے لئے بھاگنا نافع نہیں، تم موت یا قتل سے بھاگتے ہو، اب تم تھوڑے دنوں نفع اٹھا سکو گے، آپ فرمادیجئے تمہیں اللہ سے بچانے والا کون ہے اگر اللہ تمہیں برائی پہونچانا چاہے یا تمہارے ساتھ رحمت کا ارادہ کرے، یہ لوگ اپنے لئے سوائے اللہ کے کسی کو ولی اور مددگار نہ پائیں گے، اللہ جانتا ہے تم میں سے رکاوٹ ڈالنے والوں کو اور ان لوگوں کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے تھے ہمارے پاس آجاؤ، ——— اور یہ لوگ لڑائیوں میں بہت کم آتے ہیں تم لوگوں پر بخیل ہیں، جب ان کے پاس خوف آیا آپ نے ان کو دیکھا کہ آپ کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے کہ ان کی آنکھیں چکرا رہی تھیں، اس آدمی کی طرح جس کو موت نے گھیر لیا ہو، جب خوف چلا جاتا ہے تو تم لوگوں سے بڑی تیز زبانی کے ساتھ ملتے ہیں مال لینے کے لالچ سے، یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اللہ پاک نے ان کے عمل کو ضائع کر دیا ہے، اور یہ بات اللہ پاک پر نہایت آسان ہے، انھیں ابتک یہ گمان ہے کہ ابھی کفار کی جماعتیں واپس نہیں گئی ہیں۔ اور اگر وہ جماعتیں آجاتیں تو ان لوگوں کو یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ جنگل میں دیہاتوں کی طرف نکل جائیں، تمہاری خبریں یہ لوگ پوچھا کرتے ہیں اور جب یہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں تو بہت کم لڑا کرتے ہیں، تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین اخلاق ہیں یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے امید اور یوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں جب مسلمانوں نے

کفار کی جماعتوں کو دیکھا کہا یہ وہی ہیں جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، اس بات نے ان کے ایمان میں اور تسلیم میں اور زیادتی پیدا کر دی ہے۔ مومنین میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو وعدہ اللہ سے کیا تھا اُسے پورا کر دکھایا اور بعض نے ان میں سے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض ان میں سے منتظر ہیں اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی تاکہ اللہ پاک سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقین کو اگر چاہے سزا دے یا ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ پاک غفور و رحیم ہے۔ اللہ پاک نے ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا تھا ان کے غصہ کے ساتھ انھیں واپس کیا انھوں نے کسی خیر کو نہ حاصل کیا اور اللہ پاک نے مومنین کی لڑائی سے کفایت کی اور اللہ پاک قوی اور عزت والا ہے"

یزید تیمیؒ[1] فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حُذیفہؓ کے پاس تھے ان سے ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پالیتا تو میں آپؐ کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا اور ہمت و بہادری میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتا، حضرت حُذیفہؓ نے فرمایا ہاں! تو ہی تو ایسا کر کے دکھاتا، ہم لوگوں نے جنگ احزاب کی رات میں حضورؐ کے ساتھ رہ کر اس قدر سخت سردی اور ہوا برداشت کی ہے جو انتہا سے زیادہ تیز تھی، حضورؐ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ہے جو میرے پاس کفار کی خبر لائے اور وہ بروز قیامت میرے ساتھ ہو؟ اس کے بعد راوی نے گذری ہوئی حدیث سے متصل بیان کی اس کا آخری حصہ اس طرح پر ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر لیکر واپس آیا جب میں واپس ہوا تو مجھے انتہائی ٹھنڈ محسوس ہوئی میں نے آپؐ سے ساری خبر سنائی اور آپؐ نے میرے اوپر اپنی عبا کا کچھ حصہ ڈالا جسے آپؐ اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں صبح تک سوتا رہا جب صبح ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا اٹھ! اے بہت سونے والے! ایک[2] روایت میں اس طرح ہے آپؐ نے فرمایا ہے کوئی آدمی جو جائے اور کفار کی خبر لیکر آئے؟ تو میں اس کے لئے اللہ پاک سے یہ دعا کروں کہ جنت میں وہ میرا ساتھی ہو؟ آپؐ نے واپس آنے کی شرط لگائی کوئی بھوک اور ٹھنڈک اور شدتِ خوف کی وجہ سے اس کام کے لئے آمادہ نہ ہوا سوائے میرے۔

---

[1] واخرجہ مسلم [2] واخرجہ ابن اسحاق عن محمد بن کعب القرظی منقطع

دعوت الی اللہ میں زخموں اور مرضوں کا برداشت کرنا

حضرت ابو سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی عبدالاشہل کے ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی غزوۂ احد میں شریک ہوئے ہم دونوں وہاں سے زخمی ہو کر واپس ہوئے جب آپؐ کے منادی نے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے اعلان کیا میں نے اپنے بھائی سے یا بھائی نے مجھ سے کہا کیا ہم لوگوں سے اس غزوہ میں حضورؐ کا ساتھ چھوٹ جائیگا؟ خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی سواری نہ تھی اور ہم دونوں زخمی تھے پھر بھی ہم حضورؐ کے ساتھ چل دیئے، میں بھائی کی بہ نسبت کم زخمی تھا جب میرا بھائی چلتے چلتے ہار جاتا تو کچھ دور کے لئے میں اٹھا لیتا اور وہ کچھ دور پیادہ چلتا ہم دونوں اسی طرح وہاں تک پہونچ گئے جہاں تک مسلمانوں کا لشکر پہونچا تھا[1] واقدیؒ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہؓ بن سہل اور ان کے بھائی رافعؓ دونوں حمراء اسد تک گئے دونوں ہی زخمی تھے ان کے پاس سواری نہ تھی ایک ان میں سے دوسرے کو لادتا تھا[2]

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت لنگڑے آدمی تھے ان کے چار شیر جیسے بیٹے تھے جو حضورؐ کے ساتھ غزوات میں حاضر رہتے جب احد کی لڑائی ہوئی بیٹوں نے ان کے روکنے کا ارادہ کیا، اور کہا کہ اللہ پاک نے آپ کو معذور رکھا ہے، انھوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھ کو اس لڑائی سے اور آپؐ کے ساتھ اس لڑائی میں شرکت سے روکتے ہیں، خدا کی قسم میں یہ امید لگائے ہوئے ہوں کہ اسی لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں پھروں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا ہے تم پر جہاد نہیں اور ان کے بیٹوں سے آپ نے فرمایا، اس میں تمہارا کوئی حرج نہیں۔ ان کو نہ روکو، بہت ممکن ہے کہ اللہ پاک نے ان کے حصے میں شہادت لکھی ہو، چنانچہ حضورؐ کے ہمراہ غزوہ میں تشریف لے گئے اور احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے[3] ابو قتادہؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموحؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ فرمائیے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں تو کیا جنت میں میرا یہ لنگڑا پیر ٹھیک ہو جائیگا؟ حضورؐ نے

---

[1] اسند ابن اسحٰق [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۴۹ [3] وذکرہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۱ [4] واسند ابن اسحٰق عن شیخ من بنی سلمۃ [5] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۷ [6] واخرجہ احمد

فرمایا ہاں یہ اور ان کا بھتیجا اور ان کا غلام یوم اُحد میں شہید کیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب ان پر گذر ہوا آپؐ نے فرمایا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ ان کا یہ پیر ٹھیک ہے اور جنت میں ٹہل رہے ہیں حضورؐ نے ان تینوں کے لئے ایک ہی قبر میں دفن کیے جانے کا حکم دیا اور یہ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے [۱]

رافع بنؓ خدیج رضی اللہ عنہ کے ایک تیر لگا، عمر راوی کہتے ہیں کہ اب مجھے یاد نہیں کہ یحییٰ نے یوم اُحد کہا تھا یا یوم حُنین، یہ تیر سینے پر لگا تھا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تیر نکال دیجئے، آپؐ نے فرمایا اے رافع! اگر تم چاہو تو تیر اور پر دونوں نکال دوں اور اگر تم چاہو تو تیر نکال دوں اور اس کا پر رہنے دوں اور قیامت کے دن میں تمہاری شہادت کی گواہی دوں؟ رافعؓ بن خدیج نے عرض کیا یا رسول اللہ! تیر نکال لیجئے اور اس کا قبضہ رہنے دیجئے اور میرے لئے قیامت میں گواہی دیدیجئے گا کہ میں شہید ہوں۔ راوی کہتے ہیں یہ خلافتِ معاویہؓ تک زندہ رہے ان کا زخم پھٹ گیا اور عصر کے بعد انھوں نے وفات پائی، دوسری روایت میں صحیح اس طرح پر ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہؓ کی خلافت کے بعد وفات [۲] پائی (ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں زخم ابھرا ہو اور بعد میں وفات ہوئی ہو، اس صورت میں دونوں روایتیں درست ہو جاتی ہیں)

---

[۱] قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۱۵ رجاله رجال الصحيح غير يحيي بن نصر الانصاری وهو ثقة انتهى واخرجه البيهقي ج ۹ صفحہ ۲۴ من طريق ابن اسحاق بنحوه [۲] واخرج البيهقي عن يحيىٰ بن عبد الحميد عن جدته

[۳] كذا في البداية قال في الاصابة ج ۱ صفحہ ۴۹۶ ويحتمل ان يكون بين الانتقاض والموت مدة واخرجه ايضا البادردي وابن منده۔ والطبراني كما في الاصابة ج ۴ صفحہ ۴۲ وابن شاهين كما في الاصابة ج ۱ صفحہ ۴۹۶ وستاتي الاحاديث في باب الصبر۔

بابِ ہجرت

باوجودیکہ ترکِ وطن آسان کام نہیں، صحابہ کرامؓ نے وطنِ عزیز کو بالکل خیر باد کہا اور مرتے دم تک واپس نہیں ہوئے یہ بات انھیں دنیا اور متاعِ دنیا سے کیوں محبوب ہوئی اور کس طرح ان حضرات نے دین کو دنیا پر ترجیح دی اور دنیا کے ضائع ہونے کی پرواہ نہ کی اور نہ اس کے فنا ہونے پر ادنیٰ التفات کیا یہ حضرات کس طرح ایک شہر سے دوسرے شہر اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے تھے، درحقیقت یہ حضرات آخرت ہی کے لئے پیدا کئے گئے تھے اور آخرت ہی کے اہل تھے اسی لئے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ دنیا انھیں کے لئے پیدا کی گئی تھی

(کما قال علیہ السلام اَلدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ)

نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت

حضرت عروہؓ[1] فرماتے ہیں کہ حج کے بعد باقی ذی الحجہ اور محرم اور صفر میں آپؐ مکہ میں رہے پھر مشرکینِ قریش نے جب یہ گمان کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے چلے جائیں گے اور اللہ پاک نے آپؐ کے لئے مدینہ میں ٹھکانہ اور حفاظت کی جگہ بنادی ہے اور انصارؓ کا اسلام لانا بھی اہلِ مکہ کو وہیں مہاجرینؓ کا ان کی طرف پہونچ جانا جب معلوم ہوگیا تو انھوں نے یہ سازش کی جو بالاتفاق طے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں بحالتِ اقامت گرفتار کرلیں اس کے بعد آپؐ کو یا قتل کردیں یا قید یا شہر بدر کردیں یا باندھ کر رکھیں، اللہ عزوجل نے حضورؐ کو ان کی اس سازش کی خبر دی وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ○ (سورۃ الانفال رکوع نمبر ۴)

---

[1] اخرج الطبرانی

ترجمہ:۔ اور جب آپ کے بارے میں کفار مکاری کی تدبیریں کر رہے تھے کہ یا آپؐ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں اور اللہ بھی تدبیر میں تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے"۔ آپؐ کو اللہ پاک نے اس روز اطلاع دی جس دن کہ آپؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان میں آئے کہ کفار آج رات اگر آپؐ اپنے بستر پر رہے تو شبخون کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ رات کی اندھیری میں غار ثور چلے گئے، یہ وہی غار ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں (اس طرح ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ) حضرت علی بن ابی طالبؓ آپؐ کے بستر پر چپکے سے جاکر سو گئے مشرکینِ قریش نے ساری رات اسی ششش و پنج میں گذاری کہ بستر پر سوئے ہوئے کو داب لیں اور باندھ لیں، ان میں صبح تک یہی طے نہ ہو سکا، جب صبح ہوئی تو ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ بستر سے کھڑے ہوئے ان سے حضورؐ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ نے یہی کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں اس وقت ان لوگوں کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام جا چکے ہیں، گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر ہر جانب آپؐ کی تلاش میں نکل گئے اور ہر پانی کے چشمہ والوں پر آدمی بھیجے، ان کو آپؐ کی گرفتاری کا حکم دیا اور بڑے انعام ان کے لئے مقرر کئے، یہ لوگ اس غار پر بھی پہونچے جس میں حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ تشریف فرما تھے اس غار کے اوپر بھی چڑھے، حضورؐ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ڈر گئے اور ان پر خوف و رنج طاری ہو گیا حضورؐ نے ان سے فرمایا:۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ تم رنجیدہ نہ ہو بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے، اور ان کے لئے اللہ پاک سے دعا کی اللہ پاک نے ان پر اطمینانِ قلبی نازل فرمایا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ج وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ج وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (سورۂ توبہ رکوع نمبر ۶) (انھیں جیسے مواقع پر امداد غیبی اللہ پاک دکھاتے ہوئے فرماتا ہے) ترجمہ:۔ اللہ پاک نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور مومنین پر اتارا اور ایسا لشکر بھیجا جس کو تم لوگ نہیں دیکھ سکتے اور کفار کی بات کو اللہ نے نیچا کیا اور اللہ کی بات وہی اونچی ہو کر رہتی ہے، اور اللہ زبردست قوت والا اور بڑی حکمت والا ہے"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دودھ والی اونٹنی تھی جس کا دودھ شام کو حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ غار میں پیتے اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے اہل و عیال جو مکہ میں تھے

دہ پیتے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو جو نہایت دیانت دار اور بڑے سچے پکے مسلمان تھے اس کام کے لئے بھیجا کہ وہ ایک رہبر اجرت پر لیں انھوں نے ایک آدمی بنی عبد بن عدی میں سے اجرت پر لیا جس کا نام بن الیقط ہے، قریش میں سے یہ بنی سہم بن وائل کا حلیف تھا یہ قبیلۂ عدویہ میں سے تھا اور ابھی تک مشرک تھا اور راستہ بتانے کا کام کرتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ چند رات اسی غار میں رہے ان حضرات کے پاس عبد اللہؓ بن ابوبکر جب شام ہو جاتی تو مکہ کی ساری خبریں لاتے، حضرت عامرؓ بن فہیرہ ہر رات بکریاں لاتے دودھ دوھ کر پلاتے اور اگر ذبح کرنے کی ضرورت ہوتی تو بکری ذبح کی جاتی، اور صبح ہی صبح یہاں سے چل دیتے اور لوگوں کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے، اور کسی کو اس بات کی خبر نہ ہوتی، جب مکہ میں آپؐ کے بارے میں شور و غل بند ہو گیا (جس کا ان دنوں کافی چرچا تھا) اور آپؐ کو یہ اطلاع مل گئی کہ اب لوگوں میں کوئی چرچا نہیں رہا تو عامرؓ بن فہیرہ دو اونٹنیاں لیکر حاضر ہوئے، یہ حضرات غار میں دو دن اور دو رات ٹھہرے تھے، یہ دونوں حضرات وہاں سے چل دیئے اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہؓ ان دونوں حضرات کی خدمت اور اعانت کرتے ہوئے چلے اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے عامرؓ بن فہیرہ کو بٹھالیا ان دونوں حضرات کے ساتھ سوائے عامرؓ اور اُس رہبر کے کوئی نہ تھا۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن ناغہ نہ کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر صبح اور شام نہ آئیں جب وہ دن آیا کہ اللہ پاک نے آپؐ کو ہجرت کی اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت دیدی آپؐ بھرے دوپہرے میں ہمارے یہاں تشریف لائے ایسے وقت میں جس وقت کہ آپؐ کے آنے کا معمول نہ تھا حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھتے ہی کہا کہ حضورؐ کسی ایسی بات کے لئے تشریف لائے ہیں جو نئی واقع ہوئی ہے جب آپؐ مکان میں داخل ہوئے آپؐ کے لئے حضرت ابوبکرؓ چارپائی پر سے ذرا کنارے ہوئے حضورؐ بیٹھ گئے اور آپؐ کے پاس اور کوئی سوائے میرے اور میری بہن اسماءؓ بنت ابوبکر کے نہ تھا، حضورؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو جو تمہارے پاس

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۵۵ وفیہ ابن لہیعۃ وفیہ کلام وحدیثہ حسن اھ

[2] واخرج ابن اسحٰق۔

ہیں ذرا ہٹادو، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ان کے یہاں رہنے میں کوئی حرج نہیں، حضورؐ نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے نکل جانے اور ہجرت کرنیکی اجازت دیدی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ رہونگا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے آج کے دن سے پہلے کبھی نہ جانا تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہے میں نے اس دن حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ دو اونٹنیاں میں نے اسی کام کے لئے تیار کی تھیں ان دونوں حضرات نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنی دُئل بن بکر سے تھا اس کی ماں بنی سہم بن عمرو میں سے تھی اجرت پر لیا یہ مشرک تھا تاکہ ان دونوں حضرات کو راستہ بتائے اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کیں یہ وعدہ کے وقت تک ان دونوں اونٹنیوں کو چرایا کرتا تھا[1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس موقع پر آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ رہونگا اور میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنھیں میں چھ مہینے سے اسی کام کے لئے چرا رہا ہوں ان میں سے ایک آپ لے لیجئے، آپؐ نے فرمایا میں تو تم سے اسے خریدونگا، آپؐ نے اس اونٹنی کو حضرت ابو بکرؓ سے خرید لیا، پھر یہ دونوں حضرات یہاں سے غارِ ثور میں چلے گئے[2]

[3] حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہم لوگوں کے پاس دن میں دو مرتبہ تشریف لایا کرتے تھے (صبح اور شام) ایک دن آپؐ بھرے دوپہرے میں تشریف لائے میں نے کہا اے اباجان! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں میرے ماں باپ ان پر قربان جائیں آپؐ کو اس ناوقت کوئی ضروری کام لایا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے میرے لئے ہجرت کی اجازت دیدی؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا میں بھی ساتھ چلونگا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم بھی ساتھ چلنا، حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے پاس دو سواری کی اونٹنیاں ہیں جنھیں میں اتنے اتنے دنوں سے اسی کام کے انتظار میں چرا رہا

---

[1] واخرج البغوی باسناد حسن عن عائشہ رضی اللہ عنہا شیئاً منہ [2] فذکر الحدیث کمافی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳۴ [3] واخرج الطبرانی

ہوں ان میں سے ایک آپ لے لیجئے، آپؐ نے فرمایا بشرطِ قیمت اے ابوبکر! حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا قیمت سے؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں (اچھا) آپ کی مرضی۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان دونوں حضرات کے لئے سفر کا کھانا تیار کیا پھر اپنا کمر بند توڑا اور میں نے اُس سے اس ناشتہ کو باندھ دیا، یہ دونوں حضرات نکلے اور جبلِ ثور کے غار میں ٹھہر گئے، جب یہ دونوں حضرات غار پر پہونچے تو پہلے حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہوئے اور کوئی سوراخ ایسا نہ چھوڑا جس میں اپنی انگلی داخل کر کے نہ دیکھا ہو۔ اس ڈر سے کہ ایسا نہ ہو کہ زہریلا کیڑا ہو، اُدھر قریش نے جب آپؐ کو نہ پایا تو آپؐ کی تلاش میں نکلے اور حضورؐ کی تلاش کے لئے سو اونٹنی کا انعام مقرر کیا سب کے سب مکہ کے پہاڑوں کا چکر کھاتے پھرے اُس پہاڑ پر بھی پہونچے جہاں یہ دونوں حضرات تھے، حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے اس آدمی کے بارے میں جو بالکل غار کے سامنے تھا کہا یا رسول اللہ! یہ ہم دونوں کو دیکھ لے گا، آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں، ملائکہ اپنے پروں سے ہم دونوں کو چھپالیں گے وہ آدمی بیٹھا اور اُس نے غار کے منہ پر پیشاب کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر وہ ہم دونوں کو دیکھتا تو اس طرح سامنے پیشاب نہ کرتا۔ یہ دونوں حضرات تین رات غار میں رہے، شام کے وقت ان دونوں کے پاس عامرؓ بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے غلام بکریاں لے جاتے اور اندھیرے ہی اندھیرے ان کے پاس سے واپس آجاتے، صبح چرواہوں کے ساتھ چراگاہ میں بکریاں چراتے شام کو انھیں کے ساتھ واپس لوٹتے اور چلنے میں انتہائی آہستگی کرتے جب رات کی تاریکی آجاتی، بکریاں لیکر ان دونوں حضرات کے پاس آجاتے، چرواہے یہ خیال کرتے کہ یہ ہمارے ساتھ پیچھے پیچھے آرہے ہوں گے، حضرت عبداللہؓ بن ابوبکر مکہ میں چکر لگاتے اور خبریں معلوم کرتے جب رات کی اندھیری چھا جاتی ان دونوں حضرات کو خبر دینے آتے پھر اندھیرے اندھیرے ان دونوں کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں صبح کرتے (تین راتوں) کے بعد یہ دونوں حضرات غار سے نکلے اور سمندر کے کنارے کا راستہ اختیار کیا، حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے آگے چلتے اور جب یہ خطرہ محسوس کرتے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آکے پیچھے آرہا ہو تو آپؐ کے پیچھے ہو جاتے، اسی طرح چلتے رہے حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں زیادہ مشہور تھے جب ان سے کوئی ملتا اور حضرت ابوبکرؓ سے پوچھتا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ آپ فرماتے رہبر ہیں مجھے راستہ بتاتے ہیں اور مطلب یہ ہوتا کہ دین کی رہبری کرتے ہیں اور سننے والا یہ گمان کرتا کہ رہبر ہے، جب یہ دونوں حضرات قدید کی آبادی تک پہونچے جو ان دونوں حضرات

کے راستہ میں پڑتی تھی ایک آدمی نے بنی مدلج کے لوگوں سے آکر کہا میں نے دو سواروں کو سمندر کے کنارے جاتے ہوئے دیکھا، میرے خیال میں یہ وہی دو آدمی ہیں جن کی تلاش میں قریش والے ہیں، سُراقہ بن مالک نے کہا یہ وہی دو سوار تو ہیں جن کی تلاش میں قوم نے ہمیں بھیجا ہے، اپنی باندی کو بلایا اس سے کچھ سرگوشی کی اور اس کو حکم دیا کہ گھوڑا لے آئے پھر ان دونوں کی تلاش میں چل دیا، سُراقہ نے کہا جب میں ان دونوں کے قریب ہوا اس کے بعد کا وہ قصہ ہے جو آگے آجائیگا[۱]

کچھ[۲] لوگوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپس میں بات چیت کی اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ پر فضیلت دی رضی اللہ عنہما جب یہ خبر حضرت عمرؓ کو ملی تو حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم ایک رات ابوبکرؓ کی خاندانِ عمرؓ سے بہتر ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا ایک دن خاندانِ عمرؓ سے بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں غار کی طرف چلے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی آپ کے پیچھے، حضورؐ اس بات کو سمجھ گئے اور آپ نے پوچھا اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا کہ کبھی آگے چلتے ہو کبھی پیچھے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب مجھے تلاش کرنے والوں کی یاد آتی ہے تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب مجھے گھات میں بیٹھنے والوں کا خیال آتا ہے تو آپ کے آگے چلتا ہوں آپ نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو تو میرے بجائے تمہیں پہونچے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یہی بات ہے جب یہ دونوں حضرات غار پر پہونچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ذرا یہیں ٹھہر جائیے تاکہ میں غار کو آپ کے لئے صاف کر لوں یہ اندر گئے اور صاف کیا پھر جب انھیں یاد آئی کہ ایک سوراخ صاف کرنے سے رہ گیا ہے تو پھر عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھہریئے یا رسول اللہ! میں ذرا صاف کر لوں، اندر داخل ہوئے اور صفائی کی اس کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ! اب تشریف لے چلئے تو آپ اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم کہ میری

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۵۴ وفیہ یعقوب بن حمید بن کاسب وثقہ ابن حبان وغیرہ وضعفہ ابوحاتم وغیرہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ۱ھ۔ [۲] واخرج البیہقی عن ابن سیرین

جان اس کے ہاتھ میں ہے یہ رات خاندانِ عمرؓ سے بہتر ہے [1]

حضرت حسن بصریؒ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ غار میں تشریف لے گئے قریش آپؐ کی تلاش میں آئے جب غار کے منہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اس میں کوئی نہیں داخل ہوا ہے، حضورؐ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ دیکھ رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یہ آپ کی قوم آپ کی تلاش میں ہے، خدا کی قسم! مجھے اپنی جان کا قطعاً ڈر نہیں، اگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ کہیں حضورؐ کے بارے میں ناپسندیدہ چیز نہ دیکھوں، حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر. خوف کی کوئی بات نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے، حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ورہم لوگ غار میں تھے اگر ان میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالے گا تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لیگا آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو [2]

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد عازبؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک زین تیرہ درہم کی خریدی اور حضرت عازبؓ سے کہا اپنے بیٹے براء سے کہدیجئے کہ اسے میرے گھر پہونچا آئے حضرت عازبؓ نے کہا جب تک نہ کہونگا جب تک کہ آپ وہ نہ سنا دیں کہ آپ نے کیا کیا تھا جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے تھے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہم اندھیرے ہی اندھیرے تیز قدمی کے ساتھ (غار سے) چل دیئے سارے دن اور ساری رات اور بھری دوپہری تک چلتے رہے میں نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا آیا کہیں سایہ ہو تو اس کے نیچے پناہ پکڑیں میں نے ایک بہت بڑا پتھر دیکھا میں اس پتھر کی طرف مائل ہوا اس کے نیچے تھوڑا سا سایہ تھا اس حصہ کو میں نے حضورؐ کے لئے برابر کر دیا اور اپنا پوستین آپ کے لئے اس پر بچھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ذرا آرام کر لیجئے، آپ لیٹ گئے میں نکل دیکھ رہا تھا کہ کوئی ہماری طلب میں تو نہیں آرہا ہے، میری نظر ایک بکری کے چرواہے پر پڑی میں نے اس سے پوچھا میاں صاحب زادے! تم کس

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۰ و خرجہ الحاکم ایضاً کما فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۴۸ [2] واخرجہ البغوی عن ابن ملیکۃ مرسلاً بمعناہ قال ابن کثیر ذو مرسل حسن کما فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۲۹ [3] واخرج ... فقد ورہ ... و عند احمد [4] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲ واخرجہ ایضاً الشیخان والترمذی وابن سعد وابن ابی شیبۃ وغیرہم کما فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۲۹ [5] واخرج احمد

کے ہو؟ اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام بتایا جس کو میں جانتا تھا میں نے اس سے پوچھا تیری بکریوں میں دودھ بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اس سے کہا کہ کیا تم میرے لئے دودھ دوہ دوگے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا دیدو اس نے ایک بکری کے پیر باندھے میں نے اُس سے کہا ذرا اس کے تھن صاف کرلے اس نے غبار سے اسکے تھن صاف کئے پھر میں نے (ہاتھ صاف کرنے کو) کہا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی غبار سے صاف کئے میرے پاس ایک برتن تھا جس پر میں نے کپڑا باندھ رکھا تھا اس نے میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا میں نے اس میں پانی ملایا تو اس کے نیچے تک کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کو لیکر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ بیدار ہو چکے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لیجئے پیجئے، آپؐ نے اتنی مقدار میں پی لیا جس سے میں خوش ہوا پھر میں نے عرض کیا کہ چلنے کا وقت آ گیا ہے ہم چل دیئے، اور قوم ہماری تلاش میں تھی، ان میں سے سوائے سُراقہ بن مالک کے کوئی ہم تک نہ پہونچا یہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آدمی ہماری طلب میں آپہونچا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی غم کی بات نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے، جب وہ ہمارے اتنے قریب پہونچا کہ ایک یا دو یا تین نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تلاش کرنے والا تو آپہونچا اور (یہ کہکر) میں رو دیا آپؐ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا خدا کی قسم اپنی جان کے ڈر سے نہیں روتا ہوں میں تو آپ کی وجہ سے روتا ہوں حضورؐ نے اس سوار کے لئے بددعا فرمائی کہ اے میرے اللہ! اس کو ہم سے جس طرح تو چاہے روک لے، سوار کے گھوڑے کے پیر پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گئے اور وہ سوار گھوڑے پر سے کودا اور اس سوار نے کہا اے محمد! میں جانتا ہوں یہ تمہارا کام ہے، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے پس خدا کی قسم جو لوگ آپ کی طلب میں میرے پیچھے آرہے ہیں ان کو میں واپس کر دونگا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے ایک تیر لے لیجئے، آپ کا گذر میرے اونٹوں اور بکریوں پر فلاں موضع میں ہوگا یہ تیر دکھا کر جتنی ضرورت ہو آپ ان لوگوں سے لے لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کے لئے دعا کی اس کے گھوڑے نے رہائی پائی اور یہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ہم مدینہ پہونچ گئے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، راستوں میں اور چھتوں پر انصار اور ان کے خدام اور بچوں کا مجمع تھا کہہ رہے تھے اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اس کے بعد

انصار میں آپس میں اس بات پر نزاع ہونے لگی کہ آپ کس کے یہاں تشریف لے جائیں حضورؐ نے فرمایا آج رات تو میں عبدالمطلب کے ماموں بنی نجار کے یہاں ٹھہرونگا تاکہ انھیں میرے ٹھہرنے سے شرافت حاصل ہو۔ چنانچہ آپ وہیں ٹھہرے، صبح کو آپؐ وہیں تشریف لے گئے جہاں کہ اللہ پاک کا حکم تھا۔[1]

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملک شام سے تجارت کر کے واپس آرہے تھے حضورؐ (اور حضرت ابوبکرؓ) سے ملاقات ہوئی حضرت زبیرؓ نے ان دونوں حضرات کو سفید کپڑے پہنائے مدینہ کے مسلمانوں کو جب آپؐ کے مکہ سے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی ہر صبح کو آپؐ کے استقبال کے لئے حرّہ تک آتے اور آپؐ کا انتظار کرتے اور جب دوپہر گرم ہو جاتی تو واپس چلے جاتے ایک روز آپ کا طویل انتظار کر کے ۔۔۔ واپس ہوئے جب اپنے مکانوں کے قریب پہونچے تو قلعہ پر سے ایک یہودی نے کسی ضرورت سے جھانکا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا کہ آپؐ اور آپؐ کے ایک ساتھی سفید کپڑے پہنے ہوئے چلے آرہے ہیں اور غبار اڑنے کی وجہ سے ان منتظرین کو آپؐ دکھائی نہ دیئے تھے یہ دیکھ کر یہودی سے نہ رہا گیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے عرب کے لوگو! وہ دیکھو وہ تمہارا مقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے آرہا ہے' اہل مدینہ نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور آپؐ کی طرف استقبال کے لئے دوڑ پڑے حرّہ کے کنارے حضورؐ سے ملاقات ہوئی' آپؐ ان سب کو لیکر حرّہ کی داہنی جانب سے ہوتے ہوئے بنی عمرو بن عوف کے پاس اترے پیر کا روز تھا ربیع الاول کا مہینہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے انصار نے یکے بعد دیگرے آنا شروع کیا اور جس نے ان میں سے حضورؐ کو نہ دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ ہی کو سلام کرتا جب آپؐ پر دھوپ پڑی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی چادر سے آپؐ پر سایہ کیا اس وقت ان لوگوں کو علم ہوا کہ حضورؐ علیہ السلام یہ ہیں۔ بنی عمرو بن عوف میں حضورؐ کچھ اوپر دس روز رہے اور اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کے بارے میں قرآن مجید میں ہے۔ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى[1]

---

[1] واخرجه الشیخان فی الصحیحین کما فی بدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸ واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۸ بنحوہ مطولاً مع زیادۃ وابن خزیمۃ وغیرہم کما فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۳۰ [2] واخرجہ البخاری

اور مسجد قبا میں حضورؐ نے نماز پڑھی پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چل دیئے لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے آپؐ کی اونٹنی مدینہ میں اس مقام پر بیٹھ گئی جس جگہ مسجد نبویؐ ہے اور اس جگہ پہلے سے مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ یہ سہیل اور سہل دو یتیم لڑکوں کی کھجوریں خشک کئے جانے کی جگہ تھی یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب آپؐ کی اونٹنی اس مقام پر آپؐ کو لیکر بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا یہیں منزل گاہ ہوگی انشاء اللہ ان دونوں لڑکوں کو حضورؐ نے بلایا اور ان سے اس زمین کا سودا کرنا چاہا تاکہ آپؐ اس کو لیکر مسجد بنائیں لڑکوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے ھبہ کرتے ہیں آپؐ نے ھبۃً لینے سے انکار فرمایا اور ان دونوں سے خرید لیا پھر مسجد بنائی، حضورؐ بھی لوگوں کے ہمراہ اس کی تعمیر میں کچی اینٹیں اٹھاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔

هٰذا الحمال لاحمال خیبر ؛ هٰذا ابرّ ربّنا واطهر

ترجمہ: یہ مزدوری ہے مگر خیبر کے مزدوروں کی مزدوری کی طرح نہیں ہے ہمارے رب کی قسم یہ اس سے کہیں بھلی اور بہتر مزدوری ہے"

اور آپؐ کبھی یہ فرماتے

لاھمّ انّ الاجر اجر الاٰخرۃ ؛ فارحم الانصار والمھاجرۃ

ترجمہ: "اے میرے اللہ! بیشک اجر و ثواب تو آخرت کا اجر و ثواب ہے۔ پس انصار اور مہاجرین پر رحم فرما" اور مسلمانوں میں سے کسی اور شخص کا بھی آپؐ نے شعر پڑھا راوی کہتے ہیں کہ ان کا نام مجھ سے نہیں بیان کیا گیا ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیثوں میں یہ بات نہیں ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شاعر کے پورے شعر کو بطور مثال پڑھا ہو بجز ان اشعار کے [1]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا لوگ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے ہیں میں اپنے کھیل کود میں لگا رہا اور میں نے کچھ نہ دیکھا پھر لوگ کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں میں نے کچھ نہ دیکھا اور اپنے کھیل میں پھر

---

[1] ہذا لفظ البخاری وقد تفرد بروایۃ دون مسلم ولہ شواہد من وجہ آخر کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۶

[2] اخرج احمد

لگ گیا، اتنے میں حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے تو ہم لوگ مدینہ کے بعض غیر آباد مکانوں میں چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی آدمی کو بھیجا کہ ہم دونوں کے آنے کی اطلاع انصار میں کر دے۔ چنانچہ قریب قریب پانچ سو انصار آپؐ کے استقبال کے لئے گئے۔ حضرات انصار نے ملاقات کے بعد عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات امن اور محفوظ ہیں اور ہمارے سردار ہیں۔ حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان استقبال کرنے والوں کے درمیان چل رہے تھے۔ مدینہ کا یہ حال تھا کہ کنواری لڑکیاں بھی مکانوں کی چھتوں پر ایک دوسری سے آگے بڑھ بڑھ کر ان حضرات کو دیکھ رہی تھیں اور آپس میں ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں کہ ان دونوں میں سے حضورؐ کون سے ہیں؟ حضورؐ کونسے ہیں؟ ہم نے اس جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ منظر میں نے اس روز دیکھا جس دن آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور جس روز آپؐ نے اس دنیا کو الوداع فرمایا[1] اس کے بعد میں نے ایسے دو دن کبھی نہیں دیکھے۔

ابن عائشہؒ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عورتیں اور بچے سب کے سب خوشی میں یہ کہہ رہے تھے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ۔ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ۔ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ[2]

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند نے طلوع کیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرنے والا دعا کرتا رہے ہم لوگوں پر اس کا شکر واجب ہے

حضرت عمر بن خطابؓ اور صحابۂ کرامؓ کی ہجرت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے صحابہ میں سے شروع میں جو لوگ ہمارے پاس (مدینہ) آئے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ یہ ہم لوگوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے ان کے بعد حضرت عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کے ساتھ آئے ان کے بعد

---

[1] رواہ البیہقی بنحوہ۔ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ [illegible] [2] اخرجہ البیہقی کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ [illegible]
[3] اخرجہ ابن ابی شیبۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے اہل مدینہ کو نہیں دیکھا کہ کبھی ایسے خوش ہوئے ہوں جیسا کہ حضورؐ کی آمد سے خوش ہوئے ابھی تک آپؐ تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پارہ ۳۰ پڑھ لی تھی، جو مفصل سورتوں میں سے ہے[۱]

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے مدینہ کو مصعب بن عمیرؓ عبدری نے ہجرت کی اس کے بعد عبداللہ بن ام مکتومؓ اعمیٰ نے یہ قبیلہ بنی فہر سے ہیں اس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ مع بیس سواروں کے تشریف لائے ہم لوگوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپؐ میرے پیچھے جلد ہی تشریف لانے والے ہیں پھر حضورؐ اور ان کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ بھی مدینہ میں تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے چند سورتیں مفصلات کی پڑھ لی تھیں[۲]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے مدینہ کو ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص رضی اللہ عنہم نے سرف سے اوپر کی جانب بنی غفار کے حوض کے کنارے وادی تناضب میں ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کیا اور یہ طے کر لیا کہ جو بھی ہم میں سے صبح کے وقت وہاں نہ پہونچے گا ہم لوگ سمجھیں گے کہ وہ کفار کی قید میں آ گیا ہے اور چل دیں گے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اور عیاش تو صبح کے وقت تناضب پہونچ گئے اور ہشام گرفتار کئے گئے اور فتنہ میں مبتلا ہو کر اسی میں پڑ گئے، ہم مدینہ آ کر قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں ٹھہرے، ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام عیاش کے لئے نکلے یہ ان دونوں کے چچیرے اور ماں جائے بھائی تھے مدینہ تک آئے، ابھی حضورؐ مکہ ہی میں تھے اور ان دونوں نے عیاش سے باتیں کیں اور عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں نہیں دیکھے گی اپنے سر پر کنگھی نہ کرے گی، اور جب تک تمہیں نہ دیکھے گی دھوپ سے سایہ میں نہ آئے گی، انھیں اپنی ماں پر بڑا رحم آیا، میں نے انھیں سمجھایا بھی کہ خدا کی قسم تمہاری قوم نے تمہیں تمہارے دین سے فتنہ میں ڈالنے کا راز کیا ہے لہٰذا ان سے بچ کر رہو خدا کی قسم اگر تمہاری ماں کو جوؤں کاٹے گی تو ضرور کنگھی کرے گی اور جب مکہ کی گرمی ستائے گی تو ضرور سایہ پکڑے گی، عیاش نے کہا کہ میں اپنی ماں کو قسم سے بری کردوں وہاں میرا مال بھی ہے اسے بھی لے لوں میں نے عیاش

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳۱ [۲] وعند احمد فی حدیث البراء عن ابی بکرؓ فی الہجرۃ
[۳] واخرجہ ایضاً البخاری کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۹ [۴] اخرج ابن اسحٰق عن نافع عن ابن عمر

سے کہا عیاش! تمہیں خود بھی پتہ ہے خدا کی قسم کہ میں قریش میں کتنا بڑا مالدار ہوں جا میں اپنا آدھا مال تجھے دیتا ہوں اور تو ان دونوں کے ساتھ مت جا، عیاش نے میری ایک بات بھی نہ مانی اور ان دونوں کے ساتھ جانے کی ضد رہی تو میں نے کہا کہ جب تم نے یہ ارادہ کر ہی لیا ہے تو یہ میری اونٹنی لے لو یہ نہایت مطیع اور شریف ذات کی ہے اس کی پیٹھ پر سے نہ اترنا اگر تمہیں قوم کے معاملہ میں کچھ شک محسوس ہو تو اس کے ذریعہ بھاگ کھڑے ہونا چنانچہ یہ اس اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ چلے کسی مقام پر پہونچکر ابوجہل نے ان سے کہا بھائی جان! خدا کی قسم میں تو اپنے اس اونٹ سے تنگ آگیا ہوں تم کیا اپنی اونٹنی پر مجھے پیچھے بٹھالوگے؟ عیاش نے کہا ہاں ضرور! عیاش نے اونٹنی بٹھائی اور ان دونوں نے بھی اونٹنی بٹھائی تاکہ عیاش کی اونٹنی پر سوار ہو جائیں زمین کے قریب آتے ہی دونوں ان پر جھپٹ پڑے اور ان کو رسیوں میں باندھ لیا پھر لیکر مکہ میں داخل ہوئے، اور طرح طرح سے انھیں فتنہ میں مبتلا کیا گیا آخر یہ اسلام سے پھر گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دل میں یہی سوچا کرتے تھے کہ جو آدمی فتنہ میں پڑکر اسلام سے پھر جائے اللہ اس کی توبہ قبول نہ کریگا اور ہر صحابی بھی اپنے دل میں یہی خیال لئے ہوئے تھا جب حضور مدینہ تشریف لائے اور اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ○ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ○ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ (الزمر رکوع ٦)

ترجمہ:۔ آپ کہدیجئے اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بیشک اللہ پاک تمام گناہوں کو بخشدیگا، بیشک وہ اللہ پاک بار بار مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اپنے رب کی طرف رجوع کرو اسی کا کہا مانو اس سے پہلے کہ تمہارے اوپر عذاب نازل ہو اور جب عذاب نازل ہوجائیگا تو تمہاری مدد نہ کی جائیگی اچھی اچھی باتیں تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لئے اتاری گئی ہیں ان کا اتباع کرو اس سے پہلے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب اتر آئے اور تم کو پتہ بھی نہ ہو۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اس آیۃ کو لکھکر ہشام بن عاص کے پاس بھیجدیا، ہشام کہتے ہیں کہ جب میرے پاس یہ آیۃ پہونچی میں اسکو مقام ذی طوی میں پڑھ

رہا تھا اس آیۃ کو پڑھتا ہوا کبھی اوپر چڑھتا کبھی نیچے اترتا اور اس کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکا میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس کا مفہوم سمجھا دے تو اللہ پاک نے میرے دل میں ڈال دیا کہ یہ تو ہمیں لوگوں کے بارے میں اتری ہے اور جو خیالات ہم اپنے دل میں پہلے لئے ہوئے تھے اس کے متعلق اتری ہے اور اس میں ہمیں لوگوں سے کہا جا رہا ہے، چنانچہ میں اپنے اونٹ کی طرف لوٹا اور اس پر بیٹھ کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہو گیا [۱]

حضرت عثمان بن عفانؓ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ اللہ کے راستہ میں ہجرت کی وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں [۲] حضرت نضر بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حمزہ یعنی حضرت انسؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے لئے چلے آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کی صاحبزادی بھی تھیں حضورؐ کے پاس ان کی خیر خبر پہونچنے میں دیر ہوئی ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے تمہارے داماد کو دیکھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں آپؐ نے فرمایا ان دونوں کا کیا حال تھا؟ اس نے کہا کہ اپنی بیوی کو ایک کمزور گدھے پر سوار کرا رکھا تھا اور خود اس کو ہنکا کرلے جا رہے تھے حضورؐ نے فرمایا اللہ ان دونوں کے ساتھ ہے بیشک عثمانؓ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل کے ہمراہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہجرت کی [۳] طبرانی کی روایت میں حدیث کا درمیانی جملہ اس طرح پر ہے کہ حضورؐ کے پاس ان کی خبریں آنا بند ہو گئی تھیں، حضورؐ گھر سے باہر نکل کر آنے جانے والوں سے خبر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے آپؐ کے پاس آکر یہ خبر دی تھی [۴]

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۲ واخرجہ ایضاً ابن سکن بسند صحیح عن ابن اسحاق باسنادہ مطولاً کما قال الحافظ فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۰ والبزار بطولہ نحوہ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۶۱ ورجالہ ثقات واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۳ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۹۵ وابن زنجویہ والبزار عن عمر رضی اللہ عنہ مختصراً کما فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۶۲ واخرجہ الطبرانی عن عروۃ مرسلاً وفیہ ابن لہیعۃ وفیہ ضعف وعن ابن شہاب مرسلاً ورجالہ ثقات کذا فی المجمع ج ۹ صفحہ ۶۲ [۲] اخرجہ البیہقی [۳] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۶۶ واخرجہ ایضاً ابن مبارک عن انس رضی اللہ عنہ بمعناہ کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۴ [۴] والطبرانی عن انس بمعناہ قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۸۱ وفیہ الحسن بن زیاد البرجمی ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات ـ انتہی

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت علیؓ[1] فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت فرما گئے تو مجھ کو اس وقت تک مکہ ٹھہرنے کا حکم دیا کہ میں لوگوں کی وہ امانتیں جو آپؐ کے پاس رکھی ہوئی تھیں ادا کردوں اور اسی وجہ سے بھی آپؐ کو امین کہا جاتا تھا، میں تین دن مکہ میں ٹھہرا ایک دن بھی نہ چھپا اور اسی طرح پر پھرتا رہتا تھا امانتوں کے ادا کرنے کے بعد میں نے حضورؐ کے پاس پہونچنے کا راستہ اختیار کیا، میں بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں پہونچا آپؐ وہیں مقیم تھے میں کلثوم بن ہدم کے پاس ٹھہر گیا اور وہیں حضورؐ بھی ٹھہرے ہوئے تھے[2]

حضرت جعفرؓ بن ابوطالب اور صحابۂ کرامؓ کا حبشہ پھر مدینہ ہجرت کرنا

محمدؐ[3] بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کھجوروں والی سرزمین دیکھی ہے (کہ وہ میری ہجرت کا مقام ہے) پس تم لوگ نکل چلو چنانچہ حضرت حاطب اور جعفر رضی اللہ عنہما نے سمندر کا سفر کیا محمدؓ بن حاطب فرماتے ہیں کہ میری اسی کشتی کی پیدائش ہے۔ عمیرؓ[4] بن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیجئے کہ میں کسی ایسی سرزمین میں چلا جاؤں جہاں اللہ پاک کی بلا خوف وخطر عبادت کروں آپؐ نے ان کو اس بارے میں اجازت دیدی، پس یہ نجاشی کے یہاں آئے[5]

حضرت[6] اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرزمین مکہ مسلمانوں کے لئے تنگ ہو گئی اور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح سے فتنہ اور بلاؤں میں مبتلا کئے گئے اور صحابہؓ نے یہ دیکھ لیا کہ دین کی وجہ سے ہم پر کیا مصائب ڈھائے گئے اور حضورؐ میں اس وقت اتنی استطاعت نہیں کہ یہ مصائب ان پر سے دفع کر سکیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان اور اپنے چچا کی وجہ سے حفاظت میں تھے آپؐ کو کوئی بھی ادنیٰ گزند نہ پہونچا سکتا تھا، اور آپؐ دن و رات اپنے صحابہؓ کے مصائب اور ابتلا کو دیکھتے تو آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا

---

[1] اخرجہ ابن سعد [2] کذا فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳۵ [3] اخرجہ احمد والطبرانی ورجالہ رجال الصحیح [4] کذا فی مجمع الزوائد للہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۷ [5] واخرجہ الطبرانی والبزار [6] فذکر الحدیث بطولہ کما سیاتی قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۷ وعمیر بن اسحاق وثقہ ابن حبان وغیرہ وفیہ کلام لا یضر وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی

[6] اخرجہ ابن اسحاق

کہ سرزمین حبشہ پر ایسا بادشاہ ہے کہ کوئی اس کی وجہ سے وہاں کسی پر ظلم نہیں کر سکتا تم اس کے شہر چلے جاؤ جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی اور اس چیز سے نکاسی کی کوئی سبیل کرے جس میں تم مبتلا ہو چنانچہ ہم لوگوں نے حبشہ کی طرف جانا شروع کر دیا ہم وہاں کافی تعداد میں جمع ہو گئے شہر بھلا تھا پڑوسی ہمارے دین کی حفاظت کرنے والے تھے، وہاں کسی کے ظلم کا خوف و خطر نہ تھا جب قریش کو یہ علم ہوا کہ ہم لوگوں کو ایک ٹھہرنے کا مقام مل گیا اور ہم محفوظ ہو گئے تو ہمارے خلاف بھڑکے اور جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ ہم لوگوں کے بارے میں نجاشی (شاہ حبشہ) کے پاس وفد بھیجیں تاکہ وہ لوگ ہم کو نجاشی کے شہر سے نکال کر اپنے شہر واپس لے آئیں اہل مکہ نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اس کام کے لئے بھیجا۔ اور نجاشی اور وہاں کے پادریوں کے لئے ہدیا اور سوغات جمع کیا وہاں کے کسی معزز آدمی کو باقی نہ چھوڑا جس کے لئے علیحدہ علیحدہ ہدیہ نہ تیار کیا ہو اور ان دونوں سے کہا کہ ہر پادری کو اس کا ہدیہ پہنچ دینا اور ہدیہ پہنچانے سے قبل مسلمانوں کے بارے میں کوئی بات نہ کہنا پادریوں کو ہدیہ پیش کرنے کے بعد نجاشی کے پاس ہدیئے لے جانا اگر یہ صورت ممکن ہو کہ وہ مسلمانوں کو تمہارے حوالہ اس سے پہلے کر دے کہ مسلمانوں سے گفت و شنید کرے تو ایسا کرنے کی کوشش کرنا یہ دونوں حبشہ پہنچے اور وہاں کے کسی پادری کو ہدیہ و سوغات سے محروم نہیں رکھا اور ہر پادری سے گفت و شنید کی اور کہا کہ ہمارا آنا اس سرزمین میں اپنے بیوقوفوں کی وجہ سے ہوا ہے جو اپنے دین کی وجہ سے اپنی قوم کو چھوڑ آئے ہیں اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ اب ان کی قوم نے ہم لوگوں کو بھیجا ہے تاکہ بادشاہ ان لوگوں کو ان کے حوالہ کر دے جب ہم بادشاہ سے گفت و شنید کریں آپ بھی ایسا کرنے کا مشورہ دیدیں پادریوں نے کہا ہم ضرور تمہارا ساتھ دیں گے پھر نجاشی کے پاس یہ لوگ ہدیہ لے کر آئے نجاشی کو اہل مکہ کے ہدیوں میں سے دباغت شدہ چمڑا زیادہ پسند تھا جب یہ لوگ نجاشی کی خدمت میں ہدیئے پیش کر چکے تو اس سے کہا بادشاہ سلامت! ہمارے کچھ نوجوان بیوقوفوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا اور آپ کے دین میں بھی نہیں داخل ہوئے اور ایک نیا گھڑا ہوا دین جس کو ہم نہیں جانتے وہ لیکر آئے ہیں اور آپ کے شہر میں پناہ گزیں ہیں آپ کی خدمت میں انھیں لوگوں کے بارے میں ان کے والدین اور ان کے چچا اور ان کی قوم نے ہم لوگوں کو بھیجا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو ان کے پاس واپس کر دیں، ظاہر ہے کہ ان کے خاندان والے ان کی نگرانی کے زیادہ مستحق

ہیں اور ان لوگوں نے آپ کا دین بھی اختیار نہیں کیا کہ آپ مانع آئیں' نجاشی نے غضبناک ہوکر کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا میں ان لوگوں کو ان کے حوالہ نہ کرونگا جب تک ان لوگوں کو بلا کر ان سے بات چیت نہ کرلوں اور میں بھی دیکھوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا مذہب ہے؟ ان بیچاروں نے میرے شہر میں پناہ پکڑی ہماری ہمسائگی کو غیر کی ہمسائگی پر ترجیح دی اگر واقعہ اسی طرح پر ہے جیسے اہل مکہ کہتے ہیں تو ہم ان لوگوں کو واپس کردیں گے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو ہم ان کی حفاظت کریں گے اور اہل مکہ اور ان کے درمیان مداخلت کو روکیں گے اور اہل مکہ کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کریں گے (چنانچہ مسلمان نجاشی کے سامنے بلائے گئے) جب مسلمان نجاشی کے پاس داخل ہوئے سلام کیا مگر نجاشی کو سجدہ نہیں کیا' نجاشی نے کہا تم لوگ یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے مجھے اس طرح پر کیوں نہیں سلام کیا جس طرح پر تمہاری قوم کے لوگوں نے آکر کیا اور مجھ سے یہ بھی بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ کیا تم لوگ نصرانی ہو؟ صحابہؓ نے کہا نہیں' کہا تم کیا یہودی ہو؟ صحابہؓ نے کہا نہیں؟ اس نے کہا کیا تم اپنی قوم کے دین پر ہو؟ انہوں نے کہا نہیں' اس نے پوچھا پھر تمہارا کیا دین ہے؟ ان حضرات نے کہا ہمارا دین اسلام ہے اس نے پوچھا اسلام کسے کہتے ہیں؟ صحابہؓ نے کہا یہ کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اس نے پوچھا تمہارے پاس یہ دین لیکر کون آیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہماری ہی قوم کا ایک آدمی ہے جس کے حسب اور نسب سے ہم سب واقف ہیں پہلے رسولوں کی طرح اللہ نے ان کو ہمارے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے' وہ ہم لوگوں کو بھلی بات کا' صدقہ کرنے کا. وعدہ وفا کرنے کا امانت کے ادا کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور ہم کو بت پرستی سے روکتے ہیں اور اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں جو تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' ہم لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اللہ کے کلام کو پہچانا اور جو کچھ آپ اللہ کے پاس سے لائے اس پر یقین کیا ہماری انھیں باتوں کی وجہ سے ہماری قوم نے ہم سے عداوت برتی اور وہ سچے نبیؐ کے دشمن ہوئے' اور ان کی تکذیب کی اور ان کے قتل کے درپے ہیں' اور ہم لوگوں سے بت پرستی کرانا چاہتے ہیں ہم لوگ اپنا دین اور جان اپنی قوم سے بچانے کے لئے آپ کے پاس بھاگ آئے ہیں' یہ سُنکر نجاشی نے کہا ـــــ کہ خدا کی قسم یہ باتیں اسی محراب سے نکلی رہتی ہیں جس محراب سے کہ موسیٰ علیہ السلام کا دین نکلا تھا س کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سلام کے بارے میں کہا

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو بتایا ہے کہ اہلِ جنت کا یہی سلام ہے یعنی السلام علیکم، اور ہم کو اسی سلام کا آپؐ نے حکم دیا ہے، ہم نے آپ کو وہی سلام کیا جس سے ہم بعض مسلمان بعض مسلمان کو کرتا ہے، اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ علیہ السلام کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ اللہ کا کلمہ ہیں جس کا حضرت مریم کے بطن میں القا کیا گیا تھا، وہ اللہ کی روح ہیں اور کنواری مریم بتول کے بیٹے ہیں۔ یہ سنکر نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا خدا کی قسم کہ ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ تمہارا عقیدہ ہے سچی بات یہی ہے، اس میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ یہ سنکر حبشہ کے عزیزوں نے کہا خدا کی قسم اگر حبشہ کے لوگ آپ کی یہ بات سن لیں تو وہ آپ کو سلطنت سے علیحدہ کر دیں گے۔ نجاشی نے کہا خدا کی قسم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس سے زیادہ کبھی اور کچھ نہ کہونگا، اور اللہ پاک نے مجھے حکومت دیتے ہوئے کسی انسان کی اطاعت نہیں کی میں اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کی کیسے اطاعت کرونگا؟ ایسے کام سے اللہ کی پناہ[1]

مسند احمد میں بھی اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث طویل نقل کی گئی ہے جس میں آخر کا مضمون اس طرح پر ہے، حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نجاشی نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجکر ان لوگوں کو بلایا۔ جب قاصد ان کے پاس پہونچا، یہ حضرات ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ نجاشی کے پاس چلکر کیا کہوگے؟ ان حضرات نے کہا خدا کی قسم جس بات کا ہمیں علم ہے اور جس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے، ہم وہی کہیں گے۔ پھر جو کچھ بھی ہو، جب یہ حضرات نجاشی کے پاس پہونچے نجاشی نے بڑے بڑے پادریوں کو جمع کر رکھا تھا جو اپنی اپنی کتابیں کھولے ہوئے اس کے اردگرد وہاں موجود تھے، نجاشی نے ان حضرات سے سوال کیا کہ وہ کیا مذہب ہے جس کی بناء پر تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا؟ اور نہ تم لوگ ہمارے دین میں داخل ہوئے نہ دیگر اقوام کے دین میں؟ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نجاشی سے جعفرؓ بن ابوطالب نے بات کی اور کہا کہ اے بادشاہ! ہم لوگ ایک اناڑی اور جاہل قوم تھے بتوں کی پرستش کرتے، مُردار کھاتے اور فحش کام کیا کرتے رشتہ داریوں کے گٹھ بندھنوں کو

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۷۲

ختم کرتے، پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے اور ہمارا قوی ہمارے ضعیف کو کھا جاتا
تھا۔ ہم یہی سب کچھ کیا کرتے تھے کہ اللہ پاک نے ہمارے پاس ہمیں میں سے ایک رسول
بھیجا اس کے نسب سے اور اس کی صداقت و امانت اور پاکدامنی سے ہم سب واقف
ہیں انہوں نے ہم سب کو اللہ عزوجل کی دعوت دی کہ ہم اسی کی وحدانیت کا اقرار کریں
اور اسی کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں کو ہم چھوڑ دیں جن کی ہم اور ہمارے باپ
دادے سوا اللہ کے پرستش کرتے تھے اس نبی نے ہم لوگوں کو سچائی کا ادا امانت کا،
صلہ رحمی کا پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کا اور بدکاریوں اور خون ریزی سے بچنے کا ہم
کو حکم دیا ہر فحش سے اور جھوٹی گواہی سے اور یتیم کا مال کھانے سے اور پاکدامن عورتوں
پر بہتان بندی سے ہم لوگوں کو منع کیا، اور ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اس
کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اور بہت
کچھ شعائر اسلامی شمار کرائے ہم لوگوں نے اس کی تصدیق کی اس پر ایمان لائے اور جو کچھ آپ
لائے تھے اس کا اتباع کیا ہم لوگوں نے تنہا اللہ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں
کیا اور اس چیز کو حرام سمجھا جس کو اللہ پاک نے ہمارے اوپر حرام کیا اور جس چیز کو اللہ نے حلال
کیا اس کو حلال سمجھا انہیں باتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے ہماری قوم ہمارے پیچھے پڑ گئی ہم
لوگوں کو انتہائی تکلیفیں دیں اور ہم لوگوں کو ہمارے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈال دیا تاکہ ہم
اللہ کی عبادت سے پھر کر بت پرستی کی طرف لوٹ جائیں اور ان مکروہ باتوں کو حلال سمجھنے لگیں
جن کو ہم پہلے حلال سمجھتے تھے جب ان لوگوں نے ہمیں ستایا ہم پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے اور
طرح طرح سے ہمیں دشواری اور مشقت میں ڈالا ہمارے اور ہمارے دین میں حائل ہوئے
ہم تیرے شہر کی طرف نکل آئے، اور تیرے شہر کو پسند کیا اور دوسروں کے مقابلہ میں تیری
ہمسائگی کو اختیار کیا، اور محض اس امید پر کہ اے بادشاہ تیرے پاس رہ کر ہم ستائے نہ جائیں
گے نجاشی نے پوچھا جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں کیا تمہیں اس میں سے کچھ یاد ہے؟
حضرت جعفرؓ نے کہا جی ہاں نجاشی نے کہا ذرا سناؤ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کا شروع حصہ
کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ سے پڑھ کر سنایا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نجاشی اسے سنکر اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر
ہو گئی اور تمام پادری بھی یہاں تک روئے کہ ان کی کتابوں کے اوراق تر ہو گئے یہ قرآن کے سننے
کا ان لوگوں پر اثر تھا اس کے بعد نجاشی نے کہا یہ کلام مبارک اور جس کو موسیٰ علیہ السلام
لائے تھے ایک ہی محراب سے نکلے ہیں (ان دونوں اہل قریش سے کہا کہ) تم جاؤ ان لوگوں

کو میں تمہارے حوالہ کبھی نہ کرونگا اور نہ میں حوالہ کرنے کے قریب ہوں، جب عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ باہر نکلے تو عمرو بن عاص نے کہا خدا کی قسم میں کل پھر ان لوگوں کے پاس ضرور آؤنگا اور ان مسلمانوں پر اُس کے پاس جا کر اتنے الزامات تراشوں گا کہ ان کے اس سبز باغ کا بالکل استیصال کر دونگا، عبداللہ بن ابی ربیعہ نے جو ان دونوں میں زیادہ محتاط تھا اس سے کہا ایسا نہ کرنا آخر ان لوگوں کی ہم سے رشتہ داری ہے اگرچہ یہ ہمارے مخالف ہو گئے ہیں، عمرو بن عاص نے کہا خدا کی قسم میں اُس سے کہہ کے رہونگا کہ یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے عبد ہونے کے مدعی ہیں حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں عمرو بن عاص صبح ہی صبح نجاشی کے پاس پہونچے اور کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک بہت ہی بڑی بات کہتے ہیں لہذا آپ انھیں بلا کر دریافت کیجئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت امّ سلمہؓ فرماتی ہیں چنانچہ اس نے آدمی بھیجکر ان کو اس بات کے پوچھنے کے لئے بلوایا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس جیسا کٹھن وقت وہاں ہم پر نہ گذرا تھا، نجاشی کے یہاں مجمع عظیم جمع ہوا ان میں سے بعض نے بعض مسلمانوں سے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفرؓ بن ابو طالب نے اُسے جواب دیتے ہوئے کہا ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور روح تھے، اور اللہ کے ایسے کلمہ تھے جس کو اللہ پاک نے کنواری پاک دامن مریم پر القا کیا تھا۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور اس سے ایک تنکا اٹھاکر کہا کہ تو نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو بات کہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے اس تنکہ کی برابر بھی زیادہ نہ کہا، یہ سنکر نجاشی کے چاروں طرف جو پادری بیٹھے ہوئے تھے بڑبڑانے لگے نجاشی نے کہا تم کتنے ہی بڑبڑاؤ خدا کی قسم بات تو وہی تھی جو کہی گئی اور مسلمانوں سے کہا جاؤ تم ہمارے ملک میں سیوم ہو یعنی تمہیں ہر طرح کا امن ہے جو تمہیں برا بھی کہے گا اس سے جرمانہ لیا جائیگا جو تمہیں برا بھی کہے گا اس سے جرمانہ لیا جائیگا تیسری مرتبہ پھر کہا جو تمہیں برا بھی کہے گا اس سے جرمانہ لیا جائیگا، میں ایک پہاڑ[1] کی برابر سونا لیکر بھی تم پر ادنیٰ سی زیادتی گوارا نہیں کر سکتا، پھر اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ ان دونوں کے ہدیئے انھیں واپس کر دو مجھے ان کے ہدایا کی ضرورت نہیں خدا کی قسم جب اللہ نے مجھ پر میرا ملک واپس کیا تھا مجھ سے اللہ پاک نے کوئی رشوت نہیں لی تھی کہ میں اللہ کے بارے میں کسی رشوت کو قبول کروں، نہ اس نے میرے معاملہ میں کسی

لہ (پہاڑ کو حبشی زبان میں دبر کہتے ہیں)

انسان کا اتباع کیا ہے ہیں اللہ کے بارے میں انسانوں کا اتباع کروں، یہ دونوں اپنے تحفوں کو لیٹے ہوئے ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے واپس ہوئے، اور ہم لوگ وہاں بہترین مکان اور بہترین پڑوسیوں کے ساتھ ٹھہرے رہے نجاشی کا ہم سے ساتھ یہی بھلا برتاؤ تھا کہ ایک تک اس کے ملک پر ایک دشمن چڑھ آیا حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم ہم لوگوں کو اتنا رنج ہوا کہ شاید اس سے قبل کبھی ایسا رنج نہ ہوا ہوگا اور یہ ڈر پیدا ہوا کہ اگر اس کا غلبہ نجاشی پر ہو گیا تو وہ ہمارے حق کو پہچاننے گا جس طرح یہ نجاشی نے پہچانا تھا۔ نجاشی دشمن کے مقابلہ کو نکلا دریائے نیل کے کنارے معرکۂ جنگ قائم ہوا مسلمانوں میں یہ طے ہوا کہ ایک آدمی ہمارا بھی نجاشی کے ساتھ ہونا چاہئے تاکہ صورت حال سے ہم لوگوں کو اطلاع دے سکے حضرت زبیر بن عوام نے فرمایا کہ اس کام کے لئے میں جاؤنگا۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ مسلمانوں میں کم عمر تھے ان کے لئے ایک مشک میں ہوا بھری گئی اور اس کو ان کی چھاتی پر باندھ دیا گیا یہ اس کے سہارے تیر کر نیل کی اس جانب پہونچے جہاں محاذ جنگ تھا اور وہاں سے نجاشی کے لشکر میں جاتے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے اللہ عزوجل سے نجاشی کی فتح یابی اور دشمن پر کامیابی کی اور اس بات کی کہ اس کا ملک اسی کے قبضہ میں رہے اور اس کی حکومت مضبوط اور پائدار رہے اللہ پاک سے دعا مانگی چنانچہ نجاشی کی فتح ہوئی ہم لوگ اس کے پاس بڑی خیروعافیت کے ساتھ ایک مدت تک رہے پھر ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ مکہ ہی میں تھے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو نجاشی کی طرف بھیجا ہم قریب قریب اسّی آدمی تھے جن میں عبداللہ بن مسعود، جعفر، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم تھے ہم لوگ نجاشی کے یہاں پہونچ گئے، قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو ہدیہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا جب یہ لوگ نجاشی کے پاس پہونچے اسے سجدہ کیا اور اس کے دائیں بائیں کو دوڑ پڑے پھر ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے خاندان کے کچھ لوگ آپ کی سرزمین میں ہم لوگوں کو اور ہمارے مذہب کو چھوڑ کر آئے ہیں نجاشی نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا آپ ہی کے ملک میں ہیں آپ آدمی بھیج کر

---

[1] قال الہیثمی (ج ۶ ص ۲۷) رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وقد صرح بالسماع انتہی [illegible]
ابن اسحاق [illegible]
[illegible]

انھیں طلب فرمایا۔ چنانچہ اُس نے بلایا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا آج تم لوگوں کی طرف سے میں بات کروں گا سب ان کے پیچھے چل دیئے حضرت جعفرؓ نے دربار میں پہونچ کر سلام کیا اور سجدہ نہیں کیا حاضرین نے ان سے پوچھا کہ تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ حضرت جعفرؓ نے فرمایا ہم سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے بادشاہ نے پوچھا یہ بات کب سے ہوئی؟ حضرت جعفرؓ نے فرمایا اللہ پاک نے ہمارے پاس رسول بھیجا جس نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو سجدہ نہ کریں اور نماز و زکوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم فرمایا عمرو بن العاص نے کہا یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں آپ کے مخالف ہیں اس نے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جعفرؓ نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ پاک نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے کلمہ اور اس کی ایک روح ہیں جن کو کنواری پاک دامن مریم کی طرف ڈالا تھا جن کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور بچہ کی پیدائش ان کی پہلی حالت پر کوئی اثر انداز نہیں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا اے حبشہ کے تمام لوگو! اور اے پادری صاحبان! اور اے راہبو! خدا کی قسم ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں انھوں نے اس تنکے کی برابر بھی اضافہ نہیں کیا (اور مسلمانوں کی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے کہا) مرحبا! تمہارے لئے شاباشی ہو اور اس ذات گرامی کے لئے کہ جس کے پاس سے تم آئے ہو میں گواہی دیتا ہوں بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں کہ جن کا تذکرہ انجیل میں موجود ہے اور یہ وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریمؑ نے دی تھی۔ جہاں تم لوگوں کا جی کرے وہاں ٹھہرو خدا کی قسم اگر یہ حکومت جس میں میں پھنس رہا ہوں نہ ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا اور آپ کے نعلین مبارکین اٹھانے کی شرافت حاصل کرتا۔ عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کے ہدیئے کی واپسی کے متعلق حکم دیا جو ان دونوں کو واپس کر دیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بدر میں جانے کی جلدی لگی ہوئی تھی چنانچہ یہاں سے وہ بدر چلے گئے۔ [1]

---

[1] وہذا اسناد جید قوی وسیاق حسن قالہ ابن کثیر فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۶۹ وحسن اسنادہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ج ۷ صفحہ ۱۳۱ وقال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۴ بعد ما ذکر الحدیث رواہ الطبرانی وفیہ خدیج بن معاویۃ وثقہ ابو حاتم وقال فی بعض احادیثہ ضعف وضعفہ ابن معین وغیرہ وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم لوگ حضرت جعفرؓ بن ابو طالب کی معیت میں نجاشی کے پاس چلے جائیں ہم لوگوں کے پہونچنے کی اطلاع قریش کو لگی قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو نجاشی کے پاس بھیجا اس روایت کا باقی مضمون حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق ہے صرف یہ جملہ اس میں اس طرح ہے کہ نجاشی نے کہا کہ ——— اگر میرے ہاتھ میں سلطنت نہ ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے نعلین مبارکین کو چومتا، حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ تم ہمارے ملک میں جب تک چاہو ٹھہرو اور ہم لوگوں کے لئے کھانے اور کپڑے کا حکم دیا۔[1]

جعفرؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو ابو سفیان کا ہدیہ جو نجاشی کے لئے تھا دیکر بھیجا ان دونوں نے نجاشی سے کہا ورہم مسلمان اس کے ملک میں تھے کہ کچھ ہمارے کمینے اور بیوقوف آپ کے یہاں آگئے ہیں ان کو آپ ہمارے حوالہ کیجئے، نجاشی نے کہا اُس وقت تک نہیں جب تک کہ میں ان کی بات نہ سن لوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ اس نے آدمی بھیجکر ہم لوگوں کو طلب کیا، اور کہا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا یہ قوم بتوں کی پرستش کرتی ہے اور اللہ پاک نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم نے اس کی تصدیق کی نجاشی نے ان سے پوچھا کیا یہ لوگ تمہارے غلام ہیں؟ ان لوگوں نے کہا نہیں، پھر نجاشی نے پوچھا کیا تمہارا ان لوگوں پر کچھ قرض ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، نجاشی نے کہا کہ انھیں جانے دو یعنی ان پر کوئی گرفت و مواخذہ نہیں ہے ہم لوگ اس کے پاس سے چلے آئے تو عمرو بن عاص نے کہا یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم لوگوں کے قول کے خلاف کہتے ہیں نجاشی نے کہا اگر وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہماری طرح نہیں کہیں گے تو ہم ان کو اپنی سرزمین میں ایک ساعت بھی ٹھہرنے کی مہلت نہ دیں گے، پس اس نے دوبارہ آدمی بھیجکر ہم لوگوں کو بلوایا جو لبظاہر ہم پر پہلے سے گراں تھی اور اس نے کہا کہ تمہارے رسول عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جن کو اللہ نے کنواری پاکدامن بتول کی طرف ڈالا تھا، حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں

---

[1] واخرجہ الطبرانی قال الهیثمی رجاله رجال الصحیح ج [illegible] صفحہ [illegible] واخرج حدیث ابی موسیٰ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج [illegible] صفحہ [illegible] والبیہقی وقال هذا اسناد صحیح کذا فی البدایۃ ج [illegible] صفحہ [illegible] [2] واخرجہ ابن عساکر

کہ اس نے آدمی بھیجکر کہا کہ فلاں پادری اور فلاں راہب کو میرے پاس بلا لاؤ اس کے پاس کئی ایک پادری اور راہب آئے، ان سے نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ کو ہم لوگوں سے زیادہ علم ہے ہم کیا کہہ سکتے ہیں، نجاشی نے زمین سے کوئی چیز (ایک تنکا) اٹھایا اور کہا جو کچھ ان لوگوں نے کہا حضرت عیسیٰ نے اس کے متعلق اس تنکے کی برابر بھی زائد نہیں کہا، پھر ہم لوگوں سے پوچھا کیا تم لوگوں کو کوئی ستاتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا ہاں! فوراً اس نے منادی بھیجکر اعلان کرایا کہ جس نے ان مسلمانوں میں سے کسی کو ستایا تو ستانے والا اس مسلمان کو چار درہم تاوان میں دے، پھر اس نے پوچھ کیا یہ تمہارے لئے کافی ہے؟ ہم لوگوں نے کہا نہیں تو اس نے اس تاوان کو دوگنا کر دیا حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی اور وہاں آپ کے دین کا چرچا ہوگیا تو ہم لوگوں نے نجاشی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ ہوگیا ہے اور آپ نے مدینہ ہجرت کرلی ہے اور ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے جن کا تذکرہ ہم آپ کو سنایا کرتے تھے اب ہم لوگوں کا ارادہ حضورؐ کی طرف کوچ کر جانے کا ہے لہٰذا آپ ہم لوگوں کو واپس چلے جانے کی اجازت دیدیں اس نے کہا بہت اچھا اس نے ہم لوگوں کو سواری بھی دی اور توشہ بھی دیا پھر کہا اپنے حضرت کو اس سلوک کی خبر کر دینا جو میں نے تم لوگوں کے ساتھ کیا ہے اور یہ ساتھی تمہارے ساتھ جا رہا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ سے یہ بھی عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وہاں سے چلکر مدینہ پہونچے مجھ سے حضورؐ نے ملاقات فرمائی اور مجھے گلے سے لگا لیا اور پھر فرمایا میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے زیادہ خوشی خیبر کی فتح سے ہوئی یا جعفرؓ کے آنے سے۔ اور یہ ہم لوگوں کا پہونچنا فتح خیبر کے روز ہوا تھا اس کے بعد حضورؐ تشریف فرما ہوئے، نجاشی کے قاصد نے کہا کہ جعفرؓ آپ کے سامنے ہیں ان سے پوچھ لیجئے کہ ان کے ساتھ ہمارے بادشاہ نے کیا سلوک کیا؟ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہمارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا اور ہم لوگوں کو سواری اور زادِراہ دی اور اس بات کی گواہی دی کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ حضورؐ سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں حضورؐ اٹھے اور وضو فرمایا اس کے بعد آپؐ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما تمام مسلمانوں نے اس دعا پر آمین کہی، حضرت جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نے قاصد سے کہا کہ جاؤ اور اپنے ساتھی کو (یعنی نجاشی کو) جو کچھ تم نے حضورؐ سے دیکھا ہے اُسے (اس سب کی

نبر کردو ۱ـ

حضرت اُمِّ عبداللہؓ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم ہم لوگ سرزمینِ حبشہ کی طرف کوچ کر رہے تھے اور عامرؓ اپنی بعض ضروریات کے لئے گئے ہوئے تھے اچانک سامنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور یہ ابھی تک اسلام نہ لائے تھے اور میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے ہم لوگوں کو ان کی ذات سے بڑی تکلیفیں اور بڑی سختیاں پہونچی تھیں کہنے لگے اے اُمِّ عبداللہ! یہ کوچ ہو رہا ہے؟ میں نے کہا ہاں ہم لوگ اللہ کی زمین میں سے کسی زمین میں چلے جائیں گے اس لئے کہ تم لوگ ہمیں ستاتے ہو اور ہم پر بے جا زیادتیاں کرتے ہو جب تک اللہ ہمارے لئے کوئی نکاسی کی سبیل پیدا کر دیگا، حضرت اُمِّ عبداللہؓ کہتی ہیں، کہ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تمہارے ساتھ ہے، اور ان پر کچھ رِقّت سی طاری تھی کہ جو میں نے ان میں کبھی نہیں دیکھی تھی اس کے بعد وہ واپس چلے گئے اور ان کو ہم لوگوں کے مکہ سے نکلنے کا بہت ملال ہوا اُمِّ عبداللہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عامرؓ اپنی اس حاجت کو پوری کر کے آگئے، تو میں نے ان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ! کاش کہ تم عمرؓ کو ابھی دیکھتے کہ وہ کتنے نرم اور ہم لوگوں کے جانے سے کتنے رنجیدہ ہیں؟ حضرت عامرؓ نے کہا کیا تمہیں ان کے اسلام لانے کی کچھ امید بندھی؟ اُمِّ عبداللہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا ہاں! حضرت عامرؓ نے کہا کہ وہ جس کو تم نے دیکھا یعنی عمرؓ اسلام نہیں لائیگا گو خطاب کا گدھا اسلام لے آوے (یعنی گدھے کا اسلام لانا ممکن اور انکا اسلام لانا ممکن نہیں) اُمِّ عبداللہؓ فرماتی ہیں کہ یہ بات میرے شوہر عامرؓ نے اس بنا پر کہی تھی کہ یہ حضرت عمرؓ سے اسلام کے بارے میں سخت مخالفت دیکھ چکے تھے اور ان سے نا امید ہو چکے تھے[۱] اُمِّ عبداللہؓ کا نام لیلیٰ تھا[۲] خالد بن سعیدؓ بن عاص سے روایت ہے کہ وہ اور ان کے بھائی عمروؓ مہاجرینِ حبشہ میں سے ہیں یہ لوگ جب حضورؐ کے پاس واپس آئے اور آپؐ کے قریب پہونچے تو آپؐ نے ملاقات فرمائی اور ان لوگوں کی واپسی غزوۂ بدر کے بعد ہوئی ہے ان لوگوں کو اس بات کا رنج ہوا کہ غزوۂ بدر میں شرکت نہ ہو سکی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رنج نہ مناؤ اور لوگوں کی تو ایک ہی ہجرت ہوئی اور

---

[۱] قال ابن عساکر حسن غریب کذا فی البدایہ ج ۳ صفحہ ۷۹ واخرجہ الطبرانی من طریق [illegible] ضعیف وقد وثق [illegible] الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۴ [۲] واخرج ابن اسحاق عن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ عن امہ [illegible] کذا فی البدایہ ج ۳ صفحہ [illegible] ورواہ الطبرانی [illegible] صرح ابن اسحاق بالسماع فہو حسن قالہ الہیثمی ج ۶ صفحہ [illegible] واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۴ صفحہ [illegible] والبیہقی عن ابن اسحاق من طریقہ [illegible] الاسناد عن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ عن ام عبد اللہ [illegible] نحوہ [illegible] واخرجہ ابن مندہ وابن عساکر

تم لوگوں کی دو ہجرتیں ہیں ایک تو جب کہ تم لوگ حبشہ پہونچے دوسری جب کہ تم میرے پاس حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ یمن میں تھے وہیں حضورؐ کے مدینہ ہجرت کر جانیکا علم ہوا میں اور میرے بھائی آپؐ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے میں سب میں چھوٹا تھا ایک بھائی کا نام ابو بردہؓ ہے اور دوسرے کا ابو رہمؓ راوی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰؓ نے یا تو یوں فرمایا تھا کہ کچھ اوپر پچاسؓ آدمی تھے یا یوں فرمایا تھا کہ ترپنؓ آدمی تھے یا یوں فرمایا تھا کہ میری قوم کے باونؓ آدمی تھے ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے، ہمیں کشتی نجاشی کے پاس حبشہ لے گئی وہاں حضرت جعفرؓ بن ابو طالب وغیرہ سے ملاقات ہوئی اور ہم انھیں کے ساتھ ٹھہر گئے پھر ہم سب ایک ساتھ واپس آئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملنے کا اتفاق ہوا جب آپؐ نے خیبر فتح کیا تھا، کچھ لوگوں نے ہم سے (یعنی اہل کشتی سے) کہنا شروع کیا کہ ہم تم سے پہلے ہی ہجرت کر چکے، حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ حبشہ سے واپس ہوئی تھیں یہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے گئیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہؓ کے یہاں داخل ہوئے حضرت اسماءؓ وہیں تھیں جب اسماءؓ کو دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے کہا یہ اسماء بنت عمیسؓ ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ حبشی ہے یہ سمندر کی رہنے والی ہے حضرت اسماءؓ نے کہا ہاں یہی بات ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم ہجرت میں تم لوگوں پر سبقت کر گئے لہذا ہم تم لوگوں کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن قربت کے زیادہ مستحق ہیں یہ سنکر حضرت اسماءؓ کو غصہ آگیا اور کہا خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں تم لوگ حضورؐ کے ساتھ تھے حضورؐ تمہارے بھوکوں کو کھلا دیتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم لوگ ایسے شہر اور ایسی زمین میں تھے جو بہت بعید اور ناگوار حبشہ کا ملک تھا اور یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں اختیار کرنا پڑا اور خدا کی قسم نہ میں کچھ کھاؤنگی اور نہ میں کچھ پیونگی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ نہ کر لوں جو تم نے کہا اور جب تک کہ میں آپؐ سے پوچھ نہ لوں اور خدا کی قسم نہ جھوٹ

---

[1] کذافی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳۲ [2] اخرج البخاری

نہیں بول رہی ہوں اور نہ ہی کوئی کجی کی بات کہہ رہی ہوں اور نہ ہی اپنی طرف سے اس پر کچھ اضافہ کروں گی۔ جب حضورؐ تشریف لائے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! عمرؓ نے ایسا اور ایسا کہا ہے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ میں نے کہا کہ میں نے ایسا ایسا کہا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ (عمرؓ وغیرہ) تم لوگوں کی بہ نسبت میرے زیادہ حقدار نہیں، ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے ایک ہجرت ہوئی ہے اور اے اہل سفینہ! تمہارے لئے دو ہجرتیں ہوئی ہیں۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابو موسیٰؓ اور دیگر اہل سفینہ میرے پاس بار بار آتے اور مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے، دنیا میں کوئی چیز ان لوگوں کو اس سے زیادہ خوش کن اور ان کے جی میں اس سے زیادہ بڑی نہ معلوم ہوتی تھی جو حضورؐ نے اصحاب سفینہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو دیکھا کہ وہ مکرر سہ کرر اس حدیث کو مجھ سے پوچھتے۔ [1]

ابو بردہؓ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اشعری دوستوں کی آواز پہچانتا ہوں جب وہ رات کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ میں رات کو ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سے ان کے مکانوں کو جان گیا ہوں گو میں نے دن میں ان کے مکانات نہیں دیکھے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ انہی مہاجرین میں سے حکیمؓ بن حزم بھی ہیں جب یہ دشمنوں یا ان کے سواروں سے ملتے تو ان سے فرماتے کہ میرے ساتھی (اشعریوں) نے تم کو حکم دیا ہے کہ ہمارا انتظار کرو۔ [2] (یعنی ہم لوگ بھی پیچھے سے لڑنے کے لئے آرہے ہیں)

شعبیؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے کہا یا رسول اللہ! کچھ لوگ ہم پر فخر کرتے ہیں اور وہ ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ ہم لوگ مہاجرین اولین میں سے نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے دو ہجرتیں ہیں، ایک تو تم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر تم نے وہاں سے اس کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ [3]

حضرت ابو سلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی مدینہ کو ہجرت

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہؓ نے مدینہ کی طرف چلنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو میرے

---

[1] واخرجہ مسلم کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۰۶ واخرجہ ابن سعد بسند صحیح کذا فی فتح الباری ج ۷ صفحہ ۳۶۲ واخرج ہذا الخبر ابن ابی شیبۃ بطولہ کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۸ واخرج حدیث ابی موسیٰ ایضاً حسن بن سفیان وابو نعیم مختصرا کما فی الکنز ایضاً ج ۷ صفحہ ۳۳
[2] اخرجہ ابن اسحٰق

لئے اپنے اونٹ پر کجاوہ کسا پھر مجھے اس پر بٹھایا اور میرے ساتھ میرے بیٹے سلمہ کو میری گود میں دیدیا پھر وہ اونٹنی کو ہنکاتے ہوئے چلے جب ان کو بنی مغیرہ کے لوگوں نے دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا یہ تمہاری جان ہے اس پر تمہیں اختیار ہے مگر اپنی اس خاتون کو ہم کیسے تمہارے پاس چھوڑ دیں کہ تم اس کو شہر در شہر چکر دیتے پھرو ان لوگوں نے اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھ کو ان سے لے لیا ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ یہ دیکھ کر بنی عبدالاسد جو ابو سلمہ کا قبیلہ تھا بولا ہم اپنے بیٹے یعنی سلمہ کو جب تم نے ان کو ہمارے آدمی سے چھین لیا تو اس کے پاس نہ چھوڑیں گے میرے بیٹے سلمہ کو دونوں طرف کے لوگوں نے کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ اس بچہ کا ہاتھ بھی اتر گیا اور اس کو بنی عبدالاسد کے لوگ لے گئے اور مجھ کو بنی مغیرہ کے لوگوں نے اپنے پاس قید کر لیا اور میرے شوہر ابو سلمہؓ مدینہ چلے گئے مجھ میں اور میرے بیٹے اور میرے شوہر میں جدائی ہو گئی میں روزانہ صبح کو نکلتی اور کنکریلے میدان میں بیٹھ کر شام تک روتی رہتی یہ سلسلہ ایک سال یا اس کے قریب تک رہا بنی مغیرہ میں سے ایک آدمی جو میرا چچیرا بھائی تھا میرے پاس سے گذرا اس نے میری حالت کو دیکھا اور مجھ پر رحم کھایا اور بنی مغیرہ کے لوگوں سے کہا کہ تم اس مسکینہ کو جانے کیوں نہیں دیتے ہو تم نے اس کو اس کے شوہر اور اس کے بیٹے سے جدا کر دیا؟ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ان لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تو چاہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ جب بنی عبدالاسد کو اسکی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا میں نے اپنے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اپنے بیٹے کو اپنی گود میں لیا اور اپنے شوہر کے ارادہ سے جو مدینہ میں تھے چل دی اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی نہ تھا جب میں مقام تنعیم میں پہونچی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ جو بنی عبدالدار میں سے ہیں ان سے ملاقات ہوئی انھوں نے کہا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی! تو کہاں جا رہی ہے؟ میں نے کہا مدینہ میں اپنے شوہر کے پاس انھوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کوئی اور نہیں؟ میں نے کہا سوائے اللہ کے اور میرے اس بیٹے کے اور کوئی نہیں انھوں نے کہا خدا کی قسم اب تجھے چھوڑنا نہیں ہے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور میرے ساتھ تیز تیز چلنے لگے بس خدا کی قسم میں عرب کے کسی آدمی کے ساتھ کبھی نہیں رہی جو میں نے دیکھا ہو کہ وہ ان سے زیادہ شریف ہو جب کسی منزل پر پہونچتے میرے لئے اونٹنی کو بٹھا دیتے پھر پیچھے ہٹ جاتے جب میں اتر جاتی اور اپنے اونٹ سے ہٹ جاتی اونٹ سے کجاوہ کو کھولتے اسے درخت سے باندھ دیتے پھر علیحدہ ہٹ کر کسی درخت کے نیچے آرام کرتے اور جب چلنے کا وقت قریب آتا میری اونٹنی کی طرف کھڑے ہوتے اسے آگے کرتے کجاوہ کستے پھر مجھ سے پیچھے ہٹ

جاتے اور کہتے سوار ہو جا جب میں سوار ہو جاتی اور ٹھیک سے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتی تو آتے اور اونٹ کی نکیل پکڑتے اور کھینچ کرلے چلتے پھر اسی طرح اتارتے، وہ اسی طرح کرتے ہوئے مدینہ تک میرے ساتھ آئے، جب انھوں نے بنی عمرو بن عوف کی قبا میں آبادی دیکھی تو کہنے لگے کہ تیرا شوہر اسی قریہ میں ہے اور ابوسلمہؓ اسی قریہ میں ٹھہرے ہوئے تھے عثمان نے کہا اللہ برکت دے داخل ہو جا۔ پھر وہ وہاں سے مکہ معظمہ لوٹ گئے اُم سلمہؓ فرمایا کرتی تھیں میں نہیں جانتی ہوں کہ اسلام لانے کے بعد کسی گھرانہ کو اتنی مصیبت پہونچی جتنی ابوسلمہؓ کے گھرانے کو پہونچی، اور میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی کو نہیں دیکھا، یہی حضرت عثمانؓ بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری ہیں — جو حدیبیہ کے بعد اسلام لائے ہیں اور انھوں نے اور خالدؓ بن ولید نے ایک ساتھ ہجرت کی ہے [۱]

حضرت صُہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت صہیبؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کی ہجرت کا مقام مجھے دکھایا گیا ہے کہ وہ ایک ریہہ والی زمین دو پتھریلے میدان کے درمیان یا وہ مقام ہجر ہے یا وہ مدینہ ہے، حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ ہجرت کر گئے میں نے بھی آپؐ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا تھا قریش کے جوانوں نے مجھے روکا میں اپنی اس ساری رات کھڑا رہا بیٹھا نہیں قریش نے کہا کہ اسکی رکھوالی سے اللہ نے تم کو بے نیاز کر دیا اس کے پیٹ میں درد ہے (یہ کہیں جا ہی نہیں سکتا) حالانکہ مجھے کوئی تکلیف نہ تھی جب یہ پہرے دار سو گئے تو میں نکل بھاگا، انھیں میں سے چند لوگ مجھ سے ملے جب میں کچھ دُور جا پایا تو انھوں نے میرے لوٹانے کا ارادہ کیا میں نے ان لوگوں سے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند اوقیہ سونا دونگا۔ بشرطیکہ تم نے وعدہ وفا کیا ان لوگوں نے اسے منظور کر لیا میں ان کے پیچھے پیچھے مکہ تک واپس لوٹا اور میں نے ان سے کہا میرے گھر کی دہلیز کھود لو اس کے نیچے کئی اوقیہ سونا ہے اور فلاں عورت کے پاس جاؤ (جس کے پاس میرے دو جوڑے کپڑے ہیں اسے بھی لے لو) چنانچہ ان لوگوں نے وہ مال اور دونوں جوڑے لے لئے) اور میں وہاں سے نکل کر اس سے پہلے کہ حضورؐ قبا سے مدینہ پہنچیں آپؐ کی خدمت

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۶۹ [۲] اخرج بیہقی

میں پہونچ گیا، حضورؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا اے ابو یحییٰ! تمہاری یہ تجارت بہت نفع مند ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے ابھی آپ تک کوئی نہیں آیا اس قصہ کی خبر آپ کو حضرت جبریلؑ کے سوا اور کسی نے نہیں دی [1]

حضرت سعیدؒ بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صہیبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کے ارادہ سے چلے، مشرکینِ قریش کے کچھ لوگوں نے ان کا پیچھا کیا، حضرت صہیبؓ سواری سے اترے اور ایک تیر ترکش میں سے نکال کر فرمایا کہ اے جماعتِ قریش! تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ تیر انداز ہوں اور خدا کی قسم تم میرے قریب نہیں آسکتے جب تک ایک ایک تیر سے جو میرے ترکش میں ہیں تم میں سے ایک ایک کو نشانہ نہ بنادوں پھر میں اپنی تلوار سے جب تک میرے ہاتھ میں باقی رہیگی لڑونگا اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے سو کرنا اور اگر تم منظور کرو کہ میرا مال جو مکہ میں ہے وہ تمہیں بتادوں مگر تم میرے راستہ میں حائل نہ ہو ان لوگوں نے کہا ہمیں یہ منظور ہے چنانچہ اس بات پر معاہدہ ہوا اور حضرت صہیبؓ نے اپنا مال بتادیا، اُن کے بارے میں حضورؐ پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ○ (البقرۃ رکوع ۲۵)

ترجمہ:۔ "لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی رضامندی کے لئے خرید لیا اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے" یہ پوری آیت اتری جب حضورؐ نے حضرت صہیبؓ کو دیکھا فرمایا اے ابو یحییٰ! یہ بڑی نفع مند تجارت ہوئی اے ابو یحییٰ یہ بڑی نفع مند تجارت ہوئی اے ابو یحییٰ! یہ بڑی نفع مند تجارت ہوئی اور اس کے بعد قرآن مجید کی وہ آیت پڑھ کر سنائی [2]

حضرت عکرمہؒ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صہیبؓ مکہ سے ہجرت کر کے چل دیئے تو اہل مکہ نے ان کا پیچھا کیا، انھوں نے ترکش میں سے چالیس تیر نکالے اور فرمایا جب تک میں تم میں سے ایک ایک میں ایک ایک تیر نہ بٹھادوں تم مجھ تک نہیں پہونچ سکتے پھر میں ہاتھ میں تلوار لونگا تمہیں خوب پتہ ہے کہ میں کیسا انسان ہوں؟ (یا) میں مکہ میں دو باندیاں چھوڑ آیا ہوں جاؤ تم انھیں لے لو، حضرت انسؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے، اور حضورؐ پر ...

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۳ واخرجہ الطبرانی ایضا نحوہ کما قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۶۰ وفیہ جماعۃ لم اعرفہم. انتہی. واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۲ [2] واخرجہ ایضا بنحوہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۲ والحارث وابن المنذر وابن عساکر وابن ابی حاتم
[3] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۷ واخرجہ ایضا ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۱۸۰ عن سعید نحوہ [4] واخرجہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۴۰۰ من طریق سلیمان بن حرب عن حماد بن زید عن ایوب [5] وحدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ○ (البقرہ رکوع ۲۵)

انھیں کے بارے میں نازل ہوئی جب حضورؐ نے ان کو دیکھا فرمایا اے ابویحییٰ! بڑی نفع بخش تجارت ہوئی اور وہ آیۃ انھیں پڑھکر سنائی [۱] ابوعثمانؒ نہدی کی روایت میں ہے کہ حضرت صہیبؓ نے فرمایا کہ جب میں نے مکہ سے حضورؐ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو مجھ سے قریش نے کہا کہ اے صہیبؓ! تم ہم لوگوں کے پاس اس حالت میں آئے تھے کہ تمہارے پاس کوئی مال نہ تھا اب تم اپنا مال لیکر جاؤ گے؟ خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، میں نے ان لوگوں سے کہا اگر میں اپنا مال تم لوگوں کو دیدوں جب تو تم میرا پیچھا نہ کرو گے؟ قریش نے کہا ہاں، میں نے اپنا تمام مال انھیں دیدیا انھوں نے میرا راستہ چھوڑ دیا، اس کے بعد میں نکلا یہاں تک کہ مدینہ آگیا حضورؐ کو جب میری آمد کی اطلاع پہونچی تو آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا ربح صُہیب ربح صُہیب [۲] کہ صُہیب نے تجارت میں بہت نفع اٹھایا ہے، صُہیب نے تجارت میں بہت نفع اٹھایا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت

محمد [۳] بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہجرت کے بعد جب مکہ میں اپنے گھروں پر گذرتے اپنی آنکھ بند کر لیتے ان مکانوں کی طرف نہ دیکھتے اور نہ ان مکانوں میں کبھی ٹھہرتے —— اور ایک [۴] روایت میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضورؐ کا تذکرہ فرماتے رو دیتے اور جب مکہ میں اپنے مکانوں سے گذرتے اپنی آنکھیں بند کر لیتے [۵]

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت [۶] عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ میں جو لوگ رہ گئے تھے ان میں سے سب سے آخر میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے ہجرت کی یہ نابینا ہو چکے تھے جب انھوں نے ہجرت کی پختہ تیاری

---

[۱] قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ایضا ابن ابی خیثمۃ بمعناہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۱۹۵ وقال ورواہ ابن سعد ایضا من وجہ آخر عن ابی عثمان النہدی ورواہ الکلبی فی تفسیرہ عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وطرق اخری انتہی
[۲] واخرجہ ابن مردویہ [۳] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۱ صفحہ ۲۴۷ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۶۲ من طریق ابی عثمان۔ بنحوہ
[۴] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۰۲ عن عمر بن محمد بن زید [۵] واخرجہ البیہقی فی الزہد بسند صحیح عن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر
[۶] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۲۹ [۷] اخرج الطبرانی

کرلی تو ان کی بیوی جو حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اس کو یہ بات ناگوار گذری اسکی مرضی تھی کہ مدینہ کے علاوہ کہیں اور ہجرت کریں، لیکن انھوں نے اپنے اہل و مال سمیت قریش سے چھپ کر حضورؐ ہی کے پاس مدینہ کو ہجرت کی ان کے ہجرت کر جانے کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ان کا مکان جو مکہ میں تھا بیچ ڈالا اس کے بعد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب اور حویطب بن عبدالعزیٰ کا اس مکان پر سے گذر ہوا جس میں سڑا ہوا سامان اور کھالیں تھیں دیکھ کر عتبہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مثال کے طور پر شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

وکل دار وان طالت سلامتھا ؛ یوماً ستدرکھا النکباء والحوب

ترجمہ: "ہر مکان اگرچہ ایک مدت تک آباد رہا ہو ایک نہ ایک دن اس پر ویرانی آتی ہے اور ہوا کے جھکڑ چلتے ہیں" ابوجہل حضرت عباسؓ سے کہنے لگا یہ سب تمہارا ہی کیا ہوا ہے جب حضورؐ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو ابواحمد بن جحش اپنے مکان کی تلاش میں چلے حضورؐ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو حکم دیا کہ ابواحمد کو مکان کی تلاش سے روک دیں چنانچہ حضرت عثمانؓ نے انھیں روکا یہ رک گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ فتح مکہ کے دن ابواحمدؓ کے ہاتھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے اور ابواحمدؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے

حبذا مکۃ من وادی ① بھا امشی بلا ھادی

بھا یکثر عوادی ② بھا ترکز اوتادی [1]

۱۔ مکہ کی وادی کتنی پیاری ہے جس میں کہ میں بلا رہبر کے پھرا کرتا تھا

۲۔ اس میں میری عیادت کرنے والے بکثرت ہیں، میں اس میں اپنے جانوروں کے کھونٹے گاڑا کرتا تھا،

حضرت ابوسلمہؓ کے بعد مہاجرین میں سے شروع میں عامرؓ بن ربیعہ اور عبداللہؓ بن جحش مدینہ تشریف لائے، عبداللہ بن جحش اپنے بال بچوں اور اپنے بھائی، ابواحمدؓ کو بھی ساتھ لائے، ابواحمد نابینا تھے، یہ مکہ کے بالائی اور نیچے کے حصہ پر بغیر کسی رہبر کے پھر آیا کرتے تھے، یہ شاعر بھی تھے ان کے نکاح میں فارعہ بنت ابوسفیان بن حرب تھی، ابواحمدؓ کی ماں کا نام امیمہ ہے جو عبدالمطلب بن ہاشم کی بیٹی تھی، ان کے مدینہ چلے جانے کے بعد ان کا گھر بند کر دیا

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۶۴ وفیہ عبداللہ بن شبیب وھو ضعیف ۔اھ۔ [2] قال بن اسحاق

گیا اور ویران ہو گیا ایک مرتبہ عتبہ کا گذر ان کے مکان کی طرف سے ہوا اس کے بعد اوپر والی حدیث کا قصہ ہے لہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت میں یا تو ابو احمد کا تذکرہ چھوٹ گیا یا ابو احمد کی جگہ عبد اللہ کتابت کی غلطی ہے، صحیح عبد بن جحش ہے یہی نابینا تھے نہ عبد اللہ بن جحش، اور انھیں عبد بن جحش کی کنیت ابو احمد ہے انھوں نے اپنی ہجرت کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے: لہ

وَلَمَّا رَأَتْنِي أُمُّ أَحْمَدَ غَادِيًا (۱) بِذِمَّةِ مَنْ أَخْشَى بِغَيْبٍ وَأَرْهَبُ

تَقُولُ فَإِمَّا كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا (۲) فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنْأَ يَثْرِبُ

فَقُلْتُ لَهَا مَا يَثْرِبٌ بِمَظِنَّةٍ (۳) وَمَا يَشَأِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

إِلَى اللّٰهِ وَجْهِي وَالرَّسُولِ وَمَنْ يُقِمْ (۴) إِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهُ لَا يُخَيَّبُ

فَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيمٍ مُنَاصِحٍ (۵) وَنَاصِحَةٍ تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

تَرَى أَنَّ وِتْرًا نَائِيًا عَنْ بِلَادِنَا (۶) وَنَحْنُ نَرَى أَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

دَعَوْتُ بَنِي غَنْمٍ لِحَقْنِ دِمَائِهِمْ (۷) وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ

أَجَابُوا بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمَّا دَعَاهُمُ (۸) إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاحِ فَأَوْعَبُوا

وَكُنَّا وَأَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدَى (۹) أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

كَفَوْجَيْنِ أَمَّا مِنْهُمَا فَمُوَفَّقٌ (۱۰) عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبُ

طَغَوْا وَتَمَنَّوْا كِذْبَةً وَأَزَلَّهُمْ (۱۱) عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسُ فَخَابُوا وَخُيِّبُوا

وَرِعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ (۱۲) فَطَابَ وُلَاةُ الْحَقِّ مِنَّا وَطُيِّبُوا

نَمُتُّ بِأَرْحَامٍ إِلَيْهِمْ قَرِيبَةٍ (۱۳) وَلَا قُرْبَ بِالْأَرْحَامِ إِذْ لَا تَقَرُّبُ

فَأَيُّ ابْنِ أُخْتٍ بَعْدَنَا يَأْمَنَنَّكُمْ (۱۴) وَأَيَّةُ صِهْرٍ بَعْدَ صِهْرِي يُرَقَّبُ

سَتَعْلَمُ يَوْمًا أَيُّنَا إِذْ تَزَايَلُوا (۱۵) وَزُيِّلَ أَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصْوَبُ

۱۔ جب میری بیوی اُمِّ احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسہ پر جس میں پوشیدگی میں بھی ڈرتا ہوں میں نے سفر کا ارادہ کیا ہے

۲۔ کہنے لگی کہ اگر تمہیں یہ کام کرنا ہی ہے اور تمہارے لئے یہ سفر ضروری ہے تو ہم لوگوں کو لیکر اور شہروں کا ارادہ کرو اور یثرب (مدینہ) نہ جاؤ

لہ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۵ کذا ذکرہ ابن کثیر فی البدایۃ عن ابن اسحاق ج ۳ صفحہ ۱۷۱

۳۔ میں نے اس سے کہا یثرب کوئی بُری جگہ نہیں ہے، اور جو اللہ نے چاہا ہے بندہ وہی کرتا ہے،

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف میرا ارادہ ہے اور جو ایک دن بھی اللہ کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ رسوا نہیں کیا جاتا

۵۔ ہم نے کتنے ہی نصیحت کرنے والے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا۔ در سمجھانے والی کو چھوڑ دیا جو آنسو بہا رہی تھی اور واویلا کر رہی تھی۔

۶۔ تو خیال کرتی ہوگی کہ ہم تنہا اپنے شہر سے جدا ہو رہے ہیں اور ہم خیال کر رہے ہیں کہ ہم مرضیاتِ الٰہی کو طلب کر رہے ہیں

۷۔ میں نے بنی غنم کو ان کے خون کے بچانے کے لئے دعوت دی اور حق کے لئے دعوت دی جبکہ لوگوں کے لئے حق کی شاہراہ ظاہر ہوگئی

۸۔ بحمد اللہ کہ جب حق کی اور کامیابی کی دعوت دینے والے نے قوم کو دعوت دی تو وہ سب متفق ہو کر مان گئے۔

۹۔ ہم لوگ ہدایت پر ہوئے اور ہمارے ساتھیوں نے ہدایت کو چھوڑ کر ہم پر ہتھیاروں کے ذریعہ حملہ کر دیا

۱۰ مانند دو فوجوں کے ان میں سے ایک کو حق کی توفیق دی گئی اور وہ ہدایت پانے والے ہوئے اور ایک فوج کو عذاب دیا گیا

۱۱ ان لوگوں نے حق سے تجاوز کیا اور جھوٹ کی نشر و اشاعت کی تمنا کی شیطان نے انہیں حق سے گمراہ کر دیا چنانچہ خسارہ اور نقصان میں پڑ کر وہ ذلیل ہو گئے،

۱۲۔ ہم لوگوں نے حضورؐ کا کہنا مان لیا، ہماری قوم میں سے حق کی نگرانی کرنے والے کامیاب اور اچھے رہے،

۱۳۔ ہم ان کی رشتہ داریوں سے رشتہ داری کو قرب کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں جب آپس میں میل جول نہ ہو تو یہ رشتہ داری کیا رشتہ داری ہے؟

۱۴۔ ہمارے بعد کونسی بہن کا بیٹا تمہیں پناہ دیگا اور کونسا دامادی کے بعد تم پر رحم کھائیگا۔ اور تمہاری حفاظت کریگا۔

۱۵۔ عنقریب ایک دن جان لیں گے کہ ہم میں سے کون حق اور صواب پر تھا جب تمام لوگوں کو تمیز دیدی جائیگی (یعنی بروز قیامت)

حضرت ضمرہ بن العیص رضؓ یا ابن العیص رضؓ کی ھجرت

حضرت سعید[1] بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیۃ نازل ہوئی۔ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(سورۂ نساء رکوع ۱۳)

ترجمہ: "مومنین میں سے جو لوگ علاوہ نقصان والوں کے جہاد کرنے سے بیٹھ رہے اور جن لوگوں نے اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے مجاہدہ کیا یہ دونوں برابر نہیں اللہ پاک نے بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کو کئی درجہ فضیلت دی ہے اور ان کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے اور ان پر رحمت نازل کی ہے بیشک اللہ تعالےٰ بہت مغفرت کرنے والا اور رحیم کرنے والا ہے"

اس آیۃ کے اترنے پر کچھ غریب لوگوں نے جن کے پاس مال اور سواری وغیرہ نہیں تھی مکہ میں رہنے کی رخصت سمجھی تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ۱۴)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جن کو ملائکہ نے وفات دی اور وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے ملائکہ نے پوچھا تم کس چیز میں تھے؟ ان لوگوں نے کہا ہم زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے ملائکہ کہیں گے کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس کی طرف ہجرت کر جاتے؟ پس یہ وہی لوگ ہیں جنکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔ پھر ان کمزور صحابہؓ نے کہا کہ یہ آیت تو نقل و حرکت میں لانے والی ہے (یعنی اس میں کوچ کر جانے کا حکم ہے)

جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ۱۴)

---

[1] اخرجہ الفریابی

ترجمہ:۔ مگر وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے ہیں یعنی ایسے مرد اور عورتیں اور بچے جن میں کسی حیلہ کی استطاعت نہیں اور وہ راستہ سے ناواقف ہیں (وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)۔

تو حضرت ضمرہؓ بن العیص لیثی نے جو نابینا اور مالدار تھے کہا اگرچہ میری آنکھیں جاتی رہنے کی وجہ سے میرے لئے حیلہ کی استطاعت ضرور ہے (لیکن) میرے پاس مال ہے اور غلام ہیں لہذا مجھے سوار کرو چنانچہ یہ سواری پر بٹھائے گئے اور چل پڑے یہ مریض تھے مقام تنعیم پر پہونچکر ان کا انتقال ہوگیا، مسجد تنعیم ہی کے قریب ان کو دفن کیا گیا، خاص طور سے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (س ۵ نساء رکوع ۱۴)

ترجمہ: جو آدمی اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکلا پھر اس کو موت آگئی اس کا اجر اللہ کے نزدیک ثابت ہے اللہ تعالےٰ بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضمرہؓ بن جندب نے اپنے گھر سے ہجرت کا ارادہ کیا اپنے گھر والوں سے کہا مجھ کو سواری پر بٹھا کر مشرکین کی زمین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلو یہ اس سے پہلے کہ حضورؐ کے پاس پہونچیں راستے میں وفات پا گئے ان کے بارے میں وہی آیت قرآنی نازل ہوئی جو اوپر ہے۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ سے غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تک۔[2]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے اسلام کے ارادہ سے نکل کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نماز میں تھے میں بھی آخری صف میں جا ملا اور لوگوں کی طرح میں نے بھی نماز پڑھی، حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس آخری صف میں تشریف لائے اور فرمایا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپؐ نے فرمایا اسی میں تمہاری بھلائی ہے اور آپؐ نے یہ پوچھا کیا تم ہجرت کرو گے؟ میں

---

[1] وعند ابن منده طهيثم عن سالم واخرجه ابن ابى حاتم من طريق اسرائيل عن سالم الافطس فقال عن سعيد بن جبير عن ابى ضمرة بن العيص الزرقى رضى الله عنه كذا فى الاصابة ج ۲ صفحہ ۲۱۰ [2] اخرجه ابو يعلى

[3] قال الهيثمى فى المجمع ج ۷ ۱۰ ورجاله ثقات [4] اخرج ابن جرير عن خالد بن وليد

نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کہ ہجرت بادی یا ہجرت باقی؟ میں نے پوچھا ان میں سے میرے لئے کونسی بہتر ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا ہجرت باتی، حضورؐ نے فرمایا ہجرت باقی یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہو اور ہجرت بادی یہ ہے کہ اپنے جنگلات کی طرف چلے جاؤ آپؐ نے یہ بھی فرمایا خواہ تم آسائش میں ہو یا تنگدستی میں خواہ تمہیں پسند آئے خواہ ناگوار گذرے خواہ تم پر غیر کو ترجیح دی جائے ان سب صورتوں میں تمہیں اطاعت کرنی ہوگی میں نے عرض کیا مجھے منظور ہے آپؐ نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور میں نے بھی اپنا ہاتھ (بیعت کے لئے) بڑھادیا جب آپؐ نے دیکھا کہ میں نے بغیر استثناء کئے ہوئے (بیعت کے لئے) ہاتھ بڑھا دیا آپؐ نے فرمایا ان باتوں کے ساتھ یہ بھی کہو کہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا جب میں نے یہ کہہ لیا آپؐ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر (مجھے بیعت کر لیا) [1]

بنی اسلم کی ہجرت

حضرت ایاس[2] بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلمی ایک زرد میں مبتلا ہوئے حضورؐ نے فرمایا اے بنی اسلم! تم لوگ (اپنے) گاؤں چلے جاؤ، بنی اسلم نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ واپس جانے کو اور لوٹنے کو برا سمجھتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا تم ہمارے گاؤں کے لوگ ہو اور ہم تمہارے شہر کے لوگ ہیں جب ہم تم کو بلائیں گے تم آجانا اور جب تم ہمیں بلاؤ گے ہم تمہارے پاس آجائیں گے تم لوگوں کے لئے ہجرت کا ثواب پورا ہے جہاں کہیں بھی تم رہو[3]

حضرت جنادہ بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

جنادہ[4] بن امیہ ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ کے زمانہ میں ہجرت کی ہم لوگوں میں ہجرت کے بارے میں اختلاف ہو گیا بعض تو کہتا تھا کہ ہجرت ختم ہو چکی ہے اور بعض کہتا تھا ابھی ختم نہیں ہوئی، میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مسئلہ کو آپ سے دریافت کیا، حضورؐ نے فرمایا جب تک کفار سے جہاد ہے ہجرت ختم نہ ہوگی[5]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۳۳ [2] اخرجہ ابو نعیم [3] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۲۲ [4] اخرجہ ابو نعیم والحسن بن سفیان [5] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۳ —— (اس کا بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھا جائے)

حضرت عبداللہ بن سعدیؓ فرماتے ہیں کہ ہم سات یا آٹھ آدمی بنی سعد بن ابوبکر کے جن میں میں سب میں چھوٹا تھا، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ لوگ جس ارادہ سے آئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

مسئلۂ ہجرت از مؤلف مدظلہٗ

شروع اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا مطلوب تھا، جب حضورؐ مدینہ ہجرت کر گئے تو آپؐ کی طرف ہجرت کرنا جہاد میں شرکت کرنے کے لئے اور احکام دین سیکھنے کے لئے فرض ہوگیا، اللہ پاک نے اس کی تاکید متعدد آیات میں فرمائی ہے یہاں تک بھی حکم دیا گیا ہے کہ مہاجرین حضرات ہجرت نہ کرنے والوں سے قطع تعلق کرلیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا اور لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہو گئے تو ہجرت کا وجوب جاتا رہا اور استحباب اب بھی باقی ہے (بحوالہ خطابی)

بغوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سنہ میں نقل فرماتے ہیں کہ اس قول مذکور میں اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کے اس قول میں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں جہاں یہ تطبیق دی گئی جو گذری کہ واجب نہیں مستحب ہے، ایک اور طریقہ پر بھی تطبیق دی گئی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے قول کا یعنی لا ہجرۃ بعد الفتح کا یہ مطلب لیا جائے کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں اور آپ کے اس قول لا تنقطع الہجرۃ کا مطلب یہ لیا جائے کہ ہر دار الکفر سے وہاں کے مسلمانوں پر کسی دار الاسلام کی طرف ہجرت ضروری ہے، اور ایک تطبیق کی یہ بھی صورت ہے کہ ــــــ لا ہجرۃ بعد الفتح کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ہجرت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی تھی جس میں جہاں سے ہجرت کی ہے وہاں واپس نہ آنے کی نیت کی جاتی تھی اور کبھی گھر جانا ہوتا تو آپؐ کی اجازت سے اور لا تنقطع الہجرۃ کا مطلب یہ لیا جائے کہ جیسے اس نیت سے آپؐ کی خدمت میں نہ حاضر ہوا گیا جس طرح پر کہ عرب کے دیہات کے مسلمان، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حدیثوں کی مراد کو جس کو اسمٰعیلی نے بیان کیا ان الفاظ سے واضح کردیا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنی ختم ہوگئی اور مطلق ہجرت جب تک کفار دنیا میں باقی ہیں اور ان سے جنگ و پیکار کی جائے باقی رہیگی جو لوگ ان کے شہروں میں اسلام رہیں اور انکو دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو ان پر کسی دار السلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ دنیا میں کہیں دار الکفر نہیں تو مطلق ہجرت بھی ختم ہو جائیگی،

(کذا فی فتح الباری ج، صفحہ ۱۶۳)

لہ و عند ابن مندۃ وابن عساکر

تھے ان لوگوں نے اس ارادہ کو پورا کیا اور مجھے کجاووں کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑ گئے ان لوگوں کے بعد میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے میری حاجت پہلے سمجھا دیجئے، آپؐ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت ختم ہو چکی ہے آپؐ نے فرمایا تم اپنے ساتھیوں میں حاجت کے اعتبار سے بہتر ہو اس لئے کہ تمہاری غرض اور حاجت ان سے بہتر ہے یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ تمہاری حاجت ان کی حاجت سے اچھی ہے (اور میرے سوال کا جواب آپؐ نے یہ دیا کہ) جب تک کفار سے جنگ و قتال باقی ہے ہجرت ختم نہ ہوگی۔[1]

حضرت صفوان بن امیہؓ و دیگر حضرات سے ہجرت کے بارے میں جو کچھ کہا گیا اس کا ذکر

ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفوانؓ بن امیہ مکہ کے بالائی جانب میں تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ جس شخص نے ہجرت نہیں کی اس کا دین کمل نہیں ہوا انھوں نے کہا کہ جب تک میں مدینہ نہ جالوں اپنے گھر واپس نہ جاؤنگا اور یہیں سے مدینہ کو رخصت ہو لئے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرے؟ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا اے ابو وہب! کس ضرورت سے آنا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہجرت کئے ہوئے دین مکمل نہیں ہوتا حضورؐ نے فرمایا اے ابو وہب! مکہ کی وادیوں کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہو ہجرت تو ختم ہو چکی ہے لیکن جہاد اور نیت (جہاد) باقی ہے اور جب تم لوگوں سے نکلنے کے لئے کہا جائے تو تم لوگ نکل کھڑے ہونا۔[2]

---

[1] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۳۳ و خرجہ ایضا ابو نعیم و ابن حبان و النسائی و قال ابو زرعہ حدیث صحیح متقن رواہ لاثبات عنہ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۳۰ [2] اخرجہ ابن عساکر کذا فی کنز عمال ج ۸ صفحہ ۳۳۳ و اخرجہ بیہقی ایضا بمعناہ ج ۹ صفحہ ۱۷

طاؤس[1] فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان بن امیہؓ سے کہا گیا کہ جس نے ہجرت نہ کی اسے سمجھو کہ تباہ ہو گیا" انھوں نے یہ سنکر قسم کھالی کہ اپنا سر نہ دھوؤنگا جب تک کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر (اس مسئلہ کی تحقیق نہ کر لونگا) اپنی سواری پر سوار ہو کر چل دیئے حضورؐ سے مسجد نبوی کے دروازے پر ملاقات ہوئی عرض کیا یارسول اللہ! مجھ سے یوں کہا گیا کہ وہ آدمی ہلاک ہو گیا جس نے ہجرت نہیں کی میں نے یہ قسم کھائی کہ جب تک آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہونگا سر نہ دھوؤنگا حضورؐ نے فرمایا کہ صفوان نے جب اسلام کو سنا تو اسے دین بنانے پر راضی ہو گیا، فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی لیکن جہاد اور نیت (جہاد) باقی ہے اور جب تم سے نکلنے کے لئے کہا جائے تو تم گھروں سے نکل پڑو[2]

حضرت فدیک رضؓ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ جس نے ہجرت نہ کی وہ تباہ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے فدیک! نمازیں پڑھتے رہو، زکوۃ دو برائیوں کو چھوڑو اور اپنی قوم کی سرزمین میں جہاں چاہو رہو، تم مہاجر ہو[3]

حضرت عطاؒ بن ابی رباح، عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ کی زیارت کے لئے گئے حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے ہجرت کے بارے میں پوچھا، حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا اب ہجرت نہیں، ہجرت کا حکم تو اس لئے تھا کہ مسلمان اپنے دین کو بچانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس چلے جائیں تاکہ فتنہ وغیرہ میں مبتلا نہ کئے جائیں، آج اللہ پاک نے اسلام کو غالب کر دیا ہے آج (ہر شخص) اپنے رب کی جہاں چاہے وہاں عبادت کر سکتا ہے ہاں جہاد اور نیتِ جہاد باقی ہے[4]

خواتین اور بچوں کی ھجرت

آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکرؓ کے اہلِ بیت کی ھجرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ[5] فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ نے ہجرت فرمائی ہم ازواج کو اور اپنی بیٹیوں کو آپؐ مکہ معظمہ ہی چھوڑ گئے تھے، جب حضورؐ مدینہ میں ٹھہر گئے تو حضرت زید بن حارثہ رضؓ اور ان کے

---

[1] عند عبد الرزاق [2] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۳ واخرج البغوی وابن منده وابو نعیم عن صالح بن بشیر بن فدیک
[3] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۲۳۱ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷ [4] اخرجہ البخاری [5] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷ بمعنٰی
[6] اخرجہ ابن عبد البر

ساتھ اپنے غلام ابو رافعؓ ــــ کو بھیجا ان دونوں حضرات کو دو اونٹ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے پانچ سو درہم لیکر اس لئے دیئے کہ اس کے ذریعہ اگر سواری وغیرہ کی ضرورت پڑے تو خرید لیں اور حضرت ابو بکرؓ نے انھیں دونوں کے ہمراہ عبداللہ بن ارلیقط رضی اللہ عنہ کو دو یا تین اونٹ دیکر بھیجا، اور عبداللہؓ بن ابو بکر کی طرف ایک تحریر لکھی کہ اُمّ رُوْمانؓ کو اور مجھے اور میری بہن اسماءؓ جو حضرت زبیرؓ کی بیوی ہیں ان کو اس سواری پر بٹھا دیں، چنانچہ یہ لوگ علی الصباح مدینہ سے چل دیئے جب مقام قدید پر پہونچے تو حضرت زیدؓ بن حارثہ نے ان پانچ سو درہم سے تین اونٹ خریدے پھر یہ سب حضرات ایک دم سے مکہ میں داخل ہوئے، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ ملے یہ بھی ہجرت کے لئے بالکل تیار تھے یہ سب کے سب ایک ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے، حضرت زیدؓ اور ابو رافعؓ نے حضرت فاطمہؓ اور اُمّ کلثومؓ اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور حضرت زیدؓ نے اُمّ ایمنؓ اور اُسامہؓ کو ایک اونٹ پر بٹھا دیا تھا جب ہم لوگ مقام بیداء میں پہونچے تو میرا اونٹ بدک گیا میں اور میری ماں اس کے ہودج میں بیٹھے ہوئے تھے میری ماں نے کہنا شروع کیا ہائے میری بیٹی! ہائے میری دلہن! ہمارا اونٹ پکڑ آگیا وہ ہر شئی کی گھاٹی پار کر چکا تھا اللہ نے ہم لوگوں کو بچا لیا چنانچہ ہم لوگ مدینہ پہونچ گئے، ہم لوگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے یہاں ٹھہرے، حضورؐ مسجد نبوی کی اور مسجد کے گرد گھروں کی تعمیر میں مشغول تھے جن گھروں میں آپؐ نے اپنے اہل و عیال کو ٹھہرایا تھا ہم سب کئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں ٹھہرے رہے ابن عبد البرؒ نے یہ حدیث بڑی طویل بیان کی ہے اور اس میں حضرت عائشہ کی شادی کا بھی تذکرہ کیا ہے[1]۔ ہیثمیؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم سب ہجرت کر کے چلے ایک ایسی گھاٹی میں سے گذر ہوا جو خطرناک تھی وہ اونٹ جس پر میں تھی بہت بری طرح بدکا بس خدا کی قسم میں اپنی ماں کے اس قول کو نہ بھولونگی کہ اس نے کہا ہائے میری دلہن! اور اس اونٹنی کا سر بالکل میرے اوپر آگیا اتنے میں میں نے کسی کہنے والے کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا کہ اس کی نکیل چھوڑ دے میں نے اس کی نکیل چھوڑ دی، وہ اونٹ اِرد گرد چکر کھانے لگا ایسا معلوم ہوتا

---

[1] کذفی الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۳۵۰ و خرجہ الزبیر ایضا کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۹ [2] و ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ج ۹ صفحہ ۲۲۷ الا انہ سقط عنہ ذکر مخرجہ وقال وفیہ محمد بن الحسن بن زبالۃ وہو ضعیف

تھا گویا کہ کوئی انسان اونٹنی سے نیچے کھڑا ہوا (اوسکو چاروں طرف چکر دے رہا ہے اور میں محفوظ رہی) لہ

حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ میں ہجرت کی تیاری میں مصروف تھی مجھ سے ہند بنت عتبہ ملی اور اس نے کہا اے محمدؐ کی بیٹی! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم اپنے باپ سے ملنے کا ارادہ کر رہی ہو؟ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں میں نے کہا میں نے تو یہ ارادہ نہیں کیا ہند بولی اے میری چچیری بہن! تم مجھ سے چھپاؤ نہیں اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمہارے سفر میں کام آسکے یا کسی مال کی کہ جس کے ذریعہ تم اپنے باپ تک پہونچ لو تو میں تمہاری حاجت کو پورا کردونگی، مجھ سے تنگی نہ برتنا عورتوں میں وہ معاملات نہیں ہوتے جو مردوں میں ہوتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم مجھے کوئی حاجت دکھائی نہیں دیتی اُس نے کہا یہ صحیح ہے مگر تمہیں کچھ نہ کچھ حاجت پیش کرنی ہوگی حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے خطرہ محسوس کیا اور میں نے انکار کردیا کہ میں کچھ نہ لوں گی، میرا ارادہ نہیں، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ انھوں نے سفر کی تیاری کی جب یہ سامانِ سفر تیار کر چکیں تو ان کے پاس ان کے دیور کنانہ بن ربیع اونٹ لائے یہ اس پر سوار ہوئیں کنانہ نے اپنی کمان اور تیر لئے اور ان کو دن ہی میں لیکر نکلے خود اونٹ کھینچتے جاتے تھے اور یہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں اس بات کا چرچا قریش کے کچھ آدمیوں میں ہوا وہ لوگ حضرت زینبؓ کی طلب میں نکلے اور موضع ذی طوی میں انھیں پالیا ان لوگوں میں سے ان کی طرف جو سب میں پہلے بڑھا وہ ہبار بن الاسود فہری تھا یہ ہودج میں تھیں، حاملہ تھیں ان کو ہبار نے نیزہ سے ڈرایا لوگ کہتے ہیں کہ یہ اونٹنی پر سے گر پڑیں ان کے دیور کنانہ نے اونٹ بٹھایا اور اپنا ترکش نکال کر کہا خدا کی قسم جو بھی تم میں سے میرے قریب آئیگا اسے میں تیر کا نشانہ بنا دونگا یہ سنکر لوگ ان سے پیچھے ہٹے اور ابوسفیان کچھ قریشیوں کو لیکر آگے بڑھا اور کہا کہ اے آدمی! تم اپنے تیر کو روک لو ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں کنانہ رک گئے اور ابوسفیان نے ان کے پاس آکر کہا تو نے یہ کام ٹھیک نہیں کیا کہ ایک عورت ذات کو لوگوں کے سامنے اعلانیہ طور پر لے چلے تمہیں ہماری مصیبت اور تکلیفوں کا پتہ ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات سے ہم لوگوں کو پہونچیں اگر تم انکی بیٹی کو اعلانیہ طور پر لوگوں کے سامنے لیکر جاؤگے تو اس میں ہم لوگوں کی سراسر ذلت ہے۔

لہ ثم قال ج ۸ صفحہ ۲۲۸ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن۔ انتہی۔ واخرج الحاکم فی مستدرک ج ۴ صفحہ ۲۳ بطولہ لہ اخرج ابن اسحاق لہ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۳۳۰

اور یہ ہم لوگوں کی کمزوری اور سستی کی کھلی ہوئی دلیل ہوگی، اور مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ ہمیں ان کے باپ سے روکنے میں کوئی حاجت نہیں، اور نہ ہمیں کوئی غصہ ہے تم اس عورت کو لوٹا لے چلو جب چرچا ٹھنڈا پڑ جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ ہم لوگ لوٹا لائے ان کو چھپ کر نکال لانا اور ان کے باپ کے پاس پہونچا دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے اسی طرح کیا۔[۱]

حضرت عروہؒ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر چلا قریش کے دو آدمی اس سے ملے ——— اور اس سے لڑے اور یہ دونوں اس آدمی پر غالب آگئے پھر ان دونوں نے حضرت زینبؓ کو دھکا دیا یہ پتھر پر گر پڑیں اور انھیں اسقاط ہو کر خون بہنے لگ گیا انھیں ابو سفیان کے یہاں لے گئے ابو سفیان کے پاس بنی ہاشم کی عورتیں آئیں ابو سفیان نے انھیں ان عورتوں کے حوالہ کر دیا اس کے بعد یہ ہجرت کر کے مدینہ آئیں ہمیشہ (اسی وجہ سے) مریض رہیں یہاں تک کہ اسی مرض میں انتقال فرما گئیں تمام صحابہؓ کا یہ خیال تھا کہ یہ شہید ہوئیں۔[۲]

حضرت عائشہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب مدینہ تشریف لے آئے تو آپؐ کی بیٹی زینبؓ مکہ سے کنانہ یا ان کے بیٹے کے ساتھ نکلیں اہل مکہ بھی ان کی طلب میں نکلے ہبار بن اسود ان کے قریب آیا اور ان کی اونٹنی کو نیزہ پر نیزہ مارنے لگا یہاں تک کہ حضرت زینبؓ اونٹنی سے گر پڑیں، اور ان کے پیٹ کا حمل ساقط ہو گیا، وہاں سے اٹھا کر لائی گئیں ان کے بارے میں بنی ہاشم اور بنی امیہ میں جھگڑا ہوا بنی امیہ نے کہا کہ ہم ان کی دیکھ بھال کے زیادہ مستحق ہیں اس لئے کہ یہ ہمارے چچا کے بیٹے ابو العاص کی بیوی ہیں چنانچہ یہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس ٹھہریں ہند کہا کرتی تھیں کہ یہ مصیبت تمہیں اپنے ابا کی وجہ سے پہونچی ہے حضورؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ سے فرمایا کہ تم مکہ کیوں نہیں جاتے؟ کہ زینب کو لے آؤ حضرت زیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ضرور جاؤنگا آپؐ نے فرمایا یہ میری انگوٹھی (وہ حضرت زینبؓ کو (بطور علامت) اسے دیدینا حضرت زیدؓ چلے اور حضرت زینبؓ کی تلاش میں تدبیریں لگاتے رہے ایک چرواہے سے ملے اور اس سے پوچھا کہ کس کے چرواہے ہو؟ اس نے کہا ابو العاص کا حضرت زیدؓ نے پوچھا یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے کہا زینب بنت محمدؐ کی اس سے تھوڑی دیر تک باتیں ملائیں پھر کہا کیا تو یہ کر سکتا ہے کہ میں تجھے ایک چیز دوں جسے تو

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۳۳۰ [۲] وعند الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱۶ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح ۔ [۳] وعند الطبرانی فی الکبیر

زینبؓ کو دیدے اور کسی سے اسکا تذکرہ نہ کر؟ اس نے کہا ہاں میں ایسا کرونگا۔ حضرت زیدؓ نے اسے انگوٹھی دی (جب اُس نے حضرت زینبؓ کو دی) وہ پہچان گئیں اور اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ چرواہے نے کہا ایک آدمی نے، حضرت زینبؓ نے پوچھا تو نے اسے کہاں چھوڑا ہے؟ چرواہے نے کہا ایسے ایسے مقام پر، اس کے بعد یہ خاموش ہو رہیں جب رات ہوئی یہ حضرت زیدؓ کے پاس چلی گئیں حضرت زیدؓ نے ان سے کہا کہ میرے آگے اس اونٹ پر بیٹھ جاؤ حضرت زینبؓ نے کہا نہیں تم میرے آگے بیٹھو چنانچہ حضرت زیدؓ آگے بیٹھے یہ ان کے پیچھے سوار ہوئیں جب یہ حضورؐ کے پاس پہونچیں تو حضورؐ فرمانے لگے میری بیٹیوں میں یہ بہت بھلی ہے اسے میرے بارے میں مصیبت پہونچائی گئی ہے، جب یہ خبر علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو پہونچی تو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچے اور کہا وہ کیا حدیث ہے کہ تمہاری جانب سے مجھے پہونچی کہ تم اُسے بیان کرتے ہو جس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق کی تنقیص ہوتی ہے، حضرت عروہؓ نے کہا خدا کی قسم مغرب اور مشرق کے درمیان کی دنیا اگر مجھے مل جائے جب بھی میں نہیں پسند کرتا کہ میں حضرت فاطمہؓ کی تنقیص کروں ان کا حق میرے اوپر یہی ہے میں آج کے بعد سے اس حدیث کو کبھی نہ بیان کرونگا۔[1]

حضرت دُرّہ بنت ابولھب رضی اللہ عنہا کی ھجرت

حضرت ابن عمرؓ[2]، ابوہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ درہ بنت ابولہب ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور رافع بن معلّیٰ زرقی کے گھر ٹھہریں جو عورتیں بنی زرق کی ان کے پاس آکر بیٹھیں انھوں نے ان سے کہا تم اُسی ابولہب کی بیٹی ہو جس کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا، تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ ترجمہ: "ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو جائیں (اور ہو بھی گئے) اس کو اس کے مال اور اس کے کسب نے بے پروائی نہ بخشی"

تمہیں بھی تمہاری ہجرت بے پروائی نہ بخشے گی درّہؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ عورتوں نے کہا تھا اس کا شکوہ کیا انکو حضورؐ نے خاموش کیا اور حکم دیا بیٹھو! پھر آپؐ نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور تھوڑی دیر ممبر پر بیٹھ کر آپؐ نے فرمایا

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۱۳ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط بعضہ ورواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی
[2] اخرج الطبرانی

اے لوگو! مجھے کیا ہوا کہ میں اپنے خاندان والوں کے بارے میں تکلیف پہونچایا جاتا ہوں۔ خدا کی قسم میری شفاعت قبیلۂ حا اور حکم اور صدا، اور سلہب تک قیامت کے دن پہونچے گی [۱]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے بچوّں کی ہجرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے ہم لوگ غزوۂ احزاب کے سال قریش کے ساتھ نکلے تھے میں اپنے بھائی فضلؓ کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ ہمارے غلام ابو رافعؓ تھے ابھی ہم عرج تک پہونچے تھے کہ راستے میں ہمارے سوار راستہ بھول گئے جثجاثہ کے راستے سے ہو کر ہم لوگ بنی عمرو بن عوف میں پہونچے اور مدینہ داخل ہو گئے ہم لوگوں نے حضورؐ کو خندق پر پایا اور میری اس وقت آٹھ سال کی عمر تھی اور میرے بھائیؓ کی تیرہ سال کی [۲]

---

[۱] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۱۵۲ وفیہ عبدالرحمن بن بشیر الدمشقی وثقہ ابن حبان وضعفہ ابو حاتم وبقیۃ رجالہ ثقات وقد تقدمت ہجرۃ ام سلمۃ فی ہجرۃ ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۳۳۴ وہجرۃ ام المؤمنین حبیبۃ وام [illegible] ولیلی ابنۃ ابی حثمۃ رضی اللہ عنہا فی ہجرۃ جعفر بن ابی طالب واصحابہ رضی اللہ عنہم الی الحبشۃ حیاۃ الصحابہ ج ۱ صفحہ ۳۲۱ [۲] اخرجہ الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۳۲ رواہ الطبرانی فی الاوسط من طریق عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری عن سلیمان بن داؤد بن الحصین ولم ار من ذکرہما ولم یضعف وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی

بابِ نُصرت

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دین قویم اور صراطِ مستقیم کی نُصرت کس قدر ہر شے سے زیادہ پیاری تھی کوئی شخص دنیا کی عزت پر اتنا فخر نہیں کرتا جتنا کہ وہ نصرتِ دین پر فخر کرتے تھے اور اس کے باوجود دنیا کی لذتوں سے کس طرح انھوں نے صبر کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ تمام کام اللہ عزّوجل کی رضامندی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے لئے کیا ہے

انصارؓ کے اسلام لانے کی ابتدا

حضرت[1] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قبائلِ عرب پر اپنے آپ کو پیش کرتے کہ وہ آپؐ کو پناہ دیں اور اپنی قوم میں لے چلیں تاکہ آپؐ اللہ کا کلام اور اس کا پیغام لوگوں کو پہونچائیں اور (جو آپؐ کو پناہ دیں) ان کے لئے جنت ہے عرب کے کسی قبیلہ نے آپؐ کی یہ بات منظور نہ کی جب اللہ پاک نے اپنے دین کے ظاہر کرنے اور اپنے نبی کی مدد کرنے اور جو کچھ اللہ پاک نے آپؐ سے وعدہ کیا تھا اس کے پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اس خیر کو اللہ پاک نے انصار کے قبیلوں کی طرف ودیعت فرما دیا انھوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا اور اللہ پاک نے اپنے نبیؐ کے لئے ان کے وطن کو دارِ ہجرت بنا دیا۔

[1] اخرجہ الطبرانی فی الاوسط قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۴۲ وفیہ عبد اللہ بن عمر العمری وثقہ احمد وجماعۃ وضعفہ النسائی وغیرہ وبقیۃ رجالہ ثقات اھ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مکہ میں حج کے ایام میں ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے جاتے کوئی آپؐ کے کہنے کو منظور نہ کرتا یہاں تک کہ اللہ پاک اس قبیلۂ انصار کو لایا جس کی وجہ سے اللہ پاک نے انھیں سعادت بخشی اور ان کو اس کرامت سے نوازا۔ ان لوگوں نے آپؐ کو پناہ دی آپؐ کی امداد کی اللہ پاک ہمارے نبی کی طرف سے ان سب کو جزائے خیر دے۔[۱]

حضرت عمرؓ کی ہی ایک حدیث میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ خدا کی قسم ہم لوگوں نے انصار سے جو وعدہ کیا تھا اس کو وفا نہ کیا ہم نے انصار سے کہا تھا کہ ہم لوگ امیر ہونگے اور تم لوگ وزیر اور اگر میں اس سال کے آخر تک زندہ رہا تو میرا کوئی حاکم سوائے انصاری کے نہ ہوگا۔[۲]

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ موسم حج میں ہر قبیلہ کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کیا کوئی آدمی ایسا ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے، قریش نے تو مجھے اس بات سے روک دیا کہ میں اللہ عز وجل کے کلام کی تبلیغ کر سکوں آپؐ کے پاس ایک ہمدانی آدمی آیا آپؐ نے فرمایا تم کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا میں ہمدان کا رہنے والا ہوں آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس حفاظت کے اسباب ہیں؟ اس نے کہا ہاں پھر وہ آدمی اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم اس کے اس عہد و پیمان کو نہ توڑ دے پھر آپؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ پہلے میں اپنی قوم کے پاس جاکر پوچھ لوں پھر آپ کے پاس اگلے سال آؤنگا، آپؐ نے فرمایا بہت اچھا۔ وہ تو چلا گیا اور رجب میں انصار کا وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔[۳]

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ حضورؐ مکہ میں دس سال تشریف فرما رہے آپ لوگوں کی منزل گاہوں پر عکاظ میں مجنہ میں اور موسم حج میں تشریف لے جاتے اور فرماتے کون مجھے پناہ دے گا؟ اور کون میری امداد پر تیار ہے؟ کہ میں اپنے رب کے احکام کی تبلیغ کروں اور اس پناہ دینے والے کے لئے جنت کا وعدہ ہے آپؐ کو کوئی پناہ دینے والا اور ٹھکانہ دینے والا نہ ملتا اگر کوئی آدمی یمن یا مضر سے مکہ جاتا تو آپؐ کے رشتہ دار اور آپؐ کی قوم اس سے جاکر کہتی کہ اس قریشی غلام سے بچکر رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں فتنہ میں ڈالدے جب آپؐ قافلوں

---

[۱] اخرجہ البزار وحسنہ [۲] کذا فی کنز العمال ج۶ صفحہ ۳۲ [۳] جمع الفوائد ج۲ صفحہ ۲۸ [۴] قال البزار بعضہ ولم نذکرہ فی مجمع الزوائد عن البزار تمامہ وقال رواہ البزار وحسن اسنادہ وفیہ ابن شبیب وہو ضعیف [۵] اخرجہ الامام احمد [۶] قال الہیثمی ج۶ صفحہ ۳۵ رجالہ ثقات وعزاہ الحافظ فی الفتح ج۷ صفحہ ۱۵۶ الی اصحاب السنن والامام احمد وقال صححہ الحاکم [۷] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ ج۱ صفحہ ۲۲۵ فی لبیعۃ علی النصرۃ

کے درمیان چلتے تو یہ مشرکین انگلیوں سے آپؐ کی طرف اشارہ کرتے (کہ یہ وہی ہے) یہاں تک کہ اللہ پاک نے یثرب (مدینہ) سے ہم لوگوں کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہم لوگوں نے آپؐ کو پناہ دی اور آپؐ کی تصدیق کی، ہمارے یہاں سے آدمی جاتا آپؐ پر ایمان لاتا قرآن پڑھتا اس کے بعد اپنے گھر آتا تو اس کے اسلام لانے کی وجہ سے گھر والے مسلمان ہو جاتے انصار کے گھرانوں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں بچا جس میں تو دس آدمی مسلمان نہ ہوں اور علی الاعلان اپنے اسلام کا اظہار نہ کر رہے ہوں پھر تمام انصار نے آپس میں مشورہ کیا کہ کب تک ہم لوگ حضورؐ کو اس طرح چھوڑے رکھیں کہ آپؐ چکر کھاتے پھریں اور مکہ کے پہاڑوں کی طرف نکالے جائیں اور ڈرتے رہیں؟ تو ہم انصار میں سے ستر آدمی موسم حج میں آپؐ کی خدمت میں چلے ہوئے اور ہم نے بات چیت کے لئے شعب عقبہ کا آپؐ سے وعدہ لیا ایک ایک دو دو کر کے ہم وہاں جمع ہو گئے پھر ہم حضورؐ سے ملے اور ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کس چیز پر ہم لوگوں سے بیعت لیں گے؟ اس کے بعد امام احمد نے پوری حدیث ذکر کی۔[1]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حج کا زمانہ آیا تو انصار میں سے بنی مازن بن نجار کے چند آدمی حج کے لئے گئے ان جانے والوں میں حضرت معاذ بن عفراء اسعد بن زرارہ اور بنی زریق میں سے رافع بن مالک، ذکوان بن عبد قیس بنی عبد اشہل میں سے ابو الہیثم بن تیہان اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، حضورؐ ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور ان لوگوں کو اس چیز سے خبر دی جس نبوت اور کرامت کے ساتھ اللہ پاک نے آپؐ کو نوازا تھا، آپؐ نے ان لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا یہ لوگ آپؐ کی باتیں سنکر خاموش رہے اور ان کے جی میں آپؐ کی دعوت کے لئے اطمینان پیدا ہو گیا اور جو کچھ اہل کتاب سے آپؐ کے اوصاف سن رکھے تھے اور جس چیز کی طرف آپؐ نے ان کو بلایا تھا انکو پہچانا تو آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لے آئے اور یہی لوگ خیر کا سبب بنے (یعنی مدینہ میں ایمان و اسلام پھیلانے کا) پھر آپؐ سے عرض کیا کہ ہمارے یہاں اوس و خزرج کے درمیان میں جو خونریزیاں جاری ہیں آپ ان سے واقف ہیں اس کے باوجود ہم اس چیز کو پسند کرتے ہیں جس کے ذریعہ آپ کا یہ امر اللہ پاک پھیلا دے اور ہم آپ کے لئے اور اللہ کے لئے ہر سعی کرنے کو تیار ہیں، ہم نے آپ کی خدمت میں اشارۃً جو بات کہی آپ اس سے بخوبی واقف

---

[1] واخرجہ الحاکم ج ۲ صفحہ ۶۲۵ وقال صحیح الاسناد [2] واخرجہ الطبرانی مرسلاً

ہیں آپ کچھ دنوں اللہ کا نام لیکر صبر کیجئے ہم اپنی قوم کی طرف جائیں اور ان کو آپ کی حالت سے آگاہ کریں اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیں شاید اللہ پاک ہمارے درمیان صلح کرادے اور ہم میں اتفاق ہو جائے ہم لوگ تو آج کل ایک دوسرے سے دور اور آپس میں بغض و عداوت پر تلے ہوئے ہیں اگر آپ ہمارے ساتھ چلتے ہیں اور ابھی ہم میں آپس میں صلح نہیں تو ہم میں سے آپ کی اعانت کے لئے کوئی جماعت نہ ہوگی اور ہم لوگ سال آئندہ حج کے موسم میں آپ کے پاس آنے کا وعدہ کرتے ہیں حضورؐ نے ان کی باتوں کو منظور فرمالیا یہ لوگ اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے اور ان کو چھپ کر دعوت و تبلیغ کرنے لگے، اور ان کو حضورؐ کی اور اس بات کی خبر کے لئے اللہ نے آپؐ کو بھیجا ہے خبر دی، اور بتایا کہ آپؐ قرآن کے احکام کے مطابق جو آپؐ پر نازل ہوا ہے لوگوں کو قرآن کی دعوت دیتے ہیں، (ان حضرات کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ) انصار کے گھروں میں بہت کم گھر ایسے بچے جس میں کوئی نہ کوئی مسلمان نہ ہو۔[1]

یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک انصاری بڑھیا سے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صرمہ بن قیس کے پاس جاکر یہ اشعار سیکھتے تھے۔

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة (۱) یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا

ویعرض فی اهل المواسم نفسه (۲) فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا

فلما اتانا واستقرت به النوی (۳) واصبح مسرورا بطیبة راضیا

واصبح ما یخشی ظلامة ظالم (۴) بعید وما یخشی من الناس باغیا

بذلنا له الاموال من جل مالنا (۵) وانفسنا عند الوغی والتآسیا

نعادی الذی عادی من الناس کلهم (۶) بحق وان کان الحبیب المواتیا

ونعلم ان الله لا شیء غیره (۷) وان کتاب الله اصبح هادیا

ترجمہ اشعار

۱۔ کچھ اوپر دس سال حضورؐ قریش میں ٹھہرے مگر یاد ہی کرتے رہے کہ آپؐ کسی موافقت کرنے والے دوست کو پائیں

---

[1] فذكر الحديث. تقدم حديث ... في دعوة مصعب بن عمير ... قال الهيثمي ج ۶ صفحہ ۴۳ فيه ابن لهيعة وفيه ضعف وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات انتهى ... واخرجه الحاكم ج ۲ صفحہ ۶۲۶

۲۔ اور حج میں آنے والوں پر آپؐ اپنے آپ کو پیش کرتے رہے آپؐ نے نہ کسی بلانے والے کو دیکھا اور نہ کسی پناہ دینے والے کو
۳۔ جب آپؐ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور خلقِ خدا آپؐ کے پاس جمع ہوگئی تو آپؐ طیبہ (مدینہ) میں خوش اور راضی ہوگئے
۴۔ اور کسی ظالم بعید اور قریب کا ڈر نہ رہا اور نہ لوگوں سے بغاوت کا خطرہ
۵۔ اپنے تمام مالوں سے ہم نے اپنا مال آپؐ پر خرچ کردیا اپنی جانوں کو (آپؐ کی رفاقت میں) لڑائی کے شور وغل کے وقت آپؐ کی غم خواری میں لگادیا
۶۔ ہم لوگ ان تمام آدمیوں سے عداوت برتتے ہیں جو حق سے عداوت برتتے گرچہ ہمارا کتنا ہی موافق دوست ہو
۷۔ اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ بیشک اللہ ایک ہے اس کے علاوہ کوئی در خدا نہیں اور اللہ کی کتاب ہم لوگوں کو ہدایت دینے والی ہے

مہاجرینؓ وانصارؓ کی باھمی بھائی بندی

حضرت[1] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جب مدینہ تشریف لائے تو حضورؐ نے ان کی حضرت سعد بن ربیعؓ انصاری سے بھائی بندی کرادی حضرت سعدؓ نے عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا اے میرے بھائی! میں اہل مدینہ میں زیادہ مالدار ہوں دیکھو میرا آدھا مال تم لے لو میرے پاس دو عورتیں ہیں دیکھو ان میں سے جو تمھیں پسند ہو اسے میں طلاق دیدوں (اور اس سے تم نکاح کرلو) حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے مجھے تو تم بازار بتادو لوگوں نے انھیں بازار بتادیا یہ وہاں گئے اور انھوں نے خرید وفروخت شروع کی اور انھیں نفع ہوا کچھ پنیر اور کچھ گھی خرید کر لائے جب تک اللہ پاک نے چاہا وہ یہ تجارت کرتے رہے ایک روز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے کپڑوں پر زعفران کے دھبے تھے حضورؐ نے دریافت فرمایا اے عبدالرحمنؓ یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کا کتنا مہر مقرر کیا؟ حضرت عبدالرحمنؓ نے عرض کیا ایک گٹھلی کے وزن برابر سونا حضورؐ نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کاٹنی پڑے، حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ میری

---

[1] اخرج الامام احمد

تجارت کی برکت کا یہ حال تھا کہ اگر میں کوئی پتھر اٹھاتا تو مجھے یہ امید ہوتی کہ اس سے بھی سونا اور چاندی حاصل ہوگا۔[1]

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرات مہاجرینؓ مدینہ آئے تو انصاری کا وارث اس کے ذوی الارحام نہ ہوتے تھے بلکہ مہاجر وارث ہوتا تھا اس مواخات بھائی بندی کی وجہ سے جو حضورؐ نے ان میں آپس میں کرائی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اس روایت میں تو یہی معلوم ہوا کہ مواخاۃ کی میراث اس آیت سے منسوخ ہوئی مگر دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حلیف کی میراث اس آیت سے منسوخ ہوئی اور مواخاۃ والی میراث وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ سے منسوخ ہوئی ہے حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ بات زیادہ معتمد ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلی آیۃ نے صرف مواخاۃ والوں کے تنہا وارث ہونے کو منسوخ کیا ہو اس آیت کے اترنے کے بعد رشتہ دار بھی مواخاۃ والوں کی طرح وارث ہوں جس پر یہ آیۃ دلالت کرتی ہے وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ اور یہی تاویل حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں کی جائیگی پھر سورۂ احزاب کی آیۃ نے عصبہ کی میراث کو باقی رکھا اور مواخاۃ کی میراث کو بالکل ختم کردیا اور امداد و اعانت یہ فقط باقی رہی اور اس طرح پر تمام روایات میں تطبیق ہوجاتی ہے۔[2] ابن سعدؒ کی روایت ہے کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے تو حضرات مہاجرین میں ایک دوسرے کے درمیان بھائی بندی کرائی اور مہاجرین اور انصار میں بھی ایک دوسرے کے درمیان بھائی بندی کرائی کہ یہ لوگ ایک دوسرے کی غم خواری کریں اور ایک دوسرے کی میراث میں شریک ہوں یہ نوّے آدمی تھے انمیں سے بعض مہاجرین تھے اور ان میں سے بعض انصار تھے اور بعض روایت میں ہے کہ یہ سو افراد تھے جب آیۃ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ نازل ہوئی تو مواخاۃ یعنی بھائی بندی والی میراث ختم ہوگئی۔[3]

مہاجرینؓ پر انصارؓ کا مالی ایثار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات انصارؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۲۸ واخرجہ ایضاً الشیخان عن انس والبخاری من حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۲۸ وابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۹ عن انس رضی اللہ عنہ [2] اخرجہ البخاری [3] وعند ابی داؤد من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ نحوہ کما فی فتح الباری ج ۸ صفحہ ۱۹۱ وذکر ابن سعد بھا نحوہ الواقدی لی اخاہ من التابعین کذا فی الفتح ج ۷ صفحہ ۱۹۱ واخرج البخاری ج ۱ صفحہ ۲۱۲

ہو کر عرض کیا کہ کھجور کے باغات ہمارے اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے آپؐ نے فرمایا نہیں، انصارؓ نے عرض کیا کہ پھر جس طرح آپ فرمائیں آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس طرح کر لوگے کہ باغ میں ساری محنت ہم مہاجرین کی طرف سے تم کر دو اور ہم پیداوار میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں؟ حضرات انصارؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے سن لیا اور مان لیا (اسی طرح کریں گے)، حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے انصار سے فرمایا کہ تمہارے بھائیوں نے مال اور اولاد ترک کیا اور تمہارے پاس آئے ہیں؟ حضرات انصارؓ نے کہا کہ ہمارے مال ہمارے اور مہاجرین کے درمیان نصفا نصف ہیں حضورؐ نے فرمایا اس کے علاوہ اور بھی تو ہو سکتا ہے؟ انصارؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ مہاجرین کھیتی باڑی نہیں جانتے تم کھیتی کے معاملہ میں ان کی کفایت کرو (یعنی کھیتی تم کرو) اور پھل آپس میں بانٹ لو انصارؓ نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ جس قوم کے پاس آئے ہیں اس سے اچھی قوم ہم نے نہیں دیکھی، یہ چھوٹی سے چھوٹی چیز میں ہمیں نہیں بھولتے اور بڑے سے بڑا مال ہم پر بخوشی خرچ کر دیتے ہیں ہم لوگوں کو کام نہیں کرنے دیتے اور ہم لوگوں کو نفع اور آمد میں شریک کر لیتے ہیں اب ہم لوگوں کو یہ ڈر پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں یہ سارے کا سارا ثواب نہ لے بیٹھیں؟ آپؐ نے فرمایا ایسا نہیں، جب تک تم انھیں بھلا کہتے رہو گے اور ان کے لئے اللہ سے دعا کرتے رہو گے۔[۳]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار جب کھجوریں توڑ لیتے تو ہر انصاری ان کے دو حصہ کرتا جن میں سے ایک حصہ کم ہوتا اور کم والے حصہ میں کھجور کی شاخیں ملا دیتے تھے پھر (مہاجرین) مسلمانوں کو اختیار دیتے تھے سو یہ مہاجرین انمیں سے بڑی ڈھیری لے لیتے، اور حضرات انصار چھوٹی ڈھیری مع کھجور کی شاخوں کے لے لیتے، یہ سلسلہ فتح خیبر تک رہا حضورؐ نے فرمایا تم نے اپنے اس حق کو جو ہمارا تمہارے اوپر تھا پورا کر دیا، اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہارا حصہ خیبر میں دیکر تمہیں خوش کر دیں، اور اپنے پھل لے لو چاہو تو تم

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۲۸ [۲] واخرج الامام احمد عن یزید عن حمید [۳] ہذا حدیث ثلاثی الاسناد علی شرط الصحیحین ولم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ من ہذا الوجہ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۲۶ واخرجہ ایضا ابن جریر والحاکم والبیہقی کما فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۳۶ [۴] واخرج البزار

ایسا کرلو۔ انصارؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی ہمارے ذمہ شرطیں تھیں وہ ہماری بھی آپ پر ایک شرط تھی وہ یہ کہ ہمارے لئے جنت ہے آپ نے جس چیز کو ہم سے کہا ہم نے وہ کیا اس لئے کہ ہماری شرط ہم کو ملے، حضورؐ نے فرمایا بیشک (جنت تمہارے لئے ہے)۔[1]

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرات انصارؓ کو بلایا کہ انھیں بحرین کی زمین دیدیں، انصارؓ نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہ لیں گے جب تک کہ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی جیسی نہ مل جائے آپؐ نے فرمایا ایسا تو نہیں ہو سکتا لہذا تم صبر کرو یہاں تک کہ تم مجھ سے (آخرت میں) ملو (صبر کرنے کا حکم تمہیں اس واسطے کیا ہے کہ) میرے بعد تم پر غیروں کو ترجیح دی جائیگی۔[2]

انصارؓ کے ہاتھوں جاہلیت کا استیصال اسلام کے استحکام کیلئے کیسے ہوا؟

کعب بن اشرف کا قتل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (یہودی) نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہونچائی ہیں، ہے کوئی جو اس کی خبر لے؟ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کی مرضی ہے کہ میں اسے قتل کردوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، محمد بن مسلمہؓ نے کہا آپ مجھے کچھ ناگفتنی بات اس سے کہنے کی اجازت دیدیجئے، آپؐ نے فرمایا ہاں تمہیں اس کی اجازت ہے محمد بن مسلمہؓ (مع چند ہمراہیوں کے) کعب کے پاس پہونچے اور کہا اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ہم لوگوں سے صدقہ کا مطالبہ کیا ہے اور طرح طرح سے مشقت میں ڈال رکھا ہے اور اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم سے کچھ قرض لوں کعب نے کہا ابھی کیا ہے؟ خدا کی قسم وہ تم لوگوں کو تنگ کرکے رہیگا اور انتہائی تکالیف کا تمہیں مقابلہ کرنا ہوگا، محمد بن مسلمہؓ نے کہا اب ہم لوگ اس کا اتباع کر چکے ہیں جلدی سے اس کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں ذرا دیکھ لیں کہ اور کیا گل کھلاتا ہے؟ اب تو تم مجھے غلہ کا ایک یا دو وسق

---

[1] قال الهيثمي ج ۱۰ ص ۳۰ رواه بزار من طريقين وفيهما مجالد وفيه خلاف وبقية رجال احدهما رجال الصحيح — انتهى۔ [2] اخرجه البخاری [3] اخرجه البخاری

ادھار دیدو[1]، کعب نے کہا ہاں میں ادھار دیدونگا لیکن میرے پاس کچھ رہن رکھنا ہوگا، محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھیوں نے دریافت کیا کہ ہم تمہارے پاس کیا رہن رکھدیں؟ اس نے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھدو ان حضرات نے کہا بھلا ہم اپنی عورتوں کو تمہارے پاس کیسے رہن رکھدیں؟ تم تمام عرب میں سے انتہائی حسین وجمیل ہو (ہم لوگوں کو اپنی عورتوں پر ابتلا کا اندیشہ ہے، اس نے کہا اچھا تو پھر اپنے بیٹوں کو رہن رکھدو ان حضرات نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو تمہارے پاس رہن رکھدیں دنیا انھیں اس بات کا طعنہ دیا کریگی کہ تم لوگ وہی تو ہو جو ایک یا دو وسق کے بدلہ میں رہن رکھے گئے تھے یہ بات تو ہم لوگوں کے لئے انتہائی شرم کی ہے، ہاں ہم لوگ یہ کر سکتے ہیں کہ اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھدیں چنانچہ اس سے اس بارے میں عہد و پیمان ہوگیا کہ ہم لوگ اپنے ہتھیار لے کر آتے ہیں حضرت محمد بن مسلمہؓ (مع رفقا) رات کے وقت اس کے پاس پہونچے ان کے ساتھ ابو نائلہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی تھا، کعب نے ان لوگوں کو قلعہ کے اندر بلا لیا، یہ اپنے بالاخانہ پر سے ان کی طرف چلا اس کی بیوی نے کہا اس ناوقت کہاں باہر جا رہے ہو؟ کعب نے کہا کوئی خطرہ کی بات نہیں محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہیں[2]، اس کی عورت بولی میں تو ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں اس نے کہا نہیں! وہ تو میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہیں، اور مرد کو اگر رات میں مقابلہ ہی کے لئے بلایا جائے تو رات میں بھی وہ ضرور نکلتا ہے — اور محمد بن مسلمہؓ اپنے ساتھ دو آدمی قلعہ کے اندر لے گئے تھے[3] ان دو آدمیوں سے کہنے لگے کہ جب کعب میرے پاس آئے گا تو میں اس کے بالوں کے بارے میں بات ملا کر اس کو سونگھونگا جب تم دیکھنا کہ میں نے اس کے سر پر قابو پا لیا ہے فوراً تم اس پر تلوار سے وار کر دینا[4] کعب موتیوں سے جڑی ہوئی ایک پیٹی پہنے ہوئے نیچے اترا اور اس میں سے بہترین خوشبوئیں عطر وغیرہ کی بھڑک رہی تھیں محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ آج جیسی بہترین خوشبو تو مجھے سونگھنی کبھی میسر نہ ہوئی تھی[5]۔ کعب نے اترا کر کہا کہ میرے پاس عرب کی عورتوں میں سے ایک ایسی حسین عورت ہے جو عطر کو بہت پسند کرتی ہے اور استعمال کرتی ہے[6] حضرت محمد بن مسلمہؓ

---

[1] وحدثنا عمرو غیر مرۃ فلم یذکر وسقا او وسقین فقلت لہ فیہ وسقا او وسقین فقال اری فیہ وسقا او وسقین [2] وقال غیر عمر
[3] قیل لسفیان سماہم عمرو قال سمی بعضہم قال عمرو جاء معہ برجلین وقال غیر عمرو ابو عبس بن جبر والحارث بن اوس وعباد بن بشر قال عمرو جاء معہ برجلین، [4] وقال مرۃ ثم اشمکم [5] وقال غیر عمرو [6] قال عمرو

نے کہا کیا مجھے اپنے سر کو سونگھنے کی آپ اجازت دیتے ہیں؟ کعب نے کہا ضرور چنانچہ انھوں نے خود سونگھا، پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھایا اور کہا کہ ایک مرتبہ اور سونگھنے کی اجازت دیدو؟ اس نے کہا بہت بہتر، جب حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس طرح سے اس کے سر پر قابو پالیا بڑی مضبوطی سے اس کے بالوں کو پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا، مارو، ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد ان حضرات نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قتل کی خبر دی عروہ کی روایت میں ہے کہ جب حضورؐ کو اس کے قتل کی خبر دی آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی ابن سعد کی روایت میں ہے کہ جب یہ حضرات واپسی پر بقیع غرقد میں پہونچے تو نعرہ تکبیر بلند کیا، حضورؐ اس رات نماز پڑھ رہے تھے جب ان لوگوں کی تکبیر سنی آپ نے بھی اللہ اکبر کہا، اور سمجھ لیا کہ یہ لوگ اسے قتل کر آئے ہیں جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے یہ دعا دی کہ اللہ تمہارے چہرے مبارک فرمائے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا چہرہ مبارک بھی، اور کعب کے کٹے ہوئے سر کو آپ کے سامنے ڈال دیا آپ نے اس کے قتل ہونے پر اللہ کی حمد و ثنا کی ایک روایتؒ میں آتا ہے کہ کعب کے قتل سے وہاں کے یہود میں بہت گھبراہٹ و ہراس پیدا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان لوگوں نے آکر کہا کہ ہمارا سردار دھوکہ سے مارا گیا ہے، حضورؐ نے ان لوگوں سے اس کے فعل بد کا تذکرہ کیا اور آپؐ نے بتایا کہ وہ ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح سے ستاتا تھا، آپ کی باتیں سنکر، یہ یہودی ڈر گئے اور پھر آپ کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی

ابن اسحٰق کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی اس مہم کو میں سر کرونگا، اور میں ہی اسے قتل کرونگا آپ نے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کرو، راوی کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہؓ آپ کے پاس سے اپنے گھر آئے اور تین دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا مگر اتنا کہ جس سے جان بچی رہے لوگوں نے حضورؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا آپ نے ان سے بلا کر پوچھا کہ تم نے کھانا پینا کس لئے چھوڑ دیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے ایک مہم کی انجام دہی کا وعدہ کر گیا تھا میں نہیں جانتا کہ آیا میں اسے پورا کر سکونگا یا نہیں آپ نے فرمایا تمہیں اس کام کے لئے شفقت کرنی ہوگی، حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ان

لہ مغازی موسیٰ [illegible] زرقانی ج ۲ [illegible] فتح الباری ج ۷ صفحہ [illegible]

حضرات کے ہمراہ جو کعب کو قتل کرنے جا رہے تھے بقیع غرقد تک تشریف لے گئے پھر ان لوگوں کو وہاں سے رخصت کیا اور آپ نے فرمایا اللہ کا نام لیکر جاؤ لے میرے اللہ ان لوگوں کی مدد فرما۔[1]

ابو رافع سلّام بن ابی الحقیق کا قتل

عبداللہؓ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصارؓ کے ان دو قبیلہ یعنی اوس اور خزرج کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری اور خدمت گذاری میں ایک دوسرے کے ساتھ سبقت لے جانے کا مقابلہ رہتا تھا، ٹھیک اسی طرح پر جیسا کہ دو پہلوانوں میں ہوتا ہے، جب اوس حضورؐ کی فرماں برداری میں کسی کام کو انجام دیتے تو خزرج کہتے کہ خدا کی قسم یہ ہم سے اس بارے میں آگے نہیں جا سکتے جب تک اسی جیسی خدمت حضور انجام نہ دے لیتے انھیں چین نہ آتا اسی طرح اگر خزرج نے کسی خدمت کے ساتھ شرافت حاصل کی تو اوس بھی اسی طرح کی خدمت کرتے، جب اوس کے ایک صحابی (محمد بن مسلمہ) نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنے کی وجہ سے قتل کر دیا تو خزرج نے کہا خدا کی قسم اس وجہ سے ہم پر کبھی بھی فضیلت نہ ہونی چاہیئے ان لوگوں نے حضور سے کعب بن اشرف جیسے ایک دشمن کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ وہ خیبر میں رہتا ہے اس کا نام ابو الحقیق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی آپؐ نے ان لوگوں کو اجازت دیدی خزرجی انصار میں سے بنی سلمہ کے پانچ جوان جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) عبداللہ بن عتیک (۲) مسعود بن سنان (۳) عبداللہ بن انیس (۴) ابو قتادہ یعنی حارث بن ربعی اور (۵) خزاعی بن الاسود رضی اللہ عنہم اس کے قتل کے لئے نکلے یہ سب حضرات خزرجی انصار کے حلیف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کا عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کر دیا اور ان لوگوں کو اس بات کی تاکید کر دی کہ کسی بچے کو یا عورت کو قتل مت کرنا یہ لوگ مدینہ سے چل کر خیبر پہونچے، رات میں جب ابن ابو الحقیق کی حویلی میں داخل ہوئے اس کے گھر کی ہر کوٹھری اور کمرہ کی کنڈی چڑھا دی (تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے) اور ابن ابو الحقیق اپنے بالاخانہ پر تھا جہاں تک پہونچنے کے لئے ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی اس کے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۷ وحسن الحافظ ابن حجر سند حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما بذا فی فتح الباری ج ۷ صفہ ۲۳۷ [2] اخرج ابن اسحاق

سہارے سے بالاخانہ پر پہونچکر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اس کی بیوی باہر نکل کر آئی اور اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم عرب کے رسد والے ہیں کھانے کے لئے آئے ہیں اس نے کہا کہ ابن ابوالحقیق اندر ہیں یہیں آجاؤ ہم لوگ جب داخل ہوئے دروازے ہیں اندر سے کنڈی دیدی اور اس پر تختہ بھی رکھدیا اس ڈر سے کہ پیچھے سے لڑنے والے ہمارے اور اس کے درمیان میں حائل نہ ہو جائیں" (ہمارا دروازہ اندر سے بند کرنا دیکھ کر) عورت نے چلانا شروع کیا ہم لوگ ابن ابوالحقیق کی طرف اپنی تلواریں لے کر جھپٹے خدا کی قسم رات کی اندھیری کی وجہ سے ہم اسے محض اسکی سفیدی کی وجہ سے جان سکے جیسا کہ مصری سفید کپڑا پڑا ہو اس کی عورت کے شور مچانے پر ہم میں سے بعض تلوار سے اس عورت کو مارنا چاہتا تھا مگر حضورؐ کی ممانعت یاد آئی اور وہ اپنا ہاتھ روک لیتا اور اگر آپنے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم لوگوں نے رات ہی میں اس کا کام بھی تمام کر دیا ہوتا جب ہم لوگ اس پر کئی کئی تلواریں مار چکے اور اندھیری کی وجہ سے کوئی کارگر نہ ہوئی تو حضرت عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر گاڑی اور تلوار کے قبضہ پر چڑھ گئے تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی اور ـــ ابورافع سلام بن ابوالحقیق ہیں سے یہ آواز آرہی تھی کہ "بس بس کافی ہے" پھر ہم سب وہاں سے باہر نکلے عبداللہؓ بن عتیک کی بینائی کمزور تھی ایک سیڑھی سے ان کا پیر رپٹ گیا ان کا ایک ہاتھ بری طرح سے موچ کھا گیا ہم لوگ انھیں اٹھاکر (یہود کے) چشمہ کی ایک نہر تک لائے کہ اس نہر سے ہم پار ہوں ہم لوگوں نے دیکھا کہ آگیں جلائی گئیں اور وہ لوگ ہماری طلب میں ہر طرف دوڑے جب وہ ہم سے نا امید ہو کر ابن ابوالحقیق کی طرف لوٹے تو اسے گھیر کر بیٹھ گئے اور وہ دم توڑ رہا تھا پھر ہم لوگوں نے سوچا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ دشمنِ خدا مر گیا ایک آدمی نے ہم میں سے کہا میں جاتا ہوں اور تحقیق کر کے آتا ہوں چنانچہ یہ گئے اور مجمع میں گھس گئے ان کا بیان ہے کہ یہود اس کے گرداگرد تھے اور اس کی بیوی اپنے ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور لوگوں سے کہہ رہی تھی خدا کی قسم میں نے ان قاتلین میں ابن عتیک کی آواز سنی ہے پھر میں نے اپنی تکذیب کی اور میں نے کہا کہ ابن عتیک اتنی دور دراز کہاں؟ اس کے بعد پھر عورت نے چراغ بڑھ کر اس کے چہرہ پر غور کیا اور چلائی یہودیوں کے خدا کی قسم یہ تو ختم ہو چکا یہ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کلمہ سے ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی اُس عورت کے اس کہنے سے ہوئی اس کے بعد وہ (صحابیؓ) ہم لوگوں کے پاس آئے اور ہم لوگوں

کو اس کے مرنے کی اطلاع دی، ہم نے اپنے ساتھی کو اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے دشمن کے قتل کی آپؐ کو خبر دی اور ہم لوگوں میں اس کے قتل کرنے کے بارے میں آپس میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر شخص اس کے قتل کرنے کا مدعی تھا آپؐ نے فرمایا تم لوگ اپنی تلواریں لاؤ، ہم لوگ آپؐ کے پاس اپنی تلواریں لے گئے آپؐ نے ان تلواروں کو بغور دیکھا اور عبداللہؓ بن انیس کی تلوار کے بارے میں کہا اس تلوار نے اُسے قتل کیا ہے، اس پر مجھے کھانے کا اثر نظر آ رہا ہے [۱]

حضرت براءؓ سے بخاری شریف میں اس طرح پر ہے کہ حضورؐ نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے چند حضرات کو انصار میں سے بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر مقرر کر دیا یہ ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے اذیتیں پہونچاتا رہتا تھا اور آپؐ کے مخالفین کی امداد و اعانت کرتا رہتا تھا یہ حجاز (خیبر) کے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا جب یہ حضرات وہاں پہونچے سورج چھپ چکا تھا اور چرواہے اپنے جانور لا رہے تھے، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو میں جا کر دربان سے حیلہ کرتا ہوں شاید میں اندر داخل ہو سکوں یہ چلے اور جب دروازے کے قریب پہونچے تو کپڑے کی اوٹ اس طرح کر کے بیٹھ گئے جیسے کہ کوئی قضاء حاجت کر رہا ہو قلعہ کے سارے لوگ اندر جا چکے تھے دربان نے انھیں آواز دیکر کہا کہ اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ جا میں اب دروازہ میں تالا لگاتا ہوں میں داخل ہو گیا اور چھپ رہا جب لوگ داخل ہو گئے اور دربان نے دروازہ بند کر دیا اور دروازہ کی چابیاں کیل پر لٹکا دیں تو میں نے چپکے سے کھڑے ہو کر وہ ساری چابیاں لے لیں اور دروازہ کھول دیا ابو رافع کے پاس قصے کہانیاں ہو کرتی تھیں یہ اپنے بالاخانہ پر رہتا تھا، جب اس کے پاس سے قصے کہانی کہنے والے چلے گئے میں اس کی طرف چڑھا میں جس دروازہ کو کھول کر اندر جاتا، اس کو اندر سے بند کرتا چلا جاتا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ جب تک لوگ میرے پاس پہونچیں گے اوّل تو وہ آسانی سے مجھ تک نہیں پہونچ سکتے میں اس کے قتل سے فارغ ہو چکونگا، میں اس کے پاس پہونچا تو وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے بال بچوں کے درمیان تھا، میں یہ نہ جان سکا کہ اس کمرے میں ابو رافع کونسا ہے؟ یہ جاننے کے لئے میں نے اسے

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۳۷ وسیرۃ بن ہشام ج ۲ صفحہ ۱۹۰

آواز دی کہ اے ابورافع! اس نے کہا کون ہے؟ میں تلوار لیکر اس کی آواز کی طرف جھپٹا اور میں نے تلوار سے اسے مارنا شروع کر دیا، چونکہ میں کچھ گھبرایا ہوا تھا لہٰذا میں کوئی کام نہ کر سکا، اس نے شور مچایا تو میں کمرے سے نکل کر تھوڑی دور پر کھڑا ہو گیا پھر میں اس کی طرف داخل ہوا اور میں نے کہا ابورافع یہ شور کیسا تھا؟ اس نے کہا کہ تیری ماں کا ناس جائے ایک آدمی اس کمرہ میں تلوار سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن عتیکؓ نے کہا یہ سنتے ہی میں نے اس پر ایک وار کیا اسے گھائل تو کر دیا، لیکن وہ قتل نہ ہو سکا تو میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی اور رکھ کے دبایا وہ اس کی پیٹھ تک جا پہونچی، تب میں نے جانا کہ ہاں اب اس کا کام میں نے تمام کر دیا، اور پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا وہاں سے چلا یہاں تک کہ اس کی سیڑھیوں پر پہونچا میں نے اپنا پیر بڑھایا اور میرا خیال تھا کہ میں سیڑھی تک پہونچ گیا ہوں، بس میرا پیر چاندنی رات میں کہیں سے کہیں جا پڑا میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں پیر سے پگڑی کس کر چل دیا اور (قلعہ کے) دروازہ پر بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ اس رات میں جب تک یہ نہ سن لوں کہ ابورافع قتل ہو گیا ہے نہ جاؤنگا جب مرغ بولا تو خبر مرگ دینے والا قلعہ پر چڑھا اور اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ ابورافع جو اہلِ حجاز کا مددگار تھا اس کی میں خبر مرگ دیتا ہوں تو میں وہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا اللہ نے نجات دی اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچکر آپؐ کو سارے واقعہ کی اطلاع دی آپؐ نے فرمایا اپنا پیر پھیلا میں نے اپنا پیر پھیلایا آپؐ نے اس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا آپؐ کا دستِ مبارک پھیرنا ہی تھا کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ جیسے میرے اس پیر میں کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔ بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن عتیکؓ اور ان کے ساتھی حضورؐ کی خدمت میں پہونچے تو حضور علیہ السلام ممبر پر تھے، حضورؐ نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا کہ ان چہروں پر کامیابی کے آثار نمایاں ہیں خدا ان چہروں کو تروتازہ رکھے، عبداللہ بن عتیکؓ نے عرض کیا کہ اللہ آپ کے چہرۂ مبارک کو بھی تروتازہ رکھے، اس کے بعد آپؐ نے پوچھا

لہ واخرجہ البخاری ایضاً بسیاق آخر تفرد بہ البخاری بہذا السیاق من بین اصحاب ستۃ ثم قال قال الزہری، قال ابی بن کعبؓ

کہ کیا تم سب اُسے ٹھنڈا کر آئے؟ ان حضرات نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا لاؤ وہ تلوار تو دکھاؤ آپؐ نے اس تلوار کو لیکر میان سے نکالا کہ ہاں ٹھیک کہتے ہو یہ اُس کا کھانا اس تلوار کی نوک پر لگا ہوا ہے۔[۱]

ابن شیبہ یہودی کا قتل

حضرت محیصہؓ[۲] فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس یہودی پر تمہارا قابو چل جائے اُسے قتل کر دو حضرت محیصہؓ ابن شیبہ یہودی پر جھپٹے اور اُسے قتل کر ڈالا ابن شیبہ یہودی یہود کے ایک تاجر کا نام ہے جو ان کے ساتھ تجارتی تعلقات رکھتا تھا حویصہ محیصہ کے بڑے بھائی جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے جب محیصہ نے ابن شیبہ کو قتل کر دیا تو حویصہ اپنے چھوٹے بھائی محیصہ کو مارتے جاتے اور کہتے جاتے اے خدا کے دشمن! تو نے اُسے مار دیا خدا کی قسم، تیرے پیٹ میں بھی اس کے مال کی بہت چربی ہے حضرت محیصہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بڑے بھائی حویصہ کو یہ جواب دیا خدا کی قسم اگر حضورؐ تمہارے قتل کا مجھے حکم دیں تو میں تمہاری گردن بھی مار دوں، یہیں سے حضرت حویصہؓ کے اسلام لانے کی ابتدا ہوتی ہے کہنے لگے خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں میرے قتل کا حکم کریں تو کیا تم مجھے قتل کر دو گے؟ محیصہ نے کہا ہاں خدا کی قسم (ذرا بھی دیر نہ لگاؤنگا) حویصہ نے کہا خدا کی قسم جس دین نے تجھ میں یہاں تک اثر کیا ہے وہ عجیب دین ہے۔[۳]

ابن اسحاق کی روایت میں اس طرح ہے کہ محیصہؓ نے کہا میں نے کہا خدا کی قسم اس کے قتل کا مجھے جس ذات گرامی نے حکم دیا اگر وہ مجھے تیرے قتل کا حکم دیں تو میں تیری گردن بھی مار دوں، ابن اسحاق کی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضرت حویصہؓ (اس قصہ کے فوراً بعد) اسلام لے آئے۔[۴]

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۳۷ [۲] اخرجہ ابو نعیم عن بنت محیصہ [۳] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۵۰
[۴] و خرجہ ایضا ابو داؤد من طریقہ الا انہ اقتصر الی قولہ فی بطنہ من مالہ ولم یذکر ما بعدہ

غزواتِ بنی قینقاع و بنی نضیر و بنی قریظہ اور انصارؓ کے کارنامے

بنی قینقاع

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب غزوہ بدر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو شکست دے چکے تو بنی قینقاع کے بازار میں تمام یہود کو جمع کر کے فرمایا اے یہودیو! تم اس سے پہلے اسلام لے آؤ کہ تم کو ایسی مصیبت سے دوچار ہونا پڑے کہ جس سے یوم بدر میں قریش کو سابقہ پڑا یہودیوں نے کہا وہ لڑنا کیا جانیں؟ اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ مرد ہم لوگ ہیں۔ اللہ پاک نے اسی وقت یہ آیت نازل فرمائی

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰی کَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ۚ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ○ [1]

(سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ رکوع - ۲)

ترجمہ:۔ آپ ان لوگوں سے فرما دیں جنھوں نے کفر کیا عنقریب تم کو شکست دی جائیگی اور تم لوگوں کا حشر جہنم کی طرف ہوگا اور جہنم برا ٹھکانا ہے تم لوگوں کے لئے بہت بڑی عبرت تھی ان دو جماعتوں میں جو لڑیں، ایک جماعت اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافر تھی یہ کافر اپنے کو مسلمانوں کی جماعت سے کئی گنا کھلی آنکھوں دیکھ رہے تھے اور اللہ اپنی نصرت کے ساتھ جس کسی کی چاہتا ہے امداد کرتا ہے اس جنگ میں بصیرت والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔

ابن اسحٰقؒ سے اس روایت کے معنی ذکر کئے گئے اور اس روایت میں اس طرح ہے یہود نے کہا کہ آپ اپنے بارے میں ہرگز دھوکہ میں مبتلا نہ ہوں وہ ناتجربہ کار قریش تھے وہ لڑنا کیا جانیں؟ جب آپ ہم سے لڑیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مرد ہم ہی ہیں اور آپ کو ہم جیسوں سے کبھی سابقہ نہ پڑا ہوگا

---

[1] اخرجہ ابن اسحاق باسناد حسن کذا فی فتح الباری ج ۷ صفحہ ۲۳۳ و اخرجہ ابو داؤد ج ۲ صفحہ ۵۴ من طریق ابن اسحاق بمعناہ وفی حدیثہ

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں کہ جب بدر میں کفار شکست کھا گئے تو مسلمانوں نے اپنے یہودی دوستوں سے کہا کہ تم لوگ اس سے پہلے مسلمان ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی بدر جیسا معاملہ کرے، مالک بن صیف یہودی نے کہا کہ تم لوگوں کو اس بات نے دھوکہ میں ڈال دیا کہ تم نے قریش کی جماعت کو شکست دی جنھیں لڑائی نہیں آتی ہے یاد رکھو اگر ہم نے تمہارے خلاف جنگ کا ارادہ کر لیا تو تمہارے لئے ہم سے لڑنے کے ہاتھ نہ رہ جائیں گے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے یہودی دوست طاقت ور اور بہت ہتھیار والے ہیں اور رعب اور دبدبہ بھی رکھتے ہیں (تاہم) میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف آتے ہوئے ان سے دوستانہ تعلقات کو ختم کرتا ہوں اب میری دوستی اللہ اور اس کے رسول سے ہے عبداللہ بن اُبَی منافق نے کہا کہ میں تو یہود سے دوستانہ تعلقات ختم نہ کرونگا، میں ایسا آدمی ہوں کہ مجھے ان سے تعلقات رکھنے پڑیں گے، حضورؐ نے فرمایا اے ابو الحباب! تم نے عبادہ بن صامتؓ کے خلاف یہود سے دوستانہ کو ترجیح دی ان سے دوستانہ تمہیں مبارک رہے، عبادہ کو ان سے دوستانہ کی ضرورت نہیں اس نے کہا تو میں ان کی طرف جاتا ہوں اس پر اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ سے وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تک (سورۂ مائدہ ع ۸ و ۱۰)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کریگا بیشک وہ انھیں میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں اسی لئے تم ایسے لوگوں کو کہ جن کے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھستے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑ جاوے، سو قریب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل فتح کا ظہور فرمادے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے، پھر اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہونگے اور مسلمان لوگ کہیں گے "ارے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ان لوگوں کی ساری کاروائیاں غارت گئیں جس سے ناکام رہے، اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے ان کو محبت ہوگی، مہربان

لہ عند ابن جریر کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفہ ۶۹

ہونگے وہ مسلمانوں پر تیز ہونگے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں، تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے، اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے بھیجی جاچکی ہے، باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں، آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ بُرا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سُور بنادیا ہو، اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو، ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت بُرے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دُور ہیں، اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں جس کو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں، واقعی ان کے یہ کام بُرے ہیں ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بُری ہے اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہوگیا ہے، ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دُور کردیئے گئے بلکہ اُن کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں، اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہوجاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈالدیا جب کبھی لڑائی کی

آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرد کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے اور اگر یہ اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو چین کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں سے ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں ـــــ اے رسول! جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہونچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہونچایا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔[1]

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا تو عبداللہ بن اُبَی منافق نے یہودیوں کا ساتھ دیا اور ان کی ہی خیر خواہی میں لگا رہا حضرت عبادہ بن صامتؓ حضورؐ کی طرف چلے گئے حضرت عبادہؓ بنی عوف میں سے تھے جو عبداللہ بن اُبَی منافق کی طرح یہودیوں کے حلیف تھے، انھوں نے حضورؐ کو پسند کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے دوستانہ کیا اور یہودیوں سے قطع تعلقات کئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور مومنین سے دوستی کرنا چاہتا ہوں اور ہر اس شخص سے میں بیزاری چاہتا ہوں جو کافروں کا حلیف بنے یا ان سے دوستانہ چاہے ان دونوں حضرات کے بارے میں سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَاءَ م بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ ، سے لیکر وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (سورۂ مائدہ ع ۸) تک آیات کا ترجمہ و پر گذر چکا ہے)[2]

یہود بنی نضیر کی جلاوطنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ کفارِ قریش نے غزوہ

---

[1] عند بن اسحاق عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ [2] اخرج ابن مردویہ باسناد صحیح الی معمر عن الزہری اخبرنی عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک

بدر سے پہلے عبداللہ بن اُبَی منافق اور دیگر بُت پرستوں کی طرف ایک خط لکھا اور ان لوگوں کو اس بات پر دھمکی دی کہ تم نے حضورؐ کو اور ان کے اصحابؓ کو کیوں پناہ دی ہے؟ اور ان لوگوں کو قریش نے خط میں یہ بھی لکھا کہ ہم تم لوگوں سے تمام عرب کو لیکر لڑیں گے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہیں اس طرح کسی نے دھوکا نہیں دیا جس طرح قریش نے تمہیں دھوکہ میں ڈالا ہے قریش کا یہ ارادہ ہے کہ تم لوگ آپس میں جنگ کر بیٹھو، لوگوں نے جب آپؐ سے یہ بات سنی تو ان پر حق واضح ہو گیا کہ آپؐ صحیح فرماتے ہیں اور وہ لوگ اپنے ارادہ سے باز رہے جب غزوۂ بدر ہو چکا تو کفارِ قریش نے یہود کی طرف ایک اور خط لکھا کہ تم لوگوں کے پاس اسلحہ ہیں اور قلعہ ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کو بہت بھڑکایا۔ دھمکیاں دیں جسکی وجہ سے بنی نضیر نے مسلمانوں کے خلاف غداری کی ٹھانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تین صحابہؓ کے ہمراہ ہم لوگوں کے پاس تشریف لایئے اور ہمارے بھی تین عالم ہونگے، گفت و شنید کی جائیگی اگر یہ ہمارے علماء ایمان لے آئے تو ہم آپ کا اتباع کرلیں گے آپؐ اس بات پر تیار ہو گئے، تین یہودیوں نے خنجر چھپائے (جنھیں آپؐ سے بات کرنے کے لئے بظاہر منتخب کیا گیا تھا) بنی نضیر کی ایک عورت نے اپنے مسلمان انصاری بھائی کے پاس بنی نضیر کی اس سازش کو کہلا بھیجا اس کے بھائی نے حضورؐ کو اس سے پہلے پہلے کہ آپؐ ان تک پہونچیں اطلاع دیدی آپؐ واپس آئے اور صبح ہی صبح لشکر لیکر ان کا اسی دن محاصرہ کر لیا پھر شام کے وقت بنی قریظہ کا محاصرہ کیا ان سے تو معاہدہ پر بات ختم ہوئی، پھر آپؐ ان سے بنی نضیر کی طرف واپس آئے اور ان سے جنگ کرنی پڑی بالآخر بنی نضیر نے جلاوطنی پر صلح کرلی اور یہ بھی شرط کی کہ سوائے ہتھیار کے جو کچھ وہ اپنے اونٹ پر لاد سکتے ہیں لے جائیں چنانچہ بنی نضیر نے اپنے گھروں کے دروازے تک لادے یہ اپنے ہاتھوں اپنے گھر خراب کر رہے تھے گھر کو ڈھاتے اور جو کچھ لکڑیاں اپنے لئے مناسب سمجھتے اونٹ پر لادتے یہ ان لوگوں کی جلاوطنی —— ملک شام کی طرف پہلی جلاوطنی ہے لہ (جسکا تذکرہ قرآن میں اس آیۃ میں ہے. هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔

لہ وکذا اخرجہ عبد بن حمید فی تفسیرہ عن عبد رزاق وفی ذلک رد علی ابن تیتن فی زعمہ انہ لیس فی ہذہ القصۃ حدیث باسناد کذا فی فتح باری ج ۷ صفحہ ۲۳۳ واخرجہ ایضا ابو داؤد من طریق عبد الرزاق عن معمر بطولہ بزیادۃ و عبد الرزاق و ابن منذر والبیہقی فی الدلائل کما فی بذل المجہود ج ۴ صفحہ ۱۴۲ عن الدر المنثور

سورۂ حشر شروع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ان کے محاصرہ کو یہاں تک قائم رکھا کہ وہ انتہائی تنگ آگئے اور آپؐ کی ہر شرط منظور کرنے پر تیار ہو گئے آپؐ نے ان سے اس بات پر صلح کی کہ اچھا تم قتل نہیں کئے جاؤ گے لیکن گھر بار چھوڑنا ہوگا اور یہاں سے بلقاد اور عمان کے قریب ملک شام میں تم لوگوں کو مقام اذرعات میں بسنا ہوگا ان میں سے ہر تین آدمی کو ایک اونٹ اور ایک پانی کی مشک دی حضرت محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے بنی نضیر کی طرف بھیجا اور اس بات کا حکم دیا کہ ان لوگوں کو جلاوطنی کے لئے تین دن کی مہلت دیدوں ابن سعد کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضورؐ نے یہود بنی نضیر کے پاس محمد بن مسلمہؓ کو بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ، جب تم نے ہمارے ساتھ غداری کا ارادہ کیا تو ہم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہیں رہ سکتے اور تمہارے لئے دس دن کی مہلت ہے

یہودِ بنی قریظہ کی جلاوطنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خندق کی لڑائی کے دن میں گھر سے نکل کر لوگوں کے پیچھے انھیں دیکھتی پھر رہی تھی میں نے اپنے پیچھے زمین پر پیروں کی چاپ سنی میں نے دیکھا کہ سعدؓ بن معاذ اور ان کے چچیرے بھائی حارثؓ بن اوس ہیں اپنی ڈھال اٹھائے ہوئے چلے آرہے ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں بیٹھ گئی سعدؓ بن معاذ گذرے ان پر لوہے کی ایک زرہ تھی ان کے قد کی لمبائی کی وجہ سے ان کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا میں نے ان کے کھلے ہوئے حصہ پر دشمن کے وار کا خطرہ کیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعدؓ بڑے قد آور بھاری بھر کم انسان تھے اور وہ یہ پڑھتے ہوئے جا رہے تھے ؎

لبث قلیلاً یدرك الھیجا جمل ــــــ ما احسن الموت اذا حان الاجلُ

"ذرا ٹھہر جا میدان جنگ میں اونٹ کو پہونچ جانے دے، موت کسقدر خوشگوار معلوم ہوتی ہے جب اس کا وقت آجائے"

اس کے بعد میں اٹھی اور ایک باغ میں چلی گئی چند مسلمان وہاں بیٹھے ہوئے تھے انھیں میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے اور ان میں ایک آدمی اور تھا کہ اس کے اوپر اسکا سبغہ تھا یعنی خود، مجھے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کس لئے آئی ہو؟ خدا کی قسم تم انتہائی دلیر ہو تم کیسے

۱؎ و اخرج البیہقی ایضاً ۲؎ کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۳۳۳ ۳؎ کذا فی فتح الباری ج ۷ صفحہ ۲۳۳
۴؎ ۵؎ اخرج الامام احمد

پناہ پکڑو گی اگر مصیبت ٹوٹ پڑی یا کفر رچڑھ آئے؟ انہوں نے مجھے یہاں تک ملامت کرنی شروع کی کہ مجھے یہ تمنا پیدا ہوئی کہ زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتی۔ اتنے میں اُس آدمی نے جو خود پہنے ہوئے تھے خود اتاری تو معلوم ہوا کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں اور انہوں نے کہا اے عمر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے تو آج بہت کچھ کہہ ڈالا کہاں بچاؤ اور کہاں حفاظت؟ بغیر اللہ عزوجل کے؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جیسا حضرت سعدؓ کے بارے میں میرا خیال تھا وہی ہوا ایک قریشی جسے ابن عرقہ کہتے ہیں اسنے ایک تیر لیا اور یہ کہکر حضرت سعدؓ کے مارا لے یہ تیر اور میرا نام ابن عرقہ ہے جس کی وجہ سے حضرت سعدؓ کی رگِ اکحل کٹ گئی حضرت سعدؓ نے اسی وقت اللہ پاک سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ میری آنکھیں بنی قریظہ کے انجام بد کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو جائیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بنی قریظہ حضرت سعدؓ کے دوست اور حلیف تھے، چنانچہ ان کا زخم فوراً بند ہو گیا اور اللہ پاک نے مشرکین پر ایک آندھی نازل کی جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ (سورۂ احزاب ع ۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف سے لڑائی سے کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے" ابو سفیان اور اس کے ساتھی تہامہ یعنی مکہ اور عُیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد چلے گئے اور بنو قریظہ اپنے قلعہ میں آکر قلعہ بند ہو گئے۔ حضورؐ مدینہ واپس تشریف لائے اور چمڑے کے ایک خیمہ کا حکم دیا جو حضرت سعدؓ کے لئے مسجد میں لگایا گیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ آئے اور ان کے دانتوں پر لڑائی کا گرد و غبار جم رہا تھا فرمانے لگے کیا ہتھیار رکھدیئے گئے؟ خدا کی قسم ہم ملائکہ نے تو ابتک ہتھیار نہیں رکھے ہیں چلئے بنی قریظہ کی طرف چل کر ان سے لڑیئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے اپنا خود پہنا اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا کہ چلو اور چلدیئے) آپ بنی غنم کے پاس سے گذرے یہ مسجد نبویؐ کے آس پاس بستے تھے حضورؐ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے پاس سے کون گذرا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا۔ دحیہ کلبیؓ ہمارے پاس سے گذرے ہیں حضرت دحیہ کلبیؓ کی ڈاڑھی اور عمر اور چہرہ بالکل حضرت جبرئیلؑ جیسا تھا (اس وقت حضرت جبرئیل ان کی صورت میں تشریف لائے تھے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس رات دن بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا جب وہ محاصرہ سے تنگ آگئے اور ان کی

مصیبت بڑھ گئی ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق قلعہ سے اتر آؤ تو ان لوگوں نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے مشورہ کیا انھوں نے ان کی طرف اشارہ سے بتایا کہ ذبح کر دیئے جاؤ گے بنی قریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ کے مطابق اترنا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اچھا انہیں سعد بن معاذ کے فیصلہ کے مطابق آتار دو چنانچہ حضرت سعد بن معاذ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا جس پر کھجور کے چھلکوں کا پالان پڑا ہوا تھا اور ان کے گرد اگرد ان کی قوم تھی جو ان سے کہتی آرہی تھی اے ابوعمرو! یہ لوگ تمہارے حلیف تھے تمہارے دوست تھے اور مصیبت میں تمہارے کام آنے والے تھے اور تمہیں خود بھی پتہ ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعدؓ نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا اور ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا جب بنی قریظہ کی آبادی کے قریب آئے تو اپنی قوم کی طرف التفات کر کے کہا اب میرے لئے وہ وقت آگیا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کروں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب یہ قریب آئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے سردار کو (سنبھالنے کے لئے) کھڑے ہو جاؤ (اس لئے کہ یہ ابھی ابھی غزدہ خندق میں زخمی ہو کر آرہے تھے) اور انھیں سنبھال کر اتار لاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا سردار تو اللہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ ان کو اتار کر لاؤ انصارؓ آپ کو اتار کر لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ دو، حضرت سعدؓ نے کہا میں ان لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ جو ان میں سے لڑنے والے ہیں ان کو قتل کیا جائے اور ان کی اولاد کو گرفتار کیا جائے اور ان کا مال تقسیم کیا جائے، حضورؐ نے فرمایا تم نے ان لوگوں کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے، اس کے بعد حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ اے میرے اللہ! اگر تو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قریش کی لڑائی سے کچھ ابھی باقی رکھا ہے تو مجھے بھی اس لڑائی کے لئے باقی رکھ اور اگر تو آپؐ کے اور قریش کے درمیان لڑائی کا خاتمہ کر چکا ہے تو مجھے اپنی طرف بلا لے یہ کہتے ہی ان کے اس زخم سے جو مندمل ہو چکا تھا خون بہنے لگا اور اس قدر خون بہا کہ یہ کان کی بالی کے تار کی طرح پر پتلے دکھائی دینے لگے انھیں اسی خیمہ میں واپس لایا گیا جو ان کے لئے مسجد میں حضورؐ نے نصب کرایا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے پاس حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تشریف لائے قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے قبضہ قدرت میں ہے یہ دونوں حضرات رو رہے تھے، میں ان دونوں کے رونے کی آواز اپنے حجرہ سے علیحدہ علیحدہ سن رہی تھی، یہ حضرات اسی طرح پر تھے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا:

رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ - آپس میں ایک دوسرے پر انتہائی مہربان تھے، حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ اے میری ماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپؐ کی دونوں آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں لیکن جب آپؐ کو رنجِ شدید پہونچتا تو آپؐ اپنی ڈاڑھی مبارک پکڑ لیتے تھے۔ [1]

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات ہوگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بھی اصحابؓ روئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رنجِ شدید ہوتا تو آپؐ اپنی ریشِ مبارک پکڑ لیتے تھے، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مجھے اپنے باپ کے رونے میں اور حضرت عمرؓ کے رونے میں بڑی پہچان تھی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ حضرت سعد بن معاذؓ کی تجہیز و تکفین سے واپس آئے تو آپؐ کے آنسو آپؐ کی ریشِ مبارک پر ٹپک رہے تھے۔ [2]

انصارؓ کا دینی عزت پر فخر کرنا

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج کے دونوں قبیلے آپس میں فخر کی باتیں کرنے لگے اوس نے کہا کہ غسیلِ ملائکہ حضرت حنظلہ بن راہبؓ ہم ہی میں سے ہیں، ہم میں سے وہ بھی ہیں کہ اللہ کے عرش نے ان کے لئے حرکت کھائی تھی یعنی سعد بن معاذؓ ہم میں سے وہ بھی ہیں جنکی حفاظت شہد کی مکھی ورتتیوں نے کی تھی یعنی عاصم بن ثابت بن ابی افلحؓ ہم میں سے وہ بھی ہیں جن کے اکیلے کی شہادت دو آدمیوں کی گواہی کے برابر مانی گئی، یعنی خزیمہ بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین، خزرجی حضرات نے کہا ہم میں سے چار آدمیوں نے حضورؐ کے زمانہ میں قرآن مجید جمع کیا ان کے علاوہ کسی اور نے نہیں جمع کیا (وہ چار یہ ہیں) زید بن ثابت، اُبی بن کعب۔ معاذ بن جبل، ابو زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ [3]

---

[1] وهذا الحديث اسناده جيد وله شواهد من وجوه كثيرة كذا في البداية ج ۴ صفحہ ۱۲۳ واخرجه ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳ عن عائشة رضي الله عنها مثله وقال الهيثمي ج ۶ صفحہ ۱۳۸ رواه احمد وفيه محمد بن عمرو بن علقمة وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات. انتهى وقال الحافظ في الاصابة ج ۲ صفحہ ۳۷ حديث صحيح اخرجه ابن حبان. انتهى واخرجه ايضا ابو نعيم بطوله كما في الكنز ج ۷ صفحہ وقد زاد بعد هذا الحديث عدة احاديث من طريق محمد بن عمرو هذا في فضائل سعد بن معاذ رضي الله عنه [2] وعند ابن جرير في تهذيبه كما في الكنز ج ۷ صفحہ [illegible] وعند الطبراني [illegible] قال الهيثمي ج ۹ صفحہ ۳۰۹ وفيه ابو حريز ضعيف [3] اخرجه ابو يعلى والبزار والطبراني ورجالهم رجال الصحيح كما قال الهيثمي ج ۱۰ صفحہ ۴۲ واخرجه ايضا ابو عوانة وابن عساكر وقال هذا حديث حسن صحيح كما في المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۳۹

انصارؓ کا دنیوی مال ومتاع اور لذات سے صبر کرنا

اور خدا اور رسولؐ کی رضا جوئی میں منہمک رہنا

عبداللہ بن[1] رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک وفد رمضان کے مہینہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ کی خدمت میں گیا جس میں میں اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے ہم میں سے کوئی ایک ساتھی دوسرے ساتھیوں کی دعوت کرتا ہوا چلتا حضرت ابو ہریرہؓ بکثرت دعوت کرتے۔ ہاشم کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہم لوگوں کو دعوت کے لئے اپنی منزل گاہ پر کثرت سے لے جاتے عبداللہ بن رباحؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں بھی کھانا پکا کر دعوت کے لئے لوگوں کو اپنی منزل پر کیوں نہ لے جاؤں؟ چنانچہ میں نے کھانے کے لئے حکم دیا کھانا پکایا گیا، میری حضرت ابو ہریرہؓ سے عشا کے وقت ملاقات ہوئی میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا آج رات دعوت میرے یہاں رہیگی حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تم تو مجھ پر سبقت لے گئے ہاشم راوی نے یہ جواب نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ بہت اچھا میں نے رفقا کی دعوت کی، سب میرے پاس تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اے انصاری بھائیو! کیا میں تم سے تمہیں لوگوں کا ایک قصہ نہ بیان کردوں؟ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے فتح مکہ کا تذکرہ فرمایا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے حضرت زبیرؓ کو میمنہ اور میسرہ میں سے ایک جانب پر لگایا اور خالد بن ولیدؓ کو دوسری جانب اور باقی مسلمانوں پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو، یہ سب حضرات بطن وادی سے ہو کر گذرے اور حضورؐ اپنے دستہ کے ساتھ تھے قریش مکہ نے مکہ کے چند اوباشوں کو ورغلایا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے یہ تدبیر کی کہ ہم ان اوباشوں کو آگے بڑھاتے ہیں اگر ان کی کچھ جیت سی ہوئی تو ہم ان کا ساتھ دیں گے اور اگر انھیں مصیبت پہونچی تو ہم ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) جو مطالبہ ہوگا اسے پورا کردیں گے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے نظر اٹھائی اور مجھے دیکھا فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا میرے لئے انصارؓ کو بلالاؤ اور سوائے انصاری کے میرے پاس کوئی نہ آئے میں نے انصار میں منادی کی انصارؓ آئے اور حضورؐ کے گرداگرد جمع ہوگئے حضورؐ نے فرمایا کیا تم قریش کے ان اوباشوں

---

[1] اخرج الامام احمد

اور متبعین کو دیکھ رہے ہو؟ پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا کہ ان سب کو کاٹ ڈالو پھر مجھ سے صفا پہاڑی کے پاس ملو، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ سنکر ہم لوگ چلے ہماری جماعت میں سے جو کوئی بھی ان اوباشوں کو جتنا قتل کر سکا اتنا قتل کیا ان میں سے ایک میں بھی ہمارے سامنے آنیکی تاب نہ رہی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر ابو سفیان نے کہا یا رسول اللہ! آج تو قریش کے سبزہ زار کو حلال کر دیا گیا، آج کے بعد قریش نہ رہ جائیں گے، حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا اسے پناہ ہے یہ سنکر لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لئے حضورؐ حجر اسود کی طرف متوجہ ہوئے اس کو بوسہ دیا اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا آپ کے ہاتھ میں کمان تھی جس کا ایک کنارا حضورؐ نے پکڑ رکھا تھا، آپ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کے کنارے ایک بت پر گذر ہوا جسکی قریش عبادت کیا کرتے تھے، آپ کمان کی نوک سے اس کی آنکھ میں کچوکے دے رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ ترجمہ: حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے کی چیز ہے" اس کے بعد آپ صفا پہاڑی پر چڑھے جہاں سے کہ بیت اللہ نظر آتا تھا اپنے دونوں دست مبارک اٹھا کر کچھ دیر تک اللہ کی حمد کی اور اللہ سے دعا کی آپ سے نیچے کی جانب کچھ انصار تھے بعض نے بعض سے مخاطب ہو کر کہا اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے قریہ کی رغبت اور اپنے قبیلہ کی محبت نے پکڑ لیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اتنے میں آپ پر وحی اتری اور آپ پر وحی کا اترنا ہم لوگوں پر پوشیدہ نہ رہ جاتا تھا، ہم لوگوں کی یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ جب تک وحی ختم نہ ہوئے آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے (یہ نزول وحی کا اثر تھا) ہاشم راوی کہتے ہیں کہ جب وحی کا اترنا ختم ہو گیا آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے جماعت انصار! کیا تم نے ایسا کہا ہے؟ کہ اس آدمی کو اس کے قریہ کی طرف رغبت اور اس کے خاندان کی محبت نے اپنی طرف کھینچ لیا؟ انصار نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے کہا ہے، آپ نے فرمایا میں بھی اب چھپانا نہیں چاہتا سن لو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف اور تم لوگوں کی طرف ہجرت کی میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ ہے اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ یہ سنکر تمام انصار آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ خدا کی قسم جو بات ہم نے کہی تھی کسی اور ارادہ سے نہ تھی نہیں اس بات کے کہنے پر

اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دلی محبت نے آمادہ کیا تھا حضورؐ نے فرمایا بیشک اللہ اور اس کا رسول تم لوگوں کی تصدیق کرتا ہے اور تم لوگوں کو (اپنی محبت میں) معذور سمجھتا ہے،[1]

حضرت انسؓ[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حنین میں ہوازن اور غطفان اور ان کے علاوہ سب اپنے جانور اور اپنی اولاد لیکر آئے تھے اور حضورؐ کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا اور وہ لوگ بھی تھے جو فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے جنھیں طُلقاء کہتے ہیں مسلمانوں کا تمام لشکر آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا صرف ایک صحابیؓ آپؐ کے ہمراہ تھے اس دن دو آوازیں لگیں جو الگ الگ تھیں اپنی دائیں طرف آپؐ نے التفات کیا اور فرمایا اے انصار کے گروہ! انصار فوراً لوٹ پڑے اور کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ خوش رہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر آپؐ نے بائیں جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے انصار کے گروہ! انصار نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ خوش رہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں، حضورؐ سفید خچر پر سوار تھے آپؐ نے نیچے اتر کر فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں، اتنے میں مشرکین کی شکست ہوئی اور بہت سامالِ غنیمت ہاتھ لگا، آپؐ نے اس مال کو مہاجرین اور مکہ کے نومسلموں میں تقسیم فرمایا اور حضرات انصارؓ کو اس میں سے کچھ نہ دیا بعض انصار نے کہا جب سختی آتی ہے تو ہم لوگ بلائے جاتے ہیں اور غنیمت کا مال دوسروں کو دیا جاتا ہے جب آپؐ کو اس کی خبر لگی تو انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے جماعتِ انصار! وہ کیا بات ہے جو مجھے پہونچی؟ انصار چپ لگا گئے، آپؐ نے فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال و متاع لیکر جائیں اور تم لوگ اللہ کے رسول کو لیکر جاؤ؟ اور اپنے گھروں میں جمع کر دو، انصار نے کہا بیشک ہمیں یہ بات منظور ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر لوگ وادیوں کا راستہ اختیار کریں اور انصار کسی گھاٹی کا تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف چلونگا، ہشام کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا تم وہاں موجود تھے؟ فرمایا کہ میں وہاں سے کہاں چلا گیا تھا؟[3]

حضرت ابو سعید[4] خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کو غزوۂ حنین میں مالِ غنیمت ملا

---

[1] وقد رواہ مسلم والنسائی من حدیث ابی ہریرۃ نحوہ۔ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۷ واخرجہ ابن ابی شیبۃ مختصرًا کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۵ [2] واخرج البخاری [3] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۵ واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ وابن عساکر بنحوہ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۰۷ [4] وعند ابن اسحاق من حدیث ابی سعید خدریؓ

تو آپؐ نے اسے قریش کے نومسلموں پر ان کی تالیفِ قلوب کے لئے تقسیم کیا اور تمام عرب پر بھی تقسیم کیا تھا اور حضرات انصار کو اس میں سے تھوڑا بہت کچھ نہیں ملا تھا۔ یہ بات حضرات انصار کو بڑی ناگوار گذری ان میں سے کسی کہنے والے نے یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم حضورؐ تو اپنی قوم سے مل گئے۔ یہ سنکر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ! یہ قبیلہ یعنی انصارؓ اپنے جی میں آپ سے بڑے ناراض ہیں آپؐ نے دریافت کیا کس بارے میں؟ سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے اس غنیمت کو اپنی قوم اور تمام عرب میں تقسیم فرمایا، اور اس غنیمت میں سے ان کو کچھ بھی نہ ملا آپؐ نے پوچھا، کہ تمہارا اس بارے میں اے سعد! کیا خیال ہے؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا میں بھی اپنی قوم کا ایک آدمی ہوں (یعنی جو ان کا خیال ہے سو میرا) حضورؐ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم کو میرے پاس اس احاطہ میں جمع کرو جب وہ سب آجائیں تو مجھے اطلاع کر دینا حضرت سعدؓ گئے اور ان میں منادی کی، اور ان سب کو اس احاطہ میں جمع کیا مہاجرین میں سے بھی ایک آدمی حاضر ہوا اس کو بھی آپؐ نے اجازت دیدی یہ سب اس کے اندر تشریف لے گئے دوسرے لوگوں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی ان کو اجازت نہ دی گئی جب انصارؓ کے سارے آدمی جمع ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے آپؐ کو اطلاع دی کہ یا رسول اللہ! یہ تمام انصار کا قبیلہ آپ کا فرمان سننے کے لئے جمع ہو گیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ان سب کو جمع کرو۔ حضورؐ نے ان میں تشریف لا کر کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا، اللہ کی تعریف کی اور اس کی ثنا پڑھی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے جماعتِ انصار! کیا یہ بات نہیں کہ جب میں تمہارے پاس آیا تھا تو تم لوگ گمراہ تھے تم کو اللہ نے ہدایت دی تم لوگ محتاج تھے اللہ نے تم کو دولت عطا فرمائی تم لوگ آپس میں دشمن تھے اللہ پاک نے تمہارے دلوں میں الفت نازل کی، انصار نے فرمایا بیشک یہی بات ہے یا رسول اللہ! پھر حضورؐ نے فرمایا اے جماعتِ انصار تم کیوں جواب نہیں دیتے ہو؟ انصارؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کو کیا جواب دیں اور آپ سے کیا کہیں؟ اللہ اور اللہ کے رسول کا احسان ہے۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تم سچ کہو گے اور سچ کہو گے کہ آپ ہمارے پاس نکالے ہوئے آئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ محتاج آئے تھے ہم نے آپ کی غم خواری کی آپ خوفزدہ ہو کر آئے تھے ہم نے آپ کو امن دیا، آپ بے یار و مددگار ہو کر آئے تھے ہم لوگوں نے آپ کی امداد کی اس پر بھی انصار نے یہی کہا اللہ اور اس کے رسول کا احسان

ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! تم اپنے دل میں ناراض ہو گئے ہو، اور وہ بھی دنیا کے خس وخاشاک کے بارے میں کہ جس کے ذریعہ میں نے نومسلم قوموں کی تالیفِ قلب کی ہے اور میں نے تمہیں اس چیز کا وکیل بنا رکھا ہے جس کو اللہ پاک نے تمہارے لئے تقسیم کیا ہے یعنی اسلام۔" اے جماعتِ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اپنی منزلوں میں اونٹ اور بکری لے کر جائیں اور تم اپنے مکانوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جاؤ پس قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر وہ لوگ کسی اور گھاٹی کی طرف اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف چلونگا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک فرد ہوتا اے میرے اللہ! انصار پر ان کی اولاد پر اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحمت نازل فرما! یہ سنکر تمام قوم یہاں تک روئی کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں، اور سب نے کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور رسول اللہ کے اپنے حصہ میں آنے پر راضی ہیں، پھر آپؐ بھی تشریف لے گئے اور حضراتِ انصار بھی۔ [1]

حضرت سائبؓ بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مالِ غنیمت ہوازن کے مال میں سے غزوۂ حنین میں اللہ نے حضورؐ کو عنایت فرمایا تھا اسے حضورؐ نے بطور احسان قریش وغیرہ میں تقسیم فرمایا انصار کو اس بات پر غصہ آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپؐ ان کی منزل گاہوں میں ان کے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا جتنے انصار یہاں ہیں میری قیام گاہ پر چلیں جب وہاں یہ سب حضرات جمع ہو گئے تو حضورؐ تشریف لائے آپؐ نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کر کے فرمایا اے جماعتِ انصار! اس مالِ غنیمت کے بارے میں کہ جس کو میں نے تم پر دوسروں کو ترجیح دی اور انھیں اسلام سے مانوس کرنے کے لئے تقسیم کر دیا کہ شاید یہ نومسلم آج کے بعد اسلام میں پختہ اور کفار سے جنگ پر آمادہ ہو جائیں مجھ کو تمہاری یہ بات پہونچی کہ تمہیں

---

[1] وہکذا رواہ الامام احمد من حدیث ابن اسحاق ولم یروہ احد من اصحاب الکتب من ہذا الوجہ وہو صحیح کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۸ وقال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۰ رجال احمد رجال الصحیح غیر محمد بن اسحاق وقد صرح بالسماع انتہی واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ من حدیث ابی سعید بہذا الاسناد کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۵ واخرج البخاری شیئا من ہذا السیاق من حدیث عبد اللہ بن زید بن عاصم کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۶ وابن ابی شیبۃ ایضا کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۶ [2] اخرجہ الطبرانی۔

یہ بُرا لگا؟ پھر آپؐ نے فرمایا اے جماعت انصار! کیا اللہ پاک نے تم لوگوں پر ایمان دے کر احسان نہیں فرمایا؟ اور تم کو بزرگی اور کرامت سے نہیں نوازا؟ اور تمہارا نام بہترین نام انصار اللہ اور انصار رسول اللہ رکھا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا اور اگر تمام لوگ ایک جنگل کی طرف چلیں اور انصار دوسرے جنگل کی طرف چلیں تو میں تمہارے جنگل کی طرف چلوں گا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ بکری، بھیڑ اور اونٹ لیکر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جاؤ، جب انصار نے حضورؐ کا یہ قول سنا تو کہا کہ ہم لوگ راضی ہیں، آپؐ نے فرمایا مجھے اس بات کا جواب دو جو میں نے تم سے کہی؟ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہم لوگوں کو تاریکی میں پایا تھا اللہ نے آپ کے ذریعہ ہم لوگوں کو نور کی طرف نکالا آپ نے ہم لوگوں کو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر پایا تھا اللہ نے ہم لوگوں کو آپ کے ذریعہ بچایا۔ آپ نے ہم لوگوں کو گمراہ پایا تھا آپ کے ذریعہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو ہدایت دی ہم لوگ اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، آپ کے لئے یا رسول اللہ میدان وسیع ہے آپ جو چاہیں کریں، حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر اس کے علاوہ تم کچھ اور بھی کہتے تو میں کہتا کہ تم سچ کہتے ہو، اگر تم لوگ یہ کہتے کہ آپ ہمارے پاس نکالے ہوئے آئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی آپ کی دنیا نے تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی نصرت کی، ہم نے آپ کی وہ باتیں قبول کیں کہ دنیا نے آپ پر انکار کیا تھا، اگر تم یہ سب بھی کہتے تو تم سچے تھے، حضرات انصار نے کہا اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے، اللہ اور اس کے رسول کا ہم لوگوں پر اور ہمارے غیر پر بڑا فضل اور احسان ہے پھر انصار رونے لگے اور بہت روئے اور حضورؐ بھی ان کے ہمراہ روئے [۱]

حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ ہوازن کے اس مال سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو غنیمت میں دیئے تھے دینا شروع کیا تو انصار کے کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۳۲ وفیہ رشدین بن سعد وحدیثہ فی الرقاق ونحوہا حسن وبقیۃ رجالہ ثقات ـ انتہی

[۲] اخرج البخاری

قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے حالانکہ ہماری تلواریں قریش کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سے ان کا یہ مقولہ بیان کیا گیا آپؐ نے آدمی بھیجکر تمام انصاریوں کو ایک چمڑے کے خیمہ میں جمع کیا اور ان کے ساتھ کسی اور کو نہ آنے دیا جب یہ سب حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دریافت فرمایا وہ کیا بات ہے جو تم لوگوں کی جانب سے مجھے پہونچی؟ سمجھدار انصاریوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے بڑے لوگوں نے کچھ نہیں کہا لیکن ان میں سے ہی کچھ نوعمر لوگ ہیں جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے، آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں حضورؐ نے فرمایا بیشک! میں نے ان لوگوں کو دیا کہ جن کا قریبی زمانہ کفر میں گذرا ہے تاکہ ان میں (اسلام کی) الفت پیدا کردوں کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ مال لیکر جائیں اور تم لوگ اپنے کجاووں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جاؤ پس خدا کی قسم جس چیز کو تم لیکر واپس جاؤ گے وہ اس چیز کی بہ نسبت بہتر ہے جس کو وہ لیکر جائیں گے انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں، حضورؐ نے فرمایا عنقریب تم اپنے اوپر سخت ترجیحات کو دیکھو گے پس تم صبر کرنا جب تک کہ تم اللہ سے اور اس کے رسول سے ملو، میں حوض کوثر پر ملونگا، حضرت انسؓ کہتے ہیں انصارؓ نے صبر نہ کیا، امام احمد، حضرت انسؓ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگ جسم سے چمٹے ہوئے لباس ہو اور دوسرے لوگ اوپر کے نمائشی لباس ہیں، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ بھیڑ، بکری اونٹ لیکر جائیں، اور تم اپنے گھر اللہ کے رسول کو لیکر جاؤ؟ انصار نے عرض کیا بیشک ہم اس بات پر راضی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ انصار میرے پیٹ کے اندر کا عضو اور میرے سامان رکھنے کی گٹھری ہیں اگر لوگ وادی کی طرف چلیں اور انصار گھاٹی کی طرف تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف چلونگا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک فرد ہوتا[1]

انصارؓ کے اوصاف

حضرت انسؓ[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۵۶ [2] خرج العسکری فی الامثال

سے مال آیا مہاجرین وانصار نے سنا تو علی الصباح آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس قصہ میں عسکری نے ایک طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپؐ نے انصار سے فرمایا کہ جہاں تک مجھے علم ہے بلاشبہ تم لوگوں کی تعداد گھبراہٹ کے موقعوں میں زیادہ ہوتی ہے اور لالچ کے مواقع میں تمہاری تعداد کم دکھائی دیتی ہے[۱]، حضرت[۲] انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا سلام اپنی قوم سے کہنا کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے بیشک میں نے انصار کو پاک دامن اور صبر کرنے والا پایا ہے[۳] حضرت[۴] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہؓ حضورؐ کی عیادت کے لئے اس مرض میں جس میں آپؐ نے انتقال فرمایا تشریف لے گئے آپؐ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ اپنی قوم سے میرا سلام کہنا بیشک وہ لوگ پاک دامن اور صابر ہیں[۵] عبداللہ[۶] بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ حضرت سعد بن معاذؓ کے پاس تشریف لائے اور یہ دم توڑ رہے تھے حضورؐ نے فرمایا اے قوم کے سردار! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم نے جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے وفا کر کے دکھا دیا اور اللہ نے جس چیز (جنت) کا تم سے وعدہ کیا ہے اسے ضرور پورا کر کے رہیگا۔ حضرت[۷] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو عورت انصار کے دو گھروں کے درمیان یا اپنے ماں باپ کے گھر ٹھہری اسے کوئی نقصان نہیں[۸]

انصارؓ کا اعزاز و اکرام اور انکی خدمت

حضرت[۹] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُسیدؓ بن حضیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضورؐ نے غلہ تقسیم کیا تھا حضرت اُسیدؓ نے عرض کیا کہ بنی ظفر کا فلاں انصاری گھر حاجتمند ہے اور اس گھر کی تمام رہنے والی عورتیں ہی ہیں حضورؐ نے فرمایا اے اُسید! پہلے سے تم میرے پاس نہیں آئے اب تو جو کچھ میرے پاس تھا میں تقسیم کر چکا، اب جب تم سنو کہ میرے پاس کہیں سے کچھ سامان آیا ہے ان گھر والیوں کو مجھے یاد دلا دینا اس

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۳۶ [۲] اخرجہ البزار [۳] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۴۰ وفیہ محمد بن ثابت البنانی وہو ضعیف وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی وقد روی ذلک من وجہ آخر عن انس [۴] واخرجہ ابو نعیم عن انس کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۵ [۵] واخرجہ الحاکم ج ۴ صفحہ ۷۹ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی فقال صحیح [۶] اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۹ [۷] اخرجہ الامام احمد والبزار [۸] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۴۰ رجالہا رجال الصحیح [۹] اخرجہ ابن عدی والبیہقی وابن عساکر

کے بعد آپؐ کے پاس خیبر سے کچھ جَو اور کھجوریں آئیں حضورؐ نے لوگوں میں بھی یہ سامان تقسیم کیا اور انصار میں بھی تقسیم کیا اور حضرات انصار کو زیادہ دیا۔ اور ان گھر والیوں کو بھی تقسیم کیا انھیں اور زیادہ دیا حضرت اُسیدؓ بن حضیر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا جزاک اللہ یا نبی اللہ اطیب الجزاء۔ اے اللہ کے نبی اللہ پاک آپ کو بہترین جزا دے یا یوں کہا کہ بھلی جزا دے، حضورؐ نے فرمایا اور تمہیں بھی اے انصار کے گروہ اللہ پاک بھلی جزا دے یا یوں فرمایا کہ اچھی جزا دے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ بڑے پاک دامن اور بڑے صبر کرنے والے ہو تم میرے بعد تقسیم (اموال) اور حکومت کے معاملہ میں ترجیح دیکھو گے (یعنی غیروں کو تم پر ترجیح دی جائیگی) پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملو[۱]

حضرت اُسیدؓ بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس میری قوم کے دو گھر والے آئے ایک ظفر کے گھرانہ سے اور ایک بنی معاویہ کے گھرانہ سے اور مجھ سے ان لوگوں نے کہا کہ حضورؐ سے تم کہو کہ ہمیں کچھ تقسیم کریں یا دیں (نیچے کے) راوی کہتے ہیں یا اسی جیسے کوئی اور لفظ کہے، چنانچہ میں نے آپؐ سے بات چیت کی آپؐ نے فرمایا بہت اچھا، میں دونوں گھرانوں کے لئے نصف نصف دیتا ہوں، اگر اللہ نے کہیں سے ہمارے پاس کچھ اور بھیجدیا تو اور دیدونگا میں نے عرض کیا جزاک اللہ خیراً یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک تم سب کو جزائے خیر دے، جہاں تک مجھے معلوم ہے تم لوگ پاکدامن اور صابر ہو، تم میرے بعد اپنے اوپر غیروں کی ترجیح دیکھو گے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کے درمیان مال تقسیم کیا تو میرے پاس بھی اس مال میں سے ایک جوڑا بھیجا میں نے اسے چھوٹا پایا، میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے برابر سے ایک قریشی جوان گذرا اس پر بھی انھیں جوڑوں میں سے ایک جوڑا تھا جو اتنا دراز تھا کہ گھسٹا جا رہا تھا مجھے حضورؐ کا وہ فرمان یاد آگیا کہ تم لوگوں پر میرے بعد غیروں کو ترجیح دی جائیگی میری زبان سے نکلا، اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا اس آدمی نے حضرت عمرؓ سے جا کر اس بات کی خبر دی حضرت عمرؓ تشریف لائے اور میں نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابو اُسید! نماز پوری کر لو جب میں نماز سے فارغ ہوا حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے وہ

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۳۵ واخرجہ الحاکم ایضاً فی المستدرک ج ۴ صفحہ ۷۹ وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح۔ اھ [۲] وعند الامام احمد

بات کیسے کہی تھی؟ میں نے انھیں اطلاع دی حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ جوڑا میں نے فلاں کے پاس بھیجا تھا جو غزوۂ بدر میں اور غزوۂ اُحد میں اور بیعتِ عقبہ میں شریک تھا اس جوان نے اس کے پاس جاکر اس سے یہ جوڑا خرید کر پہن لیا ہے، تو تم نے یہ گمان کیا کہ یہ بات میرے زمانہ میں ہو گئی (یعنی آپؐ کا وہ فرمان کہ انصار پر دوسروں کو ترجیح دی جائیگی) اُسیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین! میرا یہ گمان ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایسا نہ ہوگا۔[1]

حضرت[2] محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی طرف چلا ایک قریشی آدمی کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے ہے میں نے اس سے پوچھا تمہیں یہ کس نے پہنایا ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین (حضرت عمرؓ) نے میں آگے بڑھا ایک اور قریشی آدمی کو دیکھا کہ وہ بھی ایک جوڑے میں ملبوس ہے، میں نے اس سے پوچھا تمہیں یہ کس نے پہنایا؟ اس نے کہا امیر المومنین نے راوی کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہؓ نے مسجد میں داخل ہو کر بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور کہا سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے اسی طرح انھوں نے دوبارہ کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی آواز سنی ان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ انھوں نے کہا ذرا دو رکعت نماز پڑھ لینے دو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس دوبارہ قاصد بھیجا اور انھیں ابھی آنے کی قسم دی، محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ میں نے بھی قسم کھالی ہے کہ جب تک دو رکعت نہ پڑھ لونگا ان کے پاس نہ آؤنگا اور یہ کہکر یہ نماز میں مشغول ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور ان کے برابر میں بیٹھ گئے جب یہ اپنی نماز پوری کر چکے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم مجھ سے بتاؤ کہ تم نے حضورؐ کی مسجد میں تکبیر کے ساتھ آواز بلند کر کے یہ کیوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا اے امیر المومنین! میں گھر سے مسجد کے ارادہ سے چلا میرے سامنے سے فلاں بن فلاں قریشی گذرا اور وہ ایک جوڑے میں ملبوس تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے پہنایا؟ اس نے کہا امیر المومنین نے میں وہاں سے آگے چلا تو میرے سامنے سے فلاں بن فلاں قریشی گذرا اور وہ بھی ایک جوڑے میں ملبوس تھا اس سے میں نے پوچھا تمہیں یہ کس نے پہنایا ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین نے پھر

---

[1] قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۳۳ رواہ احمد و رجالہ ثقات الا ان ابن اسحق مدلس وہو ثقہ۔
[2] اخرجہ ابن عساکر

جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو میرے سامنے سے فلاں ابن فلاں انصاری کا گذر ہوا اس کے اوپر بھی ایک جوڑا تھا لیکن پہلے دونوں جوڑوں سے کم قیمت، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے پہنایا ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین نے اس کے بعد حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اے جماعت انصار! تم میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے" اور میں اے امیر المومنین! یہ بات نہیں پسند کرتا کہ آپ کے زمانہ میں ایسا ہو، راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا اللہ میری مغفرت کرے میں دوبارہ ایسا نہ کرونگا، چنانچہ اس قصّہ کے بعد کسی انصاری آدمی پر کسی قریشی کو فضیلت دیا جانا حضرت عمرؓ کی طرف سے نہ دیکھا گیا۔[1]

حضرت زید[2] بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ اپنے صاحبزادہ کو ساتھ لئے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا حضورؐ نے فرمایا یہاں بیٹھو یہاں بیٹھو اور ان کو اپنی دائیں جانب بٹھا لیا اور فرمایا، انصار کے لئے مرحبا ہو انصار کے لئے مرحبا ہو، حضرت سعد بن عبادہؓ نے اپنے صاحبزادہ کو حضورؐ کے سامنے کھڑا کیا حضورؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ صاحب زادہ بھی بیٹھ گیا، آپؐ نے فرمایا اور قریب آؤ، وہ آپؐ کے قریب بڑھا اور آپؐ کے دونوں ہاتھ اور پیر چومے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں انصار میں سے ہوں اور انصار کی اولاد میں سے ہوں یہ سنکر حضرت سعدؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح پر کہ آپؐ نے ہم لوگوں کا اکرام کیا، حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کہ میں تمہارا اکرام کروں تم لوگوں کو اکرام سے نوازا ہے، بیشک تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے تم صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو[3] حضرت انس[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جریرؓ کسی سفر میں میرے ساتھ تھے وہ میری خدمت کرتے ہوئے چلتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ میں نے انصارؓ کو دیکھا ہے کہ وہ حضورؐ کی خدمت کرتے رہتے تھے لہٰذا مجھے جب کوئی انصاری ملتا ہے تو میں بھی اس کی خدمت کرتا ہوں[5]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۳۲۹ [2] اخرج ابن عساکر [3] وفیہ عاصم بن عبد العزیز الاشجعی قال الخطیب لیس بالقوی کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۳۴ وکذا قال النسائی والدارقطنی وقال البخاری فیہ نظر قلت روی عنہ علی بن المدینی ووثقہ معن القزاز کذا فی المیزان ج ۲ صفحہ ۳ [4] واخرج البغوی والبیہقی وابن عساکر [5] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۳۶

حضرت ابوایوبؓ[1] انصاری رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اپنے اوپر قرضہ کی ان کے سامنے شکایت کی جب حضرت ابوایوب انصاریؓ نے ان کی جانب سے کوئی معاونت نہ دیکھی اور ان سے خلاف امید باتیں دیکھیں تو فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر ترجیح دیکھو گے حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ پھر تم لوگوں کو کس چیز کا حضورؐ نے حکم دیا حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ صبر کرنا حضرت معاویہؓ نے فرمایا تو پھر جاؤ صبر کرو، حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ خدا کی قسم اب میں تم سے کبھی کسی چیز کا سوال نہ کرونگا، اس کے بعد یہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس بصرہ چلے گئے، حضرت ابن عباسؓ نے ان کے لئے اپنا مکان خالی کر دیا، اور فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کرونگا جیسا کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے، چنانچہ انھوں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا گھر والوں نے گھر خالی کر دیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کچھ اس گھر میں ہے سب آپ لے لیجئے، اور ان کو چالیس ہزار نقد اور بیس[2] غلام بھی دیئے[2]

طبرانی کی[3] روایت میں اس حدیث کے آخر کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بصرہ چلے آئے حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے حضرت ابن عباسؓ نے ابوایوب انصاریؓ سے فرمایا کہ میں اپنا مکان تمہارے لئے خالی کردونگا، جس طرح پر کہ تم نے حضورؐ کے لئے اپنا مکان خالی کر دیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا اور انھوں نے مکان خالی کر دیا اور مکان کے اندر جتنا سامان تھا وہ سب حضرت ابوایوبؓ کو دیدیا جب وہاں سے حضرت ابوایوبؓ چلنے لگے تو حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا تمہیں کتنی ضرورت ہے؟ حضرت ابوایوب نے فرمایا کہ میرا وظیفہ اور آٹھ غلام درکار ہیں جو میری زمین میں کام کر سکیں، انکا وظیفہ چار ہزار تھا اس کو پانچ گنا کر دیا چنانچہ انھیں بیس ہزار نقدی دی اور چالیس غلام دیئے[4]

---

[1] اخرجہ الرویانی وابن عساکر عن حبیب بن ابی ثابت [2] کذا فی کنز العمال ج ۷، صفحہ ۹۵ واخرجہ ایضاً الحاکم من طریق مقسم فذکرہ بمعناہ وقال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح [3] واخرجہ الطبرانی ایضاً کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۲۳ [4] قال الہیثمی ذکرا حدیث ای الطبرانی باسنادین ورجال احدہما رجال الصحیح الا ان حبیب ابن ابی ثابت لم یسمع من ابی ایوب رضی اللہ عنہ قلت واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۶۱ ایضاً من طریق حبیب بن ابی ثابت ہذا فزاد بعدہ عن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فذکر الحدیث بسیاق الطبرانی بطولہ ثم قال قد تقدم ہذا الحدیث باسناد متصل صحیح وعندہ ہذہ زیادات فیہ بہذا الاسناد۔ انتہی۔

حضرت حسّانؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم انصار کی جماعت حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے والی کے پاس ایک شدید ضرورت سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور چند صحابہؓ کی معیت میں گئے حضرت ابن عباسؓ نے بھی بات چیت کی اور دیگر اصحابِ رسولؓ اللہ نے بھی، اور حضراتِ انصار کے کارناموں کا تذکرہ کیا اور ان کے مناقب بیان کئے والی نے کچھ ٹال مٹول کی، معاملہ بہت اہم تھا یہ حضرات اس سے بار بار کہتے مگر وہ کوئی توجہ نہ کرتا حضراتِ صحابہؓ اسے معذور سمجھ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے سوائے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے، انھوں نے والی سے کہا کہ خدا کی قسم ان انصار کے پاس رہنے کو مکان نہیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضورؐ کی امداد کی اور آپؐ کو پناہ دی اور بہت کچھ صحابہ کرام کے فضائل ذکر کئے اور فرمایا کہ یہ حسّانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ہیں، ہمیشہ آپؐ کی طرف سے کفار کو منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ والی کے سامنے کلام مدلل پیش کرتے رہے والی کی ہر دلیل کو توڑا جب والی نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو ہماری حاجت کو پورا کر دیا، ہم لوگ نکلے اور اللہ نے ہماری حاجت ان کے کلام سے پوری کرائی میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ہاتھ پکڑا اور انکی تعریف کرتا ہوا اور انھیں دعائیں دیتا ہوا چلا، مسجد کے قریب ان حضرات کے پاس سے گذر ہوا جو والی کی تنگ نظری سے اس کے پاس سے چلے آئے تھے میں نے بلند آواز سے اس طرح پر کہا کہ یہ حضرات بھی سن لیں کہ ابن عباسؓ ہم لوگوں کے لئے تم سے بہتر ثابت ہوئے ان حضرات نے کہا بیشک اس کے بعد میں نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ یہ آپ کی اعانت خدا کی قسم بقایائے آثار نبوت اور وراثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے ان اوصاف کا حامل تو حاکم کو ہونا چاہیئے تھا، اس کے بعد میں نے حضرت عبداللہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھے

اذا قال لم يترك مقالا لقائل ﴿۱﴾ بملتقطات لا ترى بينها فصلا

كفى وشفى ما فى الصدور فلم يدع ﴿۲﴾ لذى اربة فى القول جدا ولا هزلا

سموت الى العليا بغير مشقة ﴿۳﴾ فنلت ذراها لا دنيا ولا وغلا

۱۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کسی گفتگو پر آتے ہیں تو کسی کہنے والے کے لئے مجالِ گفتگو نہیں رہ جاتی ہے ان کے کلام میں کوئی بے جوڑ بات نہیں ہوتی

لے واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۴۲ عن عبدالرحمن بن ابی الزناد عن ابیہ وعبداللہ بن فضل بن عباس بن ابی ربیعۃ بن الحارث

۲۔ جو کچھ دل میں تھی وہ ساری کہہ دی اور شک و شبہات کے رفع کے لئے باعث شفا ہوئے حاجت مند کے لئے اپنے کلام میں کسی تاکید کرنے یا زیادتی کی ضرورت نہیں چھوڑی

۳۔ آپ رتبہ میں بلا مشقت فائز ہو گئے اور اس کی انتہائی بلندی پر پہونچ گئے نہ انہیں کوئی کمی ہے نہ زیادتی۔

ایک دوسری روایت میں آخری جملہ حضرت حسانؓ کا اس طرح ہے کہ ان اوصاف کی لیاقت تو حاکم میں ہونی چاہئے تھی آپ کی یہ امانت خدا کی قسم ترکۂ نبوت کا بچا ہوا حصہ اور میراثِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ کا یہ فعل حاکم کو اس کی اصلیت کی طرف اور اپنے بزرگوں کے افعال کی پیروی کی طرف رہبری کر رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا اے حسان! بس اب بات مختصر کرو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہاں یہ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں اس بات سے درگذر کرو۔ تو حضرت حسانؓ نے حضرت ابن عباسؓ کی تعریف میں یہ شعر کہا

اذا ما ابن عباس بدا لک وجهه ـــ رأیت له فی کل مجمعة فضلا

جب ابن عباسؓ کسی مجمع میں اپنے چہرہ پر سے نقاب اٹھا دیں تو تم دیکھو گے کہ فضیلت انہیں کے لئے ہے ـــــ پھر دوسرے تین شعر ذکر کئے اور اس کے بعد اس شعر کا اضافہ کیا

خلقت حلیفا للمروءة والندی ـــ بلیغا ولم تخلق کهاما ولا خلا

"تم مروت اور سخاوت کے حلیف بنا کر پیدا کئے گئے ہو فصیح و بلیغ ہو، تمہیں اللہ پاک نے کاہل اور ناکارہ نہیں بنایا ہے۔"

جب والی کو یہ شعر پہونچے تو اس نے کہا خدا کی قسم کاہل و ناکارہ سے حسان نے میرے سوا اور کسی کو مراد نہیں لیا ہے، میرا اور اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے

انصارؓ کیلئے حضورؐ کی دعائیں

حضرت انسؓ[۲] بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انصار کو سینچائی کے لئے

۱؎ واخرجه الطبرانی عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کما فی المجمع الزوائد ج ۹ صفحہ ۲۸۶ وجوہ ذکرہ

۲؎ اخرجه الامام احمد

اونٹوں کی تنگی ہوئی انصار حضورؐ کے پاس جمع ہوئے تاکہ آپؐ سے عرض کریں کہ آپؐ ان کے لئے سینچائی کے واسطے خوب بہنے والی نہر کھدوادیں حضورؐ نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا انصار کے لئے مرحبا ہو انصار کے لئے مرحبا ہو انصار کے لئے مرحبا ہو آج تم مجھ سے جس چیز کا سوال کروگے میں وہ چیز تم لوگوں کو دیدونگا اور میں جو بھی تمہارے لئے خدا سے مانگونگا اللہ پاک مجھے دیدیگا، بعض انصار نے بعض سے کہا کہ اس موقع کو غنیمت جانو اور آپؐ سے مغفرت کا سوال کرو ان حضرات نے متفق ہوکر کہا یا رسول اللہ! ہمارے لئے تو مغفرت کی دعا کر دیجئے" آپؐ نے دعا کی کہ اے میرے اللہ! انصار کی انصار کے بیٹوں کی اور ان کے پوتوں کی مغفرت فرما اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضورؐ نے انصار کی عورتوں کی بھی مغفرت فرما[1] حضرت رفاعہ بن رافعؓ نے آپؐ کی دعا اس طرح بیان کی ہے، اے میرے اللہ! انصار کی انصار کی ذریات کی ان کی ذریات کی ذریات کی اور ان کے پڑوسیوں کی مغفرت فرما[2] حضرت عوفؓ انصاری رضی اللہ عنہ سے آپؐ کی یہ دعا اس طرح نقل ہے کہ اے اللہ انصار کی انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے موالی کی مغفرت فرما[3] حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ ایمان یمن والوں کا ہے۔ ایمان قحطان میں ہے دل کی سختی عدنان کی اولاد میں ہے قبیلہ حمیر عرب کا سر ہے اور اس کے دانت ہیں، قبیلہ مذحج عرب کے سر اور ان کا بچاؤ ہیں قبیلہ ازد عرب کے کندھے اور عرب کی کھوپڑی ہیں قبیلہ ہمدان عرب کا کاندھا اور عرب کی چوٹی ہیں، اے میرے اللہ! انصار کو عزت دے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو استقامت عطا فرمائی، جنھوں نے مجھے پناہ دی اور جنھوں نے میری امداد کی اور میری حفاظت کی یہی دنیا میں میرے ساتھی ہیں اور آخرت میں یہی میری جماعت ہیں اور یہ لوگ میری امت میں سے جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے[4]، عثمان بن محمدؒ بن زبیری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں کہا ہماری اور انصار کی مثال اسی طرح ہے جیسے کسی نے کہا ہے

---

[1] قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۴۰ رواہ الامام احمد والبزار بنحوہ وقال مرحبا بالانصار ثلثا والطبرانی فی الاوسط والصغیر والکبیر بنحوہ وقال یکنا عن وحد اسانید احمد رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [2] عند البزار والطبرانی [3] قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۴۰ ورجالہما رجال الصحیح غیر ہشام بن ہارون وہو ثقۃ انتہی، [4] عند الطبرانی [5] قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۴۰ وفیہ من لم اعرفہم۔ انتہی [6] عند البزار [7] قال الہیثمی ج۱۰ صفحہ ۴۱ واسنادہ حسن انتہی [8] اخرج ابن ابی الدنیا فی الاشراف کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۳۷

جزی اللہ عنا جعفرا حین اشرفت ﴿۱﴾ بنا نعلنا للواطئین فزلت

ابوا ان یملونا ولو ان امنا ﴿۲﴾ تلاقی الذی یلقون منا لملت

۱- اللہ پاک ہم لوگوں کی طرف سے جعفر کو جزائے خیر دے، جب ہم کو ہماری سواریاں لیکر آئیں کہ ان کے پیر تھکن کی وجہ سے ڈگمگا رہے تھے،

۲- وہ لوگ ہم لوگوں سے قطعاً نہیں اکتائے اور اگر ہماری مائیں ہم سے وہ باتیں دیکھتیں جو ہم نے ان کے ساتھ کیں تو وہ بھی رنجیدہ ہو جاتیں مگر انہوں نے ایسی باتوں پر بھی رنج نہ منایا،

خلافت کے بارے میں انصارؓ کا ایثار

حمید بن عبدالرحمٰن حمیری[۱] فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ کے کسی حصہ میں تھے آپؓ کی خدمت میں آئے اور آپؐ کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر کہا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں آپؐ زندگی میں اور وفات کے بعد کس قدر حسین ہیں اور اس کے بعد کہا ربِّ کعبہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تیزی کے ساتھ انصار کے پاس تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا اور کوئی چیز جو انصار کے فضائل میں (قرآن میں) اتری تھی باقی نہ چھوڑی اور نہ کوئی ایسی حدیث جو حضورؐ نے انصار کے بارے میں فرمائی تھی مگر سب کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ بیشک حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اگر تمام لوگ کسی وادی کی طرف جائیں اور انصار کسی اور وادی کی طرف تو میں انصار کی وادی اختیار کرونگا، اور اے سعد! تم بھی جانتے ہو کہ حضورؐ نے جب یہ فرمایا تھا تو تم وہیں موجود تھے کہ قریش اس امر (خلافت) کے والی ہونگے، لوگوں کے بھلے قریش کے بھلے کے تابع ہیں اور لوگوں کے بُرے قریش کے بُرے کے تابع ہیں حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ بیشک آپ سچ فرماتے ہیں ہم انصار وزیر ہیں اور آپ حضرات امیر۔[۲]

---

[۱] اخرج الامام احمد وابن جریر باسناد حسن عن حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری [۲] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۶ وقال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۹۱ رواہ الامام احمد وفی الصحیح طرف من اولہ ورجالہ ثقات الا ان حمید بن عبدالرحمٰن لم یدرک ابابکر۔ انتہی

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی جب وفات ہوگئی تو انصار کے مقررین کھڑے ہوئے کوئی تو ان میں سے یہ کہتا تھا کہ اے مہاجرین کی جماعت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی آدمی کو حاکم بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہمارا ایک آدمی ضرور لگا دیتے تھے ہمارا خیال ہے کہ اس امرِ خلافت کے دو آدمی والی ہوں گے۔ ایک ہم لوگوں میں سے ایک تم لوگوں میں سے تمام انصار کے مقررین نے یہی بات کہی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور امام بھی مہاجرینؓ میں سے ہونا چاہئے اور ہم لوگ بھی اس کے مددگار و معاون ہوں جیسا کہ ہم حضورؐ کے معاون و مددگار تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے جماعت انصار۔ اللہ پاک تم کو جزائے خیر دے تمہارے اس مقرر نے ٹھیک بات کہی اور فرمایا خدا کی قسم اگر تم اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ دیتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے پھر حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہی تمہارے خلیفہ ہیں ان سے بیعت کر لو۔[1]

حضرت قاسمؒ بن محمد کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو تمام انصار حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس جمع ہوئے ان حضرات کے پاس حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح تشریف لائے حبابؓ بن منذر جو جنگِ بدر میں شریک تھے انھوں نے کھڑے ہو کر کہا ایک میر تم میں سے ہونا چاہئے اور ایک میر تم میں سے ہم خدا کی قسم اس کام میں تم پر بخل نہیں کرتے ہیں لیکن ہمیں اس بات کا خطرہ ہے کہ تمہارے بعد ایسی قوم خلیفہ بنیگی کہ ہم نے ان کے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا ہوگا ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے بدلہ لیں، حضرت عمرؓ نے حضرت حبابؓ سے فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو تم ان کے مقابلہ کے لئے بھی کھڑے ہو جانا جیسے اب تک تم نے باطل کا مقابلہ کیا، اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی اور فرمایا ہم امیر ہوں اور تم وزیر اور یہ امر (خلافت) ہمارے اور تمہارے درمیان اس طرح نصف نصف ہو جائیگا جیسے کھجور کے پتہ کے دو برابر کے ٹکڑے یہ سُنکر سب سے پہلے بشیر بن اسید بن نعمانؓ نے بیعت کی جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

---

[1] و اخرج الطیالسی و ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۵ و ابن ابی شیبۃ و البیہقی ج ۸ صفحہ ۱۴۳ نحوہ بطولہ نذکر الحدیث و فی منہ العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۶ وقال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۱۸۳ رواہ الطبرانی و احمد و رجالہ رجال الصحیح انتہی و اخرجہ ابن سعد عن بنی ساعدۃ رضی اللہ عنہ بنحوہ کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۰ [2] و اخرجہ ابن سعد و ابن جریر

بیعت پر سب صحابہؓ جمع ہو گئے اور مسئلہ خلافت طے ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کی صحابہؓ میں تقسیم کی بنی عدی بن نجار کی ایک بوڑھی عورت کے پاس اس کا حصہ حضرت زیدؓ بن ثابت کے ہاتھ بھیجا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت زید نے کہا کہ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کا حصہ نکالا ہے بڑھیا نے کہا کیا تم مجھے میرے دین کے بارے میں رشوت دیتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں اس بڑھیا نے کہا کیا تم لوگوں کو ڈر ہے کہ میں نے جو اقرار کیا ہے اس سے پھر جاؤنگی؟ انھوں نے کہا نہیں بڑھیا نے کہا کہ میں اس میں سے کچھ بھی خدا کی قسم کبھی نہ لونگی، حضرت زیدؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر جو کچھ بڑھیا نے کہا تھا اس کی خبر دی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی اس چیز کو کبھی (واپس) نہیں لے سکتے جو ہم نے اس بڑھیا کو دیدی۔[1]

کتبہ محمد حسن

تاریخ تکمیل کتابت ۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطبوعہ ناز آفسیٹ ورکس دہلی

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۳۰

ہماری مطبوعات ایک نظر میں

تصانیف مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدظلہ

تبلیغی نصاب عکسی قیمت مجلد
حسبِ ذیل ۶ کتب یک جا مجلد۔ چرمی ۷/۵۰

1. حکایات صحابہؓ عکسی قیمت ۲/۰
2. فضائلِ نماز عکسی ‎-/۸۰
3. فضائلِ ذکر ″ ۱/۷۵
4. ″ قرآن مجید ″ ‎-/۶۰
5. ″ تبلیغ ″ ‎-/۳۰
6. ″ رمضان ″ ‎-/۵۵

تصانیف مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ مجلد ۳/۷۵
مائیںؓ صاحبزادیاںؓ یکجا۔ مجلد ۲/۵۰
امت مسلمہ کی مائیںؓ۔ مجلد ‎/۵۰
رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاںؓ۔ مجلد ‎۱/-
مسلم خواتین کے لئے بیس سبق۔ مجلد ۱/۲۵
صحابہ کرامؓ کی جانبازیاں ‎/۵۰ اکرام المسلمین ‎/۶۰
آخرت کے فکرمندوں کے پچاس قصے ‎/۵۰
چھ باتیں اردو عکسی ‎/۵۰ چھ باتیں ہندی ‎/۲۰
اسلام میں پردہ کی حقیقت، احترام قرآن ‎/۲۰

تصانیف مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ

ارکانِ اسلام مجلد ۱/۵۰ رفیقِ حج مجلد ۱/۵۰
تبلیغ کیا ہے؟ مجلد ۲/۲۵ حجۃ الوداع ‎/۷۵
حسب ذیل ۶ کتابیں یکجا حالات مشائخ کاندھلہ
1. اسلامی زندگی ‎/۲۵ مجلد ۳/۵۰
2. اصلاح انقلاب ‎/۴۰ آدابِ معیشت ‎/۵۰
3. اصلاح معاشرت ‎/۲۵ معارف السنہ ‎۴/-
4. پیام عمل ‎/۲۵ اسلامی کتابوں کی اشاعت ‎/۱۵
5. دین خالص ‎/۵۰ فضائل اسلام اور دعوت فکر و عمل ‎/۲۵
6. مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج ‎/۳۰

چند ضروری کتب

مسنون اور مقبول دعائیں عکسی ‎/۵۰
چار ستارے حسب ذیل ۴ کتب یکجا مجلد ۲/-
1. حضرت ابوبکر صدیقؓ ‎/۶۰ 2. حضرت عمر فاروقؓ ‎/۶۰
3. حضرت عثمان غنیؓ ‎/۴۰ 4. حضرت علی مرتضیٰؓ ‎/۴۰
حضرت خالد سیف اللہؓ ‎/۴۰، حضرت ابوہریرہؓ ‎/۴۰
نصائح رسولِ کریم ﷺ ‎/۲۵، حضرت انسؓ ‎/۲۵
حضرت بلالؓ ‎/۴۰، قند العزیز مجلد ۱/۲۵
نماز مترجم عکسی یک رنگی ‎/۱۰، دو رنگی ‎/۲۰
یٰسین شریف مترجم عکسی۔ دو رنگی ‎/۲۰

قاعدے پارے قرآن مجید مترجم وغیر مترجم عکسی وغیر عکسی نیز عربی، فارسی اور اردو کتب کے ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعتِ دینیات بستی حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی نمبر ۱۳

دعوتِ ذکر ‎/۱۲
تبلیغی تقریریں حضرت مدنیؒ ‎/۴۰

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

جو ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے یہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم

اردو

حصہ سوم

اس حصہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آنحضرت ؐ اور خلفائے راشدین و صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ترغیبات، جہاد چھوڑنے پر وعیدیں، نیز جہاد فی سبیل اللہ میں تعلیم و ذکر، خدمت، اطاعت امیر کی پابندی، میدان کارزار میں صحابۂ کرام کی شجاعت، غزوات نبوی کی تفصیلات اور اُن میں مرنے مٹنے والوں کے شوق شہادت اور آخر میں عورتوں اور بچوں کی جہاد میں شرکت کے واقعات کی تفصیل آگئی ہے اور اسی پر حیاۃ الصحابہ عربی کی جلد اول تمام ہوئی ہے۔

تالیف :- رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

ترجمہ :- حضرت مولانا محمد عثمان خان صاحب فیض آبادی مد فیوضہم

ناشر

احقر انیس احمد غفرلہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَا یَسۡتَوِی الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ غَیۡرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالۡمُجٰهِدُوۡنَ
برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان، جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو جہاد

فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰہُ الۡمُجٰهِدِیۡنَ
کرنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے۔ اللہ نے بڑھا دیا جہاد کرنے والوں

بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ عَلَی الۡقٰعِدِیۡنَ دَرَجَةً ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ
کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ۔ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے

الۡحُسۡنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰہُ الۡمُجٰهِدِیۡنَ عَلَی الۡقٰعِدِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا
بھلائی کا۔ اور زیادہ کیا اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں

حیاۃ الصحابہؓ اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے

فہرست ذیل کے نمبر صفحات کو کتاب ہذا میں صفحہ کے نیچے ملاحظہ فرمادیں

فہرستِ عنوانات

حصّہ سوم

کتاب ہذا میں اوپر کے نمبروں کا سلسلہ حصہ اول سے شروع کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ جہاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے راستے میں کس طرح جد و جہد کرتے تھے اور دعوت الی اللہ والی رسولہ کے لئے نکلتے تھے، خواہ وہ بیمار ہوں یا تندرست، جی چاہے یا نہ چاہے ہر زمانہ میں تیار رہتے تھے، تنگی و فراخی میں بھی، سردی اور گرمی میں بھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد اور اس میں اموال کے خرچ کیلئے ترغیب دینا

حضرت[1] ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ابو سفیان کے تجارتی قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی ہے، اگر تم لوگ چاہو تو ہم اس قافلہ کے لئے نکلیں شاید کہ اللہ پاک وہ ہمیں غنیمت میں دیدے، ہم لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں ہم چاہتے ہیں، چنانچہ آپ تشریف لے چلے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے، ہم ایک یا دو دن تک چلے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تمہارا اہلِ مکہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان لوگوں کو تو ہمارے نکلنے کا پتہ چل گیا ہے، ہم لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اہلِ مکہ سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں ہم تو تجارتی قافلہ کے ارادہ سے آئے تھے آپ نے پھر فرمایا تمہارا اہلِ مکہ سے لڑنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم لوگوں نے تو وہی جواب دیا لیکن مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم اس وقت آپ سے اس طرح نہیں کہتے جیسے قوم موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ○ ترجمہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑے ہم لوگ تو یہیں بیٹھے رہیں گے، یہ سن کر ہم انصار کی جماعت کو بڑی تمنا پیدا ہوئی کاش کہ ہم لوگوں نے بھی یہی کہا ہوتا جو حضرت مقداد نے کہا، یہ قول ہمارے لئے

---

[1] اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ واللفظ لہ عن ابی عمران

اتنا محبوب ہے کہ بڑے سے بڑا مال اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ پر اسی وقت یہ آیت نازل فرمائی کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ۝[1] ترجمہ: جس طرح آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا اور بیشک مومنین کی ایک جماعت اس نکلنے کو بُرا سمجھ رہی تھی۔"

حضرت[2] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں تشریف لیجانے کے لئے صحابۂ کرامؓ سے رائے لی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رائے دیدی دوبارہ پھر آپؐ نے رائے لی تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دیدی آپؐ نے پھر رائے لی کہ بولو تمہاری کیا رائے ہے؟ انصارؓ میں سے بعض حضرات نے فرمایا کہ اے انصاری بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں سے رائے لینا چاہتے ہیں یہ سن کر بعض انصارؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ۝ لیکن قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہماری جماعت کو برکِ غماد تک لے جانا چاہیں گے تو ہم جب بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے[3]۔

حضرت[4] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو جب ابو سفیان کے تجارتی قافلہ کی آمد کا پتہ چلا تو صحابہؓ سے مشورہ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہنا چاہا آپؐ نے منہ پھیر لیا حضرت عمرؓ نے کچھ کہنا چاہا آپؐ نے ان کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہم لوگوں سے جواب لینا چاہتے ہیں؟ تو قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر آپ ہم لوگوں کو حکم دیں کہ ہم اپنی سواریاں سمندر میں گھسا دیں تو ہم سمندر میں گھسا کر رہیں گے اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی اونٹنیوں کا برکِ غماد تک لے جاتے ہوئے کلیجہ چھلنی کر دیں تو ہم ایسا ضرور کر کے رہیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (چلنے کے لئے) جمع فرمایا[5]۔

حضرت[6] علقمہ بن وقاصؓ لیثی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے لئے تشریف لے چلے مقام روحاء میں پہونچکر آپؐ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ

---

[1] وذکر تمام الحدیث کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۳ وقد ذکرہ بتمامہ فی مجمع الزوائد ج ۶ صفحہ ۷۳ ثم قال ج ۶ صفحہ ۷۴ رواہ البزار بتمامہ والطبرانی ببعضہ وفیہ عبد العزیز بن عمران وھو متروک۔ انتہی [2] وقد خرج الامام احمد کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۳ [3] قال ابن کثیر ہذا اسناد ثلاثی صحیح علی شرط الصحیح [4] وعند الامام احمد ایضا [5] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۲ واخرجہ ابن عساکر ایضاً عن انس بنحوہ کما فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۲ [6] واخرج ابن مردویہ

نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ہم کو اطلاع ملی ہے کہ وہ فلاں فلاں مقام تک پہونچ گئے ہیں۔ آپؐ نے پھر خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی طرح عرض کیا کہ مشرکین بلا فلاں فلاں مقام تک پہونچ گئے ہیں۔ آپؐ نے پھر خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں سے رائے چاہتے ہیں؟ پس قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگ بنایا اور آپ پر کتاب نازل کی میں اس راستے میں کبھی نہیں گزرا اور نہ مجھے اس راستہ کا علم ہے اگر آپ برک غماد تک جو یمن کے اطراف میں ہے تشریف لے چلیں تو ہم لوگ آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرح نہیں جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہدیا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ لیکن ہم لوگ کہتے ہیں کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُتَّبِعُوْنَ آپ اور آپ کا رب جاکر لڑیں ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ اور تابع فرمان ہیں۔ اور شاید ایسا ہو کہ کسی ارادہ سے نکلیں اور اللہ اس کے خلاف کوئی بات ظاہر کردے، پس آپ اس دوسری کی طرف جو اللہ آپ کی طرف لائے غور کریجیے! آپ کو اختیار ہے جس کی رسی کو آپ چاہیں جوڑیں اور جس کی رسی کو آپ چاہیں توڑیں جس سے چاہیں آپ دشمنی کریں اور جس سے چاہیں آپ صلح کریں۔ ہمارے مالوں میں سے آپ جتنا چاہیں لے لیجیے ہم آپ کی مرضی کی مخالفت کرنے والے نہیں، حضرت سعدؓ کے اس قول پر قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ موسیٰ نے اپنی کتاب مغازی میں اس قول کے بعد کہ ہمارے اموال سے جو آپ چاہیں لیں یہ بھی اضافہ ہے اور جو ہمیں چاہیں عطا فرمائیں اور جو کچھ آپ ہم سے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب اس سے جو آپ چھوڑ دیں گے اور آپ جو امر بھی فرمائیں گے ہمارا امر آپ کے امر کے تابع ہے خدا کی قسم اگر آپ برک غماد تک بھی چلیں تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے[1]

ابن اسحاق کی روایت میں اس حدیث کا شروع حصہ اس طرح پر ہے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید آپ یا رسول اللہ! ہم لوگوں سے دریافت فرما رہے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں! حضرت سعدؓ نے کہا بیشک ہم لوگ آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم لوگوں نے گواہی دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور اس بات پر ہم لوگوں نے آپ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ ہم ہر حالت میں آپ کا کہنا سنیں گے اور آپ کا اتباع کریں گے۔ یا رسول اللہ! جیسے جس چیز کا بھی آپ کا ارادہ ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں پس قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے

---

[1] كذا في البداية ج ۳ صفحہ ۲۶۳

اگر ہمارے راستے میں سمندر حائل ہو جائے اور آپ اس سمندر میں اتریں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا، اور ہمیں یہ بات ناگوار نہ گذرے گی کہ آپ کل ہمارے دشمنوں سے ہمارا مقابلہ کرائیں بیشک ہم لڑائی میں صبر سے کام لیں گے اور ہم لڑائی کے وقت سچے ہیں شاید اللہ پاک ہم لوگوں سے آپ کو وہ کارنامے دکھائے کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اللہ برکت دے آپ چلئے راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ حضرت سعدؓ کے قول سے بہت ہی خوش ہوئے پھر آپؐ نے فرمایا چلو تمہارے لئے مژدہ بشارت ہے، اللہ پاک نے دو جماعتوں میں سے ایک کا مجھ سے وعدہ کیا ہے خدا کی قسم میں اپنے اسی مقام سے کفار کے قتل ہونے کے مقامات دیکھ رہا ہوں،[1]

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے بُسبُس کو جاسوسی کے لئے بھیجی کہ دیکھ کر آئیں کہ ابوسفیان کا قافلہ کہاں ہے بُسبُس دیکھ کر آپؐ کے پاس آئے اس وقت گھر میں میرے اور حضورؐ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ بھی کہا تھا کہ گھر میں عورتیں تھیں یا نہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بُسبُس نے آپؐ سے باتیں کیں، حضورؐ مکان سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا ہم ایک قافلہ کی طلب میں چل رہے ہیں جس کے پاس سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو جائے بعض لوگوں نے اپنی ان سواریوں کے لئے جو عوالی مدینہ میں تھیں آپؐ سے اجازت طلب کی آپؐ نے فرمایا نہیں، وہی شخص ساتھ چلے جس کی سواری یہاں موجود ہو، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ مشرکین سے پہلے ہی بدر میں پہونچ گئے، جب مشرکین آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی معاملہ میں بغیر میرے حکم کے اقدام نہ کرے مشرکین آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اب ایسی جنت کے لئے تیار ہو جاؤ جس کی وسعت ساتوں آسمانوں اور زمین کے برابر ہے راوی کہتے ہیں کہ عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی جنت کہ جس کی وسعت ساتوں آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمیرؓ نے کہا واہ واہ، حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے واہ واہ کس لئے کہی؟ حضرت عمیرؓ نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ، اور کوئی بات نہیں بجز اس کے کہ مجھے امید ہے کہ میں بھی اہل جنت سے ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اہل جنت سے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے چند کھجوریں اپنے تھیلے سے نکالیں اور ان میں سے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۲ و اخرجہ احمد

کھانا شروع کر دیا اس کے بعد کہنے لگے کہ اگر میں اپنے ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ بڑی طویل زندگی ہو جائے گی چنانچہ ان کے پاس جتنی کھجوریں تھیں سب ڈال دیں اس کے بعد کفار سے یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے۔ اللہ ان پر رحم کرے [1]

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا اور فرمایا قسم اللہ کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے ہاتھ میں ہے جو آدمی بھی آج کفار سے لڑتے ہوئے اس حالت میں شہید ہوا کہ صبر کئے ہوئے تھا ثواب کی نیت تھی دشمن کے سامنے سے پیٹھ نہیں پھرائی اس کو اللہ پاک جنت میں داخل کرے گا حضرت عمیر بن الحمام بنو سلمیؓ اپنے ہاتھ میں چند کھجوریں لئے ہوئے کھا رہے تھے آپ کا یہ ارشاد سن کر واہ واہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بس مجھ میں اور جنت میں داخل ہونے میں کیا یہی چیز فاصل ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں ڈال دیں اور اپنی تلوار اٹھائی کفار سے یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے۔ ابن جریرؒ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت عمیرؓ جنگ کے دوران میں یہ کہتے جاتے تھے

رکضا الی اللہ بغیر زاد (۱) الا التقی وعمل المعاد

والصبر فی اللہ علی الجہاد (۲) وکل زاد عرضۃ النفاد

غیر التقی والبر والرشاد [2]

ترجمہ:- ۱. ہم اللہ کی طرف بغیر (ظاہری) توشہ کے دوڑ پڑے مگر تقویٰ اور عمل آخرت ضرور ساتھ ہے

۲. اور ہم اللہ کے لئے جہاد کرنے میں صبر کرتے ہیں۔ ہر توشہ کے لئے ختم ہونا ہے سوائے پرہیزگاری اور بھلائی و ہدایت کے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں غزوہ طائف کے چھ ماہ بعد حاضر ہوا اس کے بعد اللہ پاک نے آپ کو غزوۂ تبوک کا حکم دیا یہ وہی غزوہ ہے جس کے تذکرہ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ تنگی کے وقت میں ہوا یہ غزوہ انتہائی سخت گرمی میں واقع ہوا تھا منافقین کا زور بڑھ رہا تھا اور اصحاب صفہؓ کی تعداد زیادہ تھی صفہ اس چبوترہ کا نام ہے جس پر مساکین جمع ہوتے تھے ان کے پاس حضورؐ اور مسلمانوں کا صدقہ آیا کرتا تھا اور جب بھی لڑائی پیش آتی تھی تو مسلمان ان کے پاس جاتے تھے

---

[1] رواہ مسلم ایضاً۔ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۰ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۹۹ ایضاً بحوالہ دلائل ج ۲ صفحہ ۲۲۵ نحوہ

[2] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۷ [3] واخرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۰۵

اور ان میں سے ایک ایک آدمی یا اس سے زائد اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور ان کے کھانے وغیرہ کے کفیل ہوجاتے تھے مسلمان ان اہلِ صفہؓ کو لڑائی کا سامان دیا کرتے تھے اور یہ حضرات ان کے ساتھ مل کر لڑتے تھے اور ان کے دینے میں مسلمان ثواب کی نیت کرتے، چنانچہ حضورؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ انھیں فی سبیل اللہ نفقہ دیں اور ثواب کی نیت کریں پس مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور بہت سے لوگوں نے بے حساب دیا اور ان مسلمان غربا کو اپنے ساتھ لے گئے کچھ لوگ باقی رہ گئے اس دن سب سے زیادہ صدقہ کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں انھوں نے دوسو اوقیہ درہم دیئے (جس کے آٹھ ہزار ہوتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم، حضرت عاصم انصاریؓ نے نوے وسق کھجوریں (چار سو بہتر من بیس سیر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ گناہ کے مرتکب ہوئے اس لیے کہ بال بچوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ اپنے بال بچوں کے لئے کچھ چھوڑا؟ انھوں نے کہا جی ہاں جتنا میں نے دیا ہے اس سے زیادہ اور اچھا، آپؐ نے پوچھا آخر کتنا چھوڑا؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا جو کچھ اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے رزق اور خیر سے وعدہ کیا ہے وہ چھوڑا ہے، ابوعقیل انصاریؓ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجوروں کا اس صدقہ میں لائے ادھر منافقین جب ان حضرات کے صدقوں کو دیکھتے ایک دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے اگر کسی آدمی کا صدقہ بہت ہوتا تو اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ریاکار ہے اور گر کوئی صحابیؓ اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑے سے کھجوروں کا صدقہ کرتا تو کہتے کہ یہ جو لایا ہے اس کا خود ہی زیادہ محتاج تھا جب ابوعقیلؓ ایک صاع کھجوروں کا لے کر آئے اور کہا کہ میں نے آج ساری رات پانی کھینچ کر یعنی سینچائی کر کے دو صاع حاصل کئے ہیں خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا یہ عذر بیان کر رہے تھے اور انھیں کم دینے سے حیا آرہی تھی، ان میں سے ایک صاع میں لے آیا اور ایک اپنے بال بچوں کے لئے چھوڑ دیا منافقین نے کہا یہ اپنے اس صدقہ کا دوسروں کی بہ نسبت خود زیادہ محتاج ہے۔ اور وہ یہ طعنہ زنی کرتے جاتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح کسی مالدار کا یا غریب کا صدقہ ہی جھپٹ لیں، جب حضورؐ کی روانگی کا وقت قریب آگیا تو ان منافقین نے آپؐ سے اجازتیں طلب کرنی شروع کیں، کبھی گرمی کی شکایت کی اور کبھی خطرہ کی کہ اگر ہم غزوہ میں گئے تو ہمارے بال بچے لٹ جائیں گے۔ اور اس جھوٹ پر خدا کی قسمیں کھاتے تھے۔ حضورؐ ان لوگوں کو

اجازت دیدیتے تھے، آپ کو ان کے دل کی بات کا کیا پتہ؟ انھیں میں سے ایک جماعت نے مسجد نفاق بنائی جس میں بیٹھ کر ابو عامر فاسق کا انتظار کرتے تھے وہ ہرقل شاہ روم کے پاس گیا ہوا تھا اور اسی کے پاس کنانہ بن عبد یالیل اور علقمہ بن علاثہ عامری بھی گئے ہوئے تھے ان لوگوں کے بارے میں سورۂ براءۃ تھوڑی تھوڑی نازل ہو رہی تھی اسی سورۃ میں جب وہ آیۃ اتری جس میں بیٹھ رہنے والوں کے لئے اجازت نہ تھی یعنی اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا "تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حال میں، اللہ کے لئے) نکلو" تو کچھ کمزور سچے مسلمانوں نے (مریضوں اور غرباء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس آیۃ میں رخصت بالکل نہیں ہے، اور منافقین میں بہت سے چھپے ہوئے گناہ ہیں جو ظاہر نہیں ہوئے جن کا بعد میں ظہور ہوا اور بہت سے وہ لوگ جو ایمان میں پختہ نہیں تھے اور نہ کوئی انھیں مرض وغیرہ تھا وہ بھی پیچھے رہ گئے یہ سورۃ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منافقین کے بیان میں اور انکے احوال کی تفصیل میں تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوتی رہی آپ اپنے صحابہؓ کو ان کی خبریں بتاتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ تبوک تک پہونچ گئے وہیں سے آپ نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل آپ نے حضرت خالدؓ سے فرمایا جلدی کرو شاید کہ تم اس کو باہر ہی کہیں شکار کرتا ہوا پاؤ گے وہیں اس کو پکڑ لینا، چنانچہ انھوں نے اس کو شکار کرتا ہوا پایا اور گرفتار کر لیا ادھر مدینہ میں منافقین نے بری بری خبریں سنا کر اضطراب شدید پیدا کر دیا تھا منافقین کا یہ حال تھا کہ جب ان کو یہ اطلاع ملتی کہ مسلمانوں کو بڑی مشقت سے اور مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تو خود بھی خوش ہوتے اور خوش ہو کر اس کی نشر و اشاعت کرتے اور یوں کہتے کہ ہمیں پہلے ہی سے ایسا ہونے کا علم تھا اور جبھی ہم لوگ نہیں گئے اور جب انھیں مسلمانوں کی سلامتی اور خیریت کی خبر پہونچتی تو رنجیدہ ہوتے اور یہ بات ان کی صورتوں سے آشکارا ہوتی اور ان کے مدینہ میں پریشانِ حال پھرنے سے ظاہر ہوتی منافقین میں سے کوئی اعرابی اور غیر اعرابی ایسا باقی نہیں بچا جس نے پوشیدہ طور پر کوئی شرارت اور فتنہ کا کام نہ چھیڑ رکھا ہو اور یہ بات لوگوں پر پوشیدہ نہ رہی، اور جو حضرات مومنینؓ میں سے کسی بیماری اور مجبوری کی وجہ سے رک گئے تھے وہ اس بات کے انتظار میں تھے کہ اللہ پاک قرآن شریف میں کوئی ایسی آیۃ اتار دے جو ان حضرات کے لئے گنجائش اور کشادگی پیدا کر دے سورۂ براءۃ آہستہ آہستہ اتر رہی تھی لوگوں نے ان مومنین کے بارے میں طرح طرح کے گمان کر رکھے تھے اور

ڈر رہے تھے کہ ان بیٹھ رہنے والے مومنین میں کا کوئی بڑا چھوٹا گناہ جو انھوں نے کیا تھا نہ چھوڑا جائے گا مگر سورۂ توبہ میں اس کے بارے میں سزا کا حکم ضرور اترے گا یہاں تک کہ سورۂ براۃ ختم ہوگئی اور ہر قسم کے عمل کرنے والوں کا بیان ہدایت اور گمراہی کے بارے میں اس کے مرتبہ کے مطابق اتر آیا۔[1]

عبداللہ بن ابوبکر بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے اس کو اس طرح پر ظاہر کرتے کہ لوگ یہ سمجھتے کہ آپ کا کہیں اور سے چلنے کا ارادہ ہے (جسے اصطلاح میں توریہ کہتے ہیں) مگر آپؐ نے غزوۂ تبوک میں توریہ سے کام نہیں لیا آپؐ نے کھڑے ہوکر اعلان دیا اے لوگو! میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں! اور یہ وہ موسم تھا کہ لوگ خوف اور شدتِ گرمی میں مبتلا تھے، شہر میں قحط سالی بھی تھی باغات میں پھل آ رہے تھے لوگ اپنے پھلوں کی حفاظت کے لئے باغات میں رہنا چاہتے اور گرمی کی وجہ سے سائے میں، کہیں آنا جانا پسند نہ کرتے تھے حضورؐ نے ایک دن جبکہ آپؐ اس کام کی تیاری میں مصروف تھے جد بن قیس سے کہا اے جد! کیا تم بنی اصفر سے جہاد کرنے چلوگے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو یہیں رہنے کی اجازت دیجئے اور مجھے فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے، میری ساری قوم کو خبر ہے کہ کوئی بھی مجھ سے زیادہ شدید عورتوں کی محبت میں مبتلا ہونے والا نہیں ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھونگا تو ایسا نہ ہو کہ میں ان کے عشق میں پھنس جاؤں مجھے تو یا رسول اللہ! اجازت دے ہی دیجئے آپؐ نے اس سے منہ پھیرتے ہوئے کہا جا میں نے تجھے اجازت دی اسی کے بارے میں یہ آیۃ اتری وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ "انھیں منافقین میں سے بعض کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے سن لو کہ وہ فتنہ میں جا پڑا" مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جانے سے درجی کی چاہت پورا کرنے کی وجہ سے ایسے سخت فتنہ میں پڑ گیا جو رومی عورتوں کے فتنہ (عشق میں پڑنے) سے زیادہ خطرناک ہے وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ "بیشک جہنم کفار کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے" کافر سے یہاں مراد وہ منافقین ہیں جو حیلہ جوئی سے آپؐ کے پیچھے ٹھہر گئے تھے، بعض منافقین نے کہا کہ تم لوگ سخت گرمی میں جہاد کے لئے نہ جاؤ ان کے بارے میں اللہ پاک نے نازل فرمایا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝ "فرما دیجئے

---

[1] ذکرہ فی کنز العمال ج ۱ صفحہ ۲۴۹ عن ابن عساکر و ابن عابد بطولہٖ و اخرج البیہقی من طریق ابن اسحٰق

جہنم کی آگ بہت تیز حرارت والی ہے اگر ان لوگوں کی سمجھ میں آجائے" راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے سفر کی تیاری کی اور لوگوں کو جہاد کا حکم دیا اور اہل ثروت حضرات کو خرچ دینے اور اللہ کے راستے میں سواری دینے پر آمادہ اور تیار فرمایا۔ چنانچہ بہت سے دولت مند حضرات نے سواریاں دیں اور خوب ہی دیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت بڑا خرچ دیا کہ ان سے زیادہ کسی نے نہیں دیا اور دو سو اونٹ سواری کے لئے دیئے۔ ۱؎

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے غزوۂ تبوک کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو جد بن قیس سے فرمایا رومیوں کی لڑائی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا آدمی ہوں کہ عورتوں کو دیکھ کر مجنوں بن جاتا ہوں اور جب میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھوں گا ایک فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا آپ تو مجھے بیٹھ رہنے کی اجازت دیجئے اور فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے اس کے بارے میں اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا۔ ۲؎

ابن عساکر میں ہے کہ حضورؐ نے قبائل عرب اور مکہ معظمہ میں کچھ لوگوں کو بھیج کر وہاں کے مسلمانوں کو اپنے دشمن کی طرف نکالا ہیں۔ چنانچہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اسلم کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ فرع تک جائیں اور ابو رہمؓ غفاری کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو اپنے وطن میں دیہات کے لئے نکالیں ابو واقد لیثیؓ اپنی قوم کی طرف گئے اور ابو جعدؓ ضمری اپنی قوم کی طرف سمندر کے ساحل تک گئے رافع بن مکیث اور جندبؓ بن مکیث کو جہینہ کی طرف بھیجا اور نعیم بن مسعودؓ کو اشجع کی طرف۔ اور بنی کعب بن عمرو کی طرف کئی حضرات بدیلؓ بن ورقاء، عمرو بن سالم، بشر بن سفیان رضی اللہ عنہم کو۔ اور قبیلہ سلیم کی طرف بھی چند حضرات کو بھیجا جن میں عباس بن مرداسؓ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور جہاد کے بارے میں ترغیب دی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرات صحابہؓ نے بہت صدقات دیئے، شروع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی دیا ان سے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا

۱؎ کذا فی تاریخ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۰ واخرجہ البیہقی فی السیر ج ۹ صفحہ ۳۳ عن عروۃ رضی اللہ عنہ مختصراً وذکرہ فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۲ عن ابن اسحاق عن الزہری ویزید بن رومان وعبد اللہ بن ابی بکر وعاصم بن عمر بنحوہ ۲؎ واخرجہ الطبرانی ۳؎ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۰ وفیہ یحییٰ الحمانی وہو ضعیف ۴؎ وذکر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۱

رسول زیادہ جانتا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لائے حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا؟ عرض کیا جی ہاں اس کا آدھا جتنا میں لایا ہوں اور حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سارا مال لائے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جب کبھی ہم نے بھلائی کی طرف سبقت کی تم ہم سے ضرور آگے بڑھ گئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ اور طلحہ بن عبیداللہؓ بھی حضورؐ کے پاس مال لائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ دیئے حضرت سعد بن عبادہؓ نے بھی مال دیا اسی طرح محمد بن مسلمہؓ نے حضرت سعد بن عدیؓ نے نوے وسق کھجوریں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کا سامان دیا، حضرت عثمانؓ نے ان تمام حضرات سے زیادہ نفقہ دیا یہاں تک کہ کہا گیا کہ اب لوگوں کو کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ان کے سامان میں ایک حصہ کی کسر رہ گئی تھی تم نے اس کو پورا کر دیا اب لشکر کے مشکیزہ کا کنارا تک بھر گیا، کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے آج ہی کے دن فرمایا کہ حضرت عثمانؓ اس کے بعد جو فعل بھی کریں ان کے لئے نقصت رساں نہیں، آپؐ نے دولت مندوں کو بھلائی اور احسان و سخاوت کی دعوت دی اور فرمایا کہ اس خیر میں ثواب کی نیت کرو، اور بہت سے حضرات نے اس سلسلہ میں اپنے سے کم مال والوں کی امداد بھی کی یہاں تک کہ بعض صحابیؓ ایک ہی اونٹ ایک آدمی کے لئے اور دو آدمی کے لئے دیتے اور کہتے یہ ایک اونٹ تم دونوں کے لئے ہے اس پر نوبت بہ نوبت سوار ہوتے رہنا بعض صحابیؓ نفقہ لاتے اور بعض جہاد میں جانے والے حضرات کو دیدیتے عورتوں نے بھی جہاں تک انھیں مقدرت تھی اعانت کی، اُم سنانؓ اسلمیہ کہتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کے سامنے حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک کپڑا پھیلا ہوا دیکھا جس پر سینگ اور ہاتھی دانت کے کنگن اور بازوبند اور پازیب اور بالیاں اور انگوٹھیاں اور چھلے رکھے ہوئے تھے اور وہ چادر ان زیورات سے بھر رہی تھی جو عورتوں نے مسلمانوں کی امداد کے لئے اس جہاد میں دیا تھا، لوگ انتہائی سختی اور تنگی میں مبتلا تھے اور یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا اور سایہ کے محبوب سمجھے جانے کا لوگ ٹھہرنا پسند کرتے تھے گھروں سے کوچ کرنے پر راضی نہ تھے موسم کی یہ حالت دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیزی اختیار کی اور لشکر کا پڑاؤ ثنیۃ الوداع پر کیا لوگ بہت زیادہ تھے جن کا رجسٹر میں نام لکھنا دشوار تھا بہت کم لوگ ایسے تھے جن کا ارادہ تھا کہ چھپ رہیں مگر یہ گمان کیا کہ یہ بات اسی وقت تک چھپی رہ سکتی ہے جب تک آپؐ پر وحی نازل نہ ہو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا اور آپؐ چلے تو مدینہ پر سباع بن عرفطہؓ غفاری کو خلیفہ مقرر کیا یا محمد بن مسلمہؓ کو بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر والوں سے فرمایا کہ جوتے کثرت سے پہنو اس لئے کہ جوتا پہننے والا آدمی

سوار کی طرح ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ابن اُبی منافق مع دیگر منافقین کے پیچھے رہ گیا، اور نہیں گیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس تپ دہ حالی اور گرمی میں دور دراز شہروں میں رومیوں سے جنگ کرنے گئے ہیں ایسا تو اُن سے پہلے کسی نے نہیں کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کرتے ہوں گے کہ رومیوں سے جنگ کھیل ہے؟ اسی طرح کی باتیں اور منافقین نے بھی کیں پھر ابن اُبی منافق نے یہ بھی کہا کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ جو معاملہ کل ہونے والا ہے گویا میں ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ رسیوں میں بندھے ہوئے پڑے ہیں، یہ باتیں وہ مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے بارے میں کہتا تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الوداع سے تبوک کی طرف چلے تو بڑے اور چھوٹے جھنڈے باندھے گئے سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسرا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اور اوس کا جھنڈا اُسید بن حضیرؓ کو دیا اور خزرج کا جھنڈا ابودجانہؓ کو یا حبابؓ بن منذر کو دیا، اور حضورؐ کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا، اور دس ہزار گھوڑے تھے اور آپؐ نے انصارؓ کے ہر قبیلہ کو حکم دیا تھا کہ اپنے بڑے اور چھوٹے جھنڈے لیں اسی طرح قبائلِ عرب کے پاس بھی بڑے اور چھوٹے جھنڈے تھے [1]

آنحضرتؐ کا مرض الوفات میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ فرمانا

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ابتدائے خلافت میں اُس کی روانگی کو تمام کرنا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اہلِ اُبنیٰ پر صبح ہی صبح یلغار کر دینے اور ان کے گھروں کے جلا دینے کا حکم دے کر بھیجا آپؐ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جاؤ انھوں نے اپنے جھنڈے کو بیٹ کر حضرت بریدہ بن حصیبؓ اسلمی کو دیدیا وہ اس جھنڈے کو لے کر حضرت اُسامہؓ کے گھر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ سے یہ بھی فرمایا کہ فلاں جگہ پڑاؤ ڈالنا چنانچہ حضرت اسامہؓ نے موضع جرف میں آپؐ کے ارشاد کے بموجب پڑاؤ ڈالا یہ وہی موضع ہے جس کو آج کل سقیہ سلیمان کہتے ہیں مجاہدین نے یہاں جمع ہونا شروع کیا اپنی ضروریات پوری کیں اور لشکر گاہ میں آگئے اور جن کو کوئی ضرورت نہیں تھی وہ وہاں موجود تھے مہاجرین اولینؓ میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جو اس غزوہ میں شریک نہ ہوا ہو حضرت عمر بن خطابؓ، ابوعبیدہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ،

---

[1] تہذیب بحذف یسیر [2] خرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۲۰ من طریق الزہری

ابوالاعورؓ، سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل وودیگر مہاجرین اور کچھ حضرات انصارؓ مثلاً قتادہ بن نعمانؓ، سلمہؓ بن سلم بن حریش یہ سبھی حضرات جمع ہوئے مہاجرین میں جن کی گفتگو کسی قدر سخت ہوتی تھی عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے انھوں نے کہا ان مہاجرین اولین پر کیا یہ لڑکا (اسامہ) امیر بنایا جارہا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں اور لوگوں نے بھی کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس میں سے بعض باتیں سنیں اور جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی ان کی تردید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کی خبر دی کہ لوگوں نے ایسا ایسا کہا حضورؐ کو بہت غصہ آیا آپؐ نے اپنے سر پر بوجہ بیماری پٹی باندھ رکھی تھی اور جسم اطہر پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی (دولت کدہ سے باہر تشریف لائے) اور ممبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اما بعد! اے لوگو! میں نے جو اسامہ کو امیر مقرر کیا ہے اس سلسلہ میں تم میں سے بعض کا کچھ اعتراض مجھ تک پہونچا ہے یہ کیا بات ہے؟ پس خدا کی قسم اگر تم لوگ ان کے امیر بنانے میں آج طعنہ زنی کر رہے ہو تو تم لوگوں نے تو اس سے پہلے ان کے باپ (زیدؓ) کے بارے میں بھی طعنہ زنی کی تھی خدا کی قسم بیشک وہ امیر ہی بنانے کے قابل تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا امیر بنائے جانے کے قابل ہے جو تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس طرح کہ ان کے باپ تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور بیشک یہ دونوں ہر بھلائی کے خزانے ہیں تم لوگ بھی ان کے ساتھ خیر خواہی کرو یہ تمہارے پسندیدہ اور منتخب لوگوں میں سے ہیں اس کے بعد حضورؐ ممبر سے اتر کر حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے یہ واقعہ ۱۰ ربیع الاول ہفتہ کے دن کا ہے اس کے بعد مسلمان حضرت اسامہؓ کے ساتھ چلنے کے لئے آنے لگے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے انھیں لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضورؐ فرمارہے تھے کہ اسامہ کے لشکر کو ضرور روانہ کرنا نیز اُمّ ایمنؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اسامہ کو چھاؤنی میں اتنے دن اور ٹھہرنے کی اجازت دیدیں کہ آپ تندرست ہوجائیں تو بہت مناسب ہے اس لئے کہ حضرت اسامہؓ آپ کی اس حالت میں چلے گئے تو وہ اپنی ذات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے (دل میں انتشار رہے گا)، لیکن آپؐ نے یہی فرمایا کہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو وہ لشکر گاہ پر پہونچے، اتوار کی رات لوگوں نے وہیں گذاری، حضرت اسامہؓ اتوار کے دن حضورؐ کی خدمت میں مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کی کیفیت طاری تھی یہ وہی دن ہے جس روز آپؐ کو دوا پلائی گئی تھی، حضرت اسامہؓ آپؐ کی خدمت میں

اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپؐ کے پاس
حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور ان کے گرداگرد ازواج مطہرات تشریف فرما تھیں
حضرت اُسامہؓ آپؐ کی طرف جھکے اور آپؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا حضورؐ گفتگو نہیں کر سکتے تھے اپنے
دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور حضرت اسامہؓ پر پھیر دیتے حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ
میں سمجھ گیا کہ آپؐ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں اس کے بعد حضرت اُسامہؓ اپنی چھاؤنی کی طرف
لوٹ گئے پیر کے دن صبح ہی صبح پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ کو کسی قدر افاقہ تھا
آپؐ نے فرمایا جاؤ اللہ برکت عطا فرمائے۔ حضرت اُسامہؓ نے آپؐ کی صحت دیکھ کر آپؐ سے
رخصتی ملاقات کی، ازواجِ مطہرات کے چہرے آپؐ کی یہ صحت دیکھ کر چمک گئے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! الحمد للہ آج آپ کو افاقہ ہے اور مجھے آج اپنی
بیوی بنت خارجہ کے یہاں جانا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے چنانچہ یہ موضع سُنح چلے گئے حضرت
اُسامہؓ بھی سوار ہو کر چھاؤنی کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لشکرگاہ پر پہونچنے کا
اعلان کر دیا انھوں نے لشکرگاہ پہونچنے پر لوگوں کو کوچ کا حکم دیا دوپہر ڈھل چکی تھی اور حضرت
اسامہؓ موضع جرف سے سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کی ماں اُمِ ایمنؓ
کا قاصد ان کے پاس پہونچا جس نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے
فانی سے کوچ فرما رہے ہیں فوراً حضرت اسامہؓ مدینہ کی طرف واپس ہوئے ان کے ساتھ
حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما بھی تھے، حضورؐ کی خدمت میں پہونچے اور آپؐ کا آخری
سانس تھا، حضورؐ کا ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ ظہر کے بعد وصال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔
اور وہ سارا لشکر جو جرف کی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا مدینہ واپس آگیا اور بریدہ
بن حصیب رضی اللہ عنہ حضرت اسامہؓ کے جھنڈے کو اسی طرح بندھا ہوا لائے اور حضورؐ کے
دروازے پر گاڑ دیا جب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بریدہؓ کو حکم دیا کہ اس جھنڈے کو اسی طرح اسامہؓ کے گھر لے جاؤ
اور یہ جھنڈا کھولا نہ جائے گا جب تک کہ حضرت اُسامہؓ لوگوں کو لے کر غزوہ میں نہ پہنچ جائیں
اور پھر غزوہ سے فارغ نہ ہو جائیں۔ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ میں اس جھنڈے کو لیکر
حضرت اُسامہؓ کے گھر پہونچا۔ اسے اسی طرح بندھا ہوا لے کر ملک شام تک حضرت اسامہؓ
کے ساتھ گیا۔ پھر اسے اسی طرح لے کر حضرت اُسامہؓ کے گھر آیا۔ وہ جھنڈا اسی طرح ان کے
گھر بندھا ہوا رہا اور حضرت اُسامہؓ کی وفات تک لپٹا رکھا رہا۔ جب قبائلِ عرب میں حضورؐ کے

وصال کی اطلاع پہونچی تو بہت سے لوگ اسلام سے منحرف ہو گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مرتدین کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) حضرت اُسامہؓ سے فرمایا کہ تم وہیں جاؤ جس جگہ کیلئے حضورؐ نے حکم فرمایا تھا لوگوں نے نکلنا شروع کیا اور اسی پہلی جگہ پر لشکر جمع کیا حضرت بریدہؓ اس جھنڈے کو لے کر لشکر گاہ پر پہونچے، یہ بات مہاجرین اوّلین کے بڑے لوگوں کو گراں گذری اور حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت ابو عبیدؓ اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین نے حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! ہر طرف سے عرب کے مرتدین آپ کے اوپر ٹوٹے پڑ رہے ہیں آپ مسلمانوں کے اس لشکر کو باہر بھیج کر کوئی دُور اندیشی کی بات نہیں کر رہے ہیں، پہلے اس لشکر کے ذریعہ مرتدین کے سینوں کو تیروں کا نشانہ بنائیے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے لشکر کے نکل جانے کے بعد یہاں چھوٹے بچے اور عورتیں رہ جائیں گی اہل مدینہ پر لوٹ مار کا قوی اندیشہ ہے رُوم کی لڑائی کو اس وقت تک موخر کیجئے کہ مسلمانوں کی قوت مستحکم ہو جائے اور مرتدین یا تو اسلام میں لوٹ آئیں یا تلوار ان کو فنا کر دے اس کے بعد حضرت اُسامہؓ کو بھیج دیجئے گا، فی الحال تو ہم رومیوں سے اس بات سے امن میں ہیں کہ وہ ہم پر چڑھ کر آئیں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سب حضرات کی ساری باتیں سُن چکے تو فرمایا کیا تم میں سے کسی اور کو بھی کچھ کہنا ہے؟ ان حضرات نے کہا نہیں جو ہمیں کہنا تھا سو آپ نے سن لیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے کہ اگر میں یہ گمان کروں کہ درندے مجھ کو مدینہ میں کھا جائیں گے جب بھی اس لشکر کو بھیجکر رہوں گا اور اُسامہؓ کو اس غزوہ کو پورا کر کے لوٹنا ضروری ہے اور کیوں ضروری نہ ہو؟ حضورؐ پر آسمان سے وحی اُترتی تھی اور آپؐ فرماتے تھے کہ اُسامہ کے لشکر کو روانہ کر دو لیکن ایک بات کے بارے میں میں اُسامہؓ سے کہوں گا، حضرت عمرؓ کے بارے میں ان سے گفتگو کروں گا کہ انھیں میرے پاس ٹھہرنے دیں کیونکہ میرا بغیر ان کے کام نہ چلے گا میں نہیں جانتا کہ اُسامہ اسے منظور بھی کریں گے یا نہیں؟ اگر انھوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا تو ان پر اس بارے میں جبر نہ کرونگا، ان حضرات نے سمجھ لیا حضرت ابو بکرؓ نے اسامہؓ کے لشکر کے بھیجے جانیکا پختہ ارادہ کر رکھا ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ انکے مکان تشریف لے گئے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھوڑ جانے کے بارے میں گفتگو فرمائی انھوں نے منظور کر لیا، حضرت ابو بکرؓ نے اس منظوری پر ان سے کہا کہ کیا تم نے بطیب خاطر یہ اجازت دی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ باہر تشریف لائے اور اپنے منادی کو حکم دیا کہ میری طرف سے اس بات کا اعلان کر دے کہ کوئی ان لوگوں میں سے جنھوں نے حضورؐ کی حیاتِ مبارک میں جانے کی تیاری کی تھی اور نہ

انھیں حضرت اُسامہؓ کے ساتھ جانے کو کہا گیا تھا ایک بھی پیچھے نہ رہ جائے ورنہ میں سکو ان لوگوں کے جانے کے بعد پیدل روانہ کروں گا ور مہاجرین کی اس جماعت کو بلایا جس نے حضرت اُسامہؓ کی امارت کے بارے میں گفت وشنید کی تھی ان پر بھی انتہائی سختی کی اور انکو بھی نکالا، ایک انسان بھی باقی نہیں بچا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہؓ اور مسلمانوں کو پہونچانے گئے، جب حضرت اسامہؓ مقام جرف سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہوئے جن کی تعداد تین ہزار تھی ان میں ہزار گھوڑے تھے تھوڑی دیر تک تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہؓ کو پہونچانے کیلئے چلتے رہے اس کے بعد فرمایا "اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ" ۔ میں نے تمہارے دین اور ایمان اور عمل کے خاتمہ کو اللہ کے حوالہ کیا"، حضورؐ تم کو وصیت کر گئے ہیں لہٰذا تم حضور کے کام کو پورا کرو میں اپنی طرف سے نہ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ تم کو منع کرتا ہوں میں تو صرف اس بات کا نفاذ کرا رہا ہوں جس کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما گئے تھے یہ ان مقامات سے جہاں کے لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے جیسے جہینہ اور قضاعہ وغیرہ نہایت تیزی کے ساتھ گذر گئے اور وادی قریٰ پر جا کر ٹھہرے اپنے ایک جاسوس کو جو قبیلۂ بنی عذرہ سے تھا جس کا نام حریث تھا اس کو آگے بھیجا وہ اپنی سواری پر ٹھکران سے پہلے ہی تیزی سے چل دیا، ورا بنیٰ تک پہونچ گیا، وہاں کا جائزہ لینے کے بعد دوسرا راستہ اختیار کر کے جلدی سے لوٹ کر آیا اور حضرت اُسامہؓ سے ابنیٰ سے دو رات کے فاصلہ پر ملا۔ اس نے خبر دی کہ لوگ غافل ہیں اور ان کے پاس کوئی جمعیت نہیں آپ جلدی سے چلئے اس سے پہلے کہ ان کے لوگ جمع ہوں ان پر لوٹ ڈال دیجئے۔[1]

حضرت حسن بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل اہل مدینہ اور اس کے اطراف سے ایک لشکر جمع کرایا اس لشکر میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے آپؐ نے حضرت اسامہؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا حضرت اُسامہؓ کا لشکر ابھی خندق سے نہیں گذرا تھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، حضرت اسامہؓ لوگوں کو لے کر راستے میں ٹھہر گئے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا آپ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لیجائیں اور ان سے اجازت لیں اگر وہ مدینہ آنے کی اجازت دیں تو سب لوگ مدینہ لوٹ چلیں اس لئے کہ میرے ساتھ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ موجود ہیں و نیز مجھے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] کذا فی مختصر ابن عساکر وقد ذکرہ فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۱۲ عن ابن عساکر من طریق الواقدی عن اسامہؓ واشار الیہ الحافظ فی فتح الباری ج ۸ صفحہ ۱۱۷ [2] واخرج ابن عساکر ایضاً

علیہ وسلم پر اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر اور مسلمانوں کے گھر والوں پر ڈر ہے کہ مشرکین حملہ نہ کر بیٹھیں اور حضرات انصار نے بھی یہی کہا اس کے بعد حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ اگر پھر بھی وہ یہی ارشاد فرمائیں کہ ہم لوگ اس غزوہ میں جائیں تو آپ میری طرف سے ان سے فرمادیں اور ان سے اس چیز کا مطالبہ کریں کہ ہم لوگوں کے لشکر کا کسی ایسے آدمی کو امیر مقرر کر دیجئے جو مجھ سے عمر میں زیادہ ہو، حضرت اسامہؓ کے کہنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اسامہؓ کا تمام پیغام اُن سے کہہ سنایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر کتے اور بھیڑیئے بھی ہمیں پھاڑ کھائیں تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے فیصلہ کو لوٹانے والا نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرات انصارؓ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں ان کی طرف سے آپ سے یہ عرض کر دوں کہ وہ لوگ آپ سے ایک ایسے امیر کا مطالبہ کرتے ہیں جو عمر میں حضرت اسامہؓ سے زیادہ ہو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جھپٹ کر اٹھے اور حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تجھے تیری ماں گم اور معدوم کرے اے ابن خطاب! انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم امیر مقرر کریں اور تم مجھ کو حکم دیتے ہو کہ میں ان سے امارت چھین لوں؟ حضرت عمرؓ لوگوں کے پاس واپس تشریف لائے لوگوں نے پوچھا کیا کر آئے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا چلو تمہاری ماں تم کو گم کرے آج تم ہی لوگوں کی بدولت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ، یہ باتیں سُننی پڑی ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خود بھی تشریف لائے ان لوگوں کو ہمت دلائی اور اُن حضرات کو رخصت کیا، حضرت ابوبکرؓ پہونچانے کے لئے پیادہ چل رہے تھے اور حضرت اسامہؓ سوار تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوبکرؓ کی سواری کو کھینچ کر لے چل رہے تھے حضرت اسامہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ ضرور سوار ہو جائیے ورنہ میں نیچے اترتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نہ تم نیچے اترو اور نہ میں سوار ہوں گا اس میں میرا کیا حرج ہے کہ میرے قدم تھوڑی دیر کے لئے اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو جائیں؟ بیشک غازی کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجے بلند کئے جاتے ہیں اور سات سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رخصت کر کے واپس چلے تو حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ اگر تم اس بات کو مناسب سمجھو کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو میری معاونت کے لئے بھیجدو تو ایسا کرو حضرت اسامہؓ نے اجازت دیدی [1]

---

[1] کذا فی مختصر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۷ و کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۱۴ و ذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۰۵ عن سیف عن الحسن مختصرا

حضرت[1] عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے بیعت سے فراغت پا کر اطمینان
حاصل کر لیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسامہؓ سے فرمایا اب تم وہاں جاؤ جس جگہ کے جہاد
کے لیے حضورؐ تمہیں بھیج رہے تھے کچھ مہاجرینؓ اور انصارؓ حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ ابھی حضرت اسامہؓ اور ان کے لشکر کو روک لیجئے ہم لوگوں کو ڈر ہے کہ جب عرب سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سنیں تو ایسا نہ ہو کہ وہ ہم لوگوں پر ٹوٹ پڑیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے جو انتہائی تدبر اور ذی فہم انسان تھے فرمایا کہ میں اس لشکر کو جسے حضورؐ نے روانہ فرمایا ہو کیسے
روک سکتا ہوں؟ اگر ایسا کروں گا تو میں نے ایک بڑے کام پر جرأت کی ہوگی قسم اس ذات کی
کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ تمام عرب مجھ پر ٹوٹ پڑیں اس
بات سے کہ میں اس لشکر کو روک دوں جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہو،
اسامہ! تم اپنا لشکر لے کر وہیں جاؤ جس جگہ کا تمہیں حضورؐ نے حکم دیا ہے اور وہاں جا کر غزوہ
کرو جس جگہ حضورؐ نے تمہیں غزوہ کرنے کا حکم دیا ہے یعنی فلسطین کے اطراف میں اور اہل موتہ
پر اور باقی حوادثات سے اللہ کفایت فرمائے گا ہاں اگر تم یہ مناسب سمجھو کہ حضرت عمر بن خطابؓ
کے روک لینے کی مجھے اجازت دے سکو کہ میں ان سے مشورہ لیتا رہوں گا اور ان کے ذریعہ
امداد حاصل ہوتی رہے گی وہ صاحب رائے اور اسلام کے بہی خواہ ہیں تو تم مجھے اجازت دیدو
چنانچہ حضرت اسامہؓ نے اس کی اجازت دیدی، چونکہ اکثر قبائل عرب اور اہل مشرق اور غطفان اور
بنو اسد اور اکثر قبیلہ اشجع کے لوگ دین اسلام سے پھر گئے تھے اور صرف قبیلہ طے اسلام پر
باقی تھا تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضرت اسامہؓ اور ان کے لشکر کو
روک لیجئے اور ان حضرات کو ان لوگوں کی طرف بھیجئے جو اسلام سے پھر گئے ہیں (قبیلہ غطفان اور قبائل
عرب) حضرت ابوبکرؓ نے ان کی روانگی کے التوا کو منع فرما دیا، اور فرمایا کہ تم سب لوگوں کو اس
بات کا علم ہے کہ تم لوگوں میں حضورؐ کے زمانہ سے اب تک ایک ایسی بات کے بارے میں مشورہ
ہوتا رہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں میں نے کوئی حکم نہیں سنا اور نہ تمہارے
اوپر اس بارے میں اللہ کی کتاب میں کوئی آیت اتری۔ تم لوگوں نے بھی ایک رائے پیش کی اور
میں بھی تم لوگوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جو زیادہ بھلی بات دیکھو اور مجھے اسکے
کرنے کا حکم دیدو۔ پس تحقیق کہ اللہ تعالیٰ ہرگز تم لوگوں کا گمراہی پر اجتماع نہ کرے گا۔ قسم اس ذات
کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے میرے جی میں اس جہاد سے افضل کوئی چیز نہیں معلوم ہوتی

---

[1] اخرجہ ابن عساکر

ہم میں سے کس میں یہ جرأت ہے کہ اس قافلہ کو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیج رہے ہوں روک سکے؟ تمام مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر اتفاق کیا اور یقین کر لیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سب سے رائے میں افضل ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اسی طرف روانہ فرمایا جس جانب کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان حضرات کو اس غزوہ میں سخت سے سخت مصیبت سے دوچار ہونا پڑا لیکن اللہ پاک نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے لشکر کو بچا لیا اور ان لوگوں کو مال غنیمت بھی ملا، اور اللہ پاک ان لوگوں کو صحت وسلامتی کے ساتھ واپس لے آیا، اس لشکر کو روانہ فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باقی مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی معیت میں مرتدین کی سرکوبی کے لئے نکلے، سارے مرتد اپنے اپنے بال بچے لے کر بھاگ گئے جب مسلمانوں کو ان کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ بال بچوں کی طرف مدینہ تشریف لے چلئے اور اپنے اصحاب میں سے کسی آدمی کو لشکر کا امیر کر دیجئے، اور اس سے عہد وپیمان لے لیجئے، مسلمانوں نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اس بات کا بہت اصرار کیا تو آپ واپس آ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا، اور ان سے فرمایا کہ جب مرتدین اسلام لے آئیں اور ادائیگی زکوٰۃ کر دیں تو تم مسلمانوں میں سے جو واپس آنا چاہے وہ واپس آ سکتا ہے یہ ہدایت فرما کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ واپس تشریف لے آئے[1]

حضرت عروہؒ کے والد فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی اور تمام انصار نے جن میں بیعت کے بارے میں اختلاف تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کر لی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا کام پورا ہونا چاہئے، ادھر تمام عرب یا کچھ لوگ ہر قبیلہ سے مرتد ہو چکے تھے، نفاق ظاہر ہو چکا تھا یہودیت اور نصرانیت گردن بلند کر کر کے نظریں اٹھا رہی تھی اور مسلمانوں کی مثال بکری کے اس ریوڑ کی طرح ہو گئی تھی جو سردی کی راتوں میں بارش سے بھیگ گیا ہو اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے مسلمانوں کی تعداد کم ان کے دشمنوں کی تعداد زیادہ، یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ لے دے کر صرف یہی مسلمان ہیں اور تمام عرب جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں حملہ کرنے پر تیار اور تلے بیٹھے ہیں آپ کے لئے، مناسب نہیں کہ آپ ان مسلمانوں کی جماعت کو یہاں سے چلتا کر دیں،

---

[1] کذا فی مختصر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۱ وذکرہ فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۱۴ [2] وقد ذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۰۴ عن سیف بن عمر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ ابوبکر کی جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر میں یقین کروں کہ درندے ان لوگوں کے پیچھے مجھے پھاڑ ڈالیں گے تب بھی میں حضرت اُسامہؓ کے اس لشکر کو روانہ کر کے رہونگا جس طرح پر کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اگرچہ آبادی میں میرے سوا کوئی باقی نہ رہے جب بھی میں یہ لشکر بھیجکر رہوں گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو تمام عرب اسلام سے پھر گیا تھا اور نفاق اُن کے دلوں میں گھر کر چکا تھا خدا کی قسم میرے باپ پر ایسی مصیبت پڑی تھی کہ اگر سخت سے سخت پہاڑ پر اُترتی تو اس کو بھی چکنا چور کر دیتی اور مسلمانوں کی مثال ایسی بھیگی بھیڑ کی طرح ہوگئی تھی جو جھاڑی کی اوٹ میں برسات کی راتوں میں درندوں والی زمین میں ہو، اور خدا کی قسم اگر ان میں کسی نقطہ پر بھی اختلاف ہوتا تو میرے والد اُڑ کر اس کو مٹانے اور روک تھام کے لیے پہونچتے تھے، [۳]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی، یہ کلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا، ان سے دریافت کیا گیا کہ اے ابوہریرہؓ کس لئے؟ انھوں نے فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ ملک شام کی طرف بھیجا، جب انھوں نے مقام ذی خشب میں پڑاؤ ڈالا تو حضورؐ کی وفات ہوگئی مدینہ کے اطراف کے عرب مرتد ہوگئے، اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا اس لشکر کو واپس بلا لیجئے آپ ان لوگوں کو روم بھیج رہے ہیں اور یہاں مدینہ کے چاروں طرف عرب مرتد ہوگئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر کتّے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر گھسیٹ کر بھی لیجائیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہ کروں گا جس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور میں اُس جھنڈے کو نہ کھولونگا جس کو حضورؐ نے باندھا ہے، چنانچہ حضرت اسامہؓ کے لشکر کو بھیجکر رہے، حضرت اسامہؓ کا یہ لشکر جب ان قبیلوں پر سے گذرتا جو مرتد ہونا چاہ رہے تھے وہ لوگ آپس میں تذکرہ کرتے کہ اگر مسلمانوں کے پاس قوت نہ ہوتی تو ان جیسے لوگ ان کے پاس سے جہاد کے لئے نہ جاتے ہمیں اس وقت ان سے چھیڑ نہیں کرنی چاہیئے انھیں چھوڑیں اور روم سے لڑنے دیں پھر دیکھا جائے گا، چنانچہ ان حضرات کی رومیوں سے جنگ ہوئی انھیں شکست دی

---

[۱] قال ابن کثیر وقد روی ہذا عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ [۲] ومن حدیث القاسم و، عن عائشہ [۳] وقد اخرجہ طبرانی عن عائشہ رضی اللہ عنہا نحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ رواہ الطبرانی من طرق ورجال ہذا ثقات [۴] اخرج البیہقی

اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور صحت و سلامتی کے ساتھ یہ واپس ہوئے یہ دیکھ کر مرتدین بھی اسلام پر جم گئے۔[1]

ایک روایت[2] میں ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت خالدؓ کو شام کی طرف روانہ کر چکے تو اسی بیماری میں مبتلا ہو گئے جس میں چند ماہ بعد ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی قدر افاقہ محسوس ہوا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت طے فرما چکے تھے ان سے اس بات کو بیان کر کے فرمایا کہ جاؤ میرے پاس حضرت عمرؓ کو بلا لاؤ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے فرمایا کہ اے عمر! جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو سُن لو پھر اس پر عمل کرو میرا خیال ہے کہ میں آج انتقال کر جاؤں گا اور یہ پیر کا دن تھا، جب میں انتقال کر جاؤں تو شام نہ ہونے دینا کہ لوگوں کو حضرت مثنیٰؓ کے ساتھ جمع کر لینا اور روانہ کر دینا اور اگر میں رات کو انتقال کروں تو صبح نہ ہونے دینا کہ لوگوں کو حضرت مثنیٰؓ کے ساتھ جمع کر کے روانہ کر دینا اور تمہیں کوئی مصیبت اگرچہ کتنی ہی بڑی ہو تمہارے دینی کام میں اور اللہ پاک کی وصیت میں مانع نہ ہو، تم نے مجھ کو دیکھا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں نے کس طرح کام کیا حالانکہ آپؐ جیسی ہستی مخلوق کبھی نہیں پا سکتی اور نہ اُس جیسی مصیبت مخلوق پر کبھی آسکتی ہے اگر ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے غفلت برتی ہوتی تو ہم رُسوا ہو جاتے اور ہمیں ضرور سزا دی جاتی اور سارا مدینہ آگ سے بھڑک جاتا۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں اور مرتدین سے صدیق اکبرؓ کا اہتمام جنگ

حضرت[3] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو مدینہ کے آس پاس نفاق پھیل گیا اور وہاں کے عرب مُرتد ہو گئے اور عجم بھی مُرتد ہو گئے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑک اُٹھے اور نہاوند والوں سے ان کی ساز باز ہو گئی اور معاہدہ ہو گیا اور ان لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو وفات پا گیا جس کی وجہ سے مدد کی جاتی تھی، حضرت صدیق اکبرؓ

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۰۵ وخرجہ ایضا الصابونی فی المائتین کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۲۹ وابن عساکر کما فی المختصر ج صفحہ ۱۲۲ عن ابی ہریرۃ بنحوہ۔ قال ابن کثیر عباد بن کثیر ہٰذا فی اسنادہ ہٰذا ظنہ البرکی لرد یۃ غریب عنہ وہو متقارب الحدیث وما البصری، شقفی فمتروک الحدیث انتہی۔ وقال فی کنز العمال وسندہ فی حدیث ابی ہریرہ حسن۔ انتہی [2] اخرج ابن جریر الطبری ج ۴ صفحہ ۲۳ [3] اخرج الخطیب فی رواۃ مالک

نے مہاجرینؓ و انصار کو جمع کیا اور فرمایا کہ ان عرب نے زکوٰۃ کی اونٹ اور بکری دینے کو منع کر دیا
ہے، اور اپنے دین سے پھر گئے ہیں اور ان عجمیوں نے نہاوند والوں سے معاہدہ کر لیا ہے کہ یہ
سب تم سے لڑائی کے لئے جمع ہوں، اور یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ آدمی (حضورؐ) کہ جس کی
وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی تھی وفات پا گیا ہے اب تم لوگ مجھے مشورہ دو اور میں بھی تم میں کا ایک
آدمی ہوں، اور میں اس خلافت کا بوجھ اٹھانے سے تم سے زیادہ ضعیف ہوں، صحابہ کرامؓ بہت
دیر تک گردن جھکائے رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! میرا خیال ہے
کہ ان عرب سے آپ نماز پر اکتفا کر لیجئے اور ان سے زکوٰۃ کا لینا چھوڑ دیجئے ان کا اسلام زمانہ
جاہلیت سے ابھی قریب ہے یہ ابھی اسلامی احکامات کے عادی نہیں ہوئے ہیں پھر یا اللہ پاک
انہیں بھلائی کی طرف لے ہی آئے گا یا اللہ اسلام کو عزت دیدیگا اور ہم لوگوں میں ان سے لڑنے
کی قوت پیدا کر دے گا، جو مہاجرینؓ و انصار باقی رہ گئے ان میں تمام عرب و عجم سے لڑنے کی سکت
و توانائی نہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا کہ
تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے بھی یہی کہا اور حضرت علیؓ نے بھی یہی کہا اور تمام مہاجرینؓ نے بھی
انہیں کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا پھر حضرت ابو بکرؓ نے انصارؓ کی طرف متوجہ ہو کر دریافت
فرمایا ان حضرات نے بھی اسی رائے کے ساتھ اتفاق کیا، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
یہ دیکھا تو آپ ممبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا اما بعد! اللہ پاک نے
جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو حق انتہائی قلیل اور اجنبی تھا اور اسلام کی
حیثیت ایک بھٹکائے ہوئے مسافر کی طرح تھی اس کی رسی کمزور تھی اس کے ماننے والے تھوڑے
تھے اللہ پاک نے سب لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کر دیا اور ان لوگوں کو باقی رہنے والی
اور افضل جماعت بنا دیا خدا کی قسم ہم اللہ کے کام کے لئے ہمیشہ کھڑے ہوں گے اور اللہ کے
راستے میں ہمیشہ جہاد کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارے مقصد کو پورا کرے
اور جو کچھ اس نے وعدہ کیا ہے اسے وفا کر دے جو ہم میں سے مارا جائیگا وہ شہید ہو کر جنت میں
جائے گا جو باقی رہے گا وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا خلیفہ ہو کر باقی رہے گا، اور اللہ کے بندوں کا
صحیح وارث ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ خلاف نہیں ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۂ نور رکوع ۷) ترجمہ
"اللہ پاک نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے وعدہ فرمایا ہے کہ زمین پر ان کو
اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو اللہ پاک نے خلیفہ بنایا ہے خدا کی قسم

اگر وہ مجھے ایک رسّی کے دینے سے انکار کریں گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے پھر ان کا شجر، ڈھیلے پتھر اور جن وانسان سب مل کر ساتھ دیں (پھر بھی) میں ان سے ضرور جہاد کر کے رہوں گا، یہاں تک کہ میری روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی جائے اللہ پاک نے نماز و زکوٰۃ میں تفریق نہیں کی اور ان دونوں کو ایک ساتھ جمع کیا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا کی قسم جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جہاد کا ارادہ کیا تو میں نے جان لیا کہ حق یہی ہے [۱]

حضرت[۲] صالح بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ جب فتنۂ ارتداد پھیلا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا تمام تعریف ایسے اللہ کی جس نے ہدایت دی اور پوری پوری ہدایت دی اور دیا اور اتنا دیا کہ ہم لوگوں کو غنی کر دیا، بیشک اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے نوازا اور اس وقت کوئی پُرسانِ حال نہ تھا اور اسلام انتہائی اجنبی تھا اس کی رسّیاں کمزور تھیں اس کی حیثیت داستانِ کہنہ معلوم ہوتی تھی اور جو اس کے اہل تھے وہ اس سے بدکتے تھے اور اللہ پاک اہل کتاب سے ناراض تھا لہذا ان کو اس خیر سے نہیں نوازا چونکہ پہلے سے ان کو بھلی چیز دے رکھی تھی (جس سے انھوں نے روگردانی کی تھی) اور اہلِ کتاب سے اللہ تعالیٰ نے کسی شر کو نہیں پھیرا اس لئے کہ وہ پہلے سے شرپسند تھے، ان لوگوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا اور کتاب میں وہ چیزیں شامل کر دیں جو کتاب میں نہیں تھیں، اور عرب اَن پڑھ تھے اور ایمان باللہ سے خالی تھے نہ تو اس کی عبادت کرتے تھے اور نہ اس کو پکارتے تھے وہ تنگ عیش میں مبتلا تھے اور ان کا دین سب میں زیادہ گمراہ تھا، اور سرکار دو عالمؐ کے ساتھ سطحِ زمین پر محض چند صحابہؓ تھے اللہ پاک نے تمام عرب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کیا افضل امت بنایا جس نے آپؐ کا اتباع کیا اللہ پاک نے انھیں اپنی مدد سے نوازا اور انھیں ان کے غیر پر کامیاب فرمایا، یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی (اب) شیطان نے ان لوگوں پر سواری گانٹھی ہے اور انھیں اسی جگہ لے آیا ہے جہاں سے اللہ نے انھیں ہٹایا تھا شیطان نے ان کا ہاتھ پکڑا ہے اور ان لوگوں کی خبر مرگ کا اعلان کر دیا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۵) ترجمہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے اگر آپؐ وفات

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۴۲ سنہ ۱۵۲ اخرج ابن عساکر

جائیں یا شہید کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر اُلٹا پھر گیا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنیوالوں کو بدلہ دے گا"، تم لوگوں کے آس پاس جو عرب ہیں انھوں نے زکوٰۃ کی بکری، اونٹ دینے سے منع کر دیا ہے یہ لوگ اگر آج اپنے پرانے دین کی طرف پھر گئے ہیں تو پہلے بھی یہ لوگ اپنے دین سے بے رغبت نہیں تھے اور اسی وجہ سے یہ تمہارے دین پر اتنے پختہ نہیں ہوئے جتنا کہ تم لوگ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے نبیؐ کی برکتوں سے محروم رہنے کے باوجود پختہ ہو، اور بے شک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو اس کافی ولی (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حوالہ کر کے گئے جس نے گمراہوں کو ہدایت دی اور محتاجوں کو بے پروائی بخشی اور تم لوگ جہنم کے گڑھے کے کنارے تھے تم کو اس سے بچا لیا، خدا کی قسم میں اللہ کے امر پر ضرور لڑوں گا اور اسے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور ہمارے لئے اپنے عہد کی وفا کرے، اور جو ہم میں سے شہید کیا جائے گا، اہلِ جنّت میں سے ہوگا اور جو ہم میں سے باقی رہیگا اللہ کی زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اس کا وارث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حق ثابت کر دکھایا اور اللہ کا قول ایسا ہے کہ جس کے لئے خلاف نہیں، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورہ نور رکوع ۷)، ترجمہ: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے عملِ صالح کئے اللہ پاک نے ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا"۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ ممبر سے اتر آئے۔ لہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرینؓ میں بالاتفاق طے ہو گیا اور میں بھی انہیں میں تھا، جس وقت کہ عرب مرتد ہوئے ہم لوگوں نے عرض کیا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! چھوڑ دیجئے ان لوگوں کو! یہ نماز پڑھ لیا کریں گو زکوٰۃ نہ دیں اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل ہو چکا ہے تو وہ زکوٰۃ کا بھی اقرار کر لیں گے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اسکے ہاتھ میں ہے یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں بہ نسبت اس کے کہ میں کسی ایسی چیز کو چھوڑ دوں جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ و قتال کیا ہے ہاں میں بھی ان چیزوں پر جنگ و قتال کر کے رہوں گا، چنانچہ یہ عرب سے یہاں تک لڑے کہ انھوں نے پھر اسلام قبول کر لیا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میری جان اسکے

لہ قال ابن کثیر فیہ انقطاع بین صالح بن کیسان والصدیق لکنہ یشہد لنفسہ بالصحۃ لجزالۃ الفاظہ وکثرۃ مالہ من الشواہد کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۲ وقد ذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۱۱ عن ابن عساکر بنحوہ لہ واخرج العدنی

قبضۂ قدرت میں ہے کہ البتہ یہ ایک دن (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا) خاندانِ عمرؓ سے بہتر ہے [۱]۔

حضرت[۲] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات ہوگئی تو عرب میں سے جن کو مرتد ہونا تھا مرتد ہو گئے، اور ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہم نماز پڑھیں گے زکوٰۃ نہ دیں گے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کو الفت دلایئے اور ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیجیے یہ لوگ تو ڈھور ڈنگر کی طرح ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم سے مدد و نصرت کی امید تو در کنار اور الٹے تم میرے پاس کنگ کا ٹیکہ لگنے والی بات لائے ہو، تم زمانۂ جاہلیت میں تو بڑے بہادر بنتے تھے اور زمانۂ اسلام میں بزدل ہو گئے، مجھے کس چیز کا ڈر ہے کہ میں ان کی تالیفِ قلوب من گھڑت اشعار سے یا بیہودہ قصے کہانیوں سے کروں افسوس صد افسوس کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے جہاد کروں گا جب تک مجھے اپنے ہاتھ میں تلوار پکڑنے کی طاقت ہوگی اگر وہ مجھے رسی دینے سے بھی منع کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس معاملہ میں میں نے حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے زیادہ پختہ ارادہ والا اور امر کا نفاذ کرنے والا پایا، اور لوگوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کام کرنے کے ایسے بہترین طریقے بتائے کہ بہت سے لوگوں کے دشوار کام جب میں ان کا خلیفہ ہوا مجھ پر آسان ہو گئے [۲]۔

ضبہ[۳] بن محصن عنزی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حضرت ابوبکر رضؓ سے بہتر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو دیئے اور فرمایا کہ ایک رات حضرتِ ابوبکر رضؓ کی اور ان کا ایک دن عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ رات اور وہ دن بتا دوں؟ میں نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین! ضرور بتایئے، فرمانے لگے ان کی رات تو وہ ہے کہ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے بھاگ کر رات میں نکلے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پیچھے پیچھے تھے، [۴] اور ان کا ایک دن وہ ہے جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مرتد ہو گئے تھے، اور ان میں سے بعض نے تو یہ کہا تھا کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے، اور بعض نے کہا تھا نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے، میں حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا میں کھلائی اور مصلحت کی بات حضرت ابوبکر رضؓ سے چھپایا نہیں

۱؎ کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۱ ۲؎ عند الاسماعیلی ۳؎ کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۳۰ ۴؎ واخرجہ الدینوری فی المجالسۃ و ابو الحسن بن بشران فی فوائدہ والبیہقی فی الدلائل وغیرہ کذا فی المنتخب ج ۴ ص ۳۴۸ فذکر حدیث فی الہجرۃ کما تقدم صفحہ ۳۲ حیاۃ الصحابہؓ جلد اول

کرتا تھا میں نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! لوگوں کو اُلفت دلایئے۔[۱] باقی مضمون بیہقی کا وہی ہے جو اوپر گذرا،

حضرت[۲] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگوں میں سے جنہیں کافر ہونا تھا کافر ہوگئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے جہاد کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہدیں، پس جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس نے اپنی جان ومال محفوظ کرلی، مگر اس سے حقوقِ واجبہ لیئے جائیں گے اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے حوالہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑونگا جنھوں نے نماز وزکوٰۃ میں فرق کیا اس لیئے کہ زکوٰۃ حقِ مالی ہے، خدا کی قسم اگر مجھے رسی دینے سے بھی منع کریں گے جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے میں ان سے ضرور جنگ کرونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کا یہ کہنا تھا کہ مجھے یقین آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا جہاد کے لیئے سینہ کھول دیا، میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے[۳]

اہتمامِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اللہ کے راستے میں لشکروں کی روانگی، ترغیبِ جہاد اور جہادِ روم کیلئے صحابۂ کرامؓ سے مشورے

قاسم[۴] بن محمد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر خطبہ دیا اللہ کی تعریف کرنے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے بعد فرمایا کہ بے شک ہر کام کے لیئے کچھ اصول وقواعد ہوتے ہیں جس آدمی نے انکی پابندی کی تو یہ اس کے لیئے کافی ہوجاتے ہیں انھیں قاعدوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے اللہ عزوجل کے لیئے کام کیا اللہ تعالیٰ اس کی مشقت اور کوشش کی طرف سے کافی ہوگیا قصد

---

[۱] ذکرہ بنحوہ کما فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۴۸ [۲] وعند احمد و الشیخین [۳] واخرجہ ایضاً الجماعۃ الا ابن ماجہ و ابن حبان والبیہقی کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۰۱ [۴] اخرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۳۳ عن القاسم بن محمد ذکرہ المحدث وفیہ

اور ارادہ کو ہر کام میں زیادہ دخل ہے، سن لو! اُس آدمی میں دین نہیں اُس آدمی میں ایمان نہیں اس آدمی کے لئے اجر نہیں جس کی نیت صحیح نہیں، اور نہ ایسے آدمی کے عمل کا اعتبار، سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب آتا ہے کہ مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ اس میں شرکت سے رہ جائے اور وہ ثواب نجات پالیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے ذریعہ انسان رسوائیوں سے نجات پاجاتا ہے اور اس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی کرامت حاصل ہوتی ہے [1]

اسحاق بن یسارؒ کی روایت ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید یمامہ کی جنگ سے جب فارغ ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ خط بھیجا، اور یہ اس وقت یمامہ ہی میں تھے

"اللہ کے بندے ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن ولیدؓ اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ حضرات مہاجرینؓ و انصارؓ ہیں اور ان لوگوں کو جنھوں نے انکا خلوص نیت کے ساتھ اتباع کیا، میری طرف سے السلام علیکم عرض ہے، میں تم لوگوں سے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں امّا بعد! تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اپنے دوستوں کو عزت دی اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کیا، اور تنہا اسی اللہ پاک نے جماعت مستقیم کو غلبہ دیا، بیشک اُس اللہ نے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورۂ نور رکوع ۷)

ترجمہ:۔ "اللہ پاک نے جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کیا ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ان کو زمین میں خلیفہ بنادیں گے جس طرح ان لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے، خلیفہ بنایا اور ان لوگوں کے لئے ایسے دین کو، جو

---

[1] کذا فی المختصر وذکرہ فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۰۷ مثلہ۔ واخرجہ ابن جریر الطبری ج ۴ صفحہ ۳ عن القاسم بن محمد بمثلہ [2] واخرجہ البیہقی فی سننہ ج ۹ صفحہ ۱۷۹

ان کے لئے اللہ پاک نے پسند فرمایا ہے مستحکم اور مضبوط کر دے گا اور اسکے بعد ہم ان کے خوف کو ضرور امن سے بدل دیں گے یہ لوگ میری عبادت کرتے ہیں میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور جس نے اسکے بعد ارتکاب کفر کیا پس یہی لوگ فاسق ہیں" یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ اس کے خلاف نہیں کریگے اور یہ ایسا قول ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، اس نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور فرمایا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۶) ترجمہ: تم پر جہاد فرض کر دیا گیا۔ حالانکہ وہ تمہیں ناگوار گذرتا ہے، اور ایسا بہت ممکن ہے کہ کوئی شے تمہیں ناگوار گذرے حالانکہ وہی تمہارے لئے بہتر ہے، اور یہ بھی ہے کہ تم کسی شے کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے شر اور بری ہو، اللہ جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے ہو" — اللہ نے جو تم سے وعدہ لیا ہے اس کو تم پورا کرو اور جو کچھ تم پر فرض کیا ہے اس میں اللہ کی اطاعت کرو اگرچہ تمہیں بڑی سے بڑی مصائب کا سامنا کرنا پڑے، اور محنت ومشقتِ شدیدہ اٹھانی پڑے، اور اگرچہ تم اپنے مال اور جان کی پریشانیوں میں مبتلا کئے جاؤ، اللہ کے ثوابِ عظیم کے مقابلہ میں یہ چیزیں معمولی اور ہیچ ہیں، جاؤ اللہ کے راستے میں غزوہ کرو اللہ تم لوگوں پر رحمت نازل کرے اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (سورہ توبہ رکوع ۶) ترجمہ: خواہ تمہیں آسائش ہو یا سختی اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو" — میں خالد بن ولید کو حکم دیتا ہوں کہ عراق چلے جائیں جبتک میرا دوسرا حکم نہ پہونچے وہاں سے نہ ہٹنا، اور ان کے تمام ہمراہی بھی ان کیساتھ جائیں، اور اس بات میں تم لوگ سستی نہ برتنا۔ یہ ایک ایسی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اجرِ عظیم عطا فرمائیگا، ہر اُس شخص کو جس نے اخلاصِ نیت سے کام لیا، اور اس بھلائی میں دلی رغبت کے ساتھ شریک ہوا۔ اور تم لوگ بھی عراق میں رہنا جب تک کہ تمہارے پاس میرا حکم نہ آجائے۔ اللہ پاک میری اور تم لوگوں کی دنیوی اور اُخروی مہمات کو پورا فرمائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہیٰ"

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے غزوۂ روم کا ارادہ کیا تو ان حضرات کو بلایا، حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن
جراح اور اکابر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو جو غزوۂ بدر میں شریک تھے اور ان کے علاوہ
اور لوگوں کو بھی، چنانچہ یہ حضرات آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں بھی ان حاضرین میں تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اولاً اللہ کی تعریف کی کہ اللہ
بڑی عزت والا اور انتہائی بزرگ ہے اس کی نعمتیں حدِ شمار سے باہر ہیں، ہمارے عمل اس کے
انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے، تمام تعریف اُسی کے لئے ہے اللہ پاک نے تمہارے لئے
تمہارے کلمہ کو جمع کر دیا، تمہارے آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کر دی اور تم لوگوں کو اسلام
کی ہدایت دی اور شیطان کو تم سے دُور کر دیا، اب شیطان کو تم سے شرک کی اُمید نہیں ہے
کہ تم علاوہ اللہ کے کسی اور کو معبود بناؤ گے، آج تمام عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں
میری رائے ہے کہ مسلمان ملکِ شام کو رومیوں کے جہاد کے لئے جائیں، اللہ مسلمانوں کی
ضرور نصرت فرمائے گا اور اللہ اپنے کلمہ کو اونچا کر کے رہے گا، اور اس جہاد میں مسلمانوں کو
بہت بڑا ثواب ملے گا، اس لئے کہ جو ان میں سے ہلاک ہوگا شہید ہوگا اور اللہ پاک کے
نزدیک بھلے لوگوں کے لئے بڑی خیر ہے، اور جو زندہ رہا وہ دین کا پاسبان ہو کر زندہ رہے گا
اور اللہ اس کو مجاہدین کا ثواب بھی دے گا، یہ ہے میری وہ رائے جو میری سمجھ میں آئی،
اب آپ حضرات اپنی رائے سے مجھے اطلاع دیں، یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تمام تعریف اُس اللہ پاک کی جو اپنی بھلائی کے ساتھ اپنی مخلوق میں
جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے خدا کی قسم ہم نے جب کبھی کسی بھلائی کی طرف سبقت کرنی چاہی
آپ ہم سے اس میں آگے رہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کسی کو چاہتا ہے اپنے فضل سے
نوازتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے، خدا کی قسم میں اسی رائے کے دینے کے لئے آپ سے
ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن اتفاق نہ پڑا یہاں تک کہ آپ نے خود ہی اس کا تذکرہ فرما دیا، آپ نے
بہت درست رائے دی ہے، اور اللہ آپ کو سیدھا راستہ دکھائے آپ روم کی طرف ایک ساتھ
سواروں کو نہ بھیجئے، بلکہ تھوڑے تھوڑے سوار روانہ کیجئے، دستوں کو یک یک کر کے بھیجئے
لشکروں کو یکے بعد دیگرے روانہ فرمایئے، بیشک اللہ پاک اپنے دین کی مدد کرنے والا اور اسلام

لہ اخرج ابن عساکر ج ۱ ص ۱۲۶ عن الزہری

اور اہلِ اسلام کو عزت دینے والا ہے ان کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا: اے خلیفۂ رسول اللہ! یہ سرخ چہرے والے رومی سخت لوہا اور مضبوط پتھر کی طرح ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ہم لوگ ان پر ایک دم سے چل پڑیں، لیکن آپ سواروں کو بھیجئے کہ وہ ان کے کنارے کی آبادیوں پر ٹوٹ ڈال کر آپ کی طرف واپس چلے آیا کریں، جب اس طرح کئی مرتبہ کر چکیں تو ان کو کافی نقصان پہنچ چکا ہوگا، اور ہم لوگ ان کے دور کے علاقہ پر قبضہ کر چکے ہوں گے، اور اپنے دشمن سے بھی علیحدہ رہیں گے اس کے بعد لشکر ملکِ یمن بھیجئے اور ربیعہ اور مضر کے اطراف میں پھر ان سب کو اپنے پاس جمع کیجئے پھر اگر آپ کا ارادہ ہو تو خود جاکر یا کسی اور کو بھیجکر رومیوں سے غزوہ کیجئے، حضرت عبد الرحمنؓ اتنا کہکر چپ ہو گئے اور لوگ بھی خاموش بیٹھے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے مخاطب ہوکر پھر فرمایا کہ تم حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس دین والوں کا ہمدرد اور ناصح پاتا ہوں آپ مسلمانوں پر مہربان ہیں اگر آپکے نزدیک کوئی ایسی رائے ہے کہ جو تمام مسلمانوں کی مصلحت میں مفید ہے تو آپ اس کو کر گذریئے، آپ پر کوئی الزام اور تہمت نہیں، یہ سن کر حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعید بن زید اور جتنے مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اس مجلس میں حاضر تھے، سب یک زبان بولے کہ حضرت عثمان رضؓ نے ٹھیک بات فرمائی ہے آپ کی جیسی رائے ہو آپ کر گذریئے ہم آپ کی مخالفت نہ کریں گے آپ پر کوئی الزام نہ دھریں گے اور اسی طرح کی کچھ اور باتیں کہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی تک خاموش تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ انشاء اللہ آپ کو ان پر کامیابی ہوگی خواہ آپ خود لشکر کو ساتھ لے کر جائیں یا کسی اور کی سرکردگی میں روانہ فرمائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں خوشی کی بشارت دے، تم نے یہ بات کہاں سے جانی کہ مجھے کامیابی ہوگی؟ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہمیشہ یہ دین اس دین سے عناد رکھنے والے پر اور مخالفت کرنیوالے پر غالب آکر رہے گا یہانتک کہ یہ دین مستحکم اور مستقر ہو جائیگا اور اہلِ دین کو غلبہ ہو جائے گا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ بات بہت بھلی ہے تم نے مجھے یہ سنا کر خوش کیا، اللہ پاک تم کو خوش رکھے، اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اول اللہ پاک کی

حمد و ثنا کی جس کا وہ مستحق ہے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، اس کے بعد فرمایا اے
لوگو! بے شک اللہ پاک نے تم لوگوں پر اسلام کے ذریعہ انعام فرمایا، ور تم لوگوں کو جہاد
کے ذریعہ باعزّت کیا، ور تمہاری عظمت قائم کی اور تمہارے اس دین کی وجہ سے تم کو ہر دین
پر فضیلت دی۔ اے اللہ کے بندو! ملکِ شام میں رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے
تیاری کرو، میں تم لوگوں پر امیرِ لشکر مقرر کروں گا، اور تم لوگوں کو جھنڈے دوں گا تم اپنے رب
کی اطاعت کرنا اپنے اُمرا کی مخالفت نہ کرنا تاکہ تمہاری نیتیں اور کھانا پینا سب پاک و صاف
ہو جائے، بے شک اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں کے ساتھ ہے جنھوں نے پرہیزگاری اختیار
کی اور نیک عمل کئے، راوی کہتے ہیں کہ قوم چپ ہو گئی اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا،
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خلیفۂ
رسولؐ کو جواب نہیں دیتے؟ حالانکہ وہ تمہیں ایک ایسی بات کی دعوت دے رہے ہیں
جس میں تمہاری زندگی ہے، بات یہ ہے کہ اگر قریب کا سودا یا معمولی سفر ہوتا تو تم لوگ
بہت جھپٹ کر جاتے یہ سن کر حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن خطّاب،
کیا ہم لوگوں کے لئے منافقین کی مثالیں پیش کرتے ہو؟ جس چیز کا الزام تم ہم لوگوں پر رکھ
رہے ہو یا جو عیب تم ہمارا پکڑ رہے۔ (تمہیں کس نے منع کر دیا تھا کہ تمہیں جواب دینے میں
پہل کرتے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اچھی طرح جانتے
ہیں کہ اگر یہ مجھے بلاتے ہیں تو میں فوراً حاضرِ خدمت ہوتا ہوں اور اگر مجھ سے جہاد کو کہتے ہیں تو
میں فوراً جہاد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں حضرت عمروؓ بن سعید نے کہا اگر ہم جہاد کریں گے تو تمہارے
لئے نہ کریں گے، ہم اللہ کے لئے جہاد کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ
تمہیں ایسے امور کی توفیق دے بیشک تم نے بڑی بھلی بات کہی ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے حضرت عمرو بن سعیدؓ سے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے تم بیٹھ جاؤ، اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ
سے تم نے جو بات سُنی انھوں نے کسی مسلمان کی اذیت رسانی اور اس کو بُرا بھلا کہنے کی وجہ سے
نہیں کہی تھی جو کچھ تم نے سنا ان کا مقصد اس کلام سے یہ تھا کہ کاہل اور سُست لوگوں کو جو ہر
وقت زمین پر پڑے رہتے ہیں جہاد کے لئے اُبھاریں اور بھیجیں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ
نے کھڑے ہو کر کہا کہ خلیفۂ رسول اللہؐ نے سچ فرمایا، اے میرے بھائی تم بیٹھ جاؤ، چنانچہ
عمرو بن سعید رضؓ بیٹھ گئے، حضرت خالد بن سعیدؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ تمام تعریف اُس اللہ کی
کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس نے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق

دے کر بھیجا تاکہ اللہ پاک تمام دینوں پر اس دین کو غالب کر دے خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی ہی بُری لگے پس اُسی اللہ کے لئے تمام تعریف ہے وہ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اس کو ظاہر اور غالب کرنے والا ہے اور اپنے دشمن کو ہلاک کرنے والا ہے، اے خلیفۂ رسول! ہم لوگ آپ کی مخالفت کرنے والے نہیں ہیں، اور نہ ہم میں آپس میں اختلاف ہے آپ بہترین حاکم اور نصیحت کرنے والے اور مہربان ہیں جب آپ ہم لوگوں سے جہاد کیلئے فرمائیں گے ہم نکل کھڑے ہوں گے اور آپ ہم لوگوں کو جو حکم دیں گے، ہم آپ کی طاعت کریں گے، حضرت ابوبکرؓ ان کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے، فرمایا اے برادر اور عزیز دوست! خدا تمہیں جزائے خیر دے تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اور ثواب کی نیت سے تم نے ہجرت کی اور تم اپنا دین لے کر کفار سے بھاگے تاکہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ کو راضی کرو اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرو، تم ہی اس لشکر کے امیر ہو جاؤ اللہ کے راستے میں کوچ کرو تم پر اللہ رحم کرے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممبر سے اُتر آئے، حضرت خالد بن سعیدؓ نے گھر جا کر سامانِ جہاد کی تیاری شروع کر دی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا کہ اے لوگو! ملکِ شام کی طرف رومیوں کے جہاد کے لئے نکلو، اور لوگ یوں سمجھ رہے تھے کہ ان کے سردار حضرت خالد بن سعیدؓ ہیں، اور لوگوں کو شک یوں بھی نہ گذرا کہ یہی لشکر گاہ میں بھی سب میں پہلے پہونچے تھے پھر لوگ دس دس، بیس بیس، تیس تیس، چالیس چالیس، پچاس پچاس اور سو سو ہر دن لشکر گاہ میں جمع ہوتے رہے، یہاں تک کہ ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دن تشریف لائے، آپ کے ہمراہ کئی اور اصحابؓ بھی تھے جو لشکر گاہ تک پہونچے، گو لشکر کا سامان اچھا تھا لیکن رومیوں سے لڑائی کے لئے اتنے سامان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ناکافی سمجھا، ہمراہیوں سے فرمانے لگے کیا رائے ہے؟ کیا میں ان کو اسی سامان کے ساتھ ملکِ شام بھیجدوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس سامان کو بنی اصفر کی لڑائی کے لئے ناکافی سمجھتا ہوں، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اور ساتھیوں سے اس بارے میں دریافت کیا ان حضرات نے بھی حضرت عمرؓ کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو کیا پھر میں اہلِ یمن کو خط لکھدوں اور اس کے ذریعہ انھیں جہاد کی طرف بلاؤں اور ثواب کی رغبت دلاؤں؟ آپ کے تمام ساتھیوں کی رائے اس سے متفق ہوگئی اور کہا جی ہاں

ایسا ہی کیجئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہلِ یمن کے پاس جہاد فی سبیل اللہ کے لئے یہ خط لکھا،

جہاد کے لئے گرامی نامۂ صدیقی بنام اہلِ یمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی طرف سے اہلِ یمن کے ان تمام مؤمنین اور مسلمین کے لئے میرا یہ خط ہے جنھیں میرا یہ خط سنایا جائے گا سلام علیکم، میں تم لوگوں سے اُس اللہ پاک کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد! اللہ تعالےٰ نے مومنین پر جہاد فرض کر دیا ہے اور انکو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ آسانی میں ہوں یا تنگی میں، گھر سے نکلیں اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کریں، جہاد ایک پختہ فریضہ ہے اور جہاد کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے، ہم نے مسلمانوں کو ملکِ شام کی طرف رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے نکالا ہے مسلمانوں نے ہماری اس آواز پر لبیک کہا اور ان کی نیت اس بارے میں نہایت اچھی رہی اور ان کے ارادے نہایت پختہ رہے اے اللہ کے بندو! تم بھی اس کام کی طرف جلدی کرو جس کی طرف مسلمانوں نے سبقت کی ہے اور جہاد کے لئے اپنی نیتیں خالص کر لو، تم لوگ دو نیکیوں میں سے ایک سے محروم نہ رہو گے یا تمہارے حصہ میں شہادت ہوگی یا فتح اور غنیمت، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر عمل کے بندوں کی باتوں سے راضی نہیں، اور جہاد دشمنانِ خدا سے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ دینِ حق کا اتباع نہ کریں اور اللہ تعالےٰ کی کتاب کے فیصلہ کا اقرار نہ کریں، اللہ پاک تمہارے لئے تمہارے دین کی حفاظت فرمائے اور تمہارے دلوں کو ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو پاک صاف بنائے اور تم لوگوں کو مجاہدین اور صبر کرنے والوں کے اجر و ثواب سے نوازے"

اس نامۂ گرامی کو لے کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ گئے تھے [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ [2] فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو

---

[1] کذا فی المختصر ج ۲ صفحہ ۱۳۶ والکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۳ [2] واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن جبیر

ملکِ شام کی طرف روانہ کرتے ہوئے انہیں کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا کی پھر ان کو حکم دیا کہ وہ ملکِ شام جائیں اور ان لوگوں کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور فتح کرے گا اور تم لوگ اس میں مساجد بناؤ گے۔ اور یہ سننے میں نہ آوے کہ تم لوگ وہاں محض سیر و تفریح کے لئے گئے ہو اس لئے کہ ملکِ شام سبزہ زار ہے تمہارے لئے وہاں کھانے پینے کی چیزیں بکثرت ہیں تم اپنے آپ کو وہاں کی شرارتوں سے اور لغو باتوں سے بچانا۔ قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ تم لوگ ضرور وہاں عیش پسندی اور تن پروری میں پڑ جاؤ گے۔ اور میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو خوب یاد کر لو کسی شیخِ فانی کو ہرگز قتل نہ کرنا باقی حدیث کنز میں بیان کی گئی ہے [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ترغیب دینا اور صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنا

حضرت قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں یہ تقریر کر رہے تھے کہ تم لوگوں کو اس طرف جانا بڑی بات نہ معلوم ہونی چاہئے۔ ہم لوگوں نے تو فارس کی کھیتی اور باغات وغیرہ سب پر قابو پالیا ہے اور ہم ان سب پر غالب آگئے ہیں اور عراق کے بھی دو بہترین حصوں پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے اور ہم نے ان سب پر بھی قابو پالیا ہے اور ہم نے انکی حصہ بانٹ بھی کر لی ہے اور ہماری ان لوگوں پر دھاک بیٹھ گئی ہے اور انشاء اللہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے آس پاس بھی ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ سرزمینِ حجاز تمہارے لئے رہنے کا گھر نہیں رہ گیا ہے مگر یہ ایک رسدگاہ ہے اور یہاں کے رہنے والے بغیر اس رسدگاہ کے قوی نہیں رہ سکتے۔ آج دوڑ کر آنے والے مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے کہاں دور جا پڑے ہیں؟ تم لوگ اللہ کی اس زمین میں جہاد کے لئے نکلو جس کا اللہ پاک نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کہ ہم تم لوگوں کو زمین کا وارث بنا دیں گے اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے رہیگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضرور غالب کرنے والا ہے اور اپنے مددگاروں کو عزت دے کر رہے گا اور اپنے [illegible]نے والوں کو تمام امتوں کا وارث بنائے گا۔ اللہ کے نیک بندے کہاں ہیں؟ یہ سن کر سب سے پہلے ابو عبید بن مسعودؓ تیار ہوئے پھر سعد بن عبید یا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ اسی طرح ایک ایک کر کے ایک لشکرِ عظیم جمع ہو گیا جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۴۳ [2] اخرجہ ابن جریر الطبری ج ۴ صفحہ

عرض کیا گیا کہ پہلے مہاجرینؓ و انصارؓ میں سے کسی آدمی کو ان پر امیر مقرر کر دیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا بیشک اللہ پاک نے تم لوگوں کو رفعت اور مرتبہ دشمن کی طرف سبقت اور سرعت کر جانے کی وجہ سے دیا ہے جب تم لوگوں نے شروع میں بزدلی برتی اور جنگ میں جانا تمہیں ناگوار گذرا تو تم میں سے اس امارت کا زیادہ مستحق وہی ہوگا جس نے اس روانگی کے لئے سبقت کی اور بلانے پر سب میں پہلے جس نے لبیک کہی خدا کی قسم میں اس لشکر پر اُس کے سوا اور کسی کو امیر نہ بناؤں گا جس نے اول نمبر پہل کی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبید اور سلیط اور سعد رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اگر تم دونوں ابو عبیدؓ کے ساتھ سبقت لے جاتے تو ہم تم دونوں کو امیر بنا دیتے اور تم دونوں اس سبقت اور پیشقدمی کی وجہ سے امیر بن جاتے۔ لہٰذا ابو عبید کو امیر لشکر بنا دیا، اور ابو عبیدؓ سے فرمایا کہ حضرات صحابۂ کرامؓ کی باتیں ضرور سننا اور ان کو مشورہ میں شریک رکھنا اور جلد بازی سے کام نہ لینا جب تک خوب تحقیق نہ کر لینا، یہ جنگ ہے اور لڑائی بڑے سنجیدہ اور ایسے متین آدمی کا کام ہے جو موقع اور بچاؤ کے طریقہ کا ہر طرح لحاظ رکھتا ہے۔[1]

طبری کی حدیث میں آخری جملے اس طرح پر ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ان لوگوں پر کسی ایسے آدمی کو امیر مقرر کیجئے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت برتی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابۂ کرامؓ کو فضیلت دشمن کی طرف لپک کر جانے میں ہے اور منکرین سے کا بڑھ کر مقابلہ کرنے میں تھی جب صحابۂ کرامؓ کے اس کام کو دوسروں نے انجام دیا اور خود صحابۂ کرامؓ بوجھل ہو گئے تو وہی لوگ اس امارت کے صحابہؓ سے زیادہ مستحق ہیں جو اس کام کے لئے آگے بڑھے خواہ ان کے پاس سامانِ جنگ کم تھا یا زیادہ، خدا کی قسم میں اُن لوگوں پر امیر اس آدمی کے سوا کسی اور کو نہ بناؤں گا جس نے ان سب میں اس کام کے لئے پہل کی اور آگے بڑھا، لہٰذا ابو عبید کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر بنایا، اور ان کو اہل لشکر کے ساتھ مراعات کرنے کی وصیت فرمائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو عبیدؓ بن مسعود کی شہادت کا اور اہل فارس کا کسریٰ کے گھرانے کے کسی آدمی پر جمع ہو جانا معلوم ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سارے مہاجرینؓ و انصار میں اعلان کرایا کہ یہ سب حضرات جمع ہو جائیں، خود بھی صرار کنویں تک تشریف لائے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا کہ مقام اعوص پر پہنچ جائیں لشکر کے میمنہ کے لئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اور میسرہ کے لئے زبیر بن عوامؓ کو

---

[1] واخرجہ الطبری ایضاً ج ۴ صفحہ ۶۱ من طریق الشعبی [2] اخرج الطبری ایضاً ج ۴ صفحہ ۸۳

مقرر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اس کے بعد لوگوں سے مشورہ کیا سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فارس چلنے کا مشورہ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ صرار پہونچنے سے قبل نہیں کیا تھا بلکہ صرار پہونچکر کیا، حضرت طلحہؓ اعوص سے واپس ہوئے سمجھدار لوگوں نے ان سے بھی مشورہ لیا حضرت طلحہؓ نے بھی لوگوں کی رائے کیساتھ اتفاق کیا صرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانے سے منع کیا حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نہ آپ سے پہلے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لئے یہ جملہ استعمال نہیں کیا تھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ دستہ آپ میرے حوالہ کیجئے آپ خود مدینہ ٹھہریئے اور لشکر کو بھیجدیجئے میں نے اللہ کا فیصلہ آپ کے لشکر کے بارے میں پہلے بھی آپ کی موافقت میں پایا ہے اور آئندہ بھی اسی کی امید ہے کہ آپ ہی کی فتح و کامرانی ہوگی، مگر بات یہ ہے کہ آپ کے لشکر کی شکست اتنی اہمیت اور نتائج بد نہ لائے گی جو آپ کی شکست پر مجھے نظر آرہے ہیں، اور مجھے یہ ڈر ہے کہ خدانخواستہ اگر آپ شہید کر دیئے گئے یا آپ کی شکست ہوگئی تو مسلمانوں میں کبھی تکبیر کی صدائیں نہ گونجیں گی اور کبھی کوئی اللہ کی وحدانیت کی گواہی دینے والا نہ رہ جائیگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی ایسے آدمی کی تلاش میں پڑ گئے کہ اس لشکر کی امارت کیلئے منتخب کریں کہ اتنے میں اسی مشورہ کے اجتماع کے موقع پر حضرت سعد بن مالکؓ کا خط آپہونچا یہ اہل نجد سے صدقات کی وصولیابی پر مامور تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھے کسی کو امیر لشکر بنانے کے بارے میں مشورہ دو حضرت عبدالرحمٰنؓ بولے کہ مجھے تو امیر مل گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ پنجوں سے حملہ آور ہونیوالا شیر یعنی سعد بن مالکؓ اور تمام مشورہ دینے والوں نے انکی اس رائے سے اتفاق کیا،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جہاد کیلئے ترغیب

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد

لہ اخرجہ الامام احمد ج ۱ ص ۶۵

تم سے پوشیدہ رکھا تھا محض اس خطرہ کے ماتحت کہ کہیں تم لوگ مجھ سے جُدا نہ ہو جاؤ لیکن پھر اب چاہا ہے کہ تم لوگوں کو بتا ہی دوں اس کے بعد ہر انسان کو اختیار ہے جو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے میں نے رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا پڑاؤ ان ہزار دنوں سے بہتر ہے جو گھر میں رہ کر گذارے جائیں، حضرت مصعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ممبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جس کو حضورؐ سے میں نے سنا ہے مجھ کو اب تک اس حدیث کے سنانے سے صرف یہ بات مانع رہی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ تم اس حدیث کو سن کر مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ میں نے حضورؐ سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک رات کی چوکیداری اُن ہزار رات دن سے بہتر ہے جس میں راتوں عبادت کی جائے اور دنوں روزہ رکھا جائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جہاد کیلئے ترغیب

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تمام تعریف اُس اللہ پاک کی جس کے توڑے ہوئے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا اور جس کے جوڑے ہوئے کو کوئی توڑنے والا توڑ نہیں سکتا، اگر اللہ پاک چاہے تو مخلوق میں سے دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہ ہو اور کوئی اللہ کے کسی کام میں جھگڑا نہ کر سکے اور نہ کبھی کوئی کمتر کسی صاحبِ فضل کی فضیلت کا انکار کرے، ہم کو اور ان لوگوں کو تقدیر الٰہی اس جگہ کھینچ کر لائی ہے، اور اس جگہ ہم سب کو جمع کر دیا ہے ہم سب کو اللہ دیکھ رہا ہے اور ہماری باتیں سن رہا ہے اگر وہ چاہے تو ہم لوگوں پر جلدی مصیبت نازل کر دے اور اللہ تعالےٰ کی جانب سے صورتوں میں ایسی تبدیلی آجائے کہ جس سے ظالم کو اللہ تعالےٰ جھوٹا کر دے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ فلاں آدمی کتنا حق پر ہے؟ لیکن اللہ پاک نے دنیا کو دارالعمل بنایا ہے اور آخرت کا معاملہ جو دارالقرار ہے اپنے پاس رکھا ہے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَاۤءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ترجمہ تاکہ عملِ بد کرنے والوں کو سزا اور نیک عمل کرنے والوں کو جزائے خیر دے" سن لو تم لوگوں کا کل ایک قوم سے مقابلہ ہے، لہٰذا راتوں کو لمبی لمبی نمازیں پڑھو اور قرآن کی کثرت سے تلاوت کرو اور اللہ عزوجل سے کامیابی اور صبر کی دعائیں کرو اور قوم سے پوری جدوجہد اور احتیاط کے ساتھ لڑنا

۱؎ واخرج الامام احمد ایضاً ج ۱ صفحہ ۶۱ ۔ ۲؎ اخرج الطبری ج ۶ صفحہ ۹

اور اللہ کے راستے میں سچے اور ثابت قدم رہنا۔ پھر حضرت علیؓ اتنا کہہ کر تشریف لے گئے۔

حضرت ابو عمرہ[1] انصاریؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے موقع پر لوگوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے تم لوگوں کو ایسی تجارت بتائی ہے جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہے۔ اور تم کو ایک اچھے راستہ پر لگانے والی ہے وہ اللہ عزوجل پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ہے، اللہ پاک نے اس کا ثواب گناہوں سے مغفرت اور جناتِ عدن میں پاکیزہ قیام گاہیں بیان فرمائی ہیں، پھر میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ اللہ پاک ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جن کی صفیں اللہ کے راستے کی لڑائی میں اس طرح ہوتی ہیں گویا کہ وہ ایسی دیواریں ہیں جن کی رانگ سے جُڑائی کی گئی ہو، تم اپنی صفوں کو سیدھی رکھنا جیسا کہ رانگ سے جُڑی ہوئی دیواریں ہوتی ہیں جن لوگوں کے پاس زرہیں ہیں انھیں آگے رکھنا اور جن کے پاس زرہیں نہیں انھیں پیچھے، اور اس مضبوطی سے جمے رہنا جیسے کہ منہ میں ڈاڑھ جمی رہتی ہے پھر آپ نے پہلی روایت کی طرح ایک طویل خطبہ دیا۔

ابو وداک[2] ہمدانی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نخیلہ میں تشریف فرما تھے اور فرقہ خارجیہ سے بہت کچھ ناامید ہو چکے تھے آپ کھڑے ہوئے اولاً اللہ کی حمد وثناء کی اس کے بعد فرمایا اما بعد! جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کو ترک کر دیا اور اللہ کے کام میں سستی برتی وہ لوگ ہلاکی کے کنارے جا لگے مگر یہ کہ اللہ اپنی نعمت کے ساتھ اس کا تدارک کرے اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں سے جہاد کرو جنھوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور ان کا یہ ارادہ ہے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں ایسے لوگ خطاوار ہیں گمراہ ہیں انصاف سے ہٹے ہوئے ہیں مجرم ہیں وہ لوگ قرآن کو پڑھنے والے نہیں ان میں دین کی سمجھ نہیں، اور وہ کسی تاویل سے بھی عالم کہلانے کے مستحق نہیں اور اس کام کی وجہ سے وہ اہلِ اسلام میں سے نہ رہ گئے اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسے کام نہیں کرتا، خدا کی قسم اگر یہ لوگ تم پر والی ہو جائیں گے تو تم سے کسریٰ اور ہرقل جیسے معاملات کریں گے، تم لوگ اہلِ مغرب کے ان دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے تیاری کرو اور سنو! ہم نے تمہارے بصرہ کے رہنے والے بھائیوں کے پاس ان کے بلانے کے لئے آدمی بھیج رکھے ہیں تاکہ وہ بھی تمہارے پاس آجائیں ان کے آنے کے بعد جب تم سب جمع

---

[1] اخرجہ ابن جریر الطبری ج ۴ صفحہ ۱۱ [2] اخرجہ الطبری ج ۴ صفحہ ۵۷

ہو جاؤ گے ہم انشاء اللہ کوچ کر دیں گے اور بغیر اللہ کے نہ کوئی قوت ہے اور نہ کوئی سہارا۔

حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا اور یہ آپ کی پہلی تقریر ہے جو لوگوں سے جنگ نہروان کے بعد کی ہے اے لوگو! دشمن کی طرف چلنے کی تیاری کرو، ان سے جہاد کرنے میں تقرب الی اللہ حاصل ہوگا، اور اللہ سے ملنے کا یہ وسیلہ بنے گا یہ دشمن حق کے معاملہ میں حیران ہیں کتاب اللہ سے بہت دور ہیں دین سے پھرے ہوئے ہیں اپنی سرکشی میں بھٹکے ہوئے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں پڑ رہے ہیں جہاں تک تم سے ہو سکے ان کے لئے تیاری کرو قوت کے ذریعہ بھی اور گھوڑوں کے ذریعہ بھی، اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اللہ تعالیٰ نگرانی کے لئے کافی ہے، اللہ پاک نجات کرنیوالا ہے راوی کہتے ہیں کہ نہ یہ لوگ جہاد کے لئے نکلے اور نہ جہاد کے لئے ان لوگوں نے کوئی تیاری کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں تک تو کچھ نہ کہا جب ان لوگوں سے ناامید ہو چکے تو انکے سرداروں اور بڑے لوگوں کو بلایا اور ان سے رائے معلوم کی اور پوچھا کہ تم لوگ کس انتظار میں ہو؟ ان میں سے تو بعض نے بیماری کا عذر کیا اور بعض نے اس کام کو جبر سمجھا ہے، اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو خوشدلی سے اس کام کے لئے تیار ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ جب میں تم سے جہاد کے لئے کہتا ہوں تو تم بوجھل ہو کر زمین میں گر جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے؟ اور عزت کے عوض ذلت اور کمزوری لے لی ہے؟ یہ کیا بات ہے کہ جب کبھی میں تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح پر چکر کھانے لگتی ہیں جیسا کہ تم پر موت کی بیہوشی طاری ہو گئی ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل بدحواس ہو گئے ہیں اور تم نہیں سمجھتے ہو اور گویا کہ تمہاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں اور تم نہیں دیکھتے ہو، خدا کی قسم تم لوگ راحت اور آرام کے مواقع میں جھاڑی کے شیر ہو جاتے ہو اور جب تمہیں مصیبت کے لئے بلایا جاتا ہے یعنی جہاد وغیرہ کیلئے تو تم چالاک لومڑی ہو جاتے ہو، تم لوگ میرے لئے کبھی بھی قابل اعتماد نہیں تم لوگ ایسی جماعت نہیں کہ تم کو لے کر کسی پر حملہ کیا جائے تم لوگ عزت والے نہیں کہ تم سے پناہ طلب کیا جائے، خدا کی قسم تم لوگ لڑائی کے لئے بُرے جھاڑ جھنکاڑ ہو، تم لوگ دوسروں کی مکاریوں میں پھنس جاتے ہو اور تم میں ان کی مکاریوں سے بچنے کی صلاحیت نہیں۔ ہر طرف

---

[۱] اخرج الطبری ایضاً ج ۴ ص ۶۷ من طریق ابی مخنف

سے تمہاری قطع و برید کی جا رہی ہے مگر تم نہیں بچتے ہو، تمہارا دشمن راتوں جاگتا ہے اور تم غفلت میں بھولے ہوئے ہو، لڑنے والے لوگ تو بیدار رہتے ہیں، عقل والے ہوتے ہیں، اور وہ آدمی ذلت کی طرف جھک جاتا ہے جو صلح کے لئے آمادہ ہوا، اور ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہمیشہ غالب رہتے ہیں مغلوب پر قہر نازل کیا جاتا ہے اس کا ساز و سامان چھینا جاتا ہے پھر فرمایا اما بعد! کچھ حقوق میرے تمہارے اوپر ہیں اور کچھ تمہارے حقوق میرے اوپر ہیں تمہارا حق میرے اوپر تو یہ ہے کہ جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں تمہیں نصیحت کروں اور تمہارے مالِ غنیمت میں اضافہ کرتا رہوں اور تمہیں دین کی بات سکھاتا رہوں تا کہ تم جاہل نہ رہو، اور تمہیں تہذیب سکھاتا رہوں تاکہ تم باادب ہو جاؤ، اور میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ جو تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اسے پورا کرو، اور پس پشت اور علی الاعلان تم میری خیر خواہی کرو، اور جب میں تم کو بلاؤں تو تم میری آواز پر لبیک کہو اور جب میں تم کو حکم کروں تو تم میری فرماں برداری کرو، اگر اللہ پاک نے تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رکھا ہے تو جو چیزیں مجھے ناپسند ہیں ان سے برطرف ہو جاؤ اور جو چیزیں مجھے پسند ہیں ان کی طرف رجوع کرو، اس چیز کو اختیار کرو جس کی طرف تم بلائے جا رہے ہو، اور اس کام کے لئے آگے بڑھو جس کی تم آخرت میں امید لگائے بیٹھے ہو"

حضرت[1] عبدالواحد دمشقی کہتے ہیں کہ حوشب حمیری نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پکار کر کہا اے ابوطالب کے بیٹے! آپ ہمارے یہاں سے لوٹ جائیے ہم آپ کو اپنے اور آپ کے خون کے بارے میں خدا کا واسطہ اور اس کی قسم دیتے ہیں کہ جنگ و خونریزی آپ چھوڑ دیجئے، اور ہم عراق آپ کے لئے چھوڑ دیں اور آپ ہمارے لئے ہمارا ملکِ شام چھوڑ دیں اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیجئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ام ظلیم کے بیٹے! یہ امر تو بہت بعید ہے کہ میں ایسا کروں خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ دین کے بارے میں مداہنت کی میرے لئے گنجائش ہے تو میں ایسا کر لیتا، اور یہ بات میرے لئے بہت سی مشکلات میں آسانیاں پیدا کر دیتی، لیکن اللہ پاک کو قرآن و دین کے بارے میں کوئی خاموشی اور مداہنت گوارا نہیں وہ کسی پس و پیش کی اجازت نہیں دیتا جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جا رہی ہو اور لوگوں میں اس کے دفعیہ اور جہاد کی طاقت ہو تو ہرگز مداہنت اور

---

[1] وخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ ص ۳۱۵

اور سستی برتنے کی اجازت نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ ہو جائے۔[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جہاد کیلئے ترغیب

محمدؒ و طلحہؒ و زیادؒ حضرات بیان کرتے ہیں کہ قادسیہ کی لڑائی کے موقع پر حضرت سعدؓ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا۔ اللہ حق ہے کوئی اس کے ملک میں اس کا شریک نہیں اس کے قول کے لئے وعدہ خلافی نہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (سورۂ انبیاء رکوع ۷) ترجمہ ہم زبور میں ذکر کے بعد لکھ چکے ہیں کہ ساری زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے"۔ یہ تم لوگوں کی میراث ہے اور تمہارے رب کا وعدہ ہے و تمہارے لئے تین سال سے اللہ پاک نے اس زمین کو مباح کر دیا ہے تم اس سے کھاتے ہو اور کھاتے ہو اور تم یہاں کے رہنے والوں کو قتل کرتے ہو اور قید کرتے ہو، اور لونڈی اور غلام بناتے ہو آج تک تم یہی کرتے رہے اب تک یہاں کے باشندگان کو تمہاری طرف سے شکستیں پہونچتی رہیں اور اب تمہارے پاس ان لوگوں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہوا ہے تم لوگ عرب کے چیدہ آدمی اور معزز ہو اور ہر ایک قبیلہ میں کا پسندیدہ آدمی ہے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کے لئے باعث عزت ہے اگر تم دنیا سے بے رغبتی برتو اور آخرت کیطرف رغبت کرو تو اللہ پاک تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نعمتیں جمع کردے گا اور جہاد کرنا کسی کی موت کو قریب نہیں کرتا ہے اور اگر تم نے بزدلی برتی اور سستی کی اور کمزوری دکھائی تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تمہاری آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائیگی ان کے بعد عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا اس شہر کو اللہ پاک نے تم لوگوں کے لئے حلال کر دیا ہے کہ اس کے رہنے والے تمہارے غلام ہیں، اور تم تین سال سے ان کا جو چاہا کر رہے ہو، اور یہ تمہارا کچھ نہیں کر سکے، تم ہی غالب رہے ہو، اللہ تمہارا ساتھ دے گا اگر تم نے صبر سے کام لیا، تلوار چلانے اور نیزہ بازی میں اگر تم نے سچائی برتی تو تمہارے لئے ان کا مال، ان کی عورتیں، ان کے بیٹے اور ان کا شہر ہے اور اگر تم نے کمزوری اور سستی برتی اور خدا تم کو ان باتوں سے بچائے، اور محافظت فرمائے تو تمہاری یہ جماعت باقی نہ رہ جائے گی، اور اس بات سے ڈرو اور پھر تم دوبارہ ان کو ہلاک کرنے

---

[1] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵۵ مثلہ۔ [2] اخرج ابن جریر الطبری ج ۳ صفحہ ۴۴ من طریق سیف

کے لئے نہیں لوٹ سکتے ہو۔ اللہ اللہ! اپنے دنوں کو یاد کرو اور جو کچھ اللہ پاک نے تمہارے لئے انعام فرمایا ہے اور کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے پیچھے بے آب و گیاہ لمبا چوڑا جنگل ہے نہ اس میں درختوں کا سایہ ہے اور نہ کوئی اوٹ اور آڑ کی جگہ کہ جس میں تم آرام پکڑ سکو اور اپنا بچاؤ کر سکو لہٰذا اب تم اپنی ہمتوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرو۔

صحابۂ کرامؓ کا جہاد اور نفر فی سبیل اللہ کیلئے شوق و رغبت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا جب میں نے حضورؐ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا مجھ سے ابو بردہؓ بن دینار نے کہا کہ اپنی ماں کی خدمت کے لئے ٹھہر جاؤ تو میں نے کہا تم اپنی بہن کی خدمت کے لئے ٹھہر جاؤ، حضرت ابو بردہؓ نے حضورؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے مجھ کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا (اس لئے کہ ان کی ماں ضعیف تھیں) اور ابو بردہؓ حضورؐ کے ساتھ تشریف لے گئے جب حضورؐ واپس ہوئے تو میری ماں کا انتقال ہو گیا تھا آپؐ نے اسکے جنازے کی نماز پڑھی۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ تین باتیں نہ ہوتیں کہ اللہ کے راستہ میں سفر کرنا اپنی پیشانی کو اللہ کے لئے سجدہ میں ٹیکنا اور ایسی قوم کے پاس بیٹھنا جو عمدہ باتیں چنتی ہے جیسے کہ اچھی کھجوریں چنی جاتی ہیں، یعنی درس حدیث کے حلقے تو مجھے اللہ سے مل جانا یعنی مر جانا زیادہ محبوب تھا۔[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ حج کیا کرو یہ بہتر عمل ہے اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے، اور جہاد میں سے بھی افضل ہے۔[3] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا آپؐ نے مجھے چھوٹا سمجھ کر جہاد میں لے جانے کے لئے قبول نہیں کیا میرے اوپر کبھی بھی ایسی سخت رات نہیں گذری تھی۔ رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی اور میں روتا ہی رہا اس لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں لے چلنے کے لئے

---

[1] اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۵ صفحہ ۲ [2] اخرجہ الامام احمد فی الزہد وسعید بن منصور و ابن ابی شیبۃ وغیرہم [3] کذا فی الکنز [4] واخرجہ ابن ابی شیبۃ [5] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۸ [6] واخرجہ ابن عساکر

منظور نہیں کیا۔ پھر جب اگلا سال آیا تو میں پھر جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا آپؐ نے منظور فرمالیا میں نے اس بات پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ کسی آدمی نے ان سے پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن! کیا تم بھی یوم حُنین میں پیٹھ پھیر کر چل دیئے تھے کہا ہاں! لیکن اللہ پاک نے اس سے ہم سب کو معاف کر دیا، اسی کے لئے بہت بہت تعریف ہے[1]

ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! مجھ کو سواری دیجئے میرا ارادہ جہاد کا ہے آپؓ نے ایک آدمی سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ اور اس کو بیت المال میں داخل کر دے جو کچھ چاہے یہ لیلے۔ چنانچہ یہ داخل ہوا اس میں سونا چاندی تھا، اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے تو توشہ اور سواری چاہیئے لوگ اسے پھر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اور جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اس کے لئے توشہ اور سواری کا حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے خود اس کے لئے اپنے ہاتھ سے کجاوہ کسا جب وہ آدمی سوار ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا اس بات پر ادا کی کہ جو کیا تھا اور جو دیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور تمنا کر رہے تھے کہ یہ آدمی ان کو دعا دے جب آپ پہونچا کر واپس ہوئے تو اس آدمی نے کہا اے میرے اللہ حضرت عمرؓ کو جزائے خیر دے[2]

ارطاۃ بن منذرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے دریافت فرمایا کہ لوگوں میں سے کس آدمی کا اجر و ثواب زیادہ ہے؟ لوگوں نے آپ سے نماز و روزہ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ امیر المومنین، اور ان کے بعد فلاں اور فلاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تم سے نہ بتاؤں کہ ان لوگوں سے جن کا تم نے ذکر کیا کون شخص اجر و ثواب میں سب سے زیادہ بڑا ہے؟ اور امیر المومنین سے بھی بڑا ہے، لوگوں نے کہا ضرور فرمایئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ایک چھوٹا سا آدمی، جو ملک شام میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کر رہا ہے اسے کچھ خبر نہیں آیا درندہ اسے پھاڑ ڈالے گا یا کوئی کیڑا مکوڑہ اسے ڈس لے گا یا دشمن اس پر چھاپہ مار دے گا یہ شخص اجر و ثواب میں ان لوگوں سے جن کا تم نے تذکرہ

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲۳۱ [2] اخرجہ ہند عن انس [3] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۶

[3] اخرجہ ابن عساکر

کیا اور امیر المومنین سے بھی زیادہ ہے ۔[1]

حضرت کعبؓ[2] بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت معاذؓ جب ملکِ شام کی طرف چلے گئے تو ان کے نکل جانے سے مدینہ اور اہلِ مدینہ میں فتویٰ کے بارے میں خلل پیدا ہو گیا اور کوئی اہلِ مدینہ کو فتویٰ دینے والا نہ رہا اور میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ان کو لوگوں کی ضرورت کے لئے روک لیا جائے ، اور فتویٰ دینے کے لئے چھوڑ دیا جائے انھوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا جس آدمی نے شہادت کی نیت سے جہاد کا ارادہ کر لیا میں اسے کیسے روک سکتا ہوں ؟ میں نے کہا اللہ کی قسم آدمی کو شہادت کا ثواب دیا جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر اور اپنے گھر میں ہو اور اپنے شہر میں کتنا ہی دولت مند ہو ، بشرطیکہ جہاد کی نیت ہو اور اسلامی خدمت سے جہاد کے لئے نہ جا سکتا ہو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ کی حیات ہی میں فتویٰ دینے کا کام شروع کر دیا تھا ۔[3]

حضرت[4] حارث بن ہشامؓ اور سہیل بن عمروؓ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات کے درمیان تھے مہاجرینؓ اولین جب آپ کی خدمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے سہیل اُدھر کھسک جاؤ ، اے حارث اُدھر کھسک جاؤ ، ان دونوں کو مہاجرینؓ اولین سے کنارے کر رہے تھے اس کے بعد انصارؓ نے آنا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ان سے بھی پیچھے کھسکانا شروع کیا یہاں تک کہ یہ دونوں ...

تمام لوگوں سے (بالکل) پیچھے ہو گئے جب یہ حضرات حضرت عمرؓ کے پاس سے چلے گئے تو حارث بن ہشامؓ نے سہیلؓ بن عمرو سے کہا ، کہ تم نے نہیں دیکھا کہ آج ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ سُہیلؓ نے ان سے کہا اے آدمی ! ہم انھیں ملامت نہیں کر سکتے سب سے پہلے ہم لوگوں کو اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہیئے انھوں نے قوم کو بلایا ، قوم نے جلدی کی اور ہم لوگوں کو بلایا ہم نے دیر کی ، جب حضرت عمرؓ کے پاس سے تمام لوگ چلے گئے تو ان دونوں نے آپ سے آکر عرض کیا اے امیر المومنین ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آج تو آپ نے ہمارے ساتھ عجیب معاملہ کیا اور ہم نے تو یہ جانا کہ ہم خود بے جانے

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۶۵ [2] اخرج ابن سعد من طریق الواقدی [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ
[4] اخرج ابن عساکر عن نوفل بن عمارۃ

آئے ہیں پس کیا بات ہے کیا ہم جان سکتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے فرمایا اس جانب کے علاوہ اور کچھ نہیں اور ان دونوں سے روم کی چھاؤنی کی طرف اشارہ کیا چنانچہ یہ دونوں ملک شام (جہاد میں) چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا [1]

حضرت حسنؓ [2] فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جمع تھے جن میں حضرت سہیلؓ بن عمرو اور ابوسفیانؓ بن حرب اور قریش کے بڑے بڑے حضرت تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اجازت دینے والا باہر آیا اور اس نے اہل بدر کو اندر آنے کی اجازت دی جیسے حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ حضرت عمار رضی اللہ عنہم وغیرہ یہ حضرات بدر کی لڑائی میں شریک تھے حضرت عمرؓ ان کو حد سے زیادہ دوست رکھتے تھے ان حضرات کے لئے حسن سلوک کی وصیت بھی کی تھی حضرت ابوسفیانؓ بولے، میں نے آج جیسی بات تو کبھی نہیں دیکھی کہ وہ ان غلاموں کو تو اجازت دیتے ہیں اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہماری طرف التفات بھی نہیں کرتے، یہ سن کر حضرت سہیل بن عمروؓ نے کہا حضرت سہیلؓ بھی نہایت دانا بینا اور بہت سمجھدار انسان تھے، کہا اے قوم! میں خدا کی قسم اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جس کا اثر تمہارے چہروں پر نمایاں ہے اگر تم کو اس بات سے غصہ آیا ہے تو تم لوگ اپنے اوپر غصہ کرو، ساری قوم (اسلام کے لیے) بلائی گئی اور تم لوگ بھی بلائے گئے ان لوگوں نے جلدی اور سبقت کی اور تم نے دیر کی، خبردار. خدا کی قسم جس فضیلت سے وہ تم پر سبقت لے گئے وہی چیز تھی کہ تم پر روزی کی طلب سے بھی زیادہ گراں گذر رہی تھی "اس دولت اور روزی کی وجہ سے تم ان پر فضیلت جتاتے تھے اس کے بعد فرمایا یہ قوم تم پر ایمان لانے میں سبقت لے جا چکی اور اب تمہارے لئے ایمان میں سبقت لے جانیکی کوئی چیز نہیں رہ گئی لہذا تم لوگ جہاد کی طرف متوجہ ہو اور جہاد کرنے کو لازم پکڑلو بہت ممکن ہے کہ اللہ عزوجل تم کو جہاد کی توفیق دے اور شہادت نصیب کرے اس کے بعد وہ اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھے اور ملک شام (جہاد کے لئے) چلے گئے، حسنؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ جہاد اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں کو ان کی طرح سے نہیں کرتا جنھوں نے جہاد کرنے اور اسلام لانے میں دیر کی [3]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۶ واخرجہ ایضاً الزبیر عن عمہ مصعب عن نوفل بن عمارۃ بنحوہ کما ذکرہ فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۱۱۱ [2] اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۲ من طریق ابن المبارک عن جریر بن حازم [3] وہکذا ذکرہ فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۱۱۰ واخرجہ الطبرانی ایضاً عن الحسن بمعناہ مطولاً قال الہیثمی ج ۸ صفحہ ۴۶ رجالہ رجال الصحیح الا ان الحسن لم یسمع من عمر انتہی واخرجہ البخاری فی تاریخہ والباوردی من طریق حمید عن الحسن بمعناہ مختصراً کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۹۳

ابو سعد[1] بن فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور سہیل بن عمرو ملک شام جہاد کے لئے ایک ساتھ چلے میں نے ان سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے اللہ کے راستے میں اپنی عمر بھر میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا بہتر ہے اس کے عمل سے جو اس نے مدت العمر اپنے گھر رہ کر کئے ہیں، حضرت سہیلؓ نے کہا کہ میں مرتے دم تک برابر جہاد کروں گا اور اب مکہ لوٹ کر نہ آؤں گا۔ چنانچہ یہ ہمیشہ ملک شام میں رہے اور طاعون عمواس میں انتقال کر گئے۔[1]

ابو نوفل[2] فرماتے ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے اہل مکہ کو ان کی روانگی سے انتہائی قلق تھا کوئی روٹی کھانے والا مکہ میں ایسا نہ بچا جو انھیں پہونچانے نہ نکلا ہو جب یہ مکہ سے چل کر بطحی یا کسی اور مقام میں جہاں اللہ نے چاہا کھڑے ہوئے لوگ بھی ان کے گرداگرد کھڑے رو رہے تھے، جب انھوں نے لوگوں میں یہ گھبراہٹ دیکھی تو کہا اے لوگو! خدا کی قسم میں تم لوگوں سے ناراض ہو کر نہیں جارہا ہوں اور نہ یہ کہ ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار کر رہا ہوں، لیکن یہ امر (جہاد فی سبیل اللہ) ایسا ہے کہ جس کے لئے قریش کے کچھ لوگ نکلے تھے جو نہ خاندانی تھے اور نہ دولت مند تھے وہ اس جہاد کی بدولت ہم سے آگے بڑھ گئے خدا کی قسم اگر مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور ہم ان کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں تب بھی ہم ان کے ایک دن کے ثواب کا مقابلہ نہیں کر سکتے، خدا کی قسم اگر ہم لوگ دنیا میں اس فضیلت کو گم کر چکے ہیں تو ہماری یہ طلب و آرزو ہے کہ آخرت میں تو ان کے شریک ہو جائیں اللہ کے نزدیک زیادہ متقی وہ آدمی ہے جس نے اس کام کو کیا، یہ کہہ کر یہ ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی لے گئے اور وہیں جاکر شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔[2]

حضرت زیاد[3] جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے مرتے وقت فرمایا کہ سطح زمین پر اس رات سے زیادہ محبوب کوئی رات میرے لئے نہیں گذری، کہ سردی انتہائی سخت اور پانی کو جما دینے والی پڑ رہی تھی، میں بھی مہاجرین

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۵ صفحہ ۳۳۵ کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۹۴ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۸۲ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ بنحوہ [2] اخرج ابن المبارک عن الاسود بن شیبان عن ابی نوفل بن ابی عقرب [3] کذا فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۳۱۰ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۷۰ من طریق ابن المبارک نحوہ [4] اخرج ابن سعد

کی ایک جماعت میں تھا کہ اس کی صبح کو دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے والی تھی لہذا تم لوگ جہاد کو لازم پکڑ لو۔ [۱]

قیس[۲] بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات کہ میرے گھر نئی دلہن آئی ہو اور اس سے مجھے الفت بھی ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت بھی اس رات میں دی گئی ہو میرے نزدیک اتنی محبوب نہیں جتنا کہ وہ رات ہے جس میں ایسی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جما دینے والی ہو اور میں مہاجرین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو۔ [۳]

حضرت قیس[۴] بن ابی حازم ہی فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ بسا اوقات میں جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے تلاوتِ قرآن نہ کر سکا۔ [۵]

ابو یعلیٰ[۶] کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ جہاد کی مشغولیت نے مجھ کو قرآن کے سیکھنے سے بسا اوقات روک دیا۔

ابو[۷] وائل فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے وفات کے قریب فرمایا کہ میں نے جہاد میں شہید ہونے کی تمنا کی تھی مگر میرے مقدر میں نہ تھا اور میں اب اپنے بستر پر مر رہا ہوں اور میرے پاس لا الٰہ الا اللہ کے بعد کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس سے میں امید رکھوں مگر ایک رات ہے جو میں نے سر پر ڈھال لئے ہوئے گذار دی اور ابر میرے اوپر رات کو صبح تک برستا رہا صبح ہم نے کفار پر حملہ کر دیا اس کے بعد فرمایا جب میں مر جاؤں تو میرے سارے ہتھیار اور میرا گھوڑا ذرا خیال کر کے جمع کر لینا اور اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے دیدینا، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے جنازے کے لئے نکلے اور فرمایا خالد کے گھرانے کی عورتوں پر آنسو بہا کر رونے میں کوئی حرج نہیں لیکن واویلا اور نوحہ نہ ہونا چاہئیے[۸] اس روایت[۹] سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالدؓ کی وفات مدینہ میں ہوئی مگر اکثر روایات ان کی وفات حمص میں بتاتی ہیں۔ [۱۰]

حضرت عبد اللہ[۱۱] بن محمدؒ اور عمرؒ اور عمارؒ کی روایتوں میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے حضرت

---

[۱] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۴۱۴ [۲] اخرجہ ابو یعلی [۳] کذا فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۵۰ وقال رجالہ رجال الصحیح [۴] خرج ابو یعلی ایضا [۵] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۵۰ رجالہ رجال الصحیح [۶] وذکرہ فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۴۱۴ [۷] اخرج ابن المبارک فی کتاب الجہاد عن عاصم بن بہدلۃ [۸] کذا فی الاصابۃ [۹] وقال فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۴۱۵ [۱۰] واخرجہ الطبرانی ایضا عن ابی وائل نحوہ مختصرا قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۵۰ واسنادہ حسن۔ انتہی [۱۱] اخرج الطبرانی عن عبد اللہ بن محمد وعمر و عمار ابنی حفص عن آبائہم عن اجدادہم

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے خلیفۂ رسول اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومنین کے عمل میں سب سے افضل عمل اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے آپ کو مرتے دم تک جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال! میں تمہیں خدا کی اور اپنی حرمت اور اپنے حقوق کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور میری قوتیں کمزور ہو چکی ہیں اور میری وفات قریب ہے تم جہاد میں نہ جاؤ، حضرت بلال رضؓ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس ٹھہر گئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر رضؓ کے پاس آکر وہی بات کہی جو خلیفۂ اول رضؓ سے کہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روکا حضرت بلال رضؓ نہیں رکے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اے بلال! اذان کون دے گا؟ انھوں نے فرمایا کہ یہ کام سعد رضؓ کے حوالہ کیجئے، وہ مسجد قبا میں حضورؐ کے زمانہ میں اذان دے چکے ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان دینا حضرت عقبہ رضؓ اور حضرت سعد رضؓ کے لئے مقرر کردیا۔ ۱؎

محمد بن ابراہیمؒ کی روایت میں ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابھی آپؐ کی تجہیز و تکفین نہ ہوئی تھی، حضرت بلال رضؓ پہلے طریقہ پر اذان دیتے رہے جب اس کلمہ پر پہونچتے، اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ تو جو لوگ مسجد میں ہوتے رو پڑتے، آپؐ کو دفن کئے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے اذان دینے کے لئے کہا تو حضرت بلال رضؓ نے فرمایا اگر آپ نے مجھ کو اس لئے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو یہ البتہ اسکی ایک سبیل ہے اور اگر آپ نے مجھ کو اللہ کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے اس اللہ کے لئے چھوڑ دیجئے جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں محض اللہ کیلئے آزاد کیا تھا حضرت بلال رضؓ نے کہا کہ میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا، حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا آپ کو اس بات کا اختیار ہے حضرت بلال رضؓ مدینہ ٹھہرے رہے جب شام کے لئے لشکر روانہ ہوا یہ بھی ان کے ساتھ چل دیئے اور شام پہونچ گئے، ۲؎

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جب ممبر پر جمعہ کے دن تشریف فرما ہوئے تو حضرت بلال رضؓ نے آپ سے کہا کہ اے ابوبکر! حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا لبیک!

۱؎ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۷۴ وفیہ عبد الرحمن بن سعد بن عمار وہو ضعیف، انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۶۹ ایضا بہذا الاسناد ونحوہ ۲؎ واخرج عن موسی بن محمد بن ابراہیم التیمی عن ابیہ

حضرت بلالؓ نے پوچھا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے یا اپنے نفس کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کے لئے، حضرت بلالؓ نے کہا تو آپ مجھے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی اجازت دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دیدی یہ ملکِ شام چلے گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔[1]

ابوایوب[2] اور مقداد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ ہم ہر حالت میں جہاد کے لئے سفر کریں، ان دونوں حضرات کی مراد یہ آیۃ ہے، اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ ترجمہ جہاد کے لئے نکلو خواہ تم تنگی میں ہو یا آسانی میں۔ ابی راشد حرانی[3] رح فرماتے ہیں کہ میں مقداد بن اسودؓ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار ہیں ملا یہ موضع حمص میں ایک صراف کے صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے ان کی بڑی بڑی دکھائی دے رہی تھیں اور جہاد کا ارادہ کر رہے تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کو معذور رکھا ہے فرمایا کہ ہمارے پاس جہاد کی یہ آیۃ آچکی ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا[4] "جہاد کے لئے چلو ہلکے ہو یا بھاری"، جبیر بن[5] نفیرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مقدادؓ بن اسود کے پاس دمشق میں بیٹھا ہوا تھا یہ اپنی لاغری کی وجہ سے کسی صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے ان سے ایک صاحب نے کہا امسال اگر آپ جہاد کو ملتوی کر دیں تو بہت بہتر، فرمایا جہاد کرنے والی آیۃ ہمارے پاس آچکی ہے یعنی سورۂ توبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ میں اپنے آپ کو ہلکا ضرور پاتا ہوں

حضرت[6] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ براۃ پڑھی جب اس آیۃ پر پہونچے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا فرمایا کہ ہمارا رب تو ہم سے جوانی اور بڑھاپے دونوں میں جہاد کو فرماتا ہے اے میرے بیٹو! مجھے سامان دے کر جہاد کیلئے رخصت کرو مجھے سامان دے کر جہاد کے لئے رخصت کرو بیٹوں نے عرض کیا اللہ پاک آپ پر رحم کرے آپ نے حضورؐ کے ہمراہ رہ کر غزوہ کیا یہانتک کہ حضورؐ کی وفات ہوگئی پھر آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ کیساتھ رہ کر غزوہ کیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا

---

[1] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۰ عن سعید بنحوہ [2] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۲۴۶ عن ابی یزید المکی [3] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۶ واخرجہ الطبرانی عن ابی راشد بنحوہ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۰ وفیہ بقیۃ ابن ولید وفیہ ضعف وقد وثق وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی۔ [4] واخرجہ الحاکم وابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۱۵ عن ابی راشد بنحوہ وقال الحاکم ج صفحہ ۳۴۹ ہذا حدیث صحیح ولم یخرجاہ انتہی [5] اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۱ [6] وذکر ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۵۵ عن حماد بن سلمہ عن ثابت البنانی وعلی بن زید

یہاں تک کہ آپ کی بھی وفات ہوگئی آپ جہاد میں جانے کو رہنے دیجئے، ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرلیں گے۔ فرمانے لگے ایسا نہیں ہوسکتا تم مجھے سامان دو غزوہ کے ارادہ سے سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی ہی میں انتقال ہوگیا، ان کے دفنانے کے لئے کہیں کوئی جزیرہ بھی فی الحال نہ ملا سات دن کے بعد جزیرہ ملا تو ان کو وہیں دفنایا گیا اور جسم اور چہرے پر کوئی تغیر نہ آیا تھا۔[1]

محمد بن سیرینؒ[2] فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ حضورؐ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے پھر یہ ہمیشہ مسلمانوں کے ہر غزوہ میں شریک ہوتے رہے۔ مگر ایک سال غزوہ میں نہ گئے اسلئے کہ ایک نوعمر لشکر کا امیر مقرر کیا گیا تھا اس سال یہ گھر بیٹھ رہے لیکن اس بات کا بعد میں ہمیشہ افسوس کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ میرا کیا حرج تھا کوئی بھی امیر بنایا جاتا۔ یہ مریض ہوئے اور امیر لشکر یزید بن معاویہ تھے وہ عیادت کرنے کیلئے آیا اور اس نے پوچھا کہ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان فرمایئے کہا ہاں میری یہ حاجت ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے ایک سواری پر بٹھا کر دشمن کی زمین میں لے چلنا جہاں تک لے جایا جا سکے، جب تم لوگ لے چلنے کا راستہ نہ پاؤ تو مجھ کو دفن کرکے لوٹ آنا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ انفروا خفافا وثقالا "تم لوگ جہاد کے لئے نکلو ہلکے ہو یا بوجھل" میں اپنے کو یا ہلکا پاتا ہوں یا بوجھل۔[3]

حضرت[4] ابو ایوب انصاریؓ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں غزوہ کرنے کے لئے نکلے اور بیمار ہوگئے۔ جب مرض بھاری ہوگیا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو اٹھا کر لے چلنا، اور جب تم دشمن کے سامنے صف بندی کرنا تو اپنے قدموں کے نیچے مجھے دفن کردینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔[5] ابو ظبیان[6] نے کہا کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا اور فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو دشمن کی

---

[1] واخرجه ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۶ من طریق ثابت وعلی عن انس۔ بنحوه مطولا وقد اخرجه البیہقی ج ۹ صفحہ ۲ والحاکم ج ۳ صفحہ ۳۵۳ من طریق حماد عن ثابت وعلی عن انس بمعناه مختصرا قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه [2] واخرجه ایضا ابو یعلی کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۱۳ مختصرا وقال رجاله رجال الصحیح [3] اخرجه الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۵۸ [4] واخرجه ایضا ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۹ عن محمد۔ بنحوه کما فی الاصابہ ج ۱ صفحہ ۴۰۵ وقال ورواه ابو اسحاق الفزاری عن محمد وسمی الشاب عبد الملک بن مروان انتہی [5] اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۴۰۴ عن ابی ظبیان عن شیخه [6] فذکر تمام الحدیث انتہی [6] اخرجه الامام احمد کما فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۵۹

سرزمین میں داخل کر کے اپنے پیروں کے نیچے دفن کرنا جہاں تمہاری دشمنوں سے جنگ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے، جو آدمی مرگیا درانحالیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا وہ جنت میں جائے گا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ابو خیثمہؓ اپنے گھر آئے جبکہ حضورؐ کو سفر کیے ہوئے کئی دن گذر گئے تھے سخت گرمی کا موسم تھا اپنی دونوں بیویوں کو اپنے باغ کی جھونپڑی میں پایا ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں پانی چھڑک رکھا تھا اور اس میں ٹھنڈا پانی تھا اور ان کے لئے اس میں کھانا پکا ہوا تیار تھا جب باغ میں داخل ہوئے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی دونوں عورتوں کو اور جو کچھ انھوں نے کر رکھا تھا اسے دیکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بے آب وگیاہ زمین اور لو، دھوپ میں ہوں اور ابو خیثمہ ٹھنڈے سائے اور تیار شدہ کھانا اور اپنی حسین عورتوں اور اپنے مال میں ٹھہرا ہوا ہو۔ یہ انصاف کی بات نہیں، خدا کی قسم میں تم میں سے ایک کی بھی جھونپڑی میں داخل نہ ہونگا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملوں گا۔ عورتوں نے جو توشہ تیار کیا اُسے لیا پھر اپنی اونٹنی کے پاس آئے اس پر کجاوا کسا پھر حضورؐ کی طلب میں چل کھڑے ہوئے جس وقت آپؐ تبوک میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں آپؐ سے جا ملے۔ راستہ میں عمیرؓ بن وہب جمحی سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی حضورؐ کے پاس جا رہے تھے دونوں حضرات ایک ساتھ ہو لیے جب تبوک کے قریب آئے، ابو خیثمہ نے عمیرؓ بن وہب سے کہا میرے لئے ایک گناہ ہے تمہارا اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم ذرا مجھ سے پیچھے رہو کہ میں حضورؐ کے پاس پہلے پہونچوں، چنانچہ انھوں نے اس بات کو منظور کر لیا جب یہ حضورؐ سے قریب ہوئے، حضرات صحابہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یہ راستہ کا سوار سامنے آرہا ہے، حضورؐ نے فرمایا یہ ابو خیثمہ ہے صحابہ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم واقعی یہ ابو خیثمہؓ ہے، آپؐ کی خدمت میں پہونچکر سامنے آئے، سلام کیا، حضورؐ نے فرمایا اے ابو خیثمہ! تیرا بھلا ہو، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا کہہ سنایا، آپؐ نے فرمایا اچھا کیا۔ اور ان کے لئے دعاءِ خیر فرمائی، [1]

حضرت سعدؓ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؐ سے غزوۂ تبوک میں

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج۴ صفحہ ۲۹ نحو سیاق ابن عبد البر[2] وذکر ابن سمرقند[3] وقد ذکر عروۃ بن الزبیر و موسیٰ بن عقبۃ قصۃ ابی خیثمہ رضی اللہ عنہم بنحو من سیاق ابن اسحاق والبسط، وذکر ان خروجہ الی تبوک کان فی زمن الخریف کذا فی البدایۃ ج۵ صفحہ ۷ واخرجہ الطبرانی کما فی مجمع ج۱ صفحہ

پیچھے رہ گیا تھا میں باغ میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ جھونپڑی میں پانی چھڑکا ہوا ہے اور میں نے اپنی دونوں بیویوں کو دیکھا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ انصاف کی بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوؤں میں سخت گرمی میں ہوں اور میں سایہ اور نعمتوں میں رہوں، میں اپنی سینچائی کی اونٹنی کی طرف گیا اور اس پر کجاوہ کسا اور کھجوروں کی طرف گیا اور ان میں سے توشہ لیا میری بیوی نے پکار کر کہا اے ابوخیثمہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں یہ کہتا ہوا چل پڑا کہ حضورؐ کے پاس پہونچنے کا ارادہ ہے، جب میں بعض راستہ میں تھا تو عمیر بن وہبؓ سے میری ملاقات ہوئی میں نے کہا آپ بڑی ہمت کے آدمی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہے ہو اور میں ایک گنہگار آدمی ہوں تم ذرا مجھ سے پیچھے رہو، تاکہ میں حضورؐ سے تنہائی میں باتیں کرلوں چنانچہ عمیرؓ مجھ سے پیچھے رہ گئے جب میں لشکر کے قریب پہونچا اور لوگوں نے مجھے دیکھ لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو نہ ہو یہ ابوخیثمہ ہیں، میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں یا رسول اللہ! ہلاکت کے قریب تھا اور میں نے اپنا قصہ کہہ سنایا مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا کیا اور میرے لئے دعا فرمائی[1]

صحابہؓ کرام کا اللہ کے راستے میں بوجہ غربت جان و مال خرچ نہ کرسکنے کی وجہ سے شدتِ رنج و غم

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن یامین نضری ابولیلیٰ اور عبداللہ بن مغفلؓ سے ملے یہ دونوں حضرات رو رہے تھے ان سے پوچھا کہ تم دونوں کیوں رو رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ آپ ہم کو سواریاں دیں آپؐ کے پاس کوئی سواری نہ تھی جو ہم کو دیتے، اور ہم لوگوں کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ ہم آپؐ کے ساتھ جہاد میں جا سکیں، یہ سن کر فوراً انھوں نے ان دونوں کو اپنی سینچائی کرنوالی اونٹنی سواری کے لئے دی اور زادِ راہ کے لئے تھوڑی سی کھجوریں۔ اسے لے کر یہ دونوں حضرات آپؐ کے ساتھ چل دیئے، یونس کی روایت میں اتنا اضافہ بھی ہے لیکن علبہ بن زیدؓ رات کو نکلے رات میں جب تک اللہ نے چاہا انھوں نے نماز پڑھی پھر رو دیئے

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۹۳، دفیہ یعقوب بن محمد زہری وہو ضعیف انتہی۔

اور ذاتِ باری میں عرض کیا اے میرے اللہ! تو نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور جہاد میں رغبت دلائی۔ مگر تو نے ہمیں اتنا سامان نہیں دیا جس سے ہم اس کام میں مدد لے سکیں اور نہ تو نے اپنے رسولؐ کے ہاتھ میں اتنا دیا کہ آپؐ ہم کو سواری دے سکیں میں ہر مسلمان پر ہر وہ ظلم وستم جو اس نے مجھے پہونچایا ہے میرے مال کے بارے میں یا جسم کے بارے میں یا عزت کے بارے میں۔ صدقہ کرتا ہوں، (معاف کرتا ہوں) اس کے بعد صبح ہی صبح لوگوں کے پاس پہونچے حضورؐ نے فرمایا اس رات میں صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ مگر کوئی نہ کھڑا ہوا۔ آپؐ نے فرمایا وہ صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ کھڑا ہو جائے چنانچہ علبہؓ آپؐ کے پاس کھڑے ہوئے اور آپؐ سے اپنا قصہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا اے علبہ! خوشخبری حاصل کرو پس قسم اُس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے تیرا یہ صدقہ قبول کی ہوئی زکوٰۃ میں لکھا گیا۔[1]

ابو عبس[2] بن جبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علبہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے صحابہؓ میں سے ہیں جب حضورؐ نے لوگوں کو صدقہ دینے پر آمادہ کیا ہر آدمی اپنی حیثیت سے کچھ نہ کچھ لایا۔ علبہؓ کے پاس کچھ نہ تھا، حضرت علبہ بن زیدؓ نے دعا مانگی کہ اے میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں صدقہ میں دوں اے میرے اللہ! تیری مخلوق میں سے جس کسی نے بھی میری آبروریزی کی ہے میں اس کو صدقہ کرتا ہوں (معاف کرتا ہوں) حضورؐ نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے اعلان کیا کہ گذشتہ رات اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ حضرت علبہؓ کھڑے ہوئے کہ میں ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تمہارا صدقہ قبول کیا گیا۔[3]

خروج فی سبیل اللہ میں تاخیر کرنے پر ناخوشگواری

حضرت[4] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر

---

[1] کذا فی البدایۃ ج۵ صفحہ ۵ قال فی الاصابۃ ج۲ صفحہ ۵۰۰ ذکر ابن اسحٰق الحدیث بغیر اسناد۔ وقد ورد موصولا من حدیث مجمع بن جاریۃ ومن حدیث عمرو بن عوف وابی عبس بن جبر ومن حدیث علبۃ بن زید وقیۃ۔ فقد روی ذلک ابن مردویہ عن مجمع بن جاریۃ [2] ورواہ ابن مندۃ [3] وروی البزار عن علبۃ بن زید نفسہ قال حث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ فذکر الحدیث قال البزار علبۃ ہذا رجل مشہور من الانصار ولا نعلم لہ غیر ہذا الحدیث وروی ابن ابی الدنیا وابن شاہین من طریق عبد المجید بن ابی عبس [illegible] عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ نحوہ۔ انتہی مختصرا واخرجہ ابن النجار عن علبۃ بن زید مختصرا کما فی کنز العمال ج۲ صفحہ [illegible] [4] اخرجہ [illegible]

موتہ کی طرف روانہ فرمایا، حضرت زیدؓ کو ان کا امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید قتل کئے جائیں تو جعفر امیر ہیں اور اگر جعفر بھی شہید کردیئے جائیں تو ابن رواحہ کو امیر بنانا رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابن رواحہؓ پیچھے رہ گئے اور جمعہ کی نماز حضورؐ کے ساتھ ادا کی، آپؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ تم کس لئے پیچھے رہ گئے؟ عرض کیا کہ میں نے کہا کہ میں جمعہ پڑھ لوں پھر لشکر کے ساتھ مل جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا اور جو اس میں ہے اس سے بہتر ہے[1]

حضرت[2] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو کسی سریہ میں بھیجا اور اس جماعت کی روانگی جمعہ کے دن ہوئی اپنے ساتھیوں کو انھوں نے بھیج دیا اور کہا کہ میں آپؐ کے ساتھ جمعہ پڑھوں پھر ان لوگوں سے مل جاؤں گا۔ جب حضورؐ کیساتھ نماز پڑھی آپؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کس وجہ سے تم صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں چلے گئے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ سوچا کہ آپؐ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لوں پھر ان لوگوں سے جاکر مل جاؤں گا آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم جو کچھ روئے زمین پر ہے اس کو بھی خرچ کردو ان کے صبح صبح چلنے کا ثواب نہیں پاسکتے ہو۔[3]

حضرت[4] معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کو ایک غزوہ کا حکم دیا ایک آدمی نے اپنے گھر والوں سے کہا میں رک جاؤں آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ لوں اور آپؐ کو سلام کرکے آپؐ سے رخصت ہوں تو آپؐ میرے لئے کوئی دعا کرینگے جو بروز قیامت میرے لئے پیش رو ہو جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے وہ آدمی سلام کرتا ہوا سامنے آیا، آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھی تم سے کتنے آگے ہو چکے ہیں؟ اس آدمی نے کہا ہاں صرف نصف دن چونکہ وہ صبح جا چکے ہیں آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے وہ لوگ فضیلت میں تجھ پر اس سے زیادہ بڑھ چکے ہیں جتنا کہ مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے[5]۔ حضرت[6] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک سریہ کے نکلنے کا حکم دیا ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسی رات ہی میں ہم چل پڑیں یا صبح تک ٹھہرے رہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو یہ بات

---

[1] كذا في البداية ج ٤ صفحہ ٢٤٢ واخرجه ايضا ابن ابي شيبة عن ابن عباس نحوه كما في الكنز ج ٥ صفحہ ٣٠٥ [2] واخرجه الامام احمد ايضا [3] وهذا حديث قد رواه الترمذي ثم علله بما حكاه عن شعبة انه لم يسمع الحكم عن مقسم الا خمسة احاديث وليس هذا منها، كذا في البداية ج ٤ صفحہ ٢٤٢ [4] اخرجه الامام احمد ايضا [5] قال الهيثمي ج ٥ صفحہ ٢٨٦ وفيه زبان بن فائد وثقه ابو حاتم وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات. انتهى [6] اخرجه البيهقي ج ٩ صفحہ ١٥٩

پسند نہیں کہ تم رات جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں گذارو؟[1] جوزر عمر بن جریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب سارا لشکر چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذؓ کو دیکھا اور پوچھا تمہیں کس چیز نے روک لیا؟ حضرت معاذؓ نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر چلوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلنا دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔[2]

جہاد سے پیچھے رہنے اور کوتاہی کرنے پر عتاب

حضرت[3] کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوہ کئے میں ان میں سے کسی میں پیچھے نہیں رہا مگر غزوۂ تبوک میں اور غزوۂ بدر میں لیکن آپؐ نے کسی اس آدمی پر جو غزوۂ بدر میں پیچھے رہا عتاب نہیں فرمایا، (غزوۂ بدر میں) آپؐ قریش کے تجارتی قافلہ کا ارادہ کر کے (مدینہ سے باہر) تشریف لے گئے۔ اللہ پاک نے مسلمانوں اور اُن کے دشمنوں کا مقابلہ کرا دیا جس کا پہلے سے کوئی وعدہ نہ تھا، میں آنحضرتؐ کے ساتھ لیلۂ عقبہ میں حاضر ہوا یہ وہی جگہ تھی جہاں ہم لوگوں نے اسلام پر آپؐ سے بیعت کی تھی اور مجھے بدر کی حضوری سے یہ رات زیادہ محبوب ہے، گو لوگوں میں غزوۂ بدر کا تذکرہ لیلۂ عقبہ سے زیادہ ہے، میرا قصہ (غزوۂ تبوک میں نہ شریک ہو سکنے کا اس طرح پر ہے) غزوۂ تبوک میں جس وقت کہ میں پیچھے رہا تھا میں دولت مند بھی تھا اور مجھ میں قوت بھی تھی جو اس سے قبل نہ تھی خدا کی قسم میرے پاس اس سے پہلے کبھی بھی دو سواریاں نہ تھیں میں نے اس غزوہ کے لئے دو سواریاں جمع کر رکھی تھیں، آنحضرتؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو آپؐ توریہ (اشارہ اور کنایہ) سے کام لیتے، جب غزوۂ تبوک پیش آیا، انتہائی سخت گرمی کا موسم تھا، سفر بھی نہایت طویل تھا، جنگل اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بات

---

[1] واخرجہ الطبرانی ایضاً عن ابی ہریرۃ۔ بنحوہ، قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۲۷ وشیخہ بکر بن سہل اھ میاطی قد بذہبی مقارب الحدیث وقال النسائی ضعیف وفیہ ابن لہیعۃ ایضاً۔ انتہی [2] خرج ابن راہویہ والبیہقی [3] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۸۹ [4] اخرج البخاری

بہت واضح کردی تھی تاکہ اس غزوہ کے لئے اچھی طرح تیاری کرلیں اور آپؐ نے بڑی
صفائی کے ساتھ بیان کردیا تھا کہ فلاں جگہ کا ارادہ ہے، آپؐ کے ہمراہ مسلمان کثیر تعداد میں
شریک ہوئے جس تعداد کو کسی رجسٹر میں ضبط نہیں کیا جاسکتا حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ
جس کسی آدمی نے اس غزوہ میں جانے سے چھپنے کا ارادہ کیا اس نے یہ یقین کرلیا کہ یہ بات
اسی وقت تک پوشیدہ رہے گی جب تک کہ اللہ پاک کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وحی نہ اُترے آپؐ نے یہ غزوہ ایسے وقت کیا کہ کھجوروں کا پکنا اور درختوں کا سایہ
اچھا معلوم ہورہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپؐ کے ہمراہ تیاری کی میں
بھی تیاری کے ارادہ سے صبح کرتا کہ آپؐ کے ہمراہ چلوں گا اور لوٹ آتا اور کچھ بھی کام نہ کرتا
اور اپنے دل میں یہ گمان رکھتا تھا کہ مجھے تو ہر طرح کی قدرت ہے جب چاہوں گا چل دوں گا
اسی نفسانی دھوکہ کی وجہ سے میں کچھ نہ کرسکا لوگ مکمل تیاری کرچکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور مسلمان چل دیئے، میں نے سامان کی کوئی تیاری نہ کی اور یونہی اپنے جی میں کہتا رہا، کہ
ایک یا دو دن میں تیاری کرکے آپؐ کے لشکر کے ساتھ جاملوں گا جب لشکر چلا گیا تو میں صبح
کو اٹھا کہ تیاری کرلوں مگر نہ کرسکا اور لوٹ آیا، پھر اسی طرح اگلے دن تیاری کے لئے اٹھا
اور لوٹ آیا، اور کچھ بھی تیاری نہ کرسکا، روزانہ میرا یہی معمول ہوتا یہاں تک کہ مسلمان جلدی چلے گئے
اور غزوہ میں پہونچنے کا وقت مجھ سے چھوٹ گیا، میں نے ارادہ بھی کیا کہ اب کوچ کرکے ان سے
جاملوں اور کاش کہ میں ایسا کرلیتا لیکن مجھے اس کی بھی مقدرت نہ ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے چلے جانے کے بعد جب میں گھر سے نکلتا اور لوگوں میں چکر لگاتا تو مجھے یہ دیکھ کر بہت
قلق ہوتا کہ مدینہ میں وہی لوگ نظر آتے تھے جن پر دین کے بارے میں طعنہ دیا گیا تھا اور
جو نفاق کے ساتھ متہم تھے یا وہ کمزور لوگ نظر آتے تھے جن کو اللہ پاک نے معذور گردانا
ہے، آنحضرتؐ کو جب تک آپؐ تبوک نہ پہونچ لئے میں یاد نہ آیا، آپؐ لشکر کے ہمراہ تبوک
میں تشریف فرما تھے، آپؐ نے فرمایا کعب کہاں ہیں؟ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے جواب دیا
یارسول اللہ! ان کو اپنی چادر کے سنوارنے اور اپنے کاندھوں پر نظر کرنے نے روک لیا حضرت
معاذ بن جبلؓ نے فرمایا تم نے نہایت نامناسب بات کہی، خدا کی قسم یارسول اللہ! جہاں تک
مجھے علم ہے میں نے کعبؓ میں بھلائی ہی پائی، یہ سن کر حضورؐ نے سکوت فرمایا حضرت کعب
بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آپؐ کی واپسی کی اطلاع ملی تو فکر اور رنج نے مجھے گھیر لیا، اور
میں نے جھوٹ کے گھڑنے کا ارادہ کیا، اور یہ اس وجہ سے کہ آپؐ کی ناراضگی سے کل کسی طرح

میں بچ نکلوں، اور اس بارے میں میں نے اپنے گھر کے ہر رائے دہندہ سے امداد بھی طلب کی، جب مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ حضورؐ آج شام کو تشریف لانے والے ہیں تو وہ ساری غلط بیانی جو میں نے سوچ رکھی تھی میرے دل سے ختم ہو گئی، اور مجھے یقین آگیا کہ میں اس خطرہ سے کبھی بھی ادنیٰ جھوٹ کے ذریعہ بری نہیں ہو سکتا، اب تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا، آنحضرتؐ صبح کو تشریف لے آئے، آپؐ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں جاتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر وہیں لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف فرما رہتے، چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا، آپؐ کے پاس غزوہ میں نہ جانے والے لوگ آئے اور آپؐ سے عذر بیان کرنا شروع کیا، اور قسمیں کھائیں اور ان غزوہ میں نہ جانے والوں کی تعداد اسیؔ سے کچھ اوپر تھی، آپؐ نے ان کی ظاہر بیانی کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے استغفار کیا، اور ان کے باطن کو اللہ عزوجل کے حوالہ کیا، میں بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ مسکرائے لیکن مسکراہٹ میں غصہ کے آثار نمایاں تھے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا آؤ، میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا، آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا، تمہیں غزوہ سے کیا چیز مانع آئی؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا، بیشک خدا کی قسم میں نے سواری خریدی تھی، اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور دنیا والے کے پاس بیٹھتا تو میرا خیال ہے کہ میں اس کی ناراضگی سے عذر کے ذریعہ بری ہو جاتا، اور میں اپنی بات کے دعویٰ کے لئے دلیل پر دلیل لاتا لیکن میں خدا کی قسم یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج غلط بیانی کے ذریعہ میں آپ کو راضی کر لوں تو عنقریب ہی اللہ پاک آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچ بات عرض کرتا ہوں تو آپ مجھ پر ضرور ناراض ہوں گے لیکن مجھے اس سچ میں اللہ کی طرف سے معافی کی قوی امید ہے۔ خدا کی قسم یا رسول اللہ! میرے لئے کوئی عذر نہ تھا اور خدا کی قسم جب آپ سے میں پیچھے رہا تو مجھ میں قوت بھی تھی اور دولت بھی تھی جو اس سے قبل ایسی نہ تھی، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچی بات کہی، اور آپؐ نے فرمایا، جاؤ یہاں تک کہ اللہ پاک تمہارے بارے میں فیصلہ فرمادے چنانچہ میں وہاں سے چلا بنی سلمہ کے کچھ لوگ اٹھے اور میرے پیچھے ہو لئے اور مجھ سے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے تیری کوئی خطا اس سے پہلے نہیں جانی تھی کیا تو اس بات سے عاجز تھا کہ تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح کا کوئی عذر کرتا؟ جیسا کہ پیچھے

رہ جانے والوں نے عذر تراشا ہے اور تمہارے گناہ کے لئے آنحضرتؐ کا استغفار کرنا
کافی تھا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ برابر مجھے ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ
میرا ارادہ بھی ہوا کہ میں آپؐ کی خدمت میں واپس جاکر اپنے بارے میں کچھ جھوٹ بول
آؤں، پھر میں نے اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا میرا جیسا اس معاملہ میں کوئی اور
بھی میرا ساتھی ہے؟ بنی سلمہ کے لوگوں نے کہا ہاں، دو آدمی اور ہیں کہ انھوں نے
بھی تیرا جیسا بیان دیا ہے، اور ان سے بھی وہی کہا گیا ہے جو تم سے کہا گیا، میں نے دریافت
کیا کہ وہ دو آدمی کون ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا ایک تو مرارہؓ بن ربیع عمری ہیں دوسرے
بلالؓ بن امیہ واقفی، جب ان لوگوں نے ان دو بھلے آدمیوں کا جو غزوۂ بدر میں شریک رہے
ہیں جن میں اخلاقی خوبیاں تھیں تذکرہ کیا تو میں نے ان دونوں کا ذکر سنا اور اپنے گھر چلا آیا
ادھر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو فقط ہم تینوں سے جو غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے
کلام کرنے تک سے منع کر دیا، لوگوں نے ہم سے اجنبیت برتی اور سارے کے سارے
ہم سے بدل گئے مجھے روئے زمین پر اپنا آپا بھی بُرا لگنے لگا، اور اپنے وطن کی سرزمین
اجنبی اور اوپری دکھائی دینے لگی، ہم لوگ پچاس رات تک اسی طرح رہے ہمارے
دونوں ساتھیوں نے انتہائی ذلت محسوس کی، اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور سوائے
رونے کے اُن کا کچھ کام نہ تھا لیکن میں جوان مرد کی طرح قوم میں چلتا اور بہادر بنا پھرتا،
میں مسلمانوں کے ساتھ گھر سے نکل کر نماز میں بھی شریک ہوتا اور بازاروں میں بھی چکر
لگاتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا، آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپؐ نماز کے بعد
اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، آپؐ کو سلام کرتا اور اپنے جی میں یہ کہتا کہ آپؐ کے دونوں
لبِ مبارک نے میرے سلام کے جواب میں حرکت فرمائی یا نہیں؟ آپؐ کے قریب ہی
نماز پڑھتا اور کن انکھیوں سے آپؐ کی طرف دیکھتا جاتا، جب میں اپنی نماز میں لگ جاتا تو
آپؐ میری طرف توجہ فرماتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے، جب
ایک مدتِ طویل مسلمانوں کی اس بے رخی سے گذر گئی تو میں ابو قتادہؓ کے باغ کی
دیوار پر چڑھ گیا، یہ میرے چچیرے بھائی اور لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے، میں نے
انھیں سلام کیا، اللہ کی قسم انھوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہ دیا، میں نے کہا اے
ابو قتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ اور اسکے
رسولؐ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ چپ لگا گئے، میں نے دوبارہ ان کو قسم دیکر یہی سوال کیا

پھر بھی وہ خاموش رہے میں نے تیسری بارہ ان کو قسم دے کر یہی سوال کیا تو انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے، میری دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں واپس آگیا حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا تھا کہ اہل شام کے غلہ فروشوں میں سے جو مدینہ میں غلہ بیچنے آتے تھے ایک غلہ فروش کہہ رہا تھا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتا دے لوگوں نے اسے اشارہ سے بتایا' وہ نبطی میرے پاس پہونچا اور مجھے بادشاہِ غسان کا ایک خط جو ریشم کے کپڑے پر لکھا ہوا تھا دیا، جس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

"اما بعد! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے' اللہ پاک تم کو ذلت اور ضائع ہونے کی جگہ نہ رکھے تم ہم سے مل جاؤ ہم تمہاری قدردانی کریں گے"

جب میں نے اُسے پڑھا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ایک اور مصیبت آئی میں نے اس خط کو لیا اور دہکتے ہوئے تنور میں جھونک دیا، ہم تینوں نے اسی کس مپرسی کے عالم میں پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں کاٹ دیں، کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضورؐ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ، میں نے اُس سے دریافت کیا کہ علیحدہ ہونے سے کیا مطلب ہے؟ کیا میں اسکو طلاق دیدوں؟ قاصد نے کہا نہیں بلکہ اس کے ساتھ نہ رہو اور اسکے قریب نہ جانا، اور آپؐ کی طرف سے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی جیسا پیغام پہونچا، میں نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ تو اپنے میکہ چلی جا اور اُن کے پاس اس وقت تک رہ کہ اللہ پاک ہمارے اس امر کا فیصلہ دے، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہلال بن اُمیہؓ کی بیوی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہلال بن اُمیہ بوڑھے اور ناکارہ ہیں ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں. تو کیا آپ کو یہ امر ناگوار ہے کہ میں اُن کی خدمت کرتی رہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، لیکن وہ تمہارے قریب نہ آنے پائیں، انھوں نے کہا خدا کی قسم اُن میں تو کسی چیز کی طرف حرکت کرنے کی گنجائش نہیں اور خدا کی قسم وہ اس واقعہ کے بعد سے آج تک برابر رو ہی رہے ہیں حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض گھر والوں نے کہا کہ تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عورت کے بارے میں اجازت طلب کر، جیساکہ ہلالؓ بن امیہ نے عورت سے خدمت

لینے کے بارے میں اجازت طلب کی۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں عورت کے بارے میں آپؐ سے اجازت طلب نہ کروں گا، خدا جانے جب میں آپؐ سے اجازت طلب کرنے جاؤں آپؐ کیا فرمائیں؟ جبکہ میں جوان آدمی ہوں حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ اس حالت پر بھی دس راتیں اور گذر گئیں، یہاں تک کہ پچاس راتیں بائیکاٹ کے وقت سے پوری ہوگئیں، ان پچاس راتوں کے بعد فجر کی نماز پڑھ کر میں اپنے گھروں کی چھتوں میں سے ایک چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اپنی اسی حالت پر کہ مجھ پر اپنا آپا بھاری تھا اور روئے زمین باوجود کشادگی کے تنگ تھی، میرے کان میں ایک پکارنے والے کی آواز آئی جو سلع پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر بلند آواز سے کہہ رہا تھا " اے کعب! خوشخبری حاصل کرو" یہ سن کر میں فوراً سجدہ میں گر پڑا اور یقین کرلیا کہ کشادگی کا دروازہ کھل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ہم لوگوں کی توبہ قبول کئے جانے کا لوگوں میں اعلان کرایا۔ بشارت دینے والوں نے ہمیں آکر بشارت دی اور ہمارے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی پہونچکر بشارت دی، ایک گھوڑا سوار خوشخبری کے لئے گھوڑا دوڑاتا میرے پاس چلا، اتنے میں ایک اسلمی بھائی بھاگ کر پہاڑی پر چڑھا اور اس نے وہیں سے بلند آواز سے پکار کر بشارت دی، یہ آواز سوار سے پہلے مجھ تک پہونچ گئی جب میرے پاس وہ شخص پہونچا جس نے پہاڑی پر سے خوشخبری دی تھی، میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار، اُسے خوشخبری سُنانے کے عوض میں پہنا دیئے اور خدا کی قسم میرے پاس اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا اور کچھ نہ تھا، پھر میں نے بطور عاریت دو کپڑے لیکر پہنے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل دیا راستے میں جماعت کی جماعت مجھ کو توبہ کے قبول کئے جانے کی مبارک باد دیتی تھی کہ مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی، میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے ارد گرد صحابۂ کرامؓ کا مجمع تھا۔ مجھے دیکھ کر طلحہ بن عبید اللہؓ لپکے اور مصافحہ کیا اور مبارکباد دی خدا کی قسم مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور مجھے دیکھ کر کھڑا ہوا میں طلحہؓ کے اس سلوک کو کبھی نہ بھولوں گا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضورؐ کو سلام کیا تو آپؐ کا چہرۂ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا۔ فرمایا خوشخبری حاصل کرو! ایسے دن کی بھلائی کی جب سے تمہاری ماں نے جنا ہوگا ایسا دن نہ گذرا ہوگا میں نے عرض کیا کہ یہ بشارت آپؐ کی جانب سے ہے یا رسول اللہ! یا اللہ کی جانب سے؟ آپؐ نے فرمایا میری جانب سے

نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے ہے۔ آنحضرتؐ کا چہرۂ مبارک خوشی کے موقع پر اس طرح منور ہوتا جس طرح کہ چاند کا ٹکڑا، اور ہم لوگ آپؐ کی مسرت کو اسی چیز سے پہچانتے تھے، جب میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے تمام مال سے دستبرداری دوں اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے لئے صدقہ کردوں، حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو روک لو، اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے، میں نے عرض کیا کہ میں اپنا خیبر والا حصہ روکے لیتا ہوں اور میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ پاک نے مجھے سچ کی بدولت نجات دی، اور میری توبہ میں سے یہ بھی ضروری ہے کہ اب جب تک میری حیات ہے میں سوائے سچ کے جھوٹ نہ بولوں گا، پس خدا کی قسم جہاں تک مجھے مسلمانوں کا علم ہے جن کو اللہ پاک نے سچائی میں آزمایا ہے جب سے میں نے حضورؐ سے اس کا وعدہ کیا میں نے جھوٹ کا استعمال نہیں کیا، اور مجھے اللہ پاک سے اس چیز کی قوی امید ہے کہ اللہ پاک جھوٹ سے میری حفاظت کرے گا جب تک کہ میری زندگی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائیں لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۂ توبہ رکوع ۱۴) ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی، جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چکا تھا پھر اللہ نے اس (گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے، اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہونچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے ہیں بڑے رحم کرنے والے

ہیں " اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو"

خدا کی قسم جب سے مجھ کو اللہ پاک نے اسلام کی ہدایت دی اللہ پاک نے اس سے بڑا انعام میرے اوپر کبھی نہیں کیا کہ میں نے حضورؐ سے سچ بولا تھا اور یہ بھی اللہ کا بڑا انعام ہے کہ میں نے آپؐ سے جھوٹ نہیں بولا جو میری تباہی کا باعث بنتا جیسا کہ وہ لوگ تباہ ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا۔ اللہ پاک نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جنہوں نے اس وقت جھوٹ بولا جبکہ وحی اتر رہی تھی وہ سخت ترین کلمہ اللہ پاک نے ان لوگوں کے لیے کہا جو کسی کے لیے نہ کہا ہوگا، سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ط فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ط إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (سورۂ توبہ ع ۱۲) ترجمہ: "ہاں اب وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (آخر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق وخلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے یہ اس لیے قسمیں کھا دیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو (ان کو کیا نفع؟ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا"

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہم تینوں ان لوگوں سے علیحدہ رہے جن کی ظاہر بیانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں نے قسم کھائی تھی قبول فرما لیا تھا، بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کی، اور ہمارے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تاخیر سے کام لیا کہ اللہ پاک نے اس بارے میں فیصلہ دیا۔ ہم تینوں کے بارے میں اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا اس آیت میں اللہ پاک نے جو خُلِّفُوْا فرمایا ہے اس میں ہم لوگوں کے غزوہ سے پیچھے رہ جانے کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں ہم لوگوں کی توبہ کے مؤخر کیے جانے کا تذکرہ ہے کہ ہماری توبہ ان لوگوں سے مؤخر رکھی گئی جنہوں نے آپؐ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں اور عذر بیان کیا تھا اور آپؐ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا تھا۔[1]

---

[1] وہکذا رواہ مسلم وابن اسحٰق ورواہ الامام احمد بزیادات یسیرۃ کذا فی البدایۃ ج ۵ ص [illegible]

جہاد کو چھوڑ کر مال و عیال میں پڑ جانے والوں کیلئے وعید

ابو عمرانؒ[1] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو قسطنطنیہ میں تھے اور اہل مصر پر عقبہ بن عامرؓ اور اہلِ شام پر ایک اور آدمی غالباً فضالہ بن عبیدؓ رضی اللہ عنہما تھے، روم کے شہر سے ایک بہت بڑی فوج نکلی، ہم لوگوں نے اس کے لئے صف بندی کی، ایک مسلمان نے روم کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ان میں گھس گیا، پھر وہ ہماری طرف واپس آیا لوگ اُس پر چلائے اور لوگوں نے کہا سبحان اللہ! اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا، یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تم لوگ اس آیۃ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کی یہ تاویل کرتے ہو کہ جنگ میں گھس کر لڑنے کو ہلاکت سمجھتے ہو یہ آیۃ تو ہم انصارؓ کی جماعت کے بارے میں نازل کی گئی تھی، جب اللہ پاک نے اپنے دین کو عزت دیدی اور دین کے مددگار بکثرت ہوگئے ہم لوگوں نے حضورؐ سے در پردہ آپس میں اس طرح کہا کہ ہمارے مال (یعنی زمینیں) ضائع ہو گئے اگر ہم لوگ اس کی نگہداشت کے لئے ٹھہرتے اور ضائع شدہ کی اصلاح کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا؟ اس وقت اللہ پاک نے ہمارے ان ارادوں کے رد کرنے کے لئے یہ آیۃ اُتاری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (سورۂ بقرہ ع ۲۴) کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو"

تو ہلاکت ہم لوگوں کا وہ ارادہ تھا جو اصلاحِ مال کے لئے ٹھہرنے کے بارے میں کیا تھا، اور ہم لوگوں کو غزوہ کا حکم دیا، چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ اللہ کے رستے میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کو وفات دی،

نیز ابو عمرانؒ[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کیا امیر لشکر عبد الرحمن بن خالد بن ولیدؓ تھے اہلِ روم نے پشت پناہ قسطنطنیہ کی چہار دیواری کو کر رکھا تھا۔ دشمنوں پر ایک آدمی نے حملہ کیا لوگوں نے کہا ذرا صبر کر، رک جا، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے یہ سُن کر فرمایا کہ یہ آیۃ ہم جماعتِ انصارؓ کے بارے میں اُتاری گئی تھی جب اللہ پاک نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) واخرجہ ایضا ابو داؤد والنسائی بنحوہ مفرقا مختصرا وروی الترمذی قصۃ من اولہ ثم قال وذکر حدیث کنز ج ۴ صفحہ ۳۶۶، واخرجہ البیہقی ج ۵ صفحہ ۳۳۳ مطولہ [1] اخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۵ [2] واخرجہ ایضا البیہقی ج ۹ صفحہ ۹۹ من وجہ آخر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی، اور اسلام کو غلبہ ہو گیا تو ہم لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ آؤ اور اپنی جائدادوں میں رہیں اور مال و زمین کی اصلاح کرلیں تو اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ "ترجمہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" ہلاکت میں ہاتھوں کو مبتلا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے مالوں میں ٹھہریں اور اس کی اصلاح کریں اور جہاد چھوڑ دیں، حضرت ابو عمران رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں مدفون ہوئے،

و نیز ابو عمران التجیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص نے دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا ان کے حملہ سے صف منتشر ہو گئی ہم لوگوں کے ہمراہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی تھے، کچھ لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا اپنے آپ کو اس شخص نے ہلاکت میں ڈال دیا، اس پر حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے فرمایا ہم (انصار) اس آیۃ کے مطلب سے زیادہ واقف ہیں یہ آیۃ ہم لوگوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپؐ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے، آپؐ کی امداد کی، جب اسلام ظاہر ہو گیا اور پھیل گیا، ہم انصاریوں کی جماعت جمع ہوئی اور آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف فرمایا، اور ہمیں آپؐ کی نصرت کی توفیق دی، اسلام پھیل گیا، اہلِ اسلام کثیر ہو گئے، ہم لوگوں نے حضورؐ کو اپنے خاندان والوں اور مال اور اولاد پر ترجیح دی یہاں تک کہ (کفار کی) لڑائی نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے، اب ہم لوگ اپنے اہل و عیال میں لوٹ چلیں اور بال بچوں میں چل کر رہیں، ہم لوگوں کی اس رائے کے بارے میں قرآن شریف میں یہ آیۃ اتری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ لہٰذا ہلاکت مال و عیال میں اقامت گزینی اور ترکِ جہاد میں ہے[2]

جہاد چھوڑ کر کھیتی میں مشغول ہو جانے والوں کیلئے وعید

یزید بن ابی حبیبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم

[1] واخرجہ ابو داؤد و ترمذی والنسائی [2] واخرجہ ایضا عبد بن حمید فی تفسیرہ و ابن ابی حاتم و ابن جریر و ابن مردویہ و ابو یعلیٰ فی مسندہ و ابن حبان فی صحیحہ و الحاکم فی مستدرکہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب وقال الحاکم علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ کذا فی تفسیر ابن کثیر [3] اخرجہ ابن عائذ فی المغازی

ہوا کہ عبداللہ بن عمرو عنسی رضہ نے ملک شام کی زمین میں کھیتی کر لی ہے ان سے کھیتی واپس لے لی اور فرمایا بڑے لوگوں کی گردنوں میں جو ذلت اور حقارت تھی اس کو تم نے لے کر اپنی گردن میں ڈال لیا ہے؟[1]

یحییٰ بن[2] ابی عمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ اہل یمن کی ایک جماعت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضہ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے حضرت عبداللہ رضہ سے کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اسلام لایا اور اس کا اسلام انتہائی اچھا رہا اور اس نے ہجرت کی اس کی ہجرت بھی بہترین ثابت ہوئی اور اس نے جہاد کیا اور اس کا جہاد بھی اچھا رہا، پھر وہ اپنے ماں باپ کے پاس یمن میں چلا گیا ان کے ساتھ انتہائی حسن سلوک اور رحم کا برتاؤ کیا؟ حضرت عبداللہ رضہ نے فرمایا کہ تم لوگ خود اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہم لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اُلٹے پیروں پھر گیا، حضرت عبداللہ رضہ نے فرمایا نہیں وہ مرتد نہیں بلکہ جنت میں ہے ہاں میں تم لوگوں کو ایسا آدمی بتائے دیتا ہوں جو اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو گیا وہ ایسا شخص ہے جو اسلام لایا اور اس کا اسلام بہت اچھا ثابت ہوا اور ہجرت کی اور اس کی ہجرت بہت بہتر رہی، اور جہاد کیا اور اپنے جہاد میں بھی اچھا رہا اس کے بعد اس نے کسی نبطی کسان کی زمین کا ارادہ کیا اور اس کو جزیہ اور لگان پر لیا پھر اُس زمین میں مشغول ہو گیا دن و رات اُسی کی سرسبزی کی فکر رہی اور جہاد کو چھوڑ بیٹھا پس یہ شخص وہ ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو گیا،

فتنہ کے استیصال کیلئے اللہ کے راستے میں سرعت کیساتھ لپکنا

حضرت جابر بن[3] عبداللہ رضہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ کسی غزوہ یا لشکر میں تھے کہ ایک مہاجری رضہ نے کسی انصاری رضہ کی پیٹھ پر گھونسا مارا، انصاری رضہ نے امداد کے لئے یاللانصار! کی آواز دی اُس مہاجری رضہ نے بھی اپنی مدد کے لئے یاللمہاجرین کی صدا بلند کی، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا تو آپ نے فرمایا یہ زمانہ جاہلیت جیسی باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجری نے ایک انصاری

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۸۸ [2] داخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۹۲ [3] اخرج بخاری

کے ایک گھونسا مارا ہے، آپؐ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑ دو یہ باتیں بدبو اور پلیدی ہیں عبداللہ بن اُبی (منافق)، نے یہ سن کر کہا کہ تم اس صدا کو بلند کرو سن لو خدا کی قسم اگر ہم مدینہ لوٹ جائیں گے تو ضرور عزت والا مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دے گا، یہ خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں، آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحابؓ کو قتل کر دیتے ہیں جب حضرات مہاجرین مدینہ تشریف لائے تھے تو انصاریوں کی تعداد زیادہ تھی اس کے بعد مہاجرین کی تعداد زیادہ ہو گئی۔[1]

حضرت عروہ بن زبیرؓ اور عمرو بن ثابت انصاریؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع کا ارادہ فرمایا یہ وہی غزوہ ہے جس میں آپؐ نے اس مناۃ بت کو تڑوایا تھا جو موضع قفائے مشلل اور سمندر کے درمیان تھا، آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کے لئے بھیجا تھا، چنانچہ انھوں نے مناۃ بت کو توڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غزوہ میں دو آدمیوں میں لڑائی ہو گئی ایک ان میں سے مہاجر تھے دوسرے قبیلۂ بہز میں سے تھے جو انصار کے حلیف تھے، مہاجری، بہزی پر چڑھ بیٹھے بہزی نے یا معشر الانصار! کی صدا بلند کی اس کی امداد کے لئے انصاری جمع ہو گئے مہاجری نے بھی یا معشر المہاجرین! کا نعرہ لگایا اس کی امداد کے لئے کچھ مہاجرین بھی آپہونچے، چنانچہ مہاجرین اور انصار کی تھوڑی سی جھڑپ بھی ہوئی پھر ان کے درمیان میں لوگوں نے حائل ہو کر بیچ بچاؤ کرا دیا، اس کے بعد ہر منافق یا جن لوگوں کے دل میں کچھ دینی مرض تھا، عبداللہ بن اُبی بن سلول کے پاس پہونچے اور اس سے کہا کہ پہلے تو تم سے ہماری بہت کچھ امیدیں وفا ہوتی تھیں اور تم ہماری طرف سے دفاع کیا کرتے تھے اور اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ نہ تم سے کوئی نفع ہے اور نہ کوئی نقصان، تم نے تو ہم لوگوں کی طرف سے چادر ہی تان لی، یہ لوگ جدائی اور علیحدگی کی باتوں کو چادروں سے تعبیر کرتے تھے یہ سن کر خدا کے دشمن عبداللہ بن اُبی نے کہا، خدا کی قسم اگر ہم مدینہ واپس پہونچ گئے تو عزت والا مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دے گا، مالک بن دخشن نے جو منافقین میں سے ہے کہا، کیا ہم نے تم لوگوں سے نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ

---

[1] واخرجہ ایضاً مسلم والامام احمد والبیہقی عن جابر نحوہ کما فی تفسیر ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۳۷۰ واخرج ابن ابی حاتم

ہیں ان پر خرچ نہ کرو؟ یہ خود ہی بھاگ جائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سُنی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے اس شخص کے بارے میں جس نے لوگوں کو فتنہ میں ڈال رکھا ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فتنہ پرداز عبداللہ بن اُبَی منافق مراد تھا، حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر میں تم کو اس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اس کو قتل کر دوگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا ہاں! خدا کی قسم اگر آپ مجھ کو اس کے قتل کا حکم دیں تو میں ضرور اس کی گردن اُڑا دوں گا، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں سامنے سے حضرت اُسَید بن حضیرؓ آتے ہوئے دکھائی دیئے، یہ انصاری اور خاندان بنی عبدالاشہل سے ہیں۔ حضورؐ کے پاس آکر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس آدمی کے بارے میں اجازت دیجئے جس نے تمام لوگوں کو مبتلائے فتنہ کر رکھا ہے کہ میں اس کی گردن مار دوں آپؐ نے فرمایا اگر میں تم کو اُس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اُس کو قتل کر دوگے؟ حضرت اُسَیدؓ نے کہا ہاں! خدا کی قسم اگر آپ مجھکو اس کے قتل کا حکم دیدیں تو میں ضرور تلوار سے اس کے دونوں کانوں کے بندے کے نیچے ضربِ کاری لگاؤں آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو کوچ کرنے کی اطلاع دیدو چنانچہ آپؐ لوگوں کو لیکر روانہ ہوئے اس سارے دن اور ساری رات چلتے رہے اگلے روز دن کے اونچا ہونے تک چلے اُس کے بعد آرام فرمانے کے لئے اُترے پھر آپؐ نے لوگوں کے ہمراہ اسی طرح کوچ فرمایا یہاں تک کہ آپؐ نے قفائے مشلل سے تین راتیں چل کر صبح کر دی۔ جب حضورؐ مدینہ تشریف لے آئے، حضرت عمرؓ کے پاس آدمی بھیجکر ان کو بلایا اور فرمایا اے عمر! اگر میں تم کو اس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اُس (عبداللہ بن اُبَی) کو قتل کر دوگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا جی ہاں! ضرور قتل کر دوں گا، آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم کو آج قتل کر دوگے تو البتہ بہت سے اُن لوگوں کی ناکیں گرد آلود ہو جائیں گی کہ اگر میں آج اُن کو اُس کے قتل کا حکم دوں تو یہ لوگ اُس کو قتل کر دیں، پھر لوگ یوں بیان کرنے لگے کہ گویا میں اب اصحاب کے بارے میں پڑ گیا ہوں اور ان کو گھیر گھوٹ کر قتل کرانا شروع کر دیا ہے، (عبداللہ بن اُبَی جیسوں کے بارے میں قرآن میں یہ آیۃ اتری ہے، هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورہ منافقون پ ۲۸ ع ۱، ترجمہ: یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو، یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاویں گے اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا اور (یہ کہنا جہل محض ہے بلکہ) اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں، [1]

ایک[2] اور روایت میں ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیکر اپنے اس سارے دن شام تک اور ساری رات صبح تک چلے اور اس دن کے شروع حصہ میں بھی یہاں تک چلتے رہے کہ لوگوں کو دھوپ کی تکلیف محسوس ہونے لگی، پھر آپؐ لوگوں کو لے کر اُترے کچھ دیر نہیں لگی کہ صحابہؓ کو زمین پر لیٹتے ہی نیند آگئی اور آپؐ نے اتنی طویل مسافت بلا مہلت اس لئے طے فرمائی کہ لوگوں کو عبداللہ بن اُبَیّ کے کل گذشتہ والے قصہ سے غافل کر دیں۔

جسنے اللہ کے راستے میں چلہ پورا نہ کیا اس پر نکیر

حضرت[3] زید بن ابی حبیبؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا تم کہاں تھے؟ آنے والے نے کہا کہ میں چھاؤنی پر تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کتنے دنوں تم چھاؤنی میں رہے اس شخص نے کہا تیس دن حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے چلہ پورا کیوں نہ کیا؟[4]

تین چلوں کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنا

ابن[5] جریج فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو بہت سچا ہے

---

[1] قال ابن کثیر فی تفسیرہ ج ۴ صفحہ ۳۷۲ ہذا سیاق غریب وفیہ اشیاء نفیسۃ۔ وتوجد فیہ انتہی وقال ابن حجر فی فتح الباری ج ۸ صفحہ ۴۵۹ وہو مرسل جید انتہی [2] وقد ذکر ابن اسحٰق القصۃ بنحوہا کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۷، [3] اخرجہ عبدالرزاق [4] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۸۸ [5] اخرج عبدالرزاق

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبکہ یہ گشت کر رہے تھے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا

تطاول هذا الليل واسود جانبه (۱) وارقني ان لا حبيب الاعبه

فلولا حذار الله لا شئ مثله (۲) لنزعزع من هذا السرير جوانبه

ترجمہ اشعار

(۱) یہ رات طویل ہوگئی اور اس کے تمام کنارے کالے پڑ گئے اور مجھ کو نیند نہ آئی اس لئے کہ کوئی محبوب ایسا نہیں جس سے میں کھیل کرتی

(۲) اگر ایسے خدا کا جس کی مانند کوئی شے نہیں ڈر نہ ہوتا تو اس چارپائی کے تمام کنارے حرکت کھاتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کیا میرا شوہر چند مہینے سے مسافرت پر ہے، اور میرے نفس میں اُس کا شوق پیدا ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تونے بُرائی کا ارادہ کیا ہے؟ عورت نے کہا اللہ کی پناہ! حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے نفس پر قابو رکھ، میں اُس کے بلانے کے لئے ڈاک سے آدمی بھیجے دیتا ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا، پھر حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لے جاکر کہا میں تجھ سے ایک امر کے بارے میں سوال کرتا ہوں جس نے مجھ کو مبتلائے پریشانی کر رکھا ہے تم اُس امر کو واضح کر کے میری پریشانی کو دُور کرنی ہے وہ یہ کہ، کتنی مدت میں عورت کو اپنے شوہر کا شوق ہوتا ہے؟ صاحبزادی نے شرم کے مارے سر جُھکا لیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک اللہ پاک حق کے بیان کرنے میں شرم کا اعتبار نہیں کرتا، حضرت حفصہؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ تین مہینے اور زیادہ سے زیادہ چار مہینے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھدیا کہ لشکروں کو چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ [۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا

تطاول هذا الليل واسود جانبه —— وارقني ان لا حبيب الاعبه

یہ رات دراز ہوگئی اور اس کی جانب سیاہ پڑ گئی، مجھ پر رقت اس بات سے طاری ہوگئی

---

[۱] کذا فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۰۸ ؎ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۹ من طریق مالک عن عبداللہ بن دینار

کہ کوئی ایسا حبیب نہیں جس سے میں کھیل کرتی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر حضرت حفصہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے جس میں عورت اپنے شوہر سے صبر کر سکتی ہے؟ حضرت حفصہ رضؓ نے فرمایا چھ مہینے یا چار مہینے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم نافذ کر دیا کہ کسی لشکر کو اس سے زیادہ مدت تک نہ روکا جائے۔

صحابۂ کرامؓ کو غبار فی سبیل اللہ کا شوق

ربیع بن زید رضؓ[1] فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رفتار سے چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپؐ نے ایک قریشی جوان کو دیکھا جو راستہ سے ہٹ کر چلا جا رہا ہے آپؐ نے فرمایا کیا یہ فلاں نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یہ وہی ہے آپؐ نے فرمایا اُس کو بلاؤ۔ چنانچہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم راستہ سے ہٹ کر کیوں چل رہے ہو؟ اُس نے کہا غبار اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ راستہ سے ہٹ کر مت چلو قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے بے شک یہ بھی ایک قسم کی جنت کی خوشبو ہے[2]۔

ابو المصبح رضؓ[3] مقرائی بیان فرماتے ہیں کہ ہم سرزمین رُوم میں ایک جماعت کیساتھ چلے جا رہے تھے جس کے امیر مالکؓ بن عبد اللہ خثعمی تھے مالک بن عبد اللہؓ کا گذر جابرؓ بن عبد اللہ کے پاس سے ہوا جو اپنے خچر کو پکڑے ہوئے چلے جا رہے تھے ان سے مالک رضؓ نے کہا اے ابو عبد اللہ! سوار ہو جاؤ، اللہ پاک نے تم کو سواری دی ہے، حضرت جابرؓ نے فرمایا میں اپنی سواری کی اصلاح کر رہا ہوں اور اپنی قوم سے بے پرواہ ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جس آدمی کے دونوں قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو گئے اللہ پاک آگ اُس پر حرام کر دے گا، مالکؓ یہ سن کر چل دیئے، جب اتنی دور پہونچ گئے کہ جابر رضؓ کو ان کی آواز پہونچ سکے پکار کر بلند آواز سے پھر کہا کہ اے ابو عبد اللہ! سوار ہو جاؤ تمہیں اللہ نے سواری دی ہے، حضرت جابرؓ سمجھ گئے کہ جس چیز کا مالکؓ نے ارادہ کیا تھا، اور کہا کہ میں اپنے جانور کو آرام دے رہا ہوں اور اپنی قوم سے بے پرواہ ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جو آدمی کہ

---

[1] اخرجہ الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۵ ص ۲۸۶ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات، انتہی [3] واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ

اس کے دونوں قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو جائیں اُس کو اللہ پاک آگ پر حرام کر دیتا ہے، یہ سُن کر لوگ اپنی سواریوں پر سے نیچے کود پڑے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آج کے دن سے زیادہ کبھی لوگوں کو اتنا پیدل چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔[1]

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ کسی بندے کے اللہ کے راستے میں دونوں قدم غبار آلود نہیں ہوئے مگر اللہ پاک ان دونوں قدموں پر آگ کو حرام کر دیتا ہے یہ سن کر کٹ اور تمام لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر پیدل چلنے لگے چنانچہ آج کے دن سے زیادہ پیادہ چلنے والے نہ دیکھے گئے۔[2]

جہاد فی سبیل اللہ میں خدمت کرنا

حضرت[3] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ہم میں سے بعض روزہ دار تھے اور بعض بے روزہ دار، ہم لوگوں نے ایک منزل میں پڑاؤ ڈالا، سخت گرمی کا موسم تھا، ہم میں سے زیادہ سائے والا وہ تھا جس پر کمبل تھا، اور ہم میں سے بعض آدمی ہاتھ ہی سے دھوپ کا بچاؤ کر رہا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پڑاؤ پر پہونچتے ہی روزہ دار تو گر پڑے اور بے روزہ دار ٹھہرے رہے اور ان لوگوں نے خیمے، ڈیرے لگائے اور جانوروں کو پانی پلایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تو بے روزہ دار لوگ ثواب میں بڑھ گئے، بخاری کی روایت میں حضرت انسؓ سے اس طرح پر ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ تھے ہم میں سے زیادہ سائے والا وہ تھا جو اپنے کمبل کے ذریعہ سایہ پکڑ رہا تھا، جو لوگ ہم میں سے روزہ دار تھے انھوں نے کوئی کام نہیں کیا، لیکن جو روزہ سے نہیں تھے انھوں نے سواری کے جانوروں کو چرایا، خدمتیں انجام دیں، اور دیگر کام کیے، آنحضرتؐ نے فرمایا آج تو بے روزہ دار ثواب میں بازی لے گئے۔

---

[1] ورواہ ابو یعلی باسناد جید الا انہ قال عن سلیمان بن موسیٰ قال مینا نحن نسیر۔ فذکر نحوہ [2] کذا فی ترغیب ج ۲ صفحہ ۲۹۶، قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۶ رواہ ابو یعلی ورجالہ ثقات۔ انتہی وقال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲ وذا الحدیث قد اخرجہ ابو داؤد الطیالسی فی مسندہ بسندہ المذکور ای عن ابی مصبح فقال فیہ اذ مر عامر بن عبد اللہ وکذا اخرجہ ابن المبارک فی کتاب الجہاد وہو فی مسند الامام احمد وصحیح ابن حبان من طریق ابن المبارک۔ انتہی۔ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۶۲ من طریق ابن لہیعۃ بنحوہ [3] اخرجہ مسلم ج ۱ صفحہ

ابو قلابہؓ[1] فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ میں سے کچھ لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایک ساتھی کی بھلی تعریف کی، اور کہا کہ ہم لوگوں نے اُس فلاں جیسا کبھی بھی نہیں دیکھا، جب کبھی سفر میں چلتا قراءۃِ قرآن کرتا رہتا، اور جب بھی ہم لوگ پڑاؤ ڈ لیتے یہ نماز میں لگ جاتا، آپؐ نے فرمایا کہ اس کے سامان کی کون دیکھ بھال کرتا تھا؟ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے اونٹ یا جانور کو کون چارا دیتا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ہی لوگ اس کام کو انجام دیتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ تم سب کے سب اُس سے افضل ہو۔[2]

سعیدؓ[3] بن جمہان فرماتے ہیں میں نے حضرت سفینہؓ سے ان کے نام کے بارے میں سوال کیا انھوں نے کہا کہ میں تم کو اپنے اس نام کی خبر دیتا ہوں کہ میرا نام سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے، میں نے پوچھا کس لئے آپ کا نام سفینہ رکھا ہے؟ حضرت سفینہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ آپکے اصحابؓ بھی تھے، صحابۂ کرامؓ پر ان کا سامانِ سفر بھاری پڑ گیا آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم اپنا کمبل بچھاؤ، میں نے اپنا کمبل بچھا دیا، آپؐ نے اس کمبل میں اُن سب کا سامان رکھدیا، پھر اُس کو میرے اوپر لاد دیا اور فرمایا تم اسے لادو، تم سفینہ (کشتی) ہو، حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں میں اُس روز اگر ایک یا دو یا پانچ، یا چھ اونٹوں کا بوجھ بھی لاد لیتا تو مجھ پر گراں نہ گذرتا،

حضرت[4] اُمّ سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام احمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم لوگوں کا ایک گڑھے سے گذر ہوا میں نے لوگوں کو اس گڑھے سے پار اُتارنا شروع کیا حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم تو آج کے دن سفینہ (کشتی) ہو گئے ہو۔[5]

حضرت[6] مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب میں سوار ہونے کا ارادہ کرتا حضرت ابن عمرؓ آتے اور میری رکاب تھام لیتے اور جب میں سوار ہو چکتا تو میرے کپڑے برابر کر دیتے، حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ وہ

---

[1] واخرج ابوداؤد فی مراسیلہ [2] کذا فی الترغیب ج ۴ صفہ ۱۷۰ [3] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۶۹
[4] واخرج الحسن بن سفیان وابن مندہ والمدینی وابونعیم [5] کذا فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۹۴ [6] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۳ صفہ ۲۸۵

میرے پاس ایک مرتبہ اسی کام کے لئے آئے، مجھے کچھ نامناسب سا معلوم ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مجاہد! تم بڑے تنگ اخلاق ہو،

اللہ کے راستے میں روزہ رکھنا

حضرت[1] ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض سفروں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جو انتہائی سخت گرمی میں واقع ہوئے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ بعض تو اپنا ہاتھ سر پر شدتِ گرمی سے رکھے ہوئے ہوتا اور ہم میں سے کوئی سوائے نبی پاکؐ کے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے روزہ سے نہ ہوتا، اور ایک دوسری روایت میں حضرت ابوالدرداءؓ سے اس طرح پر ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں سخت گرمی کے دنوں میں رمضان کے مہینے میں نکلے، اس کے بعد اوپر والی حدیث جیسا تذکرہ ہے ابوسعید[2] خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں ماہِ رمضان میں غزوہ کرتے بعض ہم میں سے روزہ دار ہوتا اور بعض روزہ سے نہ ہوتا نہ روزہ دار بے روزہ دار پر اور نہ بے روزہ دار، روزہ دار پر بگڑتا اور تمام صحابہؓ یہ سمجھتے تھے کہ جس میں طاقت ہے روزہ رکھے اس کے لئے یہی اچھا ہے، اور جو کمزوری محسوس کرے اور روزہ نہ رکھے اس کے لئے یہی اچھا ہے۔

حضرت[3] عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مخرمہؓ کے پاس آیا یہ یمامہ کی لڑائی میں زخم سے نڈھال ہو کر پڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا اے عبداللہ بن عمر! کیا روزہ دار افطار کر سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں ہاں! انھوں نے کہا جا ذرا اس ڈھال میں پانی لے آؤ، شاید کہ میں روزہ افطار کر لوں، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں میں حوض پر پہونچا، جو پانی سے بھرا ہوا تھا میرے پاس ایک چمڑے کی ڈھال تھی میں نے اُسے نکالا پھر میں نے اُسے چلوؤں سے بھرا، اور اسے لے کر جب عبداللہ بن مخرمہؓ کے پاس پہونچا تو یہ وفات پا چکے تھے[4]

مدرک[5] بن عوفؓ احمسی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا

---

[1] اخرج مسلم ج ۱ صفہ ۳۵۷ عن ام الدرداء [2] واخرج مسلم ایضا ج ۱ صفہ ۳۵۶ [3] واخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۲ صفہ ۳۲۴ [4] واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۳۶۶ قال واخرجہ ابن المبارک فی الجہاد من وجہ آخر عن ابن عمر اتم منہ [5] واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ بسند صحیح عن قیس بن ابی حازم

کہ آپ کی خدمت میں نعمان بن مقرنؓ کا قاصد آیا حضرت عمرؓ نے اُس سے لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی اُس نے جن لوگوں کو مصیبت پہونچی تھی ان کا بیان کیا اور بتایا کہ فلاں اور فلاں شہید کر دیئے گئے اور کچھ اور لوگ بھی شہید کئے گئے جن سے میں واقف نہیں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا لیکن اللہ پاک تو انھیں پہچانتا ہے، لوگوں نے کہا کہ ایک آدمی نے تو اپنے آپ کو بیچ ہی دیا یعنی عوفؓ بن ابی حیہ احمسی ابوشبیل نے، مدرکؓ بن عوف نے کہا اے امیر المومنین! خدا کی قسم وہ میرے ماموں تھے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگ جھوٹ کہتے ہیں، انھوں نے تو دنیا دیکر آخرت خرید لی، راوی کہتے ہیں کہ جب یہ زخم سے نڈھال ہو گئے اور روزہ سے تھے تو لوگ انھیں لاد کر لائے، اور ان میں تھوڑی سی جان تھی انھوں نے پانی پینے سے انکار کر دیا تھا حتی کہ ان کی وفات ہو گئی[1] حیاۃ الصحابہ اردو حصہ دوم صفحہ ۳۴۱ پر محمد بن حنفیہ کی حدیث بحث پیاس کے برداشت کرنے میں گذر چکی ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو جو غزوۂ بدر، بیعتِ عقبہ اور غزوۂ اُحد میں شریک تھے دیکھا کہ یہ روزہ سے تھے اور شدتِ پیاس سے پلٹا کھا رہے تھے، اور اپنے غلام سے کہہ رہے تھے، تجھ پر بڑا افسوس ہے مجھ پر ذرا ڈھال کی اوٹ کر چنانچہ غلام نے ان پر ڈھال کی اوٹ کی، انھوں نے ہلکے ہاتھ سے ایک تیر نکالا اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی گئی ہے، جس میں یہ بھی ہے کہ غروبِ شمس سے ذرا دیر پہلے شہید کئے گئے[2]

اللہ کے راستے میں نماز پڑھنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ہم لوگوں میں سوائے مقدادؓ کے اور کوئی سوار نہیں تھا، اور ہم میں سے ہر آدمی سو رہا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور اسی حالت میں آپ نے صبح کر دی[3]
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عسفان میں تھے ہمارے سامنے مشرکین آئے جن کے امیرِ لشکر خالد بن ولید تھے، مشرکین کا یہ لشکر

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۱۲۲ [2] اخرجہ طبرانی وابی کر [3] اخرج ابن خزیمۃ [4] کذا فی الترغیب ج ۱ صفحہ ۳۱۶
[5] واخرج الامام احمد

ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا، آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی، یہ دیکھ کر کفار نے کہا یہ مسلمان تو ایسی حالت میں تھے کہ ہم تو انھیں غفلت میں مار دیتے پھر خود ہی کہنے لگے کہ ابھی ان مسلمانوں پر ایک ایسی نماز کا وقت آنے والا ہے جو ان کے نزدیک ان کی جان اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے، راوی فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان ان آیات کو لے کر اترے وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (سورۂ نساء ع ۱۵) ترجمہ :۔ اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاوے، اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں، اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں، کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایک بارگی حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے"

مسلم میں حضرت جابرؓ سے بعض الفاظ اس طرح ہیں کہ کفار نے کہا ان لوگوں پر ابھی ایک ایسی نماز (عصر) آنے والی ہے جو ان کو اولاد سے زیادہ محبوب ہے[1]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں جو نخلستان کے قریب تھا نکلے، ایک آدمی نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کر دیا تھا جب آنحضرتؐ وہاں سے واپس تشریف لے چلے تو اس مقتولہ عورت کا شوہر جو موجود نہیں تھا آیا اسے جب بیوی کے قتل ہونے کی خبر لگی، اس نے قسم کھالی کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۸۱ [2] واخرج ابن اسحاق

کے اصحاب میں خون نہ کرلوں گا باز نہ آؤں گا، (نعوذ باللہ) چنانچہ وہ نقش قدم دیکھتا ہوا گھر سے چلا! ادھر حضورؐ نے ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا اور فرمایا آج رات ہم لوگوں کی پہرہ داری کون کرے گا؟ اس خدمت کے لئے ایک مہاجری اور ایک انصاری نے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم انجام دیں گے، آپؐ نے فرمایا تم دونوں گھاٹی کے سرے پر وادی میں پہرہ داری کرو، ان میں سے ایک عمارؓ بن یاسر تھے دوسرے عبادؓ بن بشر جب یہ دونوں حضرات گھاٹی کے سرے پر پہونچے تو انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کے کس حصہ کو تم زیادہ پسند کرتے ہو؟ کہ میں تمہاری طرف سے اس حفاظت کی کفالت کروں؟ آیا شروع رات یا اخیر رات؟ مہاجری نے کہا کہ تم شروع رات میں پہرہ داری کرو، یہ کہہ کر مہاجری لیٹے اور سو گئے انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ مشرک بھی آپہونچا جب اُس نے ایک آدمی کو دیکھا خیال کیا کہ یہ قوم کا چوکیدا ہے اُس نے ایک تیر مارا جو اُن انصاری کے پیوست ہوگیا، انصاری نے اُسے نکالا اور رکھ لیا، اور اپنی نماز میں قائم رہے، راوی کہتے ہیں کہ اُس مشرک نے دوسرا تیر مارا یہ بھی ان کے لگا اور پیوست ہوگیا، اس کو بھی انھوں نے نکال کر رکھ لیا اور نماز کے قیام میں مشغول رہے راوی کہتے ہیں کہ اس نے پھر تیسرا تیر مارا اور یہ بھی ان کے پیوست ہوا اسکو بھی انھوں نے نکال کر رکھ لیا اور پھر رکوع میں اور پھر سجدہ میں چلے گئے۔ اتنے میں اپنے مہاجری ساتھی کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے ہو جاؤ مجھے زخمی کر دیا گیا ہے وہ کافر جھپٹا۔ جب ان دونوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ اب ان دونوں کو میری اطلاع مل چکی ہے تو بھاگ کھڑا ہوا، راوی فرماتے ہیں کہ جب مہاجری نے انصاری کو خون میں شرابور دیکھا کہنے لگے سبحان اللہ! پہلے ہی تیر لگنے پر تم نے مجھے کیوں نہ اٹھا دیا؟ انھوں نے کہا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا بغیر اس کو ختم کئے ہوئے مجھے نماز کا ختم کرنا پسند نہ آیا، جب اس نے لگاتار تیر اندازی شروع کی تب میں نے رکوع کیا اور تم کو اطلاع دی، اور خدا کی قسم اگر اس پہرہ داری کے ضائع ہونیکا اندیشہ نہ ہوتا جس کی حفاظت کا حضورؐ نے مجھ کو حکم دیا تھا تو خواہ میری جان چلی جاتی مگر میں اس سورۃ کو بلا پورا کئے ہوئے نہ چھوڑتا۔[۱] دلائل[۲] نبوۃ میں ہے کہ عمار بن یاسرؓ سو گئے تھے اور عبادؓ بن بشر نماز پڑھ رہے تھے جو سورۂ کہف کی تلاوۃ میں مشغول تھے اور انھوں نے اس

---

[۱] ورواہ ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۲۹ من طریقہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۵۵ واخرجہ ایضاً ابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک وصححہ والدارقطنی والبیہقی فی سننہما وعلقہ البخاری فی صحیحہ کما فی نصب الرایۃ ج ۱ صفحہ ۴۳ [۲] ورواہ البیہقی

سورۃ کا چھوڑنا گوارا نہ کیا تھا،

حضرت[1] عبداللہ بن انیس رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ہذلی لوگوں کو مجھ سے لڑائی کرنے کیلئے جمع کر رہا ہے اور وہ وادیٔ عرنہ میں ہے تم اُس کے پاس جاکر اُس کو قتل کر دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیجئے کہ میں اُس کو پہچان لوں آپؐ نے فرمایا تم اُسے دیکھ کر اس طرح پہچانو گے کہ اُس کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہوں گے، عبداللہ بن انیس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی تلوار کندھے میں لٹکا کر نکلا اور اس کے پاس جا پہونچا وہ میدانِ عرنہ میں اپنی عورتوں کے ہمراہ تھا جن کے لئے عصر کے قریب ٹھہرنے کی جگہ تلاش کر رہا تھا، میں نے اُسے دیکھا اور اسی طرح پایا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اُس کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہوں گے، میں اُس کی طرف متوجہ ہُوا، اور مجھے یہ ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو کہ میرے اور اُس کے درمیان جھپٹ میں کچھ دیر لگے اور نمازِ عصر جاتی رہے، چنانچہ میں نے نماز شروع کی میں چلتا جاتا تھا اور سر سے رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کر رہا تھا جب میں اُس کے پاس پہونچا اُس نے پوچھا کون آدمی ہے؟ میں نے کہا کہ میں عرب کا ایک آدمی ہوں جس نے تیرے متعلق یہ سُنا ہے کہ تم اُس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو؟ میں اسی غرض سے تمہارے پاس آیا ہوں، خالد نے کہا ہاں میں اس تیاری میں ہوں حضرت عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر اُس کے ساتھ چلا اور جب مجھے پورا قابو حاصل ہو گیا میں نے تلوار کے ذریعہ اُس پر حملہ کر کے اُس کو قتل کر دیا، پھر میں وہاں سے نکلا اور اس کی پردہ نشین عورتیں اُس پر جُھکی پڑ رہی تھیں، جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے مجھے دیکھا اور فرمایا یہ چہرہ مبارک ہو، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اُسے قتل کر دیا، آپؐ نے فرمایا تم صحیح کہتے ہو، پھر آپؐ مجھے لے کر گھر میں داخل ہوئے اور مجھے ایک عصا دے کر آپؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن انیس رضؓ! اسے اپنے ساتھ رکھنا حضرت عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں اُسے لے کر جب لوگوں میں نکلا لوگوں نے کہا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ مجھ کو حضورؐ نے عطا فرمایا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں، لوگوں نے کہا کیا تم آپؐ کی خدمت میں لوٹ کر نہیں جاتے کہ پوچھ آؤ

---

[1] واخرج الامام احمد

کہ آپؐ نے تمہیں یہ کس لئے دیا ہے؟ چنانچہ میں لوٹ کر خدمتِ مبارکہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ عصا کس لئے عنایت فرمایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان بروزِ قیامت علامت رہے، اس دن بہت کم لوگ ہوں گے جو کوکھ پر عصا باندھے ہوئے ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے اُس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا لیا اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اپنے انتقال کے قریب اس عصا کے متعلق حکم دیا چنانچہ وہ عصا بھی ان کے کفن کے ساتھ شامل کیا گیا اور پھر یہ دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے[1]

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگِ یرموک میں دونوں طرف کے لشکر قریب ہوئے تو قبقلار (مشرک) نے ایک عربی آدمی کو (جاسوسی) کے لئے بھیجا اس کے بعد باقی حدیث مذکور ہے اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ قبقلار نے اُس عربی سے پوچھا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ (کیا دیکھ کر آئے ہو؟) عربی نے جواب دیا کہ وہ لوگ رات میں عبادت گذار ہیں اور دن میں شہسوار ہیں،[2]

ابو اسحٰق کی حدیث میں ہے کہ ہرقل نے اپنے لشکر والوں سے سوال کیا کہ تم لوگوں کے شکست کھانے کی کیا وجہ ہے؟ روم کے سرداروں میں سے ایک بوڑھے نے کہا وجہ یہ ہے کہ مسلمان راتوں کو عبادت کرتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں،[3]

عنقریب یہ حدیثیں اسبابِ تائیداتِ الٰہیہ میں ذکر کی جائیں گی

حیاۃ الصحابہؓ اردو ج ۲ صفحہ ۲۰۵ پر حدیث ہند بنت عتبہ کی بیعت انصار میں گذر چکی ہے جس میں ہے کہ ہندؓ نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا ارادہ رکھتی ہوں ابو سفیانؓ نے کہا میں نے تو تم کو دیکھا کہ تم اُن کا انکار کرتی ہو ہندؓ نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم بات تو یہی تھی اور اللہ کی قسم آج کی رات سے قبل اس مسجد (مسجد الحرام) میں جیسا کہ اللہ کی عبادت کا حق ہے میں نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا تھا، خدا کی قسم اب تو مسلمان ساری رات نماز میں گذار دیتے ہیں کوئی قیام میں ہوتا ہے کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں،

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۴۰ [2] واخرج الطبری ج ۴ صفحہ ۶ [3] واخرج احمد بن مروان المالکی کذا خرجہ ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۴۳ عن ابن اسحٰق

اللہ کے راستے میں ذکر کرنا

حضرت[1] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ جب فتح مکہ کی رات میں مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو ساری رات تکبیر اور تہلیل، در طوافِ بیت اللہ میں صبح کر دی۔ حضرت ابوسفیان رضؓ نے ہندؓ سے کہا کیا تم دیکھ رہی ہو؟ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، ہندؓ نے کہا ہاں یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، صبح ہوتے ہی حضرت ابوسفیانؓ سویرے ہی سویرے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ابوسفیانؓ سے فرمایا کہ تم نے ہندؓ سے کہا تھا کیا تم دیکھ رہی ہو؟ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے ہندؓ نے کہا ہاں یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، یہ سنکر ابوسفیانؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اُس ذات کی قسم جس کی (ابوسفیان) قسم کھاتا ہے میری اس بات کو لوگوں میں سے کسی نے سوائے ہند کے نہیں سنا ہے[2]

حضرت[3] ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کیا یا جب آپؐ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے، لوگوں نے وادی میں پہونچکر اپنی آواز کو تکبیر کے ساتھ بلند کیا اور بلند آواز سے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہا، آپؐ نے فرمایا اے لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، تم ایک ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کی سواری کے پیچھے تھا آپؐ نے مجھ کو یہ کہتے ہوئے سنا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی تجھ کو اطلاع نہ دیدوں؟ میں نے کہا بے شک میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یارسول اللہ! ضرور بتائیے، آپؐ نے فرمایا وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے محدثینؒ کی باقی جماعت نے اسی طرح روایت کیا، مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث خیبر سے واپسی پر ہے، اس لئے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ فتح خیبر کے بعد آئے ہیں[4]

حضرت[5] جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ اونچائی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب

---

[1] اخرجہ البیہقی [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۴ واخرجہ ابن عساکر عن سعید مثلہ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۹۸ وقال سندہ صحیح۔ [3] واخرجہ البخاری [4] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۱۳ [5] واخرجہ البخاری

نیچے اُترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے ایک دوسری روایت میں تَنَزَّلْنَا کی جگہ تَصَوَّبْنَا ہے ترجمہ ایک ہی ہے[1]

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی جہاد کے بارے میں دو قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو جہاد کے لئے نکلی اور کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر و تذکرہ کیا جینے میں فساد سے بچتے رہے، ساتھیوں کی غم خواری کرتے رہے، اپنے بہتر سے بہتر مال کو راہِ خدا میں خرچ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کے کارناموں پر غبطہ و رشک کیا جائے کہ ان لوگوں نے اپنی دنیا کی کمائی کو کس طرح راہِ خدا میں خرچ کردیا، جنگ کے مقام پر پہونچ کر ان لوگوں کو اللہ سے شرم آتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ دلوں کے شک و شبہات کو خوب جانتا ہے اور ان لوگوں کو مسلمان کے رسوا ہونے کی شرم بھی دامنگیر رہتی ہے جب انھیں مالِ غنیمت کی وصولیابی کی قدرت ہوجاتی ہے تو اس میں بھی خیانت کرنے سے اپنے دل کو اور اعمال کو صاف ستھرا رکھتے ہیں، شیطان کو ان کو فتنہ میں ڈالنے کی نہ جرأت رہتی ہے اور نہ اِن کے دلوں میں اس بات کے اثر ڈالنے کی طاقت رہتی ہے ایسے لوگوں کے ذریعہ اللہ پاک اپنے دین کو عزت دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور دوسری قسم غزوہ کرنے والوں کی یہ ہے کہ مجاہدین نکلے، اللہ تعالےٰ کا ذکر و تذکرہ کثرت سے نہیں کیا، فساد سے نہیں بچے۔ اپنے مال کو جبر و اکراہ کے ساتھ خرچ کیا، اور جو کچھ خرچ بھی کیا اس کو ڈنڈ اور تاوان سمجھا جس کا شیطان نے ان میں وسوسہ ڈالا، میدانِ جنگ میں اخیر سے اخیر اور بزدل سے بزدل صف میں ہوتے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں کی پناہ لیتے ہیں، اس بات کے متلاشی رہتے ہیں کہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ جب اللہ پاک فتح دیدیتا ہے تو یہ کثرت کے ساتھ کذب بیانی سے کام لیتے ہیں جب مالِ غنیمت پر ان کا قابو چلتا ہے تو اللہ کے خلاف جسارت کرتے ہوئے اس میں خیانت کرتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ یہ غنیمت ہی تو ہے اور جب ان لوگوں کو آسائش اور ڈھیل ملتی ہے تو اکڑ دکھاتے ہیں اور اگر ان پر کوئی قید اور سختی ہوتی ہے تو شیطان انھیں آبروریزی کے فتنہ میں مبتلا کرتا ہے کہ ہماری آبرو چلی گئی ان لوگوں کے لئے مومنین کے اجر میں سے کچھ بھی نہیں، پس مومنین کے جسم کے ساتھ ان کا جسم ہے اور مومنین کے سفر کے ساتھ ان کا سفر ہے حالانکہ دونوں جماعتوں کی نیت اور اعمال میں بہت بڑا فرق ہے

---

[1] واخرجہ ایضاً النسائی فی الیوم و لیلۃ عن جابر بنحوہ، کما فی العینی ج۷، صفحہ ۔۔ و اخرج ابن عساکر

قیامت کے دن اللہ پاک ان کو جمع کرے گا پھر ان دونوں جماعتوں میں تفریق کر دے گا[1]

جہاد فی سبیل اللہ میں دعاؤں کا اہتمام کرنا

بستی سے نکلنے کے وقت دعا کرنا

ابراہیم[2] بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہونچی کہ جب حضورؐ نے مکہ سے اللہ کی طرف ہجرت کرکے مدینہ کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے یہ دعا کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ اَکُ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ھَوْلِ الدُّنْیَا وَبَوَائِقِ الدَّھْرِ وَمَصَائِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ، اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَکَ فَذَلِّلْنِیْ وَعَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ وَاِلَیْکَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَاِلَی النَّاسِ فَلَا تَکِلْنِیْ، رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَکُشِفَتْ بِہِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الْاَوَّلِیْنَ اَنْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَتُنْزِلَ بِیْ سَخَطَکَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ لَکَ الْعُقْبٰی عِنْدِیْ خَیْرُ مَا اسْتَطَعْتُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ[3]

ترجمہ:۔ تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا دراں حالیکہ میں کچھ بھی نہ تھا اے میرے اللہ! دنیا کی ہولناکی سے اور زمانہ کی مہلکات سے اور رات و دن کے مصائب سے میری اعانت فرما اے میرے اللہ! سفر میں تو میرا ساتھ دے اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو جا، اور جو رزق تو نے مجھ کو دیا ہے اس میں برکت فرما اور تجھی سے دعا ہے، تو مجھے اپنے لئے ذلیل کرلے اور میری بھلی عادت پر میری درستگی فرما اے رب! لوگوں کی سپردگی میں مجھ کو مت دے، تو کمزوروں کا اور میرا رب ہے میں تیرے کریم چہرہ کی پناہ چاہتا ہوں، جس کی وجہ سے زمین و آسمان چمک گئے ہیں اور ظلمتیں کھل گئی ہیں اور جس کی وجہ سے پہلے لوگوں کے امر صلاحیت پذیر ہوئے ہیں اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا تیری ناراضگی مجھ پر نازل ہو، میں تیری نعمت کے زائل ہونے اور اچانک مصیبت کے لگ جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ تیری دی ہوئی عافیت بدل جائے اور تیری تمام ناراضگیوں سے پناہ

---

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۰ [2] اخرج ابو نعیم من طریق ابراہیم بن سعد بن محمد بن اسحاق [3] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۹

چاہتا ہوں، آخری انجام تیرے حوالہ ہے، جہاں تک ہوگا خیر کی کوشش کروں گا، گناہوں سے پھرنا اور عبادت کی قوت تیرے بغیر نہیں

آبادی میں داخل ہوتے وقت دُعا کرنا

ابو مروان[1] اسلمی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ خیبر کی طرف چلے جب ہم خیبر سے قریب ہوئے اور خیبر نظر آنے لگا تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا ٹھہرو، سب لوگ ٹھہر گئے، آپؐ نے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا[2]

ترجمہ :۔ اے میرے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور جن پر آسمانوں کا سایہ پڑتا ہے ان کے رب! اور اے ساتوں زمینوں کے اور جس کو زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں ان کے رب! اور اے شیاطین کے اور جن کو شیاطین نے گمراہ کیا ہے ان کے رب! ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے اہل کی بھلائی اور جو کچھ خیر اس بستی میں ہے اس کو طلب کرتے ہیں، اور تیری پناہ چاہتے ہیں اس بستی کی اور اس کے اہل کی اور جو کچھ شر اس بستی میں ہیں ان سب سے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا چلو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم طبرانی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضورؐ جس بستی میں بھی داخل ہوتے یہی پڑھتے تھے[3]

جہاد کی ابتدا کے وقت دُعا کرنا

حضرت عمر[5] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر میں حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کی طرف دیکھا وہ تین سو سے اوپر کچھ آدمی تھے اور جب مشرکین کی طرف دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی تو آپؐ نے قبلہ کی طرف منہ کیا آپؐ تہبند باندھے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا "اے میرے اللہ! آپؐ نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وفا کیجئے، اگر اہلِ اسلام کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک کر دی گئی تو ان کے بعد تیری عبادت

---

[1] اخرج البیہقی [2] و خرجہ ابن اسحٰق من طریق ابی مروان عن ابی معتب کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸۳ [3] اخرجہ الطبرانی عن ابی معتب بن عمرو نحوہ [4] قال الہیثمی ج ۱۰ صفحہ ۱۳۵ و فیہ راو لم یسم و بقیۃ رجالہ ثقات [5] اخرج الامام احمد

روئے زمین پر کبھی نہ کی جائے گی" آپؐ برابر اپنے رب سے فریاد ودُعا کرتے رہے یہانتک کہ آپؐ کی چادر مبارک بھی گر گئی، حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کی چادر آپؐ کو اُڑھائی پھر پیچھے سے آپؐ کو پکڑ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ کے لئے ہم لوگوں کی طرف سے اپنے رب سے اس انتہائی لجاجت کے ساتھ دعا مانگنا کافی ہو چکا ہے، بے شک اللہ پاک نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر کے رہے گا۔ اللہ پاک نے یہ آیۃ نازل فرمائی إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ[۱] ترجمہ: جب تم اپنے رب سے امداد طلب کر رہے تھے، تو تمہاری دعا اللہ پاک نے قبول کرلی بیشک میں تمہاری امداد کرنیوالا ہوں ایک ہزار فرشتوں سے جو آگے پیچھے گھوڑوں پر سوار ہوں گے،

حضرت[۲] عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں تین سو پندرہ[۳] آدمی ہمراہ لے کر نکلے، جب آپؐ میدان بدر میں پہونچے یہ دعا مانگی "اے میرے اللہ! یہ ننگے پیر پیادہ چل رہے ہیں ان کو سواری عطا فرما" اے اللہ! یہ ننگے بدن ہیں ان کو لباس عطا فرما اے اللہ! یہ بھوکے ہیں ان کو کھانا عطا فرما"۔ اللہ تعالےٰ نے ...... ان کی وجہ سے بدر میں فتح دی ان میں سے کوئی صحابیؓ ایسا نہ تھا جو ایک یا دو اونٹ لے کر واپس نہ ہوا ہو ان سب کو اللہ پاک نے لباس بھی دیا اور ان کو چھکا بھی دیا[۴]

حضرت عبد[۵]اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں حضورؐ کو جس قدر قسم دے کر دعا کرتے ہوئے سُنا ایسا میں نے کبھی نہ سُنا تھا آپؐ نے میدانِ بدر میں پہونچ کر کہنا شروع کیا "کہ اے میرے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں اے میرے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری پرستش نہ کی جائے گی" پھر آپؐ نے قوم کی طرف توجہ فرمائی اور آپؐ کے چہرۂ مبارک کا کنارا چاند کی طرح چمک رہا تھا، آپؐ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ شام کے وقت یہ کافر جہاں جہاں قتل کئے جائیں گے،[۵]

حضرت[۶] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ یوم اُحد میں فرما رہے تھے اے میرے اللہ! اگر تو چاہے (اگر تو ان کو ہلاک کرنا چاہے) تو روئے زمین پر تیری پرستش

---

[۱] وذکر تمام الحدیث۔ وقد رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی وابن جریر وغیرہم وصححہ علی بن المدینی، والترمذی۔ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۵ واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ وابو عوانۃ وابن حبان وابونعیم وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۶۶ [۲] واخرج ابوداؤد و[۳] کذا فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۳۸ واخرجہ البیہقی ج ۱ صفحہ ۵۷ مثلہ، وابن سعد ج ۲ صفحہ ۱۳ نحوہ۔ [۴] واخرج نسائی [۵] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۶ (بقیہ اگلے صفحہ پر،

نہ کی جائے گی"[1]

حضرت[2] ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوئی ایسی چیز ہے جس کو ہم لوگ کہہ لیں، ہمارے دل تو دھڑکتے دھڑکتے گلوں تک آ گئے آپؐ نے فرمایا ہاں! یہ کہو اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا "اے میرے اللہ! ہم لوگوں کی خفیہ خطاؤں کی پردہ پوشی فرما اور ہم لوگوں کو گھبراہٹ سے محفوظ فرما" راوی کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے آپؐ کے دشمنوں کے چہروں کو ذلیل کر دیا[3]

حضرت[4] جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مسجد احزاب میں تشریف لائے اور اپنی چادر بچھا دی اور کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھائے آپؐ کفار کے لئے بددعا فرما رہے تھے اور آپؐ نے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی دوبارہ پھر آپؐ آئے اور ان کے لئے بددعا کی اور نماز پڑھی، صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے کفار کی جماعتوں کے لئے بددعا کی اور فرمایا اے میرے اللہ! قرآن کے نازل فرمانے والے! جلد سے جلد حساب لینے والے! کفار کی ان جماعتوں کو شکست دیدے، اے میرے اللہ! ان کو شکست دے اور ان میں تزلزل پیدا فرما" دوسری روایت میں اس طرح ہے اے میرے اللہ! ان کو شکست دے اور ہم لوگوں کی ان کے خلاف مدد فرما" بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اس طرح ہے کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اپنے لشکر کو عزت دی اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور کفار کی جماعت پر تنہا وہ غالب آگیا اس کے بعد کوئی چیز نہیں[5]

جہاد کے وقت دُعا کرنا

حضرت[6] علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر واقع ہوا میں نے تھوڑی سی لڑائی لڑی پھر میں جلدی سے آپؐ کی طرف آیا تاکہ دیکھوں کہ آپؐ کیا کر رہے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں آپؐ کے پاس پہونچا تو آپؐ سجدہ میں سر رکھے ہوئے فرما رہے تھے، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اس سے زائد اور کوئی کلمہ نہ کہا پھر میں مقام جنگ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) واخرجہ الطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲ ورجالہ ثقات اھ ن: حمیدۃ ... من بیہ ... واخرج ... احمد

(ہ) حاشیہ صفحہ ہذا [1] ورواہ مسلم کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۱ [2] واخرج الامام احمد [3] واخرجہ ابن ابی حاتم [4] واخرجہ الامام احمد [5] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۱ [6] اخرجہ البیہقی

واپس آگیا دوبارہ پھر میں آیا میں نے دیکھا کہ آپؐ سجدہ میں ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں میں لڑائی کی طرف واپس چلا گیا تیسری مرتبہ میں پھر آیا آپؐ سجدہ میں تھے اور وہی کہہ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپؐ کے ہاتھوں فتح دی۔[1]

رات میں دُعا کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر کی رات میں حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ فرما رہے تھے "کہ اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک کر دی گئی تو تیری پرستش نہ کی جائے گی" اسی رات کفار سخت بارش سے پریشان ہو گئے۔ ابو یعلیٰ اور ابن حبان کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جو صبح گذاری ہے اس سے پہلے ساری رات آپؐ نہیں سوئے حالانکہ آپؐ مسافر بھی تھے (ساری رات دعائیں گذار دی)۔[2]

جنگ سے فراغت پر دُعا کرنا

حضرت رفاعہؓ زرقی فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ اُحد میں مشرکین واپس چلے گئے، تو حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کو حکم دیا کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی تعریف کروں، اصحابؓ نے آپؐ کے پیچھے صف بندی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ اَللّٰهُمَّ! لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبْعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ! ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْاَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ

---

[1] وقد رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ کذا فی البدایۃ ج۳ صفحہ ۲۷۵ واخرجہ ایضا البزار وابو یعلی والفریابی والحاکم بمثلہ کما فی کنز العمال ج۵ صفحہ ۲۶۷ [2] اخرجہ ابن مردویہ وسعید بن منصور کذا فی کنز العمال ج۵ صفحہ ۲۶۶ [3] اخرجہ احمد

اَللّٰهُمَّ! تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ، وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ، وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ! قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ! قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ، اِلٰهَ الْحَقِّ، ترجمہ:۔ اے میرے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اے میرے اللہ! اُس کا کوئی سمیٹنے والا نہیں جس کو تو پھیلا دے اور اس کو کوئی پھیلانے والا نہیں جس کو تو سمیٹ دے۔ اور اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں جس کو تو گمراہ کر دے اور اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں جس کو تو ہدایت دے اور اس کو کوئی دینے والا نہیں جس کو تو منع فرمائے اور اس کو کوئی منع کرنے والا نہیں جس کو تو دے اور اس کو کوئی قریب کرنے والا نہیں جس کو تو بعید کر دے اور اس کو کوئی بعید کرنے والا نہیں جس کو تو قریب کرے۔ اے میرے اللہ! ہم لوگوں پر اپنی برکات اور اپنی رحمت اور اپنا فضل اور اپنا رزق وسیع فرما، اے میرے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمت کا سوال کرتا ہوں جس میں نہ تبدیلی ہو اور نہ وہ زائل ہو، اے میرے اللہ! میں تجھ سے محتاجگی کے دن نعمت کا سوال کرتا ہوں اور خوف کے دن امن کا، اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی شرارت سے جو تو نے ہم کو عطا فرمائی، اور اس چیز کی شرارت سے جو تو نے ہم سے روک لی، اے میرے اللہ! ایمان کو ہم لوگوں کے لئے محبوب کر دے، اور ایمان کو ہمارے دلوں میں مزین فرما، کفر اور فسق اور نافرمانی کو ہم لوگوں کی طرف مکروہ کر دے اور ہم لوگوں کو ہدایت پانے والوں میں سے کر دے، اے میرے اللہ! ہم لوگوں کو بحالتِ اسلام وفات دے اور بحالتِ اسلام زندہ رکھ، اور بھلے لوگوں کے ساتھ ہم کو ملا دے، نہ ہم رسوا ہوں اور نہ فتنے میں ڈالے جائیں۔ اے میرے اللہ! ان کافروں کو ہلاک فرما جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، ان پر اپنا عذاب اور پلیدی نازل فرما، اے میرے اللہ! ان کفار کو بھی قتل کر دے جنہیں کتاب دی گئی ہے تو خدائے برحق ہے [1]

---

[1] رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۸ واخرجہ ایضا البخاری فی الادب، والطبرانی والبغوی والباوردی وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم والبیہقی قال الذہبی الحدیث مع نظافۃ اسنادہ منکر اخاف ان یکون موضوعا کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۰۶ وقال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۲۲ بعد ما ذکر الحدیث رواہ الامام احمد (باقی اگلے صفحہ پر)

جہاد فی سبیل اللہ میں تعلیم کا اہتمام کرنا

حضرت ابن عباسؓ[1] فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا (سورہ نساء ع ۹) ترجمہ:۔ پرہیز اختیار کرو، تنہا تنہا کوچ کرو یا جماعت بنا کر، اور فرمایا اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (توبہ رکوع ۶) ترجمہ:۔ کوچ کرو ہلکے ہو یا بھاری" اور فرمایا اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا (سورہ توبہ رکوع ۶) ترجمہ:۔ اگر نہ نکلو گے تو تم کو اللہ عذاب دے گا، پھر ان آیات کو اللہ پاک نے منسوخ کر دیا اور فرمایا وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورۂ توبہ ع ۱۵) ترجمہ:۔ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہیئے کہ جہاد کیواسطے سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تاکہ (یہ) باقیماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جبکہ وہ ان کے پاس واپس آویں ڈراویں تاکہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) احتیاط رکھیں،

ابن عباسؓ اس کے مطلب میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت حضورؐ کے ہمراہ غزوہ میں شریک رہے اور دوسری جماعت (مدینہ میں) ٹھہری رہے "یَتَفَقَّهُوْنَ" سے مراد وہ حضرات ہیں جو حضورؐ کے ہمراہ رہے اور آپؐ کے دین کی باتوں کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اپنی قوم کو جب ان کے پاس غزوہ سے واپس آئیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں شاید کہ یہ گھر رہنے والے لوگ خدا کا خوف حاصل کریں، ان تم[illegible] کو دس جو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں فرائض اور حدود وغیرہ نازل فرمائیں،

حضرت احوص بن حکیم بن عمیرؓ[2] عبسی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے امرائے لشکر کو یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ تم لوگ دین میں سمجھ حاصل کرو کوئی آدمی باطل کا اتباع کرنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) والبزار ورجال احمد رجال الصحیح۔ انتہی۔ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۲۵۳ دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فراغہ عن عرض الدعوۃ علی بل الطائف فی تحمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشدائد والاذی فی الدعوۃ الی اللہ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۷ ۔ [2] واخرج آدم بن ابی ایاس فی العلم

ے معذور نہ سمجھا جائے گا خواہ وہ اُس باطل کو کتنا ہی حق خیال کرتا ہو اور حق نہ چھوڑ دیگا خواہ کوئی اس کو باطل سمجھتا ہو۔[۱]

حضرت حسان[۲] بن عبد اللہ ضمرؓ رقاشی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ہمراہ دجلہ کے کنارے ایک لشکر میں تھے نماز کا وقت آگیا ان کے مؤذن نے ظہر کے لئے اذان دی، لوگوں نے وضو کی تیاری کی اور وضو کیا اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے جب عصر کا وقت آیا مؤذن نے عصر کی اذان دی لوگوں نے پھر وضو کی تیاری کی حضرت ابو موسیٰؓ نے منادی کو حکم دیا کہ پکار دے کہ جس شخص کا وضو نہیں (وہ وضو کرلے) اس کے علاوہ اوروں پر وضو کرنا نہیں ہے اور حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا قریب ہے کہ علم رخصت ہو جائے اور جہالت کا یہاں تک دور دورہ ہو کہ آدمی اپنی ماں کو بسبب جہالت[۳] تلوار سے قتل کردے۔[۴]

جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا

حضرت[۵] ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نکیل پڑی ہوئی اونٹنی آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور اُس نے کہا یہ اللہ کے راستے میں ہے، آپؐ نے فرمایا تیرے لئے بروز قیامت اس کے عوض میں سات[۶] سو اونٹنیاں ہیں ہر ایک کے نکیل پڑی ہوئی ہوگی۔[۷]

حضرت[۸] عبد اللہ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ تھا ان کو سالانہ وظیفہ ملا ان کے پاس ان کی ایک باندی تھی حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں اس باندی نے ان کی ضروریات پوری کرنی شروع کیں، اُس باندی کے پاس سات (دینار) بچ رہے حضرت ابوذرؓ نے اس کو حکم دیا کہ ان سے ایک فربہ اونٹنی خرید لے، حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ان کو رکھ چھوڑا ہوتا کوئی درپیش آنے والی حاجت میں کام آجاتے، یا آپ کے یہاں کوئی مہمان آتا اس کی میزبانی کرتے، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ جو سونا یا چاندی تھیلی میں رکھ

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۳۸ [۲] واخرج عبد الرزاق [۳] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۲۹ [۴] واخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار ج ۱ صفحہ ۲۶ مختصراً [۵] اخرج مسلم ج ۲ صفحہ ۱۳۷ [۶] واخرجہ ایضاً النسائی کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۳ [۷] واخرج الامام احمد ورجالہ رجال الصحیح

گیا وہ اپنے مالک کے لئے چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ نہ کردے، ایک[1] اور روایت میں اس طرح پر ہے جس نے سونے اور چاندی کو تھیلی میں بند کر دیا اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا یہ بروز قیامت چنگاری بنیں گے جن سے اُن کے مالک کو داغ لگایا جائے گا[2]۔

قیس[3] بن سلعؓ انصاری سے روایت ہے کہ ان کے بھائیوں نے ان کی شکایت کرتے ہوئے حضورؐ سے عرض کیا کہ یہ اپنے مال کو خرچ کر دیتے ہیں اور اس میں بڑی فراخدلی سے کام لیتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کھجوروں سے اپنا حصہ لیتا ہوں اور اللہ کے راستے میں اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں ان پر خرچ کر دیتا ہوں، آپؐ نے اُن کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تم خرچ کرتے رہو۔ اللہ تمہیں خرچ دیتا رہے گا، یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا، اس کے بعد میں اللہ کے راستہ میں نکلا اور میرے پاس ایک سواری تھی اور میں ان دنوں بہت عیال دار اور دولت مند تھا[4]۔

حضرت[5] معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اُس آدمی کے لئے خوشخبری ہو جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں ذکر اللہ بکثرت کیا ایسے شخص کے لئے ہر کلمہ کے عوض ستر ہزار نیکیاں ہیں ان میں سے ہر نیکی دس گنا ہو جائے گی یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید احسان ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا اُس کا اجر بھی اسی طرح پر ہے، حضرت عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ سے پوچھا کہ نفقہ کا ثواب تو سات سو گنا ہے حضرت معاذؓ نے فرمایا تیری سمجھ بہت کم ہے یہ ثواب تو اُس وقت ہے جب کہ فقط نفقہ دیا ہو اور اپنے گھر بال بچوں میں مقیم رہا، جہاد کے لئے نہ گیا، اور جب غزوہ میں شریک ہوئے اور خرچ بھی برداشت کیا یعنی نفقہ دیا، ایسے لوگوں کے لئے اللہ پاک نے اپنی رحمت کے ایسے خزانے چھپا رکھے ہیں کہ بندے کے علم کی وہاں تک رسائی نہیں، اور نہ بندے اس کا وصف بیان کر سکیں، یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، اور اللہ کی جماعت ہی غالب آکر رہتی ہے[6]۔

---

[1] وعند احمد ایضا والطبرانی واللفظ لہ [2] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۸۳ [3] واخرج الطبرانی فی الاوسط [4] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۱۷۳ واخرجہ ایضا ابن مندۃ وہو عند البخاری من ہذا الوجہ باختصار کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۴۵ [5] واخرج الطبرانی [6] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۲ وفیہ رجل لم یسم۔ انتہی

حضرت[1] علی وابوالدرداء وابوہریرہ وابوامامہ اور ابن عمرو بن عاص اور جابر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم یہ روایت مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر مقیم رہ کر اللہ کے راستہ میں خرچ دیا اسکے لئے ہر درہم کے عوض سات سو درہم ہیں اور جو خود اللہ کے راستے میں غزوہ میں شریک رہا اور اللہ کے راستے میں نفقہ بھی دیا اُس کے لئے ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ درہم ہیں پھر اس آیتہ کی تلاوت فرمائی: وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ترجمہ: "اور اللہ دگنا کرتا چلا جاتا ہے جس کسی کے لئے چاہے۔"[2]

(نوٹ: بہت سے صحابہؓ کے مال خرچ کرنے کے قصے اس حصہ کے شروع میں گذر چکے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ میں نیت کا خالص رکھنا

حضرت[3] ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا ارادہ جہاد سے سامانِ دنیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں، اس بات کو لوگوں نے بہت بڑا سمجھا، اور اُس پوچھنے والے سے کہا، تم دوبارہ حضورؐ سے دریافت کرو، شاید کہ تم نہ سمجھے ہو، اس شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص کا جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کا ارادہ ہے اور وہ سامانِ دنیا کا طالب ہے، آپؐ نے فرمایا اُس کے لئے کوئی اجر نہیں، لوگوں کو یہ بات بہت بڑی معلوم ہوئی اور اس سے کہا کہ حضورؐ سے پھر جاکر دریافت کرو اس شخص نے تیسری مرتبہ آپؐ سے پھر پوچھا کہ ایک آدمی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ سامانِ دنیا کا طلبگار ہے آپؐ نے پھر فرمایا کہ اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔[4]

حضرت[5] ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا آپ فرمائیے کہ ایک آدمی نے اجرت اور شہرت کی غرض سے جہاد میں شرکت کی اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی ثواب نہیں، اس آدمی نے

---

[1] وقد اخرجہ القزوینی بمجہول وارسال، کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۳ عن الحسن [2] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۲۹۶ ما انفق ابو بکر وعمر وعثمان وطلحۃ وعبد الرحمن بن عوف والعباس وسعید بن عبادۃ ومحمد بن مسلمۃ وعاصم بن عدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہاد والانفاق واموال سیأتی التفصیل فی تلک القصص وغیر ذلک فی نفقات الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ [3] اخرجہ ابو داؤد وابن حبان فی صحیحہ والحاکم باختصار وصححہ [4] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۴۱۹ [5] وعند ابی داؤد والنسائی۔

تین مرتبہ آپؐ سے دریافت کیا ہر مرتبہ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ خالص اور اللہ کی رضامندی کیلئے نہ ہو۔ [۱]

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں ایک مسافر آدمی رہتا تھا جس کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہے؟ اس کو قزمان کہا جاتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا جاتا آپؐ فرماتے کہ یہ جہنمی ہے حضرت عاصمؓ فرماتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں اُس نے انتہائی سخت لڑائی لڑی، تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو مار ڈالا، اور بڑا بہادر تھا زخموں نے اُسے مجبور کر دیا، بنی ظفر کے گھر اُسے اُٹھا کر لیگئے، مسلمانوں نے اُس سے کہنا شروع کیا خدا کی قسم اے قزمان! آج تو بڑی بہادری کا کام کیا، خوشخبری حاصل کرو، کہا کس چیز کی خوشخبری حاصل کروں؟ بس خدا کی قسم میں نے یہ لڑائی کسی اور وجہ سے نہیں کی محض اپنی قوم کی نام آوری کے لئے کی ہے، اور اگر میرا مقصد یہ نہ ہوتا تو میں ہرگز نہ لڑتا، راوی کہتے ہیں کہ جب اُسے زخموں کی تکلیف زیادہ محسوس ہوئی تو تیر دان سے ایک تیر نکالا اور اُس کے ذریعہ خودکشی کر لی۔ [۲]

حضرت ابوہریرہؓ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ لوگو! مجھے ایسا آدمی بتاؤ جو جنت میں داخل ہو گیا اور اس نے کبھی بھی نماز نہیں پڑھی، جب لوگوں نے یہ بات نہ سمجھی تو حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا کہ وہ کون آدمی ہے؟ تو فرماتے کہ اُصیرمؓ بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن وقش، حُصین راوی کہتے ہیں کہ میں نے محمود بن اسد سے پوچھا کہ اُصیرم کا کیا قصہ ہے؟ انھوں نے بیان کیا وہ اپنی قوم سے اسلام لانے کے بارے میں منکر تھے، جب غزوۂ اُحد در پیش ہوا ان کے بھی جی میں آ گئی اور اسلام لے آئے، اپنی تلوار اُٹھائی اور صبح ہی صبح کفار کے مجمع میں داخل ہو کر قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ زخموں نے انھیں چکنا چور کر دیا، جب بنی عبدالاشہل کے لوگ اپنے مقتولین کو معرکۂ جنگ میں تلاش کر رہے تھے تو اُنکا گذر اِن پر ہُوا، اُنھیں دیکھ کر لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ اُصیرمؓ ہیں اُنھیں یہاں کیا چیز لے آئی؟ ہم تو اس کو چھوڑ آئے تھے یہ تو اسلام کی باتوں سے بہت منحرف تھے لوگوں نے اِن سے پوچھا کہ اے عمرو! تمہیں یہاں کیا چیز لے آئی؟ آیا قومی غیرت کے

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۴۲۱ [۲] واخرج ابن اسحق [۳] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۶ [۴] واخرج ابن اسحق

تقاضے سے آئے یا اسلام کی طرف رغبت کر کے؟ اُصیرمؓ نے کہا میں تو اسلام کی طرف رغبت کر کے شریکِ جہاد ہوا تھا میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا اور مذہبِ اسلام میں نے اختیار کیا، پھر میں نے اپنی تلوار اٹھائی اور صبح ہی صبح حضورؐ کے ساتھ میدانِ جہاد میں آگیا اور میں نے لڑنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ مجھ کو جو زخم لگنے تھے لگے، اس کے ذرا دیر کے بعد لوگوں کے ہاتھوں میں ان کا انتقال ہو گیا لوگوں نے ان کا تذکرہ حضورؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا کہ اُصیرمؓ اہلِ جنت سے ہیں[1]

حضرت[2] ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عمرو بن اقیش کا زمانۂ جاہلیت میں ایک معبود تھا، انھوں نے اُس کے چھوڑنے کو اچھا نہ سمجھا، اور اُسی کی پرستش میں لگے رہے، غزوۂ اُحد میں (مدینہ آکر) لوگوں سے پوچھا میرے چچیرے بھائی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا اُحد میں، انھوں نے بھی کہا اُحد میں؟ اس کے بعد انھوں نے اپنا خود پہنا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بھائیوں کی طرف چل پڑے مسلمانوں نے انھیں دیکھ کر کہا اے عمرو، پرے رہو ہمارے پاس نہ آؤ انھوں نے کہا کہ میں ایمان لاچکا ہوں، اس کے بعد یہ کفار سے لڑے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے اور ان کو ان کے گھر زخمی اٹھا کر لایا گیا، حضرت معاذ بن جبلؓ ان کے پاس آئے اور ان کے بھائی سلمہؓ سے دریافت کیا کہ یہ اپنی قوم کی طرفداری میں لڑے یا اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے لئے طیش کھا کر کفار سے لڑے؟ ان کے بھائی نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے کفار پر طیش کھا کر لڑے اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی اور یہ جنت میں داخل ہوئے، اور انھوں نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی، (اس لئے کہ نماز کا نہ موقع ملا تھا نہ وقت آیا تھا)

حضرت[3] شداد بن ہادؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان اختیار کیا اور آپؐ کے پیچھے ہو لیا، اور کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ مہاجر بنوں گا، آپؐ نے اپنے بعض صحابیؓ کو اس کے بارے میں وصیت فرمائی (یعنی خیر خبر رکھنے کی)، جب غزوۂ خیبر میں حضورؐ کو غنیمت ملی اور آپؐ نے اس کو تقسیم فرمایا تو آپؐ نے اس کو بھی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۷ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۶ ہذا اسناد حسن رواہ جماعۃ من طریق ابن اسحٰق انتہی۔ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی المعرفۃ بمثلہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۸۵ والامام احمد بمثلہ کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۶۲ وقال رجالہ ثقات [2] واخرجہ ابو داؤد والحاکم من وجہ آخر [3] قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۶ ہذا اسناد حسن واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۲۷ بہذا السیاق۔ بنحوہ۔ [3] واخرج البیہقی،

حصہ دیا، اس کے ساتھیوں کو اس کا حصہ دیدیا اور یہ ساتھیوں کے جانور چرایا کرتا تھا بس یہ جب چرائی سے آیا ساتھیوں نے اسے اس کا حصہ دیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے کہا کہ یہ حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم میں تمہیں دیا ہے، اُس نے کہا میں نے اس وجہ سے آپؐ کا اتباع نہیں کیا، میں نے تو آپؐ کا اتباع اس وجہ سے کیا ہے کہ میرے تیر یہاں لگے اور اپنے حلق کی طرف تیر سے اشارہ کیا تاکہ میں مرجاؤں اور جنت میں داخل ہوجاؤں، ساتھی نے اُس سے کہا اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تجھے سچا کر دکھائیگا، پھر ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں سے جہاد کیا (جس میں یہ بھی شریک تھا) اس کو حضورؐ کے پاس لاد کر لایا گیا اس کے تیر اُسی جگہ پیوست ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، آپؐ نے پوچھا یہ وہی ہے صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا اس نے اللہ کے ساتھ سچا معاملہ رکھا اللہ نے اس کو سچا کر دکھایا، اس کو آپؐ نے اپنے جُبّہٴ مبارک میں کفن دیا، پھر آپؐ نے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی آپؐ نے اس کے جنازہ کی نماز میں جو الفاظ ظاہر کر کے ادا فرمائے وہ یہ تھے، اے میرے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے ہجرت کر کے تیرے راستہ میں نکلا ہے شہید ہو کر قتل کیا گیا ہے اور میں اس پر گواہ ہوں[1]

حضرت انسؓ[2] سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں کالے رنگ کا بدصورت انسان ہوں میرے پاس مال نہیں اگر میں ان کفار سے لڑوں اور شہید کیا جاؤں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ یہ آگے بڑھے اور کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، حضورؐ کا ان پر گذر ہوا اور وہ شہید پڑے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا اللہ نے تیرے چہرے کو اچھا کر دیا اور تیری بُو کو مہکدار اور تیرے مال کو کثیر کر دیا اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کی دو بیویاں حُورعین دیکھی ہیں، اس میت پر ایک جُبّہ ہے وہ دونوں جھگڑ رہی ہیں اور اسکی کھال اور جُبّہ کے درمیان داخل ہونا چاہتی ہیں[3]

حضرت[4] عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کہد بھیجا کہ اپنے کپڑے پہنو اور ہتھیار لو اور میرے پاس آجاؤ، چنانچہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر

---

[1] وقد رواہ النسائیؒ، نحوہ، کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ ۱۹۱ واخرجہ الحاکم ج۳ صفحہ ۵۹۵ بنحوہ [2] واخرج البیہقی

[3] کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ ۱۹۱ واخرجہ الحاکم ایضا، بنحوہ وقال صحیح علی شرط مسلم کما فی، ترغیب ج۲ صفحہ ۳۲۶

[4] واخرج الامام احمد بسند حسن

ہوا آپ نے فرمایا میں تم کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں اللہ تمہیں محفوظ بھی رکھے گا اور مال غنیمت بھی دے گا، اور میں تمہیں مال کی طرف اچھی رغبت دلا رہا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مال کیوجہ سے اسلام نہیں لایا میں تو اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے اسلام لایا ہوں آپ نے فرمایا اے عمرو! بھلے آدمی کے لئے بھلا مال بہترین چیز ہے۔ [1]

طبرانی نے اوسط اور کبیر میں آخری جملہ اس طرح نقل کیا ہے (حضرت عمروؓ نے عرض کیا) لیکن میں اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے اسلام لایا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں آپ نے فرمایا ہاں! یہی بات ہے "مگر" بھلے آدمی کیلئے بھلا مال بہترین چیز ہے۔ [2]

ابو بختری طائیؒ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ کوفہ میں ابو مختار یعنی مختار بن ابو عبید کے بیٹے کے ساتھ جسر ابو عبید پر جہاں ابو المختار اور اس کا لشکر قتل کیا گیا تھا جمع تھے، راوی کہتے ہیں کہ تمام آدمی مارے گئے مگر دو آدمی بچ گئے جنہوں نے اپنی تلواروں سے دشمنوں پر حملہ کیا دشمن کا لشکر ان کے لئے پھٹ گیا اور یہ دونوں نجات پا گئے یا یہ تین آدمی تھے اس کے بعد یہ مدینہ میں آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان پر گذر ہوا یہ بیٹھے ہوئے مقتولین کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا تم نے ان مقتولین کے بارے میں کیا کہا؟ ان لوگوں نے کہا ہم نے ان کے لئے استغفار کی اور ان کو دعائیں دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم مجھ سے صاف صاف بیان کرو جو کچھ تم نے مقتولین کے بارے میں کہا ورنہ تم لوگ میری جانب سے سختی میں مبتلا کئے جاؤ گے، ان لوگوں نے کہا ہم لوگوں نے یہی کہا کہ وہ شہید ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور قسم اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور بغیر اس ذات کی اجازت کے قیامت قائم نہ ہوگی کوئی نفس زندہ اس بات کو نہیں جانتا کہ اللہ کے پاس مرنے والے کے لئے کیا ہے؟ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کہ ان کو جو کچھ بتلا دیا گیا وہ جانتے ہیں) اس لئے کہ اللہ پاک نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادی تھی اور قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور ہدایت دے کر بھیجا اور قیامت بغیر اس کی اجازت کے قائم

---

[1] کذا فی الاصابہ ج ۳ صفحہ ۳ [2] کذا فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۵۳ وقال رجال احمد و ابی یعلیٰ رجال الصحیح۔ انتہی

[3] واخرج الحارث

نہ ہوگی بے شک ایک آدمی جہاد کرتا ہے دکھاوے کے لئے اور جہاد کرتا ہے قومی حمیت کی وجہ سے اور جہاد کرتا ہے دنیا کا ارادہ کر کے اور جہاد کرتا ہے مال کا ارادہ کر کے، اور جو لوگ جہاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے نزدیک وہی ہے جو ان کے نفسوں اور نیت میں موجود ہے۔[۱]

مالک[۲] بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں ایک سریّہ کا تذکرہ کر رہے تھے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اللہ کے راستے میں مصیبت پہونچائی گئی تھی بعض کہنے والے نے ہم میں سے کہا کہ وہ لوگ اللہ کے کام میں اللہ کے راستے میں لگے ہوئے تھے ان کا اجر اللہ کے نزدیک ثابت ہوگیا، اور بعض کہنے والے نے کہا کہ اللہ پاک ان لوگوں کو روزِ محشر اُسی نیت پر اُٹھائے گا جس پر انھیں وفات دی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک یہی بات ہے قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اللہ پاک ان کو اُسی نیت پر اُٹھائے گا جس پر اُن کو وفات دی ہے، بے شک لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دکھلاوے اور شہرت کے لئے جہاد کرتے ہیں اور بعض حصولِ دنیا کی نیت سے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جو جنگ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بغیر جنگ کئے انھیں چارہ نہیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو مصائب پر صبر کرتے اور ثواب کی نیت سے جہاد کرتے ہیں درحقیقت شہید یہی (آخری طبقہ) ہے اس کے باوجود میں نہیں جانتا کہ وہ اللہ پاک میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے، ہاں مگر میں یہ جانتا ہوں کہ اس قبر والے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر گناہ کی مغفرت کر دی گئی ہے اگر آپؐ سے سرزد بھی ہوئے ہوں،

حضرت[۳] مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شہدا کا تذکرہ کیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم سے پوچھا تم لوگ شہید کس کو خیال کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! شہید وہی تو ہیں جو ان غزوات میں قتل کئے گئے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تو تمہارے شہدا کی تعداد کثیر ہو جائے گی، میں تم کو اس بارے میں بتاتا ہوں کہ شجاعت اور بزدلی لوگوں میں طبعی چیزیں ہیں، اللہ پاک جہاں ان کو چاہتا ہے رکھتا ہے بہادر آدمی لڑائی میں ایسے لوگوں کی معیت چاہتا ہے جو اپنے گھر لوٹنے کی پرواہ نہیں

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج۲ صفحہ ۲۹۲ وقال قال الحافظ ابن حجر رجالہ ثقات الا انہ منقطع۔ انتہی، [۲] واخرج، [۳] و عند ابن ابی شیبۃ

رکھتے ہیں اور بزدل آدمی اپنی بیوی سے بھاگ کر لڑتا ہے مگر شہید وہ ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے میدانِ جہاد میں روکا ہو، اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑا ہو، اور مسلمان وہ ہے کہ دیگر مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔[1]

ضمامؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی ماں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کچھ لوگ مجھ سے جدا ہوگئے اور مجھ کو یہی لوگ امن طلب کرنے کے لئے بلا رہے ہیں ان کی ماں حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اگر تم اللہ کی کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے زندہ کرنے کے لئے نکل رہے ہو تو حق پر قائم ہو، اور اگر تم دنیا کے طلب کرنے کے لئے نکل رہے ہو تو تم میں نہ زندگی میں کوئی بھلائی ہے اور نہ مرنے کے بعد۔[2]

جہاد میں امرِ امیر کی اطاعت کرنی اور اللہ کے راستے میں نکلنا

ابو مالک اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ایک سریّہ میں روانہ فرمایا اور ہم لوگوں پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو امیر مقرر کیا چنانچہ ہم لوگ چلے اور ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا ایک آدمی اپنے گھوڑے پر زین کسنے کے لئے کھڑا ہوا اور زین کسی، میں نے اُس سے دریافت کیا کہ تم نے کہاں کا ارادہ کیا؟ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں چارہ لے آؤں میں نے اُس سے کہا جب تک ہم اپنے امیر سے نہ پوچھ لیں تم ایسا نہ کرو، ہم نے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کے پاس آکر اس کا تذکرہ کیا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے کہا شاید تیرا ارادہ یہ تھا کہ تو اپنے بال بچوں میں لوٹ جائے؟ اُس نے کہا نہیں، ابو موسیٰ رضؓ نے کہا سمجھ لے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ میرا گھر جانے کا ارادہ نہیں، ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے کہا تو جا خدا تجھے ہدایت دے، چنانچہ وہ آدمی چلا گیا اور رات میں کچھ دیر لگائی، پھر آیا اُس سے ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ شاید تو اپنے گھر گیا تھا اُس نے کہا نہیں، ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ غور کرلے کہ تو کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا ہاں میں گیا تھا حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے فرمایا تو اپنے اہل کی گیا تھا آگ میں گیا تھا اور آگ میں بیٹھا تھا اور آگ کے سامنے آیا تھا، اور آگ ہی سے لوٹا ہے۔[3]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۲ [2] واخرج نعیم بن حماد فی الفتن [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۵ [4] اخرج ابن عساکر [5] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۹

کوچ کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں شُرکا کا ایک دوسرے کیساتھ مل کر رہنا

حضرت[1] ابوثعلبہ خشنی رضؓ فرماتے ہیں کہ لوگ جہاں کہیں اترتے تھے کوئی گھاٹیوں اور کوئی جنگلوں میں چلا جاتا تھا، آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کا گھاٹیوں اور جنگلوں میں متفرق ہونا یہ شیطان کی جانب سے ہے، اس فرمان کے بعد جب کسی منزل میں صحابہؓ اترے بعض، بعض کے ساتھ ملا رہا[1]

ایک[2] اور اسی جیسی روایت ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ وہ اس طرح مل جاتے تھے کہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ان پر ایک چادر پھیلائی جاتی تو سب پر آجاتی[2]

حضرت[3] معاذ جہنی رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ ایسے ایسے غزوے کئے کہ لوگوں پر ٹھہرنے کی جگہ تنگ ہوگئی اور راستہ رُک گیا: آپؐ نے منادی بھیج کر لوگوں میں یہ ندا کرائی کہ جس نے جگہ تنگ کی یا راستہ روکا اس کے لئے جہد (کا ثواب) نہیں[3]

اللہ کے راستہ میں پہرہ داری کرنا

حضرت[4] سہل بنؓ حنظلیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں جنگِ حُنین کے لئے چلے، چلنے میں بہت درازی کی یہاں تک کہ شام کا وقت ہوگیا میں نماز کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں آپؐ کی خدمت میں ایک سوار نے آکر عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ لوگوں کے آگے چلا اور ایسی ایسی پہاڑی پر میں نے چڑھ کر قبیلۂ ہوازن کو دیکھا کہ وہ مع اپنے باپ کے سینچائی والے اونٹوں کے اور اپنی پردہ نشین عورتوں کے اور مویشیوں سمیت حُنین کی طرف جمع ہوگئے ہیں، آپؐ یہ سُن کر مسکرا دیئے اور فرمایا انشاء اللہ کل یہ سب مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات ہم لوگوں کی پہرہ داری کون کرے گا؟ حضرت انس

---

[1] اخرج ابوداؤد، والنسائی [2] کذا فی الترغیب ج ۵ صفہ ۲ [3] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۱۵۲ نحوہ [4] وہکذا اخرجہ ابن عساکر کما فی الکنز ج ۲ صفہ ۳۲۱ ولفظہ حتی توسط علیہم ثوب لوسعہم

(باقی اگلے صفحہ پر)

بن مرثد غنویؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں پہرہ داری کروں گا، آپؐ نے فرمایا تو سوار ہوجاؤ چنانچہ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر آپؐ کی خدمت میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اس گھاٹی کی طرف جو سامنے ہے چلے جاؤ اور پہاڑ کی چوٹی پر رہنا اور اپنی جانب سے رات کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑجانا (یعنی ساری رات وہیں رہنا) جب ہم لوگوں نے صبح کی، آپؐ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو تمہارے سوار کا کچھ احساس ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابھی تک تو کچھ محسوس نہیں ہوا اتنے میں نماز کے لیے تکبیر کہی گئی آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے گھاٹی کی طرف التفات فرمایا جب آپؐ اپنی نماز سے فارغ ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا خوشی مناؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آگیا ہم لوگوں نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان دیکھنا شروع کیا، اتنے میں وہ آکر حضورؐ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور سلام کیا، اور عرض کیا کہ میں یہاں سے چل کر گھاٹی کے اوپر کی جانب رہا جس جگہ کا آپؐ نے مجھ کو حکم دیا تھا، جب میں نے صبح کی گھاٹیوں کے دونوں طرف میں نے جھانکا اور غور سے دیکھا میں نے کسی کو نہیں پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم رات کو سواری پر سے اُترے تھے؟ انھوں نے عرض کیا نہیں مگر نماز پڑھنے کے لیے اور قضاء حاجت کے لیے اترا تھا، آپؐ نے ان سے فرمایا تم نے (جنت) واجب کرلی، تم پر کوئی ضرر نہیں اگر اس کے بعد تم کوئی عمل نہ کرو[۱]

ابو عطیہ[۲] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپؐ سے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا جس کی وفات ہوچکی تھی، آپؐ نے فرمایا، کیا تم میں سے کسی نے اُس کو بھلا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا جی ہاں، میں نے اُس کے ساتھ اللہ کے راستے میں ایک رات پہرہ داری کا کام انجام دیا ہے یہ سنکر حضورؐ اٹھے اور وہ لوگ بھی اٹھے جو آپؐ کے ساتھ تھے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جب وہ میّت قبر میں داخل کی گئی تو حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کی قبر میں مٹی ڈالی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا تیرے ساتھی تیرے بارے میں اہلِ نار ہونے کا گمان کرتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۵ واخرجہ البیہقی ایضاً ج ۹ صفحہ ۱۵۲ عن سہل بن معاذ الجہنی عن ابیہ، ۶ واخرجہ ایضاً ابوداؤد بنحوہ کذا فی المشکوۃ صفحہ ۳۳۵ اخرجہ ابوداؤد، (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ واخرجہ البیہقی ایضاً بمثلہ ج ۹ صفحہ ۱۴۹ واخرجہ ابونعیم عن سہل بن الحنظلیۃ۔ نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۳۲۳، ۲ واخرج الطبرانی

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو اہلِ جنت سے ہے، پھر حضورؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کے عمل کے بارے میں سوال مت کرو تم ان کی فطرت اور دین کے بارے میں سوال کرو۔[1]

ابو عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی کا انتقال ہو گیا بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز نہ پڑھایئے، آپؐ نے دریافت فرمایا آیا اس کو کسی نے کبھی کوئی بھلا کام کرتے دیکھا ہے؟ باقی مضمون گذشتہ حدیث کی طرح ہے[2] ابن عائذؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ ایک آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے جب وہ جنازہ رکھا گیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی نماز آپ نہ پڑھایئے یہ آدمی فاجر تھا، آپؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا کیا کسی نے اس کو کوئی بھلا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ باقی تذکرہ پہلی حدیث کی طرح ہے[3]

حیاۃ الصحابہ اردو ج ۲ صفحہ ۳۴۳ پر حدیث ابو ریحانہؓ سخت سردی کی برداشت کے بارے میں گذر چکی ہے اس میں یہ مضمون ہے آپؐ نے فرمایا آج کی رات ہماری حفاظت کون کرے گا؟ کہ میں اس کو ایسی دعا دوں جس کی بھلائی اس آدمی کو لگے، انصار میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! میں حفاظت کروں گا، آپؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں فلاں ہوں آپؐ نے فرمایا قریب آؤ جب یہ قریب آئے آپؐ نے ان کے بعض کپڑے کو پکڑ کر دعا شروع فرمائی، جب میں نے یہ دعا سنی تو میں نے عرض کیا کہ ایک آدمی میں بھی پہرہ کے لئے تیار ہوں آپؐ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ کہا ابو ریحانہ، حضرت ابو ریحانہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے میرے لئے دعا فرمائی مگر میرے ساتھی سے کم، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اس آنکھ پر آگ حرام کر دی گئی ہے جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی[4] اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث، اللہ کے راستے میں نماز پڑھنے کے بارے میں جو ابھی گذر چکی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہماری حفاظت کس رات میں کون کرے گا؟ ایک آدمی مہاجرین میں سے اور ایک انصار میں سے آمادہ ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ گھاٹی کے سرے پر تم دونوں وادی میں رہنا اور ان دو حضرات کے

---

[1] قال ہیثمی ج ۳ صفحہ ۴۸ ابراہیم بن محمد بن عرق الحمصی شیخ الطبرانی ضعفہ الذہبی۔اھ [2] واخرجہ ایضا ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۱ [4] واخرجہ البیہقی فی شعب الایمان [5] کما فی المشکوۃ صفحہ ۳۲۹ [6] خرجہ الامام احمد والنسائی والطبرانی والبیہقی

نام یہ ہیں عمار بن یاسرؓ اور عباد بن بشرؓ اس کے بعد پورا قصہ بیان کیا[1]

جہاد اور نفر فی سبیل اللہ میں امراض کا برداشت کرنا

حضرت[2] ابو سعیدؓ، حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کبھی کوئی مصیبت مومن کے جسم پر لگتی ہے اللہ پاک اس مصیبت کے ذریعہ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے، حضرت اُبی بن کعبؓ نے کہا اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بخار ہمیشہ اُبی بن کعب کے جسم کو پچھاڑے رہے، یہاں تک کہ اُبی بن کعب تجھ سے ملے، لیکن بخار اس کو نماز سے، روزہ سے، اور حج سے اور عمرہ کرنے سے اور تیرے راستے میں جہاد کرنے سے مانع نہ ہو، اُسی وقت اُسی جگہ اُبی بن کعبؓ کو بخار چڑھا اور پھر اُن کا پیچھا نہ چھوڑا، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی، اسی بخار میں وہ نماز کے لئے حاضر ہوتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد کرتے رہے۔

حضرت[3] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ فرمائیے یہ امراض جو ہم لوگوں کو لگتے ہیں ہمارے لئے ان سے کیا نفع ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ کفارات ہیں، حضرت اُبیؓ نے آپؐ سے عرض کیا اگرچہ کتنا ہی چھوٹا مرض ہو؟ آپؐ نے فرمایا خواہ کانٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو راوی کہتے ہیں اُبی بن کعبؓ نے اپنے نفس پر بد دعا کی کہ مجھ کو مرتے دم تک بخار کبھی نہ چھوڑے، اس شرط سے کہ ان کو حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور نمازِ مفروضہ مع جماعت سے مانع نہ ہو، جب کبھی ان کو کسی انسان نے چھوا بخار کی حرارت ان میں پائی یہاں تک کہ اسی میں انکا انتقال ہوگیا۔[4]

جہاد فی سبیل اللہ میں نیزہ لگنا اور زخمی ہونا

حضرت[5] جندب بن سفیانؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے اچانک ایک پتھر سے آپؐ کو ٹھوکر لگی آپؐ کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی آپؐ نے فرمایا

هل انت الا اصبع دميت — وفی سبيل الله مالقيت

---

[1] اخرجہ ابن اسحاق وغیرہ [2] اخرج ابن عساکر [3] وعندہ ایضا وعند الامام احمد وابی یعلی [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۲ قال فی الترغیب ج ۵ صفحہ رواہ الامام احمد وابو یعلی وابن ابی الدنیا وصححہ ابن حبان ورواہ الطبرانی من حدیث ابی بن کعب بمعناہ واسنادہ حسن۔ انتہی۔ واخرجہ ابن عساکر کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۵۵ عن ابی بن کعب بمعناہ [5] عند البخاری صفحہ ۹

ترجمہ:- تو ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی، اور جو کچھ تجھے لگا اللہ کے راستہ میں لگا،

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آپؐ کے چار دانتوں کا غزوۂ احد میں ٹوٹ جانا اور سرِ مبارک کا زخمی ہونا بیان کیا گیا ہے پہلے گذر چکی ہے[1]

اور اسی جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طیالسیؒ سے یہ حدیث گذر چکی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ یومِ اُحد کا تذکرہ فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ یہ دن کل کا کل حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے، اس کے بعد اُحد کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے اس کے بعد یہ پوری حدیث مذکور ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ کے سامنے کے چار دانت شہید کر دیئے گئے تھے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی تھا اور آپؐ کی کنپٹی مبارک میں دو کڑیاں خود کی کڑیوں میں سے گھس گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنے ساتھی کی خبر لو آپؐ نے حضرت طلحہؓ کو مراد لیا اور یہ خون میں شرابور تھے اس کے بعد پوری حدیث نقل فرمائی اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر ہم لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس آئے وہ کسی گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور ان میں کچھ اوپر ستر زخم تھے، کچھ نیزے کے کچھ تیر کے کچھ تلوار کے، اور ان کی انگلیاں کٹی ہوئی تھیں۔ ہم لوگوں نے ان کی اصلاح کی اور دیکھ بھال کی،

ابراہیم[2] بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ حدیث پہونچی ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ یومِ اُحد میں زخمی کئے گئے ان کے اکیس۲۱ زخم لگے تھے اور ان کے پیر میں بھی زخم آیا تھا جس کی وجہ سے لنگڑا کر چلا کرتے تھے[3]

حضرت[4] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انسؓ بن نضر بدر کی لڑائی میں حاضر نہیں تھے انھوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ نے وہ پہلی لڑائی جو مشرکین سے لڑی اس میں میں حاضر نہ تھا اگر اللہ پاک نے مجھ کو مشرکین کی لڑائی میں حاضر کیا تو اللہ پاک دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ جب غزوۂ اُحد ہوا اور مسلمان منتشر ہوگئے تو میرے چچا نے کہا اے میرے اللہ! بیشک میں تیری طرف عذر بیان کرتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور تیری برأت چاہتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں نے یعنی مشرکین نے کیا اس کے بعد آگے بڑھے سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ آئے ان سے کہا اے سعد ابن نضر تارہ

---

[1] حیاۃ الصحابہ عربی ج۱ صفحہ ۲۰۰ خرجہ الشیخان وغیرہ۔ [2] واخرج ابو نعیم [3] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۷۰ [4] و اخرج البخاری واللفظ لہ ومسلم والنسائی۔

کے رب کی قسم! جنت نظر آرہی ہے اور میں اُحد پہاڑ سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ انھوں نے کیا مجھ میں اس کے کرنے کی استطاعت نہ تھی، حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا میں اسّی سے اوپر تلوار کے زخم پائے یا نیزے کے یا تیر کے اور میں نے اُن کو شہید پایا اور ان کو مشرکین نے مُثلہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی پہچان نہ سکا ان کی بہن نے ان کے انگلی کے پورُوے دیکھ کر پہچانا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ یہ آیۃ ان کے اور ان جیسوں کے بارے میں اُتری ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ ز وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (سورۂ احزاب ع ۳) ترجمہ: مومنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے سچا کر دکھایا ان وعدوں کو جو اللہ پاک سے کئے تھے، بعض ان میں سے ایسے ہیں جنھوں نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو منتظر ہیں۔ اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی"۔[1]

حضرتؓ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انسؓ بن نضر کہ میرا نام انھیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔ وہ غزوۂ بدر میں حضورؐ کے ساتھ حاضر نہیں تھے یہ بات ان پر نہایت شاق گذری اور انھوں نے کہا کہ پہلی لڑائی حضورؐ نے لڑی اور میں آپؐ سے غائب رہا۔ اگر اللہ پاک نے مجھ کو کسی اور لڑائی کی اس کے بعد حضورؐ کے ساتھ رہ کر توفیق دی تو اللہ پاک دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور بات کہنے سے ڈر گئے، حضورؐ کے ہمراہ غزوۂ اُحد میں حاضر ہوئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ آئے تو ان سے میرے چچا حضرت انسؓ نے کہا اے ابو عمرو! کہاں جا رہے ہو؟ واہ واہ جنت کی خوشبو مجھے اُحد پہاڑ کے قریب سے آرہی ہے، یہ کہہ کر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر اسّی سے اوپر زخم تلوار، نیزے اور تیر کے تھے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیعؓ بنت نضر کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو محض انگلی کے پوروں سے پہچانا اور قرآن شریف میں یہ آیۃ نازل ہوئی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ ز وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (سورۂ احزاب ع ۳) اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال ہے کہ یہ آیۃ

---

[1] کذا فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۳۱۳۔ واخرجہ ایضاً الامام احمد والترمذی عن انس رضی اللہ عنہ بنحوہ ج ۳ وعند الامام احمد ایضاً من وجہ آخر

ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے [1]

حضرت [2] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر لشکر بنا کر فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید کر دیئے جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر جعفرؓ شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں گے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں بھی اُس غزوہ میں تھا ہم لوگوں نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو تلاش کیا ان کو مقتولین میں پڑا ہوا پایا ان کے جسم پر نوّے سے زیادہ تلوار اور تیر کے زخم تھے دوسری روایت میں ہے کہ کوئی زخم پشت کی طرف نہیں لگا تھا [3]

حضرت [4] عمرو بن شرحبیلؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کو غزوۂ خندق میں تیر کا زخم لگا تو ان کا خون بہہ کر حضورؐ تک پہونچا، حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور انھوں نے کہنا شروع کیا کہ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر! رُکو! (یہ کیا ہے)؟ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [5]

حضرت [6] سعیدؓ بن عبید ثقفیؓ فرماتے ہیں میں نے ابوسفیان بن حربؓ کو طائف کے دن ابی یعلیٰ کے باغ میں دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے ہیں میں نے ان کو تیر مارا ان کی ایک آنکھ جاتی رہی انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری آنکھ اللہ کے راستے میں مصیبت پہونچائی گئی ہے، آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں اللہ پاک تمہاری آنکھ کو واپس کر دے اور اگر چاہو (یعنی صبر کرو) تو تمہارے لئے جنت ہے، انھوں نے عرض کیا مجھے تو جنت چاہیئے [7]

حضرت [8] قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ بدر کی لڑائی میں زخمی ہو گئی آنکھ کا سارا حلقہ انکے رُخسارے پر لٹک آیا لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کو کاٹ دیں اس کے بعد باقی حدیث مذکور

---

[1] ورواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی: حسن صحیح کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ۲۳ واخرجہ ایضاً الطیالسی وابن سعد وابن ابی شیبۃ والحارث وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ کما فی الکنز ج۷، صفحہ۱۵ وابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ۲ والبیہقی ج۹ صفحہ۴۴ [2] واخرج البخاری [3] کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ۲۴۵ واخرجہ الطبرانی ایضاً عن ابن عمر نحوہ کما فی الاصابۃ ج۱ صفحہ۲۳۸ وابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ۱۱۷ وابن سعد ج۴ صفحہ۲۶ [4] واخرج ابن ابی شیبۃ [5] کذا فی الکنز ج۸ صفحہ۲۲ [6] واخرج ابن عساکر [7] کذا فی الکنز ج۵ صفحہ۳۰۶ واخرجہ ایضاً الزبیر بن بکار نحوہ کما فی الکنز ج۲ صفحہ۱۶۸ [8] واخرج البغوی وابویعلی عن عاصم بن عمر بن قتادۃ [9] یہ اپنے اسلام لانے سے قبل کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں ۱۲

ہے جو آگے تائیداتِ غیبیہ میں آجائے گی،

حضرت[1] رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں جب لوگوں نے اُمیہ بن خلف پر مجمع کیا ہم بھی اُس کی طرف گئے میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا اس کی زرہ کا اس کی بغل کے نیچے سے ٹوٹا ہوا تھا میں اُس پر تلوار سے چونکے مار رہا تھا، اور میرے یوم بدر میں ایک تیر لگا تھا جس سے میری آنکھ جاتی رہی تھی، حضورؐ نے لعابِ مبارک اُس پر لگا دیا اور میرے لئے آپؐ نے اس آنکھ کے بارے میں دعا فرمائی پھر مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی[2]

حدیث[3] ابی سائب میں جو پہلے حیاۃ الصحابہ اردو حصہ دوم صفحہ ۴۲۹ پر گذر چکی ہے یہ بھی ہے کہ بنی عبد اشہل کے دو بھائی اُحد کی لڑائی میں حاضر ہوئے اور دونوں زخمی ہو کر واپس ہوئے اسی حدیث میں ہے کہ انھوں نے کہا خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر ہم سوار ہوتے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو سخت زخمی نہ ہوا ہو، ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ نکلے اور میرا زخم اپنے بھائی کی بہ نسبت معمولی تھا جب اس پر غشی آنے لگتی تو میں تھوڑی دیر کے لئے اُس کو لاد لیتا اور پھر تھوڑی دیر وہ پیدل چلتا یہاں تک کہ ہم وہاں پہونچ گئے جہاں پر تمام مسلمان جمع تھے

حضرت[4] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت برار رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی جنگ کے دن باغ والوں پر تنِ تنہا تیر اندازی کی اور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ باغ کا دروازہ کھول دیا اور ان میں اسّی سے زیادہ زخم تھے کچھ تیروں کے اور کچھ تلوار کے یہ وہاں سے علاج کے لئے اپنی فرودگاہ پر اٹھا کر لائے گئے ان کی تیمارداری کے لئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک ماہ ٹھہرنا پڑا[5]

حضرت[6] اسحاق بن عبد اللہ بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور انکے بھائی عراق کے موضع حریق میں دشمنوں کے قلعوں میں۔ کے ایک قلعہ کے پاس تھے دشمن گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر مسلمانوں کی طرف ڈالتے اور ان کو

---

[1] واخرج البزار والطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۲ فیہ عبد العزیز بن عمران وہو ضعیف۔ انتہی
[3] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۲۱۶ حدیث یحیٰی بن عبد الحمید عن جدتہ ان رافع بن خدیج رمی لسہم فی ثندوتہ [4] واخرج خلیفۃ [5] واخرجہ ایضا بقی بن مخلد فی مسندہ عن خلیفۃ باسنادہ مثلہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ [6] واخرج الطبرانی

اپنی طرف کھینچ لیتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے حضرت انسؓ پر بھی یہ آنکڑا ڈالا یہ
دیکھ کر حضرت براءؓ دیوار پر چڑھے پھر اپنے ہاتھوں سے اس زنجیر کو تھام لیا اور
برابر تھامے رہے یہاں تک کہ اُس زنجیر کی رسّی کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے
ہاتھ کی طرف دیکھا تو ہاتھ کی ہڈیاں چمک رہی تھیں جو کچھ گوشت ہاتھ پر تھا جل کر ختم
ہو گیا تھا، اللہ پاک نے حضرت انس بن مالکؓ کو اس طرح نجات دی[1] طبرانی
کی روایت میں اس طرح ہے کہ ان آنکڑوں میں سے ایک آنکڑے نے حضرت
انسؓ کو بھی گھیر لیا قلعہ والوں نے ان کو اٹھایا یہاں تک کہ یہ زمین سے اُٹھ بھی
چکے تھے ان کے بھائی براءؓ آئے اُن سے کہا گیا کہ تمہارے بھائی کو آنکڑے میں
اُٹھایا جا رہا ہے یہ لڑائی میں مشغول تھے یہ فوراً لپکے اور کود کر دیوار پر چڑھ گئے پھر اپنے
ہاتھ سے اُس زنجیر کو پکڑا اور وہ زنجیر چکّر کھا رہی تھی یہ لگاتار ان لوگوں سے زنجیر
کو کھینچ رہے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ جل رہے تھے یہاں تک کہ زنجیر جس رسّی
سے بندھی ہوئی تھی وہ رسّی کاٹ دی اُس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دیکھا، آگے
پہلی روایت جیسا تذکرہ ہے[2]

شہادت کی تمنا اور اس کے لئے دُعا کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اُس کے ہاتھ میں
ہے اگر کچھ مومن ایسے نہ ہوتے جنھیں میرے پس پشت رہنا کسی طرح پسند نہیں اور
میرے پاس اتنی سواری نہیں کہ میں ان سب کو سفر میں ہمراہ لے چلوں تو میں کسی
ایسی جماعت سے جو اللہ کے راستے میں جہاد کر رہی ہے کبھی پیچھے نہ رہتا اور ہر جماعت
کے ساتھ نکلتا، اور قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ بات
بہت پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر
شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں[3]

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ [2] ذکرہ فی المجمع [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۲۴ واسنادہ حسن۔ نبی

[4] اخرج البخاری

حضرت[1] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک اس شخص کے لئے ضامن ہے جو اللہ کے راستے میں سوائے جہاد کرنے کے اور کسی غرض سے نہیں نکلا، اللہ فرماتا ہے جو میرے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلا اور مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولؐ کی تصدیق کیلئے جہاد کیا میں اُس کا ضامن ہوں کہ اُسے جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اسی گھر لوٹاؤں گا جہاں سے وہ آیا ہے کہ اُس نے اجر و ثواب حاصل کیا ہو گیا غنیمت اور قسم اُس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اُس کے ہاتھ میں ہے کوئی زخم ایسا نہیں کہ جو اللہ کے راستے میں لگا ہو مگر بروز قیامت زخم اپنی اُسی ہیئت کیساتھ جس طرح پر کہ زخم لگنے کے دن تھا موجود ہو گا رنگ اس کا خون جیسا ہو گا اور اس کی بُو مشک جیسی ہو گی، اور قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اسکے ہاتھ میں ہے اگر مسلمانوں پر شاق نہ گذرتا تو میں کبھی کسی سریہ (جماعت) سے جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے لئے نکلی گھر نہ بیٹھتا لیکن میرے پاس سواری کی وسعت نہیں کہ لوگوں کو لے چلوں اور خود لوگوں کے پاس سواری نہیں ہے اور میرے بغیر اُن کو مدینہ میں ٹھہرنا بھی شاق گذرتا ہے اور قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اُس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں غزوہ کروں اور شہید کیا جاؤں پھر غزوہ کروں پھر شہید کیا جاؤں پھر غزوہ کروں پھر شہید کیا جاؤں[1]

حضرت قیس[2] بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جنتِ عدن میں ایک محل ہے اُس میں پانچ سو دروازے ہیں ہر دروازے پر پانچ ہزار حورعین ہیں، اس محل میں سوائے نبی کے اور کوئی داخل نہ ہو گا، پھر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف التفات فرمایا اور کہا اے صاحبِ قبر! تمہارے لئے مبارک ہو، اس کے بعد فرمایا اور اس محل میں صدیق داخل ہو گا پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر کی طرف التفات فرمایا اور کہا اے ابوبکر! تمہارے لئے مبارک ہو، پھر فرمایا اور شہید داخل ہو گا اس کے بعد اپنی

---

[1] واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۳۳ واخرجہ بحدیث ایضا امام احمد والنسائی کمافی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۵۵

[2] واخرجہ الطبرانی وابن عساکر

طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عمر! تیرے لئے شہادت کہاں ؟ اس کے بعد فرمایا بے شک وہ ذات جس نے مجھ کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کی طرف نکالا اُسے قدرت ہے کہ مجھے شہادت نصیب فرمائے ہے[1] حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے یہ شہادت حضرت عمرؓ کو اپنی مخلوق میں سے ایک شریر یعنی حضرت مغیرہؓ کے غلام کے ہاتھ نصیب فرمائی۔[3]

حضرت اسلمؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ترجمہ: اے میرے اللہ! مجھ کو اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا کر اور میری وفات اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں فرما۔"

اسماعیلؒ حضرت حفصہؓ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے میرے اللہ! مجھے تیرے راستہ میں شہید ہونے کی تمنا ہے اور تیرے نبیؐ کے شہر میں وفات پانے کی۔ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہاں سے یہ شہادت ہو گی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر اللہ چاہے گا شہادت نصیب کر دے گا۔[5]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے جنگِ اُحد میں کہا کہ اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے حضرت سعدؓ نے اس طرح دُعا مانگی، اے میرے رب! جب دشمنوں سے میری مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو میں اُس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر مجھے اُس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما۔ کہ میں اُسے قتل کر دوں اور اس کا سارا سامان لے لوں ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے آمین کہی پھر عبداللہ بن جحشؓ نے یہ دعا مانگی اے میرے اللہ مجھے ایک ایسے آدمی کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو ہو میں تیرے بارے میں اس سے

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۲۷۵ [2] وزاد فی مجمع الزوائد ج ۴ صفحہ ۵۵ عن الطبرانی [3] قال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح غیر شریک النخعی وہو ثقۃ وفیہ خلاف۔ اھ [4] واخرج البخاری [5] کذا فی فتح الباری ج ۴ صفحہ ۷۱ [6] واخرج الطبرانی

لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑ لے میری ناک بھی کاٹ دے، میرا کان بھی کاٹ دے جب میں تجھ سے کل (بروز قیامت) ملوں) تو تو پوچھے کس نے تیری ناک اور کان کاٹے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے بارے میں میری ناک کان کاٹے گئے تو کہے کہ ہاں تو سچ کہتا ہے حضرت سعدؓ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی دُعا میری دعا سے بہتر رہی، میں نے اُسی دن کے آخر میں اُن کو دیکھا کہ ان کی ناک اور اُن کے کان کٹے ہوئے ایک تاگے میں لٹکے ہوئے تھے[1]

حضرت[2] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے یہ دُعا مانگی تھی اے میرے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میں کل صبح دشمنوں سے ملوں وہ مجھے قتل کر ڈالیں اور میرا پیٹ پھوڑ ڈالیں اور میری ناک اور کان کاٹ لیں پھر تو اے اللہ! مجھ سے سوال کرے کہ تو کس وجہ سے شہید کیا گیا؟ میں کہوں کہ تیرے بارے میں شہید کیا گیا۔ حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آخری قسم کو بھی اسی طرح پورا فرمائے گا جس طرح ان کی ابتدائی قسم کو پورا فرمایا[3]

ابو نعیم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے دو پرانی چادروں والے جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے انھیں میں سے براء بن مالکؓ ہیں جب جنگِ تستر ہوئی لوگوں نے جمع ہو کر ان سے کہا اے براء! اپنے رب کو قسم دے کر سوال کرو انھوں نے کہا اے میرے رب! میں تجھ پر تیری ہی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ کفار کے بازو ہم لوگوں کے ہاتھوں میں دیدے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے چنانچہ یہ شہید ہوئے[4] (اور مسلمان فتحیاب ہوئے)

حضرت[5] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا بہت سے کمزور اور

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۰۲ رجالہ رجال الصحیح ۱۲ھ - وہکذا اخرجہ البغوی کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۸۷ وابن وہب کما فی الاستیعاب ج ۲ صفہ ۲۷۴ والبیہقی ج ۶ صفہ ۳۰۷ [2] مثلہ وہکذا اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۰۹ الا انہ لم یذکر دعاء سعد واقتصر علی دعاء عبد اللہ [3] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۲۰۰ (باقی اگلے صفحہ پر)،

کمزور سمجھے ہوئے دو پھٹی پرانی چادروں والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے، انھیں میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں چنانچہ حضرت براء رضؓ کی، مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی ان مشرکین نے مسلمانوں کو بہت زخمی کیا تھا مسلمانوں نے حضرت براءؓ سے کہا اے براء! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر تم اللہ پاک سے کسی بات پر قسم کھالو تو اللہ پاک تمہیں قسم میں پورا کر دے گا لہٰذا تم اپنے رب سے قسم دے کر سوال کرو، حضرت براءؓ نے فرمایا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہم کو ان کے بازوؤں اور (جماعت) کا مالک بنادے پھر کفار کی سُوس کے پُل پر مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی انھوں نے پھر مسلمانوں کو زخمی کیا لوگوں نے حضرت براءؓ سے کہا اے براءؓ! اپنے رب سے قسم دیکر سوال کیجیے، حضرت براءؓ نے کہا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو ہم لوگوں کو ان کے بازوؤں کا مالک بنادے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ملادے، چنانچہ مسلمانوں نے کفار پر فتح پائی اور حضرت براءؓ شہید ہوگئے ہے[1]

حمید[2] بن عبد الرحمٰن حمیریؒ سے روایت ہے کہ اصحابِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن کو حممہؓ کہا جاتا تھا انھوں نے اصبہان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جہاد کیا اور یہ دعا مانگی اے میرے اللہ! بے شک حممہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تیری ملاقات کو پسند کرتا ہے اے میرے اللہ! اگر وہ سچا ہے تو اسکے لئے اس کے سچ کو ثابت کر کے دکھلادے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا وبال اُس پر ڈال دے اگرچہ اُسے بُرا لگے۔ اسی حدیث میں ہے کہ انھوں نے شہادت طلب کی اور ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ وہ شہید ہوئے ہے[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ، [3] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین لولا ارسال فیہ وقال الذہبی مرسل صحیح - اھ - وہکذا اخرجہ ابن شاہین وابن المبارک فی الجہاد کما فی الاصابۃ ج۲ صفحہ ۲۶ وابو نعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۱۰۵ وابن سعد ج۳ صفحہ ۶۳ [4] کذا فی الکنز ج۷ صفحہ ۱۱ واخرجہ الترمذی۔ نحوہ۔ کما فی الاصابۃ ج۱ صفحہ ۱۴۴ [5] واخرجہ الحاکم ج۳ صفحہ ۲۹

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال الحاکم ج۳ صفحہ ۲۹۲ ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح - واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج۱ صفحہ ۷ نحوہ، [2] واخرج ابو داؤد ومسدد والحارث وابن ابی شیبۃ وابن المبارک [3] کذا فی الاصابۃ ج۱ صفحہ ۳۵۵

امام احمد کی اس روایت میں اتنے الفاظ اور زائد ہیں کہ اگر حمہ تیری ملاقات کو اچھا نہیں سمجھتا جب بھی تو اس کے وعدے کو پورا فرما۔ اگرچہ اُسے بُرا لگے ، اے میرے اللہ! حمہ اپنے اس سفر سے واپس نہ جانے پائے، چنانچہ ان کی وفات ہوگئی عفانؒ نے کہا کہ انھیں پیٹ کی بیماری ہوئی اور وہ اصبہان میں انتقال کر گئے راوی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! خدا کی قسم جو کچھ ہم نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا یہی سُنا وجہاں تک میرا مَبلغ علم ہے یہی ہے کہ حمہؓ شہید ہیں۔[1]

حضرت معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہرمزان سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ جہاد کی ابتدا کہاں سے کی جائے؟ فارس سے یا آذربیجان سے یا اصبہان سے؟ ہرمزان نے کہا کہ فارس اور آذربیجان یہ دو بازو ہیں اور اصبہان سر ہے اگر آپ نے ان دو بازوؤں میں سے ایک کو کاٹ دیا تو دوسرا بازو کھڑا ہو جائے گا اور اگر آپ نے سر کو کاٹ دیا تو دونوں بازو خود سے گر جائیں گے لہٰذا سر سے (یعنی اصبہان سے) ابتدا کیجیے، حضرت عمرؓ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، نعمان بن مقرنؓ نماز پڑھ رہے تھے آپ ان کے برابر میں بیٹھ گئے، جب نعمانؓ اپنی نماز سے فارغ ہوئے، حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا میرا ارادہ تمہیں عامل بنانے کا ہے نعمانؓ نے کہا کہ خراج وغیرہ کی وصولیابی کا عامل میں نہیں بننا چاہتا ہاں! اگر جہاد اور غزوہ کا ہو تو میں تیار ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں غزوہ ہی کے لیے بھیجوں گا، چنانچہ ان کو اصبہان کی طرف روانہ کیا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے نعمانؓ سے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے! لوگوں کو جلدی لگی ہوئی ہے تم حملہ کر دو حضرت نعمانؓ نے کہا خدا کی قسم! بے شک تم تو بڑے مناقب والے ہو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک رہا ہوں آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپ اول دن میں جنگ نہ شروع کرتے تو جنگ کو زوالِ شمس تک مؤخر رکھتے تاکہ زوال کے بعد جب ہوائیں چلتیں اور مدد اُترتی تب آپ جنگ فرماتے تھے نعمانؓ نے فرمایا میں اپنے

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۹۲ رجالہ رجال الصحیح غیر داود بن عبداللہ الاودی وہو ثقۃ وفیہ خلاف۔ انتہی۔ واخرجہ ایضا ابو نعیم۔ نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۳۵ واخرجہ الطبرانی ج ۲ صفحہ ۲۲۵

جھنڈے کو تین مرتبہ حرکت دوں گا، جب پہلی مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر آدمی اپنی حاجت سے فارغ ہو کر وضو کرے اور جب دوسری مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر آدمی اپنے ہتھیار اور جوتے کے تسمے کو دیکھ لے (کہ کہیں سے ٹوٹا تو نہیں ہے؟) اور اس کی اصلاح کرلے، اور جب میں تیسری مرتبہ جھنڈے کو حرکت دوں تو تم سب کے سب حملہ کر دو اور کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہو، اور اگر یہ نعمان قتل بھی کر دیا جائے تو اس کی طرف بھی کوئی مائل نہ ہو۔ اب میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں تم میں سے ہر آدمی سے پختگی سے کہے دیتا ہوں کہ اس دعا پر آمین کہے، اے میرے اللہ! آج نعمان کو مسلمانوں کی امداد میں شہادت نصیب فرما اور ان کو فتح نصیب فرما، اس کے بعد اپنے جھنڈے کو پہلی مرتبہ حرکت دی پھر (تھوڑی دیر کے وقفہ سے) دوسری مرتبہ حرکت دی اس کے بعد (تھوڑی دیر کے وقفہ سے) تیسری مرتبہ حرکت دی اس کے بعد اپنی زرہ پہنی اور حملہ کر دیا اس جنگ میں یہ پہلے مقتول ہیں، حضرت معقلؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس آیا اور مجھے ان کا وہ وعدہ یاد آیا میں ایک نشانی رکھ کر چلا گیا، اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب ہم کسی آدمی کو مارتے ہمارے ساتھیوں کو اس مقتول کی پرواہ نہ ہوتی (یہاں تک کہ اس کا سامان بھی لینے کی طرف کوئی توجہ نہ کرتا، ذوالحاجبینؓ اپنے خچر سے گر پڑے ان کا پیٹ پھٹ گیا، اللہ پاک نے کفار کو شکست دی پھر میں حضرت نعمانؓ کے پاس آیا میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا میں نے ان کے چہرہ سے مٹی کو دھویا انھوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا معقل بنؓ یسار، انھوں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اللہ نے کفار پر فتح دیدی انھوں نے کہا الحمد للہ اس خبر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجو اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا[1] زیاد بن جبیرؓ اپنے باپ سے نہاوند کی لڑائی کے متعلق ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں کہ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد فرماتے تھے تو اول دن میں جہاد شروع نہ فرماتے یہاں تک کہ نماز کا وقت آجاتا، ہوائیں چلنے لگتیں اور جنگ خوشگوار ہو جاتی حضرت نعمانؓ نے فرمایا اسی چیز نے مجھ کو اس وقت تک حملہ کرنے سے روک رکھا تھا اے میرے اللہ! میرا تجھ سے یہ سوال ہے کہ آج تو ایسی فتح کے ساتھ جس میں اسلام کی عزت ہو اور کفار کی انتہائی ذلت ہو میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر اس کے بعد شہادت پر میری روح کو قبض کر لے اے مسلمانو! تم میری اس دعا پر آمین کہو اللہ تم پر رحم کرے چنانچہ ہم لوگوں نے آمین کہی اور روئے

---

[1] وعند الطبری ج ۴ صفحہ ۲۳۵ ایضاً [2] وقد اخرج الطبرانی حدیث معقل بن یسارؓ بنحوہ مثلہ، ود کی الطبری قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۱۷ رجالہ رجال الصحیح غیر علقمۃ بن عبداللہ المزنی وہو ثقۃ۔ انتہی۔ واخرجہ ای مرغنۃ ۔ صفحہ ۲۰۵

صحابہ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت اور ان کا وفات کی تمنا کرنا

حضرت سلیمانؒ بن بلال فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو حضرت سعدؓ بن خیثمہ اور ان کے والد دونوں نے آپؐ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا، حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا تم میں سے ایک چلے۔ ان باپ بیٹوں نے اس بارے میں قرعہ اندازی کی حضرت خیثمہ بن حارثؓ نے اپنے بیٹے سعدؓ سے کہا کہ ہم میں سے ایک کے لئے یہاں رہنا ضروری ہے تو اپنی بیویوں کے ساتھ رہ جا۔ حضرت سعدؓ نے کہا اگر جنت کے علاوہ کوئی اور بات ہوتی تو میں اس میں آپ کو ترجیح دیتا، میں اپنے اس چہرہ پر شہادت کی امید لگائے ہوئے ہوں لہٰذا دونوں نے قرعہ اندازی کی، قرعہ حضرت سعدؓ کے نام نکلا یہ حضورؐ کی معیت میں بدر گئے ان کو عمرو بن عبدِ وُدّ نے قتل کر دیا۔[1]

حضرت محمدؒ بن علی بن حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ بدر میں ولید بن عتبہ صف سے نکل کر مقابلہ کیلئے نکلے تو کہا ولید بن عتبہ کے مقابلہ کیلئے حضرت علیؓ کھڑے ہوئے ولید اور حضرت علیؓ قریب قریب ہم عمر اور دونوں نوجوان تھے حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے اُسے حرکت دی اور اس کے پیٹ کو زمین پر لگا دیا اور اُسے قتل کر دیا، اس کے بعد شیبہ بن ربیعہ میدان میں آیا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت حمزہؓ نکلے اور یہ دونوں بھی قریب قریب ہم عمر تھے انہوں نے بھی اپنے ہاتھ سے اُسے پکڑ کر دے مارا اور اس کو قتل کیا اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ میدان میں آیا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عبیدہ بن الحارثؓ نکلے یہ دونوں دو ستونوں کی طرح برابر کے تھے ان دونوں میں تلواریں چلیں حضرت عبیدہؓ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کا بایاں کندھا ڈھیلا پڑ گیا یہ دیکھ کر عتبہ حضرت عبیدہؓ کے پیروں کی طرف لپکا اور تلوار مار کر ان کی پنڈلی کاٹ دی حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنے مقتولوں سے لوٹ کر عتبہ کی طرف لپکے اور اس کا کام تمام کیا، اور حضرت عبیدہؓ کو حضورؐ کے پاس جھونپڑی میں لائے اور آپ کے پاس داخل کر دیا حضورؐ نے انہیں لٹایا اور ان کے پیر کو باندھا اور ان کے چہرے سے غبار صاف کیا، حضرت عبیدہؓ نے فرمایا خدا کی قسم یا رسول اللہ! اگر آپ کو ابو طالب دیکھتا تو البتہ وہ جان لیتا کہ میں اس کی بہ نسبت اس کے اس قول کا زیادہ مستحق ہوں جو اس نے کہا ہے

۱؎ اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۹ ۲؎ واخرجہ ایضاً ابن مبارک عن سلیمان وموسیٰ بن عقبۃ عن الزہری کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۵ ۳؎ واخرجہ ابن عساکر

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ـــ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ترجمہ :" اور ہم اس کو محفوظ رکھتے ہیں یہاں تک کہ ہم اس کے اردگرد پچھاڑے جاتے ہیں اور ہم اپنے بیٹے اور بیویوں سے بھی (اس حفاظت کے معاملہ میں) غافل رہتے ہیں"
یا رسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو اور میں تمہاری شہادت پر گواہ ہوں، اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی ان کو حضورؐ نے وادی صفرا میں دفن فرمایا، اور آپؐ خود قبر میں اُترے ان کے علاوہ آپؐ کسی کی قبر میں نہیں اُترے [1]

زہریؒ کی روایت میں ہے کہ عتبہ اور عبیدہؓ میں تلواریں چلیں ہر ایک نے ان میں سے اپنے مقابل کو کمزور کر دیا حضرت حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما نے اب دوبارہ عتبہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور یہ دونوں حضرات، حضرت عبیدہؓ کو اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں لائے، ان کا پیر کٹ گیا تھا اور پیر کا گودا بہہ رہا تھا جب یہ حضرت حضرت عبیدہؓ کو حضورؐ کے پاس لائے حضرت عبیدہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو عبیدہؓ نے کہا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو انھیں معلوم ہوتا کہ میں ان کے اس قول کا ان سے زیادہ مستحق ہوں

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ـــ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

غزوۂ اُحد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جنگِ اُحد میں اپنے بھائی سے کہا اے بھائی صاحب! لو یہ میری زرہ لے لو، انھوں نے جواب دیا کہ میں بھی تمہاری طرح شہید ہونے کا متمنی ہوں، دونوں نے زرہ چھوڑ دی [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (مسلمان) لوگ حضورؐ کے پاس سے جنگِ اُحد میں ہٹ گئے میں نے مقتولین کو نظرِ غور سے دیکھا، آپؐ نظر نہ آئے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے نہ تھے کہ فرار اختیار فرمائے، اور مقتولین میں بھی میں آپؐ کو نہیں دیکھ رہا ہوں لیکن میرا گمان ہے کہ اللہ پاک ہمارے فعل سے ناراض ہوگیا ہے

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۰ [2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۸۸ [3] اخرجہ الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۹۸ رجالہ رجال الصحیح. انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۷۵ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۶۷ بنحوہ [5] واخرجہ ابویعلی و ابن ابی عاصم والبورقی وسعید بن منصور

شاید اپنے نبی کو اُٹھا لیا اب ہم لوگوں میں بھلائی نہیں، سوائے اس کے کہ ہم لڑیں اور مارے جائیں میں نے اپنی تلوار کا پرتلہ توڑا اور قوم پر حملہ کر دیا کفار میرے لیے ہٹ گئے میں نے حضور کو اُن کے درمیان پایا۔[1]

حضرت قاسمؒ بن عبدالرحمن بن رافع، اخی بنی عدی بن نجار فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ بن نضر جو حضرت انس بن مالکؓ کے چچا ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس پہونچے یہ دونوں حضرات چند مہاجرین اور انصار سمیت ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے حضرت انسؓ بن نضر نے پوچھا تم لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضور شہید کر دیئے گئے حضرت انسؓ نے کہا کہ آپ کے بعد تم لوگ زندہ رہ کر کیا کروگے؟ اٹھو! اور سب کے سب شہید ہو جاؤ اسی چیز پر جس پر کہ حضور شہید ہوئے اس کے بعد یہ کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔[2]

حضرت عبداللہؓ بن عمار خطمی فرماتے ہیں کہ ثابت بن دحداحؓ جنگِ اُحد میں سامنے سے آئے اور مسلمان متفرق طور پر غم میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے انہوں نے چلانا شروع کیا اے جماعتِ انصار! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ میں ثابت بن دحداحہ ہوں اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں تو اللہ تعالےٰ زندہ ہے اُسے موت نہ آئیگی تم اپنے دین کے لئے لڑو، اللہ تمہیں غالب کریگا اور تمہاری امداد فرمائیگا، یہ سُنکر انصار کے کچھ لوگ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے انھوں نے اپنے ساتھ کے مسلمانوں کو لیکر حملہ شروع کر دیا ان کے مقابلہ کے لئے ایک سنگدل چھوٹی سی جماعت جس میں مشرکین کے سردار خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابوجہل، ضرار بن خطاب تھے اس جماعت نے ان مسلمانوں سے لڑنا شروع کر دیا اور حضرت ثابتؓ پر خالد بن ولید نے نیزہ سے حملہ کیا ان کو ایسا نیزہ مارا جو آر پار ہو گیا، یہ اُسی میں گر گئے اور ان کے ساتھ جو انصار تھے وہ سب کے سب شہید ہوئے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے اس جنگ میں یہی لوگ سب میں آخر میں شہید کئے گئے۔[3]

حضرت ابن نجیحؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد میں مہاجرین میں سے ایک صحابیؓ کا ایک انصاری پر گذر ہوا جو اپنے خون میں لت پت تھے ان سے کہا کہ اے فلاں!

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۷ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۲ رواہ ابویعلی وفیہ محمد بن مروان العقیلی وثقہ ابوداؤد وابن حبان وضعفہ ابو زرعۃ وغیرہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح ۔ انتہی۔ [2] واخرجہ ابن اسحاق [3] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴ [4] واخرجہ الواقدی [5] کذا فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۱۹۵ [6] واخرجہ البیہقی فی دلائل النبوۃ

کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے؟ ان انصاری نے کہا کہ اگر حضورؐ شہید کر دیئے گئے تو وہ اپنی رسالت کے کام کو انجام دے چکے۔ تم لوگ اپنے دین کی طرف سے لڑو جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

(سورۂ آل عمران رکوع ۱۵)

ترجمہ:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا یہی بات ہے کہ اگر آپؐ کی وفات ہو جائے یا آپؐ شہید کر دیئے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پیر واپس ہو جاؤ گے؟ جو شخص بھی اُلٹے پیر واپس ہوگا ہرگز اللہ پاک کو ادنیٰ نقصان نہیں پہونچا سکیگا اور عنقریب اللہ پاک شکر کرنے والوں کو بدلہ دیگا"[1]

حضرت[2] زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضورؐ نے مجھ کو حضرت سعد بن ربیعؓ کی تلاش کیلئے بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھنا ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے یہ بھی کہنا کہ حضورؐ تمہارے لئے فرمارہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے مقتولین میں چکر لگانا شروع کیا آخر ان کو پالیا وہ آخری سانس میں تھے اُن پر ستّر زخم تھے کچھ نیزوں کے، کچھ تلوار کے، کچھ تیر کے، میں نے ان سے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہلایا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ حضورؐ پر اور تمہیں میرا سلام، آپؐ سے عرض کر دینا یا رسول اللہ! میں اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا ہوں کہ مجھے جنت کی خوشبو پہنچ رہی ہے، اور میری قوم انصارؓ سے کہدینا کہ تم لوگوں کا اب کوئی عذر اللہ کے یہاں مسموع نہ ہوگا اگر کسی کافر نے حضورؐ تک رسائی پالی — اور میری آنکھ کا کنارا تمہیں لوگوں کی طرف لگا ہوا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں ان کی روح پرواز کر گئی اللہ ان پر رحم کرے[3]

حضرت[4] عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہؓ اپنے والد سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ کون میری طرف سے یہ دیکھکر آئے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کس حال

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۳۱　[2] واخرج الحاکم ج ۳ ص ۲۰۱　[3] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح　[4] ثم اخرج الحاکم من طریق ابن اسحاق

میں ہیں؟ اس کے بعد پہلی حدیث جیسا تذکرہ ہے، اس میں آخری الفاظ یہ ہیں کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ حضورؐ کو اطلاع دینا کہ میں مُردوں میں ہوں اور آپؐ سے میرا سلام کہنا اور آپؐ سے کہنا سعد کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہم لوگوں کی طرف سے اور تمام امت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے جب آنحضرتؐ کو غزوۂ اُحد میں ہر طرف سے گھیر لیا آپؐ سات انصاریوں اور ایک قریشی کے درمیان تھے آپؐ نے فرمایا جو ان کفار کو ہم سے دفع کرے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے، انصارؓ میں سے ایک آدمی آگے بڑھے اور لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے پھر جب دوبارہ آپؐ کو کفار نے گھیرا آپؐ نے فرمایا جو ان کفار کو ہم سے دفع کرے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے چنانچہ ایک انصاری آگے بڑھے اور لڑے اور شہید کر دیئے گئے۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے یہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے اصحابؓ نے ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ نہیں کیا [۲]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں لوگ آپ کو چھوڑ کر جُدا ہو گئے آپؐ کے ساتھ گیارہ آدمی انصار کے اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے، آپؐ پہاڑی پر چڑھنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ مشرکین نے آپؐ کو گھیر لیا۔ حضورؐ نے فرمایا کیا ہے کوئی ان کے لئے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپؐ نے فرمایا کہ اے طلحہ! تم میرے ساتھ رہو جس طرح ہو، اس کے بعد ایک انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کام میں انجام دونگا۔ چنانچہ وہ انصاری آپؐ کی طرف سے لڑے اور آپؐ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ تھے پہاڑی پر چڑھنے لگے وہ انصاری شہید کر دیئے گئے، کفار پھر آپؐ کے قریب آ گئے، آپؐ نے پھر فرمایا ہے کوئی ان کے دفع کرنے کے لئے؟ حضرت طلحہؓ نے پھر کہا میں یا رسول اللہ! اور آپؐ نے ان سے پہلی بات دُہرائی، ایک انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کام کے لئے میں حاضر ہوں۔ چنانچہ وہ کفار

---

[۱] قال الذہبی مرسل۔ اھ وقد ذکر فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۰ روایۃ ابن اسحٰق بتمامہا وذکرہ مالک فی الموطا صفحہ ۱۷۵ عن یحیی بن سعید بمعناہ مختصرا وہکذا اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۰ عن معن عن مالک عن یحیی مختصرا [۲] واخرج الامام احمد [۳] ورواہ مسلم ایضا [۴] وعند البیہقی

سے برسرِ پیکار ہوئے اور آپ کے اصحابؓ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے، وہ انصاری بھی شہید کئے گئے، کفار پھر آپ کے قریب آ لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی طرح فرماتے رہے اور حضرت طلحہؓ اپنے آپ کو پیش کرتے رہے، آپ ان کو روکتے رہے، کوئی نہ کوئی انصاری ان انصاریوں میں سے جو آپ کے ہمراہ تھے آپ سے اجازت طلب کرتا آپ اُسے مقابلہ کی اجازت دیتے اور اپنے پہلے ساتھیوں کی طرح لڑکر شہید ہو جاتا، یہاں تک کہ حضورؐ کے ساتھ سوائے حضرت طلحہؓ کے اور کوئی نہیں رہا۔ کفار نے ان دونوں حضرات کو گھیر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مقابلہ کے لئے کون ہے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا میں! چنانچہ حضرت طلحہؓ نے جتنے ساتھی ان سے پہلے کفار سے لڑ چکے تھے ان سب کے برابر انھوں نے لڑائی لڑی ان کے دونوں ہاتھوں کے پورے شدید زخمی ہوئے انھوں نے کہا حس (جس طرح ہندوستان میں درد کی وجہ سے ہائے کرتے ہیں) آپؐ نے فرمایا اگر تم کہتے بسم اللہ تو تم کو ملائکہ اٹھا لیتے اور لوگ تمہاری طرف دیکھتے ہوتے اور ملائکہ تم کو لیکر آسمان کی فضا میں چڑھ جاتے، اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑی پر چڑھکر اپنے اصحابؓ تک پہونچ گئے جو پہاڑی پر جمع تھے [1]

حضرت محمودؓ بن لبیدؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد کے لئے تشریف لے گئے تو یمان بن جابرؓ، حُذیفہ کے والد اور ثابتؓ بن وقش بن زعوراء عورتوں اور بچوں سمیت قلعوں میں جا ٹھہرے تھے، یہ دونوں انتہائی بوڑھے تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا تیرا باپ مرے تو کس چیز کا انتظار کر رہا ہے؟ خدا کی قسم ہم دونوں میں سے ہر ایک کے لئے گدھے کی پیاس (پانی سے گدھا بہت کم صبر کرتا ہے، اشارہ کم عمری کی طرف ہے) کے برابر عمر رہ گئی ہے، ہماری آج یا کل کھوپڑیاں ہڈی ہو کر (قبرستان میں) پڑی ہونگی، آؤ ہم تلواریں لیں اور حضورؐ کے ساتھ شریک ہو جائیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات مسلمانوں سے جا ملے اور مسلمانوں نے ان دونوں کی آمد کو نہ جانا ثابتؓ بن وقش کو تو مشرکین نے قتل کر دیا، لیکن حُذیفہؓ کے باپ سے مسلمانوں کے دو دو ہاتھ ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو شہید کر دیا اور ان کو پہچانا نہیں، حضرت حُذیفہؓ نے پکارا کہ یہ میرے باپ ہیں میرے باپ ہیں، صحابۂ کرام نے کہا خدا کی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۶ [2] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۰۲

قسم ہم نے ان کو پہچانا نہیں، اور صحابہ کرام ؓ نے سچ کہا تھا حضرت حذیفہ ؓ نے کہا اللہ تم لوگوں کی مغفرت فرمائے اور وہ اللہ ہر رحم دل سے زیادہ رحم کرنے والا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ ؓ کو دیت (خوں بہا) دینے کا ارادہ فرمایا حضرت حذیفہ ؓ نے مسلمانوں پر اس کو صدقہ کر دیا۔ اس چیز نے حضرت حذیفہ ؓ کی وقعت کو حضور کے نزدیک اور زیادہ کر دیا [۱]

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائیں شاید اللہ پاک ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت کی توفیق دے، چنانچہ ان دونوں نے اپنی تلواریں لیں اور لوگوں میں داخل ہو گئے اور ان دونوں کا کسی کو علم نہ ہوا اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضور کے نزدیک حضرت حذیفہ ؓ کی بھلائی میں اور اضافہ ہوا۔

غزوۂ رجیع

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت ؓ کو جو عاصم بن عمر بن خطاب کے دادا ہیں امیر بنایا، یہ لوگ چلے جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان جا رہے تھے تو قبیلۂ ہذیل سے ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جن کو بنی لحیان کہا جاتا ہے، ان لوگوں نے تقریباً سو تیر اندازوں کو ان کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجدیا یہ تیر انداز ان کے پیر کے نشانات کی تلاش کرتے ہوئے چل پڑے ان تیر اندازوں کا گذر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں ان مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تھا اس مقام پر ان لوگوں نے مدینہ کے کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں جو مسلمانوں کا یہ سریہ اپنے ہمراہ لایا تھا ہذیلیوں نے کہا یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں چنانچہ پھر اس سریہ کے نقشِ قدم کو دیکھتے ہوئے ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ مسلمانوں کے اس سریہ کو پالیا جب یہ لوگ حضرت عاصم ؓ اور ان کے ساتھیوں کے قریب پہونچے تو حضرت عاصم ؓ اور ان کے ساتھی فدفد ٹیلہ پر پناہ پکڑنے کے لئے چڑھ گئے ان ہذیلیوں نے آکر ان حضرات کو گھیر لیا اور کہا اگر تم

---

[۱] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔ انتہی [۲] واخرجہ ابو نعیم عن محمود نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۱۶۷ [۳] اخرجہ البخاری

لوگ ہماری طرف اُتر آئے تو ہم تم لوگوں سے اس بات کا عہد وپیمان کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو قتل نہ کریں گے حضرت عاصمؓ نے فرمایا میں تو کسی کافر کی ذمہ داری پر نہ اترونگا۔ اے میرے اللہ! ہم لوگوں کی طرف سے اپنے نبیؐ کو اطلاع دیدے۔ چنانچہ ان کے ساتھی اُن مشرکین سے لڑے، مشرکین نے حضرت عاصمؓ کو مع ان کے سات آدمیوں کے تیروں سے شہید کردیا حضرت خُبیبؓ اور حضرت زیدؓ اور ایک اور صاحب باقی رہے انھوں نے عہد وپیمان دیا اور عہد وپیمان دے کر جب ان کے پاس نیچے اترے اور ان کفار نے ان پر قدرت پالی توان کی کمانوں کی تانتیں نکالیں اور ان لوگوں کو ان سے باندھ دیا۔ ان تیسرے صحابیؓ نے جوان دو حضرات کے ساتھ تھے کہا یہ پہلی غداری اور وعدہ خلافی ہے اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کردیا ان کافروں نے انھیں گھسیٹا اور کھینچا اور بہت کچھ تدبیر کی کہ یہ ان کے ساتھ چلیں مگر انھوں نے ایک نہ مانی کافروں نے انھیں شہید کردیا۔ حضرت خُبیبؓ اور زیدؓ کو ان لوگوں نے لے جاکر مکہ میں بیچ دیا حضرت خُبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خریدلیا اور حضرت خُبیبؓ ہی نے حارث بن عامر کو جنگِ بدر میں قتل کیا تھا۔ یہ ایک عرصہ تک ان کے یہاں قید وبند میں مبتلا رہے جب ان لوگوں نے ان کے قتل کا فیصلہ کرلیا انھوں نے حارث کی کسی بیٹی سے اُسترا طلب کیا تاکہ اُس سے بعض حجامت کی اصلاح کریں لڑکی نے انھیں اُسترا عاریت پر دیدیا وہ لڑکی کہتی ہے کہ میں اپنے بچہ سے غافل ہوگئی وہ بچہ رینگتا ہوا ان کے پاس آگیا انھوں نے اس کو اپنی ران پر بٹھالیا لڑکی کہتی ہے یہ دیکھ کر میں بہت گھبرائی اور حضرت خبیبؓ نے میری اس گھبراہٹ کو محسوس کرلیا چونکہ ان کے ہاتھ میں اُسترا تھا فرمانے لگے کیا تجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ میں اس بچہ کو ذبح کردونگا؟ میں ایسا کبھی نہیں کرسکتا انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ لڑکی کہا کرتی تھی کہ میں نے خُبیبؓ جیسا بھلا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے ان کو تازے انگور کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ مکہ میں ان دنوں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ یہ رزق سوائے اللہ پاک کے اور کسی کا دیا ہوا نہ تھا، مشرکین ان کو لیکر حرم سے باہر نکلے تاکہ ان کو قتل کردیں انھوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، نماز پڑھ کر فوراً ان کے پاس واپس آگئے اور فرمایا اگر تم لوگوں کا یہ خیال نہ ہوتا کہ مجھے موت سے گھبراہٹ ہے تو میں اور رکعتیں پڑھتا۔ قتل کئے جانے سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا طریقہ سب سے

پہلے کھیل سے ثابت ہوا اس کے بعد کہا اے میرے اللہ! ان کے عدد کو شمار فرما، اس کے بعد یہ شعر پڑھا،

ما ان ابالی حین اقتل مسلما (۱) علی ای شق کان للہ مصرعی

وذلک فی ذات الالہ وان یشأ (۲) یبارک علی اوصال شلو ممزع

۱۔ ترجمہ: مجھے قطعاً پرواہ نہیں جب کہ میں بحالت اسلام شہید کیا جا رہا ہوں کہ میرا پچھاڑا جانا اللہ کے لئے کونسی کروٹ پر ہوا؟

۲۔ یہ سب کچھ اللہ کی ذات کے بارے میں ہے اگر اللہ پاک چاہے تو ایک ایک عضو کے جوڑ جوڑ میں جو جدا کیا گیا ہے برکت عطا فرما دے۔"

اس کے بعد عقبہ بن حارث ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کو قتل کر دیا، قریش نے حضرت عاصمؓ شہید کی طرف کچھ آدمی بھیجے تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کچھ حصہ قریش کے پاس لے جائیں تاکہ وہ ان کو پہچان لیں، حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں قریش کے سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا اللہ پاک نے حضرت عاصمؓ کی لاش مبارک پر ابر کی طرح شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا ان مکھیوں نے حضرت عاصمؓ کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے بچا لیا حضرت عاصمؓ کی لاش پر ان کا کوئی قابو نہ چلا لہ

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چھوٹی سی جماعت قبیلہ عضل اور قارہ کی آئی اور ان لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگوں میں اسلام آچکا ہے آپ ہم لوگوں کے ہمراہ اپنے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ بھیج دیجئے جو ہم کو دین کی باتیں سمجھایا کریں اور ہمیں قرآن پڑھائیں اور اسلامی احکامات کی تعلیم دیں چنانچہ حضورؐ نے ان کے ہمراہ اپنے صحابہؓ میں سے چھ آدمی روانہ فرمائے راوی نے ان چھ کا تذکرہ بھی کیا ہے یہ حضرات ان لوگوں کے ساتھ چلے جب رجیع پر پہونچے یہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے جو حجاز کے ایک کنارے موضع ہداۃ کے شروع پر ہے ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ غداری کی ان حضرات کے خلاف ہذیل سے فریاد رسی کی مسلمانوں کو جو اپنے کجاووں میں تھے اس چیز نے گھبراہٹ میں ڈال دیا کہ ہذیل کے لوگ اپنے ہاتھوں میں تلوار

لہ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۴۵ عن ابی ہریرۃؓ نحوہ وکذا اخرجہ عبدالرزاق عن ابی ہریرۃؓ کما فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۱۳۲ وقال حسن اسانیدہ خبرہ فی ذلک ما ذکرہ عبدالرزاق۔ فذکرہ۔ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۲ نحوہ ۲ واخرجہ ابن اسحاق

لئے ہوئے ان پر چڑھ آئے اور ان کو گھیر لیا ان حضرات نے بھی اپنی تلواریں ہاتھ میں لیں تاکہ ان سے لڑیں ہذیلیوں نے ان سے کہا خدا کی قسم ہم لوگوں کا ارادہ تمہارے قتل کا نہیں، لیکن ہم لوگوں کا ارادہ ہے کہ تمہارے ذریعہ ہم اہل مکہ سے کچھ حاصل کر لیں" اور ہم تم سے اللہ کا عہد و پیمان اٹھاتے ہیں کہ تم کو قتل نہ کریں گے، حضرت مرثدؓ اور خالد بن بکیرؓ اور عاصم بن ثابت نے کہا خدا کی قسم ہم مشرک سے کبھی بھی عہد و پیمان قبول نہ کریں گے، اور حضرت عاصمؓ نے یہ شعر پڑھے

ما علتی وانا جلد نابل ① والقوس فیہا وتر عنابل

تزل عن صفحتہا المعابل ② الموت حق والحیاۃ باطل

وکل ما حم الالٰہ نازل ③ بالمرء والمرء الیہ آیل

ان لم اقاتلکم فأمی ہابل

ترجمہ اشعار

۱۔ مجھ میں کوئی کمزوری نہیں میں قوی اور تیر انداز ہوں اور میری کمان میں مضبوط تانت لگی ہوئی ہے

۲۔ چوڑے تیر کمان کے اوپر سے پھسلتے ہیں، موت حق ہے اور زندگی باطل یعنی فانی

۳۔ اور جو کچھ اللہ نے مقدر کر رکھا ہے آدمی پر اتر کر رہیگا، آدمی اس کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر میں تم سے نہ لڑوں پس میری ماں مجھ کو گم کر دے

اور یہ بھی کہا:۔

ابو سلیمان[۱] وریش المقعد[۲] ① وضالۃ مثل الجحیم الموقد

اذا النواحی افترشت لم ارعد ② ومجنأ من جلد ثور اجود

ومؤمن بما علی محمدٌ

ترجمہ اشعار

۱۔ میں ابو سلیمان ہوں اور میرے پاس مُقعد جیسے نامی تیر گر کا تیر ہے۔ اور یہ تیر ہے مثل بھڑکتی ہوئی آگ کے

۱؎ ابو سلیمان کنیتہ عاصم بن ثابت کذا فی طبقات ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۶۲ ۲؎ المُقعد رجل کان یریش السہام بمکۃ کذا فی الجمہرہ لابن درید ج ۲ صفحہ ۲۷۹ سطر ۴

۲۔ اور جس وقت لڑائی خوب اچھی طرح سے پھیل جائے (یعنی گرما جائے) تو میں بزدلی کی وجہ سے کپکپاتا اور لرزتا نہیں ہوں اور میرے پاس ڈھال ہے عمدہ بیل کی کھال کی۔

اور میں ایمان لا چکا ہوں ان تمام چیزوں پر جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں"

اور یہ بھی کہا:۔

ابو سلیمان ومثلی راما ـــــ وکان قومی معشرًا کراما

ترجمہ:۔ میں ابوسلیمان ہوں اور مجھ جیسا بہادر بھی اب تو لڑائی کا ارادہ کر چکا ہے اور میری قوم اور میرا خاندان بھی (کوئی معمولی خاندان نہیں ہے) بلکہ ایک معزز خاندان ہے"

راوی کہتے ہیں کہ پھر یہ لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے اور ان کے دونوں ساتھی بھی شہید ہوئے جب حضرت عاصمؓ شہید کر دیئے گئے، ہذیل نے ان کے سر کے لینے کا ارادہ کیا تاکہ ان کے سر کو سعد بن سہیل کی بیٹی سلافہ کے ہاتھ بیچ دیں، اُس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر مجھے عاصم کا سر مل جائیگا تو میں اُس کی کھوپڑی میں شراب پیونگی، کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ اُحد میں اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا، شہد کی مکھیاں ہذیل کے اس کام میں مانع آئیں، جب یہ مکھیاں عاصمؓ اور ہذیلیوں کے درمیان مانع آئیں تو ہذیلیوں نے کہا کہ شام تک چھوڑے رکھو تاکہ یہ مکھیاں چلی جائیں تب ہم ان کا سر لیں گے، اللہ پاک نے پانی کی سیل بھیجی جو حضرتِ عاصمؓ کی لاش کو بہا کر لے گئی، حضرت عاصمؓ نے اللہ کے لئے عہد کیا تھا کہ نہ تو یہ خود کسی مشرک کو ہاتھ لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک انھیں ہاتھ لگائیگا اس قدر مشرکین سے انھیں اجتناب تھا، حضرت عمرؓ کو جب یہ اطلاع ملی کہ شہد کی مکھیوں نے ان کی محافظت کی فرمانے لگے کہ اللہ مومن بندے کی حفاظت فرماتا ہے عاصمؓ نے نذر مانی تھی کہ کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک ان کو ان کی زندگی میں ہاتھ لگائیگا اللہ پاک نے وفات کے بعد بھی ان کو اس چیز سے محفوظ رکھا جیسا کہ وہ اپنی حیات میں اس چیز سے بچتے رہے لیکن حضرت خبیبؓ اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم نے نرم معاملگی کی اور رقت برتی اور زندگی کی طرف مائل ہوئے اور اپنے آپ کو مشرکین کے ہاتھوں میں دیدیا مشرکین نے انھیں قید کر لیا پھر انھیں لیکر مکہ چلے تاکہ مکہ میں ان لوگوں کو بیچ دیں جب یہ لوگ مقام مرالظہران پر پہونچے تو حضرتِ عبداللہ بن طارقؓ نے اپنا ہاتھ قید کی رسّی سے نکال لیا اور اپنی تلوار سونت لی یہ دیکھ کر مشرکین ان سے پیچھے ہٹے اور ان کو پتھروں سے مار کر شہید کر دیا ان کی

قبر مرّ الظہران ہی میں ہے لیکن خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو ان لوگوں نے مکہ میں لا کر قریش کے ہاتھ ہُذیل کے دو قیدیوں کے عوض جو مکہ میں گرفتار تھے بیچ دیا خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب تمیمی نے خریدا اور زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تاکہ اپنے باپ کے بدلے ان کو قتل کرے اور ان کو اپنے غلام کے ساتھ جس کو نسطاس کہا جاتا ہے تنعیم کی طرف بھیجدیا اور حرم سے باہر اس لئے کیا تاکہ یہ غلام ان کو قتل کر دے قریش کے چند لوگ جمع ہوئے جن میں ابو سفیان بن حرب بھی تھے انھوں نے حضرت زیدؓ سے پوچھا جب ان کو قتل کے لئے لایا گیا کہ اے زید! میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تجھے یہ بات محبوب ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت ہمارے پاس تیری جگہ ہوتے اور ہم لوگ ان کی گردن مارتے اور تو اپنے بال بچوں میں رہتا؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز نہیں پسند کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی جس جگہ پر کہ آپؐ ہیں آپؐ کو کوئی کانٹا بھی لگ کر تکلیف پہونچائے اور میں اپنے اہل میں بیٹھا ہوا ہوں راوی کہتے ہیں یہ سنکر ابو سفیان بولے میں نے انسانوں میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اس طرح محبوب سمجھتا ہو جس طرح پر کہ اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محمد کو محبوب سمجھتے ہیں اس کے بعد نسطاس نے ان کو قتل کر دیا، راوی کہتے ہیں لیکن خبیبؓ بن عدی کا واقعہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح نے ماویہؓ سے جو حجیر بن ابی اہاب کی باندی ہیں اس طرح بیان کیا ہے اور یہ ماویہ اسلام لے آئی تھیں ماویہ کہتی ہیں کہ خبیبؓ میرے گھر میں میرے پاس قید تھے میں نے ایک روز ان کی طرف جو دیکھا ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو آدمی کے سر کے برابر تھا یہ اس میں سے کھا رہے تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے اللہ کی روئے زمین پر ان دنوں کہیں انگور نہیں کھایا جاتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصمؓ بن عمر بن قتادہ اور عبد اللہؓ بن ابی نجیح نے اس طرح بیان کیا کہ ماویہؓ نے کہا کہ حضرت خبیبؓ نے جب ان کے قتل کا وقت قریب آگیا مجھ سے کہا کہ میرے پاس استرا بھیج دے کہ میں قتل کے لئے پاکی حاصل کر لوں ماویہؓ کہتی ہیں میں نے اپنے قبیلہ کے ایک لڑکے کو استرا دیکر کہا کہ اسے اس کوٹھری میں جو آدمی ہے اسے دیدے ماویہؓ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم جیسے ہی لڑکا استرا لیکر ان کے پاس پہونچا میں نے اپنے جی میں کہا یہ میں نے کیا کیا؟ خدا کی قسم اس آدمی نے تو خون کا بدلہ پا لیا۔ اس بچہ کو مار دیگا تو آدمی کا قتل آدمی کے بدلہ ہوگا۔ جب لڑکے نے ان کو استرا دیا انھوں نے استرا اپنے ہاتھ میں لیکر کہا تیری زندگی کی قسم تیری ماں نے میری غداری سے خطرہ نہ کھایا جبھی تجھے

یہ استرا دیکر میرے پاس بھیجدیا، پھر اس لڑکے سے کچھ نہ کہا، ابن ہشام راوی کہتے ہیں کہ
بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا ماویہ ہی کا بیٹا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عاصم نے بیان کیا اس کے بعد لوگ حضرت خبیبؓ کو لیکر نکلے
اور تنعیم میں ان کو لائے تاکہ انھیں سولی دیں حضرت خبیبؓ نے مشرکین سے کہا اگر تم لوگ
مناسب سمجھو تو مجھے اتنی دیر کے لئے چھوڑ دو کہ میں دو رکعتیں ادا کروں تو ایسا کرلو۔ مشرکین
نے کہا ہاں رکعتیں پڑھ لو، انھوں نے دو رکعتیں نہایت حسن وخوبی کے ساتھ پوری کیں۔ پھر
مشرکین کے پاس آکر کہا، خدا کی قسم اگر تم لوگ یہ گمان نہ کرتے کہ قتل کے ڈر سے اس نے
نماز لمبی کردی ہے تو میں اور بھی نماز پڑھتا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ وہ پہلے شخص ہیں
جنھوں نے قتل سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا طریقہ مسلمانوں کے لئے رائج کیا، راوی کہتے
ہیں کہ پھر کفار نے ان کو سولی کے تختہ پر اٹھایا جب ان کو باندھا، انھوں نے کہا اے میرے اللہ!
ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ہمارے
ساتھ کیا جائیگا کل پہونچا دے، اس کے بعد فرمایا اے اللہ! ان کفار کے عدد کو شمار کرلے
اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے قتل کردے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ، اس کے بعد کفار نے
انھیں قتل کردیا، معاویہ بن ابوسفیان فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنے والد ابوسفیان کے ہمراہ
ان لوگوں کے ساتھ ان کی سولی کے دن حاضر تھا، میں نے اپنے والد ابوسفیان کو دیکھا کہ وہ
مجھے حضرت خبیبؓ کی بددعا کے ڈر سے زمین پر ڈالے دے رہے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے
کہ ہر وہ آدمی جس پر بددعا کی جائے وہ اپنے پہلو کے بل زمین پر لیٹ جائے تو بددعا کا اثر
اس پر نہیں پڑتا، مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ حضرت خبیبؓ اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما
دونوں حضرات ایک ہی دن شہید کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی روز اطلاع
مل گئی جب یہ دونوں حضرات شہید کئے گئے آپؐ فرماتے تھے علیکما السلام یا علیک السلام
خبیبؓ کو قریش نے قتل کردیا۔ ـــ اور بیان کیا گیا کہ مشرکین نے جب زید بن دثنہ کو سولی
دی تو ان کو تیر سے مارا تاکہ ان کو ان کے دین سے فتنہ میں ڈال دیں اس بات سے ان کے
ایمان وتسلیم میں اور زیادتی ہی ہوئی۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ مشرکین نے جب حضرت خبیبؓ کو سولی کے تختہ پر لٹکایا تو بلند آواز سے ان کو قسم دیکر
پوچھا کیا تمہیں پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ سولی پر ہوتے؟ انھوں
نے کہا ہرگز پسند نہیں، اور اللہ عظیم کی قسم میں نہیں پسند کرتا کہ ایک کانٹا آپ کے

قدمِ مبارک میں میرے فدیہ کے عوض چُبھے، مشرکین اس بات سے ہنس دیئے، یہ ابن اسحاق نے زیدؓ بن دثنہ کے قصہ میں ذکر کیا ہے اور اللہ زیادہ جانتا ہے ۱؎

طبرانی نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت خبیبؓ کو اُن مشرکین کے بیٹوں نے قتل کیا جو یومِ بدر میں مارے گئے تھے جب حضرت خُبیبؓ پر ان لوگوں نے ہتھیار رکھے اور یہ سُولی پر چڑھا دیئے گئے، تو ان کو پکار کر اور قسم دیکر پوچھ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ ہوتے؟ حضرت خُبیبؓ نے کہا ہرگز نہیں، اللہ عظیم کی قسم میں نہیں پسند کرتا کہ میرے عوض میں ادنیٰ کانٹا بھی آپؐ کے قدمِ مبارک کو لگے یہ سنکر کفار بہت ہنسے، جب کفار نے حضرت خبیبؓ کو سُولی کے تختہ پر لٹکایا تو حضرت خُبیبؓ نے یہ اشعار پڑھے

لقد جمع الاحزاب حولی وألبوا ① قبائلهم واستجمعوا كل مجمع

وقد جمعوا ابناءهم ونسائهم ② وقربت من جذع طويل ممنع

الى الله اشكو غربتی ثم كربتی ③ وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی

فذا العرش اصبرنی على ما يراد بی ④ فقد بضعوا لحمی وقد بان مطمعی

وذلك فی ذات الاله وان يشا ⑤ يبارك على اوصال شلو ممزع

لعمری ما احفل اذا مت مسلما ⑥ على ای حال كان لله مضجعی ۲؎

ترجمہ اشعار

۱۔ جماعتیں میرے گرداگرد جمع ہیں اور کفار کے قبائل نے بھیڑ لگا رکھی ہے اور پورا پورا مجمع کر رکھا ہے

۲۔ ان کے بیٹے اور ان کی عورتیں سبھی جمع ہیں اور مجھ کو ایک طویل اور مضبوط تنے کے قریب کر دیا گیا ہے

۳۔ اللہ ہی سے میں شکایت کرتا ہوں اپنی بے کسی اور اپنی مصیبت کی اور اس چیز کی کہ یہ جماعتیں میرے پچھاڑے جانے کے وقت ہیں جسکی منتظر ہیں،

۴۔ اے عرش والے خدا! مجھے صبر کی توفیق عطا فرما اس چیز پر جس کا مجھ سے ارادہ کیا گیا ہے، پس تحقیق کہ ان لوگوں نے میرا گوشت تراش دیا ہے اور میری امید منقطع ہو چکی ہے

۱؎ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۶۳ ۲؎ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۰۰ رواہ الطبرانی وفیہ ابن لہیعۃ وحدیثہ حسن وفیہ ضعف ۔ انتہی

۵۔ یہ سب کچھ اللہ کی ذات کے بارے میں ہے اگر اللہ پاک چاہے تو ایک ایک عضو کے کٹے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے پر برکت عطا فرمادے۔

۶۔ میری عمر کی قسم مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان ہو کر مر رہا ہوں کہ کونسی جانب پر اللہ کے لئے میرا پچھڑنا ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں چوتھے شعر کے بعد یہ زائد ہے

وکلھم مبدی العداوۃ جاھد ـــــ علیّ لانی فی وثاق بمضیع

ترجمہ:۔ ان میں سے ہر ایک عداوت کو ظاہر کرنے والا اور میرا مخالف ہے اس لئے کہ میں رسیوں کی قید میں ہوں۔

اور پانچویں شعر کے بعد یہ اشعار ہیں

وقد خیرونی الکفر والموت دونہ ① وقد ھملت عینای من غیر مجزع

وما بی حذار الموت انی لمیت ② ولکن حذاری جحم نار ملفع

فواللہ ما ارجو اذا مت مسلما ③ علی ای جنب کان فی اللہ مضجعی

فلست بمبد للعدو تخشعا ④ ولا جزعا انی الی اللہ مرجعی

۱۔ترجمہ:۔ ان لوگوں نے میرے لئے کفر کو پسند کیا ہے حالانکہ موت اس سے بہتر درجہ کی چیز ہے اور میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بغیر خوف کے بہہ رہی ہیں۔

۲۔ مجھے موت سے کوئی پرہیز نہیں بیشک میں مرنے والا ہوں لیکن میں ایسی جہنم سے بچنا چاہتا ہوں جس کی آگ لپٹ مار رہی ہے۔

۳۔ پس خدا کی قسم جب میں مسلمان ہو کر مروں میں کوئی امید نہیں کرتا کہ کونسے پہلو پر اللہ کے لئے میرا پچھڑنا ہو۔

۴۔ میں دشمن کے لئے عاجزی ظاہر کرنے والا نہیں ہوں اور نہ گھبراہٹ کا، میرا لوٹنا تو اللہ کی طرف ہے۔

قصہ بیر معونہ

حضرت مغیرہ بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ان کے

۱ـ ذکرہ ابن اسحاق کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۔ ۲ـ اخرجہ ابن اسحاق

علاوہ دیگر اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر جو نیزوں سے کھیلا کرتا تھا مدینہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اس پر اسلام کو پیش کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی یہ نہ تو اسلام لایا اور نہ اسلام سے بُعد ہی ظاہر کیا اور کہا اے محمد! اگر آپ اپنے میں سے چند لوگوں کو نجدیوں کے پاس بھیجدیں اور آپ کے صحابہؓ ان کو آپ کے امر کی طرف بُلائیں تو مجھے امید ہے کہ نجد والے آپ کا کہا مان لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اپنے اصحابؓ پر اہلِ نجد سے خطرہ ہے ابو براء نے کہا میں ان لوگوں کو پناہ دیتا ہوں حضورؐ نے منذرؓ بن عمرو کو جو بنی ساعدہ المعنق کے حلیف ہیں روانہ فرمادیا تاکہ یہ بھی ان چالیسؓ آدمیوں سمیت جو اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین مسلمان شمار کیے جاتے تھے وفات پائیں ان حضرات میں حارث بن صمہؓ اور حرامؓ بن ملحان جو بنی عدی بن نجار میں سے ہیں اور عروہؓ بن سماء بن صلت سلمی اور نافعؓ بن بدیل بن ورقہ خزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ حضرت ابو بکرؓ کے غلام تھے مع دیگر بہترین مسلمانوں کے، یہ حضرات چلے اور بیرِ معونہ پر ٹھہرے یہ مقام بنی عامر کی زمین اور بنی سلیم کے پتھریلے مقام کے درمیان ہے جب یہ حضرات یہاں ٹھہر گئے تو حرام بن ملحانؓ کو ان حضرات نے حضورؐ کا نامۂ گرامی دیکر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا جب یہ اُس کے پاس پہونچے تو اُس نے نامۂ مبارک نہیں دیکھا اور ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کے خلاف بنی عامر سے امداد طلب کی بنی عامر نے اس بات سے انکار کر دیا کہ اس کا کہا مانیں جس چیز کی طرف وہ آمادہ کر رہا تھا اور کہا کہ ہم ابو براء کی وعدہ شکنی نہ کریں گے وہ ان لوگوں کے لئے پناہ دینے کا وعدہ کر کے آیا ہے اس کے بعد عامر نے مسلمانوں کے خلاف بنی سُلیم کے قبائل عُصیہ، رعل، ذکوان، قارہ سے امداد طلب کی ان قبائل نے اس سلسلہ میں اُس کا ساتھ دیا اور سب کے سب نکلے اور مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر کر احاطہ کر لیا مسلمان اپنے کجاووں میں تھے مسلمانوں نے جب یہ دیکھا تو اپنی تلواریں لیں اور ان لوگوں سے لڑے یہاں تک کہ سارے مسلمان شہید ہو گئے مگر کعب بن زیدؓ جو بنی دینار بن نجار میں سے تھے مشرکین نے انھیں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ ان میں تھوڑی سی جان رہ گئی تھی یہ زخموں کی برداشت کر کے مقتولین کے درمیان سے نکل گئے اور ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے، اور حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری اور ایک انصاری جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھے مسلمانوں کے جانور چرانے گئے ہوئے تھے ان کو بھی کسی نے قوم کی شہادت کی کوئی اطلاع نہ دی مگر ایک پرندہ سے اطلاع ملی جو لشکر کے گرد اگرد چکر کھا رہا تھا ان دونوں نے کہا خدا کی قسم اس پرندہ

کے جگر کھانے میں کوئی بات ضرور ہے یہ دونوں چلے تاکہ دیکھیں پس اچانک ساری قوم کو خون میں ڈوبا ہوا پایا اور وہ سوار جنھوں نے ان کو شہید کیا تھا کھڑے ہوئے تھے انصاریؓ نے عمروؓ بن امیہ سے کہا کہ کیا رائے ہے؟ عمرو بن امیہؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم حضورؐ کے پاس جائیں اور آپؐ سے یہ خبر بیان کریں یہ سنکر انصاری نے کہا کہ میں تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا کہ اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں منذرؓ بن عمرو شہید کئے گئے ہیں، اور میں لوگوں سے ان کی خبر کہنے والا نہیں، چنانچہ یہ مشرکین سے لڑے اور شہید کئے گئے، اور عمرو بن امیہؓ گرفتار کئے گئے جب عمروؓ بن امیہ نے مشرکین سے کہا کہ میں قبیلۂ مضر سے ہوں تو ان کو عامر بن طفیل نے چھوڑ دیا اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ لئے، اور ان کو اس غلام کے عوض جو اس کی ماں کے ذمہ تھا، آزاد کردیا (یہ بال کا کترنا مشرکین کے گمان میں آزاد کرنے کی علامت تھی) [۱]

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرامؓ بن ملحان کو جو امّ سلیم کے بھائی ہیں مع سترّ سواروں کے بھیجا، مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا اس نے حضورؐ کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیا تھا چنانچہ کہا تھا کہ آپ کی حکومت نرم زمین والوں پر ہو اور میری سخت زمین والوں پر، یا آپ کے بعد میں آپ کا خلیفہ بنوں اور اگر ان دو باتوں میں سے ایک بھی آپ کو منظور نہیں تو میں آپ سے اہل غطفان کے ہزاروں ہزار آدمی لیکر جنگ کرونگا، عامر کسی عورت کے گھر میں تھا کہ اچانک طاعون میں مبتلا ہوگیا تو اُس نے کہا یہ طاعون اُس اونٹ کے طاعون کی طرح پر ہے جو فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں تھا، تم لوگ میرے پاس میرا گھوڑا لاؤ، تاکہ میں طاعون سے بچ نکلوں، چنانچہ یہ اپنے گھوڑے کی پشت ہی پر مرگیا، حرامؓ بن ملحان امّ سلیمؓ کے بھائی اور ایک آدمی جن کے پیر میں لنگ تھا اور ایک اور آدمی جو بنی فلاں میں سے تھا یہ تینوں چلے، حرامؓ نے کہا کہ تم دونوں ذرا قریب رہنا میں اس قوم کے پاس جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھے امن دیدیا تو تم قریب آجانا اور اگر ان لوگوں نے مجھے قتل کردیا تو تم دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس بھاگ آنا حرامؓ نے اُس قوم کے پاس جاکر کہا کیا تم لوگ مجھے اتنا امن دیتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہونچادوں؟ اور ان سے باتیں کرنی شروع کیں، ان لوگوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا وہ حضرت حرامؓ کے پاس پیچھے سے آیا اور ان کو

---

[۱] کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۷۳ واخرجہ الطبرانی ایضا من طریق بن اسحق۔ قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۲۸ ورجالہ ثقات الی ابن اسحق۔ انتہی ۔ ۵ بخاری شریف

ایک نیزہ مارا ہمام راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اوپر کے راوی نے یہ بھی کہا ہے کہ نیزہ ان کے آر پار کر دیا، حضرت حرامؓ نے کہا اللہ اکبر ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا، وہ دونوں صحابیؓ اپنے ساتھیوں سے جاملے اس کے بعد یہ سارے صحابہؓ سوائے ان لنگڑے صحابیؓ کے سب شہید کر دیئے گئے، یہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے، یہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں ہی کے بارے میں ایک آیۃ اتاری تھی جو بعد میں منسوخ ہوگئی۔

وہ آیۃ یہ ہے۔ اِنَّا لَقَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا

ترجمہ: "ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہم کو راضی کیا"

ان حضرات کی شہادت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس دن (تک) صبح کی نماز میں قبیلہ رعل اور ذکوان اور بنی لحیان اور عُصیہ کے لئے بد دعا کی تھی (یعنی قنوتِ نازلہ پڑھی تھی) اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی تھی۔ نیز بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بیر معونہ میں حضرت حرامؓ بن ملحان کے جو حضرت انسؓ کے ماموں ہیں نیزہ مارا گیا تو انھوں نے اس خون کا چُلّو بھر کر اپنے چہرہ اور سر پر ڈال لیا اور فرمایا کہ قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میں کامیاب ہوگیا واقدیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے انھیں نیزہ مارا تھا وہ جبار بن سلمی کلابی ہے واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب اس نے آپ کو نیزہ مارا تو حرامؓ بن ملحان نے کہا قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میں کامیاب ہوگیا، جبار نیزہ مارنے والے نے اس کے بعد لوگوں سے ان کے اس قول کا مطلب پوچھا کہ کامیاب ہوگیا کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یعنی جنت کے پانے پر کامیاب ہوگیا؟ جبارؓ نے کہا خدا کی قسم انھوں نے سچ کہا اس کے بعد جبارؓ اسی قصہ کی وجہ ہی سے اسلام لے آئے۔[1]

جنگِ موتہ

حضرت عروہؒ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کی طرف ایک لشکر جمادی الاولیٰ ۸ھ میں روانہ فرمایا اور اس لشکر پر زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر کیا اور آپ نے فرمایا اگر زیدؓ شہید کر دیئے جائیں تو جعفرؓ بن ابوطالب لوگوں پر امیر ہونگے اور اگر جعفرؓ بھی شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ لوگوں پر امیر ہونگے، لوگوں نے تیاری کی اس کے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۷۱ [2] اخرج ابن اسحٰق

بعد نکلنے کا عزم کیا یہ تین ہزار کا لشکر تھا جب ان لوگوں کے نکلنے کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے حضورؐ کے ان امرائے لشکر کو رخصت کیا اور ان لوگوں کو سلام کیا جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو مع دیگر حضرات کے رخصت کیا تھا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رو دیئے لوگوں نے پوچھا اے ابن رواحہ! کس چیز نے تمہیں رُلایا؟ عبداللہ بن رواحہ نے کہا نہ تو دنیا کی محبت نے اور نہ تم لوگوں کے عشق نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ سے یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے جس میں جہنم کا تذکرہ کیا گیا ہے:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ (سورۂ مریم ع ۵)

ترجمہ:- تم میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر جہنم پر سے اس کا گذر ضرور ہوگا یہ بات تیرے رب کے نزدیک ضروری اور فیصلہ دی ہوئی ہے" پس میں نہیں جانتا کہ میری واپسی جہنم پر اترنے کے بعد کیسی ہوگی؟ مسلمانوں نے کہا خدا تمہارے ساتھ رہے مصائب کو تم سے دفع کرے اور تم سب کو ہم لوگوں کی طرف صحیح سالم لائے حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا

لکننی اسأل الرّحمٰن مغفرۃً (۱) وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

وطعنۃ بیدی حران مجھزۃ (۲) بحربۃ تنفذ الاحشاء والکبدا

حتی یقال اذا مروا علی جدثی (۳) ارشدہ اللہ من غاز وقد رشدا

ترجمہ اشعار

۱- مگر میں اللہ پاک سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور ایسی تلوار بازی کا جو وسیع ہو اور جوش کو ٹھنڈا کردے

۲- اور اپنے ہاتھ پر ایسی نیزہ بازی کا جو پیاس کو بجھا کر کاٹے اور پورا پورا قتل کرے ایسے نیزے کے ذریعہ جو آنتوں اور جگر میں پار ہو جائے

۳- یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر پر گذریں کہا جائے کہ اللہ نے اس غازی کو ہدایت دی اور یہ ہدایت پر تھا

پھر ان لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا حضرت عبداللہ بن رواحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے رخصت ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے :-

فثبت اللہ ما آتاک من حسن (۱) تثبیت موسیٰ ونصرا کالذی نصروا

انی تفرست فیک الخیر نافلۃ (۲) اللہ یعلم انی ثابت البصر

انت الرسول فمن یحرم نوافلہ (۳) والوجہ منہ فقد ازری بہ القدر

ترجمہ اشعار

۱۔ اللہ ان خوبیوں کو باقی رکھے جو آپؐ پر اتری ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے باقی رہیں اور اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں ان لوگوں کی مدد جیسی جن کی کہ امداد کی گئی،

۲۔ بیشک میں نے آپ میں کمال درجہ کی بھلائی دیکھی اللہ جانتا ہے کہ میری نظر درست ہے۔

۳۔ آپؐ اللہ کے رسول ہیں کون آپؐ کی عطایا اور توجہ سے محروم رہ سکتا ہے؟ در میں اس کے مقابلہ میں ہر مرتبہ کو حقیر سمجھتا ہوں،

پھر یہ لشکر چلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشایعت کے لئے تھوڑی دُور ساتھ چلے جب حضورؐ ان لوگوں کو رخصت کر کے واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا

خلف السلام علی امرئ ودعته (۱) فی النخل خیر مشیع و خلیل

ترجمہ: اس ذاتؐ پر آخری سلام کہ میں نے اس کو کھجور کے درختوں میں رخصت کیا جو پہونچانے والوں میں سے سب میں بہتر اور دوست ہیں،

اس کے بعد یہ لوگ چلے اور سرزمینِ شام میں مقام معان پر اترے ان حضرات کو اطلاع ملی کہ ہرقل بلقا کی سرزمین میں مقام آب میں مع ایک لاکھ رومی لشکر کے ٹھہرا ہوا ہے، اور اس سے قبیلہ لخم، جذام، قین، بہرا اور بلی کے ایک لاکھ آدمی اور جا ملے ہیں جن پر امیر بلی کا ایک آدمی ہے اس کے بعد احدار اشہ جس کو مالک بن رافلہ بھی کہتے ہیں وہ بھی جا مد، جب مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تو معان میں دو رات تک پڑا ڈالا اور ان کے معاملہ میں غور کرتے رہے اور مسلمانوں نے کہا کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کو اپنے دشمنوں کی تعداد کی اطلاع دیدیں اس کے بعد آپؐ کچھ لشکر سے ہماری امداد فرمائیں گے یا جیسا بھی آپؐ حکم فرمائیں ہم اس کی بجا آوری کریں یہ دیکھ کر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے لوگوں کو ہمت دلائی اور کہا اے قوم! خدا کی قسم جس چیز کو تم لوگ مکروہ سمجھ رہے ہو یہ وہی ہے جس کے لئے تم نکلے ہو یعنی شہادت کے طلب کرنے کے لئے، ہم، لوگوں سے تعداد اور قوت اور کثرت کے بھروسہ پر نہیں لڑتے ہیں ہم تو اس دین کے بھروسہ پر لڑتے ہیں جس کے ساتھ اللہ نے ہم لوگوں کو نوازا، لہٰذا چلو، دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ہاتھ لگے گی یا کامیابی ہو گی یا شہادت، لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہؓ نے بہت صحیح کہا اس کے بعد یہ لوگ چل

پڑے جب بلقاء کی سرحد پر پہونچے ان سے ہرقل کا رومی لشکر ملا۔ اور بلقاء کے کسی قریہ میں جس کو مشارف کہا جاتا ہے یہ عرب کی جماعت ٹھہر گئی، دشمن قریب آ لئے تو مسلمان ایک اور قریہ میں جمع ہوئے جس کو موتہ کہا جاتا ہے۔ دونوں لشکر یہیں آمنے سامنے ہو گئے مسلمانوں نے مشرکین کے (مقابلہ کے) لئے صف بندی کی اپنے میمنہ پر بنی عذرا کے ایک آدمی جن کو قطبہؓ بن قتادہ کہا جاتا ہے کو مقرر کیا اور اپنے میسرہ پر ایک انصاری کو جنکا نام عبادہؓ بن مالک ہے پھر دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی اور بہت زور کی جنگ چھڑی حضرت زیدؓ بن حارثہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لیکر خوب جہاد کیا آخر کو مشرکین کے نیزوں میں گھر گئے اس کے بعد اس جھنڈے کو حضرت جعفرؓ نے لیا اور دشمنوں سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان مسلمانوں میں سے حضرت جعفرؓ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے سواری کے جانور کی کونچیں اسلام کے راستہ میں کاٹیں [1]

حضرت عروہؓ بن زبیرؓ سے اسی جیسی روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ پھر اس جھنڈے کو حضرت جعفرؓ نے لیا جھنڈے کو لیکر بہت جنگ وجدال کیا جب لڑائی میں ہر طرف سے ہلاک ہو گئے تو اپنے سرخی مائل گھوڑے سے اترے اور اس کی کونچیں کاٹ کر مشرکین سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے حضرت جعفرؓ مسلمانوں میں سے وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اسلام میں سواری کی کونچیں (ہاتھ پیر) کاٹیں [2]

حضرت زیدؓ بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہؓ کی پرورش میں تھا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مجھے اپنے اس سفر میں لیکر نکلے اور مجھے اپنے پیچھے کجاوہ کی پالان پر بٹھا لیا تھا پس خدا کی قسم وہ اپنی ساری رات چلتے رہے اور میں نے ان کو سنا کہ وہ اپنے یہ شعر پڑھ رہے تھے

اذا ادنیتنی وحملت رحلی	(۱)	مسیرۃ اربع بعد الحساء
فشانك انعم وخلاك ذم	(۲)	ولا ارجع الی اهلی ورائی
وجاء المسلمون وغادرونی	(۳)	بارض الشام مستنهی الثواء
وردك كل ذی نسب قریب	(۴)	الی الرحمٰن منقطع الاخاء
هنالك لا ابالی طلع بعل	(۵)	ولا نخل اسافلها رواء

---

[1] كذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۲ [2] واخرجہ الطبرانی قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۵۷ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات الی عروۃ نحی واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۸ عن عروۃ مختصرا [3] واخرجہ ابن اسحاق

ترجمۂ شعر

۱۔ (اے میرے اللہ!) جب تو نے مجھے قریب کر دیا اور میں نے جادہ کو چار دن کی مسافت کے فاصلے پر چلا آرام و راحت کے بعد،

۲۔ پس تیری شان انعام کرنا ہے اور تجھ سے عیب کی چیزیں دور ہیں جو کو میرے ان اہل تک جو میرے پیچھے ہیں مت لوٹنا،

۳۔ اور مسلمان آگئے اور کفار نے مجھ سے سرزمین شام میں غداری کی جو آبادیوں کے کنارے پر ہے،

۴۔ تجھ کو ہر قریبی نسب والے نے اللہ کی طرف جاتے ہوئے چھوڑ دیا اور بھائی بندی ختم کر دی،

۵۔ اس وقت میں نہیں پرواہ کرتا ہوں تر اور خشک کھجوروں کے خوشہ کی۔ میں ان کو سیرابی کے لئے جھاڑوں

حضرت زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں جب میں نے یہ اشعار اُن سے سنے میں رو دیا انھوں نے دُرّہ کے ذریعہ مجھے تنبیہ کی۔ اے بے حیا! تیرا کیا حرج ہے، اگر اللہ پاک مجھ کو شہادت کی توفیق دے اور تو میرے خاندان میں میرے کجاوے کو واپس لے جائے۔ [۱]

حضرت عبادؓ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے رضاعی باپ نے بیان کیا جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھے کہ جب حضرت جعفرؓ شہید کر دیئے گئے تو جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے لیا اور اس کو اپنے گھوڑے پر لیکر آگے بڑھے اور اپنے نفس کو آمادہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بار بار پڑھتے اور کہتے

اقسمت یا نفس! لتنزلنہ	۱	لتنزلن او لتکرھنہ
ان اجلب الناس وشدوا الرنۃ	۲	مالی اراک تکرھین الجنۃ؟
قد طال ما قد کنت مطمئنۃ	۳	ھل انت الا نطفۃ فی شنۃ

ترجمہ اشعار

۱۔ اے نفس! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ تجھے میدان میں اترنا ہوگا خوشی سے اتر یا ناگواری سے،

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۳ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۹ والطبرانی من طریق ابن اسحٰق عن زید کما فی المجمع ج ۶ صفحہ ۱۵۸ [۲] واخرج ابن اسحٰق

۲۔ اگر لوگ جمع ہوئے اور رونے کی آواز بلند کی تو مجھے کیا ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اے نفس تو جنت کو مکروہ سمجھتا ہے
۳۔ تیرے اطمینان کا زمانہ بہت طویل گذرا تو وہی تو ہے جو رحم کے مشکیزہ میں نطفہ تھا
اور یہ بھی اشعار پڑھے:۔

یا نفس! ان لا تقتلی تموتی (۱) ھذا حمام الموت قد صلیت
وما تمنیت فقد اعطیت (۲) ان تفعلی فعلھما ھدیت

ترجمہ اشعار

۱۔ اے نفس اگر تو نہ قتل کیا جائیگا تب بھی مریگا یہ موت کا حمام گرما دیا گیا ہے،
۲۔ جو کچھ تو نے تمنا کی تھی وہ پوری کی گئی اے نفس! اگر تو نے اُن دونوں شہیدوں جیسے کام کئے تو ہدایت پا جائیگا،

دونوں سے مراد حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما ہیں پھر یہ گھوڑے سے اُترے جیسے ہی یہ گھوڑے سے اترے ان کے چچیرے بھائی ان کے پاس ایک ذرا سا گوشت لگی ہوئی ہڈی لائے اور ان سے کہا اسے کھا کر اپنی پیٹھ توی کر و تمہیں ان دنوں بڑی مصیبت اور مشقت سے سامنا پڑا ہے چنانچہ اس کو انھوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ایک ہی مرتبہ اس میں سے دانت سے گوشت نوچا تھا کہ اتنے میں ازدحام کا شور وغوغا سنائی دیا فرمایا ارے ابن رواحہ! ابھی تک تو دنیا میں مشغول ہے؟ اُس ہڈی کو اپنے ہاتھ سے پھینکا اور اپنی تلوار لی پھر آگے بڑھے اور جنگ وقتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے[۱]

حضرت عبّاد بن عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میرے رضاعی باپ نے جو مرۃ بن عوف میں سے تھے مجھ سے بیان کیا اور یہ غزوہ موتہ میں شریک تھے، خدا کی قسم گویا کہ میں حضرت جعفرؓ کی طرف اب دیکھ رہا ہوں جس وقت میں کہ وہ اپنے سرخی مائل گھوڑے پر سے کودے اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:۔

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۵ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۲۰ والطبرانی ورجالہ ثقات، کما قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۰ [۲] واخرج ابن اسحاق

یا حبذا الجنة واقترابها ① طیبة وبارد شرابها
والروم روم قد دنا عذابها ② کافرة بعیدة انسابها
علیّ ان لاقیتها ضرابها[1]

ترجمہ اشعار

۱۔ جنت کیا ہی اچھی ہے اور اس کی نزدیکی بڑی پیاری ہے اور اس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے،
۲۔ رومی وہ لوگ ہیں جن کے عذاب کا وقت قریب آگیا ہے یہ کافر ہیں اور ان کے نسب نامے گڑبڑ ہیں،
میرے اوپر فرض تھا کہ جب میں ان سے ملوں تو تلوار بازی کروں،

جنگِ یمامہ

حضرت عمرؓ بن عبد الرحمٰن[2] فرماتے ہیں کہ جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا حضرت زیدؓ بن خطاب اٹھائے ہوئے تھے اس جنگ میں مسلمان منتشر ہوگئے یہاں تک کہ بنی حنیفہ غالب آگئے حضرت زید بن خطابؓ نے کہنا شروع کیا کہ یہ کجاووں کی طرف بھاگنا پناہ نہ دیگا یہ آدمی آدمی نہیں ہیں پھر بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے اللہ! میں اپنے ساتھیوں کے بھاگنے سے تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اور جو کچھ مسیلمہ اور محکم بن طفیل لائے ہیں ان سے تیری برأت چاہتا ہوں اور جھنڈا لیکر دشمنوں کے بیچوں بیچ میں گھس گئے پھر اپنی تلوار لیکر لڑے یہاں تک کہ شہید کردیئے گئے اور جھنڈا گر گیا اس جھنڈے کو ابو حذیفہؓ کے غلام حضرت سالمؓ نے لیا مسلمانوں نے کہا اے سالم! ہمیں خطرہ ہے کہ ہم لوگوں پر تمہاری وجہ سے مصیبت نہ ٹوٹ پڑے حضرت سالمؓ نے فرمایا تو پھر میں بدترین حافظِ قرآن ہونگا اگر میری وجہ سے تم لوگ مبتلائے مصیبت ہوجاؤ ـــ حضرت زید بن خطابؓ ۱۲ھ میں شہید کئے گئے[3]

حضرت ثابتؓ[4] بن قیسؓ بن شماس کی صاحبزادی سے بھی یہ روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے مسلمانوں کو مرتدین کے استیصال کے لئے یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا ثابتؓ بن قیس ان لوگوں کے ہمراہ تھے جب مسیلمہ اور

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۳ واخرجہ ابو داؤدؒ من ہذا الوجہ کما فی الاصابۃ ج صفحہ ۲۳۰ دابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۸ [2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۶ [3] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۷۶ عن عبد الرحمٰن مثلہ
[4] واخرج الطبرانی

بنی حنیفہ سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا مسلمان تین مرتبہ شکست کھا گئے، حضرت ثابتؓ اور سالمؓ مولیٰ حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جہاد نہیں کیا کرتے تھے ان دونوںؓ نے اپنے لئے گڑھے کھود ے اور اس میں داخل ہو کر جنگ کی یہاں تک کہ یہ دونوں صاحب شہید ہو گئے۔

حضرت محمد بن ثابتؓ بن قیس بن شماسؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا لشکر منتشر ہو گیا تو ابو حذیفہؓ کے غلام حضرت سالمؓ نے کہا کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ رہ کر اس طرح نہیں کرتے تھے انھوں نے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہوئے اس دن مہاجرینؓ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ شہید ہو گئے اللہ ان پر رحم کرے یہ قصہ ۱۲ھ کا، خلافتِ ابو بکرؓ میں واقع ہوا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبادؓ بن بشر سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو سعید! میں نے آج رات خواب دیکھا ہے گویا کہ آسمان میرے لئے کشادہ ہو گیا ہے پھر آسمان مجھ پر بند کر دیا گیا، انشاء اللہ تعالیٰ شہادت کی دلیل ہے، میں نے کہا جو کچھ آپ نے دیکھا خدا کی قسم بہتر ہے، حضرت ابو سعیدؓ خدری فرماتے ہیں کہ میں جنگِ یمامہ میں عبادؓ بن بشر کی طرف دیکھ رہا تھا اور یہ باوازِ بلند انصار سے کہہ رہے تھے کہ تلواروں کی میانیں توڑ دو اور لوگوں سے علیحدہ ہٹ جاؤ اس کے بعد انھوں نے کہنا شروع کیا خالص مومنین میری طرف آجائیں خالص مومنین میری طرف آجائیں چنانچہ چار سو انصاری ان کی طرف گئے جن کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا اس جماعت کے آگے عباد بن بشرؓ اور ابو دجانہؓ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے یہ لوگ باغ کے دروازے پر پہونچا اور ان لوگوں نے انتہائی سخت لڑائی لڑی حضرت عباد بن بشرؓ شہید کئے گئے میں نے ان کے چہرہ پر اتنے کثیر تلوار کے زخم دیکھے کہ جس کی وجہ سے ان کو نہ پہچان سکا ان کے جسم میں ایک نشان تھا اسے دیکھکر میں نے انھیں پہچانا۔

حضرت جعفرؓ بن عبد اللہ بن اسلم ہمدانی فرماتے ہیں کہ غزوۂ یمامہ میں وہ سب میں پہلے آدمی جو زخمی ہوئے ابو عقیل انیفی تھے تیر ان کے دل اور کندھوں کے بیچ میں لگا تھا یہ وہاں سے دوسری طرف جھپٹے اور تیر کو نکالا اور ان کی بائیں جانب بالکل کمزور ہو چکی تھی اس لئے کہ تیر اسی جانب

لہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۲۲ و بنت ثابت بن قیس لم اعرفہا و بقیۃ رجالہ رجال الصحیح و عند ابن بنت ثابت بن قیس شماس فانہا قالت سمعت ابی انتہی و خرجہ ابن عبد البر فی الستیعاب ج ۲ صفحہ ۱۹۲ بنحوہ و خرجہ البغوی ایضا بہذا الاسناد کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۵ لہ و اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۵۸ لہ و خرجہ ایضا ج ۳ صفحہ ۴۴۱ لہ و خرجہ ایضا ج ۳ صفحہ ۴۷۴

گئی تھی یہ شروع دن کا قصہ ہے انھیں کجاوے کی طرف لایا گیا جب لڑائی گرم ہوگئی اور مسلمان شکست کھا گئے اور اپنے کجاووں پر جا پہونچے تو حضرت ابوعقیلؓ زخم کے باعث انتہائی کمزور تھے انھوں نے سنا کہ معن بن عدیؓ انصار کو آواز دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اپنے دشمن پر دوبارہ حملہ کرو۔ یہ کہہ کر معنؓ دشمنوں کی طرف جھپٹے یہ وہی وقت تھا جب انصار نے یہ صدا بلند کی تھی کہ ایک ایک انصاری چھٹ چھٹ کر ہمارے پاس آجاؤ چنانچہ ایک ایک انصاری چھٹ چھٹ کر علیحدہ جمع ہونا شروع ہوئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں یہ آواز سنکر ابوعقیلؓ نے اپنی قوم کے پاس جانے کا ارادہ کیا میں نے کہا اے ابوعقیل! تم کیا ارادہ کر رہے ہو؟ تم میں جنگ کی سکت نہیں رہی انھوں نے کہا پکارنے والے نے میرا نام لیکر آواز دی ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ منادی نے تو یوں کہا ہے یا للانصار! منادی کا مقصد زخمی لوگ نہیں ہیں ابوعقیلؓ نے کہا میں بھی تو انصاری ہوں میں ضرور اس کا کہا مانوں گا گرچہ مجھ کو گھٹ کر چلنا پڑے، ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ابوعقیلؓ ایک طرف کو ہٹے اور ننگی تلوار اپنے داہنے ہاتھ میں لی اس کے بعد آواز دینی شروع کی اے برادران انصار! جنگ حنین کی طرح دوبارہ حملہ کرو! چنانچہ تمام انصار جمع ہوکر مسلمانوں کو لیکر بڑی بہادری کے ساتھ آگے بڑھے اور دشمن کے قریب جا پہنچے یہاں تک کہ باغ کے اندر دشمنوں میں گھس گئے اب ہم میں اور دشمنوں میں مڈبھیڑ ہوگئی اور دونوں طرف سے ہمارے اور ان کے درمیان تلواریں چلنے لگیں حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعقیلؓ کی طرف دیکھا ان کا زخمی ہاتھ کندھے سے کٹ کر زمین پر گر گیا تھا اور ان کے چودہ زخم لگے ہوئے تھے ہر زخم کاری تھا اللہ کا دشمن مسیلمہ مارا گیا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ابوعقیلؓ کی طرف جھکا وہ پچھڑے ہوئے اپنے آخری سانس میں تھے میں نے ان سے کہا اے ابوعقیل! انھوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا لبیک! اور پوچھا یہ آخری حملہ کس کے حق میں رہا؟ میں نے کہا خوشخبری حاصل کرو اور بلند آواز سے میں نے کہا اللہ کا دشمن مارا گیا انھوں نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی وہ اللہ کا شکر کر رہے تھے اور انتقال کر گئے اللہ ان پر رحم کرے حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب ساری سرگذشت کہہ سنائی تو ان کا بھی تذکرہ کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ہمیشہ شہادت کی دعا کرتے رہے اور شہادت کے طلبگار رہے اور جہاں تک میرا علم ہے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہ میں سے اور قدیم الاسلام تھے

حضرت انسؓ[1] فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں جب لوگ منتشر ہوگئے تو میں نے حضرت ثابت

۱؎ واخرجہ الطبری

بن قیسؓ سے کہا اے چچا جان! آپ کیا دیکھ نہیں رہے؟ اور یہ اپنے کپڑوں پر کافور لگا رہے تھے انھوں نے کہا ہم لوگ اس طرح حضورؐ کی معیت میں قتال نہیں کرتے تھے جس چیز کا تم لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنایا ہے وہ عادت بہت بری ہے اے میرے اللہ میں تجھ سے برأت چاہتا ہوں جو ان لوگوں سے سرزد ہوئی اور جو ان لوگوں نے کیا اس کے بعد انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔[1]

فتح الباری میں اس طرح ہے کہ جنگِ یمامہ میں مسلمان شکست کھا گئے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں پر اور جس چیز کا ان لوگوں نے ارادہ کیا بڑا افسوس ہے اور ان لوگوں پر اور جو کچھ انھوں نے کیا اس پر بڑا افسوس ہے راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک بڑے پتھر پر کھڑا ہوا تھا انھوں نے اس کو قتل کیا اس کے بعد شہید کر دیئے گئے۔[2]

جنگِ یرموک

ثابت بنانیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل اس جنگ میں پیدل چلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے کہا ایسا نہ کرو تمہارا قتل ہو جانا مسلمانوں پر گراں گذریگا۔ حضرت عکرمہؓ نے فرمایا اے خالد! مجھے چھوڑ دو اس لئے کہ تمہاری حضورؐ کے ساتھ پرانی معرفت ہے اور میں اور میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین میں سے رہے ہیں یہ کہکر وہ پیدل چلے یہاں تک کہ شہید کئے گئے۔[3]

ابوعثمان غسانیؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل نے جنگِ یرموک میں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مواقع میں جنگ کی اور کیا آج تم سے بھاگ جاؤنگا؟ اس کے بعد آواز دی کہ مرنے پر کون بیعت کرتا ہے؟ ان کے چچا حارث بن ہشام نے اور ضرار بن ازور نے چار سو مسلمان سرداروں اور سواروں سمیت بیعت کی اور یہ لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ کے سامنے لڑے یہاں تک کہ سب کے سب زخمی ہوئے اور ایک مخلوق ان میں سے شہید ہوئی جن میں ضرار بن ازورؓ بھی ہیں۔[4]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

[4] [illegible]

سیفؒ کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ ان چار سو کی جماعت میں سے اکثر شہید ہوئے مگر جو بچ رہے انھیں شہداء میں سے ضرار بن ازورؓ بھی ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ صبح کے وقت حضرت عکرمہؓ کے پاس آئے یہ زخمی تھے ان کے سر کو اپنی ران پر رکھا اور عمرو بن عکرمہ کے سر کو اپنی پنڈلی پر رکھا ان دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حلق میں پانی کا قطرہ ٹپکایا اور فرمایا، خبردار رہو ابن حنتمہ نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم کلمۂ شہادت نہیں پڑھیں گے (آج اسی کلمہ کے لئے شہید ہو گئے)

صحابۂ کرامؓ کے اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت کے باقی قصے

ابوالبختریؒ اور میسرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جنگِ صفّین میں بار بار لڑنے کے لئے نکلتے اور لڑتے اور شہید نہ ہوتے تو حضرت علیؓ کے پاس آتے اور کہتے کہ اتنے اتنے دن لڑا اور شہادت نصیب نہ ہوئی) حضرت علیؓ فرماتے اس خیال کو اپنے سے دور کر و اسی طرح تین مرتبہ یہ آئے اور حضرت علیؓ نے یہ جواب دیا اس کے بعد ان کے پاس دودھ لایا گیا۔ انھوں نے دودھ پیا اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا یہی آخری گھونٹ ہے جس کو میں دنیا میں پی رہا ہوں اس کے بعد پھر قتال میں جا کر شریک ہوئے یہاں تک کہ قتل کئے گئے۔[2]

طبرانیؒ ابی سنان دوئلی رضی اللہ عنہ سے جو حضورؐ کے صحابی ہیں نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے غلام سے پینے کی چیز طلب کی وہ ایک پیالہ دودھ کا لایا اور انھوں نے اس کو نوش فرمایا پھر کہا اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا، آج میں دوستوں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپؐ کی جماعت سے ملونگا۔[3]

طبرانی میں ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے جنگِ صفّین میں جس روز ان کی وفات ہوئی سنا کہ وہ بلند آواز سے کہہ رہے

---

[1] واخرجہ الطبری ج ۴ صفحہ ۳۶ عن السری عن شعیب عن سیف باسنادہ بنحوہ [2] اخرج الطبرانی وابو یعلی [3] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۷ رواہ الطبرانی وابو یعلی باسانید وفی بعضہا عطاء بن السائب وقد تغیر وبقیۃ رجالہ ثقات وبقیۃ الاسانید ضعیفۃ۔ انتہی [4] فذکر الحدیث، قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۸ واسنادہ حسن

تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملا اور میں نے حورِ عین سے شادی کی آج کے دن میں دوستوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت سے ملونگا مجھ سے حضورؐ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تیرا آخری توشہ دنیا سے دودھ کی لسی ہوگی[1] اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ جب دودھ آیا تو ہنسے،

حضرت انس[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں براء ابن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ کچھ گنگنا رہے تھے میں نے ان سے کہا اللہ پاک نے اس گانے کے عوض آپ کو اس سے اچھی چیز دی ہے انھوں نے کہا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اسی بستر پر مر جاؤنگا؟ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا، اللہ مجھے ان نعمتوں سے محروم نہ رکھے گا (یعنی شہادت سے) میں نے سو[3] کافر تو تنِ تنہا مارے ہیں علاوہ اُن کفار کے جن کے قتل میں میرے ساتھ اور بھی شریک رہے[3]

حضرت انس[4] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فارس کی گھاٹی پر لڑائی کے دن جب لوگ جمع ہوئے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کو ہنکایا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ چیز بہت بُری ہے جس کا تم نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنا دیا ہے (کہ پہلے دشمن حملہ کرے پھر ان کا مقابلہ کیا جائے) اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح دی اور حضرت براءؓ اسی دن شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ[5] بن عتبہؓ کو یہ خبر ملی کہ جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی وفات ہے جس میں شہید نہیں ہوئے اور میرے جی میں بہت بڑی بدگمانی سی پیدا ہوئی، میں نے لوگوں سے کہا کہ اس شخص کی طرف دیکھو کہ کس قدر دنیا سے مجتنب تھا پھر بھی وفات پائی اور شہید نہیں ہوا، یہ بات حضرت عثمانؓ کے بارے میں میرے جی میں رہی جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا اے عمر! تجھ پر بڑا افسوس ہے ہمارے بھلے بھی وفات پاتے ہیں اس کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو پھر میں نے

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۹۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط، والامام احمد باختصار ورجالہا رجال الصحیح ورواہ البزار بنحوہ باسناد ضعیف [2] واخرج البغوی باسناد صحیح [3] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ واخرجہ الطبرانی بمعناہ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۲۴ ورجالہ رجال الصحیح ۱ھ۔ واخرجہ الحاکم ایضا ج ۳ صفحہ ۲۹۱ بمعناہ وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ واخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۵۰۔ نحوہ [4] واخرج الحاکم ایضا [5] اخرج ابن سعد وابو عبیدۃ فی الغریب

کہا اے عمر! تجھ پر بڑا افسوس ہے ہمارے بھلے بھی وفات پاتے ہیں، حضرت عثمان بن مظعونؓ کی طرف سے مجھے جو خیال اس سے قبل تھا وہ بدل گیا اور میرے نزدیک وفات سے پہلے جو رتبہ تھا اور قدر تھی وہی لوٹ آئی [1]

شجاعتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

شجاعتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت [2] علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم مجھ سے بیان کرو کہ لوگوں میں سب میں زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ ہیں اے امیر المومنین! حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے جب کبھی کسی سے مقابلہ کیا اپنا حق پورا لے لیا لیکن تم مجھ سے بتاؤ کہ لوگوں میں زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو تو علم نہیں، آپ ہی فرمائیے کہ کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جب غزوۂ بدر ہوا ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جھونپڑا بنا دیا اور ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ ایسا نہ ہو کہ مشرکین میں سے کوئی آپؐ کی طرف آئے، پس خدا کی قسم اس کام کے لئے آپؐ کے قریب کوئی نہ آیا سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کہ یہ تلوار سونت کر آپؐ کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے جب کوئی آپؐ کی طرف آنے کا قصد کرتا یہ اس کی طرف جھپٹ پڑتے یہ تمام لوگوں میں سے زیادہ بہادر تھے اس کے بعد حضرت علیؓ نے بدر کا پورا واقعہ ذکر کیا

شجاعت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت [3] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے بھی ہجرت کی جہاں تک مجھے علم ہے چھپ کر کی، سوائے حضرت عمرؓ کے کہ جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنے کاندھے پر کمان رکھی اور اپنے ہاتھوں میں نکال کر تیر لئے اور بیت اللہ کے پاس آئے، سرداران قریش اس کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے بیت اللہ کا پورا طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر مشرکین کی جماعت میں سے جو بیٹھی ہوئی تھی ایک ایک کے پاس آئے اور کہا یہ چہرے ذلیل ہو جائیں جس کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے نہ پیدا

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۴۰ [2] اخرج البزار [3] اخرج ابن عساکر

کر دے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی رانڈ ہو جائے اس وادی کے پرے سے ایک بھی ان میں سے حضرت عمرؓ کے پیچھے نہ گیا۔[1]

شجاعت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور کہا

أفاطم! هاك السيف غير ذميم (۱) فلست برعديد ولا بلئيم

لعمري لقد ابليت في نصر احمد (۲) ومرضاة رب بالعباد عليم

ترجمہ اشعار

۱۔ اے فاطمہ! یہ تیز تلوار لے میرے ہاتھ ہیں نہ تو کپکپی ہے اور نہ میں بزدل اور کمینہ ہوں،

۲۔ قسم ہے میری عمر کی، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں اور اُس اللہ کی رضا جوئی میں انتہائی سعی کرنے والا ہوں جو بندوں کے بارے میں خوب جاننے والا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جنگ اچھی کی ہے تو سہلؓ بن حنیف اور ابن صمہؓ نے بھی تو اچھا جہاد کیا ہے اور ایک اور صحابی کا آپ نے تذکرہ فرمایا معلیؓ نے جس کو بیان کیا ہے کہ حضرت جبریلؑ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم آپ کے باپ کی یہ غم خواری کرنے کا موقع ہے آپؐ نے فرمایا اے جبریلؑ! یہ تو مجھ سے ہیں (یعنی میرے ہیں) حضرت جبریلؑ نے فرمایا و رہیں تم دونوں سے ہوں (میں تم دونوں کا ہوں)۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ جنگ اُحد میں حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور کہا لے یہ تلوار جس کی ملامت نہیں کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے میدانِ جہاد میں بڑھ کر حصہ لیا ہے تو سہلؓ بن حنیف نے بھی اور ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ نے بھی تو بڑھ کر حصہ لیا ہے۔[3]

حضرت کعبؓ بن مالکؓ انصاری فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز عمرو بن عبدِ وُد

---

[1] كذا في منتخب كنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۸۷ [2] اخرج البزار [3] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۲۲ وفيه معلى بن عبد الرحمن الواسطي وهو ضعيف جدا وقال ابن عدي ارجو انه لا بأس به۔ انتہی [4] وعند الطبرانی [5] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۲۳ رجاله رجال الصحيح، انتہی
[6] واخرج ابن جرير من طريق ابن اسحاق عن يزيد بن رومان عن عروة وعبد الله

ایک جھنڈا لئے ہوئے نکلا تاکہ وہ میدان جنگ کا نظارہ کرے جب وہ اور اس کے سوار کھڑے ہوئے اُس سے حضرت علیؓ نے کہا اے عمرو! تو اللہ کی قسم دیکر قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب کبھی تجھ کو کوئی آدمی دو بھلے کاموں کی طرف بلائے تو نے یہ کہا تھا کہ ان میں سے ایک کو ضرور اختیار کروں گا اس نے کہا ہاں یہی بات ہے حضرت علیؓ نے کہا میں تجھ کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں عمرو نے کہا مجھے ان میں سے کسی کی حاجت نہیں حضرت علیؓ نے کہا تو اب میں تجھ کو مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں عمرو نے کہا کس لئے اے میرے بھائی کے بیٹے!؟ خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ تجھ کو قتل کروں حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر دوں، یہ سنکر عمرو میں گرمی پیدا ہو گئی اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوا دونوں میدان میں آئے اور تھوڑی دیر تک مقابلہ ہوا حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا[1]

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ عمرو بن عبد وُد اس طرح پر نکلا کہ لوہے کی زِرہیں پہنے ہوئے تھا اور اُس نے بلند آواز سے کہا کون میرے مقابلہ کے لئے آتا ہے؟ حضرت علی بن ابیطالبؓ کھڑے ہوئے اور حضورؐ سے عرض کیا میں اس کے مقابلہ کے لئے نکلوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ عمرو ہے بیٹھ جاؤ دوبارہ پھر عمرو نے آواز دی کہ ہے کوئی آدمی جو میرے مقابلہ کو نکلے؟ اور مسلمانوں کو ملامت کرنا شروع کی اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی جنت کہاں ہے جس کے متعلق تم دعویٰ کرتے ہو کہ جو تم میں سے مارا جاتا ہے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے؟ کیوں نہیں میرے مقابلہ کے لئے کسی آدمی کو کھڑا کرتے ہو؟ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے اجازت چاہی آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ عمرو نے تیسری مرتبہ پھر وہی آواز دی اور کچھ اشعار پڑھے راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس کے لئے نکلوں گا آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا خواہ عمرو ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اجازت دی حضرت علیؓ چل کر اس کے پاس پہونچے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لاتعجلن فقد اتاك (۱) مجیب صوتك غیر عاجز
فی نیة وبصیرة (۲) والصدق منجی کل فائز
انی لارجوان اقیـ (۳) ـم علیك نائحة الجنائز
من ضربة نجلاء (۴) یبقی ذکرها عند الهزاهز

[1] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۸۱ [2] ذکرہ فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۰۶ من طریق البیہقی

ترجمہ اشعار

۱۔ جلدی نہ کر تیرے پاس تیری آواز کا جواب دینے والا جو عاجز نہیں ہے آگیا۔

۲۔ سچی نیت اور بصیرت کے ساتھ اور سچائی ہی نجات دیتی ہے ہر کامیاب ہونے والے کو

۳۔ مجھے قوی امید ہے کہ میں تیرے اوپر جنازے پر نوحہ کرنے والیوں کو قائم کر دوں گا

۴۔ ایسی ضرب وسیع کے ذریعہ کہ جس کا تذکرہ ہر نقل و حرکت کرنے والے میں باقی رہ جائے گا

عمرو نے پوچھا تو کون ہے؟ حضرت علیؑ نے کہا میں علی ہوں اس نے کہا عبد مناف کے بیٹے؟ حضرت علیؑ نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا اے میرے برادر زادہ! تیرے چچاؤں میں سے ایسے بھی تو ہیں جو عمر میں تجھ سے زیادہ ہیں میں تو تیرا خون بہانے سے کراہیت کرتا ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا لیکن میں خدا کی قسم تیرے خون بہانے کو قطعاً بُرا نہیں سمجھتا یہ سنکر غصہ ہوا اور گھوڑے سے اترا اور اس نے آگ کی شعلہ جیسی تلوار سونت لی اور حضرت علیؑ کی طرف غصہ کے ساتھ لپکا حضرت علیؑ نے اپنی ڈھال سے اس کا مقابلہ کیا عمرو نے تلوار ان کی ڈھال پر ماری اور اس کو پھاڑ دیا اور تلوار اس میں گھس گئی اور حضرت علیؑ کے سر پر لگی اور زخمی کر دیا حضرت علیؑ نے اس کے کندھے کی رگ پر تلوار ماری وہ گر پڑا اور غبار اڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرۂ تکبیر سنا ہم لوگوں نے جان لیا کہ حضرت علیؑ نے اسے قتل کر دیا ہے اسی مقام پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:۔

اعلیّ تقتحم الفوارس ھٰکذا ﴿۱﴾ عنی وعنھم اخروا اصحابی

الیوم یمنعنی الفرار حفیظتی ﴿۲﴾ ومصمم فی الرأس لیس بنابی

ترجمہ اشعار

۱۔ کیا میرے اوپر سوار اس طرح ہجوم کریں گے۔ اے میرے ساتھیو! میرے اور ان کے درمیان میں تم ذرا پیچھے رہو میں ہی اکیلا کام تمام کئے دیتا ہوں،

۲۔ میرے تحفظ (ایمانی) نے آج کے دن مجھ کو بھاگنے سے منع کر دیا اور ضرب کاری (دشمنوں کے) سر سے چوک کرنے والی نہیں

یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے کہا

عبد الحجارۃ من سفاھۃ رایہ ﴿۱﴾ وعبدت ربّ محمد بصواب

فصدرت حین ترکتہ متجدلاً ﴿۲﴾ کالجذع بین دکادک وروابی

وعففت عن اثوابہ ولو اننی ﴿۳﴾ کنت المقطر بزّنی اثوابی

لا تحسبن اللہ خاذل دینہ ④ ونبیہ یا معشر الاحزاب

ترجمہ اشعار

۱۔ اُس نے پتھروں کی عبادت اپنی رائے کی حماقت سے کی اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی عبادت ٹھیک رائے کے ساتھ کی،

۲۔ جس وقت میں اُسے پچھاڑ چکا میں واپس ہوا وہ اس کھجور کے تنے کی طرح گرا جو پتیلی نرم زمین اور تری کی نرم زمین کے درمیان ہو

۳۔ میں نے تو اُس کے کپڑوں سے کراہیت کی اور اگر میں گر پڑتا تو میرے کپڑے وہ چھین لیتا

۴۔ اے جماعت کے لوگو! تم ہرگز اللہ کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ اپنے دین کو یا اپنے نبی کو رسوا کریگا"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا چہرہ چمک رہا تھا کہ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتار لی؟ اس لئے کہ عرب والوں کے لئے اس سے بہتر زرہ نہیں ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اُس کو مارا اور میں نے اس کی شرمگاہ کھلنے کی وجہ سے اپنے آپ کو بچایا اس کے بعد مجھے حیا آگئی کہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور میں اس کا مال چھینوں؟

حضرت سلمہؓ بن اکوعؓ سے مسلم وغیرہ میں ایک طویل روایت ہے اس روایت میں صحابہ کرامؓ کا غزوہ بنی فزارہ سے لوٹنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے، یہاں تک کہ ہم لوگ خیبر کی طرف چلے اور سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ حضرت عامرؓ بھی چلے اور وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

واللہ لولا انت ما اھتدینا ① ولا تصدقنا ولا صلینا

ونحن من فضلک ما استغنینا ② فانزلن سکینۃ علینا

وثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ اشعار

۱۔ خدا کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے

۲۔ اور ہم لوگ آپ کے فضل سے بے پرواہ نہیں اے اللہ! ہم لوگوں پر اطمینان نازل فرما،

لہ واخرج مسلم والبیہقی واللفظ لہ

اور جب ہم لوگ دشمنوں سے ملیں ہمیں ثبات قدمی نصیب کر۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اشعار کون پڑھ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا عامر آپ نے فرمایا اللہ پاک نے تیری مغفرت فرمادی راوی کہتے ہیں کہ جب بھی حضور نے اس کلمہ مبارک کے ساتھ کسی کو خطاب فرمایا ہے وہ ضرور شہید ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ اونٹ پر سوار تھے آپ نے ہم لوگوں کو حضرت عامرؓ کے ساتھ کیوں نہ نفع پہونچایا؟ (یعنی ہمارے لئے بھی ایسی دعا فرمادیتے، راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ خیبر آئے مرحب (یہودی سردار) نکلا وہ اپنی تلوار لیکر اکڑتا ہوا چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا

قد علمت خیبر انی مرحب (۱) شاکی السلاح بطل مجرب
اذا الحروب اقبلت تلھب

۱۔ ترجمہ: تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیار سے لیس ہوں بڑا تجربہ کار پہلوان ہوں جب لڑائیاں لپٹ مارتی ہوئی سامنے آتی ہیں"

اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عامرؓ نکلے اور وہ کہہ رہے تھے

قد علمت خیبر انی عامر ــ شاکی السلاح بطل مغامر

ترجمہ: خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیار سے لیس ہوں اور خطرات میں گھس جانے والا بہادر ہوں"

ان دونوں میں تلوار کے دو دو ہاتھ ہوئے مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال میں گھس گئی یہ اُسے جھک کر چھڑانے لگے وہ اُچٹ کر انھیں پر لگ گئی جس سے ان کی رگِ اکحل کٹ گئی اسی میں ان کی شہادت ہوئی، حضرت سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں نکلا تو میں نے چند اصحابؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عامرؓ کا سارا عمل رائیگاں گیا انھوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، یہ سنکر میں حضورؐ کے پاس روتا ہوا حاضر ہوا آپؐ نے دریافت فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کا عمل باطل ہوگیا آپؐ نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے اصحابؓ میں سے چند صحابہؓ نے آپ نے فرمایا ان لوگوں نے جھوٹ کہا بلکہ ان کے لئے دوہرا اجر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور نے حضرت علیؓ کو آدمی بھیجکر بلایا ان کی آنکھیں دُکھنے آگئی تھیں آپؐ نے فرمایا کہ آج میں ایسے آدمی کو جھنڈا دونگا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے چنانچہ میں حضرت علیؓ کو آپؐ کے پاس سہارا دیکر لایا آپؐ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن مبارک لگایا فی الفور

انھیں شفا ہو گئی پس ان کو جھنڈا دیا، ادھر مرحب نے نکل کر کہنا شروع کیا

قد علمت خیبر انی مرحب ۔ (۱) شاکی السلاح بطل مجرب
اذا الحروب اقبلت تلھب

۱۔ ترجمہ: خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لیس بہادر اور تجربہ کار ہوں
جب لڑائیاں لپٹ مارتی ہوئی سامنے آتی ہیں"

اس کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؓ نکلے اور حضرت علیؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے

انا الذی سمتنی امی حیدرہ (۱) کلیث غابات کریہ المنظرہ
اوفیھم بالصاع کیل السندرہ

۱۔ ترجمہ: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے جھاڑیوں کے شیر جیسا دیکھنے میں خوفناک ہوں

۲۔ میں ان کو پورا پورا بڑا صاع ناپ دونگا جیسے سندرہ کی ناپ یعنی میں انکو قتل کر دونگا"
اس کے بعد مرحب پر ایک وار کیا اس کا سر پھاڑ کر اس کو قتل کر دیا، اس طرح خیبر فتح ہوا
(اسی طرح اس عبارت میں ہے) کہ حضرت علیؓ نے ہی مرحب یہودی کو قتل کیا خدا
اس پر لعنت کرے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مرحب کو قتل کر چکا تو اس کا سر
آپؐ کی خدمت میں لے آیا زہری کی روایت میں ہے کہ جن صحابیؓ نے مرحب کو قتل کیا وہ
محمد بن مسلمہ ہیں، اسی طرح پر محمد بن اسحاق اور واقدیؒ نے حضرت جابرؓ سے اور ان کے علاوہ
دیگر حضرات نے نقل کیا ہے[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے
ہمراہ خیبر کی طرف نکلے حضورؐ نے انھیں جھنڈا دیکر بھیجا تھا جب یہ قلعہ کے قریب ہوئے قلعہ
کے لوگ ان کی طرف نکلے حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی ان میں سے ایک یہودی نے
حضرت علیؓ کو تلوار ماری ان کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی حضرت علیؓ نے قلعہ کا پھاٹک ہاتھ
میں لیکر اس کو ڈھال بنا لیا یہ پھاٹک ان کے ہاتھ میں برابر رہا اور یہ لڑتے رہے یہاں تک
کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر کو فتح کیا، اس کے بعد اس پھاٹک کو اپنے ہاتھ سے

---

[۱] ہکذا خرجہ الامام احمد [۲] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸۸ [۳] و اخرج ابن اسحاق عن بعض اھلہ

نہ ہلا دیا حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو مع سات آدمیوں کے اس بات کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا کہ اس پھاٹک کو ہم پلٹ دیں تہیں طاقت نہ تھی کہ ہم اس کو پلٹ دیں ۱؎ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یوم خیبر میں دروازہ اٹھا لیا یہاں تک کہ مسلمان اس کے اوپر سے چڑھ کر قلعہ میں چلے گئے اور قلعہ فتح کر لیا، حضرت علیؓ نے اس کے بعد تجربہ کیا تو چالیس آدمی بھی اُسے نہ اٹھا سکے ۲؎ ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمیوں نے اس کے بعد اس کے پلٹنے کی کوشش کی سو بڑی مشقت سوں کی ۳؎ ابن ابی شیبہ کی یہ روایت حضرت جابرؓ سے اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ نے یوم خیبر میں پھاٹک اُٹھا لیا یہاں تک کہ مسلمان قلعہ پر چڑھ گئے اور اُس کو فتح کر لیا اس کے بعد انھوں نے تجربہ کیا تو چالیس آدمی بھی اس کو نہ اٹھا سکے ۶؎

شجاعت حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اُحد کے دن میں نے یہ رجزیہ اشعار پڑھے:۔

نحن حماة غالب ومالك ۞ ۱ ۞ نذبّ عن رسولنا المبارك

نضرب عنه القوم فی المعارك ۞ ۲ ۞ ضرب صفاح الكوم فی المبارك

ترجمہ اشعار

۱۔ ہم غالب آنے والے اور قدرت رکھنے والے محافظ ہیں اپنے رسولِ مبارکؐ سے ہم دشمنوں کو ہنکاتے ہیں۔

۲۔ معرکوں میں مشرکین کو مار کر آپؐ سے ہٹاتے ہیں جس طرح بیچنے والا آدمی موٹی اونٹنی کو باندھنے کی جگہ پر مارتا ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحد سے واپس نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ آپ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ حضرت طلحہؓ کے بارے میں کچھ کہو حضرت حسانؓ نے کہا:۔

وطلحة يوم الشعب آسى محمدا ۞ ۱ ۞ على ساعة ضاقت عليه وشقت

يقيه بكفيه الرماح واسلمت ۞ ۲ ۞ اشاجعه تحت السيوف فشلت

۱؎ وفيه المجهولة والانقطاع [illegible] ۲؎ ومن روى البيهقي [illegible] من طريق ابي جعفر [illegible] وفيه ضعف ايضاً ۳؎ وفي رواية ضعيفة عن جابر ۵؎ كذا في البداية ج ۷ صفحہ ۱۱۹ ۶؎ كذا في منتخب كنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۰ وقال احسن۔ انتهى ۷؎ اخرجه ابن عساكر

وکان امام الناس الا محمدا ۳ اقام رحی الاسلام حتی استقلت

ترجمہ اشعار

۱۔ اور طلحہؓ نے گھاٹی کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ایسے وقت میں جو آپ پر تنگ اور دشوار ہو گیا تھا'

۲۔ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعہ نیزوں سے آپ کو بچاتے تھے اور اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دیدیں جو شل ہو گئیں'

۳۔ یہ علاوہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، تمام لوگوں کے پیشرو تھے اسلام کی چکی کو قائم کیا یہاں تک کہ وہ قائم ہو گئی''۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

حمی نبی الھدی والخیل تتبعہ ۱ حتی اذا ما لقوا حامی عن الدین

صبرا علی الطعن اذ ولت حماتھم ۲ والناس من بین مھدی ومفتون

یا طلحۃ بن عبید اللہ قد وجبت ۳ لک الجنان وزوجت المھا العین

ترجمہ اشعار

۱۔ ہدایت دینے والے نبیؐ کی حفاظت کی حالانکہ سوار آپؐ کا پیچھا کر رہے تھے یہاں تک کہ جب سوار آپؐ کے قریب آتے تو یہ دین کی حفاظت فرماتے'

۲۔ نیزوں پر انھوں نے صبر کیا ایسے وقت میں جبکہ لوگوں کے حفاظت کرنے والے پیٹھ پھیر لیتے ہیں کچھ لوگ ہدایت پر تھے اور کچھ فتنہ میں ڈالے گئے'

۳۔ اے طلحہ بن عبید اللہ! تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی اور اللہ نے تمہاری شادی چمکدار حور عین سے کر دی''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

حمی نبی الھدی بالسیف منصلتا ـــــ لما تولی جمیع الناس وانکشفوا

ترجمہ:۔ ہدایت دینے والے نبیؐ کی سونتی ہوئی تلوار کے ذریعہ حفاظت کی جب تمام لوگ بھاگ گئے تھے، اور منتشر ہو گئے تھے''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم نے سچ کہا[1]

---

[1] قال فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۶۸ وفیہ سلیمان بن ایوب الطلحی۔ اھ۔ قال ابن عدی عامۃ احادیثہ لا یتابع علیھا وذکرہ ابن حبان فی الثقات کما فی اللسان ج ۳ صفحہ ۷۷ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ا صفحہ ۵۰۳ قتال طلحۃ یوم احد

شجاعت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت[1] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ وہ پہلے انسان جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار کھینچی حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں ایک دن وہ قیلولہ کر رہے تھے اچانک انھوں نے ایک آواز سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، یہ اپنی تلوار سونت کر تن تنہا نکلے ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نا وقت ملے آپؐ نے دریافت فرمایا اے زبیر! یہ بے وقت کیسے؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں نے سنا کہ آپؐ شہید کر دیئے گئے آپؐ نے دریافت فرمایا پھر تمہارا کیا کرنے کا ارادہ تھا؟ انھوں نے کہا خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا تھا کہ اہلِ مکہ سے لڑ مروں ان کے لئے حضورؐ نے دعائے خیر فرمائی، اس بارے میں اسدی کہتے ہیں:۔

هذاك اوّل سيف سلّ في غضب ⁽¹⁾ لله سيف زبير المرتضى انفا

حمية سبقت من فضل نجدته ⁽²⁾ قد يحبس النجدات المحبس الارفا

ترجمہ اشعار

۱۔ حضرت زبیر مرتضٰی کی تلوار وہ پہلی تلوار ہے جو خودداری کی وجہ سے اللہ کے لئے غضبناک ہو کر،

۲۔ ایسی حمیتِ اسلامی میں سونتی گئی جو حضرت زبیرؓ کی بہادری کے فضل کی وجہ سے سبقت لے گئی، البسا اوقات تمام شجاعتوں کو ایک رکاوٹ ڈالنے والا کنارے ہی روک دیتا ہے،

حضرت[2] عروہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے ایک آواز شیطان سے سُنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لئے گئے اور یہ اس وقت کا قصہ ہے جبکہ زبیرؓ اسلام لا چکے تھے ان کی عمر بارہ سال کی تھی، انھوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ گئے آپؐ مکہ کی اوپر کی جانب میں تھے تلوار حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھی آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے سنا تھا کہ آپ گرفتار کر لئے گئے آپؐ نے فرمایا تو تم کیا کرتے؟ انھوں نے کہا میں اپنی اس تلوار سے اُس آدمی کو مارتا جس نے آپ کو پکڑا ہوتا آپؐ نے ان کو اور ان کی تلوار کو دُعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ، یہ پہلی تلوار

---

[1] اخرجہ ابن عساکر [2] وعند ابن عساکر ایضاً وابی نعیم ج ۱ صفحہ ۸۹

تھی جو اللہ کے راستے میں کھینچی گئی تھی[1]

یونسؒ بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن ابی طلحہ عبدری یوم اُحد میں مشرکین کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا اس نے اپنے مقابلہ کے لئے آواز لگائی لوگ سُست جھجک رہے تھے اُس کے لئے حضرت زبیرؓ نکلے اور ایک جست لگائی یہ اس کے ساتھ اس کے اونٹ پر سوار ہوگئے، پھر اُس کو زمین کی طرف دھکیلا اور اونٹ سے گرادیا اور اپنی تلوار سے اُس کو ذبح کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور فرمایا ہر نبی کے لئے ایک حواری (جاں نثار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر زبیرؓ اس کے مقابلہ کے لئے نہ نکلتے تو میں اس کے مقابلہ کے لئے نکلتا اس لئے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اُس سے ہیبت زدہ ہوگئے تھے[2]

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے غزوۂ خندق میں باہر نکل کر اپنا مقابل طلب کیا۔ اُس کے لئے حضرت زبیر بن عوامؓ نکلے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کردیئے جس کی وجہ سے ان کی تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے :۔

انی امرء احمی واحتمی ——— عن النبی المصطفی الامی[3]

ترجمہ :۔ میں ایسا آدمی ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی مصطفےٰ اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جس پر ہتھیار تھے آگے بڑھا اور ایک بلند جگہ پر چڑھ کر اس نے کہا کون میرے مقابلہ کے لئے آتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں سے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے؟ اُس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ زبیرؓ اُوپر اُچکنے لگے آپؐ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا اے صفیہؓ کے بیٹے! کھڑے ہو جاؤ چنانچہ حضرت زبیرؓ اس کی طرف گئے اور اس کے ساتھ مقابلہ میں کھڑے ہوگئے یہ دونوں ایک دوسرے پر جھپٹے پھر ایک نے دوسرے کی گردن پکڑی پھر دونوں نے ایک دوسرے کو ٹیلہ سے نیچے ڈالنے کی کوشش کی حضورؐ نے فرمایا ان دونوں میں سے جو بھی گرتے میں پہلے گریگا وہی مارا جائیگا

---

[1] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۵ صفحہ ۶۹ و اخرجہ الزبیر بن بکار کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۵۴۵ و اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ صفحہ ۲۲۶ عن سعید بن المسیب باسنادہ [2] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۰ [3] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۱۰۷ وقد اخرج ابن جریر

آپ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی دعا فرمائی چنانچہ کافر گڑھے میں پچھاڑ گرا اور حضرت زبیرؓ اس کی چھاتی پر سوار تھے اور حضرت زبیرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔[1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ خندق میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ حویلی میں کر دیا گیا تھا میرے ساتھ عمرؓ بن ابی سلمہ تھے وہ میرے لئے اپنی کمر جھکا دیتے تھے میں ان کی پشت پر چڑھ جاتا اور دیکھتا۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ وہ کبھی اس طرف حملہ کرتے ہیں اور کبھی اس طرف جب کبھی ان کے سامنے کوئی چیز آتی اسی طرف جھپٹ کر حملہ کرتے جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس حویلی کی طرف آئے تو میں نے عرض کیا اے اباجان! میں نے آج آپ کو جو کچھ آپ کر رہے تھے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تم نے مجھے دیکھا؟ میں نے کہا ہاں! حضرت زبیرؓ نے کہا تجھ پر میرے ماں باپ قربان جائیں۔[2]

حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ یرموک میں حضرت زبیرؓ سے کہا کہ تم حملہ کیوں نہیں کرتے ہو؟ ہم لوگ بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں گے حضرت زبیرؓ نے کہا اگر میں حملہ کرونگا تو تم اپنے اس قول میں جھوٹے پڑ جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا نہیں ہم ایسا نہ کریں گے چنانچہ حضرت زبیرؓ نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی صفیں پھاڑ دیں اور ان سے تجاوز کر گئے اور ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ پھر دوبارہ سامنے سے واپس ہوئے کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر تلوار کے دو وار کئے ان دونوں زخموں کے درمیان یوم بدر کا بھی ایک زخم تھا حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنی انگلی ان میں ڈال کر کھیل کرتا تھا اور میں بہت چھوٹا تھا۔ حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کے ساتھ جنگ یرموک میں ان کے بیٹے عبداللہؓ بھی تھے جن کی عمر دس سال کی تھی ان کو گھوڑے پر بٹھا لیا اور ایک آدمی کے سپرد کر دیا۔[3] اور بدایہ میں اتنا اور اضافہ ہے کہ پھر عبداللہؓ ان کے پاس دوسری دفعہ آئے اور پہلے کی طرح دوبارہ کیا۔

شجاعت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

زہریؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک

۱؎ کذا فی منتخب کنز ۵/۶۹ ۲؎ واخرجہ البیہقی ۳؎ کذا فی البدایۃ ۷/۲۴۸ ۴؎ واخرجہ البخاری ۵؎ وذکرہ فی البدایۃ ۷/۲۴۹ بمعناہ ۶؎ اخرجہ ابن عساکر

سریہ میں بھیجا جو حجاز کی اُس جانب تھا جس کو رابغ کہتے ہیں مسلمانوں پر مشرکین ٹوٹ پڑے حضرت سعدؓ نے اس دن اپنے تیروں سے ان کفار کو بڑی گھبراہٹ میں ڈال دیا حضرت سعدؓ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا اور یہ لڑائی اسلام میں سب سے پہلی لڑائی ہے۔ حضرت سعدؓ اپنے تیر پھینکنے کے وقت یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:۔

الا ھل اتی رسول اللہ انی (۱) حمیت صحابتی بصدور نبلی

اذود بھا اوائلھم ذیادا (۲) بکل حزونۃ وبکل سھل

فما یعتد رام فی عدو (۳) بسھم یا رسول اللہ قبلیؐ

ترجمہ اشعار

۱۔ کیا آنحضرتؐ کو خبر لگی کہ میں نے اپنے ساتھیوں کی حفاظت اپنے تیروں کی نوک سے کی ہے؟

۲۔ ان تیروں کے ذریعہ کفار کے پہلے لشکر کو میں نے دفع کیا اور بھگا دیا ہر نرم اور سخت زمین میں،

۳۔ دشمنوں میں کوئی تیر انداز یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے تیر پھینکنے کے لئے تیار نہیں ہوپاتا،

ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں ایک تیر سے تین آدمی قتل کئے ان کو تیر مارا گیا انھوں نے وہ تیر کافروں پر چلایا اور ایک کو قتل کر دیا کافروں نے پھر اُس تیر کو ان پر چلایا انھوں نے اس تیر کو لے لیا پھر اُسے دوبارہ کافروں پر چلایا اور ایک اور کافر قتل کر دیا، کافروں نے وہ تیر لیا اور انھیں مارا انھوں نے اُس تیر کو لیا اور تیسرے کافر کو قتل کر دیا لوگوں کو اس بات سے جو حضرت سعدؓ نے کی بڑا تعجب ہوا حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ یہ تیر مجھے حضورؐ نے دیا تھا راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کے لئے آپؐ نے فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں[۵]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ جنگِ بدر میں حضورؐ کے ہمراہ رہ کر جہاد کر رہے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیدل[۵]

---

۱ کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۷۲ عن ابن عساکر ۲ واخرجہ ابن عساکر ۳ کذا فی منتخب کنز ج ۵ صفحہ ۷۲ واخرجہ البزار ۵ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۸۲ رواہ البزار باسنادین احدھما متصل والآخر مرسل ورجالہما ثقات انتہی۔

شجاعت حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت[1] حارث تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ یوم بدر میں شتر مرغ کے پر کا جھنڈا لئے ہوئے تھے مشرکین میں سے ایک آدمی نے کہا یہ کون آدمی ہے؟ جو شتر مرغ کے پر کا جھنڈا لئے ہوئے ہے کہا گیا کہ یہ حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں، اس نے کہا کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے ہم لوگوں کے خلاف بڑے بڑے کارنامے کئے ہیں[2]

حضرت[3] عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جنگ بدر میں امیہ بن خلف نے پوچھا اے عبدالالہ! یہ کون آدمی ہے؟ جو اپنے سینہ پر شتر مرغ کا جھنڈا لگائے ہوئے ہے؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، یہ حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں اُس نے کہا یہ وہی ہیں جنھوں نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں[4]

حضرت[5] جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد میں جب لوگ جنگ سے واپس ہوئے حضرت حمزہؓ کو نہ پایا جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپؐ سے کہا کہ میں نے ان کو اس درخت کے نیچے دیکھا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا اور اس کے رسول کا شیر ہوں، اے اللہ! میں تیری برأت چاہتا ہوں اُس چیز سے جس کو یہ لوگ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی لائے ہیں اور تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں نے کیا یعنی مسلمانوں کے شکست کھانے سے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہونچے جب ان کی پیشانی کو دیکھا تو آپؐ رو دئے اور جب آپؐ نے دیکھا کہ وہ مُثلہ کر دیئے گئے ہیں تو انتہائی رنجیدہ ہوئے پھر آپؐ نے فرمایا کیا کوئی کفن ہے؟ ایک انصاریؓ کھڑے ہوئے اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے[6]

حضرت[7] جعفر بن عمرو بن امیہ ضمریؓ کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہؓ بن عدی بن خیار حضرت معاویہؓ کی خلافت کے زمانہ میں نکلے، اس کے بعد باقی حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے

---

[1] اخرج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۱ واسنادہ منقطع [3] وعند البزار [4] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۱ رواہ بزار من طریقین فی احدہما شیخہ علی بن الفضل الکرابیسی ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح والاخری ضعیفۃ. اھ [5] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۹۹ [6] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح [7] واخرج ابن اسحاق کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸

کہ ہم ان کے یعنی حضرت وحشی ؓ کے پاس بیٹھے اور ہم نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہم سے حضرت حمزہ ؓ کے قتل کا واقعہ بیان کریں کہ آپ نے ان کو کس طرح قتل کیا تھا حضرت وحشی ؓ نے کہا کہ میں تم سے ابھی اُسی طرح بیان کروں گا جیسا کہ میں نے حضورؐ سے آپؐ کے اس بارے میں سوال کرنے پر بیان کیا تھا، میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا اس کا چچا طعیمہ بن عدی جنگِ بدر میں مارا گیا تھا جب قریش جنگِ اُحد کے لئے چلے مجھ سے جبیر نے کہا اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ کو میرے چچا کے بدلے میں قتل کردے تو تو آزاد ہے حضرت وحشی ؓ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ چلا اور میں ایک حبشی آدمی تھا حبشیوں کی طرح چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا کرتا تھا، اور میرا نشانہ بہت کم خطا ہوا کرتا تھا جب دونوں لشکر بھڑے میں نکلا حضرت حمزہ ؓ کو دیکھ رہا تھا اور ان پر نظر جمائے ہوئے تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا کہ لوگوں کے مجمع میں گویا کہ وہ خاکستری اونٹ ہیں لوگوں کو تلوار کے ذریعہ گرا رہے تھے ان کا مقابلہ کوئی شے نہیں کر سکتی تھی پس خدا کی قسم میں نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کے قتل کا ارادہ کیا اور ان سے درخت یا پتھر کی اوٹ لیتا رہا تاکہ وہ میرے قریب آئیں، اچانک میرے آگے ان کی طرف سباع بن عبدالعزیٰ بڑھا جب اس کو حضرت حمزہ ؓ نے دیکھا کہا میری طرف آ، اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے! حضرت وحشی ؓ کہتے ہیں کہ اُس پر حضرت حمزہ ؓ نے اس طرح تلوار ماری کہ اس کے سر سے چوک گئی ادھر میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی یہاں تک کہ جب میں اپنے نیزے کی حرکت سے مطمئن ہو گیا تو اس کو حضرت حمزہ ؓ پر پھینکدیا وہ ان کی ناف کے نیچے جا لگا، اور ان کے دونوں پیروں کے درمیان سے نکل گیا، انھوں نے میری طرف بڑھنا چاہا، ان پر بیہوشی آگئی میں نے ان کو اور اس نیزے کو چھوڑا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اس کے بعد میں ان کے پاس آیا اور میں نے اپنا نیزہ لے لیا اور لشکر کی طرف لوٹ گیا، اور لشکر میں جا کر بیٹھ گیا اس لئے کہ میری ان کے قتل کے سوا اور کوئی حاجت نہ تھی میں نے محض اپنی آزادی کے لئے ان کو قتل کیا تھا جب میں مکہ پہونچا تو آزاد کر دیا گیا پھر میں وہیں ٹھہرا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو میں طائف بھاگ گیا اور وہاں رہنے لگا جب طائف کا وفد حضورؐ کی طرف اسلام لانے کے لئے چلا تو میرے اوپر راستے تنگ ہو گئے میں نے اپنے جی میں سوچا کہ شام یا یمن یا کسی اور شہر میں چلا جاؤں پس خدا کی قسم میں اپنے اسی رنج میں تھا کہ مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ تجھ پر بڑا افسوس ہے بیشک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی قسم ان لوگوں میں سے کسی کو قتل نہیں کرتے جو کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے
اور حق کی شہادت دے۔ وحشیؓ فرماتے ہیں جب اُس نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں وہاں
سے چل کر آپ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا آپ کو کسی چیز نے گھبراہٹ میں نہیں ڈالا
مگر اس بات نے کہ میں آپ کے سرہانے کھڑا ہوا کلمۂ شہادت پڑھ رہا تھا اور حق کی گواہی
دے رہا تھا جب آپ نے مجھ کو دیکھا فرمایا کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ!
آپ نے فرمایا بیٹھ جا اور مجھ سے بیان کر کہ حضرت حمزہؓ کو تو نے کس طرح شہید کیا تھا؟
وحشیؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے اسی طرح بیان کیا جیسے تم دونوں سے بیان کیا ہے۔
پھر جب میں اپنا قصہ سنا کر فارغ ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے تجھ پر بڑا افسوس ہے تو مجھ سے
اپنا چہرہ غائب رکھ! میں تجھ کو ہرگز نہ دیکھوں، وحشیؓ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں ہمیشہ
حضورؐ سے آنا ہٹ کر رہا کہ آپ مجھ کو نہ دیکھیں، یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ کو وفات
دیدی! اس کے بعد جب مسلمان مسیلمہ کذاب یمامہ والے کی طرف نکلے تو میں بھی مسلمانوں
کے ہمراہ نکلا اور اپنا وہی نیزہ لیا جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا جب لوگ جمع
ہوئے تو میں نے مسیلمہ کو کھڑا ہوا دیکھا اور اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس سے قبل
میں اس کو پہچانتا نہ تھا، میں نے اس کے قتل کی تیاری کی اور ایک دوسرے انصاری آدمی نے
دوسری جانب سے اُس کے قتل کی تیاری کی ہم دونوں اس کے قتل کا ارادہ کئے ہوئے
تھے میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی یہاں تک کہ جب میں مطمئن ہو گیا نیزے کو اُس پر
پھینک مارا۔ نیزہ اس میں پیوست ہو گیا۔ اور اس انصاری نے اُس پر تلوار سے مدد کیا
پس تیرا رب زیادہ جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کس نے اُسے قتل کیا؟ اگر میں نے اُسے
قتل کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب میں زیادہ بہتر
(یعنی حضرت حمزہؓ) کو اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدتر (یعنی مسیلمہ) کو میں
نے قتل کیا ہے۔[1]

جعفرؒ بن عمرو سے اسی طرح کی ایک روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ (اُحد میں)
جب لوگ لڑنے کے لئے صف آرا ہوئے تو سباع نکلا اور کہا کیا ہے کوئی میرا مقابل؟
تو اس کی طرف حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب نکلے اور اُس سے کہا اے سباع! اے عورتوں
کی ختنہ کرنے والی اُمِ انمار کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے دشمنی کرتا ہے؟

---

[1] واخرجہ بخاری

پھر اس پر ایسا حملہ کیا کہ وہ نیست و نابود ہو گیا۔

شجاعت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت[1] جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت حنظلہؓ بن ربیع کو اہلِ طائف کے پاس بھیجا انھوں نے ان سے کلام کیا، طائف والوں نے انھیں اٹھایا تا کہ اپنے قلعہ میں ان کو داخل کر لیں، حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے کوئی ان کے مقابلہ کے لئے؟ اور اُس شخص کے لئے اتنا بڑا اجر ہو جو ہمارے تمام مجاہدین کے لئے ہے، سوائے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے کوئی اس کام کے لئے آمادہ نہ ہوا یہ پہونچے اور ان کو لوگوں کے ہاتھوں سے پکڑ لیا اور وہ لوگ قریب تھے کہ ان کو قلعہ میں داخل کر لیں حضرت عباسؓ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور یہ بہت سخت آدمی تھے اور ان کے ہاتھوں سے چھین لیا، ان لوگوں نے حضرت عباسؓ پر قلعہ کے اوپر سے پتھروں کی بارش شروع کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کے لئے دُعا فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرت حنظلہؓ کو لے کر آپؐ کی خدمت میں آگئے[2]

شجاعت حضرت معاذ بن عمروؓ بن جموح اور معاذؓ بن عفراء

حضرت[3] عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ بدر میں صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو دونوں طرف دو انصاری بچے تھے دونوں کم عمر تھے یہ دیکھ کر مجھے تمنا پیدا ہوئی کہ میں ان سے زیادہ قوی لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا، اتنے میں ان دونوں میں سے ایک نے مجھے کھینچا اور کہا اے چچا جان! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! اور تمہاری ابوجہل سے کونسی حاجت اٹک رہی ہے اُس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ حضورؐ کو بُرا بھلا کہتا ہے قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اُس کے جسم سے جدا نہ ہو گا یہاں تک کہ ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آئی ہے وہ نہ مر جائے، مجھے یہ سنکر بڑا تعجب ہوا اتنے میں دوسرے نے مجھے کھینچا اور اس نے بھی اُسی جیسی بات کہی، ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر کھا رہا ہے میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا یہی وہ تمہارا

[1] اخرج ابن عساکر [2] کذا فی الکنز ج ۵ ص ۳۱۰ [3] اخرج الشیخان

ساتھی ہے جس کی بارے میں تم دونوں نے مجھ سے پوچھا ہے۔ یہ دونوں لڑکے اپنی تلواریں
لیکر اُس پر جھپٹے اور اُس کو مار کر قتل کر دیا، اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر
آپؐ کو اطلاع دی، آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اُسے قتل کیا؟
دونوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں
نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے دونوں
تلواروں کو دیکھ کر فرمایا کہ ہاں تم دونوں ہی نے اُس کو قتل کیا ہے، اور ابوجہل کے سامان کو
معاذؓ بن عمرو بن جموح کو دینے کا فیصلہ فرمایا، اور دوسرے نوجوان کا نام معاذؓ بن عفراء ہے [1]

بخاری شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ
بدر میں صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے دائیں بائیں دیکھا تو میری دونوں طرف دو نوجوان
کم عمر تھے یہ دیکھ کر مجھے ان دونوں کے اس جگہ ہونے سے امن نہیں رہا اتنے میں ان دونوں
میں سے ایک نے مجھ سے اپنے ساتھی سے خفیہ طور پر کہا اے میرے چچا! مجھے ابوجہل کو
دکھا دو، میں نے کہا اے بھتیجے! تم اس کا کیا کرو گے؟ اُس نے کہا میں نے اللہ سے عہد
کر رکھا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ لونگا تو اُسے قتل کر دونگا، یا میں ہی اس کے سوا مارا
جاؤں، پھر دوسرے نے اپنے ساتھی سے چھپا کر اسی طرح مجھ سے کہا حضرت عبدالرحمٰنؓ
کہتے ہیں پھر تو مجھے ان کی جگہ اور کسی دو آدمیوں کے درمیان رہنا پسند نہ آیا، اور میں
نے ان دونوں سے ابوجہل کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ دونوں ابوجہل پر دو باز کی طرح جھپٹے
اور ان دونوں نے اُسے قتل کر دیا۔ یہ دونوں عفراءؓ کے بیٹے تھے

حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہؓ بن ابوبکر فرماتے ہیں کہ بنی سلمہ کے بھائی حضرت
معاذؓ بن عمرو بن جموح نے کہا کہ میں نے قوم سے سنا اور ابوجہل حرجہ درخت کی طرح
تھا قوم کہہ رہی تھی کہ ابوالحکم (ابوجہل) کی طرف کوئی نہیں پہونچ سکتا جب میں نے
یہ سنا تو اس بات کو اپنے جی میں رکھا اور میں اُس کی طرف لپکا جب میرا قابو چلا تو میں
نے اُس پر حملہ کر دیا اور اُس پر ایسی تلوار ماری کہ اُس کے پیر کو نصف پنڈلی تک میں نے
چیر دیا۔ پس خدا کی قسم میں نے ابوجہل کے اس قتل کے قصہ کو کسی اور چیز سے تشبیہ نہیں دی مگر کھجور کی اُن گٹھلیوں کے
جو بڑے پتھر کے نیچے کوٹی جاتی ہیں جس وقت کہ ان گٹھلیوں پر پتھر کا بٹہ بج رہا ہو، معاذؓ بن عمرو فرماتے ہیں کہ

---

[1] د اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲۵ د البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۰۵ عن عبدالرحمٰنؓ بنحوہ [2] د عنہ ابن اسحاق ۔

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک تلوار ماری جس سے میرا ایک ہاتھ کٹ گیا اور میرے کندھے کی ایک کھال سے لٹکا رہ گیا، اور جنگ کرنے نے مجھے اُس ہاتھ سے غافل رکھا اور میں اپنے سارے دن لڑتا رہا، اور اُس کٹے ہوئے ہاتھ کو اپنے پیچھے ڈال لیتا تھا پھر جب مجھے تکلیف محسوس ہونے لگی تو میں نے اُسے اپنے پیر سے دابا اور اپنے آپ کو نیزے کی طرح پر کھینچا یہاں تک کہ میں نے اُسے توڑ کر ڈال دیا۔[1]

شجاعت حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضورؐ نے ایک تلوار لیکر فرمایا کہ یہ تلوار کون لے گا؟ تمام لوگوں نے لینا چاہا اور آپؐ کی طرف دیکھنے لگے جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون لیگا؟ تو سارے لوگ ٹھٹکے، حضرت ابودجانہ سماک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ میں لونگا چنانچہ انھوں نے یہ تلوار لی اور معرکہ میں اس کے ذریعہ مشرکین کی سرکوبی کی۔[2]

حضرت زبیر بن عوّام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں ایک تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے کون لیتا ہے؟ حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو اس کے حق کی ادائگی کے لئے لیتا ہوں، اس کا کیا حق ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہ تلوار انھیں عطا فرمائی یہ اُس تلوار کو لیکر چلے اور میں بھی اُن کے پیچھے چلا حضرت ابُودجانہ جس کافر پر گذرے اس کو پھاڑ دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہاں تک کہ ان کا گذر کفار کی اُن عورتوں پر بھی ہوا جو پہاڑ کی چٹان پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ ہند بیٹھی ہوئی یہ کہہ رہی تھی:۔

نحن بنات طارق	۱	نمشی علی النمارق
والمسك فی المفارق	۲	ان تقبلوا نعانق
او تدبروا نفارق	۳	فراق غیر وامق

[1] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۸۷ [2] اخرج الامام احمد [3] واخرجہ مسلم کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۵ وابن سعد ج ۳ صفہ ۱۰۱ عن انسؓ بمعناہ [4] واخرج البزار

ترجمہ اشعار

۱۔ ہم ستاروں جیسوں کی بیٹیاں ہیں ہم گدّوں پر چلتی ہیں،

۲۔ ہماری سَر کی مانگوں پر مُشک لگا ہوا ہے اگر تم دشمن سے مقابلہ کروگے تو ہم تم سے معانقہ کریں گی

۳۔ اور اگر تم دشمن سے پیٹھ پھیروگے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گی جس طرح یہ کہ غیر محبوب یعنی اجنبی کو چھوڑا جاتا ہے،

ابو دُجانہ نے ان عورتوں پر حملہ کردیا ہند نے جنگل کی طرف آواز دی اس کو کسی نے جواب نہ دیا تو یہ وہاں سے واپس ہو گئے یہ دیکھ کر میں نے ابو دجانہ سے کہا میں نے تمہارا ہر کام دیکھا مجھے تمہارا سارا کام پسند آیا بجز اس کے کہ تم نے اُس عورت کو قتل کیوں نہیں کیا، حضرت ابودجانہؓ نے فرمایا کہ اس کی پکار پر جب کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے اس بات سے کراہیت کی کہ حضورؐ کی تلوار سے ایک ایسی عورت کو ماروں کہ جس کا کوئی مددگار نہیں،[۱]

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد میں ایک تلوار سامنے لی اور فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس تلوار کو میں لونگا آپؐ نے مجھ سے اعراض فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کی ادائگی کے لئے کون لیتا ہے؟ یہ سنکر حضرت ابو دجانہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لینا چاہتا ہوں آپ فرمائیں کہ اس کا حق کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اسے لیکر کسی کافر سے نہ بھاگنا، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تلوار آپؐ نے ابُو دجانہؓ کو دیدی اور یہ جب لڑائی کا ارادہ کرتے تھے تو علامت کے لئے سر پر کپڑا لپیٹ لیتے تھے میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں آج ضرور انہیں دیکھونگا کہ یہ اس تلوار سے کیا کرتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب ان کے سامنے کچھ آیا اُس کو اس تلوار سے ڈھادیا اور پھاڑ دیا[۲] آگے پہلی جیسی حدیث بیان فرمائی[۳]،

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۰۹ رجالہ ثقات۔ انتہی [۲] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۳۰
[۳] قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح

ابنِ ہشام[۱] کہتے ہیں کہ مجھ سے کئی ایک اہلِ علم نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس تلوار کو طلب کیا تو میرے جی میں کچھ ناراضگی آگئی اس وجہ سے کہ آپؐ نے مجھے دینے سے انکار فرمایا اور ابُودجانہ کو دیدی اور وہ اس وجہ سے کہ میں آپؐ کی پھوپی صفیہؓ کا بیٹا اور قریشی تھا اور آپؐ کی طرف کھڑا ہوا تھا اور ان سے پہلے میں نے آپؐ سے اس تلوار کا سوال کیا تھا مگر آپ نے حضرت ابُودجانہ کو وہ دی اور مجھے چھوڑ دیا، خدا کی قسم میں بھی تو دیکھونگا کہ وہ اس تلوار سے کیا کرتے ہیں؟ اسی وجہ سے میں ان کے پیچھے ہولیا انھوں نے اپنا سرخ رومال نکالا اور اپنے سر پر باندھ لیا یہ دیکھ کر انصار نے کہا ابُودجانہؓ نے موت کی پٹی نکال لی اور ان سے وہ اسی طرح کہا کرتے تھے جب یہ پٹی پیٹتے تھے، حضرت ابُودجانہ یہ شعر گنگناتے ہوئے نکلے

انا الذی عاھدنی خلیلی (۱) ونحن بالسفح لدی النخیل

ان لا اقوم الدھر فی الکیول (۲) اضرب بسیف اللہ والرسول

ترجمہ اشعار

۱۔ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیلؐ نے عہد لیا ہے درانحالیکہ ہم لوگ پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے نزدیک ہیں،

۲۔ یہ کہ میں زندگی بھر آخری صف میں نہ کھڑا ہُوں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار سے وار کرتا ہی رہونگا،

اس کے بعد انھوں نے یہ کام شروع کر دیا کہ جس کسی بھی کافر سے ملتے اُسے قتل کر دیتے مشرکین میں ایک آدمی ایسا تھا کہ جب کسی زخمی کو پاتا اس کو بالکل ہی شہید کر دیتا یہ کافر اور ابُودجانہ جنگ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آگئے میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ کسی طرح اللہ پاک ان دونوں کو جمع کر دے چنانچہ وہ دونوں ملے ایک دوسرے سے ٹکرائے اور ان میں تلوار کا وار چلا مشرک نے ابُودجانہ پر وار کیا یہ ڈھال کے ذریعہ اُس وار سے بچے ان کی ڈھال میں اُس کی تلوار گھس گئی حضرت ابُودجانہ نے اُس پر وار کر کے اُس کو قتل کر ڈالا، پھر میں نے ابُودجانہ کو دیکھا کہ تلوار کو ہند بنت عتبہ کے سر پر رکھا اور پھر تلوار کو اُس سے ہٹا لیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے (کہ انھیں کارناموں کے لئے تلوار ابُودجانہ کو دی تھی)

[۱] کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۶

موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے جب اس تلوار کو پیش کیا تو آپؐ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو اُن کو نہ دی پھر حضرت زبیرؓ نے طلب کیا ان کو بھی آپ نے نہ دی اس بات سے یہ دونوں اپنے جی میں بہت رنجیدہ ہوئے تیسری مرتبہ پھر آپؐ نے تلوار پیش کی تو ابو دجانہؓ نے طلب کی آپؐ نے ابو دجانہ کو عطا فرمائی ابو دجانہ نے اس تلوار کا حق ادا کر دیا راوی کہتے ہیں کہ لوگ یوں گمان کرتے ہیں کہ کعب بن مالکؓ نے کہا کہ میں بھی ان مسلمانوں کے ہمراہ تھا جو جہاد کے لئے نکلے تھے جب میں نے دیکھا کہ مشرکین اور مسلمانوں کے مقتولین کی تعداد برابر سی ہے میں اوٹ لیکر ایک جگہ کھڑا ہو گیا میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا جو سارے ہتھیاروں سے لیس ہے اور مسلمانوں کو آگے آگے لئے رکھتا ہے اور وہ اپنے لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ ان کو ایک جگہ کر دو جس طرح کہ بکریوں کا ریوڑ ایک جگہ کیا جاتا ہے اچانک ایک مسلمان اس کا منتظر تھا جو زرہ پہنے ہوئے تھا میں چلا اور اس کے پیچھے ہو گیا پھر میں کھڑا ہو کر اس مسلمان اور اس کافر کو دیکھ رہا تھا کافر سامان اور ہیئت میں اس مسلمان سے بہت زیادہ تھا ابھی مجھے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے دیر نہ لگی تھی کہ یہ دونوں بھڑ گئے اور اس مسلمان نے اس کافر کے کندھے کی رگ پر ایک تلوار ماری جو اس کے سُرین تک پہونچ گئی اور اس کافر کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر اس مسلمان نے اپنے چہرہ سے خود ہٹائی اور مجھ سے کہا اے کعب! تم نے دیکھا میں ہوں ابو دجانہ؛

شجاعت حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت قتادہؓ بن نعمان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کمان بطور ہدیہ آئی آپؐ نے غزوۂ اُحد میں وہ مجھے عنایت فرمائی میں نے اس کمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی یہاں تک تیر چلائے کہ اس کمان کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا اور میں برابر آپؐ کے سامنے اپنی جگہ کھڑے ہوئے تیروں کو اپنے منہ پر لے رہا تھا جب بھی کوئی تیر آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف آتا تو میں اپنا سر سامنے کر دیتا تاکہ میں حضورؐ کے چہرہ مبارک کو بچا لوں کیونکہ تیر اندازی نہ کر سکوں تو حضورؐ کا بچاؤ ہی کرتا رہوں۔ ان میں سے آخری تیر میری آنکھ میں لگا اور آنکھ کا ڈھیلا میری ہتھیلی پر آ پڑا میں اُسے ہتھیلی پر رکھے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جب اس کو آپؐ نے میری ہتھیلی میں دیکھا آپؐ کی آنکھیں

۱؎ کذا فی البدایۃ جلد ۴ صفحہ ۔۔ ۲؎ اخرجہ الطبرانی

آنسوؤں سے ڈبڈبا اٹھیں اور آپؐ نے فرمایا اے میرے اللہ! قتادہ نے تیرے نبی کا بچاؤ اپنے چہرہ سے کیا، تو اس کی اس آنکھ کو اچھا اور اس کی نظر تیز کر دے، چنانچہ ان کی وہ آنکھ نہایت اچھی اور بینائی کی بہت تیز ہو گئی [۱]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل چہرہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا آپؐ کے چہرۂ مبارک کو اپنے چہرہ کے ذریعہ بچاتا تھا اور ابو دجانہ سماکؓ بن خرشہ آپؐ کی پشت کو اپنی پشت سے بچا رہے تھے اور ان کی تمام پشت تیروں سے بھر گئی تھی یہ یوم احد کا قصہ ہے [۲]

شجاعت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ میں آیا میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت رباحؓ دونوں چلے اور میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا میرا ارادہ تھا کہ اس کو بھی حضورؐ کے اونٹوں کے ساتھ چرا لاؤں جب رات کی اندھیری ہوئی عبد الرحمٰن بن عیینہ نے حضورؐ کے اونٹوں پر لوٹ ڈال دی اور ان کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اس نے اونٹوں کو ان لوگوں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ تھے ہنکانا شروع کر دیا میں نے رباحؓ سے کہا کہ لے اس گھوڑے پر بیٹھ اور اسے حضرت طلحہؓ کو پہونچا دے اور حضورؐ کو اطلاع دیدینا کہ آپؐ کے چرنے والے اونٹ لٹ گئے، اور میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ آواز دی یا صباحاہ! (یہ امداد طلب کرنے کے موقع پر آواز لگاتے ہیں) حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے فزاریوں کا پیچھا کیا میرے پاس میری تلوار اور تیر تھے میں نے ان پر تیر اندازی شروع کی اور ان کو زخمی کرتا ہوا ان کے پیچھے چلا یہ اس جگہ کی بات ہے جہاں درخت کثرت سے ہیں جب ان میں سے کوئی سوار میری طرف لوٹتا درخت کی آڑ میں بیٹھ کر میں اس کو تیر مارتا کوئی سوار میری طرف نہیں بڑھا مگر میں نے اس کو زخمی کیا، اور میں تیر مارتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا،

انا ابن الاکوع ——— والیوم یوم الرضع

---

[۱] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۱۳ وفیہ من لم اعرفہ [۲] وعندہ بضاعۃ [۳] قال الہیثمی وفیہ من لم اعرفہ
[۴] اخرج الامام احمد

ترجمہ: میں ابن اکوع ہوں اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرلنے کا دن ہے"
میں اُن میں سے جس آدمی سے ملتا اُسے تیر مارتا اور وہ اپنی سواری پر ہوتا میرا تیر پڑتا میں گرتا یہاں تک کہ میں اُس کو اٹھا کر اس کے بازوؤں میں چبھوتا اور کہتا:

خذھا وانا ابن الاکوع ——— والیوم یوم الرضع

ترجمہ: اسے لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرادیگا"
جب میں درختوں کی اوٹ میں ہوتا ان کو تیروں سے بھون دیتا اور جب گھاٹی تنگ پڑگئی میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھر باری شروع کردی یہی میرا اور ان کا حال تھا اور میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا اور رجز پڑھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ اللہ پاک نے یہ جتنے اونٹ آپ کے لئے پیدا کئے تھے ان سب اونٹوں کو میں نے اپنے پیچھے کرلیا اور ان کے ہاتھوں سے چھڑالیا، اور اب بھی میں ان پر تیر مار رہا تھا یہاں تک کہ وہ تیس سے زیادہ نیزے اور تیس سے زیادہ چادریں چھوڑ کر بھاگے اس چھوڑنے کی وجہ سے وہ ہلکا ہونا چاہتے تھے اور جب کبھی وہ کوئی چیز ڈالتے ہیں اس پر علامت کے لئے ایک پتھر رکھدیتا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف کردیتا یہاں تک کہ جب چاشت کا وقت کسی قدر زیادہ ہوگیا ان لوگوں کے پاس عیینہ بن بدر فزاری ان کی مدد کے لئے آپہونچا، اور یہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان سے اونچا ہوگیا، عیینہ نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ ان لوگوں نے کہا ہمیں تو اس آدمی سے بڑی سختی پہونچی ہے اس نے صبح سے اس وقت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا اور اس نے جو کچھ ہمارے ہاتھ میں تھا سب لیکر اپنے پس پشت کردیا، عیینہ بولا" اگر اسے یہ خیال نہ ہوتا کہ اس کے پیچھے ایک جماعت ہے تو تم کو چھوڑ دیتا، تمہیں چاہئے کہ چند آدمی تم میں سے اس کے پاس جائیں چنانچہ ان میں سے چار آدمی میری طرف چلے اور پہاڑی پر چڑھے جب وہ میرے اتنے قریب آئے کہ میری آواز سن لیں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا میں اکوع کا بیٹا ہوں اور قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بزرگ بنایا ہے تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو مجھے طلب کرے اور پکڑ لے اور تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ میں اُسے طلب کروں اور وہ بچ جائے، ایک آدمی نے ان میں سے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے اُس مقام میں یہاں تک بیٹھا رہا کہ مجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار درختوں کے جھنڈ میں آتے ہوئے دکھائی دیئے، ان سب کے آگے اخرم اسدیؓ تھے اور ان کے پیچھے حضورؐ کے سوار ابو قتادہؓ اور ان کے پیچھے مقدادؓ بن اسود کندی تھے یہ دیکھ کر مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگے، میں پہاڑ سے اترا اور میں نے اخرمؓ کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور میں نے کہا اے اخرم! ان لوگوں سے بچاؤ حاصل کرو، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر دیں اتنا انتظار کیجئے کہ حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ آجائیں حضرت اخرمؓ نے فرمایا اے سلمہ! اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاچکا ہے اور تو جانتا ہے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی یہ عبدالرحمٰن بن عیینہ کی طرف لپکے اور عبدالرحمٰن ان کی طرف لپکا دونوں میں نیزہ بازی ہوئی حضرت اخرمؓ نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کے پیر زخمی کر دیئے اور عبدالرحمٰن نے انھیں نیزہ مار کر شہید کر دیا اس کے بعد عبدالرحمٰن حضرت اخرمؓ کے گھوڑے پر منتقل ہوا اتنے میں ابو قتادہؓ نے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا ان دونوں میں نیزہ بازی ہوئی اس نے حضرت ابو قتادہؓ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں انھوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر میں بھی بھاگتا ہوا ان لوگوں کے پیچھے چلا اور اتنی دور ان کے پیچھے جالیا کہ صحابہ کرامؓ کا غبار تک نہ دکھائی دیتا تھا، اور یہ فزاری سورج چھپنے سے پہلے ایک ایسی گھاٹی کی طرف پھرے جس میں پانی تھا جس کو ذو قرد کہتے ہیں ان لوگوں نے اس میں پانی پینے کا ارادہ کیا اور مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے بھاگا چلا آرہا ہوں یہ اُس گھاٹی سے ہٹ گئے اور ثنیہ ذی بیر میں جاکر انھوں نے پناہ لی سورج غروب ہو گیا اور میرے سامنے ان کا ایک آدمی آیا اُسے میں نے تیر مارا اور کہا:۔

خذھا وانا ابن الاکوع ـــــــ والیوم یوم الرضع -

ترجمہ:۔ یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن چھٹی کا دودھ یاد دلا دیگا۔"

ابن اکوعؓ کہتے ہیں اُس نے کہا کہ اکوع کی ماں صبح نہ پائے میں نے کہا ہاں اے اپنے نفس کے دشمن! اور وہی آدمی تھا جس کو میں نے صبح بھی تیر مارا تھا اس پر میں نے ایک دوسرا تیر جڑا دونوں تیر اس میں پیوست ہو گئے، دو گھوڑے یہ اور چھوڑ گئے میں ان دونوں گھوڑوں کو ہنکا کر حضورؐ کے پاس لایا آپؐ ذو قرد کے چشمہ پر تھے جہاں سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پانچ سو کا لشکر تھا اور

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا جن کو میں
نے اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور وہ حضورؐ کے لئے اُس کا جگر اور کوہان بھون رہے تھے، میں نے
حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپؐ کے
صحابہ میں سے سو آدمیوں کو چن لوں اور عشاء کے وقت کفار پر حملہ کر دوں ان میں سے
کوئی بھی خبر دینے والا نہ بچے گا مگر سب کو میں قتل کر دوں گا، آپؐ نے فرمایا اے سلمہ! کیا تم
ایسا کر گذرو گے؟ میں نے کہا جی ہاں، اُس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو بزرگ بنایا ہے،
یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی ڈاڑھ مبارک اس
طرح پر چمکتی ہوئی دیکھی جیسے دن کی روشنی ہیں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ
اب سرزمین غطفان میں ٹھہرے ہیں اتنے میں غطفان سے ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا
کہ وہ لوگ فلاں غطفانی پر گذرے اور اس غطفانی نے اُن کے لئے اونٹ ذبح کیا جب
ان لوگوں نے اس اونٹ کی کھال نکالنی شروع کی تو ان لوگوں کو ایک غبار اُڑتا ہوا دکھائی
دیا تھا وہ اُس ذبیحہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے پھر جب ہم لوگوں نے صبح کی حضورؐ نے
فرمایا ہمارے بہترین سواروں میں ابو قتادہ ہیں اور بہترین پیادوں میں سلمہ رضی اللہ عنہما ہیں
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار اور پیادہ دونوں کا حصہ دیا پھر آپؐ نے مجھے اپنے
پیچھے عضبا اونٹنی پر بٹھالیا اور ہم لوگ مدینہ کی طرف چل پڑے جب ہم لوگوں کے اور مدینہ
کے درمیان اتنا قریب فاصلہ رہ گیا کہ ہم چاشت کے وقت تک مدینہ پہونچ لیتے ہم لوگوں کے
ساتھ ایک انصاری صحابیؓ تھے اور وہ کبھی بھاگ میں پیچھے نہیں رہتے تھے انھوں نے آواز
دینی شروع کی، کوئی ہے دوڑ لگانے والا؟ ہے کوئی آدمی کہ مدینہ تک کی دوڑ میں مجھ سے
بازی لے جائے؟ جب انھوں نے کئی مرتبہ یہ کہا میں حضورؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میں نے
اُس سے کہا کیا تو بڑے کا بڑا پا نہیں رکھتا؟ اور کیا تجھے شریفوں کی ہیبت نہیں؟ انھوں
نے کہا سوائے حضورؐ کے اور کسی کی نہیں، حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس سے بازی لگاؤں آپؐ
نے فرمایا جیسی تیری مرضی ہو میں نے کہا میں تیرے ساتھ دوڑ لگاؤں گا وہ اپنی سواری
پر سے کودا اور میں نے بھی اپنے پیر موڑے اور اونٹنی سے کود پڑا میں نے اُسے ایک
دوڑ یا دو دوڑ تک مہلت دی یعنی اُس سے اپنے کو پیچھے رکھا پھر میں دوڑ کر اس سے مل
گیا اور اس کے دونوں بازوؤں پر اپنے ہاتھ مارے اور میں نے کہا خدا کی قسم اب تو میں

تجھ سے آگے بڑھا یا اسی جیسی کوئی اور بات میں نے کہی، پس وہ ہنسا اور کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے یہاں تک کہ ہم مدینہ کے قریب آ گئے، اور مسلم میں ہے کہ مدینہ پہونچکر میں اُس سے آگے بڑھ گیا، اس کے بعد ہم لوگ تین دن نہ ٹھہرے تھے کہ غزوۂ خیبر کے لئے نکلے۔

شجاعتِ ابوحدرد یا عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ

ابو حدرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور مہر میں اس کے لئے دو سو درہم مقرر کئے، اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ آپ اس نکاح کے مہر میں امداد فرمائیں آپ نے دریافت فرمایا کتنا مہر مقرر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم، یہ سنکر آپ نے فرمایا سبحان اللہ! خدا کی قسم اگر تم وادی کی کسی عورت سے شادی کرتے تو مہر میں زیادتی نہ کرتے خدا کی قسم میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں تمہاری مدد کر سکوں، اس کے بعد میں چند دنوں ٹھہرا رہا پھر ایک آدمی قبیلہ جشم بن معاویہ میں سے آیا جس کا نام رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ تھا جشم کے بڑے خاندانوں میں سے تھا، وہ اپنی قوم کے پاس آکر غابہ میں ٹھہرا مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے، اس کا ارادہ تھا کہ قبیلۂ قیس کو حضورؐ کے خلاف جنگ پر جمع کرے یہ شخص نام آور اور قبیلہ جشم میں بڑی شرافت والا تھا راوی کہتے ہیں کہ مجھ کو اور دو مسلمانوں کو حضورؐ نے بلا کر فرمایا کہ تم لوگ اس آدمی کی طرف جاؤ اور اُس کی پوری خبر میرے پاس لاؤ اور آپ نے ہمارے لئے ایک بوڑھی اونٹنی جو انتہائی کمزور اور دُبلی تھی پیش فرمائی، ہم میں سے ایک کو اُس پر بٹھا دیا یہ اونٹنی کمزوری کے باعث اُسے بھی لیکر نہ کھڑی ہوئی جب تک کہ لوگوں نے اُسے پیچھے سے دھکا نہ دیا یہاں تک کہ وہ کھڑی ہوئی گرچہ وہ کھڑے ہونے کے قابل نہ تھی، اور آپ نے فرمایا کہ اس پر چڑھ کر جاؤ چنانچہ ہم تینوں نکلے اور ہمارے ساتھ ہتھیار تیر اور تلوار تھے جب ہم مقام حاضر کے قریب ہوئے تو آفتاب بھی غروب ہو گیا تھا میں ایک گوشہ میں چھپ رہا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا وہ بھی دوسرے گوشہ میں جو قوم کے سامنے تھا چھپ گئے اور میں نے ان دونوں سے کہدیا تھا کہ جب تم مجھے سنو کہ میں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اس لشکر پر حملہ کر دیا ہے تو تم دونوں بھی نعرۂ تکبیر پڑھنا اور میرے ساتھ حملہ کر دینا، پس خدا کی قسم ہم اسی

لہ کذا فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۱۵۲ ؎ اسندا ابن اسحاق

انتظار میں تھے کہ کچھ روشنی دیکھیں یا کچھ اور دیکھیں اور رات تاریک ہو چکی تھی یہاں تک کہ عشا کی اندھیری ختم ہو چکی تھی، اس قوم کا ایک چرواہا تھا جو جانور چرانے کے لئے اس آبادی سے باہر گیا ہوا تھا اُس نے ان کے پاس آنے میں دیر کر دی تھی ان لوگوں کو اس پر خطرہ محسوس ہوا تو ان کا وہی سردار رفاعہ بن قیس کھڑا ہوا اور اپنی تلوار لیکر گردن میں لٹکائی اور کہا کہ ہم اپنے چرواہے کا حال ضرور معلوم کریں گے اُسے شاید کوئی مصیبت پہونچی ہے، جو لوگ رفاعہ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا خدا کی قسم تو نہ جا ہم تیری طرف سے دیکھ کر آتے ہیں اُس نے کہا نہیں میں ہی جاؤنگا، ان لوگوں نے کہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں اُس نے قسم دیکر کہا کہ تم میں سے کوئی بھی میرے پیچھے نہ چلے اور نکل کھڑا ہوا، یہاں تک کہ میرے قریب گذرا جب مجھے اُس پر پورا قابو ہو گیا میں نے اُسے تیر مارا اور وہ تیر اس کے دل پر جا لگا پس خدا کی قسم اس کی زبان سے ایک کلمہ بھی نہ نکلا میں نے لپک کر اُس کا سَر کاٹ دیا پھر میں نے اُس لشکر کی ایک جانب حملہ کیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا میرے دونوں ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا، پس خدا کی قسم جتنے لوگ تیرے نزدیک اس لشکر میں ہو سکتے تھے انھیں خلاصی کی سوجھی، جہاں تک اُن سے اپنی عورتیں اور اپنے بیٹے اور جو سامان ہلکا معلوم ہوا اُسے لیکر فرار ہو گئے اور ہم لوگوں نے بہت سے اونٹ اور بکثرت مالِ غنیمت اکٹھا کیا اور ان سب کو لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں رفاعہ کے سَر کو بھی اپنے ساتھ لاد کر لایا، حضورؐ نے مجھے تیرہ ۱۳ اونٹ بیوی کی مہر میں دیئے میں نے اپنی گھر والی کو جا کر دیدیئے [1]

شجاعت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ میں نو تلواریں میرے ہاتھ سے ٹوٹیں، میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار باقی رہی تھی [2] اور ابن عساکر بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب کے لئے ہُرمز سے زیادہ کوئی بڑا دشمن نہ تھا جب ہم لوگ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے قصہ سے فارغ ہو چکے تو بصرہ کی طرف

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۲۳ واخرجہ ایضاً احمد وغیرہ عن عبد اللہ بن ابی حدردؓ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۹۵ [2] واخرجہ ابن ابی شیبۃ کما فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۴۰۹ والحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲ وابن سعد ج ۴ صفحہ ۲ [3] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۹۹

متوجہ ہوئے ہم لوگ ہُرمز سے موضع کاظمہ میں ملے جو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تھا، اس کے مقابلہ کے لئے حضرت خالدؓ نکلے اور اپنے سے مقابلہ کرنے کے لئے آواز دی ان کے مقابلہ کے لئے ہُرمز نکلا حضرت خالد بن ولیدؓ نے اُس کو قتل کر دیا، اور اس بات کو لکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہُرمز کا تمام سامان حضرت خالدؓ کو بطور نفل (حصہ غنیمت سے زائد انعام) دیا اس کے تاج کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی اہلِ فارس جب کسی کو بڑا منصب عطا کرتے تھے اس کے لئے ایک لاکھ درہم کا تاج تیار کرتے تھے

واقدیؒ ابو زناد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو زناد نے کہا جب حضرت خالدؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو روئے اور انھوں نے کہا میں ایسے ایسے معرکوں میں حاضر ہوا اور میرے جسم پر بالشت برابر کوئی حصہ نہیں بچا کہ جس میں تلوار یا تیر یا نیزہ کا زخم نہ ہو اور یہ دیکھو میں بستر پر اپنی موت مر رہا ہوں جس طرح پر اونٹ مرتا ہے پس خدا کرے بُزدلوں کی آنکھوں کو نیند نہ آئے [1]

شجاعت حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ یمامہ میں حضرت براءؓ سے حضرت خالدؓ نے کہا کہ اے براءؓ کھڑے ہو جاؤ، یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد کہا اے مدینہ والو! آج کے دن تمہارے لئے مدینہ نہیں آج تو اللہ وحدہٗ اور جنت ہے یہ کہکر انھوں نے حملہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ حملہ کیا یمامہ والوں کو شکست ہوگئی، اس کے بعد حضرت براءؓ کو یمامہ کا سردار ملا اس کو حضرت براءؓ نے مارا اور پچھاڑ دیا، پھر اُس کی تلوار لیکر دوبارہ اس پر وار کر کے اس کے ٹکڑے کر دیئے،

بغوی میں ہے کہ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کی جنگ کے دن میرے سامنے ایک آدمی آیا جس کو حمارِ یمامہ کہا جاتا تھا یہ بڑا بھاری بھرکم انسان تھا، اس کے ہاتھ میں ایک چمکدار تلوار تھی میں نے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری پس گویا کہ میں نے تلوار مارنے میں خطا کی اور گویا چونچ سی لگا دی، وہ اپنی گدی کے بل گر پڑا میں نے اس کی تلوار لی

[1] کذا فی البدایۃ ج ۷، صفحہ ۱۱۴، ۱۵ اخرج السراج فی تاریخہ

اور اپنی تلوار میان میں رکھی اس کی تلوار سے میں نے ایک ہی ضرب لگائی کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے [۱]

ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ پناہ لینے کے لئے ایک باغ میں گھس گئے جس میں اللہ کا دشمن مسیلمہ بھی تھا حضرت براءؓ نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! مجھے ان لوگوں پر یہاں سے پھینک دو چنانچہ انھیں دیوار پر اٹھایا گیا جب یہ دیوار پر چڑھ گئے اندر کی جانب کود پڑے وہاں سے اسی باغ میں یہاں تک لڑے کہ اس کا دروازہ مسلمانوں کے لئے کھول دیا اور مسلمان اندر گھس گئے، اور اللہ پاک نے مسیلمہ کا کام تمام کرایا۔[۲]

محمد بن سیرینؒ بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر باغ تک پہونچا اس کا دروازہ بند تھا اور اس میں مشرکین جمع تھے حضرت براء بن مالکؓ ڈھال پر بیٹھ گئے اور فرمایا تم لوگ نیزوں سے مجھے اٹھا کر اور ان کی طرف ڈال دو چنانچہ مسلمانوں نے ان کو اسی طرح نیزوں پر اٹھایا اور ان کو دیوار کے پیچھے تہ باغ میں ڈال دیا مسلمانوں نے ان کو دروازہ کھلنے پر اس حال میں پایا کہ یہ دس مشرکین کو قتل کر چکے تھے،[۳]

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لکھا کہ تم لوگ براء بن مالکؓ کو امیر کیوں نہیں بناتے ہو؟ یہ ہلاکیوں میں سے ایک ہلاکی ہیں ان کو لیکر آگے بڑھو،[۴]

شجاعت حضرت ابی محجن ثقفی رضی اللہ عنہ

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ابو محجن ثقفیؓ پر ہمیشہ شراب پینے کے معاملہ میں کوڑا لگتا جب لوگ ان کی اس بات سے تنگ آگئے تو انھیں قید کر دیا اور باندھ دیا جب جنگ قادسیہ ہوئی اور انھوں نے دیکھا کہ مسلمان جہاد میں لگ گئے تو انھیں یہ خیال گذرا کہ کفار نے مسلمانوں کو انتہائی مصیبت میں ڈال دیا ہے انھوں نے حضرت سعدؓ کی باندی یا بیوی کے پاس کسی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ ابو محجن آپ سے کہتا ہے کہ اگر آپ اس کے لئے راستہ کھول دیں اور اس کو اس گھوڑے پر بٹھادیں اور اسے ہتھیار دیدیں تو البتہ ابو محجن وہ پہلا آدمی ہوگا جو تمہاری طرف

---

[۱] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ [۲] وعند ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۱۳۷ [۳] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۴ [۴] واخرج ابن سعد کما فی منتخب کنز ج ۵ صفحہ ۱۴۴ [۵] اخرج عبد الرزاق۔

لوٹ کر آئے ہاں اگر شہید کردیا گیا تو دوسری بات ہے، اور یہ شعر پڑھنا شروع کئے :۔

كفى حزنا ان تلتقي الخيل بالقنا (۱) وأترك مشدودا على وثاقيا

اذا قمت عناني الحديد وغلقت (۲) مصارع دوني قد تصم المناديا

ترجمہ اشعار

۱۔ رنج ستانے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ سوار نیزے لے کر جنگ میں شریک ہوں اور مجھے بندھنوں میں باندھ کر چھوڑ دیا جائے

۲۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو زنجیریں مجھے مشقت میں ڈال دیتی ہیں اور جنگ کرنے کے دروازے میرے اوپر بند کر دیئے گئے ہیں، اور میری طرف سے پکار کر کہنے والا بہرا کر دیا گیا ہے

چنانچہ وہ دوسری عورت یہ پیغام لے کر حضرت سعدؓ کی بیوی کے پاس گئی ان کی بیوی نے ان کی زنجیریں کھول دیں اور جو گھوڑا گھر میں تھا وہ سواری کے لئے دیا اور ہتھیار دیئے، یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے جا ملے اور جس آدمی پر بھی یہ حملہ کرتے تھے اُسے قتل کر دیتے تھے اور اس کی کمر توڑ دیتے تھے، حضرت سعدؓ نے ان کی طرف دیکھا اور ان سے بڑا تعجب کیا اور کہنے لگے کہ یہ سوار کون ہے؟ ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اللہ پاک نے کفار کو شکست دیدی، ابو محجنؓ جلدی سے لوٹے اور ہتھیار واپس کئے اور اپنے پیر میں اُسی طرح بیڑی ڈال لی جیسے کہ تھی، جب حضرت سعدؓ آئے تو ان سے ان کی بیوی یا انکی باندی نے کہا تمہاری لڑائی کیسی رہی؟ انھوں نے اُن سے بتانا شروع کیا اور کہہ رہے تھے کہ یوں مصیبت اٹھائی یوں مشقت جھیلی، یہاں تک کہ اللہ پاک نے ایک آدمی کو چتکبرے گھوڑے پر سوار بھیجا (اور اس کے ذریعہ ہماری فتح ہوئی) اگر میں ابو محجن کو زنجیروں میں بندھا ہوا نہ چھوڑ گیا ہوتا تو مجھے گمان ہوتا کہ یہ بعض حملے ابو محجنؓ کی طرف سے ہوئے ہیں، گھر والی نے کہا خدا کی قسم وہ ابو محجنؓ ہی تھے، اور انھوں نے اِس اِس طرح پر (مجھ سے) کہا اور سارا قصہ ان سے کہہ سنایا حضرت سعدؓ نے ابو محجنؓ کو بلایا اور ان کی زنجیر کھول دی اور کہا خدا کی قسم اب شراب نوشی پر میں تمہیں کبھی کوڑے نہ لگاؤں گا، ابو محجنؓ نے کہا خدا کی قسم میں بھی اب کبھی شراب نہ پیونگا، مجھے تو شراب کے چھوڑنے سے کراہیت محض تم لوگوں کے کوڑے کی وجہ سے تھی، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد انھوں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی، لہ

لہ کذافی الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۱۸۴ وسندہ صحیح کمافی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۱۷۴

محمد بن سعدؒ کی ایک طویل روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے کہ ابو محجنؓ چلے یہاں تک کہ لشکر میں پہونچے جس جانب بھی یہ حملہ کرتے تھے اللہ پاک کفار کو شکست دیتا تھا لوگوں نے کہنا شروع کیا یہ کوئی فرشتہ ہے اور حضرت سعدؓ دیکھ رہے تھے انھوں نے کہا گھوڑے کی کود جتکبرے گھوڑے جیسی ہے اور حملہ ابو محجنؓ جیسا حملہ ہے لیکن ابو محجنؓ تو قید میں ہے جب دشمنوں کو شکست ہوئی ابو محجنؓ نے واپس آکر اپنے پیر بیڑیوں میں ڈال لئے حضرت سعدؓ کو خصفا کی بیٹی نے ان تمام باتوں کی اطلاع دی جو ابو محجنؓ نے کی تھیں حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم آج اللہ پاک نے مسلمانوں کی امداد ان جیسی کسی سے نہیں کرائی راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے ان پر سے قید و بند ہٹالی ابو محجنؓ نے کہا میں شراب نوشی اُس وقت کیا کرتا تھا جب حد لگاکر مجھے اُس سے پاک کیا جاتا تھا لیکن جب تم نے مجھے پوری آزادی دیدی بس خدا کی قسم اب میں شراب نہیں پیونگا[۲] ایک اور روایت میں ہے لوگوں نے انھیں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ گمان کیا تھا[۲]

ایک اور روایت میں ان اشعار میں کچھ زیادتی بھی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ انھوں نے بہت سخت لڑائی لڑی اور یہ تکبیر پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے تھے ان کے سامنے کوئی کافر ٹھہر نہیں سکا اور کفار کو انھوں نے بُری طرح سے پھاڑا لوگوں نے ان سے بڑا تعجب کیا اور کوئی انھیں پہچان نہیں رہا تھا[۵]

شجاعت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ یمامہ میں میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو ایک پتھر پر دیکھا یہ اُس پر چڑھ کر آواز دے رہے تھے اے مسلمانوں کے گروہ! کیا تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں، کیا تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں آؤ میری طرف آؤ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کے کانوں کی طرف دیکھ رہا تھا ان کا کان کٹ گیا تھا اور حرکت کھا رہا تھا اور وہ نہایت سخت لڑائی لڑ رہے تھے،

---

[۱] و اخرجہ ایضا ابو احمد الحاکم [۲] و اخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ بہذا السند [۳] و من طریقہ اخرجہ بن عبد البر فی الاستیعاب ج ۴ صفحہ ۱۸۳ [۴] و ذکرہ سیف فی الفتوح و ساق القصۃ مطولا [۵] کذا فی الاصابۃ [۶] اخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۸۵ و اخرجہ ایضا ابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۸۱ مثلہ

حضرت ابو عبدالرحمن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں حاضر ہوئے اور حضرت علیؓ نے دو آدمی ہمارے ہمراہ کر دیئے تھے جب قوم سے غفلت ہوتی حضرت علیؓ مخالفین پر حملہ کرتے اور تلوار کو خون آلود کر کے واپس ہوتے اور فرماتے اے مسلمانو! مجھے معذور سمجھو میں اُس وقت تک نہیں لوٹتا یہاں تک کہ میری تلوار خون سے آلودہ ہو کر کاٹنے کے قابل نہیں رہ جاتی حضرت ابو عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے عمارؓ اور ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور حضرت علیؓ دونوں صفوں کے درمیان چل رہے تھے تو حضرت عمارؓ نے کہا اے ہاشم! خدا کی قسم اس آدمی کا امر پلٹ کر رہیگا اور اس کا لشکر رسوا ہو کر رہیگا پھر کہا اے ہاشم! جنت چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے ہے آج کے دن ہم اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت سے ملیں گے، اے ہاشم! تو کانا ہے اور کانے میں بھلائی نہیں، جو لڑائی میں نہیں چلتا، راوی کہتے ہیں ہاشم نے جھنڈا ہلایا اور کہا:-

اعور یبغی اهله محلا ① قد عالج الحیاة حتی ملا
لا بد ان یفل او یفلا

ترجمہ:- کانا اپنے اہل کے لئے محل کا متلاشی ہے زندگی کی تیمارداری کرتے کرتے اُس کا جی بھر گیا ہے،

اب اُس کے لئے ضروری ہے کہ شکست دے یا شکست کھائے،

پھر صفین کی وادیوں میں سے کسی وادی کی طرف چلے، حضرت ابو عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو میں نے دیکھا کہ حضرت عمارؓ کا اس طرح پر اتباع کرتے تھے گویا کہ عمارؓ ان کے لئے جھنڈا ہیں،

ابن جریرؒ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمارؓ کو دیکھا کہ یہ صفین کی وادیوں میں سے جس وادی کی طرف چلے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے ہو لئے اور میں نے ان کو دیکھا کہ یہ ہاشمؓ بن عتبہ کے پاس آئے جو حضرت علیؓ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے اور کہا اے ہاشم! آگے بڑھو جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور موت نیزوں کے کنارے پر ہے جنت کے دروازے کھولے جا چکے ہیں اور حور عین مزین ہو چکی ہیں آج ہی کے دن ہم اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے مل گئے پھر انھوں نے اور ہاشمؓ نے دونوں نے حملہ کیا اور دونوں شہید کئے گئے، راوی کہتے ہیں

۱؎ داخرجہ ایضا ج ۳ ص ۳۹۴ ۲؎ کمافی البدایۃ ج ۷ ص ۲۶۹

کہ اس وقت حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے اہلِ شام پر ایک دم سے ایک آدمی کی طرح پر حملہ کیا حضرت عمارؓ اور ہاشمؓ شہید ہوئے وہ دونوں لوگوں کے لئے گویا کہ جھنڈا تھے [1]

شجاعت حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ عنہ

حضرت مالکؒ بن عبداللہ خثعمی فرماتے ہیں کہ میں نے جنگِ یرموک میں کسی مقابلہ میں آنے والے کو ایک آدمی سے زیادہ شریف نہیں دیکھا اس آدمی کی طرف ایک بڑا بھاری بھر کم عظیم الجثہ کافر نکلا اس شخص نے اس کافر کو قتل کر دیا پھر دوسرا کافر آگے بڑھا اُسے بھی قتل کر دیا پھر کفار شکست کھا گئے، اس آدمی نے ان کا پیچھا کیا اس کے بعد اپنے بڑے خیمہ کی طرف واپس آیا اور گھوڑے سے اتر کر بڑے بڑے طشت منگوائے اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ عمرو بن معدیکربؓ ہیں [2]

قیسؒ بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں حاضر ہوا حضرت سعدؓ امیر لشکر تھے عمرو بن معدیکربؓ مسلمانوں کی صفوں کا چکر کھاتے اور کہتے اے جماعتِ مہاجرین تم لوگ سخت شیر بن جاؤ اس لئے کہ سوار جب اپنا نیزہ ڈال دیتا ہے ناامید ہو جاتا ہے کہ اتنے میں انھیں عجمیوں کے سرداروں میں سے ایک سردار نے تیر مارا وہ تیر ان کی کمان کے کونہ پر لگا اس پر عمرو بن معدیکربؓ نے حملہ کر دیا اور اُسے ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار نکل گیا انھوں نے اس کی مت اتر کر اس کا سامان لیا، ابن عساکر کی ایک طویل روایت میں اس طرح پر ہے کہ اچانک ان کے پاس ایک تیر آیا اور ان کی زین کے بالائی حصہ پر لگا انھوں نے تیر مارنے والے پر حملہ کیا اور اس کو پکڑا جیسا کہ باندی پکڑی جاتی ہے اور اس کو دونوں صفوں کے درمیان رکھ کر اس کا سر کاٹ دیا اور (ساتھیوں سے) کہا اس طرح کیا کرو [3]

عیسیٰؒ خیاط کہتے ہیں کہ عمرو بن معدیکربؓ نے جنگِ قادسیہ میں تن تنہا حملہ کر دیا اور تلوار سے کفار کے بہت آدمی مارے پھر مسلمان ان سے جا ملے اور کفار نے انھیں گھیر رکھا تھا اور وہ اپنی تلوار ان میں چلا رہے تھے مسلمانوں کے لشکر نے کفار کو ان پر سے ہٹایا

---

[1] واخرجہ ایضا الطبرانی وابو یعلی ___ بطولہ والامام احمد باختصار قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۲۴۳ رجال احمد وابی یعلی ثقات [2] اخرج ابن عائذ فی المغازی کذا فی الاصابہ ج ۳ صفحہ ۱۹ واخرج ابن ابی شیبۃ وابن عائذ وابن السکن وسیف بن عمرو الطبرانی وغیرہم باسناد صحیح [3] وردی الواقدی

حضرت محمد بن سلام جمحیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ میں نے تمہاری امداد دو ہزار آدمیوں کے ساتھ کی ہے ایک عمرو بن معدیکرب ہیں اور ایک طلحہ بن خویلد رضی اللہ عنہما[1]

ابی صالح بن وجیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ۲۱ھ میں جنگ نہاوند ہوئی ہے حضرت نعمان بن مقرنؓ شہید ہوئے مسلمانوں نے شکست کھائی جب حضرت عمرو بن معدیکربؓ اس دن لڑے تو فتح ہوئی زخموں نے انھیں حرکت کے قابل نہ رکھا تھا چنانچہ قریہ روذہ میں ان کی وفات ہوگئی[2]

شجاعت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات ہوگئی تو عبداللہ بن زبیرؓ یزید بن معاویہ کی اطاعت سے دست بردار ہوگئے اور اس کو برا بھلا کہنا شروع کیا یہ بات جب یزید کو پہونچی تو اس نے قسم کھالی کہ عبداللہ کو زنجیروں میں میرے پاس باندھ کر لایا جائے ورنہ میں اس کی طرف لشکر بھیجتا ہوں، ابنِ زبیرؓ سے کہا گیا کیا ہم لوگ آپ کے لئے چاندی کی زنجیر نہ بنادیں کہ تم اس کے اوپر کپڑے پہن لو اور یزید کو قسم سے بری کردو، تمہارے لئے صلح کرلینی بہتر ہے حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اللہ اسے قسم سے بری نہ کرے پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا:۔

ولا الین لغیر الحق اسألہ (۱) حتی یلین لضرس الماضغ الحجر

ترجمہ:۔ میں نے کسی ناحق بات کا سوال نہیں کیا ہے کہ میں نرمی اختیار کروں اور میں ہرگز نرم نہ پڑونگا خواہ چبانے والے کی ڈاڑھ کے نیچے پتھر نرم ہوجائے[3]

اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم تلوار سے عزت کے ساتھ مارا جانا مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت ذلت میں کوڑے لگنے کے، پھر انھوں نے کہا کہ میں خود نہیں آؤنگا تجھے آنا ہو تو آ، اور یزید بن معاویہ کے خلاف کھڑے ہوگئے یزید نے ان کی طرف مسلم بن عقبہ مُرّی کو اہلِ شام کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور مسلم کو حکم دیا کہ اہلِ مدینہ سے جنگ کرے، اور جب ان لوگوں سے فارغ ہوجائے تو مکہ چلا جائے، چنانچہ مسلم بن عقبہ مدینہ آیا اس دن مدینہ سے

---

[1] واخرج الطبرانی [2] واخرج الدولابی۔ [3] کذا فی الاصابہ ج ۳ صفحہ ۱۸

[4] اخرج الطبرانی

باقی اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تھے اس نے مدینہ میں خونریزی کا کھیل کھیلا اور بہت کچھ کشت و خون کیا اس کے بعد یہ مدینہ سے نکلا ابھی راستہ ہی میں تھا کہ مر گیا اور حصین بن نمیر کندی کو اپنا قائم مقام کر گیا اور کہہ گیا کہ اے بردعۃ الحمار کے بیٹے! قریش کی دھوکہ بازی سے بچنا اور ان سے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ معاملہ کرنا پھر ان کا میوہ چُننا، اس کے بعد حصین چلا گیا اور مکہ اترا اور مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے چند دنوں لڑتا رہا اس کے بعد طبرانی نے باقی حدیث بیان کی ہے اسی حدیث میں یہ بھی ہے راوی کہتے ہیں کہ حصین بن نمیر کو یزید بن معاویہ کی موت کی اطلاع ملی، چنانچہ حصین بن نمیر بھاگ گیا، جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہو گیا مروان بن حکم نے اس کی جگہ سنبھالی طبرانی نے پھر یہ حدیث ذکر کی اور اسی میں یہ بھی ہے کہ پھر مروان بن حکم کا انتقال ہو گیا اور عبدالملک نے اپنے باپ کی جگہ سنبھالی اور کھڑا ہوا اہل شام نے اس کی اطاعت کی اس نے ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور کہا تم میں سے کون ابن زبیرؓ کے قتل کے لئے جاتا ہے حجاج نے کہا اے امیر المومنین! اس کام کے لئے میں تیار ہوں عبدالملک نے اسے خاموش کر دیا اس نے پھر دوبارہ کہا پھر اسے خاموش کر دیا اس نے پھر سہ بارہ کہا اس کام کے لئے اے امیر المومنین! میں جاؤنگا اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ابن زبیر کا جبہ چھینا ہے اور پہن لیا ہے، پھر تو عبدالملک نے اس کے لئے لشکر تیار کر کے اسے مکہ روانہ کیا اس نے مکہ پہونچکر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ شروع کر دی عبداللہ بن زبیرؓ نے اہل مکہ سے کہا تم لوگ ان دونوں پہاڑوں کی حفاظت کرو بیشک تم لوگ ہمیشہ بھلائی اور عزت کے ساتھ رہو گے جب تک کہ وہ ان دونوں پہاڑوں پر غالب نہ آجائیں ابھی اس کہنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ حجاج اور اس کے ساتھی جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے وہاں پر منجنیق (گولہ پھینکنے کا پرانے زمانہ کا ہتھیار) قائم کر دی وہیں سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں پر گولہ باری شروع کر دی جس صبح حضرت ابن زبیرؓ قتل کئے گئے اپنی ماں حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی خدمت میں آئے جن کی عمر اس وقت سو سال کی تھی اور ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ان کی بینائی بھی نہیں گئی تھی، حضرت اسماءؓ نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ! تم اپنی لڑائی میں کیا کر آئے؟ حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ وہ لوگ ایسی ایسی جگہ تک پہونچ گئے ہیں اور یہ کہکر ہنسے اور کہا کہ موت میں بڑا آرام ہے حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اے میرے بیٹے! شاید کہ تو میرے لئے موت کی تمنا کرتا ہے، میں نہیں پسند کرتی کہ مروں یہاں تک کہ میں تیری دو حالتوں میں سے ایک حالت کو دیکھ لوں یا تو تو مالک

ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں اور یا تو قتل کیا جائے اور میں تیرے قتل کی وجہ سے ثواب کی امید کروں راوی کہتے ہیں کہ پھر انھوں نے اپنی ماں کو رخصت کیا ماں نے ان سے کہا کہ اے میرے بیٹے! خبردار! اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ دین کی کوئی بات قتل کئے جانے کے خوف سے تم چھوڑ دو، یہ وہاں سے نکل کر مسجد الحرام میں داخل ہوئے حجرِ اسود کے پاس منجنیق سے بچنے کے لئے دو پتھر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے تھے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حجرِ اسود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک آنے والے نے آکر کہا کیا ہم تمہارے لئے کعبہ کا دروازہ نہ کھولدیں؟ کہ تم سیڑھیوں سے کعبہ میں چلے جاؤ حضرت عبداللہؓ نے اس کی طرف دیکھا پھر اُس سے کہا کہ تم ہر شے سے اپنے بھائی کو بچا سکتے ہو مگر موت سے نہیں بچا سکتے، اور کیا کعبہ کے لئے ایسی حرمت ہے جو اس جگہ کے لئے نہیں، خدا کی قسم اگر حجاج کا لشکر تم لوگوں کو پالے اور تم لوگ کعبہ کے پردے سے بھی چمٹے ہوئے ہو تو وہ تم لوگوں کو قتل کر دیگا، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا گیا تو پھر تم ان سے صلح ہی کی باتیں کرو انھوں نے کہا کیا یہ صلح کا وقت ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ تم لوگوں کو بیت اللہ میں بھی پائیگا جب بھی وہ تم سب کو ذبح کر دیگا اور یہ شعر پڑھا:-

ولست بمبتاع الحیاۃ بسبۃ (۱) ولا مرتق من خشیۃ الموت سلما

انافس سھما انہ غیر بارح (۲) ملاقی المنایا ای حرف تیمما

ترجمہ اشعار

۱- میں ذلت اختیار کرکے زندگی کو مول لینے والا نہیں، اور موت کے ڈر سے سیڑھیوں پر چڑھنے والا نہیں،

۲- میں ایسے تیر کی رغبت کرتا ہوں جو جدا ہونے والا نہیں اور موت سے ملاقات کرنے والا کونسی جانب قصد کر سکتا ہے؟

اس کے بعد خاندانِ زبیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نصیحت فرمائی کہ تم میں ہر آدمی کو چاہیئے کہ اپنی تلوار کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح آدمی اپنے چہرہ کو چھپاتا ہے، (دیکھو) تلوار ٹوٹنے نہ پائے ورنہ اگر تلوار ٹوٹ گئی تو اپنی حفاظت اپنے ہاتھ سے عورتوں کی طرح کریگا، خدا کی قسم میں لشکر سے کبھی نہیں ملا مگر اگلی جماعت میں رہا اور مجھے زخموں سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ان کے علاج اور دوا سے تکلیف ہوتی ہے، راوی کہتے ہیں کہ ابھی وہ یہ نصیحت کر ہی رہے تھے

کہ اچانک ان لوگوں پر بابِ بنی جمح سے کچھ لوگ گھس آئے جن میں ایک حبشی بھی تھا عبداللہ بن زبیرؓ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حمص کے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور آپ کے پاس دو تلواریں تھیں سب سے پہلا جو آدمی ان کے سامنے آیا وہ یہ حبشی تھا تلوار سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کے پیر سے کٹنے کی آواز نکلی اس حبشی نے ان سے کہا ہٹ اے زانیہ کے بیٹے! حضرت ابنِ زبیرؓ نے اس سے کہا اے ابن حام! تو ذلیل ہو۔ کیا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زانیہ ہیں؟ (ہرگز ایسا نہیں) پھر ان لوگوں کو مسجد الحرام سے مار بھگایا اور ابھی واپس ہوئے ہی تھے کہ ایک قوم بابِ بنی سہم سے داخل ہوئی پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ اہلِ اردن ہیں آپ نے اُن پر حملہ کیا اور یہ شعر کہہ رہے تھے:۔

لا عهد لی بغارة مثل السیل ـــ لا ینجلی غبارها حتی اللیل

ترجمہ:۔ میں نے ایسی لوٹ نہیں دیکھی جو سیل کی طرح ہے اس کا غبار رات تک نہیں چھٹ سکتا"

اور ان لوگوں کو بھی مسجد الحرام سے مار بھگایا اتنے میں ایک اور قوم بابِ بنی مخزوم سے داخل ہوئی ان پر بھی حملہ کیا اور آپ کہہ رہے تھے

لو کان قرنی واحد کفیته۔

ترجمہ:۔ "اگر میرے لئے ایک ہی جانب ہوتی تو میں اس کے لئے کافی تھا"

راوی کہتے ہیں کہ مسجدِ حرام کی چھت پر حضرت عبداللہؓ کے مددگار بعض دشمنوں کو اینٹ وغیرہ سے مار رہے تھے، حضرت عبداللہؓ نے ان داخل ہونے والوں پر بھی حملہ کیا، اتفاقاً ایک اینٹ ان کے سر پر لگی اور ان کے سر کو پھاڑ دیا یہ کھڑے ہو کر کہنے لگے:۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ـــ ولکن علی اقدامنا تقطر الدماء

ترجمہ:۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم کا خون بہے ہمارے تو پیروں پر ہمارا خون بہتا ہے (یعنی ہم پشت پھیرنے والے نہیں)

راوی کہتے ہیں پھر یہ گر پڑے ان کے دو آزاد کردہ غلام ان پر جھکے اور وہ دونوں کہہ رہے تھے:۔

العبد یحمی ربه و یحتمی۔

ترجمہ:۔ بندہ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور خود بھی (خدا کی مدد سے) محفوظ رہتا ہے

راوی کہتے ہیں پھر لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور ان کے سر کو کاٹ لیا [۱]

ابن اسحٰق[۲] کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کے وقت جب وہ مسجد حرام میں قتل کئے گئے تھے موجود تھا لشکروں نے مسجدِ حرام کے ہر دروازے سے داخل ہونا شروع کیا، جب کبھی کوئی قوم کسی دروازے سے داخل ہوتی یہ تن تنہا ان پر حملہ کرتے اور ان کو مار بھگاتے وہ یہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک پتھر مسجدِ حرام کے پتھروں میں سے ان کے سر پر لگا اور ان کو پچھاڑ دیا اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

اسماء ان قتلت لا تبکینی (۱) لم یبق إلا حسبی ودینی

وصارم لانت به یمینی [۳]

ترجمہ اشعار

۱۔ اے اسما! اگر میں قتل کیا گیا تو تم رونا نہیں، میرے دین اور میرے حسب کے سوا کچھ باقی نہیں رہیگا۔ اور جس نے میرے داہنے ہاتھ کو سست کر دیا وہ تلوار (ابھی باقی رہ جائیگی)

جہاد سے بھاگنے پر تہدید

حضرت اُم سلمہؓ[۴] سے روایت ہے کہ انھوں نے سلمہ بن ہشام بن مغیرہؓ کی بیوی سے پوچھا کہ میں سلمہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں نہیں دیکھتی سلمہؓ کی بیوی نے کہا خدا کی قسم انھیں نکلنے کی طاقت نہیں جب کبھی وہ نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں بھگوڑا بھگوڑا یعنی تم انھیں لوگوں میں سے ہو جو جہاد سے بھاگ نکلے تھے، اسی وجہ سے وہ گھر میں بیٹھ رہے اور نکلتے نہیں، سلمہؓ غزوۂ موتہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ تھے۔ [۵]

حضرت ابو ہریرہؓ[۶] فرماتے ہیں کہ مجھ میں اور میرے چچیرے بھائی میں کچھ بات چلی اس نے کہا کیا تم غزوۂ موتہ میں بھاگے نہیں؟ پس میں نے نہیں جانا کہ اُسے اس بات کا کیا جواب دوں؟

---

[۱] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۵۵ رواہ الطبرانی وفیہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن الذماری وثقہ ابن حبان وغیرہ وضعفہ ابو زرعۃ وغیرہ۔ انتہی، واخرجہ ایضا ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۲۰۳ مطولا وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۳۱ بنحوہ مختصرا والحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۵۵۰ قطعۃ من اولہ [۲] واخرج ابو نعیم والطبرانی ایضاً [۳] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۵۶ رواہ الطبرانی وفیہ جماعۃ لم اعرفہم [۴] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲ [۵] قال الحاکم ووافقہ الذہبی: ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ابن اسحٰق مثلہ کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۹ [۶] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲ من طریق الواقدی

جہاد سے بھاگنے پر ندامت اور گھبراہٹ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ[1] فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے سریوں میں سے ایک سریہ میں تھا کچھ لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے اور میں بھی بھاگنے والوں میں تھا ہم لوگوں نے کہا کہ اب کیا کریں؟ ہم جہاد سے بھاگے ہیں اور اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے، پھر ہم لوگوں نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو قتل کر دیئے جائیں گے پھر یہ رائے ہوئی کہ اگر ہم لوگ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں تو اگر ہمارے لئے توبہ کی کوئی سبیل ہو تو فبہا ورنہ ہم لوگ چلے جائیں گے ہم لوگ آپؐ کی خدمت میں صبح کی نماز سے قبل آئے، آپؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ جہاد سے بھاگنے والے ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم لوگ مکرر حملہ کرنے والے ہو، میں تمہاری اور مسلمانوں کی جماعت میں ہوں راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم لوگ آپؐ کے پاس آئے اور ہم نے آپؐ کے ہاتھ چومے[2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ[3] فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو آنحضرتؐ نے ایک سریہ (جماعت) میں بھیجا جب ہماری دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی ہم لوگ صبح ہی صبح شکست کھا گئے، ہم چند آدمی رات کے وقت مدینہ میں آئے اور چھپ رہے پھر ہم لوگوں نے کہا اگر ہم لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ سے معذرت چاہیں تو بڑا اچھا ہے چنانچہ ہم لوگ آپؐ کی طرف چلے اور آپؐ سے ملے اور عرض کیا ہم لوگ یا رسول اللہ! بھاگنے والوں میں سے ہیں، آپؐ نے فرمایا، نہیں! بلکہ تم ہماری طرف مائل ہونے والوں میں سے ہو، اور میں تمہاری جماعت ہوں، اسودؒ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ہر مسلمان کی جماعت ہوں[4]

حضرت ابن عمرؓ[5] کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ بھاگنے والوں میں سے ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم ہماری طرف متوجہ ہونے والوں میں سے ہو، اس کے بعد ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینہ میں داخل نہ ہوں اور دریا میں سوار ہو جائیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو میں ہر مسلمان کا مرجع ہوں[5]

---

[1] اخرج الامام احمد [2] وعندہ ایضا عنہ [3] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۸ [4] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۷۷ [5] واخرجہ ایضا ابو داؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ بنحو روایۃ الامام احمد کما فی تفسیر لابن کثیر ج ۲ صفحہ ۲۹۴ وابن سعد ج ۴ صفحہ ۱۰۷ بنحوہ

حضرت[1] عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا جس وقت حضرت عبداللہ بن زیدؓ آئے اور ایک خبر کی انھوں نے منادی کی حضرت عمرؓ نے پکارا اے عبداللہ بن زید! یہ مسجد میں میرے حجرہ کے دروازہ پر سے گذر رہے تھے، اور حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا اے عبداللہ بن زید! کیا خبر لائے؟ انھوں نے کہا اے امیرالمومنین! خبر تو آپ کے پاس آگئی، پھر ان کے پاس پہونچکر ساری خبر سنائی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کسی آدمی کے متعلق نہیں سنا کہ کسی کام میں حاضر رہا ہو پھر اُسے بیان کیا ہو اور وہ اپنی خبر پر ثابت رہا ہو بہ نسبت عبداللہؓ کے، پھر جب جہاد سے بھاگے ہوئے لوگ آئے اور حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی یعنی مہاجرین اور انصار کی فرار سے گھبراہٹ دیکھی تو آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت تم گھبراؤ نہیں میں تمہارا مرجع ہوں اور میں نے تم کو اپنی طرف ملا لیا ہے۔

محمد[2] بن عبدالرحمن بن الحصینؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ معاذ قاری رضی اللہ عنہ جو بنی نجار میں سے ہیں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس غزوہ میں شریک تھے اور اس دن یہ لوگ بھاگ آئے تھے یعنی جسر ابو عبید کے واقعہ کے دن جب یہ اس آیۃ کو پڑھتے۔ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (الانفال رکوع ۲)

ترجمہ: "جو شخص جنگ کے دن اپنی پشت پھرائیگا مگر جہاد میں پینترا بدلنے کے لئے یا اپنی جماعت کی طرف سمٹنے کے لئے، پس یہ بھاگنے والا اللہ کے غضب میں ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔"

تو رو پڑتے ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے کہ اے معاذ! مت رو میں تمہارے لئے مرجع ہوں اور تم میری طرف جمع ہوئے ہو،

حضرت[3] عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن عبیدؓ سے فرمایا اور یہ سعدؓ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں اور یہ اُس دن شکست کھا گئے تھے جس دن کہ ابو عبید کو زخمی کیا گیا تھا اور انھیں قاری کہا جاتا تھا حضورؐ کے صحابہؓ میں سے ان کے علاوہ کسی کو قاری نہیں کہا جاتا تھا، ان سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ کیا تمہیں شام

---

[1] واخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۷۲ [2] واخرج ابن جریر ایضاً ج ۴ صفحہ ۷۲ [3] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۰۰

جانے کی رغبت ہے؟ مسلمان ملکِ شام میں جمع ہوئے ہیں اور دشمنوں نے ان پر بہادری جتا رکھی ہے اور شاید کہ تم اپنے سے اس عار کو دھو سکو جنہوں نے کہا نہیں، میں تو اُسی سرزمین پر جانا چاہتا ہوں جہاں سے میں بھاگا تھا اور اُن ہی دشمنوں کو چاہتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ کیا تھا جو کچھ کر کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ یہ قادسیہ پہنچے اور شہید کر دیئے گئے۔

جہاد میں جانے والوں کی اعانت کرنا اور سامان دینا

جبلہ[۱] بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ میں تشریف نہ لے جاتے تو اپنا ہتھیار حضرت علیؓ یا حضرت اسامہؓ کو دیدیا کرتے تھے۔

حضرت[۲] انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اسلمی جوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میرے پاس مال نہیں جس کے ذریعہ اسباب مہیا کروں آپؐ نے فرمایا فلاں انصاری کے پاس جاؤ اس نے جہاد کے لئے سامان تیار کیا تھا اور وہ بیمار ہوگیا ہے، اور اس سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے اور اس سے کہنا کہ مجھے اپنا وہ سامان دیدے جو جہاد کے لئے تو نے تیار کیا تھا۔ ان انصاری کے پاس یہ اسلمی آئے اور ان سے یہ باتیں کہیں ان انصاری نے اپنی بیوی کو آواز دی کہ اے فلانی! اُسے وہ سارا سامان دیدے جو تو نے مجھے جہاد کے لئے دیا تھا اور اس میں سے کسی چیز کو نہ روک! تجھے خدا کی قسم اس میں سے اگر تو ذرا سی چیز بھی روکے گی تو تجھے برکت دی جائے ایسا نہ ہوگا۔[۳]

حضرت[۴] ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میری سواری کا جانور ہلاک ہوگیا آپ مجھے سواری دیجئے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں، ایک دوسرے آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس مانگنے والے کو ایسا آدمی بتلا دوں جو اسے سواری دیدے؟ آپ نے فرمایا جس نے خیر کی طرف رہبری کی اس کے لئے اُس خیر کے کرنے والے جیسا اجر ہے۔

حضرت[۵] جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے غزوہ کا ارادہ فرمایا آپؐ نے فرمایا

۱؎ اخرجہ الامام احمد والطبرانی ۲؎ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۳ رجالہ ثقات ۳؎ واخرجہ ابو داؤد ۴؎ واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۳۷ والبیہقی ج ۹ صفحہ ۲۸ ایضا عن انسؓ بنحوہ ۵؎ واخرجہ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۳ ۶؎ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۸ عن ابی مسعود بنحوہ ۷؎ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷۲ والحاکم ج ۲ صفحہ ۹۰ وصححہ

اے مہاجرین وانصار! تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ نہ تو ان کے پاس مال ہے اور نہ خاندان، چاہئے کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ دو آدمی یا تین آدمی ان میں سے لے لے ہم میں سے کسی ایک کے پاس پوری سواری نہیں، مگر نوبت بہ نوبت ایک ایک جانور پر کئی کئی کا سوار ہونا ہوتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے اپنے ساتھ دو یا تین آدمی لے لئے میرے لئے بھی اپنے نمبر پر اسی طرح سوار ہونا تھا جس طرح کہ ان میں سے ہر ایک اپنے نمبر پر سوار ہوتا تھا [1]

حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جانے کے لئے آواز دی میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آیا آپ کے صحابہؓ کی پہلی جماعت جا چکی تھی میں نے مدینہ میں آواز لگانی شروع کی کہ ہے کوئی جو ایک آدمی کو لیجائے اور اس آدمی کا سہم لے لے (مال غنیمت میں جو حصہ ملتا ہے) انصار کے ایک شیخ نے پکار کر کہا کہ ہمارے لئے اس کا سہم ہے اس شرط پر کہ ہم اسے نوبت بہ نوبت سواری پر لیجائیں گے اور اس کا کھانا ہمارے ساتھ ہوگا، واثلہؓ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں مجھے منظور ہے اس شیخ نے کہا تو پھر چلو اللہ برکت دے، چنانچہ میں اس بھلے شیخ کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو مال غنیمت دیا میرے حصہ میں کئی جوان اونٹنیاں آئیں میں ان کو ہنکا کر اس کے پاس لایا، وہ نکلا، اپنے اونٹ کے پالانوں میں سے ایک پالان پر بیٹھ گیا پھر اس نے کہا انھیں پیچھے پیچھے ہنکا لا، تھوڑی دیر بعد کہا، ان کو آگے آگے ہنکا کر لے چل اس کے بعد اس نے کہا مجھے تو تیری ساری اونٹنیاں اچھی دکھائی دیتی ہیں واثلہؓ نے کہا یہ تیرا ہی تو مال غنیمت ہے وہ مال کہ جس کی میں نے شرط کی تھی، شیخ نے کہا اے میرے بھتیجے! تو اپنی اونٹنیاں لے میں نے تیرے حصہ کے علاوہ کا ارادہ کیا ہے بیہقی فرماتے ہیں گویا کہ اس شیخ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ تیرے ساتھ سلوک کیا اس سے کسی اجرت کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ ہمارا مقصد تو آخرت کے اجر و ثواب میں شرکت کا ہے، [2]

حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ میں اگر اپنا کوڑا اللہ کے راستے میں دوں یہ بات میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حج پر حج کروں [3]

---

[1] واخرج البیہقی ایضاً ج ۹ صفحہ ۲۸ [2] واخرج الطبرانی [3] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۴ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات

اجرت لیکر جہاد کرنا

حضرت[۱] عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضورؐ نے ایک سریّہ میں روانہ فرمایا ایک آدمی نے کہا میں تمہارے ساتھ اس شرط پر چلتا ہوں کہ تم میرے لئے ایک حصہ مالِ غنیمت میں سے دو پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے کیا علم تم لوگوں کو غنیمت ملے یا نہ ملے تم تو میرے لئے ایک معین حصہ مقرر کر دو میں نے اُس کے لئے تین اشرفیاں مقرر کیں، پھر ہم لوگوں نے جہاد کیا اور مالِ غنیمت حاصل کیا میں نے حضورؐ سے اُس آدمی کے بارے میں دریافت کیا آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا میں اُس کے لئے دنیا و آخرت میں سوائے اِن تین دینار کے جو اُس نے لئے ہیں اور کچھ نہیں پاتا،[۱]

حضرت[۲] یعلیٰ بن منیۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں چلنے کا اعلان کیا میں بہت بوڑھا تھا اور میری کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا میں نے ایک اجرت پر چلنے والا تلاش کیا اور یہ اجرت ٹھہرائی کہ اپنا حصہ (غنیمت) اسے دیدونگا، مجھے ایک آدمی مل گیا جب کوچ کا وقت قریب آیا تو اُس آدمی نے مجھ سے آکر کہا میں نہیں جانتا کہ سہم کیا چیز ہے؟ اور میرا حصہ کیا ہوگا؟ تم تو میرے لئے کوئی چیز مقرر کر دو چاہے حصّہ غنیمت ملے یا نہ ملے میں نے اس کے لئے تین دینار مقرر کر دیئے جب میں نے غنیمت لے لی تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنا حصہ اُسے دیدوں لیکن مجھے وہ تین دینار یاد آگئے میں نے حضورؐ کے پاس حاضر ہو کر آپؐ سے اُس آدمی کا تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا کہ میں اُس آدمی کے لئے اُس کے اس جہاد میں دنیا میں راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپؐ نے یہ بھی کہا اور آخرت میں سوائے ان تین دینار کے جس کو اُس نے مقرر کیا تھا اور کچھ نہیں پاتا،

غیر کے مال سے جہاد کرنا

حضرت[۳] میمونہ بنت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو اس شخص کے بارے میں فتویٰ دیجئے

---

[۱] اخرجہ الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۲۳ وفیہ بقیۃ وقد صرح بالسماع انتہیٰ [۳] واخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۳۱ عن عبداللہ بن دیلمی [۲] اخرجہ الطبرانی

جو خود غزوہ کرنے نہیں گیا دراپنا مال دوسرے کو غزوہ کرنے کے لئے دیا آیا اس مال دینے والے کو اجر وثواب ہے؟ یا جہاد میں جانے والے کو؟ آپؐ نے فرمایا مال دینے والے کو اس کے مال کا اجر ہے اور جہاد میں جانے والے کے لئے اس چیز کا اجر ہے جس کی اس نے نیت کی[۱]

اپنے عوض دوسرے کو جہاد میں بھیجنا

حضرت[۲] علی بن ابی ربیعہ اسدی فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس ایک آدمی اپنے بیٹے کو اپنے عوض میں جہاد میں جانے کے لئے لایا حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے بوڑھے کی رائے اس جوان کے جانے سے زیادہ پسند ہے[۳]

اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے مانگنے پر تہدید

حضرت[۴] نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوی نوجوان مسجد میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ میں لمبے تیر تھے وہ کہہ رہا تھا کوئی میری اعانت کرتا ہے اللہ کے راستے میں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا چنانچہ اس کو آپ کے پاس لایا گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے اجرت پر کون اپنی کھیتی کے کام میں لگاتا ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں اسے ہر مہینہ کتنی اجرت دیدیا کروں؟ حضرت عمرؓ نے کوئی مقدار بتائی اور کہا اسے لیکر جاؤ چنانچہ اس مانگنے والے نے کئی مہینہ اس کی زمین میں کام کیا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس انصاری سے پوچھا کہ ہمارا مزدور کیسا ہے؟ کہا ٹھیک ہے اے امیر المومنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا تو اس کو اور اس کی جو کچھ اجرت جمع ہوگئی ہے میرے پاس لاؤ، یہ انصاری اس کو اور اس کے درہموں کی تھیلی کو لائے حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کو لے، اب اگر تیرا جی کرے تو غزوہ کر اور جی کرے تو بیٹھ جا[۵]

جہاد کے لئے قرض لینا

حضرت[۶] عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے آکر سوال

---

[۱] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۳ وفیہ من لم اعرفہم [۲] اخرج البیہقی وغیرہ [۳] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۸۰
[۴] اخرج البیہقی [۵] کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۸۱ [۶] اخرج ابو یعلی

کہا کہ کیا آپ نے حضورؐ سے گھوڑوں کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک بھلائی باندھ دی گئی ہے، اللہ کے لئے اسے خریدو اور اللہ کے لئے اسے قرضہ پر دو آپؐ سے پوچھا گیا تھا یا رسول اللہ! ہم اللہ کے لئے گھوڑا خریدیں اور اللہ کے لئے قرض پر دیں اس کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو کہ ہمارے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے تک ہمیں یہ گھوڑا قرض دیدو اور بھیجنے والا یوں کہے ہم نے اسے اس وقت تک کے لئے بھیجا کہ اللہ فتح دے، تم لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمہارا جہاد سرسبز ہے اور عنقریب آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو جہاد کے بارے میں شک کریگی تم لوگ ان کے زمانہ میں جہاد میں جانا پھر غزوہ کرنا اس لئے کہ اس زمانہ میں غزوہ کرنا ہی سرسبزی کا باعث ہوگا[1]

مجاہد فی سبیل اللہ کی مشایعت کرنا اور رخصت کرنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ہمراہ بقیع غرقد تک تشریف لے گئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اللہ کے نام پر جاؤ اے میرے اللہ! ان لوگوں کی امداد فرما[2]۔ محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید کو کسی کھانے کی طرف مدعو کیا گیا جب حضرت عبداللہؓ آئے تو انھوں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو رخصت فرماتے تھے تو فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَ اَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔ ترجمہ: "میں تمہارا دین تمہاری امانتوں اور تمہارے اعمال کے خاتموں کو اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں"[3]

حضرت حسنؓ[4] سے حضرت اسامہؓ کے لشکر کے روانہ کرنے کے سلسلہ میں اک حدیث میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نکلے اور ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کو رخصت کیا اور روانہ کیا، حضرت ابوبکرؓ پیدل چل رہے تھے اور حضرت اسامہؓ سوار تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوبکرؓ کی سواری کھینچے ہوئے لے چل رہے تھے حضرت اسامہ نے خلیفۂ اول

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۶۰ وفیہ بقیۃ وہو مدلس وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی [2] اخرجہ الحاکم ج ۲ صفحہ ۹۸ [3] قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم [4] واخرجہ ایضاً ج ۲ صفحہ ۹۷ [5] واخرج ابن عساکر من طریق سیف عن الحسن فذکر الحدیث حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۴۱۲ فی تنفیذ جیش اسامہؓ

سے عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ میں نیچے اترتا ہوں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو اترے گا اور خدا کی قسم نہ میں سوار ہونگا میرا اس میں کیا نقصان ہے کہ اگر میرے دونوں قدم تھوڑی دیر کے لئے اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں اس لئے کہ ہر وہ قدم جو غازی اٹھاتا ہے اس کے لئے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجے اس کے لئے بلند کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں جب حضرت ابو بکرؓ رخصت کر چکے تو حضرت اسامہؓ سے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو حضرت عمر بن خطابؓ کو میری امداد کے لئے چھوڑ دو حضرت اسامہؓ نے اجازت دیدی [1]

حضرت [2] یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے ملک شام کی طرف لشکر روانہ فرمائے یزید بن ابو سفیانؓ کے ہمراہ پہونچانے کے لئے پیدل نکلے یزید بن ابو سفیان اس لشکر میں سے چوتھائی کے امیر تھے روایت کرنے والے بڑے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یزیدؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ میں اترتا ہوں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نہ تو تم اترنے والے ہو اور نہ میں سوار ہونے والا میں نے اللہ کے راستے میں اپنے اس چلنے کو حصول ثواب کے لئے کیا ہے اور پوری حدیث بیان کی [3]

حضرت [4] جابر رعینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر کو رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ پیدل چلے اور فرمایا اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں کہ اللہ کے راستے میں ہمارے قدم غبار آلود ہوئے ان سے کہا گیا کہ ہمارے قدم کیسے گرد آلود ہو گئے؟ ہم لوگ تو لشکر کو پہونچانے گئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ہم نے لشکر کو سامان دیا ان کو رخصت کیا اور ان کے لئے دعا کی [5]

حضرت [6] مجاہدؒ فرماتے ہیں میں غزوہ کرنے کے لئے چلا ہم لوگوں کو رخصت کرنے کے لئے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ چلے جب ہم سے واپسی کا ارادہ کیا فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہیں دوں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بیشک جب اللہ پاک کی سپردگی میں کوئی چیز دیدی جاتی ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے میں تم دونوں کے دین اور تم دونوں کی امانت اور تم دونوں کے خاتمۂ اعمال کو اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں۔

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۱۴ [2] واخرج مالک [3] واخرجہ البیہقی عن صالح بن کیسان بنحوہ، کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۵ [4] واخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷۳ [5] واخرجہ ابن ابی شیبۃ بنحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۸۹ واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن قیس نحو حدیث مالک مختصرا، [6] واخرج البیہقی ج ۵ صفحہ ۱۷۳

غازیوں کا استقبال کرنا

حضرت[۱] سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے، لوگ آپؐ سے ملنے کے لئے نکلے میں بھی بچوں کے ہمراہ آپؐ سے ثنیۃ الوداع پر ملا، حضرت[۲] سائبؓ کی دوسری روایت میں اس طرح پر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے مدینہ سے نکل کر ثنیۃ الوداع پر آپؐ کا استقبال کیا میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور میں نوجوان تھا ہم لوگ آپؐ سے ملے۔[۳]

ماہِ رمضان میں اللہ کے راستہ میں نکلنا

حضرت[۴] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ کے ہمراہ رمضان میں غزوۂ بدر اور مکۂ معظمہ فتح کیا تھا۔[۵]

حضرت[۶] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو غزوے رمضان میں غزوۂ بدر اور فتح مکہ کئے اور ہم نے اپنے روزے ان دونوں سفروں میں کھول دیئے تھے اور یہی اچھا ہوا۔[۷]

حضرت ابن[۸] عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہلِ بدر تین سو تیرہ آدمی تھے جن میں مہاجرین چھہتر تھے بدر میں کفار کی شکست جمعہ کے دن واقع ہوئی جبکہ سترہ دن رمضان مبارک کے گذر چکے تھے[۹] بزار کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہم تین سو اور کچھ اوپر دس آدمی تھے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ انصاری حضرات دو سو چھتیس تھے اور مہاجدین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا۔[۹]

حضرت[۱۰] ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں تشریف لے گئے اور مدینہ میں ابو رہم کلثومؓ بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے، آپؐ کی یہ روانگی رمضان کے مہینے میں ہوئی جب دس دن گذر چکے تھے۔

---

[۱] اخرج البوداؤد [۲] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۱۷۵ [۳] اخرجہ الترمذی [۴] والحدیث۔ کذا فی المختصر ج ۴ صفہ ۱۳۱ [۵] واخرجہ ایضا ابن سعد والامام احمد [۶] کذا فی الکنز ج ۴ صفہ ۳۲۹ [۷] وعند الامام احمد [۸] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۶۹ [۹] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۹۳ رواہ الطبرانی ... وفیہ الحجاج بن ارطاۃ وہو مدلس۔ انتہی۔ [۱۰] واخرج ابن اسحاق

آپؐ نے بھی روزہ رکھا اور صحابۂ کرامؓ نے بھی روزہ رکھا، جب آپؐ موضع کدید پر پہونچے یہ موضع عسفان اور امج کے درمیان ہے آپؐ نے روزہ افطار فرمایا اس کے بعد آپؐ آگے چلے اور مرالظہران پر پہونچے، آپؐ کے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے[۱]،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں تشریف لے چلے اور آپؐ موضع کدید پر پہونچنے تک برابر روزے رکھتے رہے[۲]،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں نکلے اور آپؐ نے روزے رکھے یہاں تک کہ آپؐ موضع قدید پہونچے جو راستہ میں پڑتا ہے اور یہاں آپؐ ٹھیک دوپہر میں پہونچے تھے لوگ پیاسے ہو گئے، اور اپنی گردنیں اونچی کرنے لگے (یعنی پانی کی طرف دیکھنے لگے) اور لوگوں کے جی میں پانی کا شوق پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ طلب فرمایا جس میں پانی تھا اور اس کو اپنے ہاتھ میں لیے یہاں تک کہ لوگوں نے آپؐ کو دیکھا اس کے بعد آپؐ نے پیا اور لوگوں نے بھی پیا[۳]

اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے نام لکھنا

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ برتے اور ہرگز کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ سنکر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا نام ایسے ایسے غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری عورت حج کرنے کے لئے نکلی ہے آپؐ نے فرمایا جا تو اپنی عورت کے ساتھ حج کر[۴]،

وطن کی واپسی پر نماز پڑھنا اور کھانا کھلانا

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے چاشت کے وقت آتے مسجد میں تشریف لے جا کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے[۵]،

---

[۱] رواہ البخاری نحوہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۸۸ واخرجہ الطبرانی مثلہ فی حدیث طویل قال الہیثمی ج ۶ صفحہ رجالہ رجال الصحیح ۔ انتہی [۲] وعند عبدالرزاق وابن ابی شیبۃ [۳] وعند عبدالرزاق ایضاً عنہ [۴] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۲۰ واخرج الحدیث ایضاً مسلم والترمذی والنسائی ومالک من طرق عن ابن عباس کما فی جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۱۵۹ [۵] اخرج البخاری

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا جب ہم مدینہ پہونچے آپؐ نے مجھ سے فرمایا مسجد میں داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا کرو[۱] نیز انھیں کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے اونٹ یا گائے ذبح فرماتے[۲]

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ خریدا دو اوقیہ (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور ایک درہم یا دو درہم کے عوض میں، مقام صرار پہونچکر آپؐ نے گائے کے بارے میں حکم دیا وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اُسے کھایا پھر جب آپؐ مدینہ پہونچے مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جاؤں اور دو رکعت نماز پڑھوں اور مجھے آپؐ نے اونٹ کی قیمت تول کر دی[۳]

جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا نکلنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا قصد فرماتے اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس کسی کے نام کا قرعہ نکل آتا اُسی کو اپنے ہمراہ لے جاتے جب غزوۂ بنی مصطلق پیش آیا آپؐ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے بارے میں قرعہ اندازی کی جس طرح کہ آپؐ کیا کرتے تھے تمام ازواج میں سے میرے لئے آپؐ کے ساتھ چلنے کا قرعہ نکلا مجھ کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اُس زمانہ میں عورتیں بہت تھوڑا بقدرِ زیست کھاتی تھیں موٹی نہیں ہوتی تھیں کہ بوجھل ہوجائیں جب میرا اونٹ چلتا میں اپنے ہودج پر بیٹھ جاتی پھر وہ لوگ آتے جو میرے اونٹ کو ہنکاتے تھے مجھے ہودج سمیت پکڑتے اور اٹھاتے اور اونٹ کی پشت پر رکھ دیتے اور اس ہودج کو اس کی رسّی سے باندھ دیتے پھر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے چلتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سفر کی حاجت سے فراغت پاکر لوٹے اور مدینہ کے قریب پہونچے ایک منزل میں پڑاؤ ڈالا اور رات کا کچھ حصہ وہاں گذارا پھر اطلاع دینے والے نے لوگوں میں کوچ کی اطلاع دی لوگ کوچ کی تیاری میں لگ گئے اور میں اپنی بعض حاجت کے لئے نکلی اور میرے گلے میں میرا ہار پڑا ہوا تھا جو جِزع کے موضع ظفار کی کوڑیوں کا تھا جب میں نے اپنی حاجت سے فراغت کی وہ ہار میرے گلے سے نکل گیا اور مجھے پتہ نہ چلا میں اپنے کجاوہ کے پاس آئی اور میں نے ہار

---

[۱] واخرجہ ایضاً [۲] واخرجہ ایضاً عنہ [۳] زادہ من شعبۃ عن محارب [۴] اخرجہ ابن اسحاق

کو اپنے گلے میں ٹٹولا اور نہ پایا اور لوگوں نے کوچ شروع کر دیا تھا میں اُسی جگہ لوٹی جہاں
حاجت کے لئے گئی تھی اور میں نے اُس کو تلاش کیا اور پا لیا، بعد میں وہ لوگ آئے جو میرے
اونٹ پر کجاوہ اٹھا کر رکھا کرتے تھے اور وہ اپنے کجاووں سے فارغ ہو کر آئے تھے انھوں
نے میرے ہودج کو پکڑا اور انھیں یہ گمان تھا کہ میں اسی میں ہوں جیسا کہ میں
رہا کرتی تھی اور اُسے اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیا اور ان لوگوں کو اس بارے میں شک نہ گذرا
کہ میں اس میں نہیں ہوں، پھر اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ لوگ چل دیئے، جب میں لشکر کی طرف لوٹ
کر آئی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا سب جا چکے تھے، میں اپنی
چادر میں لپٹ کر اُسی جگہ لیٹ گئی اور میں نے جان لیا کہ جب میں نہ پائی جاؤں گی تو لوگ
لوٹ کر میری طرف ضرور آئیں گے، پس خدا کی قسم میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن معطل سلمیؓ
میرے پاس گذرے اور یہ لشکر سے اپنی ضروریات کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے، جس کی وجہ
سے اندھیرے لوگوں کے ساتھ نہ جا سکے تھے انھوں نے اندھیرے میں میری
سیاہی دیکھی وہ میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور اس سے پہلے کہ عورتوں پر پردہ کا حکم لگایا
جائے وہ مجھ کو دیکھ چکے تھے، انھوں نے کہا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ یہ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پردہ نشین ہیں، اور میں اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی تھی انھوں نے کہا
کہ خدا تم پر رحم فرمائے تم کس وجہ سے پیچھے رہ گئیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان
سے کوئی بات نہیں کی۔ انھوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور مجھ سے یہ کہہ کر اس پر
سوار ہو جاؤ پیچھے ہٹ گئے، میں اس پر سوار ہو گئی انھوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور
تیزی کے ساتھ لوگوں کی طلب میں چلے پس خدا کی قسم ہم نے صبح تک لوگوں کو نہ پایا اور
لوگ ہمیں نہ ملے، لوگوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور اطمینان کے ساتھ ٹھہر چکے تھے اتنے میں
یہ پیچھے سے میرے اونٹ کو کھینچتے ہوئے پہونچے اس پر بہتان باندھنے والوں نے جو انھیں
کہنا تھا کہا اور لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی اور خدا کی قسم مجھے اس میں سے کسی بات کا پتہ
نہ چلا اس کے بعد ہم لوگ مدینہ پہونچ گئے میں مدینہ پہونچتے ہی بہت سخت بیمار ہو گئی اور مجھے اُس قصہ کی
کوئی اطلاع نہیں دی، اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والدین تک پہونچی
مجھ سے ان حضرات نے تھوڑا بہت کچھ تذکرہ نہیں فرمایا ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ میں نے حضور
کی بعض وہ پہلی عنایتیں نہ دیکھیں اس سے پہلے جب میں کبھی بیمار ہو جاتی تھی تو آپ مجھ پر
بہت کچھ مہربانی اور شفقت فرمایا کرتے تھے، آپ نے میری اس بیماری میں وہ کچھ بھی نہیں۔

مجھے آپ کی اس بات سے کچھ کھٹک محسوس ہوئی آپ جب گھر میں داخل ہوتے اور میرے
پاس میری ماں کو میری تیمارداری میں مشغول دیکھتے فرماتے کہ اب اس کا کیا حال ہے؟
اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے سنتے، میں نے اپنے دل میں اس بات سے رنج محسوس کیا جب
میں نے اپنے بارے میں آپ کی یہ بے رخی دیکھی، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش
آپ مجھے اجازت دیدیں کہ میں اپنی والدہ کے پاس چلی جاؤں تاکہ وہ میری تیمارداری کریں آپ نے فرمایا اس میں
تمہارا کچھ حرج نہیں، تو میں اپنی ماں کے پاس چلی گئی اور جو کچھ گذرا تھا اس کا ابھی تک مجھے قطعاً علم نہ ہو یہاں
تک کہ مجھے اپنی اس بیماری سے کچھ اوپر بیس روز میں شفا ہوئی ہم لوگ عربی قوم تھے اپنے
گھروں میں یہ بیت الخلاء نہیں بنایا کرتے تھے جو اہلِ عجم میں پائے جاتے ہیں ہم لوگوں
کو بیت الخلاء کا گھر میں ہونا پسند نہیں تھا اور اس کو ہم اہلِ عرب بُرا سمجھتے تھے ہم لوگ
قضاءِ حاجت کے لئے مدینہ کے جنگل میں جایا کرتے تھے اور عورتیں اپنی قضائے حاجت
کے لئے رات کو نکلا کرتی تھیں چنانچہ میں اپنی قضائے حاجت کے لئے ایک رات نکلی اور
میرے ساتھ مسطحؓ کی ماں تھیں جو ابورہمؓ بن عبد المطلب کی بیٹی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی
ہیں خدا کی قسم وہ میرے ساتھ چل رہی تھی اچانک اس کی چادر سے ایک پتھر اٹکا اس
نے کہا مسطح برباد ہو میں نے اس سے کہا خدا کی قسم تو نے ایک مہاجر آدمی کے بارے میں
بہت بُری بات کہی ہے اور وہ تو بدر کی لڑائی میں شریک رہے ہیں، اس نے کہا اے
ابوبکر کی بیٹی کیا کبھی تمہیں اس بات کی خبر نہیں لگی؟ میں نے پوچھا کس بات کی خبر؟ تو اس
نے مجھے بہتان باندھنے والوں کا سارا قصہ کہہ سنایا میں نے کہا کیا واقعی ایسا کہا گیا ہے؟
انھوں نے کہا ہاں خدا کی قسم! ایسا ہی کہا گیا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم یہ سنکر
مجھ میں سکت جاتی رہی کہ میں قضائے حاجت بھی کرسکوں اور میں واپس چلی آئی اور
اللہ کی قسم میں برابر روتی رہی یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوگیا کہ میرا جگر پارہ پارہ ہوجائے گا
اور میں نے اپنی ماں سے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں بیان کرتے ہیں اور آپ
نے مجھ سے اس میں سے کسی بات کا بھی تذکرہ نہیں کیا، ماں نے کہا اے میری چھوٹی بیٹی!
ذرا اپنی جان پر رحمت و نرمی اختیار کرو نہیں خدا کی قسم ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی انسان
کے پاس کوئی حسین عورت ہو اور وہ اس کو محبوب بھی ہو اور اس عورت کے ساتھ سوکنیں
بھی ہوں، ان سوکنوں نے اور لوگوں نے اس قسم کی باتیں اس کے بارے میں نہ کی ہوں
اور بہتان نہ تراشے ہوں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں

میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اس کا کبھی مجھے علم نہ ہوا آپ نے اللہ کی تعریف اور ثنا کی اس کے بعد فرمایا لوگو! ان لوگوں نے کیا ٹھان رکھی ہے جو مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف پہونچاتے ہیں اور ان کے بارے میں ناحق بات کہتے ہیں خدا کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اپنے اہل میں بھلائی دیکھی ہے اور یہ باتیں ایسے آدمی کے بارے میں کہتے ہیں خدا کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اس میں بھی سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور جب کبھی وہ میرے کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو میرے ساتھ داخل ہوتا ہے تنہا کبھی نہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ افترا پردازی عبداللہ بن اُبی بن سلول (منافق) نے خزرج کے لوگوں میں مع مسطحؓ اور حمنہ بنت جحشؓ کے پھیلائی تھی حمنہؓ بنت جحش کی اس فتنہ میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آنحضرت کی ازواج میں سے ہیں آپ کی تمام ازواج میں سے کوئی بی بی حضرت زینبؓ کے علاوہ ایسی نہ تھی جو میرے مقابل آپ کے نزدیک ہو لیکن خود حضرت زینبؓ کو اللہ نے ان کے دین کی وجہ سے اس بات سے محفوظ رکھا انھوں نے سوائے بھلی بات کے اور کچھ نہ کہی لیکن ان کی بہن حمنہؓ نے اس افواہ کے بارے میں جو کچھ انھیں پھیلانا تھا خوب پھیلایا اپنی بہن کی وجہ سے مجھ سے سوکن جیسا معاملہ برتا۔ اسی لئے وہ گناہ مول لیکر شقی بنیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ خطبہ ختم فرمایا تو حضرت اُسید بن حضیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ لوگ قبیلۂ اوس سے ہیں تو ہم آپ کی طرف سے اُن سے نمٹ لیں گے اور اگر وہ لوگ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہیں تو آپ ہم کو ان کے بارے میں حکم دیجئے، پس خدا کی قسم ایسے لوگ گردن زدنی کے قابل ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور آج سے قبل وہ بھلے آدمی شمار کئے جاتے تھے اور انھوں نے کہا اے اُسید! خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے تم ان کی گردن نہیں مار سکتے ہو، سن لو خدا کی قسم تم نے یہ بات نہیں کہی مگر اسی وجہ سے کہ تم جانتے ہو کہ وہ افترا پردازی کرنے والے خزرج سے ہیں اور اگر وہ تمہاری قوم میں سے ہوتے تو تم کبھی یہ نہ کہتے، حضرت اُسید بن حضیرؓ نے کہا خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا شاید تو بھی منافق ہے جو منافقین کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دونوں طرف سے لوگ تیار ہو گئے، اور ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں فتنہ برپا ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے اتر کر میرے حجرہ میں تشریف لائے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور ان دونوں سے مشورہ کیا حضرت اُسامہؓ نے تو بھلی اور خیر ہی کی بات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کے اہل ہیں اور ہم نے ان پر

سوائے بھلی بات کے اور کچھ نہ دیکھا اور یہ جو لوگوں نے اڑا رکھا ہے جھوٹ اور باطل ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لیکن حضرت علیؓ نے حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ! عورتیں بہت ہیں آپ قادر ہیں کہ ان کے بدلے کسی اور سے شادی کرلیں اور باندی سے بھی پوچھ لیجئے وہ ضرور آپ سے سچ کہدے گی آپؐ نے حضرت بریرہؓ کو بلایا اور ان سے پوچھنا شروع کیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت علیؓ بریرہؓ کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کو بہت مارا اور کہتے جاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بول' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ یہی کہتی رہی کہ خدا کی قسم میں تو ان میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی اور میں حضرت عائشہ پر کوئی الزام نہیں رکھتی اور نہ کوئی عیب لگاتی ہوں مگر یہ بات کہ میں اپنا آٹا گوندھ کر رکھدیتی تھی اور ان سے کہدیتی تھی کہ ذرا اس کی دیکھ بھال رکھنا یہ آٹا چھوڑ کر سوجاتیں اور بکری آتی اس کو کھاجاتی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے والدین بھی موجود تھے اور میرے پاس ایک انصاری عورت بھی تھی میں اور وہ عورت دونوں رو رہے تھے آپؐ بیٹھ گئے اور آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی' اس کے بعد فرمایا کہ لوگوں نے جو کچھ کہا ہے تمہیں معلوم ہی ہوچکا ہے تم اللہ سے ڈرو اور اگر واقعی تم سے کسی برائی کا ان برائیوں میں سے ارتکاب ہوا ہے جو لوگ کہہ رہے ہیں تو اللہ پاک سے توبہ کرو بیشک اللہ پاک اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم جیسے ہی مجھ سے آپؐ نے یہ بات کہی میری آنکھ کے آنسو خشک ہو گئے میں نے ایک آنسو بھی گرتے ہوئے محسوس نہیں کیا' اور میں یہ انتظار کرنے لگی کہ میرے والدین میری جانب سے آپؐ کو کیا جواب دیتے ہیں ان دونوں نے کچھ نہ کہا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور خدا کی قسم میں اپنے آپ کو بہت حقیر اور اپنی شان کو اس بات سے بہت کم سمجھتی رہی کہ اللہ پاک میرے بارے میں قرآن اتاریگا کہ جس کی تلاوۃ بھی کی جائیگی اور اس کو نمازمیں بھی پڑھا جائیگا مجھے تو فقط یہ گمان تھا اور میں یہ امید لگائے ہوئے تھی کہ آپؐ کو اللہ پاک کوئی خواب دکھائیگا جس سے مجھ پر سے جھوٹا الزام اللہ دور کردیگا' اس لئے کہ اللہ پاک میری برأت سے بخوبی واقف ہے اور اسے میری خبر کی پوری اطلاع ہے لیکن قرآن کا میرے بارے میں اترنا میں خدا کی قسم میں اپنے آپ کو اس بات سے حقیر سمجھتی تھی' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ میرے ماں باپ نے کوئی بات نہیں کی میں نے والدین سے کہا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے ہو؟ انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ ہم آپؐ کو کیا

جواب دیں؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ کسی گھروالوں پر اتنا رنج و غم اترا ہوگا جتنا کہ ان دنوں حضرت ابوبکرؓ کے گھرانے پر اترا تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ دونوں میرے کہنے پر بھی چپ لگا گئے میں آنکھ میں آنسو بھر آئے اور روئی پھر میں نے کہا خدا کی قسم اس بات سے جس کا آپ نے تذکرہ کیا اللہ کی طرف توبہ نہیں کرونگی، خدا کی قسم میں البتہ جانتی ہوں کہ اگر میں اُس بات کا اقرار کرلوں جو لوگ کہتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بری ہوں، تو میں یقیناً ایک ایسی بات کہونگی کہ جو واقع میں نہیں ہوئی اور اگر میں اُس چیز سے انکار کرتی ہوں جو لوگ کہتے ہیں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام لینا چاہا مجھے یاد ہی نہ آیا تو میں نے کہا لیکن میں اسی طرح پر کہتی ہوں جیسے کہ ابویوسف علیہ السلام نے کہا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○ ترجمہ: "پس صبر جمیل اختیار کرتی ہوں اور اللہ سے اس بارے میں مدد طلب کی گئی ہے جو تم لوگ بیان کرتے ہو"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پس خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی جگہ تھے کہ آپ پر اللہ کی طرف سے غشی طاری ہوئی جس طرح کہ (وحی کے وقت) غشی طاری ہوا کرتی تھی آپ کو آپ کے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور چمڑے کا تکیہ آپ کے سر کے نیچے رکھدیا گیا" لیکن میں، جب میں نے یہ دیکھا نہ میں گھبرائی اور نہ میں نے کوئی پرواہ کی اس لئے کہ میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ پاک مجھ پر ظلم کرنے والا نہیں لیکن میرے ماں باپ، پس قسم اُس ذات کی کہ عائشہ کی جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے جب تک کہ حضورؐ سے چادر نہ اٹھائی گئی ان کا یہ حال تھا کہ مجھے یہ گمان ہوگیا کہ کہیں ان دونوں کی جان نہ نکل جائے، اس ڈر سے کہ اللہ پاک کی طرف سے جس طرح پر لوگ کہہ رہے ہیں کہیں اس کی تصدیق نہ اُتر آئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وہ کیفیت ختم ہوئی آپ بیٹھ گئے اور آپ کے چہرۂ مبارک سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا حالانکہ یہ سخت سردی کا دن تھا آپ اپنے چہرۂ مبارک سے پسینہ پونچھتے جاتے اور فرمارہے تھے اے عائشہ البشارت حاصل کر اللہ عزوجل نے تیری برأت نازل فرمادی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا الحمدللہ، اس کے بعد آپؐ نے لوگوں میں جاکر ان میں خطبہ دیا اور اس بارے میں جو کچھ اللہ پاک نے وحی نازل فرمائی اس کی تلاوۃ فرمائی، اس کے بعد آپ نے مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لائے جانے کا حکم دیا، یہ تینوں ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس بہتان کی اشاعت کی

تھی، اور ان تینوں پر بہتان بندی کی حد لگائی گئی۔ لہ

حضرت امام احمدؒ نے اس سلسلہ میں ایک بڑی طویل حدیث ذکر فرمائی ہے اس کے آخر میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے کہا (یعنی اس آیۃ کے اترنے کے بعد) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھڑی ہو جا، میں نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے لئے نہ کھڑی ہونگی اور میں سوائے اللہ عزّ وجل کے کسی کی تعریف نہ کرونگی کہ اسی اللہ نے میری براءت اتاری ہے —— اور اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ۝ وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ۝ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَیُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

(سورۃ النور رکوع نمبر ۲)

ترجمہ: "جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت عائشہؓ صدیقہ کی نسبت) برپا کیا ہے (اے مسلمانو!) وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی (آگے ان قاذفین مؤمنین کو ناصحانہ ملامت ہے) جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں

لہ وہذا الحدیث مخرج فی الصحیحین عن الزہری وہذا السیاق فیہ فوائد جمۃ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۶۰

اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور (زبان سے یہ) کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے! آگے اسی حسن ظن کے وجوب کی وجہ ارشاد فرمائی ہے کہ) یہ (قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔ جبکہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو (کسی دلیل سے) مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے تھے کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک (مقرر) ہے اور (اس امر پر اس سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور (اے تائبین!) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل وکرم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے"۔

جب اللہ پاک نے میری برأت میں یہ آیات نازل فرمائیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت مسطحؓ کی محتاجگی اور قرابت داری کی وجہ سے ان کے نفقہ کی برداشت کیا کرتے تھے، فرمانے لگے خدا کی قسم اس کے بعد کہ انھوں نے عائشہؓ پر بہتان بندی کی ہے اب کبھی بھی ان کا کوئی خرچ برداشت نہ کرونگا تو اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ سورۂ نور رکوع ۳

ترجمہ:۔ "اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیئے کہ وہ معاف کردیں اور درگذر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے؟ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"

اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں خدا کی قسم میں اس بات کو محبوب سمجھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے چنانچہ انھوں نے حضرت مسطح ؓ کو وہ تمام نفقے دیئے جوان پر خرچ کرتے تھے اور کہا خدا کی قسم اب میں تم سے یہ نفقہ کبھی بھی نہ روکونگا۔[1]

بنی غفار کی ایک عورت کہتی ہیں کہ میں حضور ؐ کی خدمت میں بنی غفار کی چند عورتوں کے ہمراہ حاضر ہوئی اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارا ارادہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ اس جنگ میں چلیں اور آپ خیبر کی طرف تشریف لے جانے والے تھے تاکہ ہم لوگ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور جہاں تک ہم سے ہو سکیگا ہم مسلمانوں کی امداد کریں گے آپ نے فرمایا اللہ برکت دے چلو۔ یہ کہتی ہیں کہ ہم سب آپ کے ساتھ چلے چونکہ میں بالکل نوعمر لڑکی تھی آپ نے مجھے اپنے پیچھے کجاوہ کے کنارے بٹھالیا یہ کہتی ہیں پس خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے قریب اُترے اور میں بھی کجاوہ کی پچھلی جانب سے اُتری تو میری جگہ پر میرے خون کا داغ تھا یہ مجھے پہلا حیض آیا تھا، میں مارے شرم کے اونٹنی سے چمٹ گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ کیفیت دیکھی اور خون دیکھا آپ نے فرمایا شاید تجھے حیض آگیا ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا تو اپنی اصلاح کر پھر ایک برتن میں پانی لے اور اس میں نمک ڈال پھر اس سے کجاوہ کے اُس حصہ کو دھو دے جہاں خون لگا ہے پھر اپنی سواری کی جگہ بیٹھ۔ یہ کہتی ہیں کہ جب اللہ نے خیبر فتح کیا تو آپ نے مالِ غنیمت میں سے ہم لوگوں کو بھی کچھ حصہ دیا اور یہ ہار جو تو میرے گلے میں دیکھ رہی ہے آپ نے لیکر مجھے دیا اور اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈال دیا پس خدا کی قسم یہ ہار اب مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوتا ہے چنانچہ یہ ہار مرتے دم تک ان کے گلے میں رہا مرتے وقت انھوں نے وصیت کی کہ ان کو اس ہار سمیت دفن کیا جائے اور ان کی عادت تھی کہ جب کبھی یہ حیض سے پاک ہوتیں تو اپنے غسل کے پانی میں نمک ملا لیا کرتی تھیں اور انھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو نمک پڑے ہوئے پانی سے مجھے غسل دینا۔[2]

حضرت حمید ؒ بن ہلال ؒ بیان کرتے ہیں کہ طفاوہ کا ایک آدمی جس کا راستہ ہماری طرف سے تھا قبیلہ میں آکر لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا اس نے کہا میں مدینہ اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ آیا تھا ہم لوگوں نے اپنا سامان بیچا پھر میں نے کہا کہ میں ضرور اس آدمی (حضور ؐ) کے پاس

---

[1] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۷۵ واخرجہ ایضاً الطبرانی مطولاً جداً کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۲۳۲۔ [2] واخرجہ ابن سعد ج ۸ ص ... وہکذا رواہ الامام احمد و ابوداؤد من حدیث ابن اسحٰق ورواہ الواقدی باسنادہ عن امیۃ بنت ابی الصلت کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۰۶ واخرج الامام احمد

جاؤنگا اور اس کی خبر ان لوگوں سے جو میرے پیچھے ہیں بیان کرونگا چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اچانک آپؐ نے مجھے ایک کوٹھری دکھلائی اور فرمایا اس میں ایک عورت رہتی تھی جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کے لئے نکلی اور بارہ بکریاں اور اپنی تکلی جس سے وہ کاتا کرتی تھی چھوڑ گئی تھی آپؐ نے فرمایا جب وہ واپس آئی تو اپنی بکریوں میں سے ایک بکری اور وہ تکلی نہ پائی تو کہنے لگی اے رب! تو اس آدمی کے لئے ضامن ہوا ہے جو تیرے راستہ میں نکلے کہ تو اس کی حفاظت فرمائیگا، اور میں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری اور اپنی تکلی نہ پائی ہے اور میں تجھے اپنی بکری اور تکلی کے بارے میں قسم دیتی ہوں، راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا اللہ پاک کے اوپر قسم دینے کا اس آدمی سے تذکرہ فرمایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ صبح ہی صبح اس عورت کی بکری اور اُسی جیسی ایک اور بکری اور اس کی تکلی اور اُسی جیسی ایک اور تکلی موجود تھی (آپؐ نے فرمایا) دیکھ! یہ عورت موجود ہے اُس کے پاس آ، اور اس سے پوچھ اگر تیرا جی کرے، ان طفدی نے کہا میں نے عرض کیا کہ میں نے آپؐ کی تصدیق کی [۱]

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنت ملحانؓ کے یہاں تشریف لے گئے اور ٹیک لگا کر ان کے یہاں بیٹھے اور ہنسے بنتِ ملحانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ بحرِ اخضر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جہاز پر سوار ہونگے وہ اس طرح پر ہونگے جیسے کہ بادشاہ تخت پر سوار ہوتے ہیں بنتِ ملحانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کر دے آپؐ نے دعا فرمائی کہ اے میرے اللہ! اس کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے، پھر آپؐ نے دوبارہ ہنسنا شروع کیا، بنتِ ملحانؓ نے پھر آپؐ سے پہلی طرح پوچھا اور آپؐ نے پھر ان کو پہلی طرح جواب دیا بنتِ ملحانؓ نے کہا اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ مجھ کو ان میں سے کر دے آپؐ نے فرمایا کہ تم تو پہلے لوگوں میں سے ہو گئیں اور تم دوسرے لوگوں میں سے نہیں ہو، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنتِ ملحانؓ نے عبادہ بن صامتؓ سے شادی کر لی اس کے بعد بنتِ قرظہؓ کے ساتھ بحری سفر پیش آیا جب جہاد سے واپس ہوئیں تو سواری پر سوار ہونے لگیں، سواری انھیں لیکر بدکی یہ گر پڑیں اور ان کا انتقال ہو گیا،

---

[۱] قال الہیثمی جہ صفحہ ۲۷۷ رواہ الامام احمد ورجالہ رجال الصحیح انتہی ت و اخرج البخاری

جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا خدمت کرنا

حضرت اُمِ سلیمؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انصار کی عورتیں غزوہ میں شریک ہوتی تھیں یہ مریضوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں[1]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں اُمِ سلیمؓ کو لے جاتے اور انصار کی چند عورتیں ان کے ہمراہ ہوتیں جو پانی پلاتیں اور مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں[2]

حضرت ربیع بنتِ معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضورؐ کے ہمراہ ہوتیں ہم پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو واپس لاتی تھیں[3] انھیں سے دوسری روایت میں ہے ہم حضورؐ کے ساتھ غزوہ کرتی تھیں ہم قوم کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتیں اور مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ کی طرف واپس لاتی تھیں[4]، اُمِ عطیہ انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوں میں شرکت کی ہے میں مجاہدین کے جاؤوں کی دیکھ بھال کے لئے پیچھے رہتی اور ان کے لئے کھانا پکاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدہ کی نگہداشت کرتی تھی[5]

لیلیٰ غفاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ غزوہ میں جاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی[6]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ اُحد ہوا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ بنت ابوبکر اور اُمِ سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ پائینچے چڑھائے ہوئے ہیں ان کی پنڈلی کی جھانجن نظر آرہی ہے پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے ہیں، دوسرے راوی کہتے ہیں کہ پانی کا مشکیزہ اپنے کندھے پر لادے ہوئے لیجارہی ہیں اور اس سے زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور اس کو بھرتی تھیں اور پھر لوگوں کے منہ میں پانی ڈالنے لے جاتی تھیں[7]

حضرت ثعلبہ بن ابی مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اونی چادریں مدینہ کی عورتوں پر تقسیم فرمائیں، ایک عمدہ چادر بچ گئی حاضرین میں سے بعض نے کہا اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیدو جو آپ کے پاس ہے یعنی اُمِ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

---

[1] اخرجہ الطبرانی [2] قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۳۲۴ رجالہ رجال الصحیح [3] واخرجہ مسلم و الترمذی وصححہ [4] واخرجہ البخاری [5] واخرجہ ایضاً الامام احمد فی المنتقی [6] واخرجہ الامام احمد و مسلم و ابن ماجہ [7] کذا فی المنتقی واخرجہ الطبرانی قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۳۲۴ وفیہ القاسم بن محمد بن ابی شیبۃ وہو ضعیف انتہی واخرجہ البخاری واخرجہ ایضاً مسلم و البیہقی ج۹ صفحہ ۳۰ عن انسؓ بنحوہ واخرجہ البخاری

کو، حضرت عمرؓ نے فرمایا اُمِ سلیطؓ اس چادر کی اُس سے زیادہ مستحق ہیں۔ اُمِ سلیطؓ انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی اُمِ سلیطؓ جنگِ اُحد میں ہم لوگوں کے لئے مشک سر پر لاد کر لایا کرتی تھیں [1]

حشرجؒ بن زیاد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ حُنین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عورتیں بھی گئی تھیں، اسی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے کچھ پوچھا تھا تو ان عورتوں نے کہا تھا کہ ہم نے اُون کات کات کر نکلنے کی تیاری کی ہے، ہم اللہ کے راستے میں مدد کرنے کے لئے نکلی ہیں زخمیوں کا علاج کریں گی اور تیر پکڑائیں گی اور ستّو گھول کر پلائیں گی، [2]

زہریؒ فرماتے ہیں کہ عورتیں حضورؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں [3]

عورتوں کا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا

حضرت سعیدؒ بن زید انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اُمّ سعد بنت سعدؓ بن ربیع بیان کیا کرتی تھیں کہ میں اُمِ عمارہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا کہ اے خالہ! تم مجھ سے اپنا قصہ سناؤ تو اُمّ عمارہؓ نے نے بیان کیا میں دن کے شروع حصہ میں نکلی یہ دیکھنے کے لئے کہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور میرے پاس مشکیزہ میں پانی تھا میں حضورؐ کے پاس پہونچی آپؐ اپنے اصحابؓ کے مجمع میں تھے، غلبہ مسلمانوں کا تھا اور ان کی ہَوا بندھ رہی تھی پس جب مسلمانوں کی شکست ہوگئی میں حضورؐ کی طرف آئی اور لڑنے کے لئے کھڑی ہوگئی اور میں تلوار کے ذریعہ دشمنوں کو آپؐ سے دفع کرتی اور کمان سے تیر چلاتی یہاں تک کہ میں بہت زخمی ہوگئی اُمِ سعدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کندھے پر زخم دیکھا کہ اس کی گہرائی بہت اندر تک تھی میں نے اُن سے پوچھا یہ زخم تمہیں کس نے لگایا تھا؟ انھوں نے کہا ابنِ قمیئہ نے، خدا اُسے جہنم میں داخل کرے، جب صحابۂ کرامؓ حضورؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے، ابنِ قمیئہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بتاؤ کہ میں اُسے کاٹ ڈالوں (نعوذ باللہ) اگر ہو سکا اس کے سامنے میں اور حضرت مصعب بن عمرؓ اور کچھ لوگ جو آپؐ کے ساتھ جمے رہے تھے آئے، اُس نے مجھے یہ تلوار ماری اور اس وجہ سے میں نے اس پر کئی تلواریں ماریں مگر وہ خدا کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا، [4]

---

[1] واخرجہ ایضاً ابو نعیم وابو عبید کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۹۷ [2] واخرج ابوداؤد [3] وعند عبدالرزاق [4] کذا فی فتح الباری ج ۶ صفحہ [5] ذکرہ ابن ہشام [6] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۴ واخرجہ ایضاً الواقدی من طریق ابن ابی صعصعہ عن ام سعید بنت سعد بن الربیع، کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۴۷۹

حضرت عمارہ بنت غزیہؓ فرماتی ہیں کہ انھوں نے اُس دن مشرکین کے ایک سوار کو قتل کیا تھا اور ایک دوسری سند سے ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں نے جب دائیں یا بائیں جانب دیکھا تو میں نے عمارہؓ کو دیکھا کہ وہ اُس جانب میں میرے آگے ہو کر لڑ رہی تھیں۔[1]

ضمرہؓ بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس اونی چادریں آئیں ان میں ایک چادر بہت اعلیٰ اور وسیع تھی حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ اس چادر کی اتنی اور اتنی قیمت ہے اگر آپ اسے عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دیدیں تو اچھا ہے اور وہ نوجوان ہیں ابن عمرؓ کے گھر ابھی نہیں آئی ہیں حضرت عمرؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اس چادر کو تو میں اُس کے پاس بھیجونگا جو صفیہؓ سے زیادہ اس چادر کی مستحق ہے یعنی اُم عمارہؓ نسیبہ بنت کعب کے پاس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی میں نے دائیں یا بائیں جانب دیکھا تو میں نے اُم عمارہ کو بھی دیکھا کہ مشرکین سے میری طرف سے جنگ میں مشغول ہے۔[2]

حضرت ہشامؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا جنگِ اُحد میں آئیں اور دوسروں کو شکست ہو چکی تھی ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا یہ مشرکین کے چہرہ پر اُسے مار رہی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیرؓ! عورت ہے (اور اس کی دلیری دیکھو)[3]

عبادؒ راوی کہتے ہیں کہ صفیہ بنتؓ عبدالمطلب حسانؓ بن ثابت کے قلعہ کی چھت پر تھیں بیٹھی تھیں کہ حسانؓ ہم عورتوں اور بچوں کے ساتھ اُسی قلعہ پر تھے ہم لوگوں پر ایک یہودی گذرا اور اس قلعہ کا چکر لگانے لگا، اور بنی قریظہ نے جنگ کر رکھی تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان کا راستہ منقطع ہو چکا تھا ہمارے اور ان یہود کے درمیان میں کوئی ایسا بھی نہ تھا جو ہم سے یہودیوں کو دفع کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ میں تھے اس وجہ سے ان میں اس بات کی استطاعت نہ تھی کہ انھیں چھوڑ کر ہماری طرف آئیں کہ اچانک ہمارے پاس یہ آنے والا یہودی آیا میں نے کہا اے حسان! یہ یہودی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو قلعہ کا چکر لگا رہا ہے اور میں خدا کی قسم اس سے مامون نہیں کہ یہ ہم لوگوں کے پردہ میں ہونے کو ان یہودیوں سے کہدے جو ہمارے پیچھے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جنگ میں مشغول ہیں تم اس کی طرف اترو اور اسے قتل کر آؤ، حضرت حسانؓ کہنے لگے اے بنتِ عبدالمطلب، اللہ تیری مغفرت کرے خدا کی قسم تو جانتی ہے کہ میں اس

---

[1] واخرجہ الواقدی بسند آخر کذا فی الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۵۹ [2] واخرجہ ابن سعد من طریق الواقدی کذا فی کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۸ [3] واخرجہ ابن سعد کذا فی الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۹ [4] واخرجہ ابن اسحاق

میدان کا مرد نہیں، حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ جب انھوں نے مجھ سے یہ کہہ دیا اور میں نے ان کے پاس کوئی چیز بھی نہ دیکھی تو میں نے کمر سے کپڑا کسا اور ایک لکڑی ہاتھ میں لی پھر قلعہ سے اس کی طرف اُتری پھر اُس لکڑی سے میں نے اُسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے اُسے قتل کر دیا اور میں اُس کے قتل سے فارغ ہو کر پھر قلعہ میں آگئی اور میں نے کہا اے حسانؓ! قلعہ سے اُتر اور اس کا سامان تو لے آ، چونکہ وہ مرد تھا اس لئے میں اُس کا سامان نہ لائی انھوں نے مجھ سے کہا اے عبد المطلب کی بیٹی! مجھے اُس کے سامان کی ضرورت نہیں[1] ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ وہ پہلی عورت ہیں جنھوں نے مشرکین میں سے ایک مرد کو قتل کیا ہے[2]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یوم حنین میں ابو طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں ہنستے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اُمِّ سلیمؓ کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ ان کے پاس خنجر ہے آپ نے اُمِّ سلیمؓ سے کہا کہ اے اُمِّ سلیم! تمہارا خنجر اٹھانے سے کیا ارادہ ہے؟ اُمِّ سلیمؓ نے عرض کیا اگر کوئی بھی ان مشرکین میں سے میرے قریب آئیگا تو اس سے میں اس کے بھونک دونگی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اُمِّ سلیمؓ نے جنگِ حنین میں ایک خنجر لیا اور کہا یہ میں نے اس لئے لیا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب آئیگا تو اس سے اس کا پیٹ پھوڑ دوں گی[3]

حضرت مہاجرؒ فرماتے ہیں کہ اسماء بنتِ یزید بن سکن حضرت معاذ بن جبلؓ کے چچا کی بیٹی نے جنگِ یرموک میں خیمہ کی لکڑی سے نو[9] رومی قتل کئے[4]

عورتوں کو جہاد میں جانے سے ممانعت

حضرت اُمِّ کبشہؓ فرماتی ہیں کہ عذرہ بنی قضاعہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں فلاں لشکر کے ساتھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا جہاد کا ارادہ نہیں ہے تو اس ارادہ سے جانا چاہتی ہوں کہ زخمیوں اور مریضوں کا علاج کروں اور مریضوں کو پانی پلاؤں، آپ نے فرمایا اگر یہ بات

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۰۸ واخرجہ البیہقی ج ۶ صفحہ ۳۰۸ من طریق ابن اسحٰق عن یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ ثم اخرج من طریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ مثلہ عن صفیہ [2] واخرجہ ایضاً ابن ابی خیثمۃ و ابن مندہ من روایۃ ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن جدتہ صفیہؓ و ابن سعد من طریق ہشام عن ابیہ کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۴۹ واخرجہ ابن سعد عن ہشام عن صفیہ و الزبیر بمعناہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۹۹ واخرجہ ایضاً الطبرانی و ابو یعلی و البزار عن الزبیر کما فی المجمع [illegible] صفحہ [illegible] [3] واخرجہ ابن ابی شیبۃ [illegible] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ [illegible] واخرجہ ایضاً ابن سعد بسند صحیح کما فی [illegible] وعند مسلم [4] واخرجہ الطبرانی [illegible] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۶۰ ورجالہ ثقات [illegible]

کا جہاد میں جانا سنت بن جانے کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ یوں دلیل پکڑیں گے کہ فلانی تو جہاد میں گئی تھی تو میں تجھے اجازت دیدیتا لیکن تُو بیٹھ جا، جہاد میں مت جا۔[1]

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں عورتوں کی طرف سے آپ کے پاس وفد بنکر آئی ہوں اللہ پاک نے اس جہاد کو مردوں پر فرض کر دیا ہے اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو انھیں ثواب ملتا ہے اور اگر شہید ہوتے ہیں تو اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے اور ہم عورتوں کی جماعت ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ راوی کہتے ہیں آپ نے فرمایا جس کسی عورت سے تو ملے اس کو یہ اطلاع پہونچا دینا کہ شوہر کی فرماں برداری کرنی اور اس کے حقوق کا اقرار کرنا جہاد کے ثواب کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسی ہیں جو اس فریضہ میں پوری اترتی ہو۔[2] پھر آپؐ کے پاس ایک اور عورت آئی اس نے عرض کیا میں عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، ان عورتوں میں سے کوئی عورت خواہ آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں ایسی نہیں کہ اُسے آپ کے پاس اس بارے میں میرے آنیکی خواہش ضرور ہے۔ اللہ مردوں اور عورتوں کا رب ہے اور معبود ہے اور آپ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے اللہ کے رسول ہیں، اللہ پاک نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو دولت ان کے پلے پڑتی ہے اور اگر وہ شہید ہوتے ہیں تو اپنے رب کے نزدیک ثواب دیئے جاتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اب آپ فرمائیے کہ مردوں کے اس عمل کے مقابلہ میں عورتوں کی کونسی طاعت ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا شوہر کی اطاعت کرنی اور اس کے حق کا پہچاننا، اور تم میں سے بہت کم عورتیں ہیں جو اس کا لحاظ رکھتی ہیں۔[3]

بچوں کا اللہ کے راستے میں نکل کر جہاد کرنا

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں ایک عورت نے غزوۂ احد میں اپنے لڑکے کو جو اس تلوار کو نہ اٹھا سکا تو اس عورت نے تسمہ سے اس کے بازو پر تلوار باندھدی پھر اس کو لیکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا آپ کی طرف سے جہاد کریگا، چنانچہ آپ نے فرمایا اے بیٹے! ادھر حملہ کر، اے بیٹے! ادھر حملہ کر، پس

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۲۳ رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح۔ [2] اخرجہ البزار کذا فی ... [3] اخرجہ ... البزار ... والطبرانی ... کذا فی الترغیب ج ۳ صفحہ ۳۳۶ [4] اخرجہ ابن ابی شیبہ

لڑکے کو زخم لگا اور گر گیا، اس کو آپؐ کے پاس اٹھا کر لایا گیا آپؐ نے اس سے فرمایا اے میرے بیٹے! شاید کہ تو گھبرا گیا اس نے کہا یا رسول اللہ! نہیں [1]

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیرؓ بن ابی وقاصؓ کو ان کے بدر میں نکلنے سے واپس کیا اور ان کو بہت چھوٹا سمجھا عمیرؓ رو پڑے آپؐ نے انھیں اجازت دیدی حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس پر تلوار کا پر تلہ باندھا اور میں بدر کی لڑائی میں حاضر ہوا اور میرے چہرے پر (ڈاڑھی کا) ایک ہی بال تھا جس پر میں اپنا ہاتھ پھیرتا تھا [2] (اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کے بھائی عمیرؓ کی کتنی عمر تھی؟)

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاصؓ کو دیکھا، اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں ہمارے سامنے آئیں، چھپتا پھر رہا تھا میں نے کہا اے میرے بھائی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے حضورؐ دیکھیں اور چھوٹا سمجھ کر مجھے واپس کر دیں اور میں جہاد میں جانے کو پسند کرتا ہوں شاید کہ اللہ پاک مجھے شہادت سے نوازے، حضرت سعدؓ نے ان کو حضورؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے واپس کر دیا یہ رو دیئے آپؐ نے ان کو اجازت دیدی حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی تلوار کا پرتلہ میں نے باندھ دیا وہ شہید کئے گئے اور ان کی سولہ (۱۶) سال کی عمر تھی [3]

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۷ [2] و خرج ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۷ واخرجہ ایضاً الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۸۸ والبغوی بمعناہ [4] واخرجہ ابن سعد [5] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۱۳۵ واخرجہ بزار ورجالہ ثقات کما فی المجمع ج ۶ صفحہ ۶۹

تصانیف حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تبلیغی نصاب (عکسی)

جلد اوّل

جس میں حسبِ ذیل کتابیں یکجا جمع کردی گئی ہیں

حکایاتِ صحابہؓ جس کے پڑھنے سے مرد و عورت اور بچوں کے قلوب میں مذہب کے بلند جذبات اور اسلام کا صحیح ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت دو روپیہ

فضائلِ نماز جس میں نماز پڑھنے کی فضیلت، چھوڑنے پر اخروی عذاب اور دنیوی نقصان، جماعت کا ثواب اور اس کے ترک پر سزائیں اور بزرگوں کے قصے درج فرمائے گئے ہیں۔ قیمت: ۸۰ پیسے

فضائلِ تبلیغ تبلیغ کی ضرورت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، جس میں اکرامِ مسلم اور اخلاصِ نیت وغیرہ کی بھی اہمیت درج ہے۔ قیمت ۳۰ پیسے

فضائلِ ذکر وہ آیات و احادیث جمع فرمائی ہیں جن میں ذکر کے برکات کلمۂ طیبہ کے فضائل، اور تسبیحاتِ فاطمہ کے ثواب وارد ہوئے ہیں۔ قیمت: ایک روپیہ پچھتر پیسے

فضائلِ قرآن مجید قرآن پاک کی تلاوت کی فضیلتیں اور ترک پر سزائیں نیز قرآن پاک کے آداب اور مخصوص سورتوں کے خواص و اعمال بھی درج ہیں۔ قیمت ساٹھ پیسے

فضائلِ رمضان رمضان المبارک، تراویح، سحری، لیلۃ القدر اور اعتکاف

وغیرہ کے فضائل و تاکید اور اہلِ اللہ کے معمولات کی تفصیل ہے۔ قیمت ۵۵ پیسے

فضائلِ درود شریف درود شریف کے فضائل اور عشق نبوی کے بیشمار قصے نیز عربی میں بیشمار درود پاک مع ترجمہ درج ہیں۔ قیمت ۵۰/ا یہ سب کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں۔ قیمت مجلد پلاسٹک ۱۰/- مجلد چرمی ۱۰/- قسم اول مجلد چرمی ۱۱/-

تبلیغی نصاب (عکسی)

جلد دوم

جس میں حسب ذیل دو کتابیں یکجا جمع کردی گئی ہیں

فضائل صدقات عکسی دونوں حصے سات فصلوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل بخل کی خرابیاں صلہ رحمی کی تاکید اور زکوٰۃ و صدقات کے فضائل ترک پر وعیدیں اور اہلِ خیر کے سیکڑوں دلچسپ قصے درج ہیں۔ مجلد چرمی ۵۰/۷ جب سے فضائل صدقات اور فضائل حج ایک جلد میں مجلد کرائی گئی ہیں اس کی اشاعت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

فضائلِ حج عکسی حج کے فضائل، آداب اور حکمتیں حج نہ کرنے پر دنیا و آخرت کی سزائیں فضائل مکہ و مدینہ اور مقامات مقدسہ کی تاریخ اور عشاق کی ستر حکایات درج ہیں۔ قیمت مجلد تین روپے

یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں دونوں کتابیں فضائل صدقات و حج یکجا مجلد ۱۱/-

حضرت شیخ اور انکی

آپ بیتی

۔ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کی مغتنم ہستی کا مختصر تذکرہ اور حضرت کی آپ بیتی نیز مضمون اسٹرائک خود حضرت کے قلم سے درج ہے۔ قیمت مجلد ۲۵/ا

THE

TEACHINGS OF ISLAM

Consists of

THE SIX BOOKS GIVEN BELOW

The study of these books will definetely inspire the feelings of Islam and hvill help a man to follow his religioneasily.

STORIES OF SAHABA 4.25	VIRTUES OF SALAT 3.00	VIRTUES OF TABLIGH 0.60
VIRTUES OF THE HOLY QURAN 3.50	A CALL TO MUSLIMS 0.40	SIX FUNDAMENTALS 0.60

MUSLIM DEGENERATION AND ITS ONLY REMEDY 0.60

Published by:

(Munshi) Anis Ahmad

Idara Ishaat-e-Diniyat, H. Nizamuddin, N. Delhi.

Price Rs. 12.00

FUNDAMENTALS OF ISLAM

Rs. 1.50